

U306

Date - 2-1-08

Title - ASHRAPUT TAWAREEKIT.

creator - Sayyid Shah Mawla. Akbar Darsana puri.

Publisher - Matlib Dargah Akbaria (Dargah).

Date - 1325 H - 1328 H.

Pages -

Subject - Tarikh - Islami.

CHECKING 2092

99

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۴۳	داستان دختر بارغہ از نسل عادیان کہ نمایانہ جمال	۱۴۳	حضرت اسحاق علیہ السلام
۱۴۳	حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہو کر اور اسی آئینہ	۱۴۳	راکتس و واجبات حج
۲۲۶	جمال حقیقت کو دیکھ کر مجاہد سے حقیقی کو پہنچی	۱۴۳	حضرت برہم علیہ السلام کی بی بی حضرت سارو کی وفات
۱۴۲	بغیر ای زلیخا کی عزیزہ مصر کو دیکھ کر وہ نہیں	۱۴۲	اور حضرت برہم کی اولاد ازواج کا بیان
۲۲۶	جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا	۱۴۲	حضرت برہم علیہ السلام کی وفات اور اس کے صحیفوں
۲۵۸	زلیخا کا زمانہ مصر کے سامنے اپنی بڑی کی مندر پیش کرنا	۱۴۲	کی تعداد جو ان پر نازل ہوئے
۲۴۱	حضرت یوسف کی زندان میں رونق افزوی	۱۴۵	حالات حضرت لوط علیہ السلام
۱۴۸	یہاں تک کہ ذات شریف کی عبارت تھی جو عجیبہ لکھی گئی	۱۴۸	حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی تباہی
۱۸۰	اب اس کے بعد تاریخ کامل سے ترجمہ کر کے بعض حالات	۱۸۰	حالات حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام
۱۸۲	لکھ جاتے ہیں جس میں جابجا قرآن شریف سے مدول لکھی	۱۸۲	حالات حضرت اسحاق علیہ السلام
۲۴۷	لطف عبارت تو علی ہی میں اس کی اس کیلئے ترجمہ کیا	۱۸۵	حالات حضرت یوسف علیہ السلام کی تبار اور ان کا صبر و شکر
۱۸۵	تھوڑے سال میں حضرت یوسف کے بہائیوں کا علم	۱۸۵	حضرت یوسف کے تین رفیقوں کا آپ کو ملاست کرنا
۱۹۳	کو مصر جانا اور حضرت یوسف کو نہ پہچان اور آپ کا انہیں	۱۹۳	اور ایک کڑا انہیں جواب دینا اور آپ کا ان تینوں سے مذاق ہونا
۲۴۸	غلہ دیکر بن یامین کے لائیگا وعدہ کرنا	۱۹۳	حضرت یوسف علیہ السلام کی کچھ عرض معروض اور
۱۹۴	بہائیوں کا حضرت یعقوب سے ابن یامین کے	۱۹۴	اللہ تعالیٰ کی مہربانی اپنے یوسف بندے پر
۲۶۰	مصر لے جانے کی درخواست کرنا	۱۹۹	حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر
۲۰۶	حضرت یوسف کا ابن یامین کے پورے میں کٹورا	۲۰۶	حضرت یوسف کا خواب دیکھنا اور بہائیوں کا حسد
۲۶۲	رکھو ادینا اور اس حلیہ سے اُن کو اپنا پاس رکھ لینا	۲۰۶	حضرت یوسف کا بہائیوں کے ساتھ جنگل میں جانا
۲۶۴	حضرت یوسف کے ابتلا کا سبب	۲۰۶	اور برادران نامہ بیان کا آپ کو مارنا اور چاہ میں الدینا اور پھر
۲۰۹	حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیٹوں کو مصر بھیجنا اور	۲۰۹	بعد نکلنے کے چند درم میں فروخت کرنا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	حضرت موسیٰ کا ایک بنی اسرائیل اور ایک قبطی	۲۷۸	حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے ظاہر ہونا
۳۱۴	کے بیچ بچاؤ میں قبطی کو گورنا مانا جس سے وہ مر گیا	۲۷۹	حضرت یعقوب کا خط حضرت یوسف کے نام
	اسرائیلی کا غلطی سے حضرت موسیٰ کو قبطی کا قاتل سمجھنا	۲۷۹	مضمون کتب شریف حضرت یعقوب
۳۱۵	کرنا اور حضرت موسیٰ کا مصر سے چلا جانا		حضرت یوسف کا اپنا قمیص حضرت یعقوب کے پاس
	حضرت موسیٰ کا مصر سے نکال کر دین میں پہنچنا اور	۲۸۰	بھیجنا اور آپ کا بیٹا ہو جانا
۳۱۷	حضرت شعیب کی بیٹیوں کی بکریوں کو پانی پلانا		حضرت یعقوب کا حسب الطلب حضرت یوسف
	حضرت شعیب کا اپنی دختر بی بی صفورا کا حضرت		کنعان سے مع خاندان مصر کو روانہ ہونا اور مان
۳۱۹	موسیٰ سے نکاح کر دینا	۲۸۳	باپ اور بھائیوں کا انہیں سجدہ کرنا
۳۲۱	حضرت موسیٰ کو حضرت شعیب سے عصا ملنا	۲۸۴	حضرت یوسف کی عمر اور اولاد کا مفصل بیان
	حضرت موسیٰ کا آگ کی تلاش میں جانا اور آتش طور	۲۸۹	حضرت یعقوب کی وفات اختلاف اقوال
	کے پردے میں لٹکا پروردگار تعالیٰ شانہ کا مشاہدہ	۲۹۰	بیان وفات حضرت یوسف صدیق علیہ السلام
۳۲۲	کرنا اور ظلمت رسالت نبوت سے سزا ہونا		قصہ حضرت شعیب ابن ضیعون بن عقیل بن نابت
	حضرت موسیٰ سے اللہ تعالیٰ شانہ کا کلام کرنا	۲۹۴	بن مدین بن ابراہیم
	اور عصا اور ید بیضا کا معجزہ دیکر فرعون کے پاس ہول		حضرت شعیب کی قوم کی نافرمانی اور ان پر لعنہ
	کر کے بھیجنا اور حضرت ہارون کو آپ کی درخواست	۲۹۴	کا عذاب
۳۱۹	کہہ موافق شریک نبوت کرنا	۲۹۶	حضرت شعیب دونوں قوموں کی طرف سے
۳۲۵	حضرت موسیٰ کا مصر جانا اور حضرت ہارون کو ساتھ لے جانا	۲۹۸	قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
	حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کا فرعون کے پاس		حضرت موسیٰ کا فرعون کی ڈاڑھی کسوتنا اور
۳۲۶	جاننا اور حضرت موسیٰ کا معجزہ عصا و ید بیضا دیکھنا		اسکا حضرت موسیٰ کو فرج کرنا حکم دینا اور بی بی آسیہ
	حضرت موسیٰ کو تبلیغ رسالت میں نرمی کا حکم اور فرعون	۳۱۳	کی سفارش سے اس حکم کو منسوخ کرنا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰۹	حضرت موسیٰؑ کی وفات	۳۳۵	اہلکی ایذا رسانی کیلئے مشورہ کرنا ..
۳۱۰	حضرت موسیٰؑ کی وفات کی نسبت اور روایتیں		نہر موسیٰؑ اور ساحرہون کا مقابلہ اور حضرت موسیٰؑ کا
۳۱۱	حضرت موسیٰؑ کی عمر اور زمانہ اور حضرت یوشعؑ کی نبوت	۳۴۹	لب رہنا
	حضرت یوشعؑ کی نبوت اور تفصیلی حالات اور بیعت ابھیلا		حرون کا حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانا اور حرون کا
۳۱۲	کی فتح	۳۵۱	بن اور خلیل اور اسکی زوجہ کو قتل کرنا ..
۳۲۵	حضرت خرقیلؑ کی نبوت اور انکے تفصیلی حالات		یہ کہ حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانا اور حرون کا انہیں
۳۲۵	حضرت خرقیلؑ کا طاعونی مرد کو جلا نا ..	۳۵۳	قتل کرنا
۳۲۷	حضرت الیاسؑ کے تفصیلی حالات ..		دن کا بنی اسرائیل کو انورع و اقسام کی تکلیفات
	احباب کی زوجہ کا ایک ہمسایہ یون کو قتل کر کے	۳۵۵	لانا اور موسیٰؑ کا انکو تسلی دینا ..
۳۲۸	اسکا باغ لے لینا		رست موسیٰؑ کے زمانہ نبوت کے دو تین واقعات اور بنی
	حضرت الیاسؑ کی قوم کی بت پرستی اور غیر قحط	۳۹۸	اختصاصاً تحریر کرنا ہون اور بنی کو اس بیان پر تمام راہوں
۳۲۹	کی مصیبت اور الیاسؑ کا فرشتہ صفت بننا اور شاگردی		یا اسرائیل کے حالات جو تبلیغی صحرائیں غیر گدرب
۳۳۶	حضرت الیسعؑ اور ابن اخوط کے حالات ..	۴۰۰	حضرت ہارونؑ کی وفات
	حضرت اشموئیل علیہ السلام کی نبوت کا زمانہ ..		یا اسرائیل کا ایسا چکر کرنے سے انکار اور بیان
	حضرت داؤدؑ کی نبوت اور حضرت اشموئیلؑ کا انکو زور	۴۰۱	مصرین بے شکستہ پہنا اور حضرت موسیٰؑ کا عیج کو قتل کرنا
۴۵۷	پہننا اور اسکے قدر پر رست آنا انکا جاہلوت کو قتل کرنا	۴۰۳	حضرت ہارونؑ کی وفات
۴۶۸	حضرت داؤدؑ کی پیغمبری اور بادشاہی ..	۴۰۴	وہ کے حالات اور اسکا نسب اسکا مال اور اسکا غور
	فرشتوں کا حضرت داؤدؑ سے ایسا مال پیش کرنا اور کچھ		ارون کا بنی اسرائیل کے کچھ امور کو بکا کر حضرت موسیٰؑ
۴۷۹	آپکی خطا پر متنبہ کرنا	۴۰۶	بزرگ کی تہمت لگانا اور اسکا جوہٹ ثابت ہونا
	حضرت داؤدؑ کی دعا اللہ تعالیٰ شانہ سے اپنے	۴۰۷	حضرت موسیٰؑ کی بد دعا سے قانون کا زیر زمین جس جا

مضمون	صفحہ	مضمون
بلقیس کا حضرت سلیمانؑ کے حضور میں حاضر ہونا اور	۴۸۰	گناہوں کی مغفرت کیلئے اور اس کا قبول ہونا
طرفہ العین میں اس کے تخت کا حضرت سلیمانؑ کے	۴۸۰	دعا سے حضرت داؤدؑ
پاس آ جانا	۴۸۰	بیت المقدس کی تعمیر اور حضرت داؤدؑ کی وفات
حضرت سلیمانؑ کا شیش محل میں بلقیس سے ملاقات کرنا	۴۸۰	داؤد کا بیت المقدس کی جگہ تجویز کر کے اس کی تعمیر
حضرت سلیمانؑ اور بلقیس کے نکاح کی دو باتیں	۴۸۰	کی ابتدا کرنا اور حضرت سلیمانؑ کا اسے تمام کرنا
حضرت سلیمانؑ کا اپنی زوجہ جرادیہ کے باب پر چڑائی	۴۸۸	حضرت داؤدؑ کی وفات اور ان کی اولاد اور عمر وغیرہ
کرنا اور جرادیہ سے نکاح کرنا اور آپ کے گہری دوستی پر	۴۸۸	حضرت سلیمانؑ کے عادات اور ہوا کا ان کی طاعت کرنا
اور ان کی گلوٹھی کا کو جانا اور ان کی حکومت کا پورا پورا ہونا	۴۹۵	اور حضرت سلیمانؑ کو سلطنت کا ملنا
آصف کا حضرت سلیمانؑ کو اس بت پرستی کی خبر کرنا اور	۴۹۸	ذکر حضرت لقمان حکیم علیہ السلام کا
حضرت سلیمانؑ کا اللہ تعالیٰ کی جنابین تو پر کرنا	۵۰۵	حضرت سلیمانؑ کے مفصل حالات
صخرہ لجنی کا حضرت سلیمانؑ علیہ السلام کی مدد لیکر بادشاہ	۵۲۲	تخت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
ہو جانا اور سلیمانؑ کا مہر فرشتوں کی مزدوری سے اپنی	۵۲۶	تخت طاووس شاہ جہان طاب ثراہ
قوت پسری کرنا	۵۳۰	تخت حضرت سلطان روم خلد الملک
صخرہ لجنی کی نسبت بنی اسرائیل کا شہرہ اور اس کا ہنگامہ اور	۵۴۲	حضرت سلیمانؑ اور بلقیس کا قصہ
خاتم ریا میں دالنا اور سلیمانؑ کا خاتم کو چھلی کے پریش	۵۴۴	بلقیس میں کی ملکہ تھی
نکا لکر ہن لینا اور پیر بادشاہ ہونا	۵۵۰	حضرت سلیمانؑ کے لشکر سے پہلے کی غیر حاضری
حضرت سلیمانؑ کی وفات دیو کا حضرت سلیمانؑ کے	۵۵۰	اور اس کا بلقیس کے ملک میں جانا اور اس کی خبر حضرت
لئے مکان بنانا اور ایک درخت کا ان کی موت کی خبر دینا	۵۴۶	سلیمان علیہ السلام کو دینا
حضرت سلیمانؑ کی وفات و جزو کے غیبان نہر نیل پر	۵۶۲	حضرت سلیمانؑ کا بلقیس کو اطاعت کے لئے نامہ لکھنا اور
حضرت سلیمانؑ کی زندگی ختم ہر چکی	۵۶۶	بلقیس کا آپ کی واسطے تحفہ جات روانہ کرنا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۶۳	بخت نصر فیر کا بادشاہ بابل کے جاسوس کے ساتھ	۵۶۳	بنی اسرائیل کا حال حضرت سلیمان کے بعد
۵۶۰	شام کو جانا اور وہاں کی خبریں بادشاہ کو پہنچانا	۵۶۴	اسلین افشاریہ ہندی جو ہندوستان کا راجتا
۵۶۹	قدس بخت نصر کی پڑائی کی خطا ہری وجہ	۵۶۴
۵۸۰	بنی اسرائیل کی معصیت اور اللہ تعالیٰ شانہ کا اڑیا	۵۶۵	اریہ بن دعا سے نصرت کرنا اور یہ کہ
۵۸۰	نبی یحییٰ خضرؑ کے ذریعے انہیں ڈرانا کہ ان کا باز نہ آنا	۵۶۵
۵۸۲	زشتہ کا حضرت ارمیا کے پاس آنا اور اون کا	۵۶۶	ہنگام اور ہندی فوج کا ہریتا تھا کہ
۵۸۲	بنی اسرائیل پر بد دعا کرنا	۵۶۶	اللہم ایاہا
۵۸۳	بخت نصر کا بیت المقدس کو تباہ کرنا اور بنی اسرائیل	۵۶۷	قل احسن اور بنی اسرائیل کا وہ بادشاہ جو اسکے
۵۸۳	کو گرفتار کر کے بابل کو لیجنا اور اڑیا کی عکس دراز ہونا	۵۶۷	دولانی حال اور بخاریہ بنی اسرائیل پر جانا بنی اسرائیل کے
۵۸۵	بخت نصر کا خواب و حضرت دانیالؑ اور سکی تعبیر کہنا	۵۶۸	سرنے پر انکی مزا
۵۸۵	بخت نصر کا دانیال وغیرہ اسرائیلیوں کی عزت کرنا اور	۵۶۸	قدس الشارب کہ لشکر کشی اور اسکے لشکر کا غارت ہونا
۵۸۶	بابلیوں کا حسد اور بخت نصر کی موت	۵۶۹	کی تصنیف کتاب اس روایت کو یوں بیان کرنا
۵۸۶	بنی اسرائیل کی واپسی شام کی طرف اور بیت المقدس	۵۶۹	کے پیش اور آرمون اور یوشیا اور یاہوا حازا
۵۸۷	کی تعمیر	۵۷۰	کوئی مین اور صدقیا کی بادشاہی
۵۸۷	حضرت اڑیا بنی کا اور ان کے گدھے کا ذکر کرنا	۵۷۰	کر رہے تھے بنی کا ایک دخت مین چھپنا اور
۵۸۹	بعد پر زندہ ہونا	۵۷۱	رکھا اسرائیل کا اُسے چھوڑنا
۵۹۰	حضرت عزیر کا زندہ ہونا اور از مر نو توبیت ہن کر	۵۷۱	مینست کا نظرو اور زشتا سب کا اُس پر اعتقاد لانا
۵۹۰	بنی اسرائیل کو دینا	۵۷۲	اور مین مجوس کا رولج
۵۹۱	بخت نصر کی عوب پر چڑھائی اور یوں کا انبار اور چہرہ	۵۷۲	آت نصر کا بنی اسرائیل پر حملہ بخت نصر کا زندہ
۵۹۲	مین بسنا اور معدن عدنان کا حیران جانا	۵۷۳	اسکی ابتدائی حالت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۹۴	اور ساتھ ساتھ بیانی ہونے کو جایا کرنا	۵۹۴	سکندر ذوالقہنین
۵۹۵	آلاب پر حضرت کو حاملہ کرنا	۵۹۵	سکندر کی وفات پر حکما کی پُر اثر تقریریں جبکہ ہر لفظ
۵۹۶	یوسف بنجار کا حضرت مریم کے حاملہ سے جنگیں کرنا	۵۹۶	جواہرات کے زیادہ گران قیمت سنگ
۵۹۷	ہونا اور حضرت مریم سے اسکا حال جناب لین	۵۹۷	سکندر کا اسطوکی راج سے ایرانین ملوایف الملوک کر دینا
۵۹۸	حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے پر اسوعدہ بنت جحش کی	۵۹۸	سکندر کے بعد اس قوم میں کون کون بادشاہ ہوا
۵۹۹	حضرت مریم علیہ السلام کو مطعون کرنا اور اس کا بیت پر ہونا	۵۹۹	اسطو کا مختصر ذکر
۶۰۰	حضرت مسیح کی نبوت اور اس کے معجزات	۶۰۰	ملوک ملوالت کے زمانے کے واقعات حضرت
۶۰۱	حضرت عیسیٰ کا ایک مرد سے کو زنت شیطانی کی خبر کرنا اور	۶۰۱	مسیح عیسیٰ بن مریم اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہم السلام
۶۰۲	حضرت عیسیٰ کا ایک ہی رنگ سے ہر رنگت میں تبدیل کرنا	۶۰۲	حضرت زکریا علیہ السلام کا اولاد کے لئے دعا کرنا اور
۶۰۳	حضرت مسیح کی نبوت اور مریم کا علاج اور وہ منیر خاں کی بادشاہ	۶۰۳	نوشے کا انہیں حضرت یحییٰ کی بشارت دینا اور اس کی نشانی
۶۰۴	حضرت عیسیٰ کا یونین سے پانی اور روٹی نکالنا حدیث نبوی سے اپنی	۶۰۴	حضرت یحییٰ کی پیدائش اور انما زہد اور عبادت
۶۰۵	چمکاؤں بنا کر آسمان جان ڈالنا اور اندھوں کو بعض اہل	۶۰۵	اور خوف خدا
۶۰۶	اچھا کرنا اور عازر و سام و عزیر اور ایک عورت کو خرقہ اودھنا گنا اور	۶۰۶	ہیرو دوس بادشاہ کا جو بنی اسرائیل کا فرمانبردار تھا
۶۰۷	حضرت مسیح کا آسمان پر اٹھ جانا اور اپنی ماں کو باپ کی طرح سے پیسے	۶۰۷	حضرت یحییٰ کو قتل کرنا
۶۰۸	آسمان پر چلا جانا	۶۰۸	حضرت یحییٰ کے قتل پر حضرت نصر کی چڑائی بنی اسرائیل
۶۰۹	حضرت مسیح کا موت کی خبر لگ کر انار اور حارثین کو دم بنی اسرائیل کے	۶۰۹	پر گریہ روایت بہت ضعیف ہے
۶۱۰	اور حارثین پر نیند کا غلبہ اور دعا سے معذور رہنا ورنہ شکیں خردینا	۶۱۰	حضرت زکریا علیہ السلام کا قتل
۶۱۱	یہود کا حارثین کو تکلیف دینا اور ہیرو دوس بادشاہ اور دین نہرونی کا	۶۱۱	حضرت مسیح کی ولادت و نبوت اور اخیر وقت تک
۶۱۲	کا بچا کرنا اور نصرانی ہو جانا	۶۱۲	کے حالات
۶۱۳	رسالہ التماس المعروف بحدیث دین و دنیا	۶۱۳	حضرت مریم کا حضرت یوسف بنجار سے منسوب ہونا

URDU STACK

۲۹۶
۱۰۰-۶
۱۲/۳/۶۱

RE-ACCESS

LIBRARY, A.M.U.



U306

الذکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہم ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ آغاز کردہ ام تو رسالی بانہما۔ اللہم صل علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ علی
قللہم و جلالہ و بابرک و سلام ما یصلہ فقیر محمد اکبر ابو العلامی دانا پوری غفرلہ و مولانا ابیہ ابن حضرت مرشدی
مولائی حاجی الحسن الشرفین سید شاہ محمد سجاد قدس سرہ آبن حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق پوری ابن حضرت
سید شاہ طیب اللہ نقاب پر شش پوری ابن حضرت مولانا سید شاہ امین اللہ شمس دوتا بادہ وی
قدس اللہ سرادہم ارباب علم اور اصحاب حکم کی جناب میں عرض کرتا ہے کہ جب میں کتاب قرۃ عینی فی الصلوۃ
کی تصنیف سے فارغ ہوا تو بہر بکارت شیا گیا مثل مشہور ہے مرد بیکار روانہ شود یا بیارینے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ
کے پیار سے بندہ نکال دکر کرنا اور انکے عادات و اخلاق سے شایستگی و تہذیب کا سین لینا اس سے بہتر
کوئی مشغلہ نہیں ہے اللہ کا نام لیکر مینے اپنییا علیہم السلام کی بابرکت زندگی کے حالات لکھنے شروع
کر دیے چونکہ بنی نوع انسان میں ان سے زیادہ کوئی شخص شریف نہیں ہے لہذا اسکا نام اسٹریٹس الہوریج
رکھا اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کے ذکر شریف کے خاتمہ پر نبوت کے بیان
میں کچھ تحریر کرنا مقصود ہے لہذا اسکا ایک دوسرا نام بھی میرے دل نے تجویز کیا اسٹریٹس نبوت
اور خیال ہوا کہ ایک حصہ کے دو حصے کر دیے جائیں تو کتاب زیادہ ضخیم نہوگی ملاحظہ کر کے دالون کو
آسانی ہو جائیگی حضرت ابنیا و سیدنا آدم علیہ السلام سے تاج عیسیٰ علیہ السلام اول حصہ اور ذکر حضرت
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کا ذکر ثانیہ را شیدین رضی اللہ عنہم کے ساتھ دوسرے حصہ میں ہے

کی اور دعا کے بعد قلم اٹھایا۔ یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا اللہ التوفیق و علیہ التکلان و ہدیہ المولیٰ و نعم النصیر۔
تاریخ کی تصریح موصوفین نے یوں کی ہے یوم جمعہ ثلثی یوم یثرب الیہ سمان یا یائی علیہ
یعنی یہ ایک معین روز ہے کہ نسبت کیا گیا ہے طوت اسی روز کے کو مذکور کے گاؤں پر روایت کسی
نے حضرت امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ عنی برکت سے بوجہ کہ آدم سے پہلے کون تھا اپنے فرمایا
آدم اور سیل نے تین بار اسی سوال کی تکرار کی تو آپ نے ہر بار وہی جواب دیا جب سیل اس کا کہتا ہوا
تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو تیس ہزار بار یہی سوال سکے جاتا تو میں ہی جواب دیے جاتا ہوں
کی انکی حضرت ولایت تاب فی اللہ عنی برکت کے قول حکم سے ہی ثابت ہے فقیر محمد اکبر الدنالی
عرض کرتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش کو صرف اس وقت تک آٹھ ہزار برس سے کچھ زیادہ ہوئے زمین اور آسمان
علوی و سفلی جو ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں یعنی آسمان زمین چاند سورج بے انتہا ستارے انکی عزت
کیا صرف آٹھ ہی ہزار برس کی ہیں نہیں ہرگز زمین انکی اجرام مادی کا استحکام جو خدا قوی نے انہیں بخشا ہے
ہم سے کہہ رہا ہے کہ ہم کو ڈھونڈیں برس کے ہیں اور ایک زمانہ دراز تک یونہی قائم رہینگے ہمارے لاکھوں سال
خدا ہر جہانگیر کے اندر جنبش ہی ہوگی مگر ان مغرور اور بالفور ہماری فنا کا بھی ایک دن ہے کہ جس سے ہر کوئی
تساری ہی طرح زمین مگر اتنا ضرور معلوم ہے کہ ہم قدر زمین ہمارا اتمارا اللہ قدیم ہے اللہ کی کتاب جو سچے رسول پر
جس کا نام نامی اور ہم گرامی محمد رسول اللہ ہے اُتری ہے اور اس کا خطاب خطاب فرقان حمید و ناز مجید جو زمین اوس
قادر ناما اور حکیم ناما نے خود ارشاد فرمایا ہے خَلَقَ قَالَ رَبُّكَ لِلَّهِ الْحَمْدُ اِنِّیْ لَا اَسْرِضُ خَلْقَهُ
اس آیت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ آسمان پر ہی ایک خلقت آدم علیہ السلام کے پہلے تھی اور زمین پر ہی کوئی خلقت
آدم سے پہلے آباد تھی جسکی کشیدہ کے انتظام کو پہلے ایک نئے خلیفہ کی ضرورت ہوئی اور اس کو نیاز و معاشرت و مدد میں جلا گیا اور وہ
خلقت جو زمین پر اس خلیفہ کے پہلے تھی وہ اپنے نافرمانوں کے سبب بالکل معدوم کر دی گئی تھی تاہم دنیا کا یہ

کہ جب ایک اقلیم کا حاکم اپنی رعیت کو سنبھال نہیں سکتا اور اس کے فسادات کی اصلاح نہیں کر سکتا تو بادشاہ
 اوس اقلیم کے عامل کو بدل دیتا ہے اور دوسرا عامل بھیجتا ہے کہ وہ اوس قوم کے فسادات کی اصلاح
 کرے اور راہ راست پر لائے اور اگر وہ باغی و طاعتی قوم اوس نئے حاکم کو بھی اپنی اصلاح کرنے دے
 تو اوس حاکم کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ اس قوم کو فتنہ کر دے تاکہ اس کا فساد دوسری قوم کو نہ چھوئے اور فتنہ بردار
 قوم اوس کے آخر صحیح سے نافرمان بنو جائے جیسے بنی اسرائیل کی قوم کہ ایک سامری کے اخلاق نے بنی
 اسرائیل کی قوم کی قوم کو گواہ پرست بنادیا اور وہ بلا و زمین ایسی شایع ہوئی کہ جو ہزاروں آدمیوں کی کشتی
 حیات کو لیکر ڈوب گئی **العصر** فصل قدامت عالم ایک مدت معین تک ہر مذہب میں تابعت ہوئے
 پیغمبر یون کے ۔ ان کا خیال یہ ہے کہ عالم ہمیشہ کے واسطے قدیم ہے فنا کبھی اس کو چھوئے ہی گی
 نہیں اور محاذ اللہ منہما نقل کفر نباشد خدا کا وجود تو موجود ہے اگر وجود ہے تو اسی عالم کا لاجل و لا قہ
 الا بالبدلی العظیم - آمنت بالله ولم یکن له وکتابہ ورسولہ والیوم کاخیر فالقد خیرکما وکتابہ من اللہ تعالیٰ
 والبعث بعد الموت پر اہمہ ہر مہم وہی عالم کی فنا کے مقررین اور ان کی زبان میں قیامت کو تحریر کئے
 کہتے ہیں اور عالم کی عمر ان کے ہاں تقریباً ایک آرب پانچانوے کروڑ اٹھاون لاکھ چار ہزار نو سو تینتیس سال
 شمسی کی ہے اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے اس عالم فانی میں تینتالیس لاکھ بیس ہزار
 سال شمسی کا ایک دور پیدا کیا ہے اور تمام عالم کے چار قرن ہیں اور ہر قرن کا نام جدا ہے پہلا **قرن**
 ست جاک ہے یعنی بہن راستی ہی رہتی ہے کوئی شخص چوٹا و غاباز گہنگا رہ پیدا ہی نہیں ہوتا اور مدت عمر
 اسکی سترہ لاکھ تینتیس ہزار سال شمسی جاک ہے ۔ دوسرا **قرن** تریتا ہے اور اسکی عمر
 بارہ لاکھ چھیانوے ہزار سال شمسی ہے خیریت میں یہ اس قرن سے کم ہے اور عمر میں بھی تیسرا **قرن**
 اس کا نام دوا پر ہے اسکی مدت گیارہ لاکھ چونتھہ ہزار سال شمسی ہے یہ قرن اپنے پہلے قرن سے
 عمر میں اور خیریت میں کم ہے چوتھا **قرن** کلجاک ہے بقول براہمہ ہنود اس قرن کی ابتدا مانگھ بدی اوس
 یعنی مانگھ کی آٹھائیسویں سے ہے کہ آفتاب برج جدی میں تہا یہ دن مقرر کے تحت الشعلع میں ہونے کا
 پہلا دن ہے اسلئے اس قرن میں خیریت یعنی نیکی بہت ہی کم ہے براہیمان میں براہیمان بہری پول میں چوری

دنیا بازی تہا و گشت و خون وغیرہ اور عربی اسکی اپنے پہلے قرن سے بہت کم ہے اب تک کم و بیش کلجک
 کی عمر میں سے چار ہزار نو سو اٹھائیس برس گذر چکے ہیں اور چار لاکھ ستائیس ہزار بہتر برس باقی ہیں -
 براہمہ ہنوں کا قول ہے کہ جب بقیہ زمانہ کلجک کا گذر جائے گا تو اسی پہلی ترتیب کے ہر دور کے روڈ
 کا آغاز ہوگا و **العلم بالصواب** اب میں تھوڑے سے تابعی فائدے بیان کرتا ہوں
 جو خاص و عام کو مفید ہیں علم تاریخ نہایت مفید علم ہے یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ علم تاریخ صرف
 قصہ اور کہانی کا ایک قصہ مجرب ہے جسے انحضرت کے بیان پر نہیں ہی نہیں آتی بلکہ انیسویں ہی آتا ہے
 اگر آج ہم ان میں سے کسی شخص سے یہ پوچھیں کہ سکندر ذوالقرنین کمان کا بادشاہ تھا جسکا حال قرآن شریف
 میں بھی ہے تو انکو لامحالہ کسی تاریخ ہی کی طرف رجوع کرنی پڑے گی قرآن پاک میں تو اسکا مختصر سا حال ہے
 جو سورہ کہف میں ہے مفسرین نے جب اس مقام کی تفسیر لکھی تو اوکو تاریخ کی کتابوں سے بھی مدد لیتے
 کی ضرورت ہوئی و گرنہ ہم اس اجمال کو کیا سمجھتے جتنے انبیاء علیہم السلام کا قرآن پاک میں ذکر ہے سب مجمل ہے
 اور سب اسکا یہ ہے کہ عرب علم تاریخ اور علم نسب اور علم جغرافیہ سے خوب ماہر تھے پروردگار تعالیٰ شانہ
 کو اسکے سمجھانے کے لئے تفصیل کی ضرورت نہ ہوئی چونکہ قرآن پاک کمال فصیح و بلیغ ہے اسکی شان یہ
 نہ تھی کہ ایک بات یا ایک مطلب کو ہر دن میں بیان فرماتا دے بطور اجمال حضرت پنازل زمانہ انحضرت
 نے اسکی تفسیر فرمادی صحابہ نے سمجھ لیا پھر تابعین نے صحابہ سے اسکی روایت کی اب مطالب کثیر ہو گئے
 لہذا تابعین کو قلم بند کرنے کی ضرورت ہوئی اگر عرب علم تاریخ نے تو ضرور غیر معمول ترقی کی مگر علم انساب و بیہی معدوم رہا
 ہندوؤں کے یہاں علم انساب نہ ہونے سے یہ خرابی پیدا ہوئی کہ کوئی تو سوج کا بیٹا بن گیا اور کوئی چاند کا یہی
 حال یورپ کا ہے اور ہم عربی الاصل ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے اجداد میں ہندوستانی
 عورت کا بھی میل نہیں ہے جب ہمارے جد کرم حضرت امام محمد الملقب بتاج فقیر سے آئے تو پورا
 خاندان ساتھ آیا تھا اپنے ہی خاندان میں پیوند ہوتا رہا لیکن خاک ہندوستان کا اتنا اثر ضرور ہوا کہ ہم علم انساب
 سے جاہل ہو گئے اور شائستہ شریں سے یہ بات بھی پیدا ہو گئی کہ پیوند دوسری قوموں سے ہونے لگا انہیں

علم تاریخ کے فائدے بہت ہیں خصوصاً بادشاہوں کے لئے اور ان نوابوں سے وہی ذی شعور عالم واقف ہے جسے اللہ تعالیٰ شانہ نے عقل خطا سے بچنے والی عطا فرمائی ہے اور وہی دونوں ہی فائدے ہیں **تہذیب نفس اور ترقی ملک و ملت** کے اسباب اسی علم کے ساتھ وابستہ ہیں علم تاریخ نے آج تک ہزاروں برس کے سرے ہوئے لوگوں کو اپنی حکومت میں نئی زندگی دیکر سیکھا ہے اور قیامت تک مرنے والے گا اور ہزاروں برس کی عمارتوں کو گودہ دینا سے منہمک ہو گئیں مگر اسنے اپنی کتابوں میں جو ن کا تو بن قائم کر رکھا ہے بعض حادثات دینا میں ایسے واقع ہوئے کہ وہ کمال عبرتناک تھے اور وقت کے لوگوں نے اس سے عبرت پکڑ لی مگر کتاب تاریخ میں اگر وہ ہمیشہ کے واسطے تہذیب انصاف ہو گئے۔ بادشاہوں کے دربار اور اہل کی سرکار میں تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں اور انکی خوش اسلوبی اور بد اسلوبی سب کا ذکر ہے جو آئندہ نسلوں کے واسطے تعلیم اور تہذیب کا مکتب ہے ملک آباد کرنے کے طریقے رعیت کو رضا مند رکھنے کی ترکیبیں بادشاہوں کے واسطے کتب تواریخ میں موجود ہیں طالبان علم جب تاریخ کی کتابیں پڑھتے ہیں تو انکی عقل سلیم اُس سے بہت فائدہ حاصل کرتی ہے بلکہ وہ عقلمند بن جاتے ہیں ایک مطبوعہ اور دوسری مطبوعہ عقل مطبوعہ ہماری عقل جبل ہے جو اللہ تعالیٰ شانہ نے انسان میں پیدا کی ہے اور عقل مسموع ہے وہ عقل مطبوعہ مراد ہے جو تجربے اور کتب تواریخ کی سیر سے بڑھتی ہے **لوفس**

ایک اپنی دوسری ہے ستار	ہم کو دو عقلمند خدا نے کین عطا
دوسری ہے تجربہ یوں کی یادگار	ہے جو اپنی فطرتی نام اور کا ہے
یعنی سیر ملک و امصار و دیار	عقل دوم ہے عین کی روشنی
فائدے ہو بچینگے بلکہ بے شمار	ہے اگر عقل اپنی صاحب تو ہے خیر
پھر میں لائے تجربے کو ہوں ہزار	ہے اگر اپنی ہی دانش میں فتور
ورنہ ہو گا یاروں کی آنکھوں میں غوار	اکیر اپنی عقل کو صاحب تو رکھ

قال اللہ تعالیٰ شانہ ان فی ذالک لآیۃ لکلی من کان لہ قلب ۱۱ کو انقی المبع و هو شہید (جو شخص صاحب دل)

ہے یا کان لگا کر حضور قلب سے بات کو سنتا ہے اُس کے لئے تو ان باتوں میں پوری نصیحت موجود ہے (علم تاریخ میں آخری فائدہ یہی ہیں جب کوئی حافل اُس کو پڑھ کر غور کرے اور سمجھے کہ دنیا نے ہر دنیا میں کیا کیا انقلابات پیدا کئے اور شانوں روئے زمین پر کیسے کیسے مصائب ڈالے گئے ہیں اور اُن کے نفوس اور ذخائر کس طرح چین لئے گئے ہیں اور اُن کے کیسے کیسے مخترم بزرگ اور عزیز بچوں کو عدم کارستہ دکھایا ہے اور سی جلیل حقیر کو باقی چھوڑا اور کوفی غنی و فقیر اور سکے اثر سے سلامت رہا ہے تو یہ باتیں اور انکشاف ایسا ہے کہ ہر دانشمند اس سے اعراض کرے گا اور آخرت کے لئے اپنا توشہ سینہ مالے گا اور اس گمراہی غیبت کرے گا جہاں یہ خصائص نہیں ہیں اور ان نقائص سے اُس کے رہنے والے سلامت اور محفوظ ہیں پس یہ کتنا بڑا دینی فائدہ علم تاریخ کے شائقین کو پہونچا۔

اسلام میں تاریخ لکھنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت

سے شروع ہوا

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے اپنی حکومت کے مقام سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ آپ کے پاس سے جو خطوط آتے ہیں ان میں تاریخ نہیں ہوتی اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو مشورہ کے واسطے حج کیا کسی نے کہا کہ رسول اللہ کے نبی ہونے کے زمانہ سے تاریخ قائم کیجیے کسی نے کہا کہ ادن کے زمانہ مہاجرت سے تاریخ لکھو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے زمانہ مہاجرت ہی سے تاریخ لکھیں گے کیونکہ آپ کی مہاجرت ہی کے وقت سے حق و باطل میں فرق ظاہر ہوا ہے پیغمبری کا قول ہے اور یمین بن مہران کا قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں ایک دستاویز پیش ہوئی جو شعبان کی لکھی ہوئی تھی آپ نے پوچھا کہ کونسا شعبان کیا شعبان جو آئندہ آگیا یا شعبان جو آجکل ہے پھر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے فرمایا کہ کوئی قاعدہ ایسا جاری کرو کہ جس سے اس بات میں تمیز ہو جائے کہ اس پر کسی نے کہا کہ رزم و

کی تاریخ لکھو۔ وہ لوگ ذوالقرنین کے زمانہ سے لکھا کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
 کہ یہ تو بڑا بے زمانہ ہے۔ بہرہ نما کہ فاس والوں کی تاریخ لکھو ایک نے جواب دیا کہ فاس میں یہ دستور ہے کہ جو
 بادشاہ وہاں بنا ہوتا ہے وہ اس پہلی تاریخ کا لکھنا چھوڑ دیتا ہے جو لوگ اس سے پہلے لکھا کرتے تھے
 اس لئے سب لوگوں کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ دیکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکتبہ قیام پیر ہے
 میں تو معلوم ہوا کہ دس برس پس یہ بات قرار پائی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت
 سے تاریخ لکھی جائے **سیرت** کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 ایک شخص نے کہا کہ ہر گز نہ ہو کہ تاریخ لکھو آپ نے فرمایا کیسی تاریخ لکھیں۔ اور تاریخ کیا چیز ہے اس نے
 کہا کہ تاریخ وہ شے ہو کہ اسے غیبی لکھا کرتے ہیں کہ یہ بات فلاں سنہ کے فلاں مہینے میں ہوئی۔ حضرت
 عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو اچھی چیز ہے لکھو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کون سے مہینے سے شروع
 کیا جاوے۔ لوگوں نے کہا کہ رمضان سے پھر آپ نے فرمایا محرم سے کیونکہ اس وقت لوگ حج سے
 لوٹتے ہیں اور وہ ماہ حرام ہے پھر انہوں نے اسی پر اتفاق کیا اور **سیرت** میں
 کہا ہے کہ حضرت عمر نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ کس دن سے ہم تاریخ لکھنا شروع کریں حضرت علی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سے کہ وہ شرک کی زمین
 سے الگ ہوئے ہیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کیا اور **سیرت** میں
 کہ پہلی تاریخ یسلی بن امیہ نے لکھی ہے جو اس وقت یمن میں تھے **عریون کی قدیمی تاریخیں**
 اسلام سے پہلے اولاد ابراہیم نے خانہ کعبہ کی تعمیر تک آتش ابراہیم سے تاریخ مقرر کر لی تھی پھر جب حضرت
 ابراہیم و حضرت اسمعیل نے خانہ کعبہ کو بنایا تو یہ تعمیر تاریخ اور انکی مقرر ہو گئی پھر وہ متفرق ہو گئے تو تاریخ کا دستور
 یہ ہو گیا کہ جب کوئی قوم تمامہ سے نکلتی تو وہ اپنے نکلنے کے وقت سے تاریخ مقرر کر لیتی اور جو لوگ
 تمامہ میں بنی اسمعیل کے باقی رہ گئے تھے وہ اس وقت سے تاریخ معین کیا کرتے تھے جب سے کہ
 بنی زید و سعد و نضد و جہینہ قبیلہ تمامہ سے نکلے تھے پھر جب کعب بن لوی و قنار و انہوں نے اس کے
 مرنے سے تاریخ کا قاعدہ کر لیا اور عام الفیل تک یہی دستور رہا۔ پھر عام الفیل سے تاریخ لکھنے لگے۔ اس کے

بعد حضرت عمر بن الخطابؓ نے ہجرت کا بیج مقرر کیا اور یہ ابتدا سنہ ہجری کے شروع یا اٹھارہویں سال سے ہوئی ہے زمانہ رات دن کی ساعتوں کو کہتے ہیں اور کبھی کبھی رات دن کے چھوٹے بڑے حصے کو دیا کرتے ہیں چنانچہ عرب لوگ اپنے محارہ میں بولا کرتے ہیں کہ حرام یعنی مجبور دن کے پکینے کے زمانہ میں میں آیا تھا اور زمانہ حرام سے ملو داد علی حرام کے وقت سے ہوتی ہے اور ایسے ہی کہا کرتے ہیں کہ میں حجاج کے زمانہ میں آیا تھا اور زمانہ کی جمع کر کے بولتے ہیں اس سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں اوکی حکومت کے اوقات میں سے کسی وقت آیا تھا ایسا ہی لکھا ہے علامہ ابن الاثیر الحزریؒ نے اپنی کتاب تاریخ الکامل میں جگہ ترجمہ ایک لایق فایت مولوی نے کیا ہے جگہ کا نام مولوی محمد عبدالغفور خان صاحب سے وطن اٹکھارامپور ہے اور ریاست حیدرآباد میں ملازم ہیں میں ہی اوکی کتاب دیکھنے کا مشتاق ہوں۔

زمانہ کی سب عمر کتنی ہے علمائے دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا اس میں اختلاف ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو سعید بن جبیر نے روایت کی ہے اوس میں سات ہزار برس بیان کئے ہیں اور دہ بن منبہ نے چھ ہزار برس بتلائے ہیں اور ابو جعفر نے کہا ہے اور اس پر صحت کا یقین ہے کہ اور اسکی تصحیح اوس حدیث سے ہوتی ہے جو حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے زمانہ کی مدت عمر اگلے لوگوں کے زمانہ کی مدت عمر سے ایسی نسبت رکھتی ہے کہ جیسے عصر کی نماز سے مغرب شمس تک کی مدت ہو۔ اور اس طرح کا بیان حضرت انسؓ اور ابو سعیدؓ کا بھی ہے مگر اونہوں نے بجائے عصر کی نماز کے بعد عصر کے غروب شمس تک کا لفظ لکھا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور پر پور نے انگشت سبابہ اور وسطی سے اشارہ کر کے فرمایا کہ میں اور قیامت دونوں ایسے طے ہوئے پیدا ہوئے ہیں۔ اور اسی طرح جابر بن عمرؓ اور انس بن سہیلؓ دیریدہ و مستور دین شہداد اور کہتے ہیں اشیلخ انصار نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی ہے اور یہی صحیح خبریں ہیں۔ یہود کہتے ہیں کہ توریت میں جو ان کے نزدیک خلق آدم سے ہجرت کا زمانہ گذرا ہے وہ چار ہزار تین سو یا اکیس برس ہیں اور نصاریٰ یونان کی تحقیق میں پیدایش آدم سے ہجرت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تک پانچ ہزار نو سو با نو سے برس ایک مہینا ہوتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہودیوں نے مدت اس لئے کم کر دی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ کی نبوت کو تسلیم نہ کریں کیونکہ انکی نبوت اور انکی صفت توریت میں لکھی ہوئی تھی وہ کہتے ہیں کہ وہ وقت ابھی نہیں آیا ہے کہ جس میں حضرت عیسیٰ پیدا ہو گئی۔ اس لئے وہ اپنے خیال میں ابھی انکے ظہور کے اور انکے وقت کے منتظر ہی ہیں ابو جعفر کا قول ہے کہ میرے نزدیک وہ جس کا انتظار کرتے ہیں اور جس کی صفت توریت میں لکھی ہے وہ دجال ہے۔ مجوس کہتے ہیں کہ گیومرث کے زمانہ سے ہجرت تک تین ہزار ایک سو اٹھائیس برس ہوتے ہیں اور اسکے سوا وہ ایسی کسی بات کا ذکر بھی نہیں کرتے۔ جس کا ہونا گیومرث سے پہلے پایا جاتا ہو وہ کہتے ہیں کہ وہی آدم ہے مگر موصین کا اس باب میں اختلاف ہے بعض تو اپنی رائے میں مجوس ہی سے اتفاق کرتے ہیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جب گیومرث اقلیم سبہ کا بادشاہ ہو گیا تو اُسے بنظر عزت آدم کہنے لگے۔ اور گیومرث حام بن یافث بن نوح تھا یہ حضرت نوح علیہ السلام کا بڑا ادب کرتا تھا اس لئے حضرت نوح نے اُس کو اور اُس کی اولاد کو دعائیں دین کہ ان کی عمریں بڑی ہوں اور ملک میں انکی تمکنت ہو اور برابر انکی حکومت جاری رہے یہ دعا مقبول ہوئی جیسے ہمارے حضور پر نور کی دعا حضرت عباس کی اولاد کے واسطے مقبول ہوئی کہ وہ بادشاہ ہوئی۔ اور گیومرث اور اوسکی اولاد فارس کی مالک ہوئی اور اوس وقت تک وہ مالک رہی کہ مسلمان مدائن میں داخل نہ ہوئے اور انکے ملکوں پر انہیں غلبہ حاصل نہ ہوا اور بعض اُوربا میں بھی بیان کرتے ہیں یونین ابو جعفر نے بیان کیا ہے پھر اسکے بعد ابو جعفر نے کچھ اصول بیان کئے ہیں کہ جن سے حدوث ازمان و اوقات کا ثبوت نکلتا ہے اور یہ بات بیان کی ہے کہ زمانہ سے پیشتر بھی اللہ تعالیٰ شانہ نے کوئی چیز پیدا کی تھی یا نہیں اور فنا سے عالم کا حال لکھا ہے اور کہا ہے کہ کوئی چیز بجز اللہ تعالیٰ شانہ کے باقی نہیں رہیگی اور اُسی نے سب چیزیں

بنائی ہیں۔ اور اس پر طرح طرح کے دلائل لایا ہے جن کا ذکر بڑا طویل ہے اور وہ باتیں تاریخ میں بیان کرنے کے لائق نہیں ہیں خصوصاً مختصر کتابوں میں اونکا بیان نہیں ہو سکتا بلکہ وہ باتیں علم اصول کے مناسب ہیں متکلمین نے اونہیں اپنی کتابوں میں شرح و بسط کے ساتھ لکھ دیا ہے اس لئے ہم نے اونکا نہ لکھنا ہی مناسب سمجھا۔

خلق کی ابتدا اور سب سے پہلے کون چیز پیدا ہوئی

میں تاریخ لکھ رہا ہوں اس لئے اولیت کی احادیث میں زیادہ طوالت دنیا نہیں چاہتا جیسا مورخین کا مذہب ہے مجبوری اسی کی پیروی کرنی پڑی وگرنہ میں اولیت مخلوقات میں اوس حدیث کو لکھتا جسے شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مدارج وغیرہ میں لکھ گئے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي**۔ جو چیز کہ سب سے پہلے اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے۔
۵ تو اصل وجود آمدی از نخست دگر ہر صدمو د شد فرغ تست

ارباب تاریخ لکھتے ہیں اور وہ ایک صحیح حدیث عبادہ بن الصامت سے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں کہ عبادہ بن الصامت نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ **أَوَّلُ** جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ قلم ہے اور اوس سے کہا کہ لکھو تو اوس نے قیامت تک جو ہونے والا تھا سب لکھ دیا اور یہی ابن عباس نے بھی بیان کیا ہے مگر محمد ابن اسحاق کہتا ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے **أَوَّل** پیدا کی وہ نور و ظلمت ہے پھر اوس نے ظلمت کو کالی رات اور نور کو سفید روشن دن بنا دیا۔ لیکن وہی پہلی بات حدیث کی رو سے صحیح ہے ابن اسحاق نے اپنے قول کی کسی طرف اسناد نہیں کی ہے اور ابو جعفر نے اپنے قول پر اوس روایت کی رو سے اعتراض کیا ہے جو سفیان نے ابو ہاشم سے اور اس نے مجاہد سے اور اوس نے ابن عباس سے بیان کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قبل اس سے کہ کوئی چیز پیدا کرے اپنے عرش پر تھا پھر جو چیز اوس نے پہلے پیدا کی ہے وہ قلم ہے

پھر اوس نے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے لکھ دیا پھر اوس نے جواب دیا ہے کہ یہ حدیث اگر صحیح بھی مان لی جائے تب بھی پہلا ہی قول زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ اسی حدیث کو شعبہ نے بھی ابو ہاشم سے بیان کیا ہے اوسنے اوسمین یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ شانہ عرش پر تھا اوسنے اتنا ہی کہا ہے کہ اوّل چیز جو اللہ تعالیٰ شانہ نے پیدا کی ہے وہ قلم ہے **ارباب روایت** بیان کرتے ہیں کہ قلم کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ شانہ نے اوسے لکھنے کا حکم دیا جب وہ تحریر سے فارغ ہوا تو اللہ تعالیٰ شانہ نے ایک رفیق سحاب پیدا کیا اور وہ وہی ابرہے کہ جس کا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ذکر کیا ہے۔ ابوزین العصلی نے حضور سرور عالم سے پوچھا کہ جب تک خلقت کو اللہ تعالیٰ شانہ نے نہیں پیدا کیا تھا تب تک اللہ تعالیٰ شانہ کہاں تھا حضور سرور عالم نے فرمایا کہ وہ ایک ابرہین تھا جسکے نیچے اوپر ہوا تھی۔ پھر اُس نے عرش کو پانی پر پیدا کیا اور وہ وہی ابرہے جسکا ذکر خود پاک پروردگار نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے **هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَكُنْ تَحْتَهُمُ اللَّهُ مُنَى ظِلٍّ مِنَ الْعَمَاءِ** ترجمہ کیا لوگ یہ انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ بادلون کا چھتر لگائے انکے سامنے آمو جو دہو۔ مگر میرے نزدیک اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ کیونکہ اوپر یہ بیان ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اوس سے کہا کہ لکھ تو اوس نے قیامت تک کا حال لکھ دیا پھر اس فصل کے شروع میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کی پیدائش کے بعد اور بعد اس کے کہ اوس نے ہونے والی باتوں کو لکھ دیا ایک سحاب پیدا کیا اور یہ بات معلوم ہوئی کہ کتابت کے لئے ضرور ہے کہ کوئی آلہ ہو جس سے لکھا جائے تو وہ قلم ہے اور کوئی دوسری شے ہو جس پر لکھا جائے وہ چیز ہے کہ جسکی یہاں لوح محفوظ سے تعبیر کیا کرتے ہیں تو اس لئے چاہئے تھا کہ قلم کے بعد لوح محفوظ کا ذکر کیا جاتا واللہ اعلم بالصواب مگر یہ احتمال ہے کہ اوسکا ذکر اس لئے چھوڑ دیا گیا ہے کہ لازم و ملزوم ہونے کے سبب سے اس قلم کے لفظ کا ذکر اوسپر دلالت کرتا ہے +

عرش و کرسی آب و ہوا و تاریکی کی پیدائش

علماء کا اس میں باخود اختلاف ہے کہ ابرہہ کے بعد اللہ تعالیٰ شانہ نے کیا پیدا کیا تھا کہ بن مزاحم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ اوّل اللہ تعالیٰ شانہ نے عرش کو پیدا کیا پھر وہ اوس پر مستوی ہو گیا ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے عرش سے پہلے پانی پیدا کیا تھا اور پھر عرش کو پیدا کر کے اوس پر رکھا یہ ابو صالح نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے۔ اور یہی قول ابن مسعود اور وہب بن منبہ کا ہے ایک فرقہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے قلم کے بعد کرسی پھر عرش کو پھر ہوا کو پھر تاریکی کو پھر پانی کو پیدا کیا اور عرش کو اوس پر رکھا۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ یہ قول کہ پانی عرش سے پہلے پیدا ہوا ہے اوس حدیث کی رو سے اولیٰ بالصواب ہے جو حضرت رزین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے بیان کی ہے یہ بھی کہتے ہیں کہ جب عرش پیدا ہوا ہے تو اوس وقت پانی ہوا کی پشت پر تھا یہ سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے اگر یہ بات صحیح ہو تو ہوا اور پانی دونوں عرش سے پہلے پیدا ہوئے ہونگے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے قلم کو اور چیزوں سے ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے۔

کون سی شے کون سے روز پیدا ہوئی

بعض مطیعان عقل کا یہ خیال ہوتا ہو گا کہ آدمی کو اپنے مکان کی دیوار کے پیچھے کا حال تو معلوم ہی نہیں ہے یہ آسمان و زمین کی خلقت کا کیونکر بیان کر رہا ہے میں کہتا ہوں کہ مان سر کی آنکھیں تو ایسی ہی ہیں کہ اپنی پشت پر کی چیزیں نہیں دیکھ سکتی ہیں لیکن اوس پاک پروردگار نے اپنے خاص بندوں کو دو آنکھیں دل کی بھی عطا فرمائی ہیں جن سے وہ چھپی ہوئی چیزیں جنکو چشم سر نہیں دیکھ سکتی اوسکو دیکھتے ہیں اور نہیں بندوں کو قوتِ سامعہ بھی ایسی بخشی ہے کہ کبھی کبھی

وہ ہزاروں لاکھوں کوس کی آواز گھونٹے ہوئے سن لیا کرتے ہیں اور انکے کلام کرنے کے لئے اونہیں بے انتہا زبانیں ملی ہیں جن سے وہ بعض اوقات کلام کرتے ہیں۔

گویم بہر زبان وہ ہر گوشش بشنوم این طرفہ ترکہ گوش وز بانم پدید نیست
اور وہ کون لوگ ہیں۔ انبیاء علیہم السلام بعد انکے اولیا رحمہم اللہ علیہم اجمعین چنانچہ حضرت
سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ کی مسجد مبارک کے منبر شریف پر کھڑے ہو کر
ساریہ کو آواز دی کہ اسے ساریہ پہاڑ کو پشت پر لے لے وہ آواز ساریہ کے کانوں تک سیکڑوں
کوس کے فاصلہ پر پہنچی اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں نے کتنی
دور کا واقعہ اپنی چشم دل سے ملاحظہ فرمایا اور یہ روایت باسناد قوی ثابت ہے پھر حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مشاہدات و روایات میں کیا شک ہو سکتا ہے جو قوت اللہ نے
انسان کو دی ہے اوسکو وہی دینے والا جانتا ہے دیکھو زمین سے آسمان کتنی دور ہے پھر ستاروں
کی رفتاریں کسوف و خسوف کی حالت اور اوسکا وقفہ اور کس وقت ہوگا اور کتنی دیر تک رہیگا
سبھی تو بیان کر دیا اور اوسکے بے انتہا تجربے ہوئے اور ہوتے رہیں گے اگر کوئی نیا ستارہ
ہونے والا ہے اس فن کے جاننے والے بتا دیں گے کہ کتنے ستارہ فلاں وقت ظاہر ہوگا اور فلاں فلان
ملک سے نظر آئیگا لکھتے ہیں یا بجائی ہر فن کے واسطے اللہ نے ایک آدمی پیدا کیا ہے کہ اوسکے
دقائق اوسی پر کھلتے ہیں انبیاء علیہم السلام جو تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں
اور اللہ تعالیٰ شانہ زمین و آسمان کے اسرار کھول دیتا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں اگر سننے والوں
سے غلطی ہوتی ہے تو انکی بعض اصطلاح کے سمجھنے میں ہوتی ہے لیکن انبیاء کے واقعات و
مشاہدات میں کچھ غلطی نہیں ہوتی پھر وہ نبی جو خاتم الانبیاء ہے وہ کس قدر ان اسرار کا
جاننے والا ہوگا اوسکو اللہ ہی جانتا ہے اور اللہ کے بعد وہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
حضور پر نور اس فن اسرار کے واسطے خاص ہیں علما رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا اسمیں قتل
ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے قلم کو آؤ چیزوں سے ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے۔ اور اوس دن میں

بھی اختلاف ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کے اور زمین کے پیدا کرنے کی ابتدا کی ہے
 عبداللہ بن سلام سے کعب ضحاک مجاہد نے کہا ہے کہ یکشنبہ کے دن اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنا
 شروع کیا مگر محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ شنبہ کے دن سے ابتدا کی ہے۔ اور ایسا ہی حضرت
 ابوہریرہ بھی فرماتے ہیں اور اسمین بھی اختلاف ہے کہ کون سے دن کون سی شے پیدا ہوئی
 عبداللہ بن سلام کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے پیدائش کا کام یکشنبہ کو شروع کیا اور زمینوں کو
 یکشنبہ اور دو شنبہ کو پیدا کیا۔ اور اقوات قوت کی جمع ہے یعنی کھانے پینے کی چیزیں۔ اور
 رواسی یعنی پہاڑوں کو سہ شنبہ اور چار شنبہ کو پیدا کیا اور آسمان کو پنج شنبہ اور جمعہ کو پیدا
 کیا پھر جمعہ کی آخر ساعت میں اللہ تعالیٰ شانہ پیدائش سے فارغ ہو گیا پھر اس ساعت میں
 آدم کو پیدا کیا علیہ السلام یہی ساعت ہے کہ جس میں بڑی ساعت یعنی قیامت قائم ہوگی اور
 ایسی ہی ابو صالح کی روایت میں حضرت ابن عباس اور ابن مسعود نے بھی بیان کیا ہے مگر
 اونہوں نے آدم کی پیدائش اور قیامت کا ذکر نہیں کیا ہے۔

پیدائش کیونکر ہوئی

علی بن طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے زمین کو پیدا کیا
 کھانے کی چیزوں کے ساتھ اب یہاں گنجائش اوس اعتراض کی نہ رہی کہ پہلے تخم پیدا ہوا ہے
 یا شجر زمین کو پیدا کیا پروردگار تعالیٰ شانہ نے اور اپنی مخلوق کی ضرورت کی چیزیں بھی
 اوس کے ساتھ پیدا کر دیں اور بندوں کو اور حیوانات کو اور انکا علم بھی دیدیا اور علم کے طریقے
 انسان و حیوان کے جدا کر دیے انسان کو عقل روشن دی اوس کے ذریعہ سے تجربے
 حاصل کئے حیوان کو قوت شامہ عطا فرمائی کہ مطبوع و غیر مطبوع اور مفید و مضر اشیا کو سونگھ کر
 پہچان لیتے ہیں آخر زمین کو پروردگار تعالیٰ شانہ نے مع اقوات پیدا کیا مگر ابھی بچھا یا نہیں
 پھر اوس کے آسمان کے ساتھ طبق پیدا کئے پھر اوس کے بعد زمین کو بچھا یا چنانچہ پاک پروردگار

تعالے شانہ ارشاد فرماتا ہے وَالْاَرْضُ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحَاها اور یہ قول میرے خیال میں صحیح ہے۔ اور عکرمہ کی روایت میں حضرت ابن عباس سے یہ بھی آیا ہے۔ کہ اللہ تعالے شانہ نے بیت المعمور کو چار ستون لگا کر دو ہزار برس قبل خلقت اس دنیا کے پانی پر رکھا تھا۔ بیت کے نیچے زمین کو بچھایا۔ اور ایسا ہی حضرت ابن عمر نے بھی کہا ہے۔ اور سمری نے ابو صالح سے اور نیز ابو مالک سے اور انہوں نے ابن عباس سے اور نیز مرہ الہدانی سے اوس نے ابن مسعود سے اللہ تعالے شانہ کے قول پاک هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَاءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ترجمہ (اور وہی ہے اللہ تعالے کہ جس نے تمہارے واسطے زمین کی سب چیزیں پیدا کیں پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو سات آسمان ہموار بنا دیے) میں روایت کی ہے کہ اللہ تعالے نے اپنا عرش پانی پر پیدا کیا۔ اور مخلوقات میں سے پانی سے پہلے کوئی شے اوس نے نہیں پیدا کی۔ پھر جب اوس نے چاہا کہ مخلوق کو پیدا کرے تو پانی میں سے اوس نے دھوان نکالا۔ پھر جب وہ پانی سے اوپر اٹھا اور اسے سما یعنی بلندی حاصل ہوئی تو اوس کا نام اللہ تعالے نے سما یعنی آسمان رکھ دیا پھر پانی کو خشک کیا اور اوس سے ایک زمین بنائی پھر اتر اور پیر دو دن میں اوسکی سات زمینیں کر دیں اور زمین کو حوت یعنی مچھلی پر پیدا کیا اور یہ حوت وہی نون ہے یعنی مچھلی جبکہ ذکر قرآن میں اللہ تعالے نے اپنے قول ن وَالْقَلَمِ میں کیا ہے اور حوت کو پانی میں اور پانی کو صفاۃ یعنی سخت چکدار پتھر پر پیدا کیا اور صفاۃ ایک فرشتہ کی پشت پر اور فرشتہ کو صخرہ یعنی سخت پتھر پر اور صخرہ کو ہوا میں بنایا یہ وہی صخرہ ہی ہے کہ لقمان نے ذکر کیا ہے لَيْسَتْ فِي السَّمَاءِ وَلَا فِي الْاَرْضِ یعنی نہ تو وہ آسمان میں ہے نہ زمین میں ہے معلق ہے پھر جب حوت اہلی نوا اوس سے زمین کو زلزلہ آگیا اس لئے اوس پر پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں۔ جس سے وہ جم گئی اس واسطے پہاڑ زمین پر ٹخڑے کرنے میں یہ بات اللہ تعالے نے اپنے قول وَجَعَلْنَا نِيَهَا زَ وَاِیْ اَنْ تَمِيدَ بِكُمْ اور ہم نے زمین پر بھاری بھاری پہاڑ بنا دیے کہ زمین تمہیں بیکر کسی اور طرف نہ جھکے) میں بیان کی ہے۔

آفرینش کے چہ دن ہزار ہزار سال کے برابر تھے

حضرت ابن عباس سے صحاح مجاہد کو ب وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ان چہ دنوں میں سے جن میں اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہر ایک کی مقدار ہزار سال کے برابر تھی مصنف علامہ فرماتے ہیں کہ جو احادیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلان روز زمین کو پیدا کیا اور فلان روز آسمان کو پیدا کیا یہ سب مجازی دن ہیں ورنہ اس وقت نہ تو دن تھے اور نہ راتیں کیونکہ دن اس وقت کا نام ہے جو طلوع و غروب آفتاب کے درمیان ہو اور رات اس وقت کو کہتے ہیں جو غروب اور طلوع آفتاب کے درمیان ہے لیکن اس وقت نہ تو آسمان تھا اور نہ آفتاب تھا اسلئے اس سے یہی مراد ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک دن کی مدت میں پیدا کیا جیسے اللہ تعالیٰ شانہ فرماتا ہے **وَلَهُمْ فِيهَا نِهَايَةُ الْعِشَاءِ** (یعنی اونہیں وہاں صبح و شام روزی ہوتی ہے) حالانکہ جنت میں نہ تو صبح ہوتی ہے نہ شام ہوتی ہے ایک معتدل خوشگوار اور روشن وقت صبح کی نماز کا سا ہر وقت رہتا ہے اس دنیا میں بھی ایک مقام ایسا ہے جیسے مدینۃ الاولیاء کہتے ہیں اور اوسمیں غیر ولی کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا یہ بھی ضرور نہیں کہ ہر ولی اس میں داخل ہو مگر جو اوسمیں داخل ہو گا وہ ولی ضرور ہو گا وہاں بڑے بڑے اولیاء سے کرام اور قطاب عالی مقام ہیں کوئی مسجد سے میں ہے کوئی رکوع میں کوئی قیام میں قطب مدار کو وہاں ہر صبح کو حاضر ہونا ضرور ہے اور صبح کے وقت کی امامت وہاں دہی کرتا ہے ہر وقت صبح کی نماز کا وقت رہتا ہے حضرت والد ماجد مولانا الحاج سید شاہ محمد ستیا و ابو العالی دانا پوری قدس سرہ ارشاد فرماتے تھے اور جب کبھی اسکا ذکر آتا تھا آپ چشم نم ہو جاتے تھے بزرگوں کے قلوب فی الحقیقت اسرار کے دریا ہوتے ہیں وہ اسرار کسی پر ظاہر نہیں ہوتے ایک بار میں نے عرض کی کہ جب اولیا اللہ اپنے اسرار ظاہر کرینگے تو آخر وہ مریدوں تک کیونکر پہنچینگے فرمایا کہ اولیا اللہ میں سے اللہ تعالیٰ شانہ جس کو حامل اسرار بناتا ہے وہ خود اس پر کھول دیتا ہے اسرار الہی چھینے والوں

اور بکنے والوں کے دلون میں تو ہوتے نہیں وہ تو ایسے لوگوں کے دلون میں ہوتے ہیں کہ اونکو قتل بھی کر ڈالے تو وہ زبان نہ ہلا میں بیچارہ غریب منصوفتائے مازہی کے جرم میں سزاوار قتل قرار پایا۔ مشہور است کہ سرور دل میا باشد نہ بر زبان واقعی زیادہ بولنے والوں کے قلوب اسرار کے متعل نہیں ہوتے المختصر میں اپنی کتاب کے مطلب کی طرف پھرتا ہوں +

رات دن میں پہلے کون پیدا ہوا

اون چیزوں کا ذکر اوپر ہو چکا ہے جو اللہ تعالیٰ شانہ نے اوقات کی پیدائش سے پہلے پیدا کئے ہیں اور زمانہ اور وقت رات اور دن کی ساعتوں کا نام ہے اور رات دن شمس و قمر کی رفتار کو کہتے ہیں جس میں وہ آسمان کے درجوں کو قطع کرتے ہیں اسلئے اب ہم بتاتے ہیں کہ پہلے کون پیدا ہوا۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ بعض تو کہتے ہیں کہ رات دن سے پہلے پیدا ہوئی ہے اور اونکی دلیل یہ ہے کہ دن تو آفتاب کے نور سے پیدا ہوتا ہے اس لئے جب آفتاب غائب ہو جاتا ہے تو رات ہو جاتی ہے اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ دن جو نور ہے رات پر جو تاریکی ہے وارد ہوا کرتا ہے پس جب آفتاب کا نور نہ ہوگا تو رات ثابت و قائم رہے گی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رات ہی ان دونوں میں اول ہے اور یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے اور ایک دوسری جماعت کہتی ہے کہ دن رات سے پہلے مخلوق ہوا ہے اور اونکی دلیل یہ ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ تھا اور اسکے ساتھ کوئی اور شے نہ تھی نہ اوس وقت رات تھی نہ دن تھا اور اوس کے نور سے ہر شے جو مخلوق ہوتی چلتی تھی یہاں تک کہ اوسنے رات کو بھی پیدا کیا اور ابن مسعود نے کہا ہے کہ تمہارے رب کے نہ رات ہے نہ دن ہے اور آسمانوں کا نور اوس کے منہ کے نور سے ہے۔ ابو جعفر کہتا ہے کہ جو علت اوپر مذکور ہوئی اوسکی رد سے پہلی بات اولیٰ بالصواب ہے اور اللہ تعالیٰ شانہ کا قول اسکی تائید میں ہے قال اللہ تعالیٰ شانہ اَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اِمَّ السَّمَاءِ بَنَاهَا رَفَعَ سَمَكُهَا فَسَوَّاهَا وَاَعْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضَمَكُهَا ترجمہ آیا تم مستحکم زیادہ ہوا فرینش میں

یا آسمان خدا نے پیدا کیا آسمان کو اور بلند کیا اوس کے ارتفاع کو اور تاریک کیا رات کو اوس کے ظہور میں لایا
اوس کے روز کو انتہی یہ اللہ تعالیٰ شانہ اوس مقام پر فرماتا ہے جہاں کفار عرب قیامت میں دوبارہ
آدمیوں کے پیدا ہونے کے منکر تھے اور اس کو بہت دشوار سمجھتے تھے کہ یہ استخوان بوسیدہ جن کے
ڈرے تک نامعلوم ہو گئے ہیں کیونکر پھر زندہ ہو سکیں گے تو اوس پاک پروردگار تعالیٰ شانہ نے ارشاد
فرمایا کہ تم خلقت میں حکم زیادہ ہو یا آسمان جو قادر تو انا ان آسمانوں کے پیدا کرنے پر قادر ہے اوس کے
تزدیک دوبارہ آفرینش انسان کی کیا مشکل ہے افسوس کہ وہ زمانہ تو ایام جاہلیت کے نام سے
مشہور ہے اگر اوس زمانہ کے لوگوں کی ایسی محدود عقلیں تھیں تو تعجب کی بات نہیں ہے تعجب
تو یہ ہے کہ اس وقت جو تمام دنیا شاکستہ اور مہذب کہلاتی ہے اس وقت اون سے بہت زیادہ
گمراہ لوگ موجود ہیں اور وہی اعتراض کرتے ہیں جو وہ کر رہے تھے کوئی نیا اعتراض بھی نہیں پیدا
کیا اور علامہ اور مہذب تو بنے ہی ہوئے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم الغرض
پروردگار تعالیٰ شانہ نے اپنے کلام میں رات کا ذکر دن سے پیش کیا ہے اور عبید بن عمیر الحارثی کا قول
ہے کہ میں حضرت علی کے پاس تھا ابن الکواثر نے اوس مسیحا ہی کا حال پوچھا جو چاند میں دکھائی
دیتی ہے کہا کہ خالق کی خالقیت کی یہ ایک آیت ہے جو چمکتی تھی اور اب ہٹ گئی ہے اور حضرت
ابن عباس نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور ایسا ہی مجاہد اور قتادہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شانہ
نے اسی لئے آفتاب کو چاند سے زیادہ متور پیدا کیا ہے علامہ ابن الاثیر کہتے ہیں چونکہ اوس مدت کا
ابتداء سے آخر تک بیان کر چکے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے جسے پیدا کرنا چاہا اُسے
پیدا کیا اور کل کو پیدا کر کے فارغ ہو گیا اور یہ بھی بتا دیا کہ یہ مدت ہماری دنیا کے برسوں سے کتنی
ہوتی ہے اور اوس کا زمانہ دنیا کے لحاظ سے کس قدر ہے علامہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ہماری
عرض یہی ہے کہ ہم اوپر بیان کر چکے اس کتاب سے یہ ہے کہ ہم ایک تاریخ لکھیں جس میں ملو کہ
جہاں کا ذکر کریں کہ کس نے اپنے رب سے عصیان کیا اور کون اوس کا مطیع رہا اور رسولوں
اور نبیوں کا حال بھی اوس میں لکھیں اور اوس چیز کا بھی ذکر کر چکے جس سے تاریخین صحیح ہوتی

اور اوقات دریافت ہوتے ہیں اور وہ شمس و قمر ہیں تو ہم اب پہلے اوس شخص کا ذکر کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ شانہ نے ملک عطا کیا تھا اور اوسے نعمت دی تھی پھر اوس نے کفران نعمت کیا اور اوسکی ربوبیت کا منکر ہو گیا اور تکبر کیا جس سے اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنی نعمت اوس سے سلب کر لی اور اوسے ذلیل و خراب کر دیا میں مولف کتاب تاریخ عرب محمد اکبر اس مقام پر حضرت سعدی رحمہ اللہ علیہ کے چند شعر جو تکبر اور ابلیس لعنہ اللہ علیہ کے بیان میں ہیں نقل کرتا ہوں نظم سعدی رحمۃ اللہ علیہ ۵

تکبر مکن زینہار اے پسر	کہ روزے زدمش در آلی بسر
تکبر ز دانا بودنا پسند	غریب آید این معنی از ہوشمند
تکبر بود عادت جاہلان	تکبر نیاید ز صاحب دلان
تکبر عز ازیل را خوار کرد	بہ زندان لعنت گرفتار کرد
کے را کہ خصلت تکبر بود	سرش پر غور از تصور بود
تکبر بود مایہ بدبری	تکبر بود اصل بدگوہری
چو دانی تکبر چرامی کنی	خطائے کنی و خطائے کنی

میں محمد اکبر ابو العالی مولف تاریخ عرب اپنے برادران طریقت اور نیز اپنے پسر رشید محمد محسن مد عمر ہم سے کہتا ہوں کہ ابلیس کی وہ بادشاہی تھی کہ دنیا میں کسی کی بھی نہ تھی مگر مالک کی نافرمانی سے اس درجے کو پہنچا کہ ابد الابد تک سزاوار لعنت رہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تکبر غور و نخوت پندار عجب وغیرہم ہی اوصاف نامحود ہیں جن کا ترک کرنا فقر میں جہاد اکبر سمجھا گیا ہے جس فقیر میں ان اوصاف میں سے کسی صفت کا کوئی اثر بھی باقی رہا تو وہ فقیر نہیں ہے دیکھو ابلیس علیہ اللعن کا کیا حال ہوا حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شعر میں اوسکی عبرت بھر کی سرگزشت نظم کر دی شاعری ہے اور یہ ہے ۵

عزیزے کہ از درکش سر یافت	بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت
--------------------------	----------------------------

میں تنبیہ اس کا ذکر اپنی کتاب میں لکھتا ہوں اور علامہ رحمۃ اللہ علیہ کی روش پر چلتا ہوں اور پھر اسکے بعد اس حصہ مسیحی پر عہد رسالت میں صرف انبیاء علیہم السلام کا ذکر کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ اسکے بعد عہد خلافت اور اس کے بعد عہد امامت و ولایت یا اللہ مجھ سے یہ سب حصے کامل اور بے خطا ہو کر نکل جائیں آمین ثم آمین یا رب العالمین آمین +

ابلیس لعنۃ اللہ علیہ کی پُر زور حکومت اور اس کا مکر کی

جالون کی طرح ٹوٹنا

دنیا میں جتنے نافرمان اور ظالم خدا نام ترس بادشاہ ہوئے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے اور سب کا پیش رو اور رئیس ہی اچھوت ہے اسے پروردگار نے بہت عزت دی تھی اسکی شرافت کا ڈنکا آسمان و زمین پر بج گیا تھا ملائکہ کی جماعت کا معلم تھا دنیا بھر میں اسکی حکومت تھی جنت کا یہ بھی ایک داروغہ تھا مگر ایسا نشہ حکومت چڑھا کہ بادشاہ حقیقی جو خالق و مالک تمام جہان کا ہی اسی کی نافرمانی پر کمر بستہ ہو گیا بس اس قوی مالک کی پکڑ کا کیا ٹھکانا ہے ایسا مردود ہوا کہ کہیں کا بھی نہ رہا یہ بے غیرت بھی اپنی بے غیرتی سے باز نہ آیا اور اپنی عبادت کی مزدوری لیکر نئی آدم کے اغوا کو اپنی اور اپنی ذریات ناپاک کا شعار قرار دیا وہ ان کی تھاکم ہوا کہ ہم نے تجھ کو تیری عبادت کی مزدورین وہ شے دی جو تو چاہتا ہے مگر ہمارے خاص بندے تیرے کرمین نہ آئیں گے اور ہم نے ان کو تیرے لئے ایک تازیانہ دیا ہے کہ قیامت تک ہزاروں تازیانے تیری اور تیری اولاد کی پشتوں پر پڑتے رہیں گے فرشتوں کو حکم ہوا کہ ایک لعنت کا طوق اسکے گلے میں ڈال دو اور اسکی ملکوتی صورت مسخ کر دو اور اپنی جماعت سے اسے نکال دو اور یہ آسمان پر اب نہ آنے پائے ارشاد ہوا کہ ہم نے آخرت میں اسکا اور اسکی پیروی کرنے والوں کا مقر و مسکن جہنم مقرر کیا العیاذ باللہ اے ابلیس مغلوب و ملعون کی اتباع کرنے والو اللہ سے ڈرو وہ بڑا قوی مالک ہے اسکی آنکھیں

ہر شکار و نہان کو دیکھنے والی بین اوس کی سماعت ہر بلند اور دھیمی صدا کو سننے والی ہے کوئی چیز اوس سے پوشیدہ نہیں ہر شے پر اوس کا قبضہ ہے سب کو اوس نے پیدا کیا ہے اگر اوسے غضب آیا تو کسی جگہ پناہ نہ ملیگی خصوصاً میری عرض اپنے مسلمان بادشاہوں سے ہے جو اہل قرآن ہیں وہ قرآن پاک کی تلاوت کریں اور اوس سے پاکیزگی نفس اور عدل و انصاف کا سبق حاصل کریں ہی قرآن ہے جو تمام دنیا کے مسلمانوں کو نجات دلانے والا ہے +

ابلیس کی بادشاہی کا کمزور ہونا حوادثِ ملکی کے سبب سے

یہ تا عاقبت اندیش آسمان کا بادشاہ اور جنت کا خازن تھا حضرت ابن عباس اور حضرت ابن جود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ابلیس دنیا کے آسمان کا بادشاہ اور فرشتوں کے ایک قبیلہ میں سے تھا جنہیں جن کہتے تھے اور انہیں جن راس لئے کہتے تھے کہ وہ جنت کے خازن تھے اور بادشاہ ہونے کے سوا ابلیس خازن جنت بھی تھا یعنی دربان۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ پھر اوس نے اللہ کی نافرمانی کی جس کے سبب سے پروردگار نے اوسے شیطانِ جیم بنا دیا اور اوس کا یہ دعویٰ تھا کہ اللہ کوئی نہیں ہے میں ہی اللہ ہوں پاک پروردگار نے وہ قول اوس کا اپنے کلام پاک میں نقل کیا ہے وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْ اِلٰہٌ مُّکْرِیْمٌ ذُوْیْنٰہُ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ یہ آیت خاص ابلیس کے لئے نازل ہوئی ہے اور اوس سے دنیا کے بادشاہوں کی تنبیہ مراد ہے کہ یہ کہیں نشہ حکومت میں بیہوش ہو کر نمرود فرعون شہزاد نابان ابلیس کی طرح علمِ انانیت نہ بلند کر دیں یہ ایک بہت بڑا حادثہ تھا جو اسکی سلطنت میں پیدا ہوا اور یہ ایک ہی حادثہ ہزاروں حادثوں کا جواب تھا اور وہی اوسکو اور اسکی سلطنت کو لے ڈوبا وہ بادشاہ علی الاطلاق جو تمام بادشاہوں کا بادشاہ اور خالق اور مالک اور رازق ہے ارشاد فرماتا ہے فَذٰلِکَ نَجْزِیْہُ جَہَنَّمَ کَذٰلِکَ نَجْزِیْ الظّٰلِمِیْنَ یہ مردود ہوا اس کو ہم جہنم کی سزا دینگے اور ہم نافرمانوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں انتہی اور ابن جرج نے

بھی ایسا ہی بیان کیا ہے خدا کرے ہمارے مسلمان بادشاہ تلاموت کے وقت جب اس
 آیت پر پہنچیں تو کذلک یحییٰ الظالمین کے معنی اچھی طرح سمجھ لیں لے بادشاہان
 اسلام تم اپنا حال شان یورپ پر قیاس نہ کرو وہ چرواہے بنے ہیں بکریاں کھانے کے لئے اور
 تم چرواہے بنائے گئے ہو انبیاء کی روش پر جیسے ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تھے بکریوں کی حفاظت کے لئے تم کو اللہ نے بڑا مرتبہ بخشا ہے بیدار رہو جاؤ
 اور اپنی رعیت کی نگرانی کرو بادشاہ کے واسطے اس سے زیادہ عیب کی کوئی بات نہیں ہے
 کہ وہ ایسا غافل اور بیہوش ہو جائے کہ اسے اپنے ہی تن بدن کا ہوش نہ رہے سب سے
 زیادہ ہوشیاری اور بیداری کی ضرورت بادشاہ کو ہے اور افسوس ہے کہ وہی غافل اور بیہوش
 ہو مسلمان بادشاہ اللہ تعالیٰ شانہ کا خلیفہ ہوتا ہے اس کے بندوں پر اور اللہ تعالیٰ شانہ کا سایہ
 ہوتا ہے جسے ظل اللہ کہتے ہیں افسوس ہے کہ جس کا یہ خلیفہ ہے وہ تو کبھی سوتا ہی نہیں اور
 یہ اس قدر سوئے اور غافل رہے کہ بیدار کرنے سے بیدار نہ ہو اور اوٹھانے سے اوٹھے نہیں
 اسے اسلام کے ڈو بتے ہوئے بیڑے کے ناخداؤ اس بیڑے کی جلد خبر لو ایسا نہ ہو کہ بالکل
 ڈوب ہی جائے تمھارے ہی دست و بازو کی قوت اس طوفان خوردہ بیڑے کو تھام سکتی ہو
 سب سے پہلے قیامت میں جو سوال تم سے ہو گا وہ یہی ہو گا کہ تم نے اپنے بندوں کا بادشاہ
 تم کو مقرر کیا تھا تم نے کیونکر اونکی نگرانی کی دیکھو اور سنو میں تم کو اسلام کے ڈو بتے ہوئے
 بیڑے کی ایک تصویر کھینچ کر دکھاتا ہوں کہ شان اسلام کی غفلت نے مسلمانوں کا کیا حال کر دیا
 ہے جتنی قومیں دنیا میں بستی ہیں اون سب میں بہت زیادہ مصیبت کی ماری یہی قوم ہے
 ہزاروں ہونہار ذہین محنتی بچے عدم سامانی کی وجہ سے جاہل رہے مان باپ کو مقدور نہیں۔
 قوم کے امرا عیش میں مبتلا اون میں ہمدردی کا مادہ نہیں وہ خود جاہل علم کی قدر اونکو کیونکر
 ہو بادشاہ وقت ہمارے ملک سے ہزاروں کو س دور۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسکو ہمارے
 ساتھ کی خصوصیت اسکی نگاہ میں جیسی سب رعایا ویسے ہی ہم بھی ہماری ترقی تو جب ہو

کہ ہمارے دایان ملک ہمیں اس تاریک گڑھے سے نکالیں آپ حضرات اللہ کے واسطے کثرت
باندھے اور اپنی قوم کے راستے پر ایک روشن چراغ علم کارکھ دیجئے اور ان سے کہد دیجئے کہ اس
راستے پر چلے جاؤ چراغ کے ہمیشہ روشن رہنے کا سامان آپ کر دیجئے ایسا نہ ہو کہ ہوائے مخالف
زمانہ اسے بجھا دے تو پھر اندھیرے کا اندھیرا ہی قائم رہے سلطان روم خلد اللہ
ملکہ ہم سے بہت دور ہیں ہماری آہ و فریاد کی آوازیں ان کے کانوں تک نہیں پہنچ سکتیں
مصر کے خدیو ہمارے اسلامی فرمانروا شاہ دکن خلد اللہ ملکہ سے ملک و دولت میں
زیادہ نہیں اور سوائے اسکے وہ بھی سات سمندر کے پار اور پھر وہ خود ایک ادھن میں بہتلا
ہماری آنکھیں تو سلطان دکن زاد اللہ عمر و ملکہ کے جلوہ جمال کو دیکھ رہی ہیں ہم تو
اونہیں سے کہیں گے اور انکے سوا والی رامپور۔ والی ٹونک۔ والی جاوہر۔
والیہ بھوپال زاد اللہ ملکہم سے مدد لیا چاہتے ہیں والی افغانستان خود اپنے
ملک کی ترقی میں مصروف ہیں اول غواش بعد درویش اسلام کا طوفان خود بڑا
دیکھئے وہ ہا جاتا ہے جو بہادر بھرت کا ثنا ور ہو اسے گھسیٹ کر کنارے پر لے آئے *

محمد اکبر کی فریاد قطع

بنکے جو بگڑی ہو اس قوم کی بگڑی کو بنا
کون ہے تیرے سوا دوسرا سننے والا
نہ تو ڈانڈ اس میں نہ توار نہ کھیون مارا
اب کنارے سے لگا جلد یہ بتا بیٹرا
سیکڑوں کوں نہیں جس کے کنارے کا پتا
ہیبت شور طلاطم سے ہے پانی پستا
اسد چرخ سے لڑ آتا ہے ٹکر مینڈھا
رنگ پانی کا یہ تیرہ کہ اندھیرا او جلا

اے ترو خشک کے مالک مرے پیارے اللہ
نا خدا قوم کی کشتی کے خدا یا نہر یاد
کیسے سمجھا رہے مجھے گی یہ ٹوٹی ہوئی ناؤ
نہیں معلوم کہ ہر اس کو ہوا لے جائے
پاٹ دریا کا وہ چوڑا ہے کہ خالق کی پناہ
دھار کے توڑے گن ٹوٹ گئے ہمت کے
موجیں ہیں سرفلک کھول رہا ہے پانی
راست اس درجہ سیہ ہے کہ شبیر ہجر سفید

ہر طرف پڑتی ہے کس زور کی چادر ہسپات
 پڑ ہے ہین بھنور ایسے کہ نہ دیکھے نہ سنے
 کس بلا کی ہے ٹروڑ اینہیں کہ دیکھی نہ سنی
 چرخ کے دائرے سے کم تو نہیں قطران کا
 اللہ اللہ سے اسے باوجود مخالفت ترا زور
 اس طرح ٹوٹ گئیں لوہے کی سبب بخیرین
 ڈانڈا تھون سے جو نکلا تو نہ آیا پھر ہاتھ
 دفعتاً گھاگئی پھر کی کی طرح چسکا ناؤ
 ناؤ کو موج طلاطم نے جو اولٹا رک بار
 شور سا شور ہے دریا میں کہ خالق کی پناہ
 کوئی موجوں کے طہاچون سے ہے بیہوش کمین
 غوطے کھاتا ہے کوئی ڈوبنے کی حالت ہے
 جوڑیاں رانوں سے نکلیں ہوئے بے قابو پاؤں
 کون لے کس کی خبر کس کو نکالے کوئی
 کوئی تیری لگا تو کیا اسمین اوترنا ہے محال
 بھائی خود دیکھتا ہے ڈوب رہا ہے بھائی
 نوجوان بیٹا ہے کھاتا ہے پیالے غوطے
 ڈوبنے والوں کی گھبرائی ہوئی آوازیں
 نہ معلوم ہی کو ہے ہوش نہ ملا حون کو
 ایک کو ایک کی حالت سے نہیں آگا ہی
 سارے دریا میں اب اک یاس کا سناٹا ہی
 تیرنے والا ذرا بھی کمین او بھجا کہ گیب
 جن کے چکراتے سے چکر میں ہے سارا دریا
 تنکا سو ٹکڑے ہوا کھینچ کر اگر آہو بچا
 ہے عمق آب کا گہراؤ میں تا سمیت ترے
 توڑا ستول کو یوں تو نے کہ جیسے تنکا
 جیسے بیجان ہوا کرتا ہے کچا دھاگا
 دھجیاں اوڑ گئیں پردوں کی طہاچہ جو پڑا
 پے پے موج کی آمد سے جو لنگر ٹوٹا
 ہو گیا کوئی تر آب کوئی کچھ تیرا
 کوئی سنتا ہی نہیں ڈوبنے والوں کی صد
 مونڈھے شل ہو گئے ہین پاؤں نہیں ہل سکتا
 کوئی تنکے کا سہارا ہی غنیمت سمجھا
 کاٹا پانی کا مشکل ہے کہ بازو ہے تھکا
 ہو گیا ہے اسے اچھو تو دم اوسکا ہے فنا
 حوصلے پست ہین اوستادوں کے شاگرد میں کیا
 پاؤں دریا میں دھرے کون نہیں ہوش بجا
 پدرا نگشت بدنجان لب ساحل ہے کھڑا
 تیرنے والوں کا اوکھڑا ہوا دم ہوش خطا
 آپا دھاپی ہے پڑی رنگ ہی چہروں کا اوڑا
 آپ بیہوش ہین سب اپنا پرایا کیسا
 تیرنے والوں کا غل کیسا کہان جے کارا

ہر طرف پڑتی ہے کس زور کی چادر ہسپات
 پڑ ہے ہین بھنور ایسے کہ نہ دیکھے نہ سنے
 کس بلا کی ہے ٹروڑ اینہیں کہ دیکھی نہ سنی
 چرخ کے دائرے سے کم تو نہیں قطران کا
 اللہ اللہ سے اسے باوجود مخالفت ترا زور
 اس طرح ٹوٹ گئیں لوہے کی سبب بخیرین
 ڈانڈا تھون سے جو نکلا تو نہ آیا پھر ہاتھ
 دفعتاً گھاگئی پھر کی کی طرح چسکا ناؤ
 ناؤ کو موج طلاطم نے جو اولٹا رک بار
 شور سا شور ہے دریا میں کہ خالق کی پناہ
 کوئی موجوں کے طہاچون سے ہے بیہوش کمین
 غوطے کھاتا ہے کوئی ڈوبنے کی حالت ہے
 جوڑیاں رانوں سے نکلیں ہوئے بے قابو پاؤں
 کون لے کس کی خبر کس کو نکالے کوئی
 کوئی تیری لگا تو کیا اسمین اوترنا ہے محال
 بھائی خود دیکھتا ہے ڈوب رہا ہے بھائی
 نوجوان بیٹا ہے کھاتا ہے پیالے غوطے
 ڈوبنے والوں کی گھبرائی ہوئی آوازیں
 نہ معلوم ہی کو ہے ہوش نہ ملا حون کو
 ایک کو ایک کی حالت سے نہیں آگا ہی
 سارے دریا میں اب اک یاس کا سناٹا ہی

تخت کشتی کے جدا ہو کے بے جا تے ہیں
 کچھ خبر ہے تجھے اے قوم یہ کشتی کیا تھی
 علماء کے تھے ملاح مسلم تھا امام
 لنگر اوس بیڑے کا تھا علم تو پردے تھے عمل
 صدق کہتے ہیں جسے تھا وہ اسی کا سگن
 صفت بدل تھا کپاس اسی کشتی کا
 گن جسے کہتے ہیں تھا جبل متین اسلام
 بحر کہتے ہیں اسی عالم ہستی کو ہم
 یک بیک اٹھا جو اس بحر میں طوفان نفاق
 یک دلی کی جو وہ کشتی تھی ہوئی طوفانی
 کھا گیا ایک ہی دم میں یہ زمانہ چکر
 جوش پر آگیا اس درجہ وہ طوفان نفاق
 کچھ نہیں سوچتا کیونکر نہ ہو یہ ناؤ تباہ
 اٹھ گئی روشنی علم و عمل عالم سے
 صورتیں مسخ ہوئیں قوم کے بگڑے اخلاق
 جو فضائل تھے حمیدہ وہ تو باقی نہ رہے
 پہلے تھے شریں زمین یہ متواضع سب سے
 اے اس قوم کا تھا جو ہر ذاتی کبھی علم
 آج یہ سجن کی فرست میں ہے پہلی مد
 آج اس میں نہ رہا ضبط کا یارا مطلق
 کل قناعت کو تھا اس قوم پر اک فخر عظیم

مال سب ڈوب گیا کچھ بھی تو باقی نہ رہا
 تھا یہ جمعیت قومی کا مبارک بیڑا
 تھا انہیں قوم کی کشتی کا چلانا آتا
 اور ستول علم دین محمد کا تھا
 جس نے گمراہی سے بیڑے کو برابر روکا
 ڈانڈتھے ہمت مردان مبارک سیما
 اس نے کشتی کو ہر اک طرح سلامت رکھا
 خواہشیں موحین ہیں اسکی نہیں فرق اس میں فرا
 دیکھتے دیکھتے بس قوم کا نقشہ بگڑا
 اختلافات کے جھونکوں نے جو لنگر توڑا
 سیدھا اولٹا ہوا اور ہو گیا اولٹا سیدھا
 ابر ادبار کا ساون کی طرح آبر
 ہر طرف جل کا دنیا میں اندھیرا چھایا
 کفر و انجاد کی تاریکیوں کا دور آیا
 آدمی سے ہوئے حیوان کی صورت سجدا
 اون کی جا پر متمکن ہیں ذمایم صدا
 لے اور ی آج فلک پر اسے سخت کی ہوا
 اور اب قہر سے آتش کا بنی پر کالا
 کل اسے کہتے تھے مرد قہر ارباب سخا
 انبیا کا سا تھل کبھی اس قوم میں تھا
 حرص اور آرزو کو اب درد ہوا نام اسکا

یا ہے کج اس کی دنائت کا جہان میں شہرا
 شاد غربت میں مصیبت میں اسے خوش پایا
 مال بھی پاس ہے اوپر بھی ہے غربت کا گلا
 اوس کی ضد کے لئے ہے آج انگشت سنا
 اپنے اوصاف جو تھے ہو گئے سب اس سے جدا
 جیسے کتب سے لگے بھاگنے چھوٹا بچہ
 سب نے ملکر اسے بے سود عمل ٹھیسرایا
 نام اب ان کی کمیٹی میں ہے اس کا فاقہ
 رہ گیا حج حرم اوس کا ہے مشکل رشتہ
 مگر اللہ کے رستے میں ہے پورا کھٹکا
 تندرست سید کو لی ہے متاعِ دنیا
 قوم نیچر کے لئے جائے جو سر ہے یہ بجا
 اور مسجد کے لئے نکلے نہ کھوٹا پیسا
 اور طراون کی بکر کود کا مرغوب ہوا
 اوس کو بتلاتے ہیں بیماریوں کا سرچشما
 اوسے کہتے ہیں کہ محبس کا ہے یہ اک حلقہ
 حق تو یہ ہے کہ ندامت سے نہیں لب کھلتا
 آنکھ بھی عقل بھی سب کچھ تو ہمیں اوسنے دیا

کلمہ پڑھتے تھے اس قوم کا گل اہل ہم
 حق تو یہ ہے کہ نہ تھا اس سا کوئی شکر گزار
 مگر اس عہد میں کچھ اور ہے حالت اسکی
 پہلے مشہور تھی مہمان نوازی اس کی
 دوسری قوم کے اخلاق جو سیکھے اسنے
 دل کو اک بار عبادت سے ہوئی یہ نفرت
 اس کے بطلان پہ ہونے لگے دھوے قائم
 ان نمازون سے بھی بڑھ کر ہوئے روزے کڑے
 خمس کیا چیز ہے باقی نہ رہی جبکہ زکات
 کئے لندن کو تو پونچین و مان سر سے سوبہ
 بہر اسکول علیگڑھ ہے ہتیلی پر سر
 کسی سید کے لئے خمس جو کہئے تو حرام
 مانگین چندہ تو ابھی دس کی جگہ سو حاضر
 نام ہے اپنی نمازون کا تو اٹھک بیٹھک
 روزہ جو تفتیشِ مادۂ فاسد ہے
 قید مذہب جو بڑے امن کا اک دائرہ ہے
 اے اللہ سے کس منہ سے کہیں ہم فریاد
 آپ کو آپ ہی ہم چاہیں بگاڑین کہ بنائیں

ہے یہ ناحق کا بھی الزام خدا پر اکبر
 خود ہی بگاڑیں تو بگاڑے ہمیں کیونکر نہ خدا

زمین پر آدمیوں سے پہلے جنوں کی سکونت تھی ابلیس نے بحکم خدا انکو دوسرے جزیروں میں نکال دیا

حضرت ضحاک نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابلیس ملائکہ کے ایک قبیلہ میں سے تھا جسے جن کہتے ہیں یہ جن فرشتوں میں گرم آگ سے پیدا ہوئے تھے اور بائج آگ کے زبانہ کو کہتے ہیں حضرت باری تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّكَارِجِ مِنْ نَارٍ اور ابلیس جنت کا خازن بھی تھا اور ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ اور فرشتے فوراً پیدا ہوئے ہیں اور آدمی مٹی سے پیدا ہوا ہے اور مٹی کیسی کھنکھتی ہوئی خشک جیسا کہ پروردگار تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا ہے خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ جب زمین پر جنوں نے آپس میں خون ریزیاں کیں تو اللہ تعالیٰ شانہ نے فرشتوں کی ایک فوج ابلیس کے ساتھ کر کے زمین پر بھیجا اور یہ فرشتے اوسی قبیلہ کے تھے جنہیں جن کہتے ہیں پھر ابلیس اور اوسکے ساتھی اون جنوں سے لڑے اور اونہیں سمندر کے جزائر اور پہاڑوں کے کناروں پر نکال دیا اس لڑائی کو جیت کر وہ مادہ غرور جو اس مغرور کے دماغ میں منسوی تھا ظاہر ہو گیا اب کو اس لمن الملک بجائے لگا لگا اوسکی ہمراہی فوج اوسکے غرور سے مطلع نہ ہوئی اللہ کو اوسکا غرور بڑا معلوم ہوا ایسے ہی انس سے بھی روایت ہے اور ابوصالح نے ابن عباسؓ سے اور مرآۃ الہدای نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ شانہ اون چیزوں کو پیدا کر چکا جنہیں پیدا کرنا تھا تو وہ عرش پرستوی ہوا اور ابلیس کو دنیا کے آسمان کا مالک کر دیا اس سے اُس کے دل میں غرور آ گیا اوس نے کہا کہ یہ امارت اللہ تعالیٰ شانہ نے مجھے کسی فقیہیت کے سبب سے دی ہے بس یہی خیال اسکا اسکے غرور شکنی کا سبب ہوا اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہوئی پھر کیا تھا ارشاد ہوا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِیْ الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً یعنی میں زمین پر ایک خلیفہ اپنا مقرر کیا جا رہا ہوں -

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اوس کا نام عزراہیل تھا اور یہ اون فرشتوں میں جو طبقہ جن سے تھے بڑا دانا اور عالم تھا یہ بھی ایک وجہ اسکے غرور کی تھی۔ حضرت عمر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے ایک مخلوق کو پیدا کیا اور اسے سجدہ آدم کا حکم دیا اوس نے کہا کہ ہم اسے سجدہ نہ کریں گے اس لئے آتش غضب الہی لے او نکو جلا کر خاک کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے ایک اور مخلوق پیدا کی اور اوس سے کہا کہ میں مٹی سے ایک مخلوق پیدا کرتا ہوں تم کو اسے سجدہ کرنا ہوگا اوس نے بھی انکار کیا وہ بھی جلا کر خاکستر کر دی گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے ان فرشتوں کو پیدا کیا اور ان سے کہا کہ میں مٹی سے ایک مخلوق پیدا کرتا ہوں تمہیں اسکو سجدہ کرنا ہوگا ان فرشتوں نے اللہ کے حکم کی اطاعت کی مگر ابلیس نے انکار کیا اور وہ راندہ درگاہ باری تعالیٰ شانہ ہو گیا

حضرت سیدنا ادیم علیہ السلام کی پیدائش

حضرت سیدنا ادیم علیہ السلام کی پیدائش ابلیس کی سلطنت کے لئے ولسا ہی حادثہ تھا جیسا مرد کی سلطنت کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش اور فرعون کی سلطنت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وجود میں آنا اور تمام دنیا کی آراستگی اور تہذیب کے لئے ہمارے حضور پر نور سید کائنات معجز موجودات رسول اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کی ولادت ابلیس لعنت اللہ علیہ کا غرور اوس کے دل میں مخفی تھا پروردگار تعالیٰ شانہ نے چاہا کہ فرشتوں کی جماعت پر بھی اس کا غرور ثابت ہو جائے کہ اس کے مردود ہونے کے لئے سبب کا وجود ثابت ہو اور اونکا یہ خیال نہ ہو کہ بے قصور یہ مردود ہوا غرور بھی کیا بری چیز ہے ابن حجر نے منہیات میں ایک حدیث نقل کی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جو گناہ از روئے غرور انسان سے سرزد ہوتا ہے اوس کی بخشش کی امید نہیں ہے اس لئے کہ یہ گناہ ابلیس سے سرزد ہوتا ہے بادی اول اس گناہ کا ابلیس ہے اور جو گناہ انسان سے از روئے شہوات سرزد ہوتا ہے او کی

بخشش کی امید ہے۔ ابلیس کی بادشاہی کے زوال و فنا کا سبب یہی غور ہوا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا قال اللہ تعالیٰ شانہ ربی نجاعی فی الکراض خلیفۃ میں پیدا کرنے والا ہوں زمین پر ایک خلیفہ۔ فرشتوں کو بڑا استعجاب ہوا اور کیا قیاس آدم کی طرف بھی دیکھا ہوا جیسا کہ جنوں کی بادشاہی کی حالت تھی یعنی رذائے آپس میں غوریزیان اور خانہ جنگیان ہوا کرتی تھیں اور بادشاہ وقت اور سکا کچھ انتظام نہ کرتا تھا اور نہ اس کے لئے کوئی قانون بنا جیسے حیوانوں کی سی حالت تھی کہ ایک کو دوسرے نے مار ڈالا جو زور آور ہوا وہ کم زور کو پکڑ کر کھا گیا وہ سمجھے کہ یہ خلیفہ اور اس کی رعیت بھی ایسی ہی ہوگی مجرد اپنے قیاس پر کہنے لگے۔ قَالُوا اَجْعَلُ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا وَ یُکْثِفُ الذِّمَّاءَ ترجمہ یعنی کہا سب فرشتوں نے یک زبان ہو کر کہ کیا ایسے شخص کو پیدا کریگا اور آباد کریگا زمین پر جو فساد کرے اور خون بہایا کرے۔ اگرچہ انسان کی ذات جمع تمام گناہوں کا ہے چوتیان یہ کریں۔ شراب یہ پیئیں۔ زنا یہ کریں قتل یہ کریں مان باپ کی نافرمانی یہ کریں انتہا یہ ہے کہ خدا کے وجود کے منکر یہ ہیں مگر فرشتوں نے جو صرف قتل ہی کو کیا اس کا سبب یہ تھا کہ جنوں کی بادشاہی میں ہی گناہ کثرت سے ہوتا تھا وہی اون کے خیال پر چڑھا ہوا تھا اور ہے بھی یونہیں کہ قتل نفس بڑی سخت بات ہے باوجودیکہ ہزاروں قتل واقع ہوا کرتے ہیں پھر بھی یہ بات عقل پر دشوار معلوم ہوتی ہے کہ آدمی کو آدمی کیونکر قتل کرتا ہے کلام اللہ میں ہے کہ جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر بوجھ قتل کیا اس کی جزا جہنم ہے ہمیشگی کے لئے سوائے شرک اور قتل کے کسی گناہ کی سزا اتنی سخت نہیں ہے جتنی قتل کی اور یہی ہونی تھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرشتوں نے یہ اس لئے کہا تھا کہ وہ جنوں کی حکومت کو دیکھا کرتے تھے جو اس سے پہلے زمین پر سارے تھے انہوں نے اس لئے پروردگار سے عرض کی کہ کیا تو اس میں پھر ویسی ہی خلقت بسایگا وہ تو بڑی غوریز اور مفسد اور نافرمان تھی اگر ایسا ہی ہے تو ہم میں سے کسی کو جن لے اس واسطے کہ ہم تیری حمد کرتے ہیں تیری تسبیح پڑھتے ہیں اور تجھے پاک اور منزه سمجھتے ہیں تیرے فرمان پر اور میں ٹھکنے لستے تیرے بھوکے

وَقُلْتُ مَنْ لِكَلِّطِ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰی شانہ نے اوس سے فرمایا اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ
میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ یعنی جو ابلیس کے دل میں غرور ہوا ہے اور میرے
خلاف حکم کرنے پر جو اوس کا ارادہ ہے اور وہ دھوکے میں پڑ گیا ہے اوسے میں جانتا ہوں
اور میں اوسے تم کو دکھا دوں گا تا کہ تم اوسے آشکارا دیکھ لو۔

اللہ تعالیٰ کا آدم کا پتلا بنانیکے لئے زمین سے مٹی منگانا

جب اوس خالق ارض و سما نے آدم کے پیدا کرنے کا ارادہ کر لیا تو جبریل کو حکم دیا کہ زمین سے
جا کر مٹی لائے زمین نے کہا کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں تو مجھ سے کچھ کم نرا اور میری
صورت کو نہ بگاڑ اس لئے جبریل نے اوس میں سے کچھ نہ لیا اور لوٹ گئے اور کہا اے رب اوس نے
تیری پناہ مانگی اس لئے میں نے اوسے تیری پناہ دی پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے میکائیل کو حکم دیا
اوس سے بھی اوس نے پناہ مانگی اور اونہوں نے بھی اوسے پناہ دی اور لوٹ گئے اور حضور میں
پروردگار عالم کے وہی عرض کیا جو جبریل نے عرض کیا تھا پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے ملک الموت
کو حکم دیا بھلا یہ بغیر تعمیل حکم کیوں واپس جانے لگے تھے زمین کا پناہ مانگنا اور عجز و اسحاق کرنا کچھ
کام نہ آیا اُنہوں نے کہا کہ تو جس کی پناہ مانگتی ہے اوسی مالک نے مجھے بھیجا ہے میں کیونکر
بے حصول مقصد واپس جاسکتا ہوں چنانچہ ملک الموت نے زمین پر سے مٹی لی اور اوسے ملایا
اس لئے کہ ایک جگہ سے مٹی بنیں لی تھی بلکہ سرخ سفید کالی چکیتی ہوئی مٹی مختلف مقاموں
سے لی تھی۔ اور ابو موسیٰ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت
کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مشت خاک سے بنایا جو
اوس نے تمام زمین پر سے لی تھی اس لئے بنی آدم زمین کی طرح سرخ و سیاہ و سفید اور انہیں
رنگوں سے ملے جلے پیدا ہوتے ہیں اور یہی حال آدمی کے مزاج کا ہے کسی میں سہولت ہے
کسی میں حزن زیادہ ہے خوشی کم ہے کسی میں خوشی زیادہ حزن کم ہے کوئی بد مزاج ہو کوئی

خلیق اور نیک دل ہے زمین کے حصّوں کی کمی و بیشی پر مزاج کی تقسیم ہے مگر محبت کا جزو زمین کے ہر حصّہ میں موجود ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ کسی چیز کو زمین کے حصّہ میں دفن کر دیجئے تھوڑی مدت کے بعد زمین اسے اپنا سا بنا لیگی یہی آثار محبت سے ہے۔

آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی کا اب خمیر ہوتا ہے
حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے ایسے ہی شاعر کا مٹہ جو اہرات گران بہا سے بھرا جاتا ہے۔

رگل آدم ہر شتندوب پیمانہ زدند

دوش دیدم کہ ملایک در میخانہ زدند

روایت میں ہے کہ جب آدم کی مٹی گوندھی گئی تو وہ بُندی کی طرح ہو گئی اور چپکنے لگی جسے اللہ پاک نے قرآن شریف میں لازب کہا ہے پھر وہ چھوڑ دی گئی کہ جس سے وہ سڑ کر بدبودار ہو گئی پھر اور کچھ روزوں تک چھوڑ دی گئی جس سے خشک ہو کر کھنکٹی ہوئی ہو گئی قال اللہ تعالیٰ شَانَهُ وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَءٍ مَسْنُونٍ ۝ یعنی انسان کو کھنکٹی ہوئی سڑی بدبودار مٹی سے پیدا کیا۔ اور لوسکا نام آدم اس لئے ہوا کہ وہ اولیم یعنی سطح زمین کے اجزائے پیدا ہوا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی مٹی کو حکم دیا پھر وہ اس کے پاس لائی گئی پھر آدم چپکتی اور سڑی بدبودار مٹی سے پیدا کیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنے ماتھے سے بنایا تاکہ ابلیس اس کے سجدہ سے تکبر نہ کرے اور حضرت ابن عباس نے کہا ہے کہ آدم کا پتلا چالیس رات اور بعض کا قول ہے کہ چالیس سال یونہی بڑا رہا اس زمانہ میں ابلیس اس کے پاس آتا اور اپنے پاؤں سے ٹھکراتا ہوا چلا جاتا جس سے صلصال ہوتا یعنی کھنکھناتے کی آواز آتی اسی لئے پروردگار تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا ہے مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخْفَاسِ یعنی ٹھیکری کی طرح بچنے والی مٹی۔ روایت ہے کہ وہ پتلا کھوکھلا یعنی بیج میں سے خالی

ٹھوس نہ تھا ابلیس اوسمین اکثر داخل ہوتا اور نکل آتا اور کہتا کہ یہ تو کوئی بڑی چیز نہیں ہے مگر ضرور کسی بڑے کام کے لئے ہے اور اوس سے مخاطب ہو کر کہتا کہ اگر میں تجھ پر مسلط ہوا تو تجھے ہلاک کر ڈالوں گا اور اگر تو مجھ پر مسلط ہوا تو میں تیری اطاعت نہ کروں گا اور فرشتے بھی جب اوس پر سے گزرتے تھے تو اوس سے ڈرتے تھے اور ابلیس اون سب سے زیادہ اوس سے خوف کرتا تھا۔

آدم کے جسد میں روح کا پڑنا

۵	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَنْ جِزَہٗ خَاطِرٌ مِّمَّہٗ اَسْتَ	آخر آدم زلیس پردہ تقدیر بردن
۵	گفتند ملائکہ یہ لکھن داؤد	درتن درتن در آ در آمد در تن

جب وہ نیک ساعت آئی کہ روح حضرت آدم علیہ السلام کے کالبد خاکی میں پھونکی جائے تو اللہ تعالیٰ شانہ نے فرشتوں سے کہا کہ میں آدم کے قالب خاکی میں روح پھونکا چاہتا ہوں پس جب میں اوسمین روح پھونکوں تو تم اوس کو سجدہ کرنا پھر جب روح اوسمین پھونکی گئی تو سر سے اوسمین داخل ہوئی جہاں جہاں تک روح پہنچتی جاتی تھی وہاں وہاں تک وہ خاکی پتلا گوشت ہوتا جاتا تھا جب سر میں روح داخل ہوئی تو آدم کو چھینک آئی اس پر فرشتوں نے آدم سے کہا کہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور یہ روایت بھی ہے کہ خود پروردگار تعالیٰ شانہ نے آدم کے دل میں یہ خیال ڈال دیا تھا پس آدم نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہا اسکے جواب میں خود اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا سِرِّ حَمْدِكَ رَبُّنَا پھر جب روح اوسکی آنکھوں میں پہنچی تو جنت کے پھلون کی طرف اوس نے نظر کی اور اہل تحقیق نے یہ کہا ہے کہ آدم نے عرش پر نظر کی اور وہاں لکھا ہوا دیکھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پھر جب روح آدم کے پیٹ تک پہنچی تو اسے اشتہا معلوم ہوئی پھر قبل اسکے کہ روح آدم کی پاؤں تک پہنچے تو جلدی سے جنت کے پھلون کی طرف چھپنے کا ارادہ کیا اسی لئے اللہ تعالیٰ

فرمایا ہے خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ عَجَلٍ یعنی انسان جلد باز پیدا ہوا ہے۔

آدم کا مسجود ملک ہونا اور ابلیس کا غرور اور جنت سے اوسکا نکلنا

جب حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کے بدن میں روح پڑی اور یہ زمین سے اٹھ بیٹھے تو یا تو ان کا خیر سر کر بدلو ہو گیا تھا جس کو خود پروردگار تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے اور وہ آیت اوپر گذر چکی ہے یا کمال حسین ہو گئے اور پیشانی انکی ماہ دو ہفتہ کی طرح چمکنے لگی اہل اسرار فرماتے ہیں کہ وہی نور محمدی تھا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور وہی نور آدم علیہ السلام کے مسجود ہونے کا سبب واقع ہوا اور چونکہ آدم علیہ السلام کی خاک سر زمین طائف کی تھی اور وہیں پتلا آدم کا پڑا رہا تھا یہ بھی اسباب شرافت میں سے ایک سبب تھا اور اللہ تعالیٰ شانہ کا انکو اپنے ہاتھوں سے بنانا یہ سبب شرافتوں پر طرہ ہے الغرض آدم علیہ السلام حکم پروردگار مبرا نور پر مجلس ہوئے اور ملائکہ علیہم السلام نے سجدہ کیا۔

ملک از نسبت آن سجدہ آدم میکرد کہ گِلِ قابِلش از خاکِ سر کوئے تو بود

مواہب لدنیہ میں حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ پہلے سجدہ حضرت آدم کو جبریل علیہ السلام نے کیا اون کے بعد میکائیل نے اون کے بعد اسرافیل نے اون کے بعد عزرائیل نے علیہم السلام اون کے بعد تمام ملائکہ مقربین نے اور ہماری جماعت کلمہ کے ایک مستند عالم جن کا لقب مُسْتَدْرِکُ الْکُلِّ تِیْ الْکُلِّ ہے مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی اپنے جوش میں ارشاد فرماتے ہیں (مگر واضح رہے کہ یہ فعل اونکا ہم نام قصوں کے لئے سند نہیں ہو سکتا) گو تاریخ کے دائرہ سے تھوڑی دیر کے لئے باہر آگیا ہوں مضافۃً نہیں یہ نظم تو اس مقام پر ضرور لکھو گا نظم

يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَسْتَلامٌ عَلَيْكَ اِنَّمَا الْفَوْكُشُ وَالْفَلَاحُ كَذِبٌ

سلام آدم جو اہم دہ	مرہے بر دل خرابم نہ
لبس بود جاہ و احترام مرا	یاب علیک از تو صد سلام مرا
گر ز فتم طریق سنت تو	ہستم از عاصیان اُمت تو
رسم کن بر من و فقیری من	دست دہ بہر دستگیری من
مہر و سہ تو ہوش برداز من	بیمار و سہ خود ز بردار من
سویم افکن ز مہمت نظر سہ	باز کن برد لم ز لطف در سہ
تلخ شد کام من ز بخت نژد	ساز شیرین ز لعل شکر خند
زاری من شنو تکلم کن	گریہ من نگہ بستم کن
شدادیم زخم بخون جگری	تا چو نخلین زیر پا سپری
ماندہ ام زیر بار عصیان پست	انتم از پا اگر گیری دست
خود بدست تو کے رسد دستم	این قدر بس کہ در دست پستم
خاک نخلین ارند دسترس است	گرے از نعل تو رس تو بس است
رو سہ مجنون بر آن زمین اولی	کہ بود پائے نافہر لیلے
عش چون خاک شد براہ تو پست	تا رسیدش بپا بوس تو دست
پست بودن براہ تو خوشتر	کز بلندی بعش سودن سر
کہ بود باولے ز غم مرستہ	چا احمی احرام آن حرم بستہ
سوے آن بارگاہ نورانی	سودہ بر خاک راہ پیشانی
با چنین چہرہ غبار آلود	سوے آن روئے شریف سجد

المختصر اس بے وحدت گستاخ رحیم نے سجدۂ آدم علیہ السلام سے انکار کیا پھر جو کچھ اس
 تہود و طغیان کی سزا ملی وہ اظہر من الشمس ہے ہر قرآن پاک کی تلاوت کرنیوالا جانتا ہو اس
 ذکر کی یہاں اب ضرورت نہیں اب حضرت آدم علیہ السلام سے خلافت حاصل کر کے ایوان شاهی

یعنی قصر فردوس برین میں مسند خلافت پر مجلس ہوئے اور اونکی تسکین خاطر اور دل بستگی کے لئے اون کے بائیں پہلو کے گوشت سے حضرت **حوا** کو اللہ تعالیٰ شانہ نے پیدا کیا حکم شاہنشاہی نافذ ہوا یا **آدم** **اسکنک** **انت** **و زوجک الجنة** **و کلا منہا رغداً** **حیکث** **تشتتا** ترجمہ اے آدم تو اور تیری بی بی دونوں جنت میں رہو اور اس میں جہان کمین سے تمہارا دل چاہے بفرغت کھاؤ پیو لیکن اس عمومیت میں ایک استثناء بھی لگی ہوئی **ولا تقربا هذی الشجرة** **فانکونوا من الظالمین** ترجمہ اور نہ جانا اس درخت کے پاس اور اگر ایسا کرو گے تم دونوں ظالموں میں سے۔ **ف** یہ وہ ظالم نہیں جو لوگوں پر جفا کرتے ہیں قتل کرتے ہیں بلکہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے اور وہ ظلم واقع ہوا ہم کہتے ہیں کہ وہ ظلم کیون نہ واقع ہوتا ظہور کائنات انسانی تو اسی پر منحصر تھا پھر وہ ٹکنا کیونکر یہ امتناع پروردگار تعالیٰ شانہ تو ہنری تاکید تھی **الا نسان حریص** **علی ما مینع** انسان اوسے کام کرتے پر حریص ہوتا ہے جس سے وہ روکا جاتا ہے۔

شرافت آدم میں سے ایک بڑی شرافت تعلیم علم اسماء بھی ہے جو آدم کو اللہ تعالیٰ شانہ نے تعلیم کیا تھا اور امتحان کے وقت فرشتے اوسکے بتانے سے عاجز رہے اور آدم نے سب بتا دیئے اوس وقت فرشتوں نے اپنی نادانی کا اقرار کیا اور کہا کہ یا اللہ اپنی باتوں کو تو خود ہی غیب جانتا ہے ہمارے واسطے تو اتنا ہی علم ہے جو تو نے بنا دیا ہے جب ظہور کائنات انسانی کا زمانہ پہنچ گیا تو آدم نے باصرار ہوا علیہا السلام وہ دانہ گندم نوش جان فرمایا جس کا حرص دلانے والا شیطان تھا اور جنت چھوڑنی پڑی اور نیکے جس طرح سے نکلے اب ہم اپنے ناپاک خبیث نفس کی طرف خیال کرتے ہیں اور حافظ علیہ الرحمۃ کا شعر پڑھتے ہیں **۵**

مابدان خرمین پندار ز رہ چون نرویم	چون رہ آدم خالی بیکے دانہ زردند
-----------------------------------	---------------------------------

بہشت وہ پاک مقام ہے جہان کے واسطے لقاے پروردگار کا وعدہ ہے وہاں جس طرح ظہور کائنات انسانی کے قواعد مقرر کئے گئے ہیں کب نافذ ہو سکتے تھے لہذا دوسرے مقام پر

بھیج دئے گئے پھر ایک زمانہ ان کے تجرید کا آتا ہے جب وہ ان بھیجے جائیگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جمعہ کے روز کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ اوس سب دنوں میں جن میں آفتاب طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن بہتر ہے اوسی روز آدم پیدا ہوا اوسی روز اوس کو جنت ملی اور اوسی روز وہاں سے وہ باہر آیا اور اوسی روز اوسکی توبہ قبول ہوئی اور اوسی روز قیامت ہوگی اور اوسی دن میں ایک ساعت ہوتی ہے جسے اونہوں نے فرمایا کہ وہ بہت چھوٹی ہوتی ہے جب وہ ساعت کسی مسلمان بندے کو مل جائے تو جو اچھی بات اللہ سے اوس وقت طلب کرے تو اللہ اوسے وہی دیدیتا ہے عبد اللہ بن سلام نے کہا ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ وہ کونسی ساعت ہے وہ اوس روز کی اخیر ساعت ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جمعہ کے روز اہل جنت کو نعمتیں جنت کی نسبت اُور روز کے زیادہ ملیں گی لہذا اہل جنت کی زبان پر نام اسکا یوم الزید ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آدم جنت سے نوین یا دسویں ساعت میں نکالا گیا ہے اور جب زمین پر پھینکا گیا ہے تو اُس وقت اوس روز کے نو گھنٹے گزر چکے تھے اور جنت میں وہ پانچ ساعت یا پانچ گھنٹہ رہا تھا اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ صرف تین گھنٹہ رہا تھا اگر اس قول کے قائل کا یہ ارادہ ہے کہ آدم فردوس میں اوس جمعہ کے دن کی دو ساعت رہا جو ہماری دنیا کے دنوں میں سے ہے اور جس کی مقدار اوس قدر ہے جتنی کہ ہوتی ہے تب تو اوس کا قول بعید الصواب نہیں ہے کیونکہ جو اخبار متقدمین اہل علم سے وارد ہوئے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم چھٹے دن کے اخیر ساعت میں پیدا ہوا ہے جس کی مقدار ہمارے برسوں میں ایک ہزار سال ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس دن کی ایک ساعت کی مقدار ہمارے تراسی سال کی ہوگی اور یہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ آدم کی مٹی کا جب پروردگار نے خمیر کر لیا تو روح

پھونکنے سے پہلے چالیس برس تک اوسکا پتلا پڑا رہا اور یہ بات متحقق ہے کہ یہاں یہ ہمارے ہی برس مراد ہیں پھر جب اوسمین روح پھونکی گئی اور اوسکے معاملات گزرے اور اوسے جنت میں سکونت کے لئے جگہ دی گئی۔ اور زمین پر پھینکا گیا۔ تو ان معاملات کی مدت مقدار یہ بعید نہیں کہ ہمارے ہی برسوں کے حساب سے پینتیس برس ہو اور اگر اسکا یہ مطلب ہو کہ وہ جنت میں اوس جمعہ کے دن عین دن کے وقت میں دو ساعت رہا جو اون دنوں کے برابر ہے جس کی مقدار ہمارے برسوں میں ایک ہزار سال کے برابر ہے تو اوس کی بات حق نہیں ہو سکتی کیونکہ جس کسی اہل علم نے اس معاملہ میں کہا ہے اوس نے یہی کہا ہے کہ اوسمین جمعہ کے دن عین دن کے آخر وقت میں قبل غروب آفتاب کے روح پھونکی گئی ہے اور ابوصلح نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آدم جنت میں نصف یوم رہا جس کی مقدار پانچ سو برس کی ہے یہ بھی اون احادیث کے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے وارد ہوئی ہیں اور اون اقوال کے جو علمائے بیان کے ہیں خلاف ہے +

وہ مقام جہان آدم و حوا زمین پر گرے

روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس دن آدم کو پیدا کیا تھا اوسی دن یعنی جمعہ کے روز آدم کو اور آدم کی زوجہ حوا کو آسمان سے گرا دیا چنانچہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابن عباس وقتادہ اور ابوالعتاہیہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہے کہ آدم ہند کے جزیرہ سراندیپ میں ایک پہاڑ پر اور حوا جدہ میں گرے تھے حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ آدم حوا کی تلاش میں چلے اور اس سفر میں جہان جہان اونہوں نے قدم رکھے وہاں بستی آباد ہوتی گئیں اور دونوں قدموں کے درمیان بیابان رہ گئے خوشکہ چلتے چلتے جمع کے مقام پر آئے اور بی بی حوا نے بھی ازدلات یعنی استقبال کیا اس لئے اوس مقام کا نام مزدلفہ ہوا اور عرفات میں ان دونوں کا تعارف ہوا یعنی ایک نے دوسرے کو پہچانا یہ وجہ ہے کہ وہ مقام عرفات کے نام سے موسیٰ ہوا

اور وہ دونوں جمع کے مقام پر مجتمع ہوئے اس لئے وہاں نماز عصر و مغرب کو جمع کرتے ہیں اور انھیں
 میں گرا اور البیسن مسان میں گرا حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ جب حضرت آدم کو وہ تو
 پر گرے ہیں تو اونکے پیر زمین پر تھے اور سر آسمان سے لگا ہوا تھا اس لئے وہ آسمان کے
 فرشتوں کی تسبیح کی آواز سنتے تھے اور فرشتے اون سے ڈرتے تھے اس لئے اونہوں نے
 دعا مانگی کہ آدم کا قد گھٹا دے پس اللہ تعالیٰ نے آدم کے قد کا طول گھٹا کر ساٹھ گز کا کر دیا
 آدم کو اپنے قد کے گھٹنے کا رنج ہوا کیونکہ فرشتوں کی آواز اور اونکی تسبیح سنکر اونکا دل بہلتا تھا
 وہ بات جاتی رہی۔ آدم نے اللہ تعالیٰ شانہ سے عرض کیا اے رب میں تیرے گھر میں تیرے
 پاس رہتا تھا۔ تیرے سوا اب مرا کوئی نہیں تو نے مجھے جنت میں رکھا تھا اوسکا جو پہل جہان کا
 میں چاہتا تھا کھاتا تھا پھر تو نے جیل مقدس پر گرا دیا وہاں سے فرشتوں کی آواز سنتا تھا اور
 جنت کی ہوا مجھے میسر آتی تھی اب تو نے مجھے گھٹا کر ساٹھ گز کا کر دیا جس سے اونکی آواز گھٹنا
 نظر سے دیکھنا سب جاتا رہا اور جنت کی ہوا بھی اب نہیں ملتی پروردگار نے جواب دیا کہ اے
 آدم پس تیری معصیت کا سبب ہے جو پہنے کیا ہے تیرے ساتھ۔

آدم و حوا کا لباس

جب حضرت آدم و حوا زمین پر گرے تو خدا بہشتی ان سے جبین لیا گیا تھا یہ دونوں زمین پر
 رہنے تھے اللہ تعالیٰ شانہ کو ان پر رحم آیا ان کے واسطے آٹھ جوڑے دُنبے جنت سے نازل
 کئے گئے تھے اوسمیں سے ایک نر کے ذبح کرنے کا حکم ہوا آدم نے ایک نر دُنبہ ذبح کیا اور
 اوسکی اون لی اور حوا نے اوسے کاٹا اور آدم نے اوسے بنا اور اپنے واسطے اوس سے ایک
 جُبہ اور حوا کی درع جو ایک قسم کا پانچا مہ ہوتا ہے اور اوڑھتی بنائی اور یہ کپڑے اونہوں نے
 پہنے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو بھیجا تھا جس نے دُنبے اور اونٹ کی کھالوں کو
 پہنے کا طریقہ سکھا دیا تھا اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ صوف کا لباس اونکی اولاد کا ہے

آدم و حوا کا لباس وہی تھا جو اونہوں نے جنت کے بتوں کا بنالیا تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے خانہ کعبہ بنایا اور حج کیا

قال اللہ تعالیٰ شانہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ترجمہ اللہ تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ نہیں پیدا کیا ہے جنے جن اور انس کو مگر اس لئے کہ وہ عبادت کریں جب آدم زمین پر آئے تو برہنہ تھے اونکو لباس پہنایا گیا جب ستر پوشی ہو گئی تو شرعی احکام کا نفاذ ہوا اللہ تعالیٰ شانہ نے وحی بھیجی آدم کی طرف کہ میرے عرش کے مقابل میرا ایک حرم یعنی گھر ہے تو وہاں جا اور میرے لئے ایک مکان اوس بجگہ بنا پھر تو اوسکا طواف کر جیسے کہ تو نے فرشتوں کو میرے عرش کا طواف کرتے دیکھا ہے اوس مقام پر مین تیری اور تیری اولاد کی جو میرے فرمان بردار ہونگے دعا قبول کیا کرونگا آدم نے عرض کی اے میرے مہربان رب یہ مجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے نہ تو مجھ میں اتنی طاقت نہ وہ مقام مجھے معاوضہ نہ اوسکا نقشہ میرے پاس میں تو اس سے بالکل واقف نہیں اللہ تعالیٰ شانہ نے آدم کے پاس ایک فرشتہ بھیجا کہ وہ آدم کی مدد کرے اور اوس کو وہ مقام بتائے وہ فرشتہ اوسے حکم معظمہ کی طرف لے چلا اس وقت آدم جب کسی سبزہ زار پر گزرتے تو وہ فرشتے سے کہتے کہ ذرا بیان ٹھیکر جا وہ فرشتہ ٹھیکر جاتا یہاں تک کہ وہ حکم میں پہنچے یہاں ایک ہموار زمین تھی راوی کہتا ہے کہ اس سفر میں حضرت آدم جہان جہان ٹھیکرے ومان ومان آبادیاں ہو گئیں اور باقی زمین بیابان رہی پھر اونہوں نے طور سینا۔ اور طور زیتا (دمشق کے پہاڑ) اور لبنان اور جودی سے پتھر لئے اور کوہ چرا سے اوسکے ستون لئے غرض کہ ان پانچ پہاڑوں سے بیت اللہ کو بنایا اور جب اوسکی تعمیر سے وہ فارغ ہو گئے تو فرشتہ اونہیں عرفات پر لے گیا اور وہ مناسک اونہیں دکھا دئے جو آج کل دان آدمی کیا کرتے ہیں پھر وہ اونہیں حکم کو لایا اور اونہوں نے اوس کا سات مرتبہ طواف کیا پھر ہند کو لوٹ آئے اور کوہ تود پر وفات پائی یہ قول اس بات کو قوت دیتا ہے کہ

آدم و حوا دونوں ایک ہی مقام پر گرے تھے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام نے ہند سے پیادہ پا چالینس ج کئے تھے۔

جنت کے اشمار و خوشبوئیں اور صنعت کے ابتدائی آلات

جب حضرت آدم علیہ السلام ہند میں آکر ٹھہرے تو ان کے سر پر جنت کے بیر کا ایک تاج تھا جب وہ زمین پر پہنچے تو وہ خشک ہو گیا اور پتے یہاں کی ہوا کے سبب سے مرجھا کر گر خزانہ کی طرح گر گئے کمان جنت کی لطیف آب و ہوا کمان دنیا کی بادِ سموم اشمارِ بہشتی کو کب موافق ہو سکتی ہے مگر یہ اشمار و پتوں کا ہوا کہ ان سے ہر طرح کی خوشبوئیں پیدا ہو گئیں اور ایک روایت یہ ہے کہ خوشبوئیں ان پتوں کی ہیں جو جنت کے پتوں کا لباس آدم و حوا پہنے ہوئے آسمان سے گرے تھے بعض علما کا یہ بھی قول ہے کہ جب ان کو جنت سے نکلنے کا حکم ہوا تو وہ جنت کے جس درخت کے نیچے سے نکلے اور اسکی ایک ڈال توڑ لی اور جب گرے تو ان ڈالیوں کو لئے ہوئے گرے اور انہیں ڈالیوں سے ہند کے خوشبودار پھول اور گھاس وغیرہ پیدا ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ شانہ نے آدم کو جنت کے فخر و شہ کے طور پر عنایت فرمائے تھے یہ پھل جو اس دنیا میں ہیں انہیں پھلوں سے پیدا ہوئے ہیں مگر یہاں کی زمین اور آب و ہوا نے ان کی خوشبو انکارنگ اور مرہ اور جسامت کم کر دی ہے اور سڑنے لگنے لگے اور اشمارِ بہشتی سڑتے لگتے انہیں اور آدم کو ہر چیز کا بنانا اللہ تعالیٰ شانہ نے سکھا دیا تھا اور جنت کی خوشبوؤں سے بعض خوشبوئیں انہیں دیدی تھیں اور حجرِ اسود بھی ان کے ساتھ ہی آیا تھا یہ اس وقت برف سے بھی زیادہ سفید تھا اور یہ جنت کے یواقیست میں سے ایک یا قوت تھا میں اسکا حال اسی کتاب کے پہلے حصہ میں لکھ چکا ہوں اور وہ حصہ چھپ بھی گیا ہے اور حضرت موسیٰ کا عصا بھی انہیں کے ساتھ آیا تھا جو جنت کے آتش کا یا لیان کا تھا۔ اور اسکے بعد اہرن ہوا اور سند اسی یعنی سنسنی بھی اللہ تعالیٰ شانہ نے نازل فرمائی۔ آدم علیہ السلام کی ایسی اچھی صورت تھی کہ انکی اولاد میں

بجز حضرت یوسفؑ کے اور کوئی اودن کی صورت سے ملتا ہوا نہ تھا میں عرض کرتا ہوں بجز
حضرت یوسف علیہ السلام بڑے خوبصورت تھے مگر حضرت یوسفؑ صبح تھے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم صبح تھے ۵

گفتی کہ من یمیم یوسف بود صبح | لاریب فی حدیثک یا ایہا الملیح
حضرت یوسفؑ کے پہلے عاشق اونکے پدر بزرگوار یہ عشق مستند نہیں اپنا بیٹا کسی کی آنکھ میں بُرا معلوم
ہوتا ہے اور یہ فطرتی بات ہے کہ سب اولاد میں جو سب سے چھوٹی اولاد ہوتی ہے وہ ماں باپ کو
زیادہ پیاری ہوتی ہے مردانہ عشق کا تو خاتمہ ہو گیا سوائے حضرت یعقوب علیہ السلام کے اور
کوئی آپ کا عاشق نہ تھا زلیخا وہ غریب ناقصۃ العقل اوسکا عشق نفسی عشق تھا پاک عشق
نہ تھا اگر پاک عشق ہوتا تو وہ اونکا زندان میں جانا ہرگز نہ پسند کرتی خود کشی کرتی یا اس صدمہ سے
اوسکی روح فنا ہو جاتی پس قصہ تمام ہوا ۵

بہت شور سنتے تھے سینے میں دل کا | جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا
ایک روایت میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا جتنا حُسن تھا سب ظاہر تھا اور ہمارے
حضور پر نور کا جتنا حُسن تھا اوس کا بہت کم حصہ ظاہر تھا اور سب پر نقاب عظمت و جلال پڑی
ہوئی تھی کسی بشر کو اوسکے دیدار کی طاقت نہ تھی اوس جمال کے نظارے کی آنکھیں بعض مخصوص
صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ملی تھیں جیسے خلفائے راشدین حضرت بلالؓ حضرت بلالؓ وغیرہم
اوس جمال مبارک کے لمعات دور دور پہنچے اور عشاق نادیدہ عاشق ہو گئے اور ایسے عاشق
ہوئے کہ عشق کا خاتمہ کر گئے وہ کون سرور عشاق جہان حضرت اویس قرنی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ یہ وہ عاشق ہیں کہ حضور پر نور نے اپنا جُبَّہ انکے لئے بھیجنے کی وصیت کی تھی اور اوسکو
دو جلیل الشان صحابی یعنی حضرت عمرؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما لے گئے تھے ع

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید | اوس جُبَّہ شریعت کو حضرت اویس قرنیؓ نے پہنا اور پھر جو کچھ اونکی حالت ہوئی وہ محتاج بیان نہیں ہے

ملوفہ

مل جاتے ہیں جب دل تو نہیں رہتی ہر دوری

حضرت کے حسن کی کوئی غایت نہیں ۵

رہ حشش غایت دار و نہ سعدی راسخ پایاں

بیر و تشنہ مستقی و دریا آمچنان باقی

روایت حضرت جابر بن سمیرہ روایت کرتے ہیں کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

آلہ و اصحابہ وسلم کو چاندنی رات میں اور آپ عذہ سرخ پہنے ہوئے تھے پھر دیکھنے لگا میں آپ کی

طرف اور چاند کی طرف سو بے شک حضرت میری نگاہ میں بہت اچھے معلوم ہوتے تھے چاند سے ۵

حشش باتفاق ملاحظہ جہاں گرفت

آرے باتفاق جہاں میتوان گرفت

ہر زمانہ اور ہر قرن میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کے عشاق بکثرت گزرے ہیں جنکے

حالات مفصل بہین معلوم نہیں چند عشاق کا ذکر بیان بطور اختصار کیا جاتا ہے۔ حضرت

عبدالرحیم برعی رحمۃ اللہ علیہ ان کو کئی سو برس کا عرصہ ہوا عشاق رسول میں بھی

ایک شان عجیب رکھتے تھے ملک یمن کے ایک ملک التجار کے فرزند تھے بڑی ناز و نعمت سے

پرورش پائی تھی جب ہوش سنبھالا باپ نے ان کی تعلیم کی طرف توجہ کی جلد علوم و رسم سے فراغت

کی اپنے زمانے کے بڑے بیگانہ ادیب تھے۔ یمن کے لوگ تو یوں بھی بڑے ادیب ہوا کرتے ہیں مگر یہ

اپنے ملک میں خصوصیت کے ساتھ جملہ اذبا سے عمد میں سربرآورد تھے ان کو ابتداء سے

نعت گوئی کا شوق تھا بڑے عمدہ عمدہ قصائد ان کے عرب میں مشہور ہیں اور نعت خوانوں کا

وظیفہ میں اپنے حرم محترم کے باب العمرہ پر ایک عربی کم عمر بچے کو انہیں حضرت کے چند قصائد پڑھتے

ہوئے دیکھا اوسکے گرد اگر دس معین کا ہجوم تھا یہ اپنے مکان کو انواع اقسام کے عطریات سے

معطر کرتے اور اوسمیں نہایت فاخرہ لباس پہنکڑ بیٹھتے اور قصائد نعتیہ نظم کیا کرتے تھے باپ کی

رحلت کے بعد کوروں روپیہ ترکے میں پائے تھے سب اسی اہتمام میں صرف کردئے اور جب

مدینہ طیبہ کا قصد کیا تو روک دئے جاتے تھے اور انکے روکنے کے قصے زبان عرب پر بہت جبار ہیں

مین بیان اونکو ترک کئے دیتا ہوں کئی بار روکے گئے آخر بار چارم یا پنجم منزل **خلف** پر روکے گئے اور وہیں اٹکا انتقال ہو گیا ان کے مزار پر ایک گنبد بنا ہوا ہے وہاں مدینہ طیبہ سے والہی کے وقت ہمارا قافلہ ٹھہرا تھا مین نے پوری دلائل شریف ان کی قبر مبارک پر پڑھی۔

ہندوستان میں بھی حضرت کے عشاق بہت ہوئے ہیں جن کو مین نے دیکھا ہے یا میرے زمانہ کے ہیں اون کا ذکر کرتا ہوں کرامت **علی شہیدی بریلوی** رحمۃ اللہ علیہ ہندیوں میں شیخص بھی ہمیش ہوا ہے اس نے نعتیہ قصیدہ لکھا ہے اوسکا اب تک اثر باقی ہے اور باقی رہیگا اوسکا جواب تو بہت لوگوں نے لکھا مگر ایک شعر کا بھی جواب نہ ہو سکا اوسکا مطلع یہ ہے مطلع

طلوعِ روشنی جیسے نشان ہوشہ کی آمد کا	ظہورِ حق کی حجت ہے جہاں میں نور احمد کا
--------------------------------------	---

اور یہ شعر اسکا مقبول ہو گیا جب قافلہ جبل مفرح پر پہونچا اور وہاں سے گنبد خضراے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نظر آیا تمام قافلہ کے لوگ اونٹوں پر سے کود کر انہوں نے اپنے شغف سے نظارہ کیا پیرائے سالی کی وجہ سے اترنے سے مجبور تھے شغف ہی میں دم نکل گیا جو شخص ضعیف ہوتا ہے اور اسے اترنے کی اور زیادہ چلنے کی قوت نہیں ہوتی وہ شغف ہی میں بیٹھا رہتا ہے مگر ادباً روضہ کی زیارت وہاں سے نہیں کرتا اور جو قوی اور توانا ہوتے ہیں وہ جبل مفرح ہی سے شغف چھوڑ کر پیدل ہو جاتے ہیں یہ جو اترنے سے معذور تھے اس صدر سے ان کا دم نکل گیا۔

تمنا ہے دہنتوں پر ترے روضہ کے جا بیٹھے	قفصِ حبوقت ٹوٹے طائرِ روحِ مفید کا
--	------------------------------------

اور اس قصیدے کا مقطع کیا خوب کہا ہے۔

خدا نہ چوم لیتا ہی شہیدی کس محبت سے	زبان پر میری جس دم نام آتا ہے محمد کا
-------------------------------------	---------------------------------------

دوسرا عاشق ہمارے عم مکرم حضرت مولانا غلام امام شہید رحمۃ اللہ علیہ اٹکا واسطہ نسب ملا جیون صاحب اوستاد عالمگیر سے ملتا ہے حضرت پیر و مرشد مولانا محمد قاسم ابو العلامی قدس سرہ کے حلقہ مسترشدین میں داخل تھے اور سبیت ان کو قادریہ طریقہ میں اپنے والد ماجد سے

۴۴
میں بیان اونکو ترک کئے دیتا ہوں کئی بار روکے گئے آخر بار چارم یا پنجم منزل خلف پر روکے گئے اور وہیں اٹکا انتقال ہو گیا ان کے مزار پر ایک گنبد بنا ہوا ہے وہاں مدینہ طیبہ سے والہی کے وقت ہمارا قافلہ ٹھہرا تھا مین نے پوری دلائل شریف ان کی قبر مبارک پر پڑھی۔
ہندوستان میں بھی حضرت کے عشاق بہت ہوئے ہیں جن کو مین نے دیکھا ہے یا میرے زمانہ کے ہیں اون کا ذکر کرتا ہوں کرامت علی شہیدی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہندیوں میں شیخص بھی ہمیش ہوا ہے اس نے نعتیہ قصیدہ لکھا ہے اوسکا اب تک اثر باقی ہے اور باقی رہیگا اوسکا جواب تو بہت لوگوں نے لکھا مگر ایک شعر کا بھی جواب نہ ہو سکا اوسکا مطلع یہ ہے مطلع
طلوعِ روشنی جیسے نشان ہوشہ کی آمد کا
ظہورِ حق کی حجت ہے جہاں میں نور احمد کا
اور یہ شعر اسکا مقبول ہو گیا جب قافلہ جبل مفرح پر پہونچا اور وہاں سے گنبد خضراے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نظر آیا تمام قافلہ کے لوگ اونٹوں پر سے کود کر انہوں نے اپنے شغف سے نظارہ کیا پیرائے سالی کی وجہ سے اترنے سے مجبور تھے شغف ہی میں دم نکل گیا جو شخص ضعیف ہوتا ہے اور اسے اترنے کی اور زیادہ چلنے کی قوت نہیں ہوتی وہ شغف ہی میں بیٹھا رہتا ہے مگر ادباً روضہ کی زیارت وہاں سے نہیں کرتا اور جو قوی اور توانا ہوتے ہیں وہ جبل مفرح ہی سے شغف چھوڑ کر پیدل ہو جاتے ہیں یہ جو اترنے سے معذور تھے اس صدر سے ان کا دم نکل گیا۔
تمنا ہے دہنتوں پر ترے روضہ کے جا بیٹھے
قفصِ حبوقت ٹوٹے طائرِ روحِ مفید کا
اور اس قصیدے کا مقطع کیا خوب کہا ہے۔
خدا نہ چوم لیتا ہی شہیدی کس محبت سے
زبان پر میری جس دم نام آتا ہے محمد کا
دوسرا عاشق ہمارے عم مکرم حضرت مولانا غلام امام شہید رحمۃ اللہ علیہ اٹکا واسطہ نسب ملا جیون صاحب اوستاد عالمگیر سے ملتا ہے حضرت پیر و مرشد مولانا محمد قاسم ابو العلامی قدس سرہ کے حلقہ مسترشدین میں داخل تھے اور سبیت ان کو قادریہ طریقہ میں اپنے والد ماجد سے

تھی جس روزیہ ہمارے حضرت کے حلقہ استرشاد میں بمقام اگرہ داخل ہوئے ہیں یہ غزل تصنیف کر کے حضور کی نذر کی حضور نے مدار بخش **قوال** کو حکم کیا کہ اس کو ابھی یاد کر کے سناؤ پس اس وقت عجیب لطف تھا اس غزل کا مطلع و مقطع یہ ہے ۵

سیدنا ابوالعلماء جان و دلم خدا سے تو	دیدہ مہر و ماہ را سرمہ ز خاک پاسے تو
عکس رخ بنی توئی آئینہ عی توئی	والی برولی توئی مرضی حق ضائے تو
در شہید خویش را از سر جسم کن دوا	از در تو رو و کجاست خستہ تو گدا سے تو

حضرت والد ماجد قدس سرہ سے اور مولانا سے بہت اتحاد تھا میں کم عمری سے آپ کے آغوش شفقت میں پلا۔ میں آپ کو چچا کہتا تھا اور آپ کے کل خاندان کے لوگوں سے پورا پورا برتاؤ برادری کا تھا۔ ہمارے حضرت پیر و مرشد قدس سرہ کچری صدر دیوالی کے سر رشتہ دار تھے اور والد ماجد اور مولانا قدس سرہ ہا پیشہ کار تھے یہ جو ہندوستان میں میلاد شریف کی مجلسیں ہوتی ہیں یہ حضرت مولانا ہی کی قائم کی ہوئی ہیں جو شخص اگرہ میں مجلس میلاد کرتا وہ پڑھنے کو آپ ہی کو بلاتا اگر وہ کوئی غریب آدمی ہوتا تو آپ اس کو دس پانچ روپیہ اپنے پاس سے دیدیا کرتے اور فرماتے کہ اسی میں سامان میلاد کرو۔ تمام شب میلاد خوانی میں گزر جاتی جب یہ بات مشہور ہوئی تو اکثر غریب میلاد کی مجلسیں کرتے اور آپ کو پڑھنے کے لئے لے جاتے اور تمام رات پسلسہ میلاد خوانی کا جاری رہتا اور ہر جگہ آپ ایسے جوش میں پڑھتے کہ معلوم ہوتا کہ یہی پہلی مجلس ہے اگر میں کسی مجلس میں حاضر رہتا تھا تو حکم ہوتا کہ اکرام علی اور فیاض علی کے ساتھ تم بھی جواب پڑھو مجھے پڑھنا تو نہ آتا تھا مگر تمہیں حکم کرتا تھا اور پہلے شاگرد آپ کے میلاد خوانی کے حافظ **محمد جان** اکبر آبادی تھے جن کے شاگرد خواجہ نقی الدین صاحب اکبر آبادی بالفصل مولد خوانوں میں سربراہ اور وہ ہیں مولانا قدس سرہ اپنے گھر میں جو مجلس میلاد کرتے تھے وہ ربیع الاول شریف میں کرتے تھے آپ موتی کٹرہ میں پٹنی مل کی ایک بہت بڑی حویلی تھی اس میں رہتے تھے اگرہ میں یہ حویلی مشہور ہے مجلس شروع ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے آپ خود

حضرت پیر و مرشد قدس سرہ کے حضور میں حاضر ہوتے اور حضرت کو لیجاتے اور حضرت کی پالکی آگے ہوتی اور مولانا کی پالکی بہت پیچھے ہوتی اور معتقدین اور مریدین کا حلقہ حضرت قدس سرہ کی پالکی کے گرداگرد ہوتا تھا جب آپ اوس مکان میں داخل ہوتے اس قدر ہجوم ہوتا کہ لوگوں کو ہٹنے اور سرکنے کا موقع نہ ملتا تھا جب حضور پالکی سے اترتے تو مریدین اور معتقدین اللہ اکبر اللہ اکبر کا ایک نعرہ کرتے کہ لوگوں کو اطلاع ہو جاتی اور تمام حاضرین مجلس دوڑ پڑتے اور ہاتھ چومنے والوں کا ہجوم ہوتا کہ بڑی دیر میں اوس سے فرصت ہوتی جب مجلس تمام ہو جاتی تو ایک روغنی سفال کی کالی میں اندازاً ڈیڑھ سیر مٹھائی فی حصہ ہر کس و ناکس کو تقسیم ہوتی۔ مولانا میر بھی تھے اور نازک اندام بھی تھے میلاد شریف تمام شب پڑھتے تھے اور تھکتے نہ تھے اور جوش اول سے آخر تک یکساں ہوتا تھا۔ الہ آباد میں آپ نے انتقال فرمایا تہجد کی نماز پڑھتے تھے کہ سجدہ ہی میں روح مبارک جنت کو گئی یعنی مدینہ طیبہ کو عشاق نبی کی جنت تو وہی ہے کتاب چھوٹی تذکرے دراز تھوڑا تھوڑا لکھتا ہوں فارسی کے شعرا میں محمد جان قدسی بھی عشاق نبی میں سے ایک منتخب گذرا ہے اس کی یہ غزل ایسی مقبول ہوئی ہے کہ ہندوستان کے جملہ شعرا نے اسے خمسہ کیا ہے میں اعتقاد کرتا ہوں کہ یہی غزل اوس کی نجات کا سبب واقع ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ

مرجا سید مکتی مدنی العزلی	دل و جان بادذات چہ عجیب بخش لبثی
نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام	زان شدہ شہرہ آفاق بشیرین ربی
نسبت خود پہ گت کردم و بس منقسم	زانکہ نسبت ز سگ کوئے تو شد بے ادبی
شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت	بمقامیکہ رسیدی نہ رسیدیچ نبی
چشم رحمت بکشا سوسے من انداز نظر	اسے قریشی لقبی ناشمی و مطلبی
ماہمہ تشنہ بیا نیم تو لی آب حیات	رحم فرما کہ ز حد میگزد و تشنہ لبی
سیدی انت جیبی و طیب قلبی	آمدہ پیش تو قدسی پے دران طلبی

یہ قدسی شاہجہان بادشاہ کے وقت میں ملک الشعرا تھا۔ نظیری شاعر بھی عشق نبی سے

غالی نہ تھا اوس کا یہ ایک شعر ایک دیوان ہے ۵

زبجد کعبہ نظیری زیارت ماکن	کہ دلبر نکمین است در مدینہ ما
----------------------------	-------------------------------

حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ یہ تو عشاق بنی امین ایک شانِ عظیم رکھتے تھے یہ اونٹ پر سے اوترتے تھے اونٹ نے بیٹھنے میں دیر کی کو دپڑے گھٹنا اوکھڑ گیا غالباً یہ واقعہ جبلِ مفرح ہاں کا ہو گا اوسی پاسے شکستہ سے روضہ مبارک کا بیٹھے بیٹھے طواف کیا کرتے تھے اسی واقعہ کو آپ یون فرماتے ہیں ۵

بگرد روضہ ات گشتیم گستاخ	دلچون پنجرہ سوراخ سوراخ
--------------------------	-------------------------

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی بھی عشاق بنی کی فہرست میں ہے دربار شریف کی حاضری یون نظم فرماتے ہیں ۵

امنی دامن چ محفل بود شب جائے کہ من بودم	بہر سورتقص بسبل بود شب جائے کہ من بودم
---	--

اسی غزل کا مقطع ہے جو دربار والا کی حاضری سے خبر دیتا ہے ۵

مرا از آتش شوقیکہ دامن سوختن اخی خسرو	محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم
---------------------------------------	--------------------------------------

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں وہ چار مصرع نظم فرمائے ہیں کہ شاعری کی دنیا میں بیشل ہیں اور حضرت سعدیؒ کے عشق کی قبولیت کے چار تہے ہیں جو دربار رسالت سے عطا ہوئے ہیں وہو ہذا

بلغ العلی بکمالہ	کشف الدجی بجمالہ	صنعت جمیع خصالہ	صلوا علیہ وآلہ
------------------	------------------	-----------------	----------------

یوستان میں جو نعت آپ نے لکھی ہے اوسکا مطلع بھی کیا خوب فرمایا ناسبحان اللہ و بچہ ۵

کریم البجایا جمیل الشیم	نبی البرایا شفیع الامم
امام رسل پیشواے سبیل	امین خدا مہبط جبریل
شفیع الورثے خواجہ بعث و نشر	امام الہدی صدر دیوان حشر

اور کتاب لا جواب گلستان کے دیباچہ میں یہ شعر کیا خوب فرمایا ہے ۵

نسیم جسیم نسیم و سیم	شفیع مطاع نبی کریم
<p>اس وقت میرے سامنے تین بزرگوں کی نظم نعتیہ موجود ہے۔ حضرت نظامی۔ حضرت امیر خسرو۔ حضرت جامی رحمہ اللہ علیہم اجمعین ہر نظم کے تھوڑے تھوڑے شعر لکھتا ہوں کہ اہل نظر بزرگ کے جذبات قلبی سے آگاہ ہو جائیں۔</p> <p>نعت حضرت نظامی از مخزن اسرار نظم</p>	
<p>روح تو پروردہ روحی فداک خامہ بر نقطہ رحمت تولی یاوگیان عجمی را تو شاہ متردہ خود تو و در دہ نہ از پے ما زتہ چہ آوردہ ز آب دہانت رطب تر خورد آتش سوداے تو آب حیات سلسلہ شیفگان موسے تو صبح ز غر شیدرخت خندہ ناف زمین نافہ مشک از تو یافت پیکر آن قوم شدہ مشکبار روضہ چلویم کہ ز رضوان بہ است تشد جلّاب تباشیر تست تخت زمین آمد و تاج آسمان بلکہ تو خود سایہ نور الہی پنج دعا نوبت سلطانت</p>	<p>اے تن تو پاک تر از جان پاک نقطہ گر خامہ رحمت تولی راہ روان عربی را تو ماہ رہ پ تو یابند تو رہ دہ نہ از سر آن خوان کہ رطب خوردہ لب بکشا تا ہمہ شکر خورد اے شب گیسوے تو روز نجات عقل شدہ شیفہ روے تو چرخ ز طوق کرت بندہ عالم تر دامن خشک از تو یافت از اثر خاک تو مشکین غبار خاک تو از باد سلیمان بہ است کعبہ کہ سجادہ تکبیر تست تاج تو و تخت تو دارد جہان سایہ نداری تو کہ نور ہی چار علم رکن مسلمانیت</p>

خاک ذلیلان شدہ گلشن بتو	چشم عزیزان شدہ روشن بتو
تا قدمت در شب گیسو نشان	بر سر گردون شدہ دامن کشان
پرزرو در گشت ز تو دامنش	پرزرو سودہ شدہ پیرا ہنش
در صدف صبح بدست صفا	غالیہ بوسے تو ساید صبا
لاجرم آنجا کہ صبا تا خستہ	لشکرِ عنبرِ علمِ افراختہ
بوسے کزان عنبرِ کزان دہی	گر بدو عالم دہی ارزان دہی
سدرہ ز آرائش صدرت نہایت	عرش در ایوان تو کرسی نہایت
روزِ رخ تو چو شود صبح تاب	فرہ بود مہر دران آفتاب
گرنہ ز صبح آئینہ بیرون قتاد	نور تو بر روی زمین چون قتاد
اے دو جہان زیر زمین از چہ	گنج تہ خاک نشین از چہ
تا تو بجاک اندری اے گنج پاک	شرط بود گنج سپردن بجاک
گنج ترا فخر تو ویرانہ بس	شمع ترا ظل تو پروانہ بس
چرخ مقوس ہدف راہ تست	چہرہ دلکش رسن چاہ تست
عقل شفا جوے و طبیبش تویی	ماہ سفر ساز و غریبش تویی
خیز و شب منتظران روز کن	طبع نظامی طرب افروز کن
اے مدنی برقع و مکی نقاب	سایہ نشین چند بود آفتاب
منتظران را بلب آمد نفس	اے ز تو فریاد بہ فریاد رس
سوے عجم ران منشین در عرب	زردہ روز اینک و شبید زشب
ملک بیار اے و جہان تازہ کن	ہر دو جہان را تو پر آوازہ کن
سکہ تو زن تا امرا کم زنند	خطبہ تو خوان تا خطبا دم زنند
خاک تو بوسے بولا بہت سپرد	بادِ نفاق آمد و آن بوسے برد

بازکش این مسند از آسودگان
 خانه غولتد به پروازشان
 کم بکن اجری که زیادت خوراند
 ماهمه جسم بیا جان تو باش
 شنه تولی قافله تنها چرا است
 از طرفه رخت دین می کنند
 یا علی دوصف میدان فرست
 شب بسراوه یمانی در آر
 با دوسه دربند کمر بند باش
 پانصد و هفتاد بس ایام خواب
 خیز و بفرمای سرافیل را
 غلوتی پرده اسرار شو
 زافت این خانه آفت پذیر
 هر چه رضای تو بجز راست نیست
 گر نظر از راه غایت کنی
 دایره بنام باگشت دست
 باتو تصرف چه کند وقت کار
 از تو کی پرده برانداختن
 مغز نظامی که خبر جوے تست
 از نفسی کوے دفای به بخش
 لے گهر تاج فرستادگان

بایستی باد چو در تو

غسل ده این ممبر از آلودگان
 در غله دان عدم اندازشان
 خاص کن اقطع که غایتگر اند
 ماهمه دیویم سلیمان تو باش
 قلب تو داری علم اینجا چرا است
 واز دگر اطراف کین می کنند
 یا عمرے بر سر شیطان فرست
 سرچومه از برو یمانی بر آر
 کمزن این کم زده چند باش
 روز بلند است بمجلس شتاب
 تا بدمد این دوسه قنديل را
 ماهمه خفیم تو بیدار شو
 دست بر آور همه را دستگیر
 باتو که را در خواست نیست
 جمله مهمات کفایت کنی
 تا بتو بخشیده شود هر چه هست
 از پے آمرزشش مشقت غبار
 وز دو جهان خرقه در انداختن
 زنده دل از غالیه سوے تست
 ملک فریدون به گدای به بخش
 تاج ده گوهر آزادگان

هر چه زبیکانه و خیل تو اند
 اول بیت ار چه بنام تو بست
 این ده ویران چو اشارت رسید
 آنچه بدو خانه نو آیین بود
 آدم و نوحی نه به از هر دوی
 آدم از آن دانه که شد هیفته دار
 تو پیدل در چمنش بوے تست
 دل ز تو چون گلشکر تو به خورد
 گوے قبولے بازل ساختند
 آدم تو زخمه در آمد به پیش
 بارگیش چون زپے خوشه رفت
 نوح که لب تشنه بدان خوان رسید
 مهد براهیم چو راهے افتاد
 چون دل داود نفس تنگ داشت
 یوسف از آن چاه غیابے ندید
 داشت سلیمان ادب خود نگاه
 خضر عنان زین سفر خشک تافت
 موسی ازین جام هتی دید دست
 عزم میخانه به این خانه بود
 همتو ملک طسرح در انداختی
 مهر شد این نامه بعنوان رسید

جمله درین خانه طفیل تو اند
 نام تو چون قافیه آخر نشست
 از تو و آدم به عمارت رسید
 خشت پسین و آب نخستین بود
 مرسل یک کره از هر دوی
 توبه شدش گلشکر خوش گوار
 گلشکرش خاک سر کوه تست
 گلشکر از گلشکری تو به کرد
 در صف میدان دل انداختند
 تا برد آن گوے بچوگان خویش
 گوے فرماند و فراگوشه رفت
 چشمه غلط کرد بطوفان رسید
 نیم ره آمد دوسر جابے افتاد
 در غور این زیر کم آهنگ داشت
 جز رس و دلو نمسابے ندید
 مملکت آلوده کرد این کلاه
 دامن خود تر شده چشمه یافت
 شیشه بگه پایه از نی شکست
 کوز درون تمتمی خانه بود
 سایه برین کار بر انداختی
 ختم شد این خطبه بدوران رسید

خیز و بر این چرخ مدارے بکن
خط فلک خط میدان تست
تا ز عدم گرد فنا بر نخواست
کیست فنا کاب ز جامت برد
پایے عدم در عدم آواره کن
اے نفث نطق زبان بستگان
عقل بشرع تو دریاے خون
قبله چرخ بکویت درست
لمک چو موت همه در هم شود
با قلم از پوست برون خوان ترے
زان نہ زدا انگشت تو بر حرف پایے
حرف همه خلق شد انگشت رس
پست و شکر گشته غبار درت
یک کعب پست تو بهمراے عشق
تازہ ترین صبح بجاتے مرا
خاک تو خود روضہ جان منست
خاک تو در چشم نظامی کشم
بر سر آن روضہ چون جان پاک

گو نہ کیند کار تو کارے بکن
گوے زمین در خم چو گان تست
می تنگ و می تاز کہ میدان تراست
یا عدم سفلہ کہ نامت برد
دست فنا را بہ بقا پارہ کن
مرہم سوداے جگر خستگان
کشتی جان برده بساحل برون
عجزہ شش روزہ بویت درست
گر سر موت زسرت کم شود
باسخن از مغز درون دان ترے
تا نشود حرف تو انگشت ساسے
حرف تو بے زحمت انگشت بس
پست و خرا صدق و گوہرست
برگ چل روز تماشاے عشق
خاک تو ام آب جیاتے مرا
روضہ تو جان جان منست
غاشیہ بر سفت غلامی کشم
خیزم و چون باد و نشینم چو خاک

تا چو سران غالیہ ترکند

خاک مرا غالیہ سر کنند

حضرت نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی نواسنجی تمام ہوئی اب حضرت امیر خسرو قدس سرہ
کے زمرے گوشت دل سے منہ سے یہ عاشقان صادق کے آہ و نالے ہیں نظم

پیش رو کو کب سے انبیا کرد لوا نصیب در ایوان ہو کون و مکان در خط امکان او از حد ناسوت بدون تاختہ لعل سے از خالقیت آگہ شدہ خاتمش از ہفت فلک حلقہ ساز گرد شدہ خلق پیغمبران گرچہ سلیمان بود انگشترین ختم نبوت شدہ بران او سکہ چو از مہر نبوت کشاد طرفہ کہ ہر حرف کزان کم کنند گردہن میم شود رو نہان ور زمینان حلقہ خاکست دور ور کمر میم دگر بر کشاد نادرہ نامے کہ بہر حرف خویش نام محمد بدو تدویر میم یعنی اگر کس ز محمد پرد بلکہ محمد ز دو میم درست حلقہ او سلسلہ تافتہ	کو کبش از منزلت کبریا تخت لوا آدم و من دوتا کارن من کان گہر کان او بر خط لاہوت وطن ساختہ خاتم انگشت ید اللہ شدہ یافتہ از مہر نبوت طراز خاتمش مہر نادرہ بران خضر اور از سد در نگین مصطفی ختم آمدہ در شان او محمدش نام محمد نہاد فائدہ خاصہ نہ اہم کنند حمد خداوند کند بیدان مد ظلالی دہد آن شاخ نور دال بر حمت شد و آن در کشاد نادرہ با بخشہ از اندازہ بیش در حد خود یافت دو چشم سلیم چشم سے آن بہ کہ ز حد نگزد یافت دو حلقہ بحد خویش چست ہر دو جہان بستہ او یافتہ
--	---

در شب تاریک عدم ره نبود
 نور خشتش که علم برکشید
 هستی ازان نور چراغی بدست
 یافت، سخت آدم ازان نور تاب
 چشمش ازان نور چو بینا شده
 باد میجاش چو دم ساز شد
 مرد میجش به دم بندگی
 سینه آدم دم ازو یافت
 بلکه خود آدم برهش خاک بود
 آتش بدخواه چو شد تابناک
 در تنق بارگش گاه بار
 پیش چنان چشمه دریا قیاس
 سوسنی اگر در رو او نیست پیک
 زان رخ گلگون که گل افشان شده
 خوی خوشش چون خجسته گل گشت پاک
 گل که لباسش خوشیش در بر است
 ساخته نه حجره به از هشت باغ
 حجره نه خلد نه از هشت بیش
 تا بر سر عرب آن جم نشست
 خطبه لولاک به پرداخته
 هستی او تا بعدم خانه بود

در چه که ره بود کس آگه نبود
 شام عدم را سحر آمد پدید
 راه نما گشت بهر کس که هست
 عطسه زد از دیدن آن آفتاب
 عطسه او نور میجا شده
 مریم ازو حامله راز شد
 دم نزده پیش وے از زندگی
 زخم عصی مرهم ازو یافت
 خاک درآ کرد ملایک سجود
 دولت او گشت به یکشت خاک
 مایه کش عیسی و خضر آبدار
 نوح ز بے آبی خود در هراس
 کے ارنی گوید نظر الیک
 نار بر اہیم گلستان شده
 از خوی او گل بدیده ز خاک
 از خوی دیباچه پیغمبر است
 هشت بهشت از نو او با فراغ
 یعنی ازان هست یک حجره پیش
 رعب عرب در همه عالم نشست
 منبره پایه ازان ساخت
 نقش وجود از همه بیگانه بود

چون ز وجودش عدم آوازه یافت
 سایه محش که ز گردون گزشت
 سایه زبس نور نه بد پیش و پس
 سایه نه و ظلّ سلامت ازو
 از پله خورشید قیامت جهان
 موئے بویگیو او مشک خشک
 نه غلط آنجا که چنین مو بود
 امت اذان سلسله مشک سا
 کعبه زمشکش بر زمین داد ناف
 از زمشک غنچه آب فنا
 ایمنی امت اذان گونه جُست
 عون عباد الله اذان سان نمود
 عذر ز عاصی بود اندر گناه
 سنگ وقارش بصف اصطف
 تیغ زبانش که چنان تیز بود
 سنگ که بر گوهر تیغش رسید
 گرچه که دندان فکاشش به تیغ
 شرط کرم بین که بهنگام جنگ
 خنجر تیزش همه تن شد زبان
 ریشته از لب همه درّ ثمین
 خصم یکیش بعبان و نهفت

تخته هستی رستم تازه یافت
 رزق رسان بر همه آفاق گشت
 سایه خورشید نه دیدست کس
 سایه خورشید قیامت ازو
 ساخته از گیو او سائبان
 فرق نبوده سر موئے زمشک
 مشک نه گویم که ز آهو بود
 یافت منشور نجات از خدا
 خوش دم ازو نافه عبدالمناف
 یافت در بحیر بقا آشنا
 کامن خود از المینه خودشت
 کافیه عبداللہ اش آسان نمود
 طرف که من عاصی و او عذر خواه
 مژده حسم آمد و کوه صفا
 بدگوش بین که بسنگ آزمود
 رخنه دنداننش اذان شد پدید
 هم سر برد خواه بُرد بے دریغ
 گوهر خود ریخت بپاداش سنگ
 تا کند آئین شریعت بیان
 رشته آن در شده جل المتین
 شاعر گفت ارچه که شعر نگفت

آنکہ بدو وحی پیاپے رسد
 آنکہ سخن راست کند از دروغ
 من کہ بدل راستیم نیست کار
 نے ہوا گفت اگر راز گفت
 ماہ ز سیرش اثرے یافتہ
 گرچہ شب چارہ ہم راست نہ
 ابرو و ترکان قلم و نون بہم
 اُچی دانا کہ بے قلم فزون
 بے خط و قسط بے قلم ازل
 چون قلم اندازہ علمش نہ داشت
 اعلم و حاذق بوجود و عدم
 ایکہ مبنی گفتہ او گفتہ
 ہست مبنی گر سخن آن بشر
 انچہ دل از یک لفظش کم بود
 دور شو از حجت غیبت بدور
 سخت ترین کفر کہ اعواب داشت
 نہت ہفصد شد از و تا ہما
 گر بگزافی بدے این رہ پیاپے
 ہرچہ نہ آثار خداے دہد
 اینت شے گوز جہان بست بار
 بار خدایا بحق آن رسول

زمانہ گوئی

شاعر کذاب بدو کے رسد
 پیش چنان مرد نہ دارد فروغ
 رستہ نہ گروم بجز آن رستگار
 کا بچہ بگفتند بدو باز گفت
 تاب نیاوردہ بشگافتہ
 چارہ نہ خواش نہ بل چارہ
 صورت او سورہ نون والقلم
 راندہ قلم بر درق کاف و نون
 مشکل لوح و قلمش کردہ حل
 علم بدل کرد و قلم را گذاشت
 افصح و صادق ز عرب تا عجم
 مردہ توان گفت اگر خفتہ
 تو بشرے نیز بگوئی دگر
 کے بحد فکرت مردم بود
 کین ہمہ گفت آنکہ بداند حضور
 غیر براہین نہ دستند راست
 تازہ تراست این خط والا ہما
 او شد و این نیز نمائندے بجایے
 کے ہمہ وقت رواے دہد
 دولت او تا بہ ابد پیاپے دار
 کین سخن چند کن از ماقبول

زمانہ گوئی

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے نغمے تو سن لے حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ
کی آہ درد انگیز بھی سن لیجئے وہو ہذا۔

نظم جامی رحمۃ اللہ علیہ

<p>ترجم یا بنی اللہ ترسم ز محرومان چرا فارغ نشینی چو ز گس خواب چند از خواب برخیز کہ روئے تست صبح زندگانی ز زویت روز ما فیروز گردان بسر بر بند کافوری عامہ فگن سایہ بپا سرو روان را شراک از رشتہ جانما سے ما کن چو فرش اقبال پایوس تو خواهند بفرق خاکو رہ بوسان قدم نہ بکن دلدارے دل دادہ گان را فتادہ خشک لب بر خاک را ہم کنی بر حال لب خشکان لگا ہے بدیدہ گرد از کویت کشیدیم چراغت راز جان پروانہ کردیم دلم چون پنجرہ سوراخ سوراخ حریم آستانِ روضہ ات آب گئے چیدیم زو غاشاک و خارے</p>	<p>ز مجبوری بر آمد جان عالم نہ آخر رحمتہ للعالمین ز خاک اے لالہ سیراب برخیز برون آور سراز جُرو سیانی شبہ اندوہ مارا روز گردان بتن در پوش عنبر بوے جامہ فرود آویر از سر گیوان را ادیم طائفی نعلین پاکن جہانے دیدہ کردہ فرش را ہند ز حجرہ پاسے در صحن حرم نہ بدہ دستے ز پافتادگان را اگرچہ غرق دریائے گناہم تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہے خوشا کہ گرد رہ سویت رسیدیم بہ مسجد سجدہ شکرانہ کردیم بگرو روضہ ات گشتیم گستاخ زدیم از اشک ابر چشم بیخواب گئے رقتیم زان راحت غبارے</p>
---	--

<p>وزان بر ریش دل مرہم نہادیم نچہرہ پایہ اش در زر گرفتیم قدم گاہت بخون دیدہ شستیم مقام راستان درخواست کردیم زدیم از دل ہر قندیل آتش بجہد اللہ کہ جان آسنا مقیم است بہ بین در ماندہ چندین بہ بختاے زدست ما نیاید هیچ کارے خدارا از خدا در خواہ مارا بہ آتش آبردے ما نہ ریزد ترا اذن شفاعت خواہی ما بمیدان شفاعت امتی گوے طفیل دیگان یا بد تسمی</p>	<p>ازان نور سوا و دیدہ دادیم بسوی منبت رہ برگرفتیم ز محرابت بسجده کام جستیم پسے ہر ستون قدر است کردیم زدایغ آرزویت بادل خوش کنون گرتن نہ خاک آن حریم است بخود در ماندہ ام از نفس خود راے اگر بود چو لطف دستیارے قضای افکند از راہ مارا چو ہول روز رستاخیز خیزد کند با اینہمہ گراہی ما چو چوگان سرنگندہ اوری روے بحسن اہتمامت کار جامی</p>
<p>عشاق کے نالے عشاق کی آہیں عشاق کے نغمے یہ ہیں جو ہجر کی راتوں میں آلاپ رہے ہیں اور شبِ فرقت سحر ہونے کا نام ہی نہیں لیتی عشاق کی آشفگی جتنی بڑھے کثرت حسن کی زیادتی پر دلیل روشن ہے نبوت کا ادب زبان کھولنے کی اجازت نہیں دیتا ورنہ حضرت یوسف علی نبینا و علیہ السلام کے حسن کی روایتیں بھی کتب سیر میں موجود ہیں ہر مسلم مان ہیں سب انبیاء پر ایمان لائے ہیں خدا بخواتمے باشد کسی کی طرف سے سوء عقیدت نہیں مگر دل ہمارا اختیار میں نہیں ۵</p>	
<p>چکنم کہ چشم بد خون کند پس نگاہے کے کہ خاک درش نیست خاک بر سراو</p>	<p>ہمہ شہر پر ز خوبان منم و خیال ماہے محمد عربی کا بروے ہر دوسراست</p>

خود آدم علیہ السلام کا جمال آپ کے نور مبارک کی ایک جھلک تھی۔

آدم بین اگر جلوہ جانا نہ ہوتا | سجود ملائک کوئی بیگانہ نہ ہوتا

دنیا میں اول زراعت گندم کی ہوئی جبریلؑ نے حضرت آدمؑ کو زراعت کا طریقہ بتایا

روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے پاس گندم کی ایک تفصیلی لیکر آئے حضرت آدمؑ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے جبریلؑ نے کہا یہ وہی چیز ہے جس نے تمکو جنت سے نکالا ہے آدمؑ نے کہا کہ پھر میں اس کا کیا کروں جبریلؑ نے کہا اسے زمین میں بکھیر دو آدمؑ نے وہ سب گندم زمین میں بکھیر دی اور اللہ تعالیٰ شانہ نے اونکو اسی وقت اگا دیا پھر حضرت آدمؑ نے اونہیں کاٹا اور جمع کیا اور اون کی مالش کر کے ہوا میں خشک کیا اور پھر انہیں پیسکر گوندھا اور روٹی پکائی یہ سب باتیں اونکو جبریلؑ نے بتائی تھیں اور جبریلؑ نے اونکے لئے پتھر اور لوہا بھی اکٹھا کر دیا تھا پھر جب پتھر اور لوہے کو آپس میں رگڑا اور ضرب دی تو اونہیں آگ لگی پھر جبریلؑ نے اونہیں زراعت کا پورا کام سکھایا اونکو ایک بیل لاکر دیا جس سے ڈکھیتی کیا کرتے تھے مفسرین کہتے ہیں کہ یہی وہ شقا ہے (یعنی محنت) کہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنی کتاب پاک میں فرمایا ہے فَلَا يَخْرُجُ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ فَنَشْقَىٰ تَرْجُمَةً تَوَالِيًا نہ ہو کہ شیطان تم دونوں کو بہشت سے باہر کر دے پھر تم دونوں محنت اور سختی میں پھنس جاؤ۔

حضرت آدم علیہ السلام کا حج اور توبہ کرنا

اللہ تعالیٰ شانہ نے آدمؑ کو پہاڑ سے نیچے اتارا اور اونکو زمین اور زمین کی سب چیزوں کا مالک اور بادشاہ کر دیا وہ دھرم اور چرند پرند وغیرہم جو زمین پر رہتے تھے سب انکی ضرورتوں اور خدمتوں کے لئے ان کو دیدئے گئے مگر آدمؑ کا دل ان چیزوں سے خوش نہ ہوا آدمؑ نے

پروردگار سے عرض کی کہ اسے پروردگار کیا میرے سوا اس دنیا میں تیری تسبیح پڑھنے والا کوئی
 اور نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ میں تیری صلب سے ایسے لوگ پیدا کروں گا جو میری تسبیح
 اور تحمید کریں گے اور میں زمین پر ایسے مکانات بنواؤں گا جن میں میرے ذکر کی آوازیں بلند ہوں گی اور
 ایک مکان میں ایسا بناؤں گا جسے اپنی عظمت و جلال کے لئے خاص کر لوں گا اور اس کا نام اپنے
 نام پر بیت اللہ رکھوں گا اور اس کو دارالامن قرار دوں گا اور اس کی چار حدیں مقرر کروں گا کہ
 ان حدود کے اندر جو آجائے گا وہ امن میں رہے گا اور جو کوئی میرے لئے اس کی عظمت اور بزرگی
 کریگا وہ میری بخشش اور نوازش کا مستحق ہوگا اور جو شخص وہاں کے رہنے والوں کو خوف میں
 ڈالے گا اور ایذا پہنچائے گا وہ میرے ذمہ سے خارج ہو جائے گا اور میری حرمت کا ضائع کرنے والا
 ہوگا وہ آدمیوں کے لئے سب سے پہلا بیت ہوگا اور جو شخص خاص اس کی ہی زیارت کو
 آئے گا اور اس کی زیارت کے سوا اور غرض نہ ہوگی وہ گویا میرے ہی پاس آئے گا اور میری زیارت
 کریگا اور میرا مہمان ہوگا اور میں کریم ہوں مجھ پر یہ بات لازم ہوگی کہ میں اس کا اکرام کروں اور
 اس کی حاجتیں پوری کروں اسے آدم جب تک تو جیتا رہے گا اس سے بنایا کریگا اور جب تو
 مر جائے گا تو میری نسل سے قومیں اور گروہ اور انبیاء امتہ بعد امتہ پیدا ہوتے رہیں گے وہ اُسے
 بناتے رہیں گے پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے آدم کو حکم دیا کہ وہ بیت الحرام کو جائے اور یہ
 بیت الحرام جنت سے ایک ہی یا قوت کا اور بعض روایت میں ہے کہ ایک ہی موتی کا بنا ہوا
 آیا تھا۔ اور اس وقت تک دنیا میں تھا۔ جب تک کہ حضرت نوحؑ کے طوفان میں ان کی
 قوم نہ ڈوبی تھی اس کے بعد وہ آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ اور اس کی بنیاد باقی رہ گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ
 نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو توفیق دی۔ انہوں نے اس کو بنایا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام
 یہاں آئے حج کیا اور توبہ کی اور وہ اپنی خطا پر اور جنت کی نعمتوں کے فوت پر دوسو برس
 تک روتے رہے اور چالیس روز اس غم میں کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور سو برس تک اسی غم میں
 آدم و حوا اٹے نہیں اس کے بعد آدمؑ نے بیت الحرام کا حج کیا اور وہ کلمات جو پروردگار نے

انہیں سکھائے تھے دعا کے طور پر عرض کئے تو دعا قبول ہوئی اور خطا معاف ہوئی وہ دعا یہ ہے
 سُبْحَانَكَ اَظْلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ كَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ
 ترجمہ اے رب ہمارے ہم نے اپنے آپ کو خود تباہ کیا اگر تو ہماری خطا نہ معاف کر لیا اور رحم نہ فرمایا
 تو ہم بالکل برباد ہو جائیں گے۔ اس دعا میں جو اکیلے آدم علیہ السلام نے بصیغہ جمع مانگی ہے اپنی
 سب ذریات کو بھی شریک کر لیا ہے باپ کو اپنی اولاد پر ایسی ہی شفقت چاہئے علیہ السلام۔

حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک سے اونکی ذریات کی ارواح کا اخراج اور اون سے میثاق لینا

حضرت سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ
 نے ذریت آدم سے عوفہ کے مقام پر نعتھان مین میثاق لیا اور جس قدر اونکی ذریت قیامت تک
 پیدا ہوتی رہے گی سب کو اونکی پشت سے نکالا اور انکے سامنے ذرہ ہارے ریگ بیابان کی طرح
 پھیلا دیا پھر اون سے یون ارشاد فرمایا اَلْكَسْتُ بِرَبِّكُمْ اَيٰمِيْنَ تَمٰرَا پُر و دگار نہین ہوں
 سب رعون نے باتفاق عرض کیا بکلی یعنی ان تو ہمارا پروردگار ہے یہ بکلی نفی کی اثبات
 کرتا ہے یعنی پروردگار نے فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہین ہوں اوس کے جواب میں ذریات آدم
 نے عرض کیا کہ نہین تو ضرور ہمارا پروردگار ہے اگر نعم کتے تو اوسکے یہ معنی ہوتے کہ مان تو
 ہمارا پروردگار نہین ہے یہ جو اوپر گزرا بلا غت کا جواب ہے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 یہ بھی روایت آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اون سے موضع و حنا مین میثاق لیا۔ اور سری نے کہا کہ
 کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم کو جنت سے نکالا مگر ابھی اُسے آسمان سے زمین پر نہین پھینکا تھا
 کہ اوسکی پیٹھ کی دائیں طرف ماتھ پھیرا اور اوسکی اولاد کو نکالا وہ سفید ذرّوں کی طرح ایسے
 تھے جیسے موتی ہوتے ہین پھر کہا کہ میری رحمت کے ساتھ تم جنت مین داخل ہو۔ پھر اوس کی
 پیٹھ کی بائیں طرف مسح کیا اور اوس طرف سے جو ذریت نکلی انکے رنگ سیاہ تھے اونکو حکم ہوا

کہ تم آگ میں جاؤ یہی لوگ ہیں جنہیں قرآن پاک میں اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال فرمایا ہے یعنی دائیں ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے پھر ان سے میثاق اور وعدہ لیا کہ دنیا میں جا کر تیری عبادت کریں گے پس جو لوگ یہاں آکر اپنے میثاق پر قائم رہے وہی اصحاب الیمین ہیں اور جن لوگوں نے اس عہد کو توڑا وہ اصحاب الشمال ہیں یعنی بائیں ہاتھ والے۔

دنیا میں عہد آدم کے حادثات

آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے جس نے سب سے پہلے خون ریزی کی وہ قابیل بن آدم ہے اس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر ڈالا اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ اسکا علق جنت میں ہوا اور اس دنیا میں وضع حمل ہوا اسلئے حضرت حوا کو ایام حمل میں کوئی اثر حمل کا جیسا کہ اب عورات باردار کو ہوتا ہے نہ ہوا کھانے کی چیزوں میں سے نہ کسی سے رغبت نہ کسی سے نفرت اور نہ ولادت کے وقت دروزہ ہوا اور نہ رحم سے کسی قسم کی آلائش خارج ہوئی اور یہ بات جنت کی طہارت کے سبب سے تھی قابیل اور اوسکی ایک بہن توام پیدا ہوئی تھی اس لڑکی کا نام اقلیم تھا یہ بہت خوبصورت تھی پھر جب زمین پر آکر حضرت حوا علیہا السلام باردار ہوئیں تو پھر دو لڑکے توام پیدا ہوئے ہابیل اور اوسکی بہن اور اس ولادت میں وہ سب آثار ظاہر ہوئے جو عورات باردار کو اسب ہوتے ہیں ارباب روایت کہتے ہیں کہ حضرت حوا کو ہر حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوا کرتے تھے کل اولاد ان کی چالیس لڑکے لڑکیاں تھیں عمر بھر میں ان کو بیس حمل ہوئے اور اوس وقت کی شریعت یہ تھی کہ وہ لڑکی جو لڑکے کے ساتھ پیدا ہوتی تھی وہ اوس پر حرام ہوتی تھی سگی بہن کی طرح اوسکو چھوڑ کر ہر لڑکا ہر لڑکی سے نکاح کر سکتا تھا اور وہ اوسکی یہ تھی کہ اوس وقت سوائے ان لڑکیوں کے دنیا بھر میں لڑکیاں نہ تھیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے قابیل کو حکم دیا کہ تو ہابیل کی توام بہن سے نکاح کر لے اور ہابیل کو حکم دیا کہ تو قابیل کی توام بہن سے نکاح کر لے اور آدم کہیں چلے گئے تھے اور جاتے وقت آسمان سے کہتے گئے۔

کہ تو میرے بچوں کی حفاظت کیجیو آسمان نے انکار کیا تو آدمؑ نے زمین سے کہا اوسنے بھی
 انکار کیا تو پہاڑوں سے کہا تو پہاڑوں نے بھی انکار کیا پھر آپ نے اپنے بیٹے قابیل سے کہا اوسنے
 کہا اچھا تو جا اور لوٹ کر آئیگا تو ایسی حالت پائیگا کہ اوس سے تو خوش ہوگا پھر حضرت آدمؑ
 چلے گئے تو اون کے جانے کے بعد وہ واقعہ جانکا ہوا جبکا ذکر آگے آنے والا ہے۔ اور
 ارباب تواریخ نے اس آیت کی شان نزول اسی واقعہ کی طرف پھیر دی ہے قال اللہ تعالیٰ
 شَانَهُ قَرَأْنَا عَنْهُمْ خُفَاً كَمَا تَنْتَقِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضُ وَالْجِبَالُ اَلَمْ تَرْجِعْ
 ہم نے اس ذمہ داری کو جواب انسان پر ہے آسمان پر اور زمین پر اور پہاڑوں پر پیش کیا اور یہ بوجھ
 اون پر لادنا چاہا تو اونہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اوس سے ڈر گئے اور آدمی
 نے بے تامل اوسے اٹھالیا درحقیقت وہ اپنے حق میں بڑا ہی ظالم تھا اور اسکے علاوہ وہ بڑا ہی
 نادان بھی تھا مذہب اہل تفسیر کا اس آیت کے نزول میں یہ ہے کہ مراد امانت سے وہ
 طاعتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ شانہ نے فرض کیا ہے اپنے بندوں پر پیش کیا اونکو اللہ تعالیٰ شانہ
 نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر کہ وہ جب ادا کریں اونکو تو ثواب دے اونکو پروردگار اور
 اگر ضایع کریں اونکو تو عذاب کرے اونکو۔ یہ قول ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا
 اور ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ امانت سے مراد نمازیں ہیں اور اداسے زکوٰۃ اور ماہ رمضان کے
 روزے اور حج کرنا ہیستہ اللہ کا اور سچی بات اور ادا کرنا دین کا اور عدل کرنا مپانے اور ترازو میں
 اور اشد ان سب سے امانتیں ہیں کہ جون کی تون ادا کی جائیں۔ اور مجاہد کہتے ہیں کہ امانت
 فرائض اور حدود دین کی ہیں۔ اور ابو العالیہ نے کہا کہ امانتیں وہ چیزیں ہیں کہ حکم ہوا اون کے
 کرنے کا اور منع کئے گئے اونکے کرنے سے۔ اور کہا زید بن اسلم نے وہ روزہ ہے اور غسل خضابت
 اور جو کچھ کہ پوشیدہ ہے شرایع سے۔ اور کہا عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے کہ اول جو پیدا کیا
 اللہ تعالیٰ شانہ نے انسان میں وہ فرج ہے یعنی اوسکا ستر اور کہی یہ بات کہ امانت رکھی میں نے
 تم دونوں کے پاس یعنی مرد و عورت کے پاس پس فرج امانت ہے اور کان امانت ہیں اور آنکھیں

امانت ہیں اور ہاتھ امانت ہیں اور پاؤں امانت ہیں وکلا ایمان ملن لگا امانتہ کہ یعنی جن جن چیزوں کے لئے یہ اعضا پیدا کئے ہیں اور جن میں صرف کریں بے عمل صرف کرنا خیانت ہے مثلاً فرج ہے اسے زنا سے بچائے ہر مرد و عورت۔ زبان ہے اس سے اللہ کا ذکر کرے اور دوسرے غیبت و تشام وغیرہم سے روکے۔ کان ہیں ان سے اچھی اور پاک باتیں سننے۔ ہاتھ ہیں ان سے سخاوت کرے غریبوں محتاجوں کی دستگیری کرے۔ پاؤں ہیں ان سے مسجدوں میں جائے تمام تمام رات نماز میں کھڑا رہے پیادہ پا جگہ کو جائے۔ آنکھیں ہیں ان سے نامحرم عورت کو نہ دیکھے ان سے مصحف مجید پڑھے اور کتب و وظائف و دینیہ مطالعہ کرے۔ پس ان امانتوں میں سے جس نے خیانت کی اس کا ایمان ضعیف ہے۔ اور گنا بعض علماء نے کہ وہ امانتیں لوگوں کی امانتیں ہیں جو ایک دوسرے کے پاس رکھواتے ہیں اور وفا کرنا عہدوں کا ہے پس حق ہے مومن پر کہ نہ دغا بازی کرے مومن سے اور نہ ذمتی سے کسی تھوڑی چیز میں یا بہت میں اور اہل اسرار کہتے ہیں کہ اوس امانت سے مراد حضرت خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اوصیہ وسلم کا نور پاک ہے حافظ ۵

آسمان بار امانت نہ تو انست کشید

قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

واللہ اعلم بالصواب الغرض پھر جب حضرت آدمؑ نے قابیل اور ہابیل سے اونکی بہنوں کے نکاح کے لئے وہ بات کہی جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ تو ہابیل نے اسے تسلیم کر لیا مگر قابیل نے اسے نہ مانا اور ہابیل کی بہن سے اس نے کراہت کی اور اپنی بہن کا نکاح اس کے ساتھ نہ پسند کیا۔ بعض اہل علم کا بیان ہے کہ قابیل کی بہن بہت زیادہ جمید تھی اس لئے اس نے اس کا جدا کرنا نہ پسند کیا آدمؑ نے کہا کہ اسے بیٹے وہ تیرے لئے حلال نہیں ہے مگر اس نے اپنے باپ کا کہنا نہ مانا آخر کو آدم علیہ السلام نے یہ تصفیہ کیا کہ تم دونوں الگ الگ قربانیان کرو اللہ تعالیٰ شانہ جس کی قربانی قبول فرمائے وہی اس کا حقدار سمجھا جائیگا۔ قابیل کا شکرا سہی کرنا تھا اور ہابیل مولیٰ شہی چراتا تھا اس لئے قابیل نے قربانی کے واسطے گہیوں چڑھائے۔ اور ہابیل نے

اپنی بکریوں میں سے اچھے اچھے بکرے قربان کئے اور بعض نے یہ بھی کہا ہے اور اُسے گائے کی قربانی کی اس پر اللہ تعالیٰ نے ایک سپید گ بھیجی اور اوس نے مابیل کی قربانی کو کھالیا۔ یعنی جلا ڈالا اور یہی قاعدہ قربانی کے قبول کرنے کا پروردگار تعالیٰ نے مقرر کیا تھا جس کی قربانی کو یہ آگ جلا دیتی تو سمجھا جاتا کہ اس کی قربانی قبول ہوئی اور جس کی قربانی پڑی رہتی آگ اوسے نہ چھوٹی تو سمجھا جاتا کہ یہ اپنے دعوے میں سچا نہیں ہے لہذا اس کی قربانی قبول نہیں ہوئی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ شانہ نے مابیل کی قربانی قبول کر لی جس میں یہ حکم تھا کہ مابیل کو قابیل کی بہن بیاہ دی جائے تو قابیل کو غصہ آیا اور وہ غور میں پھر گیا اور شیطان اوس پر سوار ہوا۔ مابیل سے بولا کہ میں تجھے قتل کروں گا کہ تو میری بہن سے نکاح نہ کر سکے۔ مابیل نے جواب دیا اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ لَمَنْ بَسَطَ يَدَيْهِ لِتَفْتِكُنِي مَا آتَاكَ بِبَاسٍ يَدِي اِلَيْكَ كَفُلَاكُ ترجمہ سوا اسکے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ قبول کرتا ہے متقین سے اگر تو دراز کر لگا میرے قتل کو اپنا ہاتھ میں اپنا ہاتھ تیری طرف نہ دراز کر دگا پھر وہ مابیل کی گھات میں لگا رہا جب وہ اپنی بکریوں کے گلے میں سوراٹھا تو قابیل نے ایک بڑا پتھر اٹھا کر مابیل کے سر پر ٹک دیا وہ غریب درگیا دنیا میں یہ پہلا قتل ہے کہ عورت کیواسطے سکے بھائی نے اپنے بھائی کو مار ڈالا جب وہ قتل ہو چکا تو قابیل اپنے مقتول بھائی کی لاش کو ادھر ادھر لئے پھرتا تھا اور اسکو کچھ نہ معلوم تھا کہ اسکو نظر خلق سے کیونکر چھپائے۔ آخر کو اللہ تعالیٰ شانہ نے دو کوے بھیجے کہ ایک نے دوسرے کو مار ڈالا اور پتھروں سے زمین کو کھوکھو داب دیا قابیل نے اس واقعہ کو دیکھ کر اپنے دل میں افسوس کیا اور کہا کہ افسوس ہے کہ میں کوئے سے بھی بدتر ہوں اوسى طرح اس نے زمین کھود کر اپنے بھائی کو دفن کر دیا۔ آدم علیہ السلام کے پاس اللہ تعالیٰ شانہ کا حکم پہنچا کہ مابیل کے قصاص میں قابیل کو قتل کرنا چاہئے قابیل نے جو یہ حکم سنا وہ بھاگا اور ملک مین میں جا کر آباد ہوا اور آتش پرستی اختیار کی اسکے مطلب یہ ہیں کہ اوس زمین پر آباد ہوئے جواب ملک مین کے نام سے مشہور ہے اور

آتش پرستی کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے جلائے کو اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے آگ ہی
 آیا کرتی تھی اسی کو معبود قرار دیا اور اس پرستش میں اوس دشمن لوحید ابلیس کا بھی مشورہ
 تھا۔ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضرت آدمؑ نے ابیل کے قتل کے
 غم میں دو شعر کہے جن کا ترجمہ عربی زبان میں یہ ہے قطعہ

تَغَيَّرَتِ الْبِلَادُ وَمَنْ عَلَيْهَا تَغَيَّرَ كُلُّ ذِي طَعْمٍ وَلَوْ كُنْ	فَوَجَّهَ الْأَرْضَ مُغْبِرًا قَبِيحًا وَقُلَّ بِشَاشَةِ الْوَجْهِ الْمَلِيحِ
---	--

ترجمہ دنیا اور جو دنیا میں رہتے ہیں وہ سب بدل گئے۔ جس سے تمام روئے زمین غبار آلود
 اور قباحت آمیز نظر آنے لگا۔ اور ہر رنگ اور ہر فرہ دار چیز میں تغیر و تبدل آگیا۔ اور چہرہ پر
 جو قباحت آمیز لبشاشت تھی وہ کم ہو گئی۔

حضرت آدمؑ دنیا کے بادشاہ اور نبی مرسل تھے پیغمبر و نبی فرس میں پہلا نام انہیں کا ہے

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام دنیا کے بادشاہ بھی تھے اور اپنی اولاد کے واسطے اللہ کی طرف سے
 نبی اور رسول ہو کر بھی آئے تھے اللہ تعالیٰ شانہ نے اونپر اکیس صحیفے نازل کئے تھے اور حضرت
 آدمؑ نے اپنے ہاتھ سے اونہیں لکھا تھا اور جبریلؑ نے اونہیں لکھنا بتایا تھا حضرت ابو ذرؓ نے
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضرتؑ نے (صلی اللہ علیہ وسلم)
 ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کیا رسول اللہ
 انہیں سے رسول کئے ہیں فرمایا کہ بہت کثرت سے ہیں یعنی تین سو تیرہ (۳۱۳) میں نے
 پوچھا کہ اونہیں اقول کون ہے فرمایا حضرت آدمؑ۔ ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا
 یا رسول اللہ کیا وہ نبی مرسل ہیں فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے اونہیں اپنے ہاتھ سے بنایا
 اور اونہیں اپنی روح ڈالی اور اونہیں پر مردہ اور خون اور سور کے گوشت کی تحریم کا سب سے پہلے

حکم نازل ہوا ہے اور آلف باتا کے سب حروف اور اکیس صحیفے بھی اون پر آئے ہیں۔

حضرت شیت کی ولادت علی نبینا وعلیہ السلام

جب حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی اور ہابیل کے قتل کو پانچ برس گزر چکے تھے کہ حضرت شیت علیہ السلام پیدا ہوئے اور روایت ہے کہ یہ تنہا پیدا ہوئے اور شیت کے معنی ہیں اللہ کی بخشش اس سے یہ مطلب سمجھا گیا کہ وہ ہابیل کے بعد پیدا ہوئے یعنی اللہ تعالیٰ شانہ نے آدم کو ہابیل کا نعم البدل عطا فرمایا یہ بہت خوبصورت اور نہایت دانشمند تھے اور یہی حضرت آدم علیہ السلام کے وصی ہیں جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو اوہونوں نے شیت کو اپنا ولی عہد کیا اور اوہین دن رات کی ساعتیں بتائیں اور ہر ساعت میں جو عبادت خلوت میں کرنے کی تھی وہ بتائی اور یہ بھی بتایا کہ طوفان آئیکا اور آدم کے بعد وہ رئیس ہونگے اللہ تعالیٰ شانہ نے ادنیٰ سپاس صحیفے نازل فرمائے اور اب جتنے آدمی ہیں اونکا نسب انہیں سے ملتا ہے کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام گیارہ روز بیمار رہے اور اپنے بیٹے شیت کو وصی بنایا اور اون سے کہا کہ قابیل اور اوسکی اولاد سے اس بات کو مخفی رکھے کیونکہ جب حضرت آدم نے ہابیل کو علم دینے کے لئے مخصوص کیا تھا تو اوسے مار ڈالا تھا اس لئے حضرت شیت اور اونکی اولاد نے وہ علم چھپائے رکھا جو انہیں ملا تھا۔ اور قابیل اور اوسکی اولاد کے پاس وہ علم نہ تھا کہ جس سے وہ نفع ہوتے۔ ابن اسحاق نے یحییٰ ابن اعباد سے اور اوس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ جب حضرت آدم کا انتقال ہوا تو اللہ تعالیٰ شانہ ان کے لئے کفن اور حنوط جنت سے بھیجے پھر فرشتے اونکی قبر پر آئے اور دفن کرنے کے لئے مقرر کئے گئے اور اوہین قبر میں چھپا دیا روایت ہے کہ جب حوا نے فرشتوں کو دیکھا تو وہ دوڑیں کہ جلدی سے اندر آجائیں حضرت آدم نے کہا کہ میرے پاس سے اور میرے رسولوں کے پاس سے ہٹ جا جو واقعات اور مصائب مجھ پر پڑے ہیں وہ سب تیرے ہی سبب سے

ہوئے ہیں پھر جب روح قبض ہو گئی تو اوہنین بیر کے پانی سے غسل دیا یہ وہی بیر ہے کہ جوجنت کے بیر کا تخم ہے اور وہ بہت خوشبودار تھا تین بار حضرت آدمؑ کو غسل دیا اور تین ہی کپڑوں کا کفن دیا پھر قبر کھودی اور اوہنین دفن کر دیا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے انتقال کیا تو شیثؑ نے جبریلؑ سے کہا کہ تو نماز پڑھا جبریلؑ نے کہا کہ تو آگے ہو اور اپنے باپؑ نماز پڑھ تو اوہنون نے تیس تکبیریں کہیں پانچ تو یہی ہیں جو نماز میں ہوتی ہیں اور پچیس حضرت آدمؑ کی فضیلت سے تھیں روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جبل ابوقیس کے غار میں دفن کئے گئے تھے جسے غار الکبیر کہتے ہیں اور روایت میں ہے کہ جب حضرت نوح اپنی کشتی سے نکلے تو اوہنون نے حضرت آدمؑ کے تابوت کو جو اپنی کشتی پر رکھ لیا تھا بیت المقدس میں دفن کر دیا اور وفات آدم علیہ السلام کی جمعہ کے روز ہوئی اور حضرت حوا علیہا السلام انکے بعد ایک برس تک زندہ رہیں کہتے ہیں کہ حضرت حوا چرہ کا تا کرتی تھیں اور بنا بھی کرتی تھیں اور آٹا کھوندھتی تھیں روٹی پکاتی تھیں اور جتنے کام عورتیں کرتی ہیں وہ سب کرتی تھیں بعد انتقال حضرت آدم علیہ السلام کے حضرت شیثؑ انکے مستقل جانشین مقرر ہوئے۔

کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ مکہ معظمہ میں رہا کرتے تھے اور اپنے انتقال تک اسکا برابر حج و عمرہ کیا کرتے تھے اور صحیفے کہ ان پر اور حضرت آدمؑ پر اترے تھے حضرت شیثؑ نے خود ان سب کو جمع کر لیا اور جو اوہنین احکام تھے اوہنین پر عمل کیا کرتے تھے اور اوہنون نے کعبہ آدمؑ کے اوٹھ جانیکے بعد اوسے بنیاد پر پتھر اور مٹی سے بنایا تھا حضرت شیثؑ جب بیمار ہوئے تو اوہنون نے اپنے بیٹے النوش کو اپنا وصی بنایا اور جو رحمت حق میں آسودہ ہوئے اور اپنے باپ مان کے پاس غار ابوقیس میں دفن کئے گئے اور جب آدم علیہ السلام کی عمر دو سو پینتیس برس کی تھی تو یہ پیدا ہوئے تھے اور ان کی عمر ان کے انتقال کے وقت نو سو بارہ برس کی تھی۔

حضرت انوش کی کیفیت

جب حضرت ثنیتؑ نے دنیا سے رحلت کی تو انوش بن ثنیت اپنے باپ کے جانشین ریاست ہوئے اور ملک داری اور رعایا کا انتظام کرنے لگے اور پہلے قواعد میں کوئی تغیر و تبدیل نہ کی اور انوش کی عمر کل سات سو پانچ برس کی ہوئی اور یہ اوس وقت پیدا ہوئے تھے جبکہ حضرت ثنیتؑ کی عمر کے چھ سو پانچ برس گذر چکے تھے تو ریت والوں نے ایسا ہی بیان کیا کہ اور ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ انوش وغیرہ بہت سے بچے حضرت ثنیتؑ علیہ السلام کے پیدا ہوئے تھے مگر انہوں نے انوش کو مقرر کیا تھا۔ پھر انوش بن ثنیت کے اوس کی بہن نعمہ بنت ثنیت کے بطن سے جبکہ اوسکی عمر نوے برس کی ہو گئی تھی قینان اور بہت سے بچے پیدا ہوئے اور انوش نے قینان کو وصی کیا اور قینان کی مہلائیل اور بہت سی اولاد ہوئی اور مہلائیل کو اُسے وصی کیا اور مہلائیل کے یرو جے یار و بھی کہتے ہیں اور اُو بہت سے بچے پیدا ہوئے اور یرو وصی کیا گیا اور یرو کے خنوخ جو حضرت ادریسؑ نبی کا نام ہے پیدا ہوئی اور ان کے سوا اور بہت سے بچے پیدا ہوئے مگر ادریسؑ وصی مقرر کئے گئے۔

حضرت ثنیت علیہ السلام کے عہد کے حوادث جو یرد تک واقع ہوئے

مورخین کا بیان ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اور اپنے باپ آدمؑ سے عین کی طرف بھاگا تو اوسکے پاس ابلیس آیا اور اوس سے کہا کہ ہابیل کی قربانی جو مقبول ہوئی تھی اور آگ نے اوسے کھا لیا تھا اوس کا سبب یہ تھا کہ وہ آگ کی خدمت کیا کرتا تھا اور اوسے پوجتا تھا تو بھی آگ کا مقام نہ کہ وہ تیری اور تیری اولاد کی حفاظت و حمایت کرے اسلئے اوس نے ایک آتش کرہ بنایا اور یہی سب سے اول آگ کا مقام بنانے والا اور اوس کی عبادت کرنے والا

قابیل کی اولاد اور لمو و لعب

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ قین یعنی قابیل نے اپنی بہن بنت آدم سے جس کا نام آشوت تھا نکاح کیا جس سے ایک بیٹا خنوخ بن قین اور ایک بیٹی عذب پیدا ہوئی پھر خنوخ نے عذب سے نکاح کیا اوس سے تین بیٹے عیجر، تمحیل، انوشیل اور ایک دختر موکیث پیدا ہوئے پھر انوشیل نے اپنی بہن مولیث سے نکاح کیا اوس سے ایک لڑکا لامک پیدا ہوا لامک نے دو عورتوں سے نکاح کیا ایک کا نام عدی اور دوسری کا صلی تھا پھر عدی کے بطن سے پولس بن لامک ہوا جس نے سب سے اوّل قبہ بنایا اور اوسین رما اور مال جمع کیا اور دوسرا بیٹا توبقین پیدا ہوا۔ جس نے سب سے پہلے وینچ اور چنگ باجے بجائے اور ایک اور توبقین پیدا ہوا اس سے بیتل اور لوہے کا کام سب سے پہلے نکالا اور اسی کی اولاد مین فراعنہ اور جبارہ پیدا ہوتے گئے اور یہ لوگ بڑے بڑے جسم والے ہوتے تھے ابن اسحاق کہتا ہے کہ پھر قین کی اولاد منقرض ہو گئی اور اوسکے اعقاب کچھ ہی باقی رہ گئے اور آدم کی ذریت اونس کے انساب کو بالکل بھول گئی اور انکی نسل منقطع ہو گئی صرف حضرت شیش پیغمبر علیہ السلام ہی کی اولاد رہ گئی اب جس قدر آدمی ہیں وہ سب اوس سے ہیں سوائے حضرت شیش علیہ السلام کے اور کسی پر آدم کی اولاد باقی نہیں رہی۔

حضرت ادیس علیہ السلام

حضرت ادیس علیہ السلام یرد کے بیٹے تھے اور یرد تملائیل کا بیٹا تھا ایک نام حضرت ادیس کا خنوخ بھی ہے اور یونانی حکما انہیں ہرمس حکیم کہتے ہیں بنی آدم میں یہ پہلے شخص ہیں جو بنی ہوئے ہیں اور قلم سے لکھنے کا قاعدہ نکالا ہے اور علم نجوم اور علم حساب کے موجد بھی ہیں اور یرد حضرت ادیس کے پیدا ہونے کے بعد آٹھ سو تیس زندہ رہا اور اوس کے بیٹے بیتان پیدا ہوئے اور اوسکی عمر نو سو بائیس برس کی ہوئی حضرت ادیس پر تیس صیغے نازل ہوئے

اور یہی پہلے شخص ہیں کہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور کپڑوں کے قطع کرنے اور سینے کا قاعدہ نکالا۔ اور انہیں نے قابیل کی اولاد کو قید کیا اور انہیں غلام بنایا اور یہ اپنے باپ یرد کے وصی تھے۔ انہیں اوس نے دہ علم عطا کیا تھا جو اوس کے باپ دادون نے اوسے دیا تھا اور جب حضرت آدمؑ کا انتقال ہوا تو حضرت ادریسؑ کی عمر تین سو اٹھ برس کی تھی اور حضرت ادریسؑ نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا اور انہیں وعظ کیا اور انہیں اللہ کی اطاعت اور شیطان سے نفرت کا حکم دیا اور کہا کہ قابیل کی اولاد سے نہ ملین ایک روایت میں یہ ہے کہ خنوخ ابن یرد یعنی حضرت ادریسؑ نے ہڈانہ یا آذانہ بنت یادیل بن تمویل بن خنوخ بن قین بن آدم سے نکاح کیا اوس وقت وہ پینسٹھ برس کے تھے اوس کے بطن سے متوشلخ بن خنوخ پیدا ہوا اور اوس کے پیدا ہونے کے بعد حضرت ادریسؑ تین سو برس دنیا میں رہے پھر آسمان پر چلے گئے اور خنوخ نے اپنی اولاد پر اور اللہ کے کام پر اوسے مقرر کیا اور حضرت ادریسؑ نے اوسے اور اپنی اہل بیت کو وصیت کر دی تھی اور انہیں بتا دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ قابیل کی اولاد پر اور جو لوگ اون سے ملین گئے اون پر بہت جلد عذاب بھیجے گا اور اون سے کہہ دیا تھا کہ وہ اون سے نہ ملا کریں صاحب قصص الانبیاء لکھتے ہیں کہ حضرت ادریسؑ علیہ السلام کا نام زبان عبری میں خنوخ ہے جب اغواے شیطان لعین سے اولاد قابیل گمراہ ہو کر کفر و شرک میں مبتلا ہوئی یہاں تک کہ رسم نکاح موقوف کر کے حرام کاریاں شروع کر دیں تو حق تعالیٰ شانہ نے حضرت ادریسؑ کو نبوت کی شرافت عطا کر کے اون پر بھیجا بہت لوگ اون کی ہدایت سے راہ راست پر آئے اور شقاوت و بدبختی سے نجات پا کر سعادت مند ہوئے اور جو قساوت قبی کے سبب سے کفر و شرک کے خوگر ہو گئے تھے انکے دلوں پر حضرت ادریسؑ کے وعظ و پند کا کچھ اثر نہ ہوا۔

آپ لوگوں کو توحید اور عدالت اور عبادت کی راہ پر دعوت کرتے تھے اور نماز اور روزے اور ان کی شریعت میں مقرر تھے اور زکوٰۃ مال اور غسل جنابت کا حکم کرتے تھے اور خود حضرت ادریسؑ	آپ زکرم و کوثر سفید نتوان کرد	آپ زکرم و کوثر سفید نتوان کرد
--	-------------------------------	-------------------------------

اتنی عبادت کرتے تھے کہ ہر روز بارہ ہزار تسبیح کہتے اور فرشتے اونکی صحبت میں آتے جاتے تھے
 اور اعمال صالحہ اور افعال حسنہ اونکے تمام مخلوق کی عبادت کے برابر آسمان پر لیجاتے تھے
 جب حضرت عزرائیلؑ نے یہ حال دریافت کیا تو اون کو حضرت ادریس علیہ السلام کے دیکھنے کا
 شوق ہوا پروردگار تعالیٰ شانہ سے اجازت لیکر وہ اُنکے پاس آئے اور اُن کی صحبت میں
 رہے حضرت ادریسؑ نے دیکھا کہ یہ شخص نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے شاید فرشتہ ہے جب حضرت
 ادریس علیہ السلام کو یہ معلوم ہوا کہ ملک الموت ہے تو حضرت ادریسؑ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں
 کہ شربت موت کا تم مجھ کو چکھاؤ حضرت عزرائیلؑ نے خالق زمین و آسمان سے عرض کیا اور اجازت
 لیکر اونکی روح کو قبض کیا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر اونکی روح مبارک کو اونکے قالب میں
 ڈال دیا پھر حضرت ادریسؑ نے فرمایا کہ مجھ کو بہشت اور دوزخ دیکھنے کا شوق بدرجہ کمال ہے
 حضرت عزرائیلؑ نے خدا کے حکم سے اونکو اپنے پروں پر بٹھا کر اوّل دوزخ کی سیر کرائی اور پھر
 جنت و خلد کی بہار دکھائی جب یہ سیر جنت سے فارغ ہوئے تو حضرت عزرائیلؑ نے تقاضا
 کیا کہ تشریف لیچئے حضرت ادریسؑ تو قانون الہی سے واقف تھے ایک درخت کے ٹٹنے کو
 پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ جب تک بہشت و دوزخ کا پیدا کرنے والا مجھے اس مکان سے
 نہ نکالے گا میں ہرگز نہ مخلوق کا حق تعالیٰ شانہ نے ایک فرشتے کو ان کے فیصلہ کے واسطے بھیجا
 حضرت عزرائیلؑ نے سب حالات بیان کئے پھر حضرت ادریسؑ نے جواب دیا کہ میں بحکم
 كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ موت کے زہر کا کڑوا شربت پی چکا اور حسب امر وَاِنَّ
 مِنْكُمْ رَاٰ وَاَسْرَدُ هَا دُوْنِهَا دوزخ میں بھی وارد ہوا اور بہشتیوں کو یہ حکم ہے وَمَا هُمْ بِخَالِدِيْنَ
 فِيْهَا پھر میں کیونکر بہشت سے باہر جاسکتا ہوں صرف عزرائیلؑ کے کہنے سے میں بہشت سے
 باہر نہ جاؤں گا جب تک حکم خدا نہ پہنچے ندا سے غیبی آئی بِرَاٰ ذِيْ اُذْخُلُ وَاِذَا ذِيْ فَعَلَ
 هٰذَا اِلَيْسَ بِحَرِيْطٍ كَمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ ہاں یہ بہشت ہے جہاں میں رہنا ہے اور اسی کا حکم ہے
 روایت ہے کہ مراد اس آیت سے حضرت ادریس علیہ السلام کا قصہ ہے وَرَفَعْنَا هٗمَكَ نَافِیْ

علیؑ روایت ہے کہ حضرت ادریسؑ پھر بہشت سے باہر آئے اور چھٹے آسمان کے فرشتوں کے ساتھ عبادت میں مشغول ہیں اور جب تک ارادہ خدا ہے وہیں رہیں گے حضرت ادریسؑ بہت خوبصورت تھے گدھی رنگ اور قد مبارک تھا اور اکثر اوقات خاموش رہتے تھے اور چلنے کے وقت نظر مبارک قدموں پر پڑتی علیہ السلام

متوشلخ بن خنوخ یعنی حضرت ادریس علیہ السلام

متوشلخ کے پیدا ہونے کے بعد سے حضرت ادریسؑ تین سو برس دنیا میں رہے پھر آسمان کو چلے گئے اور اپنی اولاد پر اور اللہ کے کاموں پر اپنے بیٹے متوشلخ کو مقرر کر گئے اور یہ متوشلخ ہی دنیا میں پہلا آدمی ہے جو گھوڑے پر سوار ہوا ہے کیونکہ وہ اپنے باپ خنوخ کی طرح جہاد کیا کرتا تھا پھر متوشلخ نے بنت عزرائیل بن النوشیل بن خنوخ بن قین بن آدم سے نکاح کیا اور اس وقت وہ ایک سو تینتیس برس کا تھا اوسکے بطن سے ملک بن متوشلخ پیدا ہوا اور ملک کے پیدا ہونے کے بعد سات سو برس تک زندہ رہا اور اوسکے بیٹے بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ متوشلخ کی عمر آٹھ سو تینتیس برس کی ہوئی پھر وہ مر گیا اور اپنے بیٹے ملک کو وصی کر گیا وہ اپنی قوم میں عظ کرتا اور اونہیں قاپلیوں کی مخالفت سے منع کرتا رہا اونہوں نے نہ مانا یہاں تک کہ جس قدر لوگ اوسکے ساتھ جبل میں تھے وہ سب اوتر کر چلے گئے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ متوشلخ کے ملک کے سوا ایک اور بیٹا بھی تھا جسے صائبی کہتے تھے اوس سے صائبون کا نام نکلا ہے۔

حضرت نوح اور اونیکی نبوت اور کشتی

ملک بن متوشلخ نے قینوس بنت براکیل بن محویل بن خنوخ بن قین بن آدم سے نکاح کیا اور وہ اسوقت ایک سو ستاسی برس کا تھا اوس کے بطن سے حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے پھر نوح علیہ السلام کے پیدا ہونے کے بعد ملک پانچ سو پچانوے برس جیتا رہا اور اوسکے اور بھی

بیٹے بیٹیاں پیدا ہوئیں پھر وہ مر گیا اور حضرت نوح علیہ السلام نے عزہ بنت براکیل بن محویل بن
خنوخ بن قین بن آدم سے نکاح کیا اور حضرت نوح علیہ السلام کی اس وقت پانچ سو برس کی
تھی اوس کے بطن سے سام۔ حام۔ یافت بیٹے پیدا ہوئے اور حضرت نوح علیہ السلام
حضرت آدمؑ کی وفات سے ایک سو چھپیس برس بعد پیدا ہوئے تھے روایت ہے کہ جب حضرت
نوحؑ بالغ ہوئے تو اون کے باپ لمک نے اون سے کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ ہمارے سوا
اس پہاڑ میں اب کوئی باقی نہیں رہا ہے اس لئے تجھے چاہئے کہ تو سو حش نہ ہو اور جو قوم گناہگار
اوسکی تبعیت نہ کر اور حضرت اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلاتے اور اونہیں وعظ سنانے تھے مگر وہ
لوگ اونکو حقیر سمجھتے تھے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت نوحؑ بیوکر اسپ کے زمانہ میں تھے
اور یہ لوگ اوسی قوم کے تھے جنہیں وہ نو سو برس تک اللہ کی طرف بلاتے رہے جب ایسل گذرانی
تو دوسری نسل اوسی ایک کفر کی ملت پر پیدا ہو جاتی تھی جبکہ سبب سے اللہ تعالیٰ شانہ نے
اون پر اپنا عذاب نازل کیا۔ اور کلبی نے ابوصالح کی وساطت سے ابن عباسؓ کا قول بیان کیا ہے
کہ لمک سے حضرت نوحؑ پیدا ہوئے اور جب حضرت پیدا ہوئے تو اوس کی عمر بیاسی برس کی تھی
اوس زمانہ میں کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ بڑے کاموں سے منع کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے
حضرت نوحؑ کو نبی کیا اور اوس وقت یہ چار سو اسی برس کے تھے پھر وہ ایک سو بیس برس تک
اونہیں دعوت کرتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے اونہیں کشتی بنانے کا حکم دیا تو اونہوں نے کشتی بنائی
اور اوسمیں سوار ہوئے اُس وقت وہ چار سو برس کے تھے پھر جو لوگ غرق ہوئے وہ غرق ہوئے
اور یہ اس کشتی کے بعد تین سو پچاس برس زندہ رہے۔ اور متقدمین کی ایک جماعت نے بیان
کیا ہے کہ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے درمیان دس صدیاں گزری تھیں جن میں سب لوگ
ملت حق پر چلتے تھے اسکے بعد کفر اوس صدی میں پیدا ہوا جس میں حضرت نوحؑ بنی ہوئے اور
اللہ تعالیٰ نے اونہیں رسول کیا اور یہی اول نبی ہیں جو اللہ زاور دعوت الی التوحید کے لئے
سب سے اول مبعوث ہوئے ہیں یہ قول حضرت ابن عباسؓ اور قتادہ کا ہے۔

نوح کی کشتی کا آگے ذکر کرنا مختصر حال جمشید کا تحریر ہوتا ہے

جمشید کی نسبت علماء فارس کا بیان ہے طہمورت کے بعد جمشید بادشاہ ہوا شید کے معنی نور اور چمک کے ہیں اور حجم فارسی زبان میں چاند کو کہتے ہیں چونکہ یہ بہت خوبصورت تھا اس لئے نور ماہ اسکا نام ہوا اسکا پورا نام حجم بن دیو تھماں ہے اور یہ طہمورت کا بھائی ہے کہتے ہیں کہ یہ بہت اقلیم کا بادشاہ تھا اور سر پر تاج پہنتا تھا جب اس کی عمر کا ایک برس گذرا تو اس وقت سے اس نے پچاس برس تک برابر تلواریں اور زہریں اور تمام جنگی ہتیار اور آلات صنعت لوہے کے بنوائے اور پچاس برس سے سو برس تک ریشم کا کام کرایا اور اسی لئے کتوایا اور روتی اور کتان اور وہ تمام چیزیں جو کاتنے اور بننے کے کام کی ہیں اون کا کام کرایا اونہیں رنگوایا اور اون سے لباس بنوائے اور سو برس سے پچاس برس تک اون نے یہ کام کیا کہ آجیون کے چار طبقے مقرر کئے ایک طبقہ سپاہیوں کا دوسرا طبقہ فقہا کا تیسرا طبقہ کاتبوں کا اور چوتھا طبقہ کاشتکاروں کا اور انہیں میں سے فادہ بھی بنائے اور ہر کام کے لئے ایک خاتم اور مہر بھی بنائی کہ وہ اسی کام کے احکام پر لگائی جاتی تھی جنگ کی مہر پر لکھا تھا (رفق و مدارات) اور خراج کے خاتم پر لکھا تھا (عمارت و عدل) اور ڈاک اور قاصدوں کی مہر پر لکھا تھا (صدق و امانت) اور مظالم کی مہر پر لکھا تھا (سیاست و انتصاف) اور ان ہر دو کا قاعدہ برابر شامان فارس کے مان جاری تھا جب وہ مٹے اونکا قاعدہ بھی مٹ گیا پھر وہ ۵۰ برس سے دو سو پچاس برس تک برابر جنگ میں مصروف رہا اور دشمنوں کو ذلیل و خوار کر کے مغلوب کیا اور جن سے یہ لڑا یہ لوگ بڑے کسرش اور شیر النفس تھے لہذا ان کو شیاطین کے لقب سے ملقب کیا اور ۲۵ برس سے ۳۱۶ برس تک ان شیاطین سے کام لیا اور اون سے پہاڑوں کے پتھر ترشوائے اور سنگ مرمر اور گچ اور چونہ کا کام کرایا اور جام بنوائے اور سمندر پہاڑ کی کانیں کھودائیں اور سونا چاندی جواہرات نکلوائے اور دھاتیں دریافت کیں جو گھل جاتی ہیں اور طرح طرح کی خوشبوئیں اور دوائیں اون سے منگوائیں اور اونہوں نے

میں آنکھیں جو کوسوں کی چیزیں دکھتی تھیں اب عینک کی مدد سے بھی قوت نہیں پکڑتیں وہ عارض جو عارض یا رے زیادہ رنگین اور چکنے تھے برگ خزان زدہ سے زیادہ کھلائے ہوئے ہیں وہ مشق جو اپنے شباب کی حالت میں زاہد ہزار سالہ کا نقوئے توڑنے والا تھا اب بڑھاپے میں کوئی اوسکا پوچھنے والا نہیں اب اونکا یہ حال ہو گیا ۵۰ پھر ہے بچتی لگیوں میں چھینکا۔ رسی۔ ڈور۔ یہی حال عقل کا ہے جب یہ اپنے اعتدال کی حد سے بڑھی جنون ہو گئی جس بادشاہ کی تعریف اوپر گزر چکی ہے اوس کی عقل نے حد سے بڑھ کر اوسے مغرور و متکبر بنا دیا بس سارا بنانا یا کمیں بگڑ گیا بادشاہی سے خدائی کا دعویٰ کرنے لگا آخر کو بیوڑ اسپ نے اسپ خر و خ کیا اور اسکے ملک کا مالک ہو گیا۔ یہ یعنی جمشید سات سو سولہ برس حکومت کر کے معدوم ہوا عقل سلیم اگر اللہ تعالیٰ شانہ نے عطا فرمائی ہے تو انبیاء کو۔ ان کی عقل اوّل سے آخر تک سلیم رہتی ہی

حضرت نوح کے زمانہ کے حوادث

علمائے کرام رحمہم اللہ علیہم اجماعین کا اختلاف ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جس قوم پر رسول کر کے بھیجے گئے تھے ادنکا دین و مذہب کیا تھا کوئی کہتا ہے کہ وہ لوگ ایسے عمل کرتے تھے جنہیں اللہ پسند نہیں کرتا ہے بدکاری کفر شراب خواری لہو و لعب میں مشغول رہتے تھے اور خداے تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرتے تھے۔ ایک جماعت یہ بات کہتی ہے کہ وہ لوگ بیور اسپ کے مطیع تھے (غالباً ضحاک کا لقب بیور اسپ ہے دس ہزار کی تعداد کو اوس زبان میں بیور کہتے تھے اسکے پاس اتنے گھوڑے تھے اسی نے سب سے اوّل صابین کا مذہب نکالا ہے) حضرت نوح علیہ السلام انہیں لوگوں کی طرف بھیجے گئے تھے اور کلام اللہ شریف میں یوں وارد ہے وَقَالُوا لَا تَذَرُنَا آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَلَا يَئُودَ وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ترجمہ اور ان کفار نے ایک دوسرے کو بہکایا کہ اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ وُد کو چھوڑنا اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یئود کو اور یہ

لوگ ایسی ہی باتیں سمجھا سمجھا کر تیردن کو گمراہ کر چکے ہیں پس یہ لوگ ضرورت پرست تھے اور یہ صاحبیوں کے ایک فریق کا مذہب تھا صابیوں کا اصل مذہب روحانیوں یعنی فرشتوں کی عبادت ہے تاکہ ان کے ذریعہ سے اللہ سے تقرب حاصل کریں اور وہاں درجہ پاویں کیونکہ وہ اس بات کو مانتے تھے کہ عالم کا ایک صانع ہے اور حکیم - قادر - مقدس بھی ہے مگر وہ کہتے تھے کہ ہم ہر چیز پر کہ اوس کے جلال کی معرفت حاصل کرنے سے اپنے عجز کا اعتراف کریں - ہم اوس تک صرف ایسے وسائل کے ذریعہ سے تقرب حاصل کر سکتے ہیں جو اوس کے مقرب ہیں اور وہ روحانی ہیں اور چونکہ انہوں نے روحانیوں کو معائنہ نہیں کیا تھا - اس لئے وہ ہیاکل سے تقرب حاصل کر نیکی کو شش کیا کرتے تھے ہیاکل وہ سات سیارات کو کہتے تھے کیونکہ یہ اون کے نزدیک ہمارے عالم کے دبتر اور منتظم ہیں پھر اون میں ایک فریق نے جنہیں اصحاب الاشخاص کہتے ہیں دیکھا کہ ہیاکل نکلے بھی ہیں اور ڈوب بھی جاتے ہیں رات کو دکھائی دیتے ہیں اور دن کو نظر نہیں آتے تو انہوں نے بت بنائے تاکہ وہ اون کے پیش نظر رہیں اور وہ ہیاکل اور اون کے درمیان وسیلہ ہوں اور ہیاکل اون کے اور روحانیوں کے درمیان واسطہ ہوں اور روحانی صانع عالم سے اونہیں ملا دیں اور یہی اون کے بت بنانے کی اصل وجہ تھی اور اخیر زمانہ میں ملک عرب میں ایسے لوگ موجود تھے جن کا یہ اعتقاد تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے مَا تَعْبُدُونَ إِلَّا
لِيُقَرِّبُوا إِلَى اللَّهِ صُرُفًا ترجمہ اور کفار کہتے ہیں کہ ہم تو اوکی پرستش صرف اس لئے کرتے ہیں کہ خدا سے ہم کو وہ نزدیک کر دیں اور اس طرح بتوں کے پوجنے سے صابیوں کا مذہب نکلا اور کفر بدکاری گناہ پیدا ہو گئے تھے پھر جب حضرت نوحؑ کی قوم کفر و عصیان میں حد سے زیادہ بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت نوحؑ کو بھیجا کہ وہ اونہیں اللہ کے عذاب سے ڈرائیں مگر وہ کیا مانتے تھے اوس وقت حضرت نوحؑ کی عمر پچاس برس کی تھی حضرت نوحؑ پچاس برس کم ہزار برس تک اونہیں رہے پھر اسکے بعد تین سو پچاس برس اور زندہ رہے ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ حضرت نوحؑ کی قوم کے لوگ انہیں مارا کرتے تھے اور گلا

گھونٹ دیا کرتے تھے جس سے اونہیں غش آجاتا تھا پھر جب اونکو افاقہ ہوتا اور ہوش میں آتے تو کہتے یا اللہ مجھے اور میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ جانتے نہیں ہیں بیان تک کہ وہ ایک مدت دراز تک ایسی ہی معصیت کرتے رہے اور اونکی خطائیں بہت بڑھ گئیں اور حضرت نوح اور اون پر ایک بہت بڑا زمانہ گزر گیا تو حضرت نوح پر مصیبت نے بڑا اثر کیا اور انہوں نے ایک نسل کے بعد دوسری نسل کو دیکھا کہ کوئی قرن ایسا نہیں آتا کہ جو پہلے قرن سے بدتر نہ ہو یہاں تک کہ موجودہ زمانہ کے لوگ اونہیں کہنے لگے کہ یہ مجنون ہمارے باپ دادوں کے ساتھ بھی تھا۔ او وہ اسکی بات کو نہیں مانتے تھے غرض کہ وہ بدبخت لوگ آپ کو خوب مارتے تھے اور جب یہ سمجھ لیتے تھے کہ یہ مر گیا تو گھر میں اوسٹھا کر ڈال دیتے تھے لیکن جب اونہیں ہوش ہوتا تو غسل کرتے اور نکل کر پھر اونہیں حسب دستور سابق اللہ کی طرف بلاتے پھر جب اس طرح بھی ایک مدت گزری اور دیکھا کہ اولاد اپنے باپ دادوں سے زیادہ شریر نکلتی ہے تو کہا یا رب تو دیکھتا ہے کہ تیرے بندے میرے ساتھ کیا کرتے ہیں اگر تجھے اونکی حاجت ہے تو اونہیں ہدایت کر دے اور اگر تجھے کچھ حاجت نہیں ہے تو تو مجھے اوس وقت تک صبر دیدے کہ اون کی نسبت تیرے حکم جاری کرنے کا وقت آئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ شانہ نے اون پر وحی بھیجی کہ تیری قوم کے لوگ جو ایمان لے آئے ہیں اون کے سوا آئندہ ایمان نہ لائیں گے۔ جب انہوں نے یہ سنا تو اون پر بددعا کی سبب لاکھڑے علی الاعراض من الکافرین دیکھو اے انک ان تذکرہم یضلو عبادک ولا یدک والافاجر کفاراً۔ سبب اغفر لی ولوالدائی ولمن دخل بیتی مؤمناً وللمؤمنین والمؤمنات ولا تزد الظالمین الا تباراً ترجمہ اے میرے پروردگار تو ان کافروں میں سے زمین پر کسی کو زندہ نہ چھوڑ۔ کیونکہ اگر تو چھوڑ دینگا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ ہی کریں گے اور جو اون سے پیدا ہوں گے وہ بھی سخت کافر ہی ہوں گے اے پروردگار تو مجھ کو اور میرے ماں اور باپ کو اور جو شخص ایمان لا کر میرے گھر میں آیا ہے اوسکو اور تمام ایمان دار مرد اور عورتوں کو بخش دے اور ایسا کر کہ ان ظالموں کی تباہی روز بروز

بڑھتی جائے۔ بس پھر کیا تھا نبی کی دعا تیر بہدت تھی حکم پروردگار پہونچا کہ کشتی تیار کرو ہم اس قوم پر طوفان بھیجتے ہیں

حضرت نوح علیہ السلام کا کشتی بنانا

جب حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ شانہ سے شکایت کی اور قوم کے مقابلہ میں پروردگار سے نصرت چاہی۔ تو اللہ تعالیٰ شانہ نے اون پر وحی بھیجی قال اللہ تعالیٰ شانہ اِن صَنَعَ الْفُلْكَ يَا عِيسَىٰ وَوَحَيْنَا وَلَا تَخَاطِبُنِي فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّخْرَجُوْنَ ترجمہ ہماری اعانت سے اور ہماری راے کے موافق ایک کشتی بناؤ اور ان نافرمانوں کی نسبت ہم سے کچھ گفتگو نہ کرو یہ ضرور غرق کئے جائینگے۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنانے میں مصروف ہوئے اور اپنی قوم کی دعا کو چھوڑ دیا اور لکڑی لونا وغیرہم جو کشتی کے لئے ضروری سامان تھے متیار کرنے لگے اور انکی قوم کے لوگ جو اون پر ہو کر گذرتے تھے اور ان کو کشتی کا کام کرتے ہوئے دیکھتے تھے تو ان سے مسخرہ بن کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پیغمبر سے بڑھئی ہو گئے تو وہ اس کا جواب یہ دیا کرتے تھے اِنِّ تَسْخَرُوْا مِنِّيْ وَاَمَّا فَاَتَا تَسْخَرُوْا مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ فَسَوْفَ نَعْلَمُكُمُوْنَ ط ترجمہ اگرچہ تم اب ہم پر ہنستے ہو لیکن جیسے تم ہم پر ہنستے ہو اسی طرح ایک روز ہم تم پر ہنسینگے اور تم کو یہ بات جلد معلوم ہو جائیگی۔ اور وہ مسخرہ بن کا قول یہ تھا يَا نُوْحُ قَدْ خَرَجْتَ فَاَعْلَمْكَ الْغُيُوْسُ اَنَّا قَرَرْنَا ظَاهِر ہوتے ہی وہ حکم جاری ہوا کہ الیاف باللہ عورات کے رحم اس قابل نہ رہے کہ نطفے کو قبول کریں سلسلہ توالد و تناسل یک قلم موقوف حضرت نوح نے سال کی لکڑی سے کشتی بنائی۔ اور اللہ تعالیٰ شانہ نے انہیں حکم دیا کہ اوس کا طول اسی گز اور عرض پچاس گز اور ارتفاع تیس گز رکھیں اور حضرت قتادہ نے بیان کیا ہے کہ اوس کا طول تین سو گز اور عرض پچاس گز اور ارتفاع تیس گز تھا۔ اور حسن کہتے ہیں کہ اوس کا طول بارہ سو گز اور عرض چہ سو گز تھا واللہ اعلم اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے

حکم دیا تھا کہ اوسکے تین طبقے کریں ایک تو سب سے اوپر کا اوسمین آدمی رہیں ایک درمیان کا اوسمین وحوش رہیں ایک سب سے نیچے کا اوسمین پرند رہیں چنانچہ جیسے اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا تھا حضرت نوحؑ نے ویسی ہی کشتی بنائی یہاں تک کہ اوس کے بنانے سے فارغ ہو گئے

طوفان کی علامت اور کعبہ کا آسمان پر اکٹھا جانا

اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت سے کہہ دیا تھا کہ اِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنْوُورُ جِب ہمارا حکم تمہارا پاس پہنچو اور تنور جوش پڑے۔ اِحْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اِثْنَيْنِ وَاهْلُكَ الْكَافِرُ مِنْ سَبْقِ عِلْمِكَ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ۔ تو ہر قسم کے جانداروں میں سے زو مادہ کے دو دو جوڑے اور اپنے گھروالے اور اون کے سوا جن کی نسبت ہمارا حکم ہو چکا ہے کہ وہ ہلاک ہونگے اور وہ جو ایمان لائے کشتی میں سوار کرالو اور اللہ تعالیٰ نے تنور کے جوش میں آنے کو اپنے اور حضرت نوحؑ کے درمیان طوفان کے ایک نشان ٹھہرا دیا تھا۔ کہ جب تنور جوش میں آئیگا تو طوفان شروع ہو جائیگا کہتے ہیں کہ یہ تنور پتھر کا تھا اور حضرت حوا کے وقت کا تھا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ تنور ہندوستان میں تھا۔ اور عجیب و شعبی کہتے ہیں کہ وہ کوئٹہ میں تھا۔ پھر جب تنور نے جوش مارا تو اون کی بی بی نے تنور سے پانی نکلنے کی اونہیں خبر دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا تو اونہوں نے کعبہ کو چوتھے آسمان پر اٹھالیا جو جنت کے یا قوت سے بنا ہوا تھا۔ اور حجر اسود کو جبل ابو قیس میں چھپا دیا یہ پتھر اسی جگہ اوس وقت تک چھپا رہا کہ حضرت ابراہیم نے کعبہ کو نہیں بنایا تھا۔ جب اونہوں نے بنایا تو اوس پتھر کو وہاں سے لے لیا اور اپنی جگہ پر رکھ دیا۔

کشتی میں آدمی اور جانور وغیرہ کی تعداد

جب پانی نے تنور سے جوش مارا تو حضرت نوحؑ نے اون لوگوں کو کشتی میں سوار کرا لیا جیسے واسطے

اللہ تعالیٰ شانہ نے اونہیں حکم دیا تھا اور وہ اونکے تینوں بیٹے سام حام یافت اور اونکی بیبیاں اور چہہ آؤر آدمی تھے یہ سب حضرت نوحؑ کو ملا کر تیرہ آدمی ہوتے ہیں جن کا حساب یوں ہے تین بیٹے ایک باپ چہہ آدمی آؤر دس ہوتے تین بیبیاں تیرہ ہوتے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ کشتی میں اتنی آدمی تھے ایک اون میں جبرئیمؑ تھا اور یہ سب حضرت شیش علیہ السلام کی اولاد تھے اور قتادہ کا قول ہے کہ وہ آٹھ آدمی تھے ایک حضرت نوحؑ اور اونکی بی بی اور اونکے تین بیٹے اور تین تینوں بیٹوں کی بیبیاں اور اعمشؑ اونہیں سات ہی بتاتے ہیں یعنی ایک نوح کی بی بی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کا بیان یہ کہ حضرت نوحؑ نے کشتی میں حضرت آدم علیہ السلام کی نعش کو بھی قبر میں سے نکال کر رکھ لیا تھا۔ پھر اونہوں نے جانوروں کو بھی لے لیا تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا اور اون کا بیٹا یام جو کافر تھا رہ گیا اسی کا نام کنعان بھی تھا سعدی فرماتے ہیں ۵

اچو کنعان را طبیعت بے ہنر بود | پیمبر زادگی قدرش نیفزود

محمد محسن اللہ تعالیٰ تمہاری عمر تقویٰ کے ساتھ دراز کرے آمین تمہاری نسبت فرزند کنعان سے زیادہ بزرگ اور مستند نہیں ہو سکتی وہ حضرت نوح سے نبیؑ کا بیٹا تھا اور ایسے نبیؑ نے اوس کے لئے دعا کی اور وہ رد کردی گئی اوس مالک کے حضور میں سب سے زیادہ تو اوس کے فضل کی ضرورت ہے اور پھر اوسکے اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے اجتناب۔ بندہ جب تک اپنے مالک کا فرمان بردار نہ ہو وہ بندہ نہ کلائیگا وہ تو حیوانوں سے اور گھاس پات سے بدتر ہے ۵

ز خاک آفریدت خداوند پاک | پس اے بندہ افتادگی کن چو خاک

جب حضرت نوح علیہ السلام کو حیوانات کے سوار کرنے کا حکم ہوا تو حضرت نوحؑ نے عرض کی کہ پروردگار میں شیر۔ بکری۔ گائے۔ بلی۔ چڑیا۔ چوہے وغیرہ جو ایک دوسرے کی خوراک ہیں اور آپس میں دشمن ہیں ان کو کیونکر ایک جگہ رکھوں حکم ہوا کہ جس نے انہیں دشمنی دی ہے وہی انہیں محبت بھی دیدیگا۔ شیر کو بخار آگیا وہ اپنے بخار کی وجہ سے بے حس و حرکت پڑا رہا۔ کہتے ہیں کہ جانوروں میں یا تو شیر کو بخار آتا ہے یا تاتھی کو کہتے کہ بخار نہیں آتا چنانچہ ایک عربی

شاعر کا یہ شعر ہے

وَمَا الْكَلْبُ مُحَمَّدٌ مَّا دَرَانِ كَالْعَمْرُؤِ	الَا اِنَّمَا اَلْحَمِي عَلَى الْاَسَدِ الْوَرْدِ
--	---

ترجمہ کے کو بنجار بنین آنا گواہی کتنی ہی عمر ہو بنجار جانورون میں شیر ہی کو آنا ہی جو پانی پر آتا رہتا ہے + حضرت نوحؑ نے پرندوں کو نیچے کے طبقے میں رکھا تھا اور وحوش کو درمیانی طبقے میں اور خود اپنے ساتھ کے بنی آدم کو لیکر اعلیٰ طبقے میں سوار ہوئے۔

طوفان کا آنا اور تمام دنیا کا غرق ہونا

پھر جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں باطمینان خاطر بیٹھ گئے اور جن کا حکم تھا وہ سب کشتی میں بیٹھائے گئے اوس وقت حضرت نوح علیہ السلام کی عمر چھ سو برس کی تھی بس پانی آنا شروع ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا ہے فَقَعْنَا اَبْوَابَ السَّمَاءِ مَنَهُمْ سِ وَكَجَرْنَا نَا الْاَرْضَ عِيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى اَمْرِ قُدْرَةٍ يٰۤاَرْضُ بِنِيْهِمْ اَسْمَانُ كے دروازے کھول دے جس سے موسلا دھار پانی برسنے لگا اور زمین کے چٹھے بھی جاری کر دیے پھر ایک اندازہ مقرر پر آکر اوپر نیچے کا پانی مل گیا پھر پانی کی آمد کے آغاز سے چالیس دن اور چالیس رات کے بعد پانی اتنا ہو گیا کہ کشتی کو اوس نے اٹھالیا پھر اُور بڑھا اور شدت سے آگیا اور اتنا اونچا ہوا کہ کشتی تیرنے لگی اور حضرت نوح علیہ السلام نے آسمان کے پانی سے بچنے کے لئے کشتی کے طبقہ پر پردہ ڈال لیا اور کشتی امواج کے سبب سے ایسی جنبش کرنے لگی جیسے پہاڑ ہلتا ہو اور حضرت نے اپنے بیٹے کو پکارا جو اوس میں ہلاک ہوا اور وہ اوس وقت اوس الگ ہو گیا تھا۔ حضرت نوحؑ نے فرمایا کہ بیٹے میرے ساتھ ہو کا فزون کے ساتھ مست رہ وہ کافر تھا اوس نے کہا کہ میں پہاڑ میں پناہ لوں گا حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ آج بجز اوس شخص کے جبرائیل رحم کرے اوس کے قہر سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ پھر حضرت نوحؑ اور ان کے بیٹے کے درمیان موج آگئی اور وہ ڈوب گیا۔

پس نوح یا بدان پنشت	خاندان نوحش گم شد
---------------------	-------------------

پھر پانی پہاڑوں کی چوٹیوں کے اوپر تک پہنچ گیا۔ یہاں تک کہ دنیا میں جو سب سے بلند پہاڑ ہے اوس سے بھی پندرہ گز اوپر تک چڑھ گیا اس سبب سے زمین پر جس قدر جانور اور درخت تھے سب ہلاک اور غارت ہو گئے اور سچر حضرت نوح اور عوح بن عوح کے اُور کوئی باقی نہ رہا۔

طوفان کا خاتمہ اور حضرت نوحؑ کا ثمانین بمقام میں بسنا

علامہ اشیر ابن جرزی سجالہ تورات تحریر کرتے ہیں کہ پانی جس روز سے شروع ہوا ہے اوس روز سے لیکر خشک ہونے کی تاریخ تک چھ مہینے اور دس دن کی مدت کہی جاتی ہے ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے برابر چالیس روز تک پانی بھیجا۔ تو چوپائے اور پرندے سینہ کو دیکھ کر حضرت نوح کے پاس آنے لگے اور اُن کے مطیع ہو گئے اس لئے اُنہوں نے اللہ کے حکم سے اُنہیں سے لے لئے اور یہ سب لوگ کشتی میں دسویں رجب کو سوار ہوئے تھے جو فارسی کے آب مہینے کی ۱۲ تاریخ تھی اور محرم کے یوم عاشورہ کو اوس سے نکلی تھی اس روایت کو جو لوگ جانتے ہیں وہ یوم عاشورہ کو روزہ رکھتے ہیں اور پانی جو آیا تھا وہ پانی آدھا تو آسمانی بارش کا تھا اور آدھا زمین کا تھا اور کشتی تمام زمین کے گرد گشت کر آئی تھی وہ کسی جگہ ٹھیرتی نہ تھی جب وہ کشتی حرم محترم کے پاس آئی تو اوس کے اندر نہ داخل ہوئی اور حرم کے گرد باہر ہی باہر سے سات طواف کئے اور پھر روانہ ہو گئی۔ اور کوہ بودی پر پہنچی جو مقام قروی علاقہ موصل میں ایک پہاڑ ہے اور اُس پر ٹھیر گئی یہیں کہا گیا بُعْدُ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ اور جب ٹھیر گئی تو کہا گیا يَا اَرْضُ اَبْلَعِي مَاءَهُمْ وَيَا سَمَاءُ اَقْلَعِي وَغِيْضُ الْمَاءِ وَقَضَى الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ ذَوْقِلُ بُعْدُ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ترجمہ مالک زمین و آسمان کا حکم پہنچا کہ اے زمین تو پانی پانی

جذب کر لے اور اسے آسمان تھم جا بس پانی کا چڑھاؤ اُتر گیا اور قوم کا کام تمام کر دیا اور کشتی کوہ جردی پر جا کر ٹھہری۔ اور دنیا بھر میں یہ حکم شائع ہو گیا کہ ظالم خدا شناس متغور و متکبر لوگ دھتکارے گئے اور ایک سرے سے معدوم کر دئے گئے اور بدست مالک کی نافرمانی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے تھوڑا تھوڑا علم پڑھا اور یورپ کے فلسفی بن گئے اور مالک سے روگردانی کر کے ینچری ہو گئے جس چیز پر جی چلا اسے کھایا پیا جسکے ساتھ چاہا بغیر کجاح سلسلہ اتحاد قائم کر لیا بس ان چند باتوں کے لئے آزاد بن گئے جب موت آئی تو ساری آزادی ہوا ہو گئی اب صیاد اجل کے پنجہ میں گرفتار مہین فلسفہ بالکل بھول گئے طبیعیات و کائنات سے جاتا رہا لیکچر کیونکر دین زبان بند ہے خوب صورت عورات کو کیونکر دیکھیں آنکھوں کے تیور سمجھتے جاتے ہیں باغ اور مکانات دلکش ساعت چند مین چھوٹنے والے ہیں ڈھالی تین گز زمین کا گڑھا آنکھوں کے سامنے پھر رہا ہے لیجئے وہ قفس عنصری ٹوٹ گیا ساری گٹ پیٹ کا فیصلہ ہو گیا ۵

گر بے موت نے جو دھر دابا | کچھ نہیں نکلا سوائے ٹین ٹین

بس اتنی ہی بساط پر زمین و آسمان کے قلابے مار رکھے تھے۔
روایت ہے کہ جب تک پانی خشک نہ ہوا حضرت نوح کشتی ہی میں ٹھہرے رہے۔ پھر جب نکلے تو سرزمین جزیرہ مین قردی کی طرف ایک مقام پسند کیا اور ایک بستی بسالی جس کا نام ثمانین ہے یعنی اتنی چونکہ نوح کے ساتھ کشتی پر بروایتے اتنی آدمی تھے اور اون لوگوں نے علیحدہ علیحدہ اپنے لئے اتنی گھر بنائے تو اس بستی کا نام ثمانین ہوا اور اسے اسوقت تک بھی شوق الثمانین کہتے ہیں یعنی بازار ثمانین۔ پھر جب حضرت نوح کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو کسی نے اون سے پوچھا کہ آپ نے دنیا کو کیسا پایا۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ ایسا گھر ہے کہ جس کے دو دروازے ہیں آدمی ایک دروازے میں داخل ہوا اور دوسرے میں سے فوراً نکل گیا حضرت نظامی قدس سرہ ۵

دور در دارو این باغ آراستہ ز دیگر در باغ بیرون خرام	دور در دارو این باغ آراستہ دور آ از درے باغ و ہنگر تمام
<p>پھر آپ نے اپنے بیٹے سام کو وصیت کی جو سب سے بڑا تھا اور اللہ سے مل گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ میں نے یہ اراد کیا ہے کہ التاریخ الکامل سے مرث انبیاء علیہم السلام کا ذکر اپنی کتاب تاریخ عرب کے لئے منتخب کر کے ترجمہ کروں بادشاہ کا ذکر چھوڑ دوں مگر بعض نامی بادشاہوں کا بہت مختصر ذکر بطور مناسب درج کر دوں۔</p>	
<p>بیوراسپ جس کا نام از دماق ہے اور عرب نے اپنی زبان کے قواعد کے موافق ضحاک کر دیا</p>	
<p>مصنفان اخوان الصفائے انسان و حیوان کے غلامی فیصلہ میں فرضی سر پہنچ بیوراسپ ہی کو کر دیا ہے اہل فارس کہتے ہیں کہ اسی نے جمشید کو شکست دیکر اوس کا ملک چھین لیا اور فریدون نے اس کو شکست دی اہل یمن کا دعویٰ ہے کہ ضحاک اونہین کے قبائل سے تھا اس صورت میں یہ فرعون ہو سکتا ہے کہتے ہیں سب سے اول جب کا لقب فرعون ہوا وہ ہی شخص تھا اور جس وقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ مصر کو آئے ہیں تو وہ مصر کا بادشاہ تھا فارس والے اسے اپنی نسل سے بتاتے ہیں اور اوس کا نسب نامہ بھی پیش کرتے ہیں۔ نسب نامہ ضحاک یعنی بیوراسپ - بیوراسپ بن اردناسپ بن رینکار بن وندرکشک بن یارین بن زوال بن سیامک بن ییشی بن کیومرث - فارس والے کیومرث ہی کو آدم کہتے ہیں مورخین کہتے ہیں کہ ضحاک ہفت اقلیم کا بادشاہ تھا۔ اور بڑا جادوگر تھا۔ اور ہشام بن الکلبی کہتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ جم کے بعد ضحاک ہزار برس تک بادشاہ رہا تھا واللہ اعلم بالصواب اور یہ سواد کے ایک قریہ میں رہتا تھا جسے برس کہتے ہیں وہ کوذ کے رام - جی ان ہے کہ</p>	

فاجر اور بدکار اور ظالم تھا اور قتل کے لئے اوسکے ہاتھ ہمیشہ کھلے رہتے تھے اسی ظالم نے سب سے پہلے صلیب کی سزا ایجاد کی اور ہاتھ کاٹنے کا دستور نکالا اور اسی نے سب سے پہلے زمین پر عُشر لگایا اور وہیم بنائے اور اسی نے سب سے پہلے گیت گائے اور گیت سنے اور ہشام کتا ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ ضحاک ہی نمرود ہے اور حضرت ابراہیم اسی کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور یہی شخص ہے جس نے اونہیں جلانا چاہا تھا دو بد گوشت بے لبے اسکے دونوں شانوں پر تھے جسے وہ لوگوں کے ڈرانے کے لئے سانپ کتا تھا اور کپڑوں میں چھپائے رہتا تھا اس کو فریدون نے کا وہ آہنگ کی مدد سے شکست دی جبکہ قصہ شاہنامہ میں درج ہے اہل تارنج کہتے ہیں کہ شہر بابل اور شہر صور اور شہر دمشق اسی کا آباد کیا ہوا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت

حضرت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ شانہ کے قول **وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمْ الْبَاقُونَ** کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ وہ سام۔ حام۔ یافث ہیں اور وہب بن منبہ نے کہا ہے کہ عرب فارس اور روم سام کی اولاد میں ہیں اور سودان حام کی اولاد میں ہیں۔ اور ترک اور یاجوج ماجوج یافث کی نسل سے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ قطی قوط بن حام کی اولاد میں ہیں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نوحؑ سو رہے تھے کہین اونکا ستر کھل گیا حام کی نظر پڑ گئی مگر اسے چھپایا نہین اور جب سام کی اور یافث کی نظر پڑی تو اوپر کپڑا ڈال دیا جب حضرت نوحؑ بیدار ہوئے اور حام اور اسکے بھائیوں کا حال اونہیں معلوم ہوا تو اونکے کردار کے موافق دعا کی۔

سام کی نسل کی قومیں

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ سام بن نوح کی بی بی صلب بتاپیل بن تمویل بن خون بن قین فوراً حمل تھی گیس کے بطن سے ارغشیہ اشوڈ لاوڈ اور ارم اوسکے بیٹے پیدا ہوئے تھے

اور کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ ارغشہ کی مان سے ہی ارم پیدا ہوا ہے یا کسی اور سے اور
 اوسکے اور بھی کوئی بھائی ہے یا نہیں اور لاوڈ بن سام کی اولاد میں فارس جرجان طسم
 عاملین بن اور یہی شخص تمام عاملین کا باپ ہے اور انہیں میں سے شام کے جبارہ جنہیں کنعانی
 کہتے ہیں اور مصر کے فراعنہ ہوئے ہیں اور انہیں میں سے بحرین اور عمان والے تھے جنہیں شام
 کہتے ہیں اور انہیں میں سے بنی ایسم بن لاوڈ بن جواہل دیا رہن جو سرزمین رمل میں رہتے تھے
 یہ ملک یامہ اور شحر کے درمیان ہے انکی بڑی کثرت ہو گئی تھی پھر جب اونہوں نے اللہ تعالیٰ کی
 معصیت پر مکر باندھی تو ان پر عذاب الہی نازل ہوا اور وہ سب غارت ہو گئے اور جو کچھ اونہیں
 سے باقی رہ گئے وہ لسناس بن اور طسم یامہ سے بحرین تک رہتے تھے اور یہ طسم عاملین
 ایسم جاشم عرب تھے ان کی زبان عربی تھی۔ اور عبیل شرب میں قبل سے آرہے تھے کہ شرب
 آباد ہوا اور عاملین صنعا میں چلے گئے اور ابھی صنعا بسا بھی نہ تھا کہ انہیں میں سے کچھ لوگ
 شرب چلے آئے تھے اور انہوں نے آکر عبیل کو نکال دیا تھا اس لئے عبیل جحفہ کے مقام میں
 آرہے تھے یہاں پر ایک سیلاب آیا اور انہیں احتیاج کر کے یعنی اوچک کر لے گیا اس لئے یہ
 مقام جحفہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اور ارم بن سام کے عوض عابر حویل تین بیٹے پیدا
 ہوئے۔ عوض سے عابر عاد عبیل پیدا ہوئے اور عابر بن ارم سے ثمود اور جدیس اور
 یہی عرب تھے یہی مضر کی زبان بولتے تھے۔ اور عرب ان سب قوموں کو اور جرہم کو عرب الحارث
 کہتے تھے۔ اور بنی اسمعیل کو عرب متعرب کہا کرتے تھے۔ اس لئے کہ یہ لوگ جب ان قوموں
 میں آکر رہے تو ان کی عربی زبان سیکھ لی تھی۔ اور عاد اس رمل میں حضرت موت تک بستے تھے
 اور ثمود حجر میں حجاز و شام کے بیچ میں وادی القریٰ تک رہتے تھے اور جدیس و طسم دونوں
 رمل گئے تھے اور یامہ میں بحرین تک بستے تھے۔ اور اوس وقت اس کا نام یامہ نہ تھا بلکہ اسے
 جوش کہتے تھے اور جاشم عمان میں رہتے تھے اور بنطی قبط بن ماش بن ارم بن سام کی اولاد
 ہیں اور اہل فارس تیرش بن ماسور بن سام کی نسل سے ہیں۔ اور یہی راوی کہتا ہے کہ

ارفخشہ بن سام کا ایک بیٹا قینان بھی تھا جو ساحر تھا اور قینان کا ایک بیٹا شالخ بن قینان بن ارفخشہ تھا اس قینان کا ذکر اس لئے نہیں ہے کہ وہ ساحر تھا اور شالخ کا بیٹا عابر اور عابر کا بیٹا فالغ تھا فالغ کے معنی قاسم کے ہیں اور اس کے نام کی وجہ یہ ہے کہ اسکے زمانہ میں زمین کی قسمت ہوئی تھی اور زبانوں میں بھی اختلافات تھے جس سے انکے بھی جدا جدا جھٹے ہو گئے تھے اور اوسکا دوسرا بیٹا قحطان بن عابر تھا اور قحطان کے دو بیٹے یعرب اور یقطن تھے جو یمن میں رہتے تھے اور قحطان ہی سب سے اول یمن میں جا کر آباد ہوا ہے اور فالغ بن عابر کا بیٹا ارغو تھا اور ارغو کا بیٹا ساروغ اور ساروغ کا بیٹا تاجور اور تاجور کا تارخ اور تارخ کو عربی میں آزر کہتے ہیں اور آزر کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور ارفخشہ کا ایک بیٹا منرود بھی تھا اور بعض کہتے ہیں کہ منرود کوش بن حام بن نوح کا بیٹا تھا اور ہشام بن الکلبی کہتا ہے کہ سندھ اور ہند کے باشندے تو قیر بن یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشہ بن سام بن نوح کی اولاد ہیں اور جرہم بھی یقطن بن عابر کی اولاد سے ہیں اور حضرموت بن یقطن ہے اور اس قول کے موافق جو یقطن کو حضرت اسمعیل کی طرف منسوب نہیں کرتے یقطن قحطان ہی کو کہتے ہیں۔ اور جرہم نمیلہ بن آرب بن غاران بن عمر بن عمیلیق بن لاوذ بن سام بن نوح کی اولاد سے ہیں مگر انہیں صناجہ کہتے ہیں دو لون قبیلہ داخل یمن ہیں کیونکہ وہ افریقش بن صیفی بن بن سبا کی نسل سے ہیں۔

یافت کی نسل کی قومیں

اسد یا یافت اوسکے بیٹے تھے جامر موع مورک بوان قوبا ماشج تیرش۔ جامر کی اولاد میں ایک قول کے موافق فارس کے بادشاہ ہیں۔ اور تیرش کی نسل سے ترک اور خرز ہیں اور ماشج کی اولاد سے اشیان ہیں۔ اور موع کی اولاد میں یا جوج و ما جوج ہیں۔ اور بوان کی اولاد میں صفالیہ برجان اشیان ہیں جو قدیم زمانہ میں قبل اس سے کہ عیص ابن اسحاق وغیرہ

کی نسل سے روم میں لوگ جائیں اور ان تینوں سام قحام یافت کی اولاد اپنے خاص خاص سکھ منتخب کرے سرزمین روم میں رما کرتے تھے اور یافت ہی کی اولاد میں روم والے ہیں اور وہ لاطین بن یونان بن یافت بن قوح کی نسل سے ہیں +

بنی حام کے فرقے اور شام کی قومیں

اب حام کی اولاد کے فرقے دیکھئے اوس کے بیٹے تھے کوش مصر ایم قوط کنعان۔ کوش کا بیٹا نرود بن کوش ہے جسے بعض سام کی اولاد میں بھی بتاتے ہیں باقی حام کی اولاد سواصل نوبہ حبش اور زنگ پر رہنے لگی ہے۔ کہتے ہیں کہ مصر ایم کے بیٹے قبط اور تبرہ ہیں۔ اب رما قوط تو اوسے کہتے ہیں کہ وہ ہند و سندھ کی طرف چلا گیا اور وہیں رہنے لگا وہاں کے باشندے اوسے کی نسل میں ہیں۔ اور کنعانیوں میں سے بعض تو شام میں جا بے پھر اونکے بعد وہاں بنی اسرائیل آئے اور اونہیں وہاں پر قتل کر ڈالا اور نکال دیا اور شام پر بنی اسرائیل ہی قابض ہو گئے۔ پھر رومیوں نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا اور اونہیں سے اکثر کو شام سے عراق کی طرف نکال دیا۔ پھر عرب آئے اور شام پر غالب ہو گئے۔

سام کی اولاد کی عمرون کی تعداد

عاد کو عاد ارم کہا کرتے تھے جب یہ قوم مٹ گئی تو مشود کو لوگ مشود ارم کہنے لگے تھے اور یہی اوی کہتا ہے کہ تورات والوں کے نزدیک ارفخشذ سام کا بیٹا اوس وقت پیدا ہوا تھا جب سام کی عمر ایک سو دو برس کی ہو گئی تھی اور سام کی کل عمر چہ سو برس کی تھی۔ پھر ارفخشذ کا بیٹا قینان اوس وقت پیدا ہوا جب کہ اوس کے باپ کی عمر پینتیس برس کی تھی اور کل عمر ارفخشذ کی چار سو اڑتیس برس کی تھی۔ پھر قینان کے مشالچ اوس وقت پیدا ہوا جب قینان کی عمر اونتالیس برس کی تھی اور کتابوں میں قینان کی عمر کا کچھ حال نہیں لکھا ہے اور اس کا سبب

وہی سحر ہے یعنی یہ ساحر تھا اس لئے لوگوں نے اسے حقارت کی نظر سے دیکھا اور اسکے حالات کی طرف توجہ کم کی پھر شایخ کے عابرتین برس کی عمر میں پیدا ہوا اور عابر کی کل عمر چار سو تینتیس برس کی تھی۔ اور عابر کے فالخ اور اوسکا بھائی قحطان ہوا اور فالخ طوفان سے ایک سو چالیس برس بعد پیدا ہوا تھا اور اوسکی عمر چار سو چوبیس برس کی تھی۔ پھر فالخ کے ارغوتیس برس کی عمر میں پیدا ہوا اور اوسکی عمر کل دو سو اونتالیس برس کی ہوئی اور ارغو کے ساروغ تیس برس کی عمر میں پیدا ہوا اور اوسکی بھی دو سو اونتالیس برس کی عمر ہوئی۔ اور ساروغ کے ناہوتیس برس کی عمر میں پیدا ہوا اور اوسکی دو سو تیس برس کی عمر ہوئی۔ پھر ناہو کے تاریخ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ پیدا ہوا ستائیس برس کی عمر میں اور اوسکی عمر دو سو اونتالیس برس کی ہوئی اور تاریخ کے جسے عرب آزر کہتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت ابراہیم کی ولادت طوفان سے بارہ سو ترستیس برس کے بعد ہوئی تھی۔

قحطان کی نسل

قحطان بن عابر کے یعرب پیدا ہوا۔ اور یعرب کے یثجب اور یثجب کے سبا پیدا ہوا اور سبا کے چہہ بیٹے بن حمیر کلمان عمر اشعر انمار ممر پھر عمر بن سبا کا بیٹا عدی تھا اور لحم و جذام عدی کے بیٹے تھے۔

فریدون کی حکومت

یہ فریدون اشغیان کا بیٹا تھا اور اشغیان جمشید کی نسل سے تھا اور بعض نسابہ فارس فریدون کو نوح بتاتے ہیں جو ضحاک پر غالب ہو گیا تھا اور اوسکا ملک چھین لیا تھا اور اونین مین سے بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ فریدون وہ ذوالقرنین ہے جسے حضرت ابراہیم سے تعلق رہا ہے خیر وہ جو کچھ ہو مگر اچھا با انصاف بادشاہ تھا اتنی بڑی سلطنت کے ساتھ بھی اوسکی نظر بال کار پر تھی حضرت

سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کی حکایت گلستان میں لکھی ہے لطیفہ ابن لطیفہ برطاق ایران
فریدون نوشتہ بود ۵

جہان اسے برادر نہ ماند بہ کس	دل اندر جہان آفرین بند و بس
چو آہنگ رفتن کند جان پاک	چہ بر تخت مردن چہ بر روسے خاک

بادشاہ کے واسطے ایسے ہی خیالات ہونے چاہئیں جب تورعیت کی خشک کھیتوں پر سخاوت
و عدالت کا بادل برسے گا ہمارے ہندوستان کے بادشاہوں میں اکبر اعظم - جہانگیر -
شاہ جہان - عالمگیر اسی خیال کے بادشاہ تھے چنانچہ شاہ جہان بادشاہ کے وضو کرینکا
جو مقام دہلی کے مٹمن برج میں ہے اوس نہر پر جو علی مردان خان ہانسی حصار سے قلعہ
شاہ جہان آباد میں لایا ہو وہاں شاہ جہان بیٹھ کر وضو کیا کرتے تھے نظر کے سامنے جا بجا میزان
عدل کی تصویر بنی ہوئی تھی اور یہ رباعی بخط نستعلیق نہایت خوشخط وضو کے مقام کے سامنے
لکھی ہوئی ہے ۵

اے بند پائے و قفل بردل ہمدار	وے دوختہ چشم و پائے در گل ہمدار
عزم سفر مغرب و رودر مشرق	اے راہ روے پشت بمنزل ہمدار

فردوسی نے فریدون کی کیا خوب تعریف کی ہے سبحان اللہ ۵

فسریدون فرخ فرشتہ نبود	زمشک وز عنبر سرشتہ نبود
ز داود دہش یافت این خسروی	تو داد و دہش کن فریدون توی

اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ فریدون ہی پہلا شخص ہے جس نے ہاتھیوں کو قابو میں کیا اور اسپر
سوار ہوا اور چتر پیدا کرائے اور بٹ اور کبوتروں کو پالا - اور تریاق بنایا اور ظلم کو دور کیا اور
اللہ کی عبادت اور احسان اور انصاف کا حکم دیا - اور ضحاک نے جن لوگوں کی زمینیں چھین
لی تھیں جہاں تک اون کے وارث لے اونکے حوالہ کیں اور اونکا مالک نہ ملا تو مساکین کے حوالہ
کردین اور راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسی کو سب سے پہلے صوفی کا لقب دیا گیا ہے۔

اور اوسى نے طب میں سب سے اوّل توجّہ کی۔ اس کے تین بیٹے تھے بڑے کا نام شرم تھا اور دوسرا طوح اور تیسرا ایج کہلاتا تھا باپ کو یہ خوف ہوا کہ میرے بعد کہیں انہیں کشت خون نہ ہو ملک کو تینوں بیٹوں پر تقسیم کر دیا۔ اور حالات اسکے تاسخ کی کتابوں میں درج ہیں شایقین ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ہود علیہ السلام کی نبوت

اولاد نوح علیہ السلام نے باپ کے بعد زمین کو تقسیم کر لیا تھا اور سب جدا جدا مسکنوں میں رہنے لگے تھے پھر انہیں کچھ سرکش نافرمان لوگ پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے انکی طرف رسول کو بھیجا۔ جب اونہوں نے رسولوں کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ شانہ نے اونہیں ہلاک کیا یہ جو لوگ ہلاک ہوئے آرم بن سام بن نوح کی اولاد کے دو قبیلے تھے ایک عاد دوسرا ثمود۔ عاد تو عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح تھا اور انہیں عاد الاولیٰ کہتے تھے ان کے مسکن شجرہ عجم حضرت نوح کے درمیان احقاف میں تھے یہ بڑے جبار زبردست بلے قد والے تھے کہ کوئی انکا مثل نہ تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **وَإِذْ كَرِهْنَا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنَّا** **قَوْمَ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً** اور خدا کا وہ احسان یاد کرو جب کہ اوس نے تم کو قوم نوح کے بعد اونکا جانشین بنایا اور ڈیل ڈول بھی تمہارا اور ون سے زیادہ کیا۔ انکی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام بن عبد اللہ بن راح بن الجلود بن عاد بن عوص کو بھی کر کے بھیجا۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اون کا نام ہود تھا اور وہ عابر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح تھے اور یہ لوگ جن کی طرف وہ بھیجے گئے تھے بت پرست تھے ان کے تین بت تھے ایک کا نام ضر دوسرے کا نام صمور اور تیسرے کا نام ہتا تھا۔ بنی نے اونکو اللہ کی توحید کی طرف ہدایت کی۔ اور کہا کہ اوسکے سوا اور کسی کو ست پوجو اور آدمیوں پر ظلم نہ کرو مگر اونہوں نے حضرت ہود کا کمانہ مانا اور بولے کہ ہم سے اور کون زبردست ہے انہیں سے حضرت ہود پر

بہت ہی کم لوگ ایمان لائے۔ الغرض ان پر بلاے خشک سالی نازل ہوئی۔ حضرت ہوڈو نے جو پروردگار کے حضور میں ان کے لئے بددعا کی برسات موقوف ہو گئی زراعتیں خشک ہو گئیں باغات برباد ہو گئے فاقہ کشی سے جان آفت میں آ گئی ہر چند حضرت ہود علیہ السلام نے سمجھایا مگر وہ اپنے کفر سے باز نہ آئے اور جواب دیا کہ ہم تمہارے کہنے سے اپنے معبودوں کو نہ چھوڑینگے اوس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جیسر کوئی بڑی مشکل پڑتی تھی اور ہم سخت مُنہ دکھاتی تو حرم محترم مکہ معظمہ میں جا کر التجا کرتے پروردگار اونکی دعا قبول فرماتا اون دنوں قوم عاقلہ مکہ معظمہ میں رہتی تھی اور وہی قوم رئیس و شریف تھے جب قوم عاد اون بلاؤں میں گرفتار ہوئی تو اوس قوم کے سردار امی اشراف قوم سے جن کو قوم نے انتخاب کیا تھا نماز استسقا اور دعا سے باران کے لئے جانے کو تیار ہوئے سب قوم نے اونکو یہ وصیت کی کہ مکہ معظمہ میں پہنچ کر نہایت عجز و الحاح سے طلب باران کریں یہ سب آدمی قطع منازل کر کے مکہ میں پہنچے اور معاویہ بن بکر کے گھر میں اترے وہاں ان لوگوں کی شراب و کباب و سرود وغیرہ کی خوب خوب دعوتیں ہوئیں یہ جو وہاں سے قحط کے مارے آئے تھے دعوت کے کھانے کھا کر قحط و سرود میں ایسے مستغرق ہوئے کہ اصل مطلب جیسکے واسطے اتنی دور و دراز کی منزلین طر کر کے آئے تھے بھول گئے روز و شب دعوتوں کا کھانا نہ ہمار کرنا اور جاریات کا گانا سننا۔ سوائے اسکے اور کوئی کام نہ تھا۔ انہیں ملحدوں کی شان میں حضرت سعدیؒ نے ارشاد فرمایا ہے

عقل باور نہ کند کز رمضان اندیشہ

ملحد گرسنہ و خاند خالی بر خوان

جب قوم کے وکلانے جو مکہ معظمہ میں دعا کرنے آئے تھے اپنے میزبان کو بات دن کی دعوت اور لہو و لعب سے بیزار کیا تو اوس نے دل میں کہا کہ یہ لوگ تو شراب و کباب و سرود میں ایسے مشغول ہیں کہ اپنے فرض منصبی کو جس کے لئے یہ آئے ہیں بالکل ہی بھول گئے اگر میں ان سے کچھ کہتا ہوں تو بھل کے الزام میں گرفتار ہوتا ہوں اپنی قوم میں مجھے لیئیم و بنیل کہینگے آخر اوس نے شعر تنبیہ کے مضمون کے نظم کئے اور گانے والیوں کو سکھا دئے اون جاریات نے قوم کے سامنے

گائے دو شعر اوعین کے تذکر ناظرین کتاب ہذا ہیں ۵

لَعَلَّ اللَّهَ يُصْهِتَ عَمَّا	أَلَا يَأْتِيكَ وَيُحَدِّثُكَ فَهَيْتُكُمْ
قُلْ آمُسُوا لَا يَبَيِّتُونَ الْكَلَامَا	فَلَيْسَتْ بِي أَرْضٌ عَادِيَاتٍ عَادَا

ترجمہ اسے قیل تیرا بھلا ہوا اٹھ اور دعا مانگ۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم پر ابر سے پانی برسائے جس سے بنی عادی کی زمین سیراب ہو جائے کیونکہ بنی عادی سے ہو رہے ہیں کہ پیاس کی شدت سے اون کے منہ سے بات نہیں نکلتی ہے۔ جب اون لوگوں نے گائیو ایون کی زبان سے یہ شعر سنے تو دفعتاً ہوشیار ہوئے اور دعا کرنے کے لئے طیار ہوئے اور اپنی غفلت پر افسوس کرنے لگے اب روز و شب دعا تھی اور قربانیان تھیں اور وہ تھے مرشد بن سعد اوعین پوشیدہ مسلمان تھا اور حضرت ہود علیہ السلام پر اوس کا کامل ایمان تھا اوس نے قوم سے کہا کہ جب تک حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان نہ لاؤ گے دعا تمہاری مستجاب نہ ہوگی اون لوگوں نے اوس کو مسلمان سمجھ کر اوس سے جدائی کی اور جناب باری تعالیٰ نے بڑی عاجزی سے دعا مانگنے لگے اس عرصہ میں تین ٹکڑے بادل کے سفید سیاہ سرخ پیدا ہوئے اور اوس بادل میں سے آواز آئی کہ زن میں سے ایک ٹکڑا اختیار کر لو اور پھر حکم خدا کا انتظار کرو قوم ابر سفید اور سرخ سے روگردان ہوئی اور ابر سیاہ کو اختیار کیا۔ لائق نے آواز دی کہ تم نے وہ کالی بدلی اختیار کی کہ جو تم پر عذاب نازل کریگی قوم عاد کا کوئی شخص نہ بچے گا حکم الہی سے وہ ابر سیاہ ملک عاد پر روانہ ہوا عادیوں نے جو دیکھا کہ سیاہ بدلی آئی وہ خوش ہوئے کہ یہ ہماری امید کے باغون اور زراعتوں کو شادابا کریگی حضرت ہود علیہ السلام سے کافر متحر کرتے تھے کہ اگر تم سچے ہو تو ہم کو عذاب دکھاؤ اوس کے مکرم نبی سے جو کفار نے مسخر کیا حکم ضرب الغلام امانۃ المولیٰ کے غیرت الہی جوش میں آئی اور کالی بدلی سے آندھی کا طوفان ظاہر ہوا ایک آفت عظیم ان کے ملک پر آئی جب حضرت ہود علیہ السلام نے دیکھا کہ اس قوم پر اللہ تعالیٰ نے غضب نازل کیا تو وہ حسب حکم خالق زمین و آسمان چار ہزار اہل ایمان کو اپنے ساتھ لیکر باہر نکل آئے اور مومنین سے ارشاد فرمایا کہ جو حلقہ اپنی اولگلی سے

میں کھینچے دیتا ہوں اوس سے باہر نہ ہونا میں نے تم کو حکم الہی اوس میں بٹھایا ہے جو کوئی اس خط کے اندر رہیگا وہ اس غضب کی آندھی سے محفوظ رہیگا۔ قوم عاد اوس طوفانِ قہر کو دیکھ کر جمع ہوئی اور اپنے اہل و عیال کو لیکر حلقہ باندھ کر مجتمع ہوئی اول تو اوس باد صحرے اون کے لوگوں اور عورتوں اور چار پائیوں کو زمین سے اوڑا کر آوارہ کیا اور نہایت زور و شور سے زمین پر پٹک پٹک کر پارہ پارہ کر دیا عادی اس حادثہ عجیب کو دیکھ کر اپنے گھروں میں پوشیدہ ہوئے بعض تو حویلیوں کے گرنے سے دیواروں کے تلے دب کر فنا ہوئے اور بعض باہر بھاگ کر زانوں تک زمین میں پاؤں گاڑ کر گھڑے ہوئے سات دن اور رات میں اس غضب کی ہوائے سب کو فنا کر دیا اور اونچی اونچی سنگین عمارتوں کو ہوا زمین کے برابر کر دیا العیاذ باللہ یا اللہ تعالیٰ سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں بہت گناہگار ہوں اور تو بڑا غفار ہے پروردگار مجھ سے تیری فرمانبرداری کچھ نہ ہو سکی سیدی سیدی نماز بھی نہیں پڑھی جاتی تو اپنے فضل و کرم پر نظر فرما میری نافرمانیوں کو مت دیکھ

رسم است کہ مالکان تحریر	آزاد کنند بندہ پیر
اے بار خداے عالم آراے	بر بندہ پیر خود بخشاے

یہ تو نافرمانوں کا حال ہوا۔ اب فرمان بردار بندوں کی کیفیت سنئے وہی باد صحر جس نے قوم عاد اور ملک عاد کو تباہ و برباد کر کے فنا کر دیا جب وہ قہر کی ہوا مومنین کے دائرہ کے پاس آجاتی تھی تو نسیمِ رحمت بجاتی تھی جب اس قوم کا خاتمہ ہو چکا تو حضرت ہود علیہ السلام اپنے مومنین کو لیکر اوس حلقہ سے باہر آئے اور ملک کے ایک جانب اپنے رہنے کے مکان بنائے جب عمر شریف حضرت ہود علیہ السلام کی چار سو چونتیس برس کی ہوئی تو آپ جوار رحمت حق میں جا کر بسے +

شدا اور اوس کی بہشت

اکثر علمائے تاریخ نے شدا کا ذکر حضرت ہود علیہ السلام کے بعد کیا ہے۔ میں نے بھی

ناظرین کتاب تارسیج عرب کے تفتیق طبع کے لئے اسی مقام پر کر دیا ہے بہت مختصر طریقہ سے
 اللہ تعالیٰ کا فزون کے لئے کوئی حجت باقی نہیں رکھتا کہ اونکو پروردگار پر اعتراض کرنے کا
 موقع ملے یہ ہم نے خوب دیکھا ہے کہ اوّل کفر کی گندگی وہ لوگ پھیلاتے ہیں جو فلسفہ پڑھتے
 ہیں اور وہ بھی ناقص طریقہ سے۔ بھلا خیر اگر عربی زبان میں ہو تو اتنا موقع ضرور ملتا کہ مسلمانوں
 نے جو کتابیں فلسفہ کی تصنیف کی ہیں اونکی دلیلون کو جا بجا قطع بھی کرتے گئے ہیں ذی شعور بالعلم
 اس سے گمراہ نہیں ہوتا مگر انگریزی زبان میں اسکا اہتمام کہاں۔ دوسری بات یہ ہے کہ انگریزی
 مدرسے کے طلباء اپنی مذہبی کتابوں سے تو بالکل ناواقف جو کچھ پڑھا انگریزی کتابوں میں عیسائی
 مدرسوں سے پھر کیوں نہ گمراہ ہوں انہوں نے جو عین شباب کی حالت میں مدرسہ چھوڑا پھر ان کی
 آزادی کو کون روک سکتا ہے خصوصاً امرا کے لڑکے مذہب کو خیر باد کہہ کر بیدینی کے جنگل
 میں حیوانوں کی طرح مطلق العنان ہو کر دوڑنے لگے روپے پاس ہیں شراب کی دوکانیں پارسیوں
 نے جا بجا کھول دی ہیں وہاں حسینوں کا بھی جگھٹ ہے بس دیوانہ راہوئے بس است
 یہ کسی ملا کے قابو کے نہیں واعظ غریب کی سنتا کون ہے اور یہ دستور ہے کہ غربا پر امرا کا اثر
 پڑتا ہے امرا کے لڑکوں نے تو اللہ کے فضل سے عمدہ عمدہ کپڑوں کے سوٹ بنوائے اور انگریزی
 ٹوپی پہن کر بارہ ٹوپی کی تعداد کو تیرہ کر دیا غریب یہ سرمایہ کہاں سے لاتے مگر تیرہ ٹوپی میں اثر کی
 وجہ سے ملنا تو ضرور تھا گرجی کتوں کی طرح آگے کے چار چار اونگل بال رکھ کر پیچھے کے بالوں کا
 صفایا کر دیا اور ایک بید ماتھ میں لیکر دو آنے والی ٹپٹی کے شیشے کی عینک پڑانا نیلامی انگریزی
 بوٹ پہن کر اس سامان کے ساتھ بے سامان بن گئے۔

رہیں تو جھونپڑوں میں خواب دیکھیں مجھوں کا	خدا کی شان یہ دل عشق یار کے قابل
---	----------------------------------

اور سنئے جب ڈریس پورا انگریزی ہو گیا تو اب انگریزی بولنے کو بھی دل چلا بازار جا کر دوکانداروں
 سے انگریزی بولنے کی مشق بڑھائی لفظ چار پانچ مشکل یاد کر لئے یس تو دوسری ول
 مانی ڈیر ٹیک ٹوٹیک اب حضرت اپنے خیال میں مسٹر پال ایونس اوڈرف ڈائین بیڑوں

کے استاد ہیں پہلے تو اس بیدینی کی ابتدا کالج کے امیر لڑکوں نے شروع کی پھر غربا کے لڑکوں نے اونکا خاکہ اوڑایا رفتہ رفتہ ایک بڑا گروہ بیدین ہو گیا ایسے ہی حالات اوس قوم کے تھے جن پر طوفان اور غضب پروردگار کا نازل ہوا انبیا غریب سیدھے سادے آدمی کی بخت اوں کو مفلس سمجھ کر تسخیر کرین اللہ تعالیٰ شانہ غفتمہ ہوا کہ یہ میرے رسولوں کو حقیر سمجھتے ہیں وہی حال بد بخت شداد کا ہوا جب اوس نے نبی سے پوچھا کہ اگر ہم ایمان لائیں تو ہم کو کیا ملیگا اونہوں نے کہا جنت حورو و قصور اوس مردود نے کہا کہ مجھے اس امر کے لئے بہتار اللہ کا احسان لینے کی کیا ضرورت ہے میں دنیا ہی میں یہ سب چیزیں ہتیا کر لوں گا مگر وہ کہ بخت یہ نہ سمجھا کہ آخر اس ہتیا کرنے کی استعداد کس نے دی ہی پروردگار تو آخر تمام جہان کا خالق اور قادر تو انا ہے خدا نکرے کہ کوئی بندہ اوسکی گرفت میں آئے ایک ادنیٰ سی چیونٹی ہی کہ جب وہ کاٹتی ہے تو اتنے بڑے آدمی کو بے قرار کر دیتی ہے دہیاسے غضب جوش میں آ گیا فرشتوں کو حکم ہوا کہ یہ جس چیز کی خواہش کرے اسکے لئے ہتیا کر دو کوئی ارمان اس کے دل میں نہ رہنے پائے یہ تو معمار ہے اس میں تو ہمارے اولیا رہیں گے ہم اسکا نام مینۃ الاولیا رکھتے ہیں اتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ مکان طیار ہوتا ہے۔ اہل تاریخ کہتے ہیں کہ اوس نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ تم کے جس قدر سونا چاندی جواہرات مروارید مشک وغیرہ ہیا ہو سکے لیکر فوراً حاضر ہو اور ایک دلکش مقام جسکی آب و ہوا نہایت معتدل تھی تجویز کر کے وہاں تعمیر کے سب اسباب جمع کئے اور فن تعمیر کے جس قدر عمدہ اوسے اور ہم پہنچ سکے سب کو طلب کر لیا اور عمارت محکم اساس کے پائے یعنی ستون قائم کئے اور بہت طولانی حدود اوسکی رکھیں اللہ تعالیٰ شانہ نے خود اوسکی تعریف فرمائی ہے لَمْ يَخْلُقْ مِثْلَهَا فِي الْبِلَادِ دیواریں اوس کی سونے اور چاندی کی اینٹوں کی تھیں اور چھت اوسکی سونے کے پتروں کی تھی اور صبح سچو اہرات بلور کے ستونوں پر قائم اور اوسکی نہروں میں سنگریزوں کی جگہ موتی بچھوائے تھے اور اوسکے درختوں کو طلاے احمر سے مجوہ بنا کر مشک

عنبیر اوسین بھروادیا تھا ہوا جسوقت اون درختوں پر سے گذرتی جدھر جاتی اودھر معطر کردیتی اوس
 طرف کے رہنے والے اگر مرض ہوتے تو تندرست ہو جاتے تمام زمین پر مشک و عنبیر بچھا دیا تھا
 اور بارہ ہزار کنگورے اوسکے محلوں کے گردا گرد بنائے تھے اور یہ سب زر خالص کے تھے
 اور ان پر پیش بہا جواہرات تعبیر تھے اور اس باغ کی کونٹکوں کو زنان پری پیکر سے آراستہ
 کیا تھا الغرض یہ باغ دلکش پانچ سو برس میں طیار ہوا جب شادا کو اوس کی طیاری کی
 خبر دی گئی تو اپنے مقام سے نہایت شان و شوکت کے ساتھ بہت بڑی فوج لیکر چلا جب باغ
 بہت قریب رہ گیا تو اسنے ایک جگہ قیام کیا اوس مقام پر اسے ایک نہایت خوبصورت ہرن
 نظر آیا وہ بھی جواہرات میں لدہا ہوا تھا شادا اوسکی زیبائی کو دیکھ کر حیران ہوا اور اوسکے پیچھے گھڑا
 ڈال دیا جب یہ لشکر سے الگ ہوا تو ایک شخص نہایت مہیب صورت کا پیدا ہوا شادا اوس کو
 دیکھ کر گھبرایا اوس نے کہا کہ کیا اس عمارت بنانے سے سمجھو امان ہو جائیگی شادا کا پ اوٹھا اور
 اوس سے پوچھا تو کون ہے اوس نے کہا کہ میں ملک الموت ہوں اس نے نہایت الحاح و
 زاری سے کہا کہ مجھے ایک نظر ہی اس باغ جان فراکو دیکھنے دے اوس نے کہا کہ رب الارباب کا
 حکم نہیں اب معلوم ہوا ہے کہ خدا تو نہیں ہے خدا وہ ہے کہ جس کا حکم لیکر میں آیا ہوں اور تیرا
 اتنا بڑا لشکر میرا کچھ نہیں کر سکتا میں تنہا تیرے تمام لشکر کو طرفۃ العین میں بے جان کر سکتا ہوں
 تو نے اسی منہ سے خدائی کا دعویٰ کیا تھا کہ اپنے بنائے ہوئے باغ میں داخل نہیں ہو سکتا
 اور اب موت کے پنجہ میں گرفتار ہے اور خلاص کی کوئی تدبیر تیرے ہاتھ میں نہیں بس آں واحد
 میں ملک الموت نے اوسکی روح قبض کر لی بعض اہل اسرار فرماتے ہیں کہ اوس مکان کو اللہ تعالیٰ
 شانہ نے خاص اپنے اولیاء کے واسطے محفوظ رکھا ہے اور بالکل جنت کی حالت اوس میں نظر
 آتی ہے۔ عام لوگوں کی نگاہوں سے مخفی ہے۔ حضرت والد ماجد مولنا سید شاہ محمد سجاد
 ابو العلانی قدس سرہ ارشاد فرماتے تھے کہ دنیا بھر کا قطب جس کا قطب مدار ہے صبح کی
 نماز اسی باغ بہشت میں جسے اب مدینۃ الاولیاء کہتے ہیں پڑھتا ہے اور ہزاروں اولیاء اللہ ایسے

ہیں کہ جو فرشتوں کی طرح شبانہ روز اسی میں مشغول عبادت ہیں وہ یہاں سے نکلے ہی نہیں کوئی شخص بحر قطب مدار کے اس بلغ کا راستہ نہیں چانتا اور جو ولی داخل ہوتا ہے اس میں وہ قطب مدار کے ہمراہ داخل ہوتا ہے اور روایت میں ہے کہ بعض صحابہ اس باغ میں داخل ہوئے تھے مگر کوئی اونکو لے گیا تھا وہ خود اس کا راستہ نہیں جانتے تھے ۵

حدیث از مطرب و مے گو و راز از دہر کتر جو | کہ کس نکشود و نکشاید یہ حکمت این معمارا

قوم عاد بڑی زور آور اور دراز قد تھی راویوں نے کہا ہے کہ وہ دراز قد چوڑے جسم والے قوتناک تھے سب سے دراز قد اونکا ستون گز کا ہوتا تھا اور سب سے پست قد ساٹھ گز کا سنگتراشی کر کے پہاڑوں میں مکان بنائے تھے آخر ہلاک ہوئے اللہ باقی اور کل فانی۔

حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت اور قوم ثمود

ثمود۔ یہ لوگ ثمود بن جابر بن ارم بن سام کی نسل سے تھے اور انکے مسکن حجرین حجاز اور شام کے وسط میں تھے اور انکا زمانہ قوم عاد کے بعد تھا یہ بھی بہت کثرت سے تھے اور کفر و نافرمانی کے دریا میں غرق ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے اون پر حضرت صالح بن عبید بن اسف بن اشج بن عبید بن جاور بن ثمود کو نبی کر کے بھیجا اور بعض اس اسف کو ابن کماشج ابن اردم بن ثمود بتاتے ہیں حضرت صالح نے قوم ثمود کو اللہ کی توحید کی ہدایت کی اور کہا کہ پرستش کے قابل سوا اے اوس وحدہ لا شریک کے اور کوئی نہیں ہے اوسکے سوا اور کسی کی پرستش نہ کرو اون لوگوں نے کہا کہ ہمکو تو تجھ سے بڑی بڑی امیدیں تھیں تو تو ہم سے ہمارے معبودوں ہی کو جدا کئے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے انہیں بڑی بڑی عمریں دی تھیں یہاں تک کہ اونہیں اکثر آدمی پتھر کے مضبوط مکان بناتے اور وہ مکان ٹوٹ پھوٹ جاتے تھے مگر یہ لوگ زندہ رہتے تھے۔ جب ان لوگوں نے اپنی عمروں کی یہ حالت دیکھی تو اون لوگوں نے پہاڑوں کو کندہ کر کے گھر طیار کئے۔ یہ لوگ بڑے عیش و عشرت میں رہتے تھے اور کمال فارغ البالی سے

اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔

حضرت صالح اور اونکا ناقہ اور اونپر خدا دینو کا ایمان لانا

حضرت صالح علیہ السلام ایک عرصہ دراز تک اون کو ہدایت کرتے رہے مگر سوا سے چند عباد کے اونپر کوئی ایمان نہ لایا۔ جب حضرت صالح نے اون کو بہت کچھ ہدایت کی اور اون کو ڈرایا اور ثبوت دلایا تو اونہوں نے کہا کہ اے صالح تم ہمارے ساتھ عید گاہ کو چلو۔ اور وہ اپنی عید میں اپنے بتوں کو لیکر نکلا کرتے تھے اور اون سے کہا کہ ہمیں اپنی نبوت کی کوئی نشانی دکھاؤ تم اپنے خدا کو پکارو اور ہم اپنے معبودوں کو پکارتے ہیں۔ اگر تمہارے خدا نے تمہاری بات سنی تو ہم تمہاری اطاعت کریں گے اور اگر ہمارے معبودوں نے ہماری بات سن لی تو تم ہماری پیروی کرنا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ بہت اچھا اسپر وہ اپنے اصنام کو لیکر نکلے اور حضرت صالح بھی اونکے ساتھ چلے اور اونہوں نے اپنے اصنام سے کہا کہ حضرت صالح کی دعا مقبول نہ ہو دین اون لوگوں کا ایک سردار تھا۔ اُس نے حضرت صالح سے کہا کہ اس پتھر کی چٹان سے ہمیں ایک اونٹنی نکال دو۔ جو بہت بڑی ہو اور دل میںنے کی حاملہ بھی ہو اگر تم ایسا کرو گے تو ہم تمہیں سچا سمجھیں گے اسپر حضرت صالح نے اون سے مواثیق لے لئے اور پھر اوس چٹان کے پاس آئے اور اسپر نماز پڑھکر حضرت رب العزت سے دعا مانگی۔ کہ یکایک اوس چٹان میں ایسا اضطراب پیدا ہوا جیسا کہ حاملہ کو ہوا کرتا ہے۔ پھر وہ چٹان شق ہو گئی اور اوسکے اندر سے جیسا کہ وہ چاہتے تھے اونکی آنکھوں کے سامنے ایک اونٹنی نکل آئی۔ اور جیسی وہ بڑی ڈیل ڈول کی تھی اوسی طرح کا ایک بچہ بھی پیدا ہوا۔ اس معجزے کو دیکھکر اون کا سردار جس کا نام جندع بن عمرو تھا وہ اور اوسکے ساتھ کے کچھ آدمی ایمان لے آئے۔ سوچو کہ جب اونٹنی کا معجزہ واقع ہوا تو حضرت صالح علیہ السلام نے اون لوگوں سے کہا کہ اس چٹنہ سے ایک روز تو اونٹنی پانی پئے گی اور ایک روز تم اپنے پینے کے لئے پانی بھر لیا کرو اور اگر تم

اسکی کوچین کاٹ دو گے تو اللہ تعالیٰ شانہ تمہیں ہلاک کر ڈالیگا۔ بس یہ بات قرار پا گئی کہ چشمہ کا پانی ایک روز اونٹنی پیتی تھی اور ایک روز قوم نہوے۔ اور جب اس کے پانی پینے کا دن ہوتا تو وہ لوگ اسے چشمہ پر آنے دیتے اور خود جدا ہو جاتے تھے۔ اور اس کا دودھ اتنا دوتے کہ اون کے تمام برتن بھر جایا کرتے اور جب اون کے پینے کا دن ہوتا تو اسے چشمہ پر سے لوٹا دیتے تھے وہ اس روز پانی نہین پیا کرتی تھی۔ اور قوم اس قدر پانی لے جاتی تھی کہ دوسرے روز کے لئے جمع کرتی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت صالح علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ تیری قوم ناقہ کی کوچین کاٹیں گی حضرت صالح علیہ السلام نے یہی بات قوم سے بیان کر دی وہ بولے کہ ہم ہرگز ایسا کام نہ کریں گے اونہوں نے فرمایا کہ تم ضرور کوچین کاٹو گے اور تم میں غنریب ایک بچہ پیدا ہوگا جو اسکی کوچین کاٹے گا۔ اونہوں نے پوچھا کہ اسکی کیا پہچان ہے واللہ اگر ہم کو وہ معلوم ہو جائیگا تو ہم اسے قتل کر ڈالیں گے حضرت صالح نے فرمایا کہ اس لڑکے کا رنگ گلابی۔ آنکھیں نیلی۔ بال بھورے۔ چہرہ سرخ ہوگا۔ اس شہر میں دو شخص رہا کرتے تھے وہ بڑے ذی عزت اور دولت مند تھے ایک کے بیٹا تھا وہ کسی عورت سے نکاح ہی نہین کرتا تھا اور دوسرے کے ایک بیٹی تھی اس کے لئے کھومین کوئی مرد ہی نہین ملتا تھا۔ ان دونوں نے اپنے بیٹے اور بیٹی کا باہم بیاہ کر دیا ان دونوں سے ایک بچہ پیدا ہوا۔ جب حضرت صالح نے اون سے کہا کہ ایک بچہ پیدا ہوگا وہ اسکی کوچین کاٹے گا تو اونہوں نے بستی کی دایوں کو بلایا۔ اور ان کے ساتھ کچھ سپاہی کر لئے کہ بستی میں جا کر گشت کریں جب کسی عورت کو پائین کہ اس کے بچہ پیدا ہوا ہے تو اسے دیکھیں کہ وہ کیسا ہے جب یہ بچہ پیدا ہوا تو عورتیں چلائیں کہ یہی بچہ ہے جسکی نبی اللہ نے خبر دی تھی۔ سپاہیوں نے چاہا کہ اسے پکڑ لیں مگر اس کا نانا اور دادا بیچ میں آ گئے اور کہنے لگے کہ اگر یہی بچہ حضرت صالح کا بتایا ہوا ہوتا تو ہم اسے ضرور قتل کر دیتے مگر یہ نہین ہے اسلئے سپاہیوں نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ بڑا شیر لڑکا تھا۔ ایک دن میں اتنا بڑھا جتنا کوئی ہفتہ میں بڑھتا ہو +

حضرت صالح علیہ السلام کے قتل کے لئے نو آدمیوں کا جانا اور خود اون کا قتل ہونا

پھر اس قوم میں سے نو آدمی آمادہ ہوئے جو بڑے مفسد تھے اور وہ کسی طرح اس امر پر رضا مند نہ تھے کہ حضرت صالح پر قوم اتفاق کرے اور انکی نبوت پر ایمان لائے اور ان لوگوں نے اپنے بچوں کو اس خوف سے قتل کر ڈالا تھا کہ عاقر الناقہ اوہنین کا بچہ نہ ہو اور جب بچوں کو قتل کر چکے تو دوسری شیطنیت نے برا لگینہ کیا اور قسم کھائی سبھوں نے کہ حضرت صالحؑ اور انکے ساتھیوں کو قتل کریں اور باہم یہ مشورہ کیا کہ سب لوگوں کے ساتھ ہم بارادہ سفر شہر سے باہر نکلیں اور اس غار میں جا کر پوشیدہ ہو جائیں جو حضرت صالحؑ کے راستہ پر ہے۔ جب وہ مسجد کو آئیں گے اوہنین قتل کر ڈالینگے پھر دو چار روز کے بعد پلٹ کر گھر کو چلے آئینگے ہمیں کسی کا گمان بھی نہ ہوگا۔ اور حضرت صالح علیہ السلام کا یہ دستور تھا کہ وہ بستی میں نہیں سوتے تھے وہ اپنی مسجد کو چلے جایا کرتے تھے جو مسجد حضرت صالحؑ کے نام سے مشہور ہے اور وہیں سو رہتے تھے غرض کہ جب یہ لوگ اس ارادہ سے غار میں جا کر چھپے تو اتفاقاً اونپر ایک بڑی چٹان گر پڑی اور وہ سب مر گئے پھر جن لوگوں کو اون کا حال معلوم تھا تو وہ غار پر خبر لینے گئے تو دیکھا کہ وہ سب مرے پڑے ہیں۔ پس وہ لوٹ کر آئے اور چلائے لگے کہ صالح نے پہلے تو اون کے بچوں کے مارنے کا حکم دیا تھا اب اونکو بھی قتل کر ڈالا۔ بعض راویوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ان نو آدمیوں نے ناقہ کی کوچین کاٹنے کے بعد جب کہ حضرت صالح علیہ السلام نے عذاب الہی سے ڈرایا تھا تو ان لوگوں نے اونکے قتل کی قسم کھائی تھی۔ اور یہ اس طرح ہوا کہ جب ان لوگوں نے ناقہ کی کوچین کاٹیں تو بولے کہ چلو صالح کو بھی مار ڈالیں اگر وہ سچا ہے تو جلدی سے مار ڈالو تاکہ وہ عذاب نہ بھیجے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اسے بھی ناقہ ہی کے پاس پہونچا دو اس لئے وہ رات کو اونکے مکان کے پاس آئے کہ فرشتوں نے اونکا تیز دن سے کام تمام کر دیا۔ اس لئے اونکے یار دوست حضرت صالح علیہ السلام کے مکان پر آئے تاکہ

ان کو قتل کریں حضرت صالحؑ کے گھر کے لوگ عزیز و اقارب بیچ میں آگئے اونہوں نے کہا کہ اگر صالحؑ سچے ہیں اور پھر عذاب نازل ہو تو کیا خوف دلایا ہے تو اس کے رب کو اور غصہ مت دلاؤ۔ اور اگر وہ جھوٹے ہیں تو ہم اونہیں تمہارے حوالہ کر دینگے بس وہ لوگ اپنے گھروں کو لوٹ گئے علامہ ابن اثیر کہتے ہیں کہ ان دونوں قولوں میں سے اوّل قول یہ بات ثابت کرتا ہے کہ یہ نو آدمی جہنم میں قسم کھائی تھی وہ نہ تھے جن لوگوں نے ناقہ کی کوئچین کاٹی تھیں۔ اور دوسرا قول زیادہ صحیح ہے واللہ اعلم بالصواب *

قدار کا ناقہ کو قتل کرنا اور بچہ کا پھاگ جانا

علامہ اثیر ناقہ کے قتل کی حکایت اور سبب یوں بیان کرتے ہیں کہ قداری بن سالف کے ہاں ایک مجلس ہوئی اوسمیں لوگوں نے شراب پی مگر اونہیں اس قدر پانی نہ ملا کہ شراب میں حسب دستور ملا کر پیئیں کیونکہ اوس روز پانی پینے کی باری ناقہ کی تھی۔ اسپر ایک نے دوسرے کو ترغیب دی کہ آؤ ناقہ کو مار ڈالیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ محمود بن دو عورتیں تھیں ایک کا نام قطام اور دوسری کا نام قبال تھا۔ قداری کو قطام کا عشق تھا۔ اور مصدع قبال پر زہر دیا تھا اور یہ دونوں ان دونوں عورتوں سے ملا کرتے تھے ایک رات وہ قداری اور مصدع سے بولیں کہ ہم تم سے اوس وقت تک بات نہ کریں گے جب تک کہ تم اس اونٹنی کو نہ مار ڈالو گے اون دونوں نے اس کا اقرار کیا اور گھر سے نکل کر اپنے دوست احباب کو جمع کیا اور ناقہ کی طرف چلا وہ اوس وقت اپنے حوض کی طرف تھی۔ اس پر اس شقی نے اونہیں سے ایک شخص کو کہا کہ جا اور اسکی کوئچین کاٹ دے۔ وہ اوسکے پاس گیا مگر ڈر کر لوٹ آیا۔ پھر اوسنے دوسرے کو بھیجا وہ بھی خوف زدہ ہو کر بھاگ آیا۔ پھر وہ جس کسی کو اس کام کے واسطے بھیجتا یا تو وہ جاتا نہین اور اگر ہمت کر کے جاتا تو وہ بھی پلٹ آتا اس لئے قداری خود اوس کے پاس گیا اور اونچا ہو کر اوسکی کوئچین کاٹیں جس سے وہ گر کر ترپنے لگی یہ دن جب وہ قتل کی گئی ہے چار شنبہ کا تھا جسے وہ اپنی زبان میں چہار کہتے تھے۔

اور وہ لوگ یکشنبہ کو ہلاک ہوئے جسے وہ اپنی زبان میں اٹول کہتے تھے۔ جب اونٹنی قتل ہو گئی تو اونٹین سے ایک شخص حضرت صالح علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ اپنے ناقہ کو دیکھو لوگوں نے اسکی کوچین کاٹ دی ہیں یہ خبر سنا کر وہ ٹکے۔ اور لوگ بھی اون سے ملنے کو چلے اور عذر کرنے لگے۔ کہ یا نبی اللہ فلاں شخص نے کوچین کاٹی ہیں ہمارا کوئی قصور نہیں آپ نے کہا کہ اسکے بچے ہی کو لے آؤ۔ اگر تم اسے بھی لے آؤ گے تو شاید اللہ تعالیٰ شانہ تمہیں عذاب سے نجات دے کر وہ نہ ملا۔ جب بچے نے اپنی ماں کو ترپتے دیکھا تو وہ پہاڑی پر چلا گیا اس پہاڑی کا نام قارہ تھا اور ایک چھوٹی سی پہاڑی تھی وہ اوپر چڑھ گیا جب یہ لوگ اس کو ڈھونڈنے لگے تو اللہ تعالیٰ شانہ کے حکم سے وہ اتنی بلند ہوئی کہ پرندوں کا بھی گزر و ان نہ ہو سکتا تھا۔

قوم ثمود کی ہلاکت اور ایک آدمی کا بچنا

حضرت صالح علیہ السلام لبتی میں چلے آئے اور جب بچے نے اونٹین دیکھا تو اونکے پاس آیا اور اپنی ماں کے غم میں ایسا رویا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے پھر اس نے تین آوازیں دیں حضرت صالح نے قوم کہا کہ ہر آواز کے لئے ایک دن کی مدت ہے تم اپنے گھروں میں جا کر تین دن میں اپنے معاملات درست کر لو یہ وعدہ جھوٹا نہیں ہے اور عذاب کی نشانی یہ ہے کہ پہلے روز صبح کو تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے۔ اور دوسرے روز سرخ ہو جائیں گے۔ اور تیسرے روز تمہارے منہ کالے ہو جائیں گے۔ پھر جب صبح ہوئی تو اونکے چہرے زرد ہو گئے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر چھوٹے بڑے نے اپنے منہ پر زعفران ملی ہے۔ پھر دوسرے روز جو صبح کو اونٹھے تو منہ سرخ ہو گیا تھا۔ اور تیسرے روز منہ سیاہ تھا۔ آخر اس قوم نے کفن پہنے اور خوشبو لگائی اور حنوط ایذا اور مرقا کیا اس زمانہ میں مردوں کے لئے اسی کا حنوط ہوتا تھا جیسا کہ اب مسلمانوں میں کافور کا حنوط ہوتا ہے پھر وہ سب زمین پر لیٹ گئے اور زمین و آسمان کی طرف دیکھنے لگے کہ کدھر سے اونپر عذاب آئے گا۔ جب چوتھے دن کی صبح ہوئی تو آسمان سے ایک کڑک کی ہیبت ناک آواز اس زور سے آئی کہ اون

سب کے جگر شق ہو گئے فَأَصْبَحُوا زُفَرًا یَا رَہْمَ جَاہِلِیْنِ اور وہ اپنے گھردن میں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے اور اُس قوم کے جتنے آدمی مشرق و مغرب میں تھے اون سب کو اللہ تعالیٰ شانہ نے ہلاک کر دیا۔ صرف ایک شخص اوس قوم کا جو حرم محترم یعنی کعبہ شریف میں تھا اس عذاب سے بچ گیا رومی نے پوچھا کہ وہ کون شخص تھا جو بچا تو کہا کہ وہ ابو ریحال تھا جسے بعض لوگ ابو ثقیف بھی کہتے ہیں میں اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں کہ یہ جو قصص اس کتاب میں درج ہیں ضرور ان کا وجود ہے اس لئے کہ اکثر قصص تو انہیں کلام اللہ شریف کے ہیں جو کتاب مبہین ہے فرق اتنا ہے کہ اس کتاب میں بطور اجمال ہے مگر مفسرین نے روایات صحیحہ و احادیث قویہ حضرت مخبر صادق سے اوسکی تفصیل کر دی ہے شک و ریب کو اس میں ہرگز دخل نہیں یہ وہ حکایات ہیں کہ اگر ذی شعور آدمی انہیں پڑھے تو وہ بہ آسانی اپنے نفس کا تزکیہ کر سکتا ہے اور اپنے اور غافل بھائیوں کو بڑھکھڑکھڑاتا ہے کہ اوکی طبیعت راہ راست پر آجائے جو بُبُلابُابِ اِن حکایات کا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم ہم لوگوں کے آیتِ رحمت ہیں اونکے احکام کی فرمان برداری کرے اور اونکے احسانات پر نظر کرے کہ انہوں نے ہماری ہدایت کے لئے کتنی مشقت اٹھائی اور ہم سے کچھ اجرت نہ طلب کی اور چار چار روز کے فاقے کئے اور اپنے حال سے اپنی قوم کو مطلع نہ کیا قوم کے سچے ہی خواہ آپ تھے کہ ایک پیسے کا چندہ نہ کیا اور قوم کی قوم کو سنوار دیا۔ اور اب اس پر شور مارتے ہیں ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں کہ پیٹ تو بھرین اپنا اور کہیں کہ ہم قوم کے واسطے چندہ کرتے ہیں۔ اور بعض لوگ اُسی طریقہ نیچر پہ کے ایسے بھی ہیں کہ خود اونکے پاس بیس بیس لاکھ روپے موجود اسلامی ریاست سے چوریان کر کے لائے ہیں مگر روز و شب چندہ چندہ پکار رہے ہیں اتنے دنوں سے علیحدہ کا مدرسہ جاری ہوا ہے اس وقت بھی وہ قائم ہے علتِ غائی اوسکی یہی قرار دی گئی تھی کہ اس سے مسلمانوں کے دن پھر نیلے واقعی دن پھرے کہ مسلمان سے نیچری ہو گئے اور ایک لڑکا بھی کسی غریب بے مایہ کا اوس میں موجود نہیں اور نہیں اُمرا کے لڑکے ہیں جو اپنے گھردن

میں بھی تعلیم پاسکتے تھے یہاں آکر یہ بات بھی پیدا ہو گئی کہ اسلام سے روگردان ہو گئے پھر اس مدرسہ کا جو بانی تھا وہ کہا کرتا تھا کہ میں اس مدرسہ کا مالک نہیں یہ تو سب مسلمانوں کا ہے مسلمانوں کے مشورے سے کام ہوا اگر لگا اوسنے ہزاروں روپیہ صرف اپنے اختیار سے اون لوگوں کو دئے جو شرعاً اور عرفاً کسی طرح اونکو اس سے فائدہ اٹھانے کا حق نہ تھا اپنے خانگی جھگڑوں کی خصوصیت اس مدرسہ کی آڑ میں نکال لین اور پھر وہی شخص یہ کہنے لگا کہ مدرسہ میرا ہے میں اوسمیں جو کارروائی چاہوں کروں چاہے اسے رکھوں اور چاہے اسے لیا میٹ کر دوں اسے میرے بھائی میری غرض اس تقریر سے یہ ہے کہ تم ان گندم نما جو فروشن کی صحبت سے بچو اگر حضرت رسول کریم دریاے رحمت کے در پتیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا قدم مبارک در بیان نہ ہوتا تو ضرور اس قوم پر ویسا ہی عذاب نازل ہوتا جیسا عاد و ثمود کی قوم پر ہوا ہے مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس پاک کتاب میں ایسی ناپاک قوم کا ذکر کرنا ہوں مگر کیا کروں یہ خیال کیا کہ میری کتاب کی کیا ہستی ایک فانی آدمی اور آلودہ صد گناہ کی کتاب ہے کتاب قدیم میں جو پاک پروردگار کی زبان ہے شیطان رحیم کا ذکر ہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اے میرے نور چشموں اس قوم سے بچنا اور آپس میں امر معروف اور نہی عن المنکر کا شغل ضرور رکھنا۔ شیطان کا تازیانہ یہی ہے دیکھو خوب غور سے اس روایت کو پڑھو ہر دن کی صحبت تو بڑی ہوتی ہی ہے اون کی بستی کی ہوا اسے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بچے ہیں۔

روایت جب حضرت سرور عالم فخر اولاد آدم صلی اللہ علیہ وسلم ثمود کی بستی کی طرف ہو کر گزرے تھے تو آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تھا کہ اوس بستی میں کوئی نہ جائے اور نہ وہاں کا پانی پیئے۔ اور آپ نے اصحاب کو وہ سیڑھیاں دکھائی تھیں کہ جن پر سے اونٹنی کا بچہ پہاڑ پر چڑھ گیا تھا۔ اور وہ راستہ بھی دکھایا تھا کہ جدھر سے اونٹنی آکر پانی پیا کرتی تھی الغرض اس عذاب کے بعد حضرت صالح علیہ السلام شام کو چلے گئے اور فلسطین میں رہ گئے

پھر وہاں سے مکہ معظمہ کو چلے آئے اور یہیں اقامت اختیار کر لی اور اخیر وقت تک انٹر لکھنے کی عبادت کرتے رہے۔ اور اودن کی عمر اٹھاون برس کی ہوئی بیس برس اونہون نے اپنی قوم کو نصیحت کی۔ توریت والے حضرت عاد اور حضرت ہود اور قوم ثمود اور حضرت صالح کے حالات سے بے خبر ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات

آپ کا نام نامی اور اسم گرامی ابراہیم بن تارخ بن تاحور بن ساروغ بن ارغون قانع بن عابر بن شالخ بن قینان بن ارفخشذ بن سام بن نوح ہے علیہ السلام۔ علما کا اس باب میں اختلاف ہے کہ وہ کہاں رہتے تھے اور کہاں پیدا ہوئے تھے۔ کوئی تو کہتا ہے وہ سوس علاقہ اہواز میں پیدا ہوئے تھے۔ اور کوئی اون کا مولد بابل میں بتاتا ہے۔ اور کوئی کوئی مین۔ اور کوئی حران میں کہتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اونکے ماں باپ اونہیں یہاں سے لے گئے تھے۔ اور تمام اہل علم یہ کہتے ہیں کہ اونکی ولادت مکرود بن کوش کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ اور تمام مورخ اس بات کے مقرر ہیں کہ مکرود اور ازد باق بادشاہ یعنی ضحاک کا عامل تھا جسکی نسبت بعض کا خیال ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اسی ازد باق کی جانب بھیجے گئے تھے۔ مگر تقدیر علما کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ وہ خود مختار بادشاہ تھا۔ کسی کا مطیع و ماتحت نہ تھا۔ ابن اسحاق کا قول ہے کہ مکرود تمام مغرب و مشرق کا بادشاہ تھا۔ اور بابل میں رہتا تھا۔ اور یہ بھی اوسنے کہا ہے کہ تمام دنیا کے جو بادشاہ ہوئے ہیں صرف تین ہی شخص ہیں۔ مکرود۔ ذوالقرنین۔ سلیمان بن داؤد۔ لیکن بعض نے انہیں ایک چوتھا بادشاہ بخت نصر بھی شامل کر دیا ہے علامہ ابن اشیر کہتے ہیں کہ ہم ثابت کر دین گے اس بات کو کہ یہ ناواقفان فن تاریخ کی غلطی ہے۔

ابراہیم علیہ السلام
کی تاریخ کا بیان
ہو رہا ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت اور غار میں پرورش پانا

مشیت پروردگار تعالیٰ شانہ اس بات پر متوجہ ہوئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبی کر کے بھیجے اور اونہیں اپنی محبت بنائے اور بندوں پر اونہیں رسول کرے۔ اس وقت تک سولے حضرت صالح و ہود کے علیہما السلام نوح علیہ السلام کے زمانہ سے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت کا زمانہ قریب ہوا۔ تو اہل نجوم مٹرو د کے پاس آئے اور اوس سے اوس سال کی تقویم کے حالات بیان کئے اور خبر دی کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ فلان مہینے میں ایک لڑکا ابراہیم نام کا پیدا ہو گا تیرے اسی شہر میں اور وہ تیرا دین نہ اختیار کرے گا۔ اور تیرے بتوں کو توڑ ڈالے گا جب وہ مہینا آیا جس کا اون لوگوں نے ذکر کیا تھا تو مٹرو د نے سب حاملہ عورتوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مان کے سوا قید کر لیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ اس وجہ سے بچ گئیں کہ ان کا حل اس طرح کا تھا کہ اوسکا کچھ اثر اور علامت ظاہر نہ ہوتی تھی انکے سوا جو لڑکے اوس ماہ میں پیدا ہوئے وہ ذبح کر دئے گئے مگر لڑکیاں باقی رکھی گئیں۔ پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ کو درد زہ کے آثار ظاہر ہوئے تو وہ رات کو شہر کے باہر غار کی طرف چلی گئیں۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور یہ آفتاب نبوت تاسن تیز برج غار میں مخفی رہا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ غار کے منہ کو بند کر کے اپنے گھر چلی گئیں۔ اور اپنے کاموں سے فرصت کر کے اونہیں دودھ پلا آتی تھیں۔ جب یہ جاتیں تو اون کو ہاتھ کے انگوٹھے چھوڑتے ہوئے پاتین وہ ایک روز میں اتنا بڑھتے جتنا کوئی بچہ ایک مہینے میں بڑھتا ہے اللہ تعالیٰ شانہ جس بندے سے اپنا کام لیا چاہتا ہے اوسکی حفاظت خود فرماتا ہے **فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ**

آزر کا غار سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نکالنا

آزر نے اپنی زوجہ سے دریافت کیا کہ تیرا حل کیا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ

نے سب حالات وضع حل کے بیان کر دئے جب یہ واقعات اسے معلوم ہو گئے تو اس نے مصلحت وقت کے موافق بہت معفی رکھا یہاں تک کہ بادشاہ اس کے ذکر کو بھول گیا پھر اس نے اپنے دوستوں سے بیان کیا کہ میرا ایک بیٹا ہے جسے میں نے چھپا رکھا ہے۔ کیا تم لوگوں کو کچھ خوف ہے اگر میں اسے لاؤں تو بادشاہ کو کچھ نقصان پہونچا بیگا۔ لوگوں نے کہا کہ اب وہ باتیں لوگ بھول بھی چکے اس لئے وہ گیا اور اسے غار سے نکال لایا۔ حضرت ابراہیم نے غار میں سوائے اپنے مادر و پدر کے کسی کو نہ دیکھا تھا وہ جانتے ہی نہ تھے کہ دنیا کیسی ہوتی ہے وہ اسی غار کو سب کچھ سمجھ رہے تھے۔ جب وہ غار سے نکلے اور جانوروں کو دیکھا اور اتنے بڑے آسمان اور زمین اور مخلوقات پر نظر ڈالی تو ہر ایک چیز کا حال اپنے باپ سے پوچھنے لگے اونکے باپ نے بتانا شروع کیا کہ یہ اونٹ ہے یہ گائے ہے یہ بیل ہے یہ گھوڑا ہے یہ بکری ہے یہ آسمان ہے یہ زمین ہے یہ درخت ہیں اب یہ اپنے دل میں غور کرنے لگے کہ ضرور ان چیزوں کا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کو معرفت حق حاصل ہونا

عالم شعور کا یہ مسئلہ ہے کہ پہلے معرفت پھر عبادت جب تک بندے کو معرفت نہ ہوگی خدمت اور بندگی کس کی کرے گی یہی سبب ہے کہ بچے جب تک شعور مند نہیں ہوتے وہ تکلیف عبادت سے معاف رہتے ہیں یا دیوانہ آدمی کہ اس پر تکلیف عبادت نہیں ہے انبیاء علیہم السلام کو پہلے معرفت دی جاتی تھی جس سے وہ اپنے پروردگار کی عظمت و شان کو پہچان لیتے تھے پھر ان کو عبادت کی تکلیف دی جاتی تھی اور شرع عنایت ہوتی تھی۔ مورخین نے بیان کیا ہے کہ جب عمر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پندرہ برس کی ہوئی تو سو بچے لگے کہ جھکو کیا کرنا چاہیے میرا مالک کون ہے اور کس کی بندگی کروں یہ زمانہ تھا کہ نوح علیہ السلام کے بعد سے کوئی نبی مشہور نہیں بھیجا گیا تھا انواع و اقسام کی بت پرستیاں ہو رہی تھیں کوئی بادشاہ کو پوجتا تھا کوئی

درختوں کو چوڑھا تھا یہ ملک جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اس میں ستارہ پرست تھے اسی رسم کے موافق جو تمام ملک میں پھیلی ہوئی تھی آپ نے نہرہ ستارے کی طرف توجہ کی اس کی روشنی اور چمک بہت اچھی معلوم ہوئی آپ نے اپنے دل میں سمجھا کہ میرا رب یہی ہے۔ بعض ارباب تاریخ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ اوس وقت کا ہے جب آپ غار سے رات کے وقت باہر آئے اور صحرا سے شہر کی طرف آ رہے ہیں شہر کا فاصلہ کچھ دور ہے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ نہرہ جو افق کے پاس نظر آیا تھا بہت نشیب میں آگیا اور نظر سے پنہان ہو گیا آپ نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کیسا رب ابھی نظر آیا اور ابھی غروب ہو گیا میں ایسی معدوم شے کو اپنا رب نہیں بنایا چاہتا کہ ناگاہ پشت کی طرف سے قمر ظاہر ہوا اس کو دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ یہ بہت بڑا اور روشن ہے یہ رب ہونے کی قابلیت رکھتا ہے صبح کے وقت جب وہ بھی غروب ہو گیا تو وہ بھی دل سے اوتر گیا۔ اب صبح کو شاہ خاور نے تخت زرین روز پر اجلاس فرمایا اور ساعت چند انہیں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رب بننے کا شرف حاصل ہوا ایک رات دن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جتنی مترلین خدا شناسی کے لئے پڑتی ہیں ان سیاروں کے ذریعے سے طے کر لین پس غروب آفتاب کے بعد پورے موحداور خدا شناس تھے ان کے طلوع وغروب نے سب مرحلے خدا شناسی کے طے کر ادئے ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝

ابن سعادت بزور بازو نیست	تا نہ بخشد خداے بخشنده
<p>اب یہ بات حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ ان سب کا پیدا کرنے والا رب دوسرا ہی ہے آخر کو اوس کی طرف رجوع کی اور عرض کی کہ یٰۤاِبْرٰہِیْمُ رَبِّیْ رَبِّیْ لَا کُوْنُ مِنْ الْمُشْرِکِیْنَ ترجمہ اگر مجھ کو میرا رب راہ راست نہ دکھانا تو بے شک میں بھی گمراہ لوگوں میں سے ہو جاتا۔ آفتاب کو خیر یاد کہہ کر آپ خدا پرست ہو گئے قال اللہ تعالیٰ شانہ قُلْمًا اَفَلَنْتَ قَالَ یٰۤاِقُوْمِ اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ترجمہ پس جب آفتاب</p>	

غروب ہو گیا تو آپ نے اپنی قوم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے میری قوم میں اس سے بری ہوں جس کو تم اللہ کا شریک ٹھہرا رہے ہو جس شخص کو اللہ تعالیٰ شانہ مرتبہ نبوت عطا کرتا ہے اس کے نفس کا تزکیہ پہنچنے ہی سے کر دیتا ہے اور اس کو ایسی عقل سلیم عنایت فرماتا ہے کہ اس کی پیشانی کسی بت کے سامنے جھکتی ہی نہیں پس آپ نے اپنی قوم کو خبردار کر دیا کہ مبادا یہ مجھے بھی بت پرست نہ سمجھنے لگیں پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کے پاس پہنچے لگے اور اپنی قوم کے دین سے بیزاری ظاہر فرمائی مگر ابھی تک عام وعظ نہیں فرمایا۔

سارے کہ نکوست از بہارش پیدا است

جسے اہل ہند یون کہتے ہیں ہونہار پروا کے چکنے چکنے پات۔ اسی معنی کی تیسری مثل اور بھی ہے پوت کے پاؤں پالنے ہی سے نظر آتے ہیں۔ ماور مشفقہ بیٹے کو دیکھ کر نہال تھیں باپ بھی خوش تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام موقع موقع سے قوم کو وعظ و پند کرتے تھے رفتہ رفتہ یہ بات شہر میں پھیلنے لگی۔ چراغ ہر چند تیرہ دامن ہو مگر کچھ توروشنی ادسکی پھیلے ہی گی دور کے آدمی نہ دیکھیں گے لیکن پاس کے آدمیوں کو تو ضرور ہی نظر پڑے گی۔ ان کے حالات انجنون میں بیان ہونے لگے۔ نہان کے ماند آن راز سے کزو سازند محفلہا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت مشہور ہونا کہ وہ

بتوں سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ نے وہ سب حالات اپنے پیارے بیٹے سے بیان کئے جن کی وجہ سے ان کو اس عمر تک غار میں چھپا رکھا تھا وہ یہ سب واقعات سُن کر دل میں سوچنے لگے کہ مجھ کو کیا کرنا چاہئے اور ان کی عقل سلیم نے یہ بھی اون سے کہہ دیا کہ تم افراد بنی آدم میں سے کسی معمولی درجہ کے شخص نہیں ہو تم سے اللہ تعالیٰ شانہ کوئی بہت بڑا

کام لینے والا ہے ان کی روح مبارک نے بھی اس قول کی تائید کی اور کہا کہ اگر تم کو یاد نہ ہو تو میں بتا دوں تم روز الست اوس صفت میں تھے جو انبیاء اولوالعزم کی صفت تھی۔ نوحؑ تمہارے دائیں ہاتھ پر تھے اور تم اوکے بائیں طرف۔ بس پھر کیا تھا حوصلہ ایسا فراخ ہوا کہ زمین و آسمان کی وسعت اوسکے سامنے کھت دست نظر آتی تھی۔ انکے باپ آزر اور برویت چچا وہ بت تراش تھے وہ بت بنا بنا کر ان کو بیچنے کو دیا کرتے تھے کہ جاکر بیچ آیا کریں یہ باپ کے فرمان بردار تھے لیجا یا کرتے مگر ان کی بت فروشی کی شان ہی جدا تھی۔ فرماتے تھے کہ میں وہ چیز بیچتا ہوں کہ جو کسی کو نہ نفع پہونچا سکتی ہے نہ ضرر کون عقلمند اس کو خریدتا ہی یہ پہلی تعریف بتوں کی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے۔ بتوں کی بے اختیاری اگر ہزاروں جملوں میں نئے نئے الفاظ کے بیان کی جائے تو اس سے زیادہ فصیح و بلیغ جملہ نہ بن سکیگا وعظ کا وعظ اور باپ کی فرمان برداری کی فرمان برداری۔ بس یہ جملہ سنکر کوئی اون بتوں کی خریداری کی طرف متوجہ بھی نہ ہوتا تھا اور خریدنا تو کیسا۔ پھر یہ اون بتوں کو لاس لاکر باپ کے سامنے رکھ دیتے تھے کہ ہم سے تو انہیں کوئی نہنیں خریدتا۔ مگر مزد کو ابھی یہ بات نہنیں معلوم ہوئی تھی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں یہ بات آئی کہ اپنی قوم کو بت پرستی سے روکین۔ انشر تعالے شانہ جو وحدہ لاشریک ہے اوسکی عبادت کی ہدایت کریں تو پہلے اپنے باپ ہی کو آپ نے توحید الہی کی ہدایت فرمائی مگر اوس نے قبول نہ کیا۔ اوس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر میں نے یہ مذہب قبول کر لیا تو بت تراشی جو میری اول درجہ کی صنعت ہے بیکار ہو جائیگی اور اسی سے میرا متول ہے پھر ایک بندہ شکم اور اوسپر دنیا کے خیال کا آدمی کیونکر رضا مند ہو سکتا تھا۔ پھر وہ اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوئے تو قوم نے کہا کہ تو کس کی عبادت کرتا ہے۔ حضرت نے جواب دیا کہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔ قوم نے کہا کیا تمزد ہے۔ آپ نے کہا کہ نہنیں بلکہ وہ پروردگار میرا پیدا کرتے والا ہے اور تمام عالم کا بس یہ بات عام و خاص سب میں مشہور ہو گئی اور آپ نے باواز بلند پکار دیا اِنِّی وَجَّهْتُ

وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ +

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بت شکنی

مخروہ مرد و دو کو یہ خبر پہنچی کہ ابراہیمؑ کا یہ ارادہ ہے کہ اپنے لوگوں پر وہ یہ بات ثابت کر دیں کہ اصنام جنگی وہ پوجا کرتے ہیں کوئی اختیار نہیں رکھتے اور وہ ذی روح نہیں ہیں اور انکو کسی طرح کی حس نہیں ہے اگر انکو کسی بول و براز کی جگہ میں رکھ دو تو ان کو کچھ خبر نہیں ہوتی اور اگر ان کو کسی پاک جگہ رکھ دو تو کچھ خبر نہیں ہوتی ان کی آنکھوں میں بصارت نہیں ان کے کانوں میں سماعت نہیں آدمی نے انہیں بتایا ہے اُس کے اختیار میں ہیں ۵

دو ہی دن میں یہ صنم ہوش رہا ہوتے ہیں	کل کے ترشے ہوئے بت آج خدا ہوتے ہیں
--------------------------------------	------------------------------------

وہ بہت برہم ہوا۔ اور حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام بھی موقع وقت کے منتظر تھے۔ اُس قوم کی ایک عید ہو ا کرتی تھی جس میں وہ سب کے سب شہر کے باہر جا کر جمع ہوا کرتے تھے وہ دن آگیا۔ ان لوگوں نے اپنے اپنے کپڑے درست کرنے شروع کر دئے ان سب سے بھی کہا گیا وہ شب کا وقت تھا حضرت ابراہیمؑ نے ایک نظر ستاروں پر ڈالی اور کہا کہ میں بیمار ہوں یہ قصہ انہیں لفظوں سے قرآن شریف میں موجود ہے۔ صبح کو وہ لوگ عید میں چلے یہ رہ گئے۔ جب وہ لوگ جاتے تھے تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا **كَانَ اللَّهُ لَا كُفْرَانَ لَهُ** اَصْنَاكُمْ قَسْمُ ہے خدا کی میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک کر دوں گا۔ جیسے با قسمیہ ہوتی ہے اور آو اسی طرح تا بھی قسمیہ ہوتی ہے یہی مثال موجود ہے۔ ان کی اس بات کو ضعیف لوگوں نے اور ان لوگوں نے جو جانے میں پیچھے رہ گئے تھے سنا۔ وہ لوگ بتوں کی طرف پلٹے جو ایک بڑے گھر کے آگن میں رکھے ہوئے تھے۔ اور برابر برابر ترتیب سے جھانکے تھے ہر بت کے قریب اُس سے چھوٹا بت رکھا گیا تھا مکان کے دروازے تک ان بتوں کی قطار کا سلسلہ تھا۔ چونکہ عید کا دن تھا جو اچھے اچھے کھانے پکانے تھے وہ بتوں کے بھوک کے لئے بھی لائے تھے اور ان کے سامنے کھانے کے برتن چن دئے تھے۔ اور کہا کہ

ہم اپنے لوٹنے تک انہیں ایسا ہی چھوڑے جاتے ہیں یہ کھانے میں مشغول رہیں گے۔ جب وہ لوگ جاچکے تو آپ نے بتوئے پوچھا کہ یہ کھانا تم کیوں نہیں کھاتے۔ وہ ان جواب دینے کی قوت کمان تھی انکھیں وہ ضرور رکھتے تھے مگر آدمی کے ماتھوں کی بنائی ہوئی نور بینائی تو اللہ بخشا ہے دونوں طرف کا نون کی صورت بنائی تھی مگر کس نے آڑنے اُن میں شنوائی کی قوت کمان وہ تو زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے کے اختیار میں ہے۔ ایک چھوٹا سا دہن خوبصورت دیکھنے کے قابل حسینوں کے وہاں تنگ کی نقل بنایا تھا مگر کیا اُس میں قوت گفتار تھی ہرگز نہیں

مولفہ

اے برہمن کبھی امید جواب ان سے نہ رکھو | بت ہیں پتھر کے یہ رکھتے ہیں دہن پتھر کے

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب نہ پایا تو ایک گھٹاڑی سے اُن سب کو توڑ پھوڑ کر بیکار کر دیا۔ اور جو سب سے بڑا بت تھا گھٹاڑی اُسکے کندھے پر رکھ دی اور آپ اپنے گھر چلے گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اور نمرود سے گفتگو

جب نمرود اور اُس کی قوم عید کر کے واپس آئے تو بتوں کو بالکل شکستہ پایا پس اُن کی تش غضب بھڑک اٹھی اور آپس میں کہنے لگے مَنْ فَعَلَ هَذَا اَيُّهَا الْهَيْتَانِ اِنَّهُ لَكُنْ الظَّالِمِينَ باخود اسکا خیال کرنے لگے کہ یہ کام کس نے کیا ہے آخر انہیں میں سے ایک جماعت نے کہا فَقَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُمْ اِبْرَاهِيْمُ ترجمہ ہمارے معبودوں سے کس نے یہ گستاخی کی وہ بڑا ہی ظالم ہے۔ پس بولے کہ ہم نے ایک جوان کو جب کا نام ابراہیم ہے انکا ذکر کرتے سنا تھا وہی ہمارے معبودوں کو بڑا بھلا کہتا تھا۔ سوائے اُس کے کسی اور سے ہم نے یہ بات نہیں سنی ہو نہ ہو وہی ہے۔ پھر یہ بات نمرود اور تمام اُمراءے شہر کو معلوم ہو گئی اور وہ بولے فَاَتُؤَيِّدُ عَلٰی اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ترجمہ اُسے ہمارے

سامنے لاؤ کہ ہم دیکھ لیں۔ کہ ہم اُس کے ساتھ کیا کر سکتے ہیں۔ پس جب حضرت ابراہیم علیہ السلام غمزدہ کے سامنے لائے گئے اور قوم اُس کے گرد جمع ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا۔ کلام اللہ شریف میں یہ واقعہ یوں بیان ہوا ہے جبکہ کچھ ٹکڑا تو اوپر لکھا جا چکا اور باقی یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم قوم کے سامنے آئے اور غمزدہ نے سوال کیا اور آپ نے جواب دیا
قَالُوا اَانتَ فَعَلْتَ هَذَا۔ یہ جو ہم دیکھ رہے ہیں بتوں کا واقعہ یا لہذا یا ابراہیم اے ابراہیم تم نے کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا **بَلٰی فَعَلْتُ** کہیں وہم ہڈا۔ بلکہ یہ نفس کیا ہے اس بڑے بت نے جس کے کندھے پر کلہاڑی رکھی ہے نہایت غصہ میں اگر کہ میرے سامنے مجھ سے چھوٹے چھوٹے بتوں کی پوجا ہوتی ہے۔ **فَسْئَلُوْا اٰهْلَهُمْ**۔ پس پوچھو انہیں بتوں **اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ**۔ اگر یہ بول سکتے ہیں۔ **فَرَجَعُوْا اِلٰی اَنْفُسِهِمْ**۔ پس وہ لوگ اپنے دلوں میں فکر کرنے لگے اور سوچنے لگے۔ **فَقَالُوْا اَانتُمْ الظّٰلِمُوْنَ**۔ پس سب آپس میں کہنے لگے بے شک تم لوگ ظالم ہو کہ ایسے بتان ناشنوا کی پریش کر رہے ہو۔ **ثُمَّ كَلِمٰتُ عَلٰی اَرْوَاسِهِمْ**۔ پس سراگندہ کئے گئے اپنے سروں کی طرف خجالت و شرمندگی سے۔ **فَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا هٰؤُلَاءِ يَنْطِقُوْنَ**۔ کہا انہوں نے کہ تو جانتا ہے کہ یہ بت باتیں نہیں کرتے تو ہم سے کیوں کہتا ہے کہ ان سے پوچھو۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن کا عجز بتوں کی طرف سے دیکھا تو فرمایا **قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ اُحِثُّ لَكُمْ وَاِلٰمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ** ترجمہ کیا ابراہیم علیہ السلام نے تم پر کیون پوچتے ہو اوس چیز کو جو غیر خدا ہے اور وہ تم کو کچھ فائدہ نہیں پہونچا سکتی اگرچہ لاکھوں برس اُس کو پوچتے رہو اور نہ نقصان پہونچا سکتی ہے اگر اُسکی عبادت ترک کر دو۔ پھٹکا رہے تم پر کیون پوچتے ہو ایسی چیز کو کیا تم اتنی بات کی بھی سمجھ نہیں رکھتے اور تم کو اپنے اعمال بے سود کی برائیاں نہیں نظر آتیں۔ جب قوم غمزدہ نے یہ بات سنی شرمندہ ہو کر غصہ میں آگئی اور کہنے لگی **قَالُوْا اَحِرُّ قُوَّةً وَّاَنْصُرُوْا اللّٰهَ تَكُنْ اِنْ كُنْتُمْ**

قَاعِلِينَ ۝ کہا اُس قوم نے کہ جلاؤ اسے اور مدد کرو اپنے معبودوں کی اگر تم کچھ کر سکتے ہو۔
 اب قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے احراق کی نسبت مشورہ کرنے لگی جلائے کا مشورہ دینے والا
 ایک صحرائی فارسی تھا جس کا نام ہیرن تھا۔ جب یہ اسے قرار پا چکی تو ایک حظیرہ یعنی احاطہ بنانے کی
 تجویز ہوئی اللہ تعالیٰ شانہ فرماتا ہے قَالُوا ابْنُوا بُيُوتًا قَالُوا قُوَّةً فِي الْحَجِيمِ مفسرین نے
 تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ اوس حظیرہ کی دیوار بلندی میں ساٹھ گز تھی اور ایک ماہ تک لکڑیاں اُس میں
 جمع کی گئیں جب وہ پُر ہوا اور سیکڑوں میں روغنِ قیر و روغنِ زرد ڈالا گیا اور اس لکڑیوں کے
 جمع کرنے کا یہ جنون ہو گیا کہ عورت و مرد مت ماننے لگے کہ ہم ابراہیم کے لئے لکڑیاں اس حظیرہ
 میں جمع کرتے ہیں ہماری غلام امید برائے۔ قوم میں عام جوش پھیل ہوا تھا۔ جب اُس آگ کے
 شعلے بلند ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گلے میں طوق آہن اور پاؤں میں پیریاں اور
 ہتھکڑیاں ڈال کر لے چلے مگر آگ کے شعلے اس قدر بلند تھے کہ اوسکے اوپر سے پرند جانور اس پار
 سے اُس پار تک نہ جاسکتا تھا اور زمین پر دور دور تک اوسکے حلقے میں آدمی کا جانا محال تھا
 اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالنے کی کیا فکر کیجائے کہ ناگاہ وہ راندہ بارگاہِ کبریا
 ابلیس علیہ اللعن آپہنچا اور ترکیبیں گڑھی جائے لگیں۔ آخر کسی وقت میں یہ معلم الملوک
 تو تھا ہی نکالی پر نکالی۔ مگر اُس سے ہو کیا سکتا تھا۔ ع دشمن بچہ کند چو مہربان باشد دوست۔
 یہ تجویز نکالی کہ وہ مکان آتش پہاڑ کے نیچے تھا اوس پہاڑ پر اپنی ایجاد کردہ منجینق استادہ کی اُسپر
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بٹھایا کہ ناگاہ بارگاہِ رب جلیل سے خلیل کے امتحان کے واسطے حضرت
 جبریل علیہ السلام پہنچے اور حضرت خلیل علیہ السلام سے پوچھا هَلْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ يَا اَبُو
 اَبُو کو کچھ حاجت ہے یعنی مدد کی ضرورت ہے آپ نے فرمایا کہ مدد کی تو بہت ضرورت ہے
 اَمَّا اَلَيْتَكَ فَلَا لیکن تم سے نہیں جس سے ضرورت ہے میں اُس کی نگاہ کے سامنے ہوں
 وہ خود مجھے دیکھ رہا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا اچھا اُمسی سے خلاصی کی درخواست کر۔
 حضرت خلیل علیہ السلام نے کہا کہ جب وہ مجھے اس حال میں دیکھ رہا ہے تو مجھے زبان ہلانے کی

ضرورت۔ جب توکل حضرت خلیل علیہ السلام کا اس مرتبہ کو پہنچا اور کیفیت القطار ماسوئے اللہ
 دل میں اس استحکام کے ساتھ ممکن ہوئی تو ایک بار دریا سے رحمت کو جوش ہوا اور آگ
 کی طرف خطاب پہنچا جس کو پروردگار تعالیٰ شانہ کتاب مجید اور فرقان حمید میں یون ارشاد
 فرماتا ہے قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَ سَلَامًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ ۝ اے آگ ٹھنڈی
 ہو جا اور سلامت رکھ ابراہیم کو۔ اور ادھر حضرت خلیل علیہ السلام کی زبان پر تھا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا
 اَنْتَ سُبْحٰنَكَ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الْمُلْكُ وَلَا شَرِيْكَ لَكَ ترجمہ یا اللہ کوئی
 دو جہان میں تیرے سوا معبود نہیں تو معبود ہے اور تو مقصود ہے تو پاک ہے اور منزہ ہے
 ہر طرح کی تعریف تیرے ہی واسطے ہے اور بادشاہی دونوں جہان کی تیرے واسطے ہے اور
 کوئی تیرا شریک نہیں روایت ہے کہ جب قوم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں
 ڈالنے کا قصد کیا تو آپ کے بدن سے کپڑے اوتارے اور صرف ازار یعنی جسم زیرین کا لباس
 چھوڑ دیا ایک مردود نے اوس لباس کو بھی اوتارنے کا قصد کیا اوس کے ہاتھ شل ہو گئے۔
 روایت ہے کہ جب حضرت خلیل کو آگ میں ڈالنے کے لئے پہاڑ پر چڑھایا ہے جہاں
 منجیق استادہ تھا تمام ارض و سموات میں بقراری تھی ملائک و حیوانات و اشجار و جمادات
 و نباتات سب اضطراب کی حالت میں تھے سوائے انسان اور جنات کے اور ایک شور برپا
 تھا کہ اسے پروردگار جہان و جہانیاں اپنے خلیل کو کس جرم کی سزا میں جلانے دیتا ہے اور
 حضرت خلیل اللہ گویا بزبان حال یون عرض کر رہے تھے ۵

بجرم عشق تو ام میکشد غوغا یست	تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشا یست
-------------------------------	-------------------------------------

شجر و حجر چکار اوٹھے کہ اسے پروردگار یہ تیرا خالص دوست ہے ہم کو حکم ہو کہ ہم اس کی مدد کریں
 حکم ہوا کہ اچھا اوس سے درخواست کرو اگر وہ تمہاری مدد قبول کرے تو اوس کی مدد کرو۔
 فرشتوں کی طرف سے ملک السحاب یعنی ابر کا فرشتہ آیا اور اوس نے حضرت خلیل اللہ سے
 عرض کی کہ اگر حکم ہو تو ایک ٹکڑا برکا حاضر ہو اور اس مشعل زن آگ کو ایک طرفۃ العین میں بچھاؤ

آپ نے فرمایا کہ لَا حَاجَةَ لِي إِلَيْكَ یعنی مجھے تیری مدد کی ضرورت نہیں ہے میں حاجت مند
 بندہ بے شک ہوں مگر اپنی گرہ کشائی اپنے محبوب کے ہاتھوں سے چاہتا ہوں۔ پھر سوا پر
 جو فرشتہ موکل ہے حاضر ہوا اور اُس نے التماس کیا کہ اگر آپ چاہیں تو میں ہوا کو حکم
 دوں کہ اس آگ کو بجھا کر ابھی خاکستر کر دے اور ایک چنگاری اسکی باقی نہ رہے حضرت
 خلیل اللہ نے ارشاد فرمایا کہ لَا حَاجَةَ لِي إِلَيْكَ حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ غرض کہ جو
 مدد کرنے والے آئے یہی جواب پاتے گئے ابن کعب سے روایت ہے کہ جب کفار نے
 آپ کو منجنیق پر بٹھایا اور اُسے حرکت دی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے
 حضور میں عرض کی لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ لَكَ الْفُحْمُ وَلَكَ الْمُلْكُ لَا شَرِيكَ
 لَكَ۔ روایت ہے کہ سب کے آخر میں حضرت جبریلؑ کی نوبت آئی آپ نے اُن سے بھی
 یہی فرمایا کہ بندہ ضرور حاجت مند ہے کیونکہ بندگی اسی کا نام ہے مگر میں اُس کی مدد کا حاجت مند
 ہوں جو تم سمجھوں کی مدد کرتا ہے اور فرمایا آپ نے عَلِمْتُ بِمَا لِي يَكْفِي مِنْ شَوْءٍ إِلَى
 عِلْمٍ اَوْ سَكَامِيرًا حَالِ جَانَنے کو کافی ہے بہ نسبت میرے سوال کے اَبُو الْمَنْصُور سَمَاعِ کہتے
 ہیں کہ جس وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا تم کو کچھ حاجت ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ
 میں نے اپنے نفس کو اللہ کے ہاتھ بیچا تھا مگر منتظر تسلیم تھا اب کہ وقت اُس کا آیا ہے تو اور کچھ
 حاجت نہیں سوا اس کے کہ جو میں نے بیچا ہے مشتری اُسے اپنے فضل و کرم سے قبول کرے
 اور میری بیع کامل ہو جائے روایت ہندگوں نے کہا ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے
 کہا کہ اچھا مجھ سے نہیں تو اللہ سے اپنی حاجت مانگو اللہ اکبر کیا بلند جواب ہے آپ نے فرمایا
 کہ اگر دوست دوست کا جلنا چاہے تو پھر دوست کو جینا درست نہیں روایت ہے کہ جب
 توکل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حد سے زیادہ ہوا تو حضرت حق جل جلالہ نے آتش
 کی طرف حکم با عظمت و شان روانہ فرمایا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ اِبْرَاهِيمَ
 اسے آگ تو ٹھنڈی ہو جا اور سلاست رکھ ابراہیم کو یعنی جس طرح وہ اپنی طبیعت سے نکلا ہے

تو بھی اپنی طبیعت کے اثر کو چھوڑ دے اپنی صورت قائم رکھ اپنی سیرت بدل دے۔

کعب اجبار سے اخبار الدول میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جس وقت یہ حکم صادر ہوا تمام عالم کی آگ فرط مسرت سے ٹھنڈی ہو گئی معاملہ التزلزل میں ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کافروں نے آگ میں پھینکا تو فرشتوں نے دونوں بازو تھام کر نہایت نرمی و آہستگی سے بٹھا دیا اور اُسی وقت آپ کے روبرو ایک شفاف چشمہ آب شیرین جاری ہو گیا اور گل وریاحین و یاسمن و یاسمین کے تختے پھول گئے وہ آتش شعلہ زن تمام گشت نظر آتی تھی خواجہ عبدالکریم مولف نادرنامہ لکھتے ہیں کہ اب تک وہ چشمہ جاری ہو اور اُسپر ایک وسیع مسجد واقع ہے اور وہ چشمہ وسط مسجد میں ہے اور خارج المسجد ایک بہت بڑا حوض نہایت مستحکم بنا ہوا ہے کہ چشمہ کا پانی اوسمیں جمع ہوتا ہے روایت کعب اجبار سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سات دن اور سات رات اُس آگ میں رہے اور سوا طوق و زنجیر وغیرہ کے اور کوئی چیز آپ کی نہیں چلی ابن لیسار سے معاملہ میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ خدا نے ہمزاد قریشے کو اُن کے پہلو میں ظاہر پیدا کر دیا کہ وہ حالت تنہائی میں فقیق تھا بعد اس کے حضرت جبریل ایک قیص حریر بہشت کا لائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنایا اور ایک تخت جنت سے لاکر بچھایا اور اُسپر آپ کو بٹھایا اور بائین کرنے لگے کہ اے ابراہیم پاک پروردگار ارشاد فرماتا تھا کہ میرے دوست کو آگ ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ جب سات روز گزر گئے تو نمرود نے اپنے وزیروں سے کہا کہ خوب دیکھو تو ابراہیم جلایا نہیں وزیروں نے اُس سے کہا کہ بھلا آگ بھی ایسی ہے کہ آدمی اُس میں ڈالا جائے اور نہ جلے یہ تو سنگ و آہن کو جلا کر خاک سیاہ کر دے نمرود نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ابراہیم صبح و سالم آگ سے باہر آیا ہے آخر کار نمرود مردود خود بعض ارکان دولت کے ساتھ ایک بلند مکان پر چڑھا اور دیکھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک آدمی سے جو اُنکے پہلو میں بیٹھا ہے بائین کرتا ہوا پایا اور وہ کمال خوش و خرم و لبشاش مہین اور آگ چاروں طرف سے شعلہ زن ہے اُس نے

بکار کر کہا کہ اے ابراہیم تیرا خدا بہت بڑا صاحبِ قدرت ہے کہ تجھے ایسی آگ میں جلنے نہ دیا
 اے ابراہیم تو باہر آ سکتا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ کے حکم سے باہر آ سکتا ہوں اور آپ باہر
 تشریف لائے اُس نے پوچھا کہ یہ دوسرا آدمی کون ہے آپ نے فرمایا کہ یہ فرشتہ ہے نمرود نے
 کہا کہ میں تیرے خدا کے کچھ نذر کرونگا چنانچہ چالیس ہزار گائیں قربان کیں آپ نے فرمایا کہ یہ
 نذر قبول نہ ہوگی جب تک تو ایمان نہ لائے گا نمرود نے کہا کہ میں ملک و سپاہ چھوڑ نہیں سکتا۔
 بعض روایت میں ہے کہ نمرود کا میلان ایمان کی طرف ہوا مگر اُس کے وزیر ہامان نے اُسے
 روکا اور کہا کہ ابراہیم آتش پرست ہے اور آگ فرشتہ ہے تو اُس نے بسببِ محبت کے اُسے
 ضرر نہ پہنچایا اُسی وقت ایک چنگاری آگ کی ظاہر ہوئی اور ہامان پر پڑی کہ وہ جل کر خاک ہو گیا
 مگر کجنتِ فساد ڈال گیا کہ بعض بے وقوف یہ سُکر آتش پرست ہو گئے اور نمرود ایمان سے باز رہا
 اور بعض روایت میں ہے کہ نمرود کی بیٹی مسماۃ رعضہ بھی اوس مکان پر باپ کے ساتھ
 گئی تھی جب اُس نے حضرت ابراہیم کو سلامت دیکھا تو باپ سے کہنے لگی کہ اب کیوں ایمان
 نہیں لاتا اُس نے اُسے گھڑک دیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی اور ایمان
 لائی اور پھر اپنے باپ کے پاس آئی اُس نے اُسے قتل کا حکم دیا اُس کو حکم خدا فرشتہ ہوا اُسے اڑا
 اور قات کے پہاڑ پر لاکر بٹھا دیا وہ لڑکی نما زمین جو مشغول ہوئی تو آج تک اُسی حالت میں ہے
 اور زندہ ہے اور اپنے سچے معبود کی عبادت میں مشغول ہے اور تانقہ صورتِ اسی حالت میں رہی
 بعض روایت میں یوں بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسماۃ رعضہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھی
 اور آپ نے اپنے بیٹے مہین سے اُس کا عقد کر دیا کہ اُس سے بیٹے پیدا ہوئے کذا فی البحر الزخار
 و اخبار الدول اور بعض مورخین نے یہ لکھا ہے کہ نمرود نے بعد ازاں قربانی نذر جب حضرت
 ابراہیم علیہ السلام کو رکھا ہے تو عمر آپ کی سولہ برس کی تھی منہال ابنِ عمر سے روایت
 ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آگ سے نکلے تو فرماتے تھے کہ ان دنوں نعمتِ وصل الہی
 ایسی حاصل ہوئی کہ دل یہ چاہتا ہے ہمیشہ قائم رہتی کذا فی اخبار الدول و معالم التنزیل

مین ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ سے نجات پائی تو کسی شخص آپ پر ایمان لائے
 اوّل تو حضرت لوط علیہ السلام اور بعضوں کے نزدیک حضرت سارہ علیہا السلام ایمان لائیں
 اور ایمان لانے کے وقت فرمایا کہ اے ابراہیم مین ایمان لائی اُس اللہ پر جس نے آگ کو سرد کر دیا
 ابن اسحق کے نزدیک لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے اور اُن کے باپ
 کا نام ہاران تھا اور ہاران بیٹا تھا تاریخ کا اور ایک بھائی حضرت ابراہیم کا ناوہ بھی تھا۔

اور اخبار الدول مین ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے برادرِ عزم زاد تھے
 اور بعض ارباب تفسیر نے اسی کو صحیح لکھا ہے۔ اور اسی طرح اہل سیر کو حضرت سارہ کے باپ
 کے نسبت بھی اختلاف ہے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
 بھتیجی تھیں اور شریعت ابراہیمی مین یہ نکاح جائز تھا۔ اور ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ حضرت
 سارہ ہاران الکبریٰ کی بیٹی تھیں اور ہاران مذکور حضرت ابراہیم کا چچا تھا اور حضرت ابراہیم
 علیہ السلام کے دوسرے بھائی کا نام بھی ہاران تھا کذا فی المعالم و اخبار الدول۔ اور یہ بھی
 کہتے ہیں کہ بادشاہ حران کی بیٹی تھیں اور نکاح بعد ہجرت ہوا ہے اور اس واقعہ کو
 اہل تاریخ نے یوں لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی تو شہر
 حران مین پہنچے وہاں دیکھا کہ اکثر لوگ آراستہ و پیراستہ ہو کر دروازہ سلطانی پر جاتے ہیں آپ نے
 پوچھا کہ تم لوگ کمان جاتے ہو اونہوں نے کہا کہ یہاں کے بادشاہ کی دختر نیک اختر بہت حسینہ و
 جمیلہ ہے وہ کہتی ہے کہ مین اپنی شادی اُس سے کر دینی جو مجھے پسند ہوگا اسی تمنّا مین دور دور
 کے شہزادے یہاں آتے ہیں اور وہ سب کا ملاحظہ کرتی ہے ابھی تک تو اُسے کوئی پسند
 ہوا نہیں یہ لوگ دہرین جا رہے ہیں آپ بھی یہ تماشا دیکھنے کو دروازہ سلطانی کی طرف چلے اور
 وہاں پہنچ کر سب سے الگ ایک مقام پر جا کر کھڑے ہو گئے کہ ناگاہ شہزادی اپنی سہیلیوں کے ہمراہ
 ترنجہ زرین ہاتھ مین لئے ہوئے برآمد ہوئی اور ایک عمدہ نقاب اُس کے چہرے پر پڑا ہوا تھا
 ایک ایک شخص کو دیکھتی ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچی آپ کی پیشانی کے نور کو

دیکھ کر از خود رفتہ ہو گئی اور گویا بزبان حال یوں کہتی تھی ۵

روئے خوبان راز حسن خود تماشا کردہ	عالی را بر جمال خویش شیدا کردہ
-----------------------------------	--------------------------------

بے اختیار ہو کر ترج زین آپ پر ڈال کر قلعہ کی راہ لی ملازمان شاہی آپ کو قلعہ میں لے گئے بادشاہ نے بھی آپ کو دیکھ کر پسند فرمایا اور کہا اسے سارہ تو نے نہایت مبارک جمال شوہر اپنے لئے تجویز کیا ہے اگرچہ غریب ہے لیکن سلاطین روئے زمین سے افضل ہے اسی وقت اُسے شاہی حاضر ہوئے اور حضرت کا نکاح ہو گیا کذا فی تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء۔ لیکن اہل تحقیق نے علامہ نبوی کے قول کو ترجیح دی ہے جو اس سے اوپر بیان ہو چکا ہے اور جیسا اس میں اختلاف ہے ویسا ہی نکاح کے وقت میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جس دن حضرت سارہ ایمان لائیں اسی دن نکاح ہوا اور ایک جماعت کا قول ہے کہ بعد ہجرت کے نکاح ہوا ہے اور یہ قول از روئے احادیث صحیحہ قابل اعتماد ہے۔

تفصیلی حالات حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ

اور حضرت ہاجر اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے

ارباب سیر نے لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آتش نمرود سے نجات پائی تو اب نمرودیوں نے اور زیادہ تکلیف دہی کا ارادہ کر لیا اس بات پر حضرت لوط علیہ السلام مطلع ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگاہ کیا ناچار آپ نے حضرت لوط کو ہمراہ لیکر ہجرت فرمائی اور شہر حران کی طرف تشریف لینگے اور ہاران اکبر اپنے چچا کے گھر اقامت فرمائی ہاران اکبر نے اپنی دختر بی بی حضرت سارہ سے آپ کا نکاح کر دیا۔ اور استمال قلب اور دلجوئی و خاطر داری میں سرگرم ہوا اور غرض اُس کی یہ تھی کہ شاید بطع مال و متاع اپنا عقیدہ اللہ کی طرف سے اٹھا دین اور بتوں کی نکو ہش نہ فرمائیں مگر یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہما کو روز بروز دین حق میں ترقی ہوتی گئی۔ اور

حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمیشہ وعظمین بتوں کی مذمت اور بت پرستی کی برائیاں بیان فرماتے رہے آخر کار ماران نے مضطرب ہو کر ان پر غصہ کیا اور کہا کہ تم دونوں میرے گھر سے چلے جاؤ اور جو کچھ اسباب ان کو دیا تھا وہ سب واپس لے لیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بی بی سارہ کو ہمراہ لیکر چلے حضرت سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ میں کبھی کسی امر میں تمہاری مرضی کے خلاف نہ کرونگی بشرطیکہ تم بھی میرے کئے میں رہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قبول کیا اور حران سے روانہ ہوئے اُس وقت سوا سے حضرت لوطؑ کے اور کوئی ہمراہ نہ تھا الغرض پہلے آپ مصر میں آئے یہاں ایک فرعون و ش نہایت جاہل بادشاہ تھا اُس فاسق کا یہ دستور تھا کہ جو صاحب جمال عورت اُس کے شہر میں داخل ہوتی اور اُس کا شوہر اُس کے ہمراہ ہوتا تو شوہر کو قتل کر کے اُس کو چھین لیتا اور اگر اُس کا باپ یا بھائی وغیرہم میں سے کوئی ہوتا تو اُسکو شہر بدر کر دیتا اور عورت کو محل میں داخل کر دیتا اُس فاسق بادشاہ کی جو یہ خبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کانوں تک پہنچی تو سخت پریشان خاطر ہوئی اور سبب پریشانی یہ تھا کہ حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا اُس وقت ایسی خوبصورت تھیں کہ عالم میں اُن کا نظیر نہ تھا۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے حسن سے نصف حسن تو حضرت یوسف علیہ السلام کو اور ششم حصہ اُس حسن کا حضرت بی بی سارہ کو ملا اور باقی میں سب آدمی ہیں۔ القصد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر بادشاہ تم کو بلا لے اور پوچھے تو کہنا کہ یہ میرا بھائی ہے اور از روے دین کے بے شک بھائی ہوں اور تم خاطر جمع رکھنا اللہ تعالیٰ شانہ ہر طرح محفوظ رکھے گا الغرض خبر تشریف آوری حضرت سارہ رضی اللہ عنہا بدین حسن و جمال لوگوں نے بادشاہ کو پہنچائی اُس نے فوراً سپاہی بھیجے کہ وہ حضرت سارہؑ کو لینگے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ تم کو کون ہو آپ نے فرمایا کہ میں دینی بھائی ہوں سپاہی آپ کو چھوڑ گئے اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لینگے وہ دیکھتے ہی فریفتہ ہو گیا اور قصد بے ادبی کا کیا حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے

اُس سے کہا کہ مجھے اس قدر مہلت دے کہ میں غبارِ راہ دفع کروں اور رسمِ عبادت بجالاؤں
اُس نے اپنے روبرو طشت و آفتاب طلب کیا حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وضو کیا
اور مشغول نماز ہوئیں **فائدہ** اس روایت سے بھی ثابت ہے کہ مصیبت کے وقت جب
دعا کی جائے تو آغاز نماز ہی سے ہو اللہ تعالیٰ شانہ ضرور اُس بندے کی مشکل کو آسان فرما لے گا
اور جس طریقہ میں نماز کی طرف دلی توجہ نہ ہو وہ طریقہ اہل سلوک کے فیضان سے بالکل خالی ہے
اولیاء اللہ اور اہلبیت علیہم السلام اُس طریقہ کے پیشوا نہیں ہیں اور اگر کسی ایسے بے نماز شخص نے
اُن کے اسما داخل شجرہ کر دئے ہیں تو وہ ماننے کے قابل نہیں ہیں کیونکہ ظفر اے سلطان
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کی طرف سے اہل اللہ کو بطور تمیز و سند عنایت
ہوا ہے وہ نماز ہے اور اس شخص کے پاس نہیں ہے پس یہ شخص شاہی آدمی نہیں ہے۔
اور بعد نماز کے اپنی عصمت کی حفاظت کے لئے دعا کی جب دعا کی مدت دراز ہوئی تو بادشاہ نے
اپنے دربار کو ضلوت کر دیا اور میراد فاسد آپ کی طرف ماتھے بٹھایا بحکم خدا جو دعا اور تضرع کرنے
والوں کے بہت نزدیک ہے دونوں ماتھے بادشاہ کے خشک ہو گئے اور بیہوش ہو کر گر پڑا حضرت
سارہ رضی اللہ عنہا خوف زدہ ہوئیں کہ مبادا شاہی محافظ مجھ پر اسکے قتل کا جرم قائم کریں
اُس کی صحت کی دعا کی اور وہ اچھا ہو گیا اُس نے تین بار ایسا ارادہ کیا اور ہر بار یہی واقعہ
پیش آیا۔ آخر وہ حضرت سارہؓ کی یہ کرامت اور شرافت نفس دیکھ کر معتقد ہوا اور اپنے افعال
ناشائستہ سے توبہ کی اور یہ سب واقعات اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
بیجا اب شاہدہ کر ادئے کہ حضرت کا قلب شریف مطمئن رہے اُس بادشاہ نے حضرت سارہ
رضی اللہ عنہا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو باعزت و حرمت رخصت کیا اور اپنی دختر
نیک اختر کو جنکا نام بی بی ماجر تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا کہ یہ بھی
آپ کی شرف زوجیت سے مشرف ہوں۔ آپ نے قبول فرمایا اس بادشاہ کا نام رقیون تھا
اور یہی شخص پہلا بادشاہ ہے جو **فرعون** کے لقب سے مشہور ہوا ہے اور یہ شخص حکیم اور

دانشمند تھا بابل کا رہنے والا تھا افلاس کی حالت میں مصر میں آیا اور اراکین سلطنت میں
 منسلک ہوا اور بعد چند سے اپنی قابلیت ذاتی کے سبب سے بادشاہ مصر ہو کر فرعون کا لقب
 اختیار کیا۔ یہود کی معتبر تاریخ میں حضرت ہاجر کا فرعون کی دختر ہونا تحریر ہے اور ایلی
 سلومہ اسحاق نے پیدائش کے سوطھوین باب ورس اول میں لکھا ہے کہ ہاجر فرعون کی
 دختر تھیں۔ فرعون کے معنی میں صاحب عزت و جاہ کے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام
 مع حضرت سارہ و ہاجر و لوط علیہم السلام دہان سپر و اذہبہ اور فلسطین میں جو ملک شام کا دل
 ہے یعنی وسطین دہان اقامت اختیار کی اُس زمانہ میں دہان کا بادشاہ ابلی مالچ تھا وہ بادشاہ
 اور اُس کی رعایا آپ کی تشریف آوری سے بہت خوش ہوئے اور آپ کے قیام کو بہت
 غنیمت سمجھا اور بہت سی زمین آپ کو معاف کر دی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس سے
 بہت وسعت اور فراغت حاصل کی آپ نے بہت غلام خریدے اور کاشتکار آباد کئے اور
 کثرت سے مولیٰ جمع کئے اور ایک لشکر خانہ برسم ضیافت قائم کیا اور یہ تاکید غلاموں کو
 تھی کہ کوئی مسافر بغیر کھانا کھائے جانے نہ پائے۔ سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد جو اُس
 طرف آباد تھی آپ کی تشریف آوری سے بہت خوش ہوئی اور سب نے اپنے اپنے گاؤں
 آباد کئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن کو شریعت کی تعلیم فرماتے گئے۔ بعد اسکے حکم ہوا کہ
 بابل میں جاؤ اور نمرود اور اسکے لشکر کو اسلام کی دعوت کرو۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 بابل میں تشریف لائے اور نمرود سے ملاقات کی اور پہلا کلام جو آپ نے نمرود سے کیا وہ یہ
 تھا کہ اے نمرود کہہ۔ اللہ ایک ہے اور ابراہیم اُس کا رسول ہے نمرود مردود نے کہا کہ مجھ کو
 تمہارے خدا کی حاجت نہیں ہے بلکہ میں ارادہ رکھتا ہوں کہ تیرے خدا سے ملک آسمان بھی
 لیوں آپ نے اوس سے فرمایا کہ تو دیوانہ ہوا ہے تیرا مقدور آسمان پر جانے کا نہیں ہے تو
 کیونکر جاسکتا ہے اُس نے کہا کہ تم دیکھو میں اُس کی بھی تدبیر نکالتا ہوں حضرت سیدنا
 علی کرم اللہ وجہہ سے معاملہ التفریل میں روایت ہے کہ نمرود نے اپنے ندیموں سے مشورہ کیا

کہ میں چاہتا ہوں کہ آسمان پر جاؤں اور ابراہیم کے خدا کو دیکھوں اُسکے اراکین سلطنت نے
 کہا کہ آسمان بہت دور ہے اور اُس پر جانا ناممکن ہے مگر وہ نے کچھ بھی نہ سنا اور حکم دیا کہ
 ایک کوشک جسکی بلندی پانچ ہزار گز ہو اور عرض دو فرسخ ہو تعمیر کیا جائے چنانچہ اسی طرح کا کوشک
 تین برس میں تعمیر ہوا اور مژدہ اُس پر چڑھا دیاں سے جو آسمان کو دیکھا تو ویسا ہی معلوم ہوا
 جیسے زمین سے معلوم ہوتا تھا چار اُتر آیا دوسرے دن ایک ایسی ہوا آئی کہ وہ مکان بچ و بن سے
 اُٹھ کر گر گیا امام ثعلبی نے روایت کی ہے کہ ہوائے سرا اُس مکان کا اُٹھا کے دریا میں ڈال دیا
 اور بنا اُس کی زمین پر گرادی اور ایک ایسی حبیب آواز ہوئی کہ زبان آدمیوں کی تبدیل ہو گئی
 اور یہی وجہ ہے کہ شہر کو نہ کا نام بابل ہو گیا ہے محمد ابن جریر طبری شافعی نے بیان کیا ہے
 کہ زبانیں سب لوگوں کی مژدہ کے زمانہ میں سُربانی تھیں جب سے کوشک گرا ہے اُسی زمانہ سے
 زبانوں میں اختلاف پڑ گیا اور ہر قوم کی زبان میں اختلاف کلی واقع ہو گیا ایک آدمی دوسرے
 آدمی کی بات نہ سمجھ سکتا تھا۔ جب یہ واقعہ پیش آیا تو مژدہ دو دو کو بڑا غصہ ہوا اور اُس نے کہا
 کہ میں اب ابراہیم کے خدا کو ضرور دیکھوں گا اُس نے چار کرگس پرورش کئے اور اُن کو خوب
 کھلا کر توانا کیا فائدہ یہ ایک بڑا عظیم الجثہ اور سریع الطیران جانور ہوتا ہے مشرق سے مغرب
 تک ایک دن میں طے کرتا ہے اُس طرف بڑے بڑے پہاڑوں میں رہتا ہے الغرض جب وہ
 طیار ہو کر خوب زور و نپر آئے تو اُس نے ایک صندوق چار گوشون کا بنوایا اور اُس میں دو
 دروازے اوپر رکھے اور ایک دروازہ نیچے رکھا اور اُس میں چار نیزے اس طرح باندھے کہ جب
 چاہیں اوپر کو کھینچ لیں اور جب چاہیں نیچے کو اور اُن نیزوں میں چار مُردہ جانور لٹکا دئے اور کرگسوں
 کو بھوکھا رکھا اور اُس صندوق کو اُن کرگسون کی پشت پر قائم کیا اور اُس میں اپنے ایک صاحب
 کو لیکر بیٹھا اور یہ تعلیم کرگسون کو پہلے سے ہو چکی تھی کہ وہ اس صندوق کو لیکر اُسے ایک اُت
 دن کے بعد مژدہ لے اوپر کا دروازہ کھول کر دیکھا تو آسمان ویسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسا زمین سے
 نظر پڑتا تھا اُس نے اپنے رفیق سے کہا کہ نیچے کا دروازہ کھول کر تو دیکھ اُس نے جو دیکھا تو

سوا سے پانی کے اور کچھ نظر آیا بعد ایک شبانہ روز کے پھر اوپر کا دروازہ کھولا اور دیکھا تو بھی آسمان کا وہی حال تھا پھر نیچے کا دروازہ کھول کر دیکھا تو اُس کے رفیق نے کہا کہ اب بالکل دھوان نظر آتا ہے اُس وقت اُسے خوف ہوا تو اُسھی نے وہ مُردہ جانوروں کی لاشیں جو نیزے پر اوپر کی طرف کو تھین نیچے کر دین اب کر گسوں نے نیچے کا رخ کیا اور زمین پر اتر آئے اور یہ صندوق کا اہتمام سردی کے لئے تھا کہ ہوا سے سرد سے بچیں اور جب وہ کر گس زمین پر آئے ہیں تو اُن کے پروں کی ایسی خوفناک آواز ہوئی جیسے کوئی بڑا قصر گرتا ہے پھر نمرود نے کہا اے ابراہیم میں اپنا لشکر جمع کرتا ہوں تو بھی اپنے خدا سے اُس کا لشکر جمع کروا کہ مجھ سے لڑے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اپنا لشکر جمع کر لے میرے خدا کا لشکر تو طرفۃ العین میں موجود ہو جائیگا۔ نمرود نے اپنی تمام قلمرو میں فراہمی لشکر کا حکم جاری کر دیا کو سوں تک لشکر ہی لشکر نظر آتا تھا سات برس تک لشکر وہاں پڑا رہا ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے نمرود تو خالق ارض و سما سے شرم نہیں کرتا تجھ کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ پر ایمان لاتا کہ جس طرح اُس نے تجھے دنیا میں مرتبہ بخشا ہے عقیلی میں بھی غایت کرے یا اللہ توبہ یا اللہ توبہ یا اللہ توبہ اُس طاعنی نے کہا کہ مجھ کو تمہارے اللہ کی کچھ ضرورت نہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے خداوند بالا و پست اس مردود طاعنی نے تجھ پر خروج کیا ہے اس کو ہلاک کر حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر پیغام دیا کہ خداوند کبریائے آپ کی دعا قبول فرمائی قریب تر اس باغی پر عذاب آتا ہے چنانچہ بعد چندے ہوا کے فرشتے کو حکم ہنپا کہ پہاڑوں کے سوراخ کھول دے۔ ہوا کے موکل فرشتے نے عرض کی کہ اے خداوند کبریا اگر سب سوراخ کھول دوں گا تو اُس کے پتے زمین و آسمان میں بھی نہ سما سکیں گے۔ ارشاد ہوا کہ ہر سوراخ کے حساب سے ایک ایک پشہ چھوڑ دے اُس نے ویسا ہی کیا تو دفعتاً پشوں کی فوج ہو امین ابر کی مانند پھیلی ہوئی اڑتی نظر آئی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا تو نمرود سے فرمایا کہ اے خدا کے باغی نمرود دیکھ میرے خدا کا لشکر آپہنچا نمرود نے دیکھا کہ ایک ابرسیاہ ہے کہ

اس طرف چلا آتا ہے لشکر کو حکم دیا کہ علم کھڑے کرو اور نقارے بجاؤ کہ یہ پشے بھاگ جائیں ناگاہ
پشتون کے اڑنے کی ایک ایسی آواز آئی کہ تمام عالم پریشان ہو گیا اور ہر سوار کے سر پر
ایک ایک پشہ آ بیٹھا کہ وہ بیٹھتے ہی سارے بدن میں گھستا ہوا چلا گیا اور جو کچھ گوشت پوست
و خون ورگ و پے بدن میں پایا سب کھا لیا اُس بے انتہا لشکر میں سے کوئی باقی نہ رہا گھوڑے
نہ آدمی نمرود و دودھ و دوح اپنے عیال کے بچ رہا جب اس کا بھی وقت آیا تو ایک لنگڑا پشہ
بحکم حضور خداوندی اس پر مسلط ہوا اللہ تعالیٰ شانہ نے دکھا دیا کہ دیکھ او کا فرق اپنے آپ کو
بہت بڑا بادشاہ اور تمام دنیا کا مالک سمجھتا ہے تیرے مارنے کو یہ معذور پشہ کافی ہے وہ سب
دیکھتے سے گھبرا گیا اور دربار سے اٹھ کر گھر میں آیا وہ بھی اُس کے پیچھے پیچھے تھا گھر والوں سے
کہنے لگا کہ دیکھو اسی طرح کے جانور تھے جو میرے لشکر کو برباد کر گئے یہاں تک کہ وہ پشہ اُس کے
پاس آ پہنچا اس نے جو اُس کے پکڑنے کو ہاتھ بھیسلا یا وہ اُس مردود کی ناک میں گھس گیا
اور بلندی دماغ میں پہنچ کر دماغ کھانا شروع کر دیا چالینس دن تک کھاتا رہا اُس تحلیف سے
اُس کی یہ حالت تھی کہ ایک آلہ چڑے کا جوتے کی طرح دبیر بنوایا تھا وہ سر پر بڑا کرتا تھا تو کچھ
تحفیف ہوتی تھی اب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ جاؤ اور پھر
نمرود کو اسلام کی دعوت دو چنانچہ آپ نمرود کے پاس تشریف لے گئے اور اُس سے کہا کہ
اے نمرود تو نے اتنے آثار قدرت اُس بادشاہ علی الاطلاق کے اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے
اب بھی اسلام لائیگا یا نہیں اُس کی اُلوہیت اور میری نبوت کا اقرار کر اور صدق دل سے کلمہ پڑھ
لا الہ الا اللہ ابراہیم رسول اللہ اللہ ہے اُس کافر کے کفر کی شدت اُس نے کہا کہ
کون گواہی دیتا ہے کہ اللہ تیرا برحق ہے اور تو اُس کا رسول برحق ہے۔ حضرت ابراہیم نے
فرمایا کہ اے ملعون جو کچھ تیرے گھر میں ہے وہ سب گواہی دیں گے کہ خدا ایک ہے اور میں اُس کا
رسول ہوں چنانچہ سب اشیاء از قسم رخت و شجر سواے آدمیوں کے سب بول اُٹھیں کہ
إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ۔ نمرود نے حکم دیا کہ سب کو جلادو اور درختوں کو جڑ سے کھود کر

گرا دو اور پھر بولا کہ اے ابراہیم اب کون گواہی دیتا ہے آپ نے فرمایا کہ اب تیرے گھر کے ستون اور دیواریں اُن سے بھی یہی آواز آنے لگی ان اللہ ہوا لحن المبین اُس نے حکم دیا کہ ان دیواروں اور ستونوں کو بھی کھود کر گرا دو وہ بھی گرا دئے گئے۔ پھر وہ مردود حضرت ابراہیم سے بولا کہ اب کون گواہی دیتا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرے بدن کے کپڑے پس اُن میں سے بھی وہی آواز آنے لگی اُس نے کپڑے بھی اُتار کر جلوا دئے۔ پھر کہا کہ اب کون گواہی دیتا ہے اُس وقت حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمانے لگے کہ اے خلیل اللہ سب کا فرمودت کے وقت کہ وہ یاس کی حالت ہوتی ہے ایمان لاتے ہیں اگرچہ مقبول نہیں ہوتا لیکن مردود بڑا کا فر ہے اور دل اسکا نہایت سخت ہے اور قیامت میں اس سے بھی زیادہ ہوگا **قائدہ** حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب عبید اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے ابو جہل ملعون کا سر کاٹنے کا قصد کیا تو اُس مردود نے کہا اے عبد اللہ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن رکھتا تھا اب اوپر بھی زیادہ سلسلہ دشمنی مستحکم ہو گیا۔ روایت کی گئی ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ شانہ مردون کو قبروں سے اُٹھائے گا تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کہتے ہوئے اُٹھیں گے جب **أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ** کہیں گے تو مردود کہیں گے کہ ابراہیم رسول خدا نہ تھے اور ابو جہل ملعون کہیں گے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم رسول خدا کے نہیں ہیں۔ الغرض حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے خلیل اللہ اس مردود کے چند نفس اور باقی ہیں چنانچہ بعد چند ساعت کے مردود مردود محمد فی النار ہو گیا پس جو اُس کے خدم و حشم تھے سب نے حاضر ہو کر عرض کی کہ اے خلیل اللہ اب آپ ہمارے بادشاہ ہیں اور یہ ملک و مال سب آپ کا ہے اور ہم فرمان بردار ہیں آپ نے فرمایا کہ مجھے ملک و مال کی ضرورت نہیں یہ سب اللہ کا ہے اور ہم سب اُس کے بندے ہیں اور یہ عجم بادشاہوں کی تخت گاہ ہے اور شام محل انبیا ہے اب میں شام کو جاتا ہوں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ شانہ ہے **وَأَذِّنْ لَهُمْ كَيْدًا يَجْعَلْنَا لَهُمُ الْآخِسِينَ وَنَجِّنَاكَ وَنُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ**

ترجمہ یعنی چاہئے لگے کا فریب کرنا پس انہیں کو پہننے ڈال دیا نقصان میں اور خلاصی دی پہننے
 اوسکو اور لوط کو اُس زمین کی طرف جس میں برکت رکھی ہے پہننے جہان کے واسطے یعنی سرزمین
 شام۔ **فائدہ** ہمارے اثنا عشری حضرات قرآن کی تلاوت تو فرماتے نہیں جو چاہتے ہیں وہ
 عام طریقہ سے اہل شام کو بُرا بھلا کہتے ہیں حالانکہ وہ مشہد انبیا علیہم السلام ہے اتنے جو اُس
 سرزمین میں آسودہ ہیں اُن کی ارواح طیبات کی برکتیں نیست و نابود ہو گئیں ایک یزید کی قبر
 وہاں ہونے سے تمام ملک کا ملک نجس ہو گیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ جو بات اپنے
 نفس کو پسند آئے وہ اچھی اگر چہ بُری ہی کیوں نہ ہو اور جو بات مخالف اپنے دیکھے ہو بُری اگرچہ
 اچھی ہی کیوں نہ ہو کر بلائے معلیٰ میں جو کسی مقام پر دفن ہو جائے وہ قطعی جنتی ہم بھی اسکی
 شہادت دیتے ہیں مگر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہوا دفن ہو وہ غریب جنتی نہیں
 شاید مدینہ اور صاحب مدینہ کا رتبہ کر بلا معلیٰ سے بہت ہی کم ہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کَرِّیْ مِنْ کُلِّ
 ذَنْبٍ وَاُتُوْبُ اِلَیْہِ کوئی عقل والا آدمی جس کے دل میں ایک دانہ خردل کی برابر بھی ایمان
 ہو گا وہ کبھی اس عقیدہ کو دل میں جگہ دیگا۔ رسول اللہ جو حضرت سید الشہداء امام جن و بشر
 حسین علیہ السلام کے نانا وہ تو ایسے کم قدر اور حضرت حسین علیہ السلام اپنے نانا سے بدرجہا
 بڑھے ہوئے۔ ایک شیعی فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے جو بزرگیان حسین السلام کو
 دی تھیں وہ حضرت رسول میں نہ تھیں یعنی جیسی حضرت حسین علیہ السلام کی والدہ تھیں ویسی
 آپ کی والدہ نہ تھیں جیسے آپ کے باپ تھے ویسے رسول اللہ کے باپ نہ تھے میں نے اُن کی
 حرمت میں بہت ادب سے زیر لب عرض کی کہ ان تمام بزرگیوں کا سرچشمہ کون تھا تو کچھ جواب نہ ملا
 البیاض بالشرکس قدر مرتبہ خاتمت کی تفیض واقع ہوئی **فائدہ**۔ شام ابدالون کا مقام
 جو اولیاء اللہ کہ ابدال کے مرتبہ سے مشرف ہیں وہ کبھی تین سو چھپتے سے کم نہیں ہوتے اور
 ہمیشہ وہ درماندہ لوگوں کی دستگیری اور گنہگاروں کی عذرخواہی میں مشغول رہتے ہیں اور
 انتظامِ عالم اُن کے ماتھے میں ہے بزرگانِ صوفیہ اُن میں سے تین سو آدمیوں کی جماعت کو

ابطال کہتے ہیں اور چالیس آدمیوں کا لقب ابدال ہے اور سات آدمی سیاح کہلاتے ہیں اور پانچ کا خطاب اوتا د ہے اور تین شخصوں کو قطب الاوتاد کہتے ہیں اور ایک بزرگ قطب الما قطا ہے جیسا کہ ہم نے مفصل کیفیت ان حضرات کی رسالہ احکام نماز المعروف بہ قرۃ عینی فی الصلوۃ میں تحریر کی ہے اور ان سب کا مقام شام ہے معالم التنزیل میں اَرَادَ وَبِهِ کَیْنٌ ا کی تفسیر کے تحت میں لکھا ہے وَقِيلَ مَعْنَاهُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَرْسَلَ عَلٰی قَوْمٍ مَّرْکُزًا لِّلْبَعْضِ فَاکْمَلْتُ لَکُمْ مَّوْجِہَهُمْ وَشَرَّیْتُ لَکُمْ مَاءَهُمْ وَادْخَلْتُ وَاحِدَةً فِیْ دِمَاغِهِ فَاهْلَکَتْہُ ترجمہ یعنی اللہ تعالیٰ شانہ نے بھیجے مژدہ پر پستے پس کھالیا پٹون لے مژدہ یوں کا گوشت اور پانی لیا خون اونکا اور داخل ہوا ایک پستہ مژدہ کے دماغ میں پس ہلاک کر ڈالا اوسکو۔ اور یہ بھی معالم میں ہے کہ اللہ جل شانہ نے شام کو برکت دی ہے بسبب فراخی و کثرت اشجار و اثمار و انہار کے اور اسی زمین سے اکثر انبیاء مبعوث ہوئے ہیں۔ ابی ابن کعب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نام اُسکا مبارک اسواسطے رکھا ہے کہ کل شیریں پانی صحرہ سے جسے بیت المقدس کہتے ہیں جاری ہوا ہے۔ الغرض حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام ارض عراق سے تشریف لے گئے یہاں تک کہ فلسطین کی زمین پر پہنچے جہاں حضرت سارہ کو چھوڑ گئے تھے اور حضرت لوط علیہ السلام موفقات میں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ایک رات دن کے فاصلہ پر یا اس سے بھی کچھ قریب ہے ٹھہرے۔ اللہ جل شانہ نے انہیں پانچ شہروں کا بنی کیا۔ اور روایت صحیح یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کو ہدایت اور دعوت اسلام کے لئے سحر و سمجھانے اور مآثر و آثار کی طرف روانہ کیا وہاں کے لوگ سخت بدکار اور بد فعل یعنی لواطت کے عادی تھے اللہ تعالیٰ شانہ نے ان کو بھی نبوت عطا کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کے وقت پچھتر برس کی تھی چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں پہنچے تو وہیں اقامت فرمائی اور ابی مالح بادشاہ اور وہاں کے باشندے کمال عقیدت پیش آئے وہاں حضرت کو بہت وسعت اور فراغت حاصل ہوئی جب اس قاست

دس برس گزرے تو ایک دن حضرت سارہ کو اشتیاق اولاد ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے
 کہنے لگیں کہ میں عقیم ہوں مجھ سے اب بسبب کبرسنی کے امید اولاد نہ رکھو تم حضرت ماجر رضی اللہ عنہما
 کو اپنے نکلح میں لاؤ شاید اللہ تعالیٰ شانہ انہیں سے کوئی اولاد عطا کرے کہ میرا غم غلط ہو
 حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے مزاج میں غیرت اور رشک غالب ہے اگر اس
 بی بی سے کوئی لڑکا پیدا ہو گیا تو تم کو گران گزریگا اور تم اس پر ناحق ظلم کرو گی حضرت سارہ کو
 جو اولاد کی تمنّا تھی تو آپ نے نہایت اصرار کیا ناچار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن سے نکلح کیا
 اور وہ بی بی بحکم خدا بارور ہوئیں اور حضرت اسمعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اُس وقت بروایت
 صاحب اخبار الدول حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر چھپٹا سی برس کی تھی المختصر حضرت اسمعیل
 علیہ السلام حضرت سارہ کی آغوش شفقت میں پرورش پائے لگے۔ حضرت ماجر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما صرف دودھ پلا دیتی تھیں اور کوئی لخلق حضرت اسمعیل علیہ السلام سے نہ رکھتی تھیں۔ اور
 حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی سچوف حضرت سارہ بیگانہ دار رہتے تھے ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام
 نے ایک خالی مکان میں حضرت اسمعیل علیہ السلام کو حضرت حاجو کی گود میں پایا پدہ می شفقت
 جوش میں آئی آپ نے گود میں لیکر انہیں پیار کیا مگر حضرت سارہ علیہ السلام اس بات پر مطلع
 ہو گئیں مگر مادہ رشک جو اُن کی فطرت میں تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام جس سے ڈرتے تھے
 اُس کو ہیجان ہوا حکم ہوا کہ اسی وقت دونوں ماں بیٹوں کو ہمارے گھر سے باہر کر دو اور ایسے
 جنگل میں چھوڑ دو جہاں دانہ ملے نہ پانی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہر چند سمجھا یا مگر کچھ سود من نہ ہوا
 اگرچہ فیصل حضرت سارہ کا بادی النظر میں بہت سخت معلوم ہوتا ہے مگر وہ بمقتضائے مصلحت الہی
 واقع ہوا تھا۔ آخر کار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب باری میں التجا کی تو جبریل علیہ السلام
 کی معرفت حکم آیا کہ جیسا سارہ کہتی ہیں کرو پھر کیا کرتے پروردگار تعالیٰ شانہ کے ارشاد کے
 موافق آپ دونوں ماں بیٹوں کو اُس دشت بے آب و گیاہ میں چھوڑ آئے جواب کہ معطل ہے
 پروردگار تعالیٰ شانہ کا اُن کے دل میں رشک پیدا کر دینا اس مصلحت پر مبنی تھا۔ یارب۔

مَا خَلَقْتُ هَذَا بَاطِلًا اے پروردگار تعالیٰ ہم ایمان اس بات پر لائے ہیں کہ تو خالق
 جملہ اشیاء کا ہے کوئی چیز تو نے فضول اور باطل نہیں پیدا کی ہے ہمارا علم نہایت قلیل ہے ہم تیری
 حکمتوں کو کچھ نہیں سمجھ سکتے۔ یا رب اپنے فضل و کرم سے مجھے وہ علم عطا فرما جسے علم لدن کہتے ہیں
 اور اپنے عشق اور اپنے حبیب رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کی اطاعت
 میں میری عمر کو تمام کر اللہم آمین **روایت** صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 خود براق پر سوار ہوئے اور حضرت ماجر کو ردیف کیا اور اُن کے آغوش میں حضرت اسمعیلؑ تھے
 اور طرفہ العین میں وادی مکہ میں پہنچ گئے اُس وقت وحی ہوئی کہ ان کو اسی جگہ چھوڑ دو چنانچہ
 آپ نے ایک درخت کے تلے جو چشمہ زفرم کی پشت پر اور مسجد کی بلندی کی طرف ہے دونوں کو
 چھوڑا وہ مقام اُس وقت ایسا تھا کہ جہاں ایک تنفس بھی نہ تھا اور نہ پانی تھا نہ کھانے کی کوئی
 چیز اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کی عمر دو برس کی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چند کاک اور ایک
 مشک پانی اور ایک تحصیل خرمون کی حضرت ماجر رضی اللہ عنہما کے پاس رکھ کر چلے اور فرمایا کہ اس
 لڑکے کو دودھ پلاؤ اور اسی مقام میں رہو حضرت ماجر نے پیچھے دوڑ کر پوچھا کہ یہاں مجھے کس پر
 چھوڑتے ہو نہ یہاں پانی ہے نہ گھاس نہ کوئی مددگار نہ کوئی درخت سایہ دار لیکن حضرت ابراہیم
 علیہ السلام پیٹھ پھرے چلے جاتے تھے اور اُن کی گفتگو پر اصلاً ملتفت نہ ہوتے تھے تب حضرت
 ماجر نے پوچھا کہ یہ کام تم بحکم خدا کرتے ہو یا اپنی خواہش سے۔ آپ نے فرمایا کہ بحکم خدا۔
 حضرت ماجر نے فرمایا کہ اب مجھے کچھ اندیشہ نہیں ہے وہ میرا حافظ ہے مجھے ہرگز ضائع نہ کرے گا اور
 وہاں سے واپس ہو کر آئیں اور اپنے فرزند ارجمند کے پاس بیٹھ گئیں اور اُنکے دودھ پلانے میں
 مصروف ہوئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب پہاڑ کے پستے سے گزرے اور اُن کو خوب یقین ہوا
 کہ اب ماجر کی نظر سے غائب ہوں وہ اصلاً نہ دیکھتی ہو لگی لہذا بیت اللہ کی طرف متوجہ ہوئے
 جو نوح کے طوفان سے ٹوٹ کر ایک تودہ ہو گیا تھا دونوں اٹھ اٹھائے اور یہ دعا کی کہ تَبَّتْ
 اِنِّیْ اَسْكَنْتُ مِنْ دَرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِی سَرَاعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اے میرے پروردگار میں نے بسائی ہے اپنی کچھ اولاد جہاں بھیتی نہیں ہے تیرے محترم گھر کے
 پاس **وَادْرُسُفَهُمْ مِنَ النَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ كَيْشُكُمْ وَنَ تَرْجِمُهُ رُوزِي دے ان کو میوؤں سے**
 شاید کہ یہ شکر کریں تیرا۔ دوسری دعا یہ تھی **رَبَّنَا كَيْفِيْمُو الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْعِدَاةً مِنْ**
النَّاسِ تَهْوِي اِلَيْهِمْ ترجمہ یعنی اے رب ہمارے تاقائم رکھیں نماز کو سو کر دے بعض
 لوگوں کے دل رغبت کرنے والے انکی طرف **قائدہ** جب حضرت سارہؓ نے حضرت ابرہہؓ کو
 گھر سے نکالا تو غصہ میں اُنکے کان اور ناک چھید ڈالے گو حضرت سارہؓ نے اُنہیں عیب دار کر دیا
 مگر اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کا حُسن بڑھا دیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں کان
 چھیدنا سنت تھا اور ہمارے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی عورتیں کانوں
 میں زیور پہنتی تھیں چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ ایک سال عید میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کچھ صدقہ کی فضیلت بیان فرمائی تو عورتوں نے اپنے کانوں کے زیور اتار کر صدقہ کے لئے
 دیدے اور کتب فقہ میں ہے کہ عورتوں کے کان چھیدوانے میں کچھ مضائقہ نہیں چنانچہ
 در مختار میں ہے **لَا بَأْسَ بِثَقِبِ أُذُنِ الْبَنَاتِ وَالطِّفْلِ اسْتِحْسَانًا۔ وَفِي الْمَجَادِيَةِ**
لَا بَأْسَ بِثَقِبِ أُذُنِ الْبَنَاتِ وَالطِّفْلِ لَا تَقْتَضِي كَانُوْا اَيُّفَعْلُوْنَ ذَاكَ فِي
سَرْمَنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ انْكَارٍ قَائِدُهُ بچوں کا اور عورتوں کا
 کان چھیدنا درست ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ فعل بغیر انکار کے جاری تھا
 الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا مانگ کر اور اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ شانہ کے سپرد کر کے
 روانہ ہوئے۔ اب حضرت ہاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال سنئے کہ جب تک کھانا پانی رہا
 کھاتی بیٹی اور بچے کو دودھ پلاتی رہیں اور تشنگی کے وقت بچہ کو پانی بھی بلا دیتی تھیں چند روز
 میں جب کھانا پانی تمام ہو گیا اور تشنگی کا غلبہ ہوا تو حضرت اسمعیل علیہ السلام خاک پر ماہی
 بے آب کی طرح تر پڑنے لگے اور حضرت ہاجر سخت سراپیمہ ہوئیں نہ کوئی معین نہ تنگسار جس سے
 پانی کا نشان دریافت کریں نہ کہیں آبادی نہ استیجار کہ ٹھنڈے سایہ میں قرار پکڑیں کہ اُسکی

خشکی سے کچھ تو تشنگی سے سکون ہو آخر کار سقاری کی حالت میں کوہ صفا پر جو وہاں سے
 قریب تھا تشریف لے گئیں کہ شاید وہاں کوئی نظر آجائے جس سے پانی کا پتہ ملے مگر اُسی قدر
 پہاڑ پر چڑھتیں کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام نظر سے غائب نہ ہوتے ہر چند دائیں بائیں نظر
 دوڑائی مگر کہیں کسی کا کچھ نشان نہ ملا آخر کو مایوس ہو کر اُس پہاڑ سے اُتریں اور کوہ مروہ
 کی طرف متوجہ ہوئیں تو میدان کی فضا میں یہ خطرہ دل میں آگیا کہ میں اس دم اپنے بچے سے
 دور ہوں مبادا کوئی درندہ اُسے اٹھانے لیجائے اسی خطرہ کی حالت میں بطن وادی جو میدان
 کا ہوتا ہے دوڑیں اور دامن سمیٹ کر بہت تیز دوڑیں تاکہ جلد اپنے بچے کے پاس جا پہنچیں
 وہاں تک پہنچیں کہ جہاں سے حضرت اسمعیل علیہ السلام نظر آتے تھے جب متصل مروہ کے پہنچیں
 تو اُسی قدر جانب بالا گئیں کہ مقام اسمعیل نظر آتا تھا اور راست و چپ خوب نگاہ ڈالی لیکن
 کچھ نظر نہ آیا پھر جانب صفا متوجہ ہوئیں اسی طرح سات مرتبہ سعی بین الصفا والمروہ عمل میں
 لائیں اسی لئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعی بین الصفا والمروہ ایام حج میں
 مقرر فرمائی کہ لوگوں کو وہ حالت یکسی و بیچارگی و بیتابی و عاجزی حضرت ماجرہ کی اور فریاد رسی
 حضرت ارحم الراحمین کی یاد آجائے اور اُسی طرح یکسی و بیچارگی کی حالت میں اپنا حال پروردگار
 تعالیٰ شانہ سے عرض کریں تاکہ مورد رحمت الہی ہوں۔ علمائے کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین فرماتے
 ہیں کہ صفا۔ مروہ کا شعار اللہ ہونا حضرت اسمعیل علیہ السلام کی والدہ کی برکت سے ہوا کہ
 سبب الاسباب کی معیت خاصۃً اُن کے حق میں انہیں دو پہاڑوں کے درمیان ظاہر ہوئی
 اور اُس نے ان کی مشکل کو حل کیا بعد اُس کے شعار اللہ ہونا اُن کا بے تر لہ جو ہر ذاتی کے ہو گیا علمائے
 رحمہم اللہ علیہم اجمعین اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انبیاء اور اولیاء کے تبرکات اور آثار کی تعظیم و
 تکریم کرنا اور دین و دنیا کی حاجتوں میں اُن سے توسل کرنا شعار دین ہے اور جو اسکا منکر ہے
 اور وہ علم بھی رکھتا ہے تو متعصب ہے اور اسرار الہی سے بیخبر ہے۔ الحاصل جب ساتویں
 مرتبہ حضرت ماجرہ کوہ مروہ پہنچیں تو ایک آواز کان میں آئی کہ اندیشہ نگر آواز کی طرف کان لگا

اچھی طرح سن بت سکت ہو میں تو آواز کان میں آئی آپ نے کہا اسے آواز دینے والے کا ش
 میری حاجت روائی ہو سکے تو کر اور بہت تیز دوڑیں اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پاس تشریف
 لائیں دیکھا کہ ایک فرشتہ زمزم کے مقام پر اپنا پاشنہ یا پڑتا ہے اور وہاں سے پانی کا چشمہ دو
 سے زیادہ صاف اور شہد سے زیادہ شیریں جاری ہے حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ
 اُس آب روان کو ایک حوض میں جمع کریں اس لئے سٹی جمع کی اور چاروں طرف مینڈھ باندھی
 کہ حوض کی صورت ہو گئی یہ کام آپ نے اس واسطے کیا تھا کہ کہیں پانی تمام پھیل کر خشک نہ ہو جا
 اور پھر ہم پر تشنگی غلبہ کرے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بعد تمام کرنے اس حکایت
 کے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ شانہ اسمعیل علیہ السلام کی مان کو بخشے اگر وہ جلدی نہ کرتیں اور
 اُس پانی کو نہ روکتیں تو ایک بڑا چشمہ جاری ہو جاتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہر مرتبہ اس
 سعی بین الصفا والمروہ میں حضرت اسمعیل کے پاس ہو جاتی تھیں ساتویں مرتبہ جو تشریف لائیں
 تو حضرت اسمعیل علیہ السلام کو کمال متغیر الحال پایا یہ حالت دیکھ کر بہت پریشان ہوئیں اور غایت
 اضطراب میں کوہ مروہ پر چڑھ گئیں تو ایک آواز کان میں آئی وہ آواز حضرت جبریل امین کی تھی
 کہ وہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پاس موضع زمزم پر کھڑے تھے انہوں نے کہا تو کون ہے
 آپ نے کہا کہ میں ابراہیم جو اللہ کا خلیل ہے اُس کی زوجہ ہوں جبریل علیہ السلام نے فرمایا
 کہ اُس نے تجھے کس طرح بیان تنہا بے یار و مددگار چھوڑ دیا آپ نے فرمایا اللہ حفیظ و علیم
 وقدر جبریل علیہ السلام نے فرمایا وَهُوَ خَشْبُكَ وَنَعْمَ الْوَكِيلُ بعد اسکے اپنا پاشنہ پا
 زمین پر مارا کہ ایک چشمہ رحمت ظاہر ہو گیا اُس وقت حضرت ہاجر اپنے فرزند ولید کے پاس
 تشریف لائیں اخبار الدول میں ہے کہ سعی کے وقت حضرت ہاجر کی زبان پر یہ دعا تھی
 اَللّٰهُمَّ اِنَّا وَدَّيْعَتَكَ وَوَدَّيْعَتُكَ نَبِيَّتَكَ وَخَلِيلِكَ عِنْدَكَ فَلَا تَضِعْ
 وَدَّيْعَتَكَ مَا مِنْ مَوْدَعٍ لَا يَضِيعُ وَدَّيْعَتَكَ يَا ارحم الراحمين الغرض وہ پانی
 جاری ہوا اور فرشتے نے اُن کی تسلی اور تسکین کر دی کہ ہرگز ہرگز خوف نکر و حافظ حقیقی تم کو

ضائع نہ کر لیا اس لئے کہ یہ مکان اُسی حافظ حقیقی کا گھر ہے اور یہ لڑکا تمہارا جوانی کے وقت اپنے باپ کے ساتھ شریک ہو کر اس کی تعمیر کر لیا اور اس مکان کے مالک کا دستور یہ ہے کہ یہاں کے باشندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا اب یہاں ٹھیرا اور اطمینان سے بسر کرو پانی پیو اور فرزند کی پرورش کرو اور خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرو دیکھو کہ وہ تمہارے ساتھ کیسی بندہ نوازی کرتا ہے اور پانی کے کم ہونے کا ہرگز خوف نہ کرو کیونکہ یہ وہ چشمہ ہے کہ پروردگار عالم اس سے اپنے دور و دراز کے مہمانوں کو سیراب کر لیا حضرت ماجر نے فرمایا بشرک اللہ بخیر خانہ کعبہ اُن دنوں مانند ایک ٹیلے کے تھا الغرض پانچ دن حضرت ماجر تنہا رہیں چھٹے روز اتفاقاً ایک قافلہ قوم جرہم میں سے آوارہ ہو کر براہ گدا کہ بلندی مکہ کی طرف ہے آیا اور ثنیۃ سفلی میں فروکش ہوا تو اُن کو کبوتر وغیرہ طیور کھیلے پرنور کے اُس ٹیلے پر اُڑتے ہوئے نظر آئے قافلے والے سخت متحیر ہوئے کہ یہ طیور وہاں ہوتے ہیں جہاں آبادی ہوتی ہے خصوصاً جس مقام پر پانی بھی ہوا اور ہم لوگ اکثر اس طرف آئے ہیں نہ کبھی ان طیور کو دیکھا نہ پانی کا نشان پایا یہ کیا معاملہ ہے چنانچہ ایک آدمی اس بات کی تحقیق کرنے کو بھیجا اُس نے وہاں جا کر بیان کیا کہ وہاں عجیب ماجرا ہے کہ پانی کا ایک چشمہ بہت زور و شور سے جاری ہے اور ایک عورت وہاں ہے جسکے آغوش میں دو برس کا بچہ ہے یہ خبر سنی تھی کہ قافلہ مع سردار بہنیت اقامت وہاں آ پہنچا۔ اول سب لوگ حضرت ماجر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور اجازت سکونت کی چاہی جناب موصوفہ راضی ہوئیں اور اس آبادی کو بہت غنیمت سمجھا مگر اُن لوگوں سے یہ شرط کر لی کہ یہ چشمہ میری ملکیت خاص ہے اس میں کسی کی شرکت نہ ہوگی اُن لوگوں نے قبول کیا اور ٹھیکے پھر اپنے اہل و عیال کو طلب کر لیا۔ اور ان لوگوں نے سات بکریاں حضرت بی بی ماجرہ کو نذر دین اُس میں اللہ تعالیٰ شانہ نے ایسی برکت عطا فرمائی کہ بیشمار بکریاں ہو گئیں اخبار الدول کا مصنف تحریر کرتا ہے کہ پانچ دن کے بعد یعنی

حضرت ہاجر کے ورود کے بعد دو غلام محالہ کے اپنے اونٹ تلاش کرتے ہوئے جبل البقیس پر چڑھ گئے تو ان کو پانی کی سفیدی نظر پڑی ان غلاموں نے اپنے مالکوں سے جو عرفات میں فروکش تھے خبر کی چند سردار وہاں آئے اور حضرت ہاجر اور حضرت اسمعیلؑ کو دیکھ کر متحیر ہوئے اور باجائز حضرت ہاجر مع اہل و عیال وہاں مقیم ہوئے اس عرصہ میں ایک دن حضرت اسمعیلؑ کے دیکھنے کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آرزو ہوئی حضرت سارہ سے اذن طلب کیا وہ بولیں کہ شتر سواری سے نہ اترنا چنانچہ آنجناب سوار ہو کر وہاں تشریف لائے جہاں چھوڑ گئے تھے تو اُس مقام کو آباد پایا حضرت ہاجر نے دو سب سے پہچانا اور مکان پر لائیں اور حضرت اسمعیلؑ علیہ السلام سے کہا کہ یہ تمہارے والد بزرگوار ہیں حضرت اسمعیلؑ بہت مسرور ہوئے پھر حضرت ہاجر نے کہا کہ اُترو تو سروریش دھو دوں فرمایا کہ میں نے سارہ سے عہد کیا کہ سواری سے نہ اُترؤں گا۔ ناچار وہ ایک پتھر لائیں اور پائے مبارک حضرت کا اسپر کھکھک دھویا اور آدھا سر ادھر سے دھویا اسی طرح دوسری طرف عمل کیا چنانچہ دونوں قدم شریف کا پتھر میں نشان پڑ گیا وہی اب سب مسلمانوں کا مصلیٰ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ شانہ وَاَتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَٰهٖمَ مُصَلًّیٰ اسی طرف اشارہ ہے بعد ازاں حضرت ابراہیم علیہ السلام رخصت ہوئے اور معالم میں حضرت محمدؐ ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام سے براق پر سوار ہو کر تشریف لاتے اور مکہ میں دن بھر رہتے اور شام کو پھر جاتے حتیٰ کہ حضرت اسمعیلؑ اس لائق ہوئے کہ باپ کے ساتھ چل سکیں چنانچہ اللہ تعالیٰ شانہ اپنی کتاب روشن میں فرماتا ہے فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعٰی یعنی جب ابراہیم کے ساتھ چلنے کے لائق ہوئے ایک جماعت علما کی سات برس کی روایت بیان کرتی ہے اور ایک جماعت نے تیرہ برس کی روایت اختیار کی ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ۸-۱۰ ذی الحجہ کو خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ خالق زمین و آسمان کا حکم ہے کہ ہماری راہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کرو حضرت ابراہیم صبح کو بیدار ہوئے اور شام تک متفکر رہے کہ یہ خطرہ شیطان ہے یا حکم رحمان اُسی دن سے

اس دن کا ترویہ نام ہو پھر نوین تاریخ کو یہی خواب دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ پروردگار ہی کا حکم ہو
اس دن کا عرفہ نام ہوا۔ تقابل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ دسویں ذی الحجہ کو پھر وہی
خواب دیکھا اُس وقت حضرت سارہ سے اجازت حاصل کر کے مکہ میں تشریف لائے اور حضرت
ہاجرہ سے فرمایا کہ اسمعیلؑ کو ہٹا کر گنگھی کرو اور سرمہ آنکھوں میں لگا کر میرے ساتھ کرو چنانچہ
حضرت ہاجرہ نے نملادھلا کر کپڑے پہنا کر سرمہ لگا کر ساتھ کر دیا حضرت ابراہیم علیہ السلام
اپنے پیارے فرزند اسمعیلؑ کو ہمراہ لیکر منا کی طرف چلے۔ سدی سے روایت ہے کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ ساری تھک لی من الصالحین ان کو بشارت ملی
تو حضرت نے خوش ہو کر نذر کی تھی کہ اگر میرے لڑکا ہو گا تو میں اُسے تیری راہ میں قربان کروں گا
بنیت تقرب۔ جب حضرت اسمعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور وہ سن رشد کو پہنچے اور وہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی نظر میں نہایت محبوب معلوم ہونے لگے اور وہ اب اپنے مہربان باپ کے
پیچھے پیچھے دوڑنے لگے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل اُنکے حرکات و سکنات پر کمال فریفتہ
ہو گیا تو بس خلیلؑ کے امتحان کا وقت آگیا اور یہ بات تمام دنیا کے لوگوں پر ثابت کر دی گئی
کہ ہمارے دوست ایسی شیفنگی اور فریفتگی کی حالت میں بھی ہماری محبت میں ثابت قدم ہیں
بس حکم ہونا تھا کہ فرزند ارجمند کے گلے پر چھری پھیر دی تو دی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر
یہ بات ثابت ہو گئی کہ میرا خواب من جانب اللہ ہے اور وسوسات شیطانی کو ہرگز دخل نہیں ہے
تو اللہ کے حکم کی تعمیل پر کمر بستہ ہو گئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کا حکم ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت
اسمعیل علیہ السلام سے کہا کہ چھری اور رسی لے لو اور میرے ساتھ شہر بہاڑ تک چلو کہ تمہارے
گھر کے واسطے لکڑیاں لائیں حضرت اسمعیل علیہ السلام موافق حکم کے چلے اس اثنا میں ابلیس کو
یہ خیال ہوا کہ ایسے وقت میں آل ابراہیمؑ کو نہ ہکا بھکا تو پھر کبھی میرا دسترس ان پر نہ ہوگا۔
اسلئے پہلے حضرت ہاجرہ کے پاس آیا اور کہا کہ تم کو کچھ خبر بھی ہے کہ ابراہیمؑ اسمعیلؑ کو کہاں

لئے جاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ دونوں باپ بیٹے لکڑیاں لانے گئے ہیں ابلیس نے کہا کہ تم بالکل بیخبر ہو بلکہ وہ اسمعیلؑ کو ذبح کرنے کو لینگے ہیں حضرت ہاجرؑ نے فرمایا کہ وہ تو اسمعیلؑ کے باپ ہیں کہیں کوئی باپ بیٹے کو ذبح کرتا ہے اس نے حضرت ہاجرؑ سے کہا کہ یہ تو سچ ہے لیکن ان کو یہ زعم ہے کہ حجر کو اللہ نے ایسا حکم دیا ہے حضرت ہاجرؑ نے فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو اس حکم کا سبب لانا ضرور ہے ایک اسمعیلؑ کیا دو ہزار اسمعیلؑ اس کے حکم پر تصدیق ہیں۔ کیا خوب قسمت ان ماں باپ کی جن کی اولاد کی قربانی کے لئے پروردگار زمین و آسمان خود ارشاد فرما شیطان نے دیکھا کہ یہاں تو میرا منتر کچھ نہ چلا چلو اسمعیلؑ کے پاس۔ اور وہ مردود یہ نہ سمجھا کہ شیر کے بچے شیر ہی ہوا کرتے ہیں کہیں نور میں ظلمت کو دخل ہوتا ہے یہ بے وحدت و مان ہے بھگا کہ تو حضرت اسمعیلؑ علیہ السلام کے پاس پہنچا اور ان سے کہا کہ اے لڑکے تجکو خبر ہے کہ تجکو تیرا باپ کمان لے جاتا ہے فرمایا کہ اس کو ہ کے شعبہ میں اپنے کام کو لئے جاتا ہے اس نے کہا کہ میں تجکو سمجھائے دیتا ہوں ہرگز یہ خیال نہ کیجیو یہ تجکو ذبح کرنے کو لئے جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ میرا کیا قصور ہے اس نے کہا کہ وہ تجکو اللہ کی راہ پر قربانی کرینگے بیٹے نے بھی وہی جواب دیا جو ان کی مادرِ مظلہ و مکر مہ نے دیا تھا آپ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں اگر میں قربان کیا جاتا ہوں تو مجھ سے زیادہ خوش نصیب کوئی شخص دنیا میں نہیں ہے۔

ابن بارگران بود ادا شد چہ بجا شد

سرور و عشق تو خدا شد چہ بجا شد

وہاں سے جدا ہو کر ابلیس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور بہت ادب سے عرض کی یا شیخ آپ کمان تشریف لے جاتے ہیں حضرت نے فرمایا اس پہاڑ کے شعبہ میں جاتا ہوں اپنے کام کے لئے وہ بولا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے پاس شیطان آیا تھا کہ ہبکا گیا ہے کہ تم اپنے لڑکے کو ذبح کرو اس تقریر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہچان لیا کہ یہ خود شیطان ہے فرمایا کہ دور ہو اے لعین۔ میں اپنے مالک کا حکم ضرور سبلاؤں گا میں اُسکا نافرمان بندہ نہیں ہوں ابو الطیفیل ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

جب تشریف لے چلے تو آگے سے ابلیس آ ملا حضرت نے اُسے دُکھار دیا بعد اُسکے حجۃ العقبہ پر پھر آیا تب سات کنکریان مارین پھر حجرۃ وسطہ میں آیا پھر سات کنکریان مارین تو پھر حجرۃ کبریٰ میں آیا تو پھر سات کنکریان مارین یہاں تک کہ دور ہو گیا چنانچہ یہ رمی جہار حجاج کا شعاع قرار پایا۔ غرض کہ دونوں پیغمبر علیہما السلام شعبۂ جبل میں پہنچے وہاں حضرت اسمعیل علیہ السلام نے کہا **يَا آفَعْلَ بَمَا تَوْصِيَّتِي** اِنِّى اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ترجمہ اے باپ میرے کڑاں جو حکم دیا گیا ہے تجھ کو تو پائیگا مجھ کو اگر اللہ نے چاہا صبر کر نوا لوں میں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمعیلؑ کو زمین پر سٹلایا پیشانی کے بل تاکہ اسکا منہ دیکھ کر مجھے محبت نہ آجائے اور بعض روایت میں ہے کہ خود حضرت اسمعیل علیہ السلام نے یہ بات کہی کہ مجھے اُنسا ملایئے تاکہ آپ کو میری صورت دیکھ کر محبت نہ آجائے اور میرے ہاتھ پاؤں باندھ دیجئے کہ اضطراب کی حالت میں آپ کا پیراہن مبارک آغشتہ سمجھوں نہ ہو جائے اور میں اس بے ادبی سے بدنام اور گنہگار نہ ہو جاؤں ۵

اگر خونم بریزی غم ندام زان ہی ترسم کہ ناگہ دامن پاکت شود از خونم آلودہ اور یہ بھی خیال ہے کہ اگر میری مادر مہربان جس نے مجھ کو نہایت جانفشانی سے پالا ہے اس خون کے دلغ کو دیکھ کر نہایت غمگین ہوگی اور اپنی چھری کو خوب تیز کر لیجئے اور جلد پھیرئے کہ جان میری آسانی سے بچلے اور جب گھر جائیے تو میری مادر مہربان کو میرا سلام کہہ دیجیگا اور اُن کو یہ واقعہ معلوم ہو جائے تو اُن کی تسکین کر دیجئے گا کہ آدمی اپنے مان باپ کے پاس اللہ کی امانت ہے جب تک اُس نے چاہا رکھا اور جب چاہا لے لیا اور بہت خوش نصیب ہیں وہ مان باپ کہ جن کی اولاد کی قربانی اللہ تعالیٰ شانہ اپنے واسطے پسند فرمائے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ویسا ہی کیا جیسا کہ بیٹے نے بتایا اُس وقت دونوں پر عجب حالت طاری تھی کہ زبان قلم اُس کے بیان سے بالکل معذور ہے یہ وہ دردناک حالت تھی کہ خود پروردگار تعالیٰ شانہ نے بھی اس کی تفصیل نہیں فرمائی اور اُس کو ابہام ہی کی حالت میں چھوڑا۔

المختصر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری تیز کی اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کی گردن پر چلائی
 مگر نہ چلی دو یا تین مرتبہ یہ اتفاق ہوا پھر چھری پتھر پر تیز کی اور گردن پر زور دیکر چلائی مگر ایک رگ
 بھی اُن کی نہ کٹی بعض اہل اسرار نے بیان کیا ہے کہ چھری بار بار جناب احدیت میں عرض کرتی
 تھی کہ پروردگار میں دشمنوں کے ہاتھ کے لئے پیدا کی گئی ہوں نہ دوستوں کے ہاتھ کے لئے میرے
 مالک مجھے اپنے خلیل سے شرمندہ نہ کیجو جبریل کو حکم ہوا ایک ٹکڑا امس کا اسمعیل کی گردن پر
 رکھ دو اور بعض روایت میں ہے کہ گردن آپ کی کٹ جاتی تھی اور پھر درست ہو جاتی تھی
 الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حکم پہنچا کہ بس ٹھیکر جا اے ابراہیم تو نے اپنی قلت کا
 پورا امتحان دیا اور اپنے خواب کو سچا کر دکھایا قال اللہ تعالیٰ شانہ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا اِبْرَاهِيمُ
 قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا اِنَّكَ اِلٰهٌ فَحِمْ اِلْحُسْنِیْنَ ترجمہ پکارا ہم نے کہ اے ابراہیم
 تو نے سچ کر دکھایا اپنا خواب اور البتہ ہم اسی طرح بدلا دیتے ہیں احسان کرنے والوں کو۔
 یا ایچملہ جب خالق کبریا نے دونوں پیغمبروں کو اپنی راہ میں عاشق صادق اور خلیل بے ریا
 پایا اور ہر طرح قربان بردار دیکھا تو ایک دینہ بہشتی کہ چالیس برس تک مرغزار بہشت میں چرا تھا
 حضرت جبریل علیہ السلام کے ہاتھ بھیجا اور یہ پیغام آیا کہ یہ دینہ فدیہ ہے اسمعیل علیہ السلام کا
 اس کو ذبح کرو پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر اور دینہ نے بھی تکبیر
 کہی بعد ازاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اور حضرت
 اسمعیل علیہ السلام نے کہا اللہ اکبر واللہ اکبر۔ روایت صحیح یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام
 جب فدیہ اسمعیل علیہ السلام آسمان سے لاتے تھے تو باین خیال کہ مبادا حضرت ابراہیم
 علیہ السلام ذبح میں تعجیل کریں پکار پکار کر کہتے آتے تھے اللہ اکبر اللہ اکبر تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 آگاہ ہو جائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ دینہ وہ تھا کہ جسکو
 مابیل ابن آدم علیہ السلام نے قربان کیا تھا وَقَدْ يَنَادِي بَيْنَ نَحْيِ عَظِيمٍ یعنی بدلا دیا ہم نے
 ایک جانور ذبح کو بڑا اسی طرف اشارہ ہے مصحف پاک میں اور اکثر محدثین رحمہم اللہ

علیہم اجمعین یوں فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبیح کے وقت آنکھوں سے پٹی باندھ لی تھی جب چھری زور سے چلاتے تھے اور چھری نہ چلتی تھی تو پٹی آنکھوں سے کھول ڈالی تو دنبہ ذبیح کیا ہوا پایا اور حضرت اسمعیل علیہ السلام محفوظ تھے آپ نے اللہ کا شکر کیا۔

اخبار الدول میں کتاب مرآة الزمان سے یہ روایت نقل کی ہے جب حضرت ماجہ علیہ السلام نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کے ذبیح کا قصہ سنا تو زہرہ اُن کا شق ہو گیا اور وہ تیسرے دن دنیا سے بے ثبات سے رحلت کر گئیں اور موضع حجر میں مدفون ہوئیں عمران کی نوٹے برس کی ہوئی تھی اور صحیح یہ ہے کہ حضرت اسمعیل جب بیس برس کے ہو گئے تو حضرت ہاجر نے وفات پائی اور ذبیح کا واقعہ سا توین یا تیرھویں برس کی عمر میں واقع ہوا ہے۔

**اختلاف ہے اس میں کہ ذبیح اللہ حضرت اسمعیل علیہ السلام
ہیں یا حضرت اسحاق علیہ السلام**

بعض صحابہ مثل حضرت عمر اور حضرت علی اور حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور تابعین و تابعین سے مثل کعب جبار و سعید ابن جبیر و قتادہ و مسروق و عکرمہ و عطاء و مقاتل و زہری و سدیی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے ہیں کہ حضرت اسحق علیہ السلام کو ملک شام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام منائیں لائے اور دنبہ کو ذبیح کر کے ایک ساعت میں چلے گئے۔ اور حضرت عبد اللہ ابن عمر و سعید ابن مسیب و شعبی و حسن بصری و مجاہد و ربیع ابن انس و محمد ابن کعب و قرطبی و کلبی و عطاء ابن ابی رباح و یوسف ابن مالک فرماتے ہیں کہ ذبیح اسمعیل علیہ السلام ہیں۔ دلیل جماعت اولیٰ کی یہ ہے کہ خداوند عالم اس واقعہ کی نسبت اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے فَبَشِّرْ نَاكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ تَاْخِرْ اٰیَتِیْ بِمَیْمَنِیْ خُذْ بِرَیْءَیْ دِیْ هَیْئَ اَسْ كُوْا لَکُمْ اَوَّلَ بَیْتٍ تَقُومُوْنَ لَکُمْ فِیْہِ ذِکْرٌ لِّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَعْلَمُوْنَ جو ہو گا تمہارا والا پھر جب پہنچا اُسکے دوڑنے کی طاقت کو تو کہا کہ اے میرے پیارے بیٹے

میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھ کو ذبح کرتا ہوں اس سے ظاہر ہے کہ مبشر اور ذبیح واحد ہے
 اور قرآن شریف میں جہان کین ذکر بشارت ہے بتصریح یا اشارہ وہاں بشارت اسحقؑ ہے
 جیسا کہ سورہ ہود میں فبشرنا ہابا اسحق یعنی ہم نے بشارت دی سارہ کو اسحق کی
 دلیل جماعت ثانی یہ حضرات فرماتے ہیں کہ سورہ والصفات میں بعد قصہ ذبح کے
 ذکر بشارت اسحقؑ کا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذبح کوئی اور ہی ہے۔ اس واسطے کہ
 فَبَشِّرْنا هابًا اسحقؑ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ اسحقؑ یعقوب یعنی ہم نے پھر خوشخبری دی اسکو
 اسحاق کی اور بعد اسحاق کے یعقوبؑ کی پس جس طرح بشارت حضرت اسحاقؑ کی ہے
 اسی طرح بشارت حضرت یعقوبؑ کی ہے اور خبر ہے نبی ہونے کی پھر کیونکر حضرت اسحاقؑ
 علیہ السلام کے ذبح کا حکم ہوتا جب کہ وعدہ یعقوب علیہ السلام کے ظہور کا ہو چکا تھا۔ علاوہ
 اگر ذبح ہونے کی خبر حضرت اسمعیل علیہ السلام کی نہ ہوتی جیسا یہود و نصاریٰ کہتے ہیں تو حضرت
 ابراہیم علیہ السلام بیشک پروردگار تعالیٰ شانہ سے پوچھتے کہ یا الہی تو نے مجھ کو اسحقؑ و یعقوبؑ
 کی خوشخبری ایک ساتھ دی ہے تو اسحقؑ تو پیدا ہوا مگر یعقوبؑ نہیں ہوا پھر اسحقؑ کس طرح
 ذبح ہو جب تک یعقوبؑ پیدا نہ ہوئے۔ دوسری دلیل صافھی کہتے ہیں کہ ہم معاویہ ابن
 ابی سفیان کے پاس دمشق میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ ذبیح اللہ کون ہے
 اسمعیلؑ کہ اسحقؑ حضرت معاویہ نے کہا کہ میں ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم
 کے حضور میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم سے خطاب
 کر کے کہا یا ابن الذبیحین حضرت مسکراے کسی نے پوچھا کہ یا حضرت دو ذبیح کون تھے
 فرمایا کہ میرے باپ عبد اللہ اور میرے دادا اسمعیلؑ و لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ
 وسلم فرمایا کرتے تھے اَنَا ابْنُ الذَّبِيحَيْنِ اور قرطبی فرماتے ہیں کہ عمر ابن عبد العزیز نے
 ایک یہودی عالم سے کہ اسلام لایا تھا پوچھا کہ ابراہیم علیہ السلام کا کون سا بیٹا ذبح ہوا
 تھا اُس نے کہا کہ اسمعیلؑ۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ شاخین دنبہ کی کعبہ میں بنی اسمعیلؑ کے

پس محمد عبداللہ ابن زبیر تک آویزان تھیں یہاں تک کہ حجاج ثقفی ظالم نے جب کعبہ شریف کو جلایا تو وہ بھی جل گئیں چنانچہ شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے وہ دونوں شاخیں کعبہ شریف میں اپنی آنکھوں سے آویزان دیکھی نہیں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ واللہ باللہ میں نے دونوں شاخیں کبش کی مع سُرِ اوّل زمانہ اسلام میں کعبہ شریف میں آویزان دیکھی ہیں اہم معنی کتا ہے کہ میں نے ابو عمر ابن العلاء سے پوچھا کہ ذبیح اسمعیل تھے کہ اسحق علیہما السلام اُس نے کہا کہ اے اہم معنی تیری عقل و دانش کہاں گئی اسحق ابن ابراہیم علیہما السلام کعبہ میں کب تھے مگر کعبہ میں اسمعیل علیہ السلام تھے کہ انہیں نے کعبہ اپنے باپ کے ساتھ بنایا تھا اور مکہ ہی میں عمر بھر رہے جلال الدین سیوطی کہتے ہیں کہ حضرت اسحق کو ذبیح کہنا تحریفات اہل کتاب سے ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔ اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ میں اُس وقت تک تشریف نہیں لائے تھے جب تک حضرت اسمعیل جوان اور خانہ دار نہیں ہوئے تھے پھر کس طرح ذبیح کیا جواب اُس کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر جہنہ میں ایک بار براق پر سوار ہو کر آتے تھے اور حضرت اسمعیل اور ماجر کو دیکھ جاتے تھے اور قیلو کہ شام میں کرتے تھے یہ قصہ بعض زیارات میں واقع ہوا ہے گدافی اخبار اللہ نقلاً عن نزہۃ النواظر معالمین علامہ بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت اسمعیل کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خداوند تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا الہی مجھ کو اولاد دے اور دعا یوں مانگی کہ اِسمعْ یا اِثْمیل یعنی قبول کر اے خدا تو جب حضرت اسمعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو اسمعیل نام رکھا اور عبرانی میں اِشْمعیل ہے دونوں طرف کے دلائل میں نے اسمین لکھ دئے ہیں چونکہ بہت قلیل العلم ہوں مجھے اپنی رائے ظاہر کرنے کی جرأت نہیں ہوئی اہل علم خود فیصلہ کر لیں القصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بعد واقعہ ذبیح شام میں جلوہ فرما ہوئے اور ہمانداری میں فقرا و ساکین کی مصروف ہوئے حضرت کا معمول تھا کہ مہمانوں کی

بہت خاطر و تواضع کیا کرتے تھے اس کا ذکر آپ کی صفات میں آگے تحریر ہوگا اسی اثنا میں ایک دن حضرت خلیل اللہ اپنے مکان میں بیٹھے تھے کہ آٹھ۔ یا گیارہ۔ یا بارہ اور بروایت صحیح تین شخص بصورت جو انان سادہ رو و مہمانوں کی طرح آئے اور سلام علیک کر کے بیٹھ گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب دیکر جلدی سے گھر میں گئے اور ایک بچہ ملا ہوا ان کے واسطے لے آئے اور سامنے رکھ دیا چنانچہ سورہ ہود میں ارشاد ہوا ہے وہو ہذا (لَقَدْ جَاءَتْكَ مِنْ رَبِّكَ بَشِيرٌ) قَالُوا سَكَمًا قَالَ سَلَامٌ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَهُ بِبَحْلِ حَنِينٍ) یعنی آئے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس بشارت لیکر بولے سلام وہ بولا سلام پس جلدی سے لایا ایک بچہ ملا ہوا۔ بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت اسحقؑ کے پیدا ہونے کی بشارت لائے تھے اور کچھ لوگوں کا یہ قول ہے کہ قوم لوط کے ہلاک کی خوشخبری لائے تھے اور حقائق سلمیٰ میں ہے کہ دوام غلت و محبت کی بشارت لائے تھے۔ اور کشف الاسرار میں بھی اسی کے قریب قریب ہے۔ اور ایک جماعت اہل اسرار کی یہ تحقیق ہے کہ فردہ ظہور حضور پر نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم لائے تھے اور ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ جبریل علیہ السلام تو قوم لوط کی ہلاکت کے لئے آئے تھے اور میکائیل علیہ السلام حضرت لوطؑ اور ان کی اولاد کی حفاظت کے لئے آئے تھے اور حضرت اسرافیل علیہ السلام حضرت اسحقؑ کے تولد کی خوشخبری کے سننے کو آئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انکو نہ پہچانا اور حسب عادت کھانا ان فرشتوں کے آگے رکھا مگر کسی نے نہ کھایا تو حضرت خلیل اللہ سمجھے کہ ان کو انکار ہے اور اپنے دل میں ڈرے اس وجہ سے کہ اُس زمانہ کا یہ دستور تھا کہ جو شخص کسی کے گھر اسکی ایذا رسانی کی نیت سے جاتا تو وہ اُس کے گھر کا کھانا نہ کھاتا اور جو شخص اُس نیت سے نہ جاتا تو وہ ضرور اُسکے گھر کا کھانا کھاتا جب ان لوگوں نے کھانے میں ہاتھ بھی نہ ڈالا تو حضرت خلیل اللہ متوحش ہوئے اور سمجھے کہ یہ لوگ دشمن ہیں یا چور ہیں مبادا مجھے ان سے ضرر پہنچے اسی کو اللہ تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا ہے فَلَمَّا سَأَلَىٰ آيِبُ بْنُ هَٰثِمٍ لَّا يُفَصِّلُ

إِلَيْهِ نَكَّرُ هُمْ وَأَوْحَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ترجمہ پھر جب دیکھا کہ اُنکے ہاتھ نہیں آتے
 کھانے پر اوپر ہی سمجھا اور دل میں اُن سے ڈرا جب فرشتوں نے معلوم کیا کہ ابراہیم علیہ السلام
 ڈر گئے ہیں تو انہوں نے اُنکو آگاہ کیا قال اللہ تعالیٰ شانہ لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَى قَوْمٍ
 لَّوْطٍ ترجمہ یعنی مت ڈر ہم بھیجے آئے ہیں قوم لوط پر اور اُس وقت حضرت سائری بھی اڑ میں کھڑی
 تھیں اور باتیں سن رہی تھیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مہمانوں کے پاس کھڑی تھیں اور بسبب
 بڑھاپے کے اب وہ کسی سے پردہ نہ کرتی تھیں اور یہی روایت صحیح ہے اس واسطے کہ سورہ زاریا
 میں واقع ہے فَاقْبَلْكَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ صَاغِرَةً یعنی پھر سامنے آئی اُسکی عورت بولتی بالجملہ
 فرشتوں کی باتیں سنکر ہنسن اور سبب ہنسنے کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کے ڈرنے پر ان کو ہنسی آئی یا کہ فرشتوں کو آدمیوں کی صورت میں دیکھکر ہنسن اور متعجب
 ہوئیں یا قوم لوط کی ہلاکت سے خوش ہوئیں کہ وہ اہل فساد اور نابکار قوم تھی بہر تقدیر
 جب حضرت سارہ ہنسنے لگیں تو فرشتوں نے حضرت اسمٰعیلؑ کی ولادت کی بشارت دی
 جیسا کہ سورہ ہود میں ہے وَامْرَأَتُهُ قَارِئَةٌ فَصَحَّيْكَتُ فَلَبِثْتَ نَاهِيًا اسْحَقُ وَرَمَتْ
 وَسَاءَ اسْحَقُ يَعْقُوبُ یعنی اُس کی عورت کھڑی تھی تو وہ ہنس پڑی پھر ہم نے خوشخبری
 دی اُس کو اسمٰعیلؑ کی اور بعد اسحاقؑ کے یعقوبؑ کی تخصیص بشارت کی حضرت سارہ کو
 یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ عورت کو خوشی اولاد کی ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد حضرت ماجدہ سے حضرت اسمٰعیلؑ ہو ہی چکے تھے حضرت
 سارہ کے اولاد نہ ہوئی تھی لہذا ان کی تخصیص ہوئی اور باتفاق مفسرین حضرت سارہ کی
 عمر اُس وقت اٹھانوے برس کی یا ننانوے برس کی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر
 ایک سو بارہ یا ایک سو بیس برس کی تھی اس باعث سے حضرت سارہ نے عادتاً گمانہ
 از روے انکار کہ اسے خرابی میں کیا جنونگی حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور یہ میرا خاوند بڑھایا تو
 ایک عجیب بات ہے قال اللہ تعالیٰ شانہ قَالَتْ أَلِدْتُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَذَا بَعْلِي

شَيْخَانِ هَذَا الشَّيْءِ كَعَجَبَتِكَ اور سورہ ذاریات میں ہے فَصَلَّاتُ وَجْهَهَا وَكَانَتْ
 عَجُوزًا عَقِيمًا ترجمہ پھر بیٹا اپنا ماتھا اور کہا کہ میں بڑھیا بانجھ بھی جنتی ہے۔ روایت ہے
 کہ جب حضرت سارہ متعجب ہوئیں تو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے گھر کی چھت
 تو دیکھو حضرت سارہ نے جو چھت کی طرف نظر کی تو درخت خرمائی لکڑیاں جن سے چھت پٹی
 ہوئی تھی ان کو سبز اور میوہ دار پایا حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ شانہ
 جو خالق ہے زمین و آسمان کا اس کے حکم پر تعجب کرتی ہو اللہ تعالیٰ شانہ فرماتا ہے فَكَانُوا
 أَتَعْجِبِينَ مِنَ آيَةِ اللَّهِ يَهَاتُ لَكُمْ وَهُوَ فرشتے قوم لوط علیہ السلام کے طرف چلے گئے اُس وقت
 عمر حضرت اسمعیلؑ کی چودہ برس کی تھی۔ اور قوم مجرّم کے ایک سردار نے کمال آرزو مند
 اپنی لڑکی سے آپ کا نکاح کر دیا تھا۔ حضرت اسمعیلؑ زبان عربی سیکھ کر نہایت تیز فہم اور فصیح
 ہو گئے تھے جب حضرت اسحق علیہ السلام سارہ کے بطن سے پیدا ہوئے تو فی الجملہ آپ کا رشک
 کم ہوا اور ان کی پرورش میں مصروف ہوئیں روایت ابن قتیبہ بیان کرتے ہیں کہ جب
 حضرت اسحق علیہ السلام پیدا ہوئے تو کنعانیوں کو بڑا تعجب ہوا کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کی زیادتی عمر سے اولاد ہونے کا یقین نہ تھا۔ اور حضرت اسحقؑ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 سے بہت مشابہ تھے جب جوان ہوئے تو دونوں میں کچھ فرق نہ معلوم ہوتا تھا تو خداوند عالم
 نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی محاسن شریف کو سفید کر دیا کہ باپ بیٹے میں تمیز پیدا ہو۔
 الغرض بعد پیدا ہونے حضرت اسحقؑ کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے
 پھر حضرت اسمعیل علیہ السلام کے دیکھنے کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی مگر مشروط
 کہ گھوڑے سے نہ اتریں اور وہاں شب باش نہ ہوں اور توقف نہ کریں چنانچہ حضرت ابراہیم
 علیہ السلام انہیں شرطوں کے بعد روانہ ہوئے جب مکہ معظمہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت
 اسمعیلؑ جوان ہو کر خانہ دار ہو گئے ہیں اور ان کی والدہ حضرت ہاجر نے انتقال فرمایا اور
 اسمعیل علیہ السلام شکار کو گئے ہیں اور ان کی معیشت یہی ہے کہ تیر و کمان سے شکار کرتے

کرتے ہیں اور آب زعفران سے پکا کر کھاتے ہیں اور رزاق مطلق نے انہیں اسی پر قناعت عطا کی کہ جب حضرت ابراہیم نے اُن کو نہ پایا تو اُن کی بی بی مسماۃ عمارہ بنت سعد جہمیہ کو دروازے پر بلا کے پوچھا کہ تمہارا شوہر کہاں گیا ہے اور کب آوے گا اُس نے کہا کہ جنگل کو بتلاش معیشت گئے ہیں شام تک آجائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کیفیت معاش استفسار فرمائی بی بی صفا نے کہا کہ بہت عسرت سے بسر ہوتی ہے نہایت تنگی و مشقت سے ایام گزرتے ہیں۔ اسکے سوا اور بھی شکایتیں کیں کہ حضرت کو برا معلوم ہوا آپ نے دل میں خیال کیا کہ اگر شام تک ٹھہرتا ہوں تو وعدہ خلافی ہوتی ہے اور مقصود بالذات احوال پرسی ہے حالات معلوم ہو چکے آپ نے باگ پھیری اور فرمایا کہ اپنے شوہر کو میرا سلام کہدینا اور یہ کہدینا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو بدل ڈالو یہ تمہارے لائق نہیں ہے اور روانہ ہو گئے اتنے میں حضرت اسمعیل علیہ السلام تشریف لائے تو دیکھا کہ دروازے پر انوار نبوت چمک رہے ہیں اپنی بی بی سے پوچھا کہ کوئی شخص یہاں آیا تھا اُس نے سب حالات مفصل بیان کر دیے حضرت اسمعیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ میرے والد بزرگوار تھے تمہاری شکایتوں سے ناخوش ہوئے لہذا میں نے اُنکے حکم کے موافق تمکو طلاق دی۔ بعد اسکے ایک دوسرے شخص نے قبیلہ جہم سے اپنی دختر نیک اختر آپ کو بیاہ دی درج الدرر میں ہے کہ حرث نامی سردار جہم نے اپنی دختر آپ کو دی اخبار الدول میں ہے کہ مضاض ابن عم رئیس نے مسماۃ رعلہ سے نکاح کر دیا اور صحیح نام اُس کا مالہ تھا۔ بعد مدت کے پھر حضرت ابراہیم نے بی بی سارہ سے اجازت چاہی اور کہا کہ پہلے جو میں گیا تھا تو اسمعیل سے ملاقات نہیں ہوئی تھی اب پھر میرا دل چاہتا ہے اگر کو تو دیکھ آؤں پھر حضرت بی بی سارہ نے بشرائط سابق اذن دیا چنانچہ آپ تشریف لائے اور اتفاق وقت پھر آپ سے ملاقات نہ ہوئی دروازہ پر بی بی کو بلا کر حالات پوچھے یہ بی بی بڑی شکر گزار اور قانع تھیں انہوں نے حضرت کی بڑی خاطر کی اور عرض کی کہ آپ تشریف رکھیں میں آپ کی خدمت کر دوں سروریش مبارک گرد آلود ہے اُسکی شست و شو

کہ دون آپ نے فرمایا کہ مجھے اُترنے کی اجازت نہیں ہے وہ بی بی گئین اور ایک بلند پتھر
 اٹھا لائیں اور رکاب کے نیچے رکھا اور اُس پر چڑھ کر مبارک حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا
 دھویا اور کنگھی کی اس حالت میں آپ احوال پرسی کرتے رہے اور آپ شکر گزاری کرتی
 رہیں یہاں تک کہ کیفیت معاش پر فوت آئی تو بی بی صاحبہ نے بڑی شکر گزاری اللہ تعالیٰ
 کی کی کہ بہت فارغ البالی سے بسر ہوتی ہے آپ نے دعائے خیر فرمائی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ
 شانہ تم کو گوشت اور پانی میں برکت دیگا حدیث شریف میں ہے کہ خاصیت اس دعا
 میں یہ ہے کہ جو کوئی مکہ معظمہ میں گوشت اور پانی پر قناعت کرتا ہے اُس کو غلہ وغیرہ کی حالت
 اصلا نہیں ہوتی اور طاقت اُسکی اپنی حالت پر رہتی ہے بعد اسکے حضرت ابراہیم علیہ السلام
 رات کے رہتے سے خوف کر کے رخصت ہوئی اور اپنی بہنو سے فرما گئے کہ جب اسمعیل آوین
 تو میرا سلام کہدینا اور یہ کہنا کہ تیرے دروازے کی سردل بہت اچھی ہے اس کی قدر کچھو حضرت
 اسمعیل علیہ السلام حسب دستور شکار کر کے تشریف لائے پھر وہی نور نبوت محسوس ہوا تو اپنی بی بی
 سے پوچھا آج کوئی یہاں آیا تھا وہ بولیں کہ ایک بزرگ تشریف لائے تھے اور اُن کی صورت
 ایسی تھی میں نے اُن کی بہت تواضع کی اور اُن کا سر دھویا لیکن وہ بزرگ گھوڑے سے
 نہیں اُترے اور میرے واسطے دعا کر گئے حضرت اسمعیل نے پوچھا کہ اُو کیا کہہ گئے وہ بولیں
 کہ تم کو سلام کہہ گئے ہیں اور یہ فرما گئے ہیں کہ تیرے دروازے کی سردل بہت خوب ہے
 اس کو غنیمت جان کر اچھی طرح رکھو حضرت نے فرمایا کہ وہ میرے والد بزرگوار تھے تمہارے حق میں
 سفارش فرما گئے ہیں جب اس معاملہ پر ایک مدت گزری تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
 حضرت سارہ سے فرمایا کہ میں دو مرتبہ گیا اور اسمعیل سے ملاقات نہو لی اب اجازت دو تو اسکو
 دیکھ آؤں اور وہاں چند روز رہوں کہ میرے قلب کی تسلی ہو حضرت سارہ نے اجازت دی
 حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے روانہ ہو کر مکہ معظمہ میں پہنچے کیا دیکھا کہ حضرت اسمعیل
 علیہ السلام زفرم کے پاس ایک درخت کے نیچے بیٹھے اپنے تیرون کو درست کر رہے ہیں حضرت

اسمعیل علیہ السلام نے دیکھنے کے ساتھ ہی اپنے پدر بزرگوار کو پہچانا اور بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے اور معانقہ کر کے شرط خدمت بجالائے اور دونوں باپ بیٹے ایسا روئے کہ انکے گریے بے اختیار پر پرندے بھی رونے لگے بعد اسکے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ خالق ارض و سموات نے اس جگہ عبادت خانہ بنانے کا حکم دیا ہے اور یہ کام میں اپنے ہاتھ سے کرونگا اگر تم بھی میری مدد کرو تو بہتر ہے حضرت اسمعیل علیہ السلام نے پوچھا کہ کمان بنائیگا فرمایا کہ اس تودہ پر جہان بیت المعمور تھا آپ نے عرض کی کہ اللہ کا حکم اور آپ کا ارشاد میرے سر آنکھوں پر ہے میں بیشک امانت کرونگا چنانچہ غزوة ذیقعدہ کو کعبہ شریف کی بنا شروع کی اور پیدھوین کو تمام کی اور اس طرح تعمیر کا کام ہوتا تھا کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام ہتھ لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بناتے تھے اُس وقت عمر حضرت اسمعیل علیہ السلام کی تیس برس کی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو تینتیس برس کی تھی حاکم نے بطریق صحیح اور بیہقی نے دلائل میں حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ بنانے کا حکم ہوا تو نہایت متردد تھے کہ کس طرح بناؤں مبادا کچھ کمی و زیادتی ہو جائے تو حق تعالیٰ نے سکینہ کو بصورت ہوائے سجدہ بھیجا کہ اُسکے دونوں طرف سر تھا وہ ہوا سے بدلی کی مانند خانہ کعبہ پر سایہ افکن ہوئی اور ٹھیری رہی حضرت کو حکم ہوا کہ اس سایہ کے موافق زمین پر خط کھینچ لو اور اُس خط پر بنیادیں اُسکی قائم کر لو اور وہ بنا بقول شارح حیرۃ الفقہ طول میں تیس گز اور عرض میں بیس گز تھی اور اتفاع میں نو گز۔ صاحب تفسیر حدادی لکھتا ہے کہ وہ ہوا مگر ٹی کے جالے کی طرح تھی اور مشہور تر یہ ہے کہ ایک ٹکڑا ابراہیم کا اوس مکان مقدس کے عرض و طول کے برابر ہوا میں کھڑا ہوا تھا اُس سے آواز آئی کہ میرے برابر مکان بناؤ اور یہی روایت کلبی سے معالم التنزیل میں لکھی گئی ہے اور ابوالشیخ نے تاریخ ارزقی میں اور کتاب العظمتہ میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے زمین پر گرے تو جناب الہی میں گزارش کی کہ میں اب فرشتوں کی

تبسج اور تبسلیل بنین ستا ہوں میرا دل پریشان ہے تو حکم ہوا کہ ایک گھر جہاں تجھ کو نشان
 دیا جاتا ہے بنا اور اُس کا طواف کیا کر اور اُسی کی طرف نماز پڑھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام
 پروردگار کا حکم لیکر آئے اور وہ جگہ بتلا دی۔ علما فرماتے ہیں کہ یہ مقام بیت المعمور تھا اور
 حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ تک زمین پر تھا طوفان کے وقت آسمان پر اُٹھا لیا گیا اور وہ
 ٹھیک بلندی فلک پر کعبہ شریف کے مقابل ہے اور ہر وقت فرشتے اُس کے طواف میں مشغول
 ہیں جیسے اسکا طواف انسان کرتے ہیں ایسا ہی حدیث معراج سے ثابت ہے علامہ ابن اثیر
 لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو میت الاحرام بنانیکی اجازت دی
 یعنی حکم ہوا مگر حضرت ابراہیم نے اس کام کو اپنی طاقت سے باہر پایا وہ کچھ سمجھتے ہی نہ تھے
 کہ مکان بنانے کا کیا طریقہ ہوتا ہے اور اس پیرانہ سالی میں یہ محنت کیونکر ہو سکیگی حیران تھے
 کہ کیا کرنا چاہئے اس لئے اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن پر سکینہ کو بھیجا۔ یہ سکینہ ایک خجوج ہوا تھی
 خجوج ہوا اُس کو کہتے ہیں جو دھیمی دھیمی چلے اُس کے دوسرے اُس کے ساتھ حضرت
 ابراہیم علیہ السلام چلے وہ ہوا چلتے چلتے اُس مقام پر آئی جہاں خانہ کعبہ ہے یہاں آکر وہ ہوا ایسی
 گول ہو گئی جیسے ڈھال گول ہوتی ہے پھر جہاں وہ ہوا ٹھہری اُس جگہ حضرت ابراہیم
 علیہ السلام کو مکان بنانے کا حکم ہوا۔ اور یہ بھی روایت میں ہے کہ کوئی شے ایسی بھیجی تھی
 جیسے ابر ہوتا ہے اُس کا سر تھا اُس نے آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہاتھیں کیں یہ روایت
 اور دوسری روایتیں اور لکھی گئی ہیں علامہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم مکان بنانے لگے۔
 اور حضرت اسماعیل علیہ السلام انہیں پتھر لا کر دینے لگے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی
 اچھا پتھر لاؤ تو میں اُسے رُکن کے طور پر زاویہ کی جگہ قائم کر دوں جو لوگوں کے لئے علامت ہو
 جبل البوقمیس سے آواز آئی کہ میرے پاس تجھے دینے کے لئے امانت رکھی ہے اور بعض
 کہتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر انہیں حجر اسود کی خبر دی تھی تو حضرت نے اُس
 پتھر کو لیا اور اپنے موقع پر رکھ دیا۔ اور یہ دونوں حضرات جب مکان بناتے تھے تو یہ کہتے جاتے

تھے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ اے پروردگار ہمارے تو ہماری طرف سے یہ نذر قبول فرما تو سب کی سنتا ہے اور سب کی نیتوں کو جانتا ہے۔ جب وہ عمارت بلند ہو گئی اور حضرت ابراہیمؑ کو پتھر اٹھانا مشکل ہو گیا تو وہ ایک پتھر پر کھڑے ہو گئے وہی مقام ابراہیمؑ ہے وہاں پر حضرت اسمعیلؑ انہیں پتھر دیتے تھے اور حکم خدا وہ بقدر ضرورت پست و بلند ہوتا جاتا تھا **فائدہ** راقم الحروف فقیر محمد اکبر ابو العالی دانا پوری مولف اس کتاب تاریخ عرب کا کہتا ہے کہ کعبہ شریف جتنا بلند اس وقت ہے اُتنا ہی بلند پہلے تھا مختلف اوقات میں جو تعمیریں اسکی ہوئی ہیں وہ دیواروں کی ہوئی ہیں بلندی میں اسکی کچھ کمی و بیشی نہیں ہوئی ہے اور وہ زمانہ جب حضرت خلیل اللہؑ نے اسکی تعمیر فرمائی ہے مکہ معظمہ ایک کف دست میدان تھا وہاں پاڑ باندھنے کے لئے سیکڑوں بانس اور بلیوں کی ضرورت تھی یہ سامان کہاں موجود تھا نہ بانس کے درخت نہ سیونکی دکان بازار ملک شام سیکڑوں کو س دور لاکھ اس بات کو ماننا پڑیگا کہ یا تو آسمان سے فرشتے نازل ہو کر آپ کی مدد فرماتے تھے یا وہ پتھر جسے مقام ابراہیمؑ کہتے ہیں گھسٹا بڑھتا تھا۔ پھر جب حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام تعمیر سے فارغ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ شانہ کا حکم پہنچا کہ لوگوں کو وہاں حج کرنے کے لئے اذان دین پکاریں حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے رب میرے آواز کہاں تک جا ئیگی حکم ہوا کہ تو اذان تو دے اُس کا پہنچنا تو ہمارے ذمہ ہے۔ اس واسطے انہوں نے اذان پکاری کہ لوگو اللہ تعالیٰ نے بیت اللہؑ کا حج تم پر فرض کیا ہے۔ یہ آواز آسمان زمین میں جتنی چیزیں ہیں یہاں تک اَصْلاب رجال اور ارحام نساء تک پہنچ گئی اور جنہیں اللہ تعالیٰ شانہ جانتا تھا کہ فلان فلان شخص قیامت تک حج کر نیگے اُن سب مومنین نے اُس کا جواب دیا اور کہا لبیک لبیک۔ حاضرین حاضرین۔ پھر وہ ترویہ یعنی پانی لانے کے لئے حضرت اسمعیلؑ کو لیکر نکلے اور منیٰ میں آکر وہ اور جو مسلمان اُنکے ساتھ تھے سب اترے اور وہاں ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشا کی نماز پڑھی پھر صبح تک سو رہے اور صبح کی نماز بھی اُن کے ساتھ پڑھی اور

عرفہ کو گئے اور وہاں اتنی دیر تک ٹھہرے رہے کہ آفتاب نیچے جھک گیا وہاں ظہر اور عصر کی نماز ملا کر پڑھی پھر عرفہ سے موقوف کی طرف گئے۔ جس پر امام کھڑا ہوا کرتا ہے پھر وہ اراک پر کھڑے ہوئے پھر جب آفتاب غروب ہو گیا تو خود بھی وہاں سے مزدلفہ کو چلے اور اپنے ساتھ کئی آدمیوں کو لے چلے وہاں مغرب اور عشا کی نماز ملا کر پڑھی پھر روشنی نکلنے تک قرح (پہاڑی) پر ٹھہرے رہے بعد ازاں وہ اپنے لوگوں کو لیکر چلے اس وقت وہ انہیں دکھاتے اور بتاتے جاتے تھے کہ وہاں کیا کیا کرین پھر انہوں نے کنکریاں پھینکیں اور انہیں قربان گاہ دکھائی پھر وہاں قربانی کی اور بال مندوائے اور بتایا کہ کیسے طواف کرتے ہیں پھر منیٰ کی طرف لوٹ کر آئے تاکہ انہیں کنکریاں پھینکنے کا طریق دکھا دیں بس حج سے فارغ ہو گئے اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت ہے کہ حج کرنے کا طریق حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتایا تھا اور آج تک وہی طریق جاری ہے کہ حسین ذرا بھی تغیر واقع نہیں ہوا ہے چونکہ یہ حج شعائر اللہ ہے لہذا اسکو تغیر نہیں اللہ کی سنت بدل نہیں سکتی وَلَٰكِنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبَدُّلًا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ یہ بیت اللہ جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا اُسی طرح پہلا آٹا تھا یہاں تک کہ اُرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پینتیس سال گزر چکے تھے کہ اس وقت قریش نے اُسی بنیاد اور اُسی ارتفاع پر از سر نو بنایا روایت ہے کہ جب سکینہ بصورت ابراہیم آیا اور اُس کا سایہ زمین پر پڑا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے زمین پر ایک خط کھینچ دیا کہ اُسی خط پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمین کھودنی شروع کی یہاں تک کہ بنار آدم علیہ السلام ظاہر ہوئی اور دونوں حضرات نے تعمیر کعبہ شریف شروع کی اور خالق ارض و سموات نے سات فرشتے اُن کی مدد کو بھیجے۔ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے واعدون کو کوہ حرا کے پتھروں سے اٹھایا اور فرشتوں نے کوہ سینا اور زینا اور جودی اور لبنان کے پہاڑوں سے پتھرا کر حضرت اسمعیل علیہ السلام کو دلے آپ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کو دیتے جاتے تھے آپ اُن پتھروں کو دیوار پر جاتے جاتے تھے حضرت ابو بکر
قطان فرماتے ہیں کہ اُس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام زبان سریانی بولتے تھے اور حضرت اسمعیل
زبان عربی اور باہم سمجھ لیتے تھے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے تھے ہب لی کیتا یعنی مجھے
پتھر دے اور حضرت اسمعیل علیہ السلام فرماتے تھے خذ الحجۃ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت
اسمعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کی زبان تو سریانی تھی اور یہ اُنہیں کی گود میں پلے وہ عربی
بالکل نہ جانتی تھیں تو حضرت اسمعیل کا سریانی زبان جانتا تو مسلم ہے مگر حضرت ابراہیم
علیہ السلام کا عربی جانتا البتہ مشتبہ ہے صرف حضرت اسمعیل علیہ السلام کا سریانی جانتا کافی ہے
وہ اپنے والد ماجد کو سمجھا دیتے ہونگے۔ بعض روایات روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام
گاہ بنا تے تھے اور کوہ البقیس اور حرا اور لبنان سے پتھر لاتے تھے اور اپنے والد ماجد کو دیتے
تھے یہاں تک کہ دیوارین قد آدم بلند ہو گئیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلند چیز کی حاجت
ہوئی کہ اُسپر چڑھ کر بنائیں حضرت اسمعیل علیہ السلام کسی بلند پتھر کی تلاش میں جبل ابوقیس کی
طرف چلے راستے میں حضرت جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اُنہوں نے آپ سے کہا کہ
بین بڑے بڑے دو پتھر آپ کو بتاتا ہوں یہ وہ پتھر ہیں کہ جس کو حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے
لائے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کے وقت اس پہاڑ میں رکھ دئے گئے تھے
ان کو لیجائیے ایک تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کو دیکھے اور دوسرا دروازے کے
دامین طرف لگا دیجئے کہ جو کوئی اس گھر میں آئے اول اسکو بوسہ دے چنانچہ حضرت اسمعیل
علیہ السلام نے دونوں پتھر لئے اور چلے حضرت جبریل علیہ السلام بھی آپ کے ساتھ آئے اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو دوسرے پتھر جانے کی تدبیر بتا گئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسی طرح
جمادیا یہ وہی پتھر ہے جب کا نام حجر اسود ہے اور اب تک اُسی جگہ ہے اور دوسرے پتھر چڑھ کر
اب بیت اللہ کی تعمیر کرنے لگے وہ ایسا نرم ہو گیا کہ حضرت کے پاسے مبارک کی انگلیوں کے
نشان اُسپر پڑ گئے اور اُس پتھر میں اللہ تعالیٰ شانہ نے کرامت دی تھی کہ وہ گھٹ بڑھ جاتا تھا

پھر کسی دوسرے بلند چہر کی حاجت نہ ہوئی اور حجر اسود کی روشنی ایسی پھیلی کہ بیت اللہ کی چاروں
سمتیں روشن ہو گئیں بلکہ اُسی روشنی سے حد حرم معین ہوئی اور بعد فقیر حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے حد حرم کا ایک نشان کر دیا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ رکن و مقام دونوں بہشت کے
یا قوت ہیں نور ان کا زائل کر دیا گیا ہے اگر نور باقی رہتا تو مشرق سے مغرب تک انہیں کا نور ہوتا
اور یہ بھی صحیح حدیث میں ہے کہ حجر اسود جب بہشت سے آیا تھا تو نہایت سفید تھا گنہگاروں
کے ہاتھوں سے سیاہ ہو گیا ہے **فائدہ** اس حدیث میں ایمان کا امتحان مراد ہے اگر کمال
الایمان ہے اُس حجر کا بوسہ دینے والا تو اُسے حجر مبارک بے تردد و بے تامل قبول کر لیتا ہے
اور اگر ضعیف الایمان ہے تو تردد کرتا ہے اور کافر سے انکار کرتا ہے حضرت شیخ عبدالحق
محدث دہلوی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کوئی بات ایسی نہیں جو دلیل
قاطعہ کے مخالف ہو اور ظاہر حدیث میں تاویل کرنا پڑے اور یہ قول اہل ضلالت کا ہے کہ بہشت
اور جو کچھ اُس میں ہے جو اہرات وغیرہ سے مخالف ہیں اُن چیزوں کے جو اس عالم فانی میں
مخلوق ہوئے ہیں یعنی جو بہشت کی چیزیں ہیں اُن کو زوال و فنا نہیں اور حجر اسود کو خود آفتاب
قراصلہ اور ملاحدہ سے پہنچیں کہ ٹوٹ گیا اور ہنوز اثر اُس کا باقی ہے جو اب اس کا یہ ہے کہ
حجر اسود اس عالم میں آتے ہی متغیر ہو گیا جیسے حضرت آدم علیہ السلام کی وہ صورت اور
قد و قامت دنیا میں آکر باقی نہ رہا جیسا کہ بہشت میں تھا اور یہاں پہنچتے ہی گرسنگی اور تشنگی
اُن پر غالب ہو گئی حتیٰ کہ اپنی عمر کا زمانہ تمام کر کے انتقال بھی فرما گئے یہ اُمور سب مخالف
دارالبحران کے ظاہر ہوئے یہی حال حجر اسود کا ہو لہذا اعتراض معترض محض نادوست ہے
روایت مشہور یہ جو اسلئے عام پر ہے کہ حجر اسود میں کچھ سفیدی باقی ہے وہ بھی زائل
ہو جائیگی تو زمانہ قیامت بہت قریب ہو گا بلکہ قیامت ہی آجائیگی اسکی تائید میں حضرت شیخ
عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ فقیر اس بات میں متغیر تھا

بیان تک کہ میں نے تاریخ مکہ میں دیکھا کہ ابن جبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حجر اسود میں کئی نقطے سفید چھوٹے چھوٹے دیکھے تھے ۹۷۰ ہجری میں اُن کی وفات ہوئی ہے۔ اور فقیہ سلیمان عسقلانی نے اپنی مناسک میں بیان کیا ہے کہ میں نے حجر اسود میں تین جگہ سفیدی دیکھی بعد اُس کے دیکھا تو ہر وقت کم ہوتی جاتی تھی فقیر محمد اکبر ابو العلانی مولف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ جب گناہوں کا اثر دل کی روشنی پر ہوتا ہے تو اُس بہشتی حجر پر ہونا بعید از قیاس نہیں ہے تھوڑی سی نافرمانی نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے بدن کو سیاہ کر دیا تھا جب بعض کم روزے اُن کو بتائے گئے تو وہ سیاہی دفع ہوئی دیکھ لیجئے ایک گنہگار نافرمان آدمی کا چہرہ اور زاہد و مہربان شخص کا منہ روز روشن اور شب تار کا فرق معلوم ہوتا ہے اگرچہ گنہگار گورہ اور زاہد سا نولاہی کیونکہ نہ ہو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا رنگ سا نولا تھا مگر تمام ماہر و یانِ عجب کی جان تھے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال آج تک ضرب المثل ہے جس مسلمان کا جمال منور ہوتا ہے اُس سے صحابہ رسول اللہ کے جمال سے مثال دیجاتی ہے۔ فقیہ سلیمان عسقلانی کی شہادت رویت بھی بہت قریب زمانہ کی ہے یعنی ششم ہجری کی ہزاروں گنہگاروں کے ہاتھوں نے اُسے مس کیا اور ہمیشہ مس کرتے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری ہے کہ تا تک اثر ہوگا الصَّحْبَةُ مُتَأَثِّرَةٌ ۷۷

صحبتِ سفلیہ جو انگشتِ نمائید نقصان گرم سوزِ بدن و سرد کند جامہ سیاہ

قالہ۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف بنایا تو ارتفاع اُس کا نو گز تھا۔ رکنِ شامی شمالی سے۔ رکنِ حجر اسود شرقی تک ۳۳ گز۔ اور رکنِ حجر اسود شرقی سے۔ رکنِ یمانی جنوبی تک بیس گز۔ رکنِ یمانی جنوبی سے رکنِ عراقی غربی تک اکتیس گز۔ رکنِ عراقی غربی سے رکنِ شامی شمالی تک چوبیس گز۔ اور دروازہ کعبہ کا زمین سے ملا ہوا تھا اور اُس میں کوڑا نہ تھے۔ شیخ حمیری نے دروازہ میں کیواڑ اور قفل اور زنجیر لگائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دائیں طرف ایک حفرہ کھودا تھا کہ از قسم ندور و ہدایا جو

آئے بطور خزانہ اسمین جمع رہے یہ بات معلوم ہوئی کہ چار دیواری اور سقف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنائی حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں صرف ایک بلند بنیاد تھی اور اُسپر باقوت حجرات کا ایک مکان بطور خیمہ تھا جب کا نام بیت المعمور ہے روایت کرتے ہیں کہ بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عمالقہ اور جرہم نے کعبہ کو بنایا۔ اور بعد اُسکے قصی ابن کلاب نے بنایا اور چھت کو گول کی لکڑیوں سے پاٹا اور خرے کی لکڑیوں کے تختے بنا لئے اُسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وقت میں قریش نے پھر بنایا چنانچہ اُسی زمانہ میں حجر اسود کے رکھنے میں باخود مانزاع واقع ہوئی اُس کا فیصلہ یوں ہوا کہ اول جو شخص قبیلہ بنی ہاشم کا کل صبح کو دروازہ بنی شیبہ سے حرم میں داخل ہو اُسے حکم بناؤ وہ جو فیصلہ کر دے اُسپر سب رضامند ہوں چنانچہ اول اُس دروازے سے حضور پر نور سرور عالم سیدنا محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے سبہوں نے حضرت کو حکم مقرر کیا آپ نے حکم دیا کہ ایک چادر لاؤ اور اُسے بچھا کر اُسپر اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو رکھا اور حکم دیا کہ قبیلہ کا سردار اس چادر کا گوشہ پکڑ کر اٹھائے اور موضع حجر اسود تک لائے وہاں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے رکھ دیا اور پتھروں سے وصل فرما دیا اُس وقت عمر شریف ہمارے حضور پر نور کی بیٹھیس برس کی تھی روایت کی ہے تھراویوں نے کہ جب قریش نے خانہ کعبہ کی بنا کی تو باخود مشورہ کیا کہ جس قدر روپیہ اسمین صرف ہو وہ سب مال حلال سے ہو کوئی مشتبہ رقم اسمین صرف نہ ہو غرض کہ اس اہتمام سے از سر نو خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی اور اس تعمیر میں کئی نئی چیزیں زیادہ کی گئیں اول یہ کہ کئی گز زمین اور نئی حطیمین داخل کر لی گئی دوسرے یہ کہ دروازے کو زمین سے بہت بلند کر دیا تیسرے یہ کہ کعبہ شریف کے اندر دو صفین ستونوں کی قائم کر دیں چوتھے یہ کہ بلندی خانہ کعبہ کی باہر سے بڑھا دی کہ نو سے اٹھارہ گز ہو گئی پانچویں یہ کہ کعبہ کے اندر رکن یمانی کے متصل ایک زینہ بنایا کہ اوسے سے سقف کعبہ پر جاتے ہیں اندر اُسکے تین ستون ہیں دو صلبوہر کی لکڑی کے اور ایک ساج کی

لکڑی کا یہ دریائی ستون ہے اور چھت میں اُسکی اٹھارہ کڑیاں ساج کی بہن صحیح بخاری
 و دیگر کتب احادیث میں روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ
 صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کعبہ شریف کے قریب لیجا کر فرمایا دیکھو قریش نے جب کعبہ شریف
 کو بنایا تو قواعد ابراہیمی میں اختصار کر دیا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
 التماس کیا کہ یا رسول اللہ آپ اسکو تمام کرین فرمایا کہ یہ قوم نو مسلم ہے اگر میں اسکو پھر گرا کر
 بناؤں تو یہ طعن کریں گے کہ اپنی طرف سے اور زمین داخل کر دی اگر یہ خیال نہ ہوتا تو میں بناتا
 اور اسکے دروازے کو زمین سے ملا دیتا اور دو دروازے ایک در جانب مشرقی اور ایک در
 جانب غرب لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اسکی نوبت نہ آئی مگر اسی
 حدیث کے مطابق حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں بنایا اور بنار
 ابراہیمی قائم کی اور بدعات جاہلیت سب مٹا دیں اور حطیم کو خانہ کعبہ میں داخل کیا اور دو دروازہ
 کر دیا اور طول و وسوئیس گز کر دیا اور بجائے گلاب کے ورس کے خوشبودار چیز ہے کام میں لائے
 اور اندر اور باہر مشک و عنبر سے کھنکھل کی اور دیباچ کی پوسس پہنائی اور ستائیسویں حبیب
 کو ستلہ ہجری میں تمام ہوئی بعد اسکے حجاج نے اپنے وقت میں عبدالملک کے اشارے
 سے جانب مشرقی کو گرا کر بنیاد قریش پھر قائم کی اور زمین کعبہ پتھروں سے بھر دی اور دروازہ
 مشرقی کو بلند کیا اور دروازہ غربی کو بند کیا اور کچھ اصلاح نہ کی یہ بنائے ہجری میں واقع
 ہوئی اُس وقت سے تا عہد سلطان مراد تجدید نہیں ہوئی مگر ملوک اور سلاطین نے کچھ
 ترمیم اور اصلاح بنار حجاج میں کی تھی سلطان مراد نے پھر بنایا اور سوائے حجر اسود کے باقی
 سب کو گرا دیا یہ عمارت سنہ ۱۰۰۰ ہجری میں واقع ہوئی اور اب تک وہی عمارت باقی ہے اس وقت
 کہ مجھے تاریخ عرب لکھنے کا شرف حاصل ہے الحمد للہ علی احسانہ اس آخر تعمیر کو دو سو اٹھ
 برس ہوئے ہیں دیکھئے اب کس بادشاہ سے اللہ تعالیٰ شانہ اپنی بیت مکرّم کی تعمیر کی
 مبارک خدمت لیتا ہے۔ میں جب شرف داخل کعبہ شریف سے مشرف ہوا ہوں تو اُس دروازہ

جو بند کر دیا گیا ہے سنگ مرمر پر سلطان مراد کا نام اُبھرے ہوئے حروف میں لکھا ہوا دیکھا
 بادشاہی تو کچھ ایسی فخر کی چیز تھی مگر یہ نام البتہ عزت و فخر کا سبب ہوا اُس بادشاہ کی روح کو
 جس قدر ناز ہو زیبا ہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ فضائل مکہ
 میں تحریر کرتے ہیں کہ کعبہ معظمہ میں کسی طرف دیوار نہ تھی جیسا کہ اب چاروں طرف احاطہ کھینچا
 ہے اور حرم کے گرد اگر دو لوگوں کے گھومتے کہ وہ مانند دیواروں کے محیط تھے اور گھروں میں
 راہیں تھیں کہ انہیں راہوں سے حرم میں آتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 اپنی خلافت میں وہ سب گھر خرید کر کے کھدوا ڈالے اور اُسکی زمین حرم میں داخل کر کے حرم شریف
 کو فراخ کیا پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو اٹھائیسویں
 برس ہجرت سے جس قدر آؤں گھر باقی تھے اُن کو بھی خرید کر کے اُن کی زمین حرم میں داخل
 کر دی کہ نہایت کشادہ ہو گیا پھر ۱۷۰ ہجری میں حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما نے بہت گھر ارزان اور گران قیمت کو خریدے اور سب کو اگر زمین اُس کی
 حرم میں داخل کر دی بعض مکان ساٹ ساٹ ہزار دینار کو خریدے بعد اسکے عبدالملک ابن
 مروان نے حرم شریف کو بہت خوبصورتی سے تعمیر کیا لیکن اُس نے کچھ زیادہ نہیں کیا صرف
 دیواروں کو بلند کیا اور سقف خانہ کو ساج کی لکڑیوں سے بٹوایا اور قندیلین اُسین لٹکائیں
 بعد اسکے ولید ابن عبدالملک نے کچھ زیادہ کیا اور بعضے ستون سنگ رخام سے بنوائے۔ پھر
 منصور ابن جعفر نے کچھ زیادہ کیا پھر دوسرے مہدی ابن منصور نے کچھ زیادہ کر کے حرم کو
 تعمیر کیا (اول ۱۹۰) ایک سو ساٹھ ہجری میں دوسری بار (۱۹۱) ایک سو سترہ ہجری میں
 اور ۱۹۲ ہجری میں اُس نے وفات کی اُس کی عمارت آج تک قائم ہے کذا ذکرہ النووی فی
 سناسمکہ سحر العیون کا مصنف لکھتا ہے کہ زیادت مہدی مشہور بہ باب النذاہہ ہے اور طول
 دروازہ کعبہ کا چہ گز اور ثلث اور نصف سدس گز کا ہے اور عرض چار گز کا ہے اور وہ دروازہ
 دیوار شرقی میں ہے اور ساج کی لکڑیوں کے تختوں کا ہے اور نقرہ خالص کے تختے نقری

بیخون سے اُسپر جڑے ہیں اُس سے کمال استحکام ہو گیا ہے اور آستانہ کعبہ کی بلندی زمین
 سے ساڑھے چار گز ہے اور پر نالہ کعبہ شریف کی چھت کا جسکو میزاب الرحمة کہتے ہیں دریا
 رکن عراقی اور شامی کے واقع ہے اور حجرہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا اُسی کے نیچے ہے اور
 حجر اسود کی بلندی زمین سے دو گز اور نصف وسدس گز سے کچھ زیادہ ہے اور عرض اُس
 مقدار کا جسکے عمق میں حجر اسود ہے ایک وجب چار اُگل ہے **فائدہ**۔ حافظ الحجاز
 نفی الدین فارسی تاریخ مکہ میں لکھتے ہیں کہ دس بار کعبہ بنا ہے اوّل بنائے ملائک۔ دوم
 بنائے آدم۔ سوم بنائے بنی آدم چہارم بنائے ابراہیم۔ پنجم بنائے عالف۔ ششم بنائے جرهم
 ہفتم بنائے قحط۔ ہشتم بنائے قریش۔ نهم بنائے عبداللہ ابن زبیر دہم بنائے حجاز۔
 قشاوہ کے روایت ہے کہ قبل از اسلام یہ عادت تھی کہ مقام ابراہیم سے کوئی ہاتھ نہیں
 لگاتا تھا اس وقت یہ بات رائج ہے اور جو لوگ قبل از عہد اسلام دیکھ چکے تھے وہ بیان
 کرتے ہیں کہ دونوں پاؤں کی انگلیوں کے نشان اُس میں موجود تھے اب ہاتھوں کے
 لگانے سے وہ نشان بخوبی ظاہر نہیں ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے عبداللہ ابن زبیر سے
 نقل کیا ہے کہ جب عبداللہ ابن زبیر نے لوگوں کو دیکھا کہ مقام ابراہیم کو ہاتھ سے چھوتے ہیں
 تو آپ نے منع کیا اور کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے یہاں نماز پڑھنے کو فرمایا ہے کہ مسح کرنے کو۔
 بیہقی نے اپنے سنن میں روایت کی ہے کہ یہ پتھر جو مقام ہے زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اور زمانہ خلافت حضرت صدیق اکبر تک کعبہ کے متصل تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
 خلافت میں سیل اُمّ نہش سے بہہ کر اپنی جگہ سے ہٹ گیا جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 خود تشریف لائے تو اُسکو اٹھا کر جہاں تھا پھر رکھا اور گرد اُسکے اوپر پتھر رکھو ادے تاکہ جنبش
 نہ کرے چنانچہ اب تک اُسی جگہ پر ہے خلیفہ ہارون رشید نے اپنی سلطنت کے زمانہ میں
 حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اگر ارشاد ہو تو میں پھر حضرت عبداللہ ابن زبیر
 کی بنا پر بیت اللہ شریف کو بناؤں آپ نے فرمایا کہ اگرچہ یہ حدیث صحیح ہے اور عمل اُسکے مطابق

عین اتباع ہے لیکن مصلحت نہیں کہ بار بار کعبہ شریف کو اگر اُس کی تعمیر اور تبدیل کی جائے
 اس واسطے کہ بیت اللہ شریف باز پچہ سلاطین ہو جائیگا اور ہر بادشاہ اپنے عہد سلطنت میں یہی
 کام کیا کریگا پھر یہی رسم پڑ جائیگی اور مفسدہ عظیم ہوگا اور جس جگہ مصلحت مفسدہ پیدا کرے
 تو رعایت دفع مفسدہ کی مقدم ہے اور اُس مصلحت سے دست بردار ہونا چاہئے۔ کیا اچھی
 تقریر ہے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی واقعی مجتہد کی ایسی ہی رائے ہونی چاہئے
 بادشاہ بھی اس رائے کو مان گیا اور اُن کے ارشاد کی تعمیل کی اور تعمیر کعبہ کے خیال سے باز آیا
قائدہ بعض مقام پر جو کلام الہی میں اس گھر کی نسبت اللہ کی طرف واقع ہے جس طرح
 طہر بیٹی لفظ یقین۔ یعنی پاک رکھ میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لئے۔ اسکے
 کیا مطلب ہیں اگر نسبت خالقہ مراد ہے تو سب مکانات میں یہ اضافت لگ سکتی ہے۔ اور اگر
 نسبت سکونت اور بود و باش کا خیال ہے تو ذات پاک الہی اس سے منزہ ہے۔ اور اگر اس
 لحاظ سے ہے کہ اس مکان میں اُس کی عبادت کی جاتی ہے اور شان معبودیت اس مکان سے
 ظاہر ہوتی ہے تو اور معابد سے اس سے کیا فرق ہے ہر مقام پر اُس کی شان کا ظہور ہے
 بتوں کی صورت بتوں کی صورت بہ نسبت خالی مکان کے زیادہ تر دلچسپ ہے اور طالب حق اپنے
 شوق کو ہر مقام پر ظاہر کر سکتا ہے **الجواب** سبب اختصاص کا یہ ہے کہ اللہ کے حکم سے
 عبادت اور شوق طلب کے واسطے بنایا گیا ہے اور کسی طرح کا علاقہ مخلوقات سے نہیں رکھتا
 اور معابد کفار بحکم خدا نہیں قائم ہوئے کوئی کافر اپنے معابد کی یہ سند نہیں پیش کرتا کہ فلاں
 تیرے خاص خدا کے حکم سے بنا اور بڑی دلیل اسکی یہ ہے کہ ہر تیرے پتھر یا سونا یا چاندی کی
 صورتوں سے بھرا ہے اگر اُس بچوں و بے چگون بے شبہ و بے نمون کے حکم سے بنا تو منسا
 ہونے والی اور مٹنے والی اور بگڑنے والی صورتوں سے پاک ہوتا جیسے بیت اللہ شریف ابتداء
 تعمیر میں صورتوں کے ہیوم سے پاک تھا اور پھر جب حضور پر نور کا زمانہ آیا اور مکہ فتح ہوا تو سب سے
 پہلا کام آپ کا یہی تھا کہ بت اُس میں سے نکالے گئے اور جو نقصا ویر کہ دیواروں پر تھیں وہ پانی

سے دھودی گئیں لہذا اس مقام متبرک کو اور معاہدے سے مطلق نسبت نہیں ہے اسکی غرض یہ ہے کہ غیر اللہ کا سجدہ حرام ہے اور معاہدہ کی غرض یہ ہے کہ بتوں کو سجدہ کیا جائے۔ بہین لغاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ ارباب تحقیق فرماتے ہیں کہ قبلہ بنانے کے واسطے دو چیزیں لازم ہیں اول یہ کہ حکم خدا سے ہو اسواسطے کہ نسبت ظہور الہی ہر جگہ پر ہے لیکن اُس کے شیون مختلف ہیں جس شان کا ظہور ہے اُسی شان کی تجلی وہ کریگا اور عارف و یساہی لطف اٹھائیگا مثلاً کوئی عارف شراب خانے میں جلے تو وہاں اُسی کے متعلق حظ اٹھائیگا انکو کا خیال کرے گا کہ جب یہ عرق خوشون میں تھا تو بے اختلاف ہر شخص کا کام وہاں اس سے شیریں ہوتا تھا اور بدن میں پھنچ کر پاک خون پیدا کرتا تھا اور اب ایک ذرا سے خفیف جوش میں اس کی حیالت ہو گئی کہ مزیل عقل و ہوش ہو گیا کوئی عارف وہاں جا کر نماز نہ پڑھے گا لہذا ظہور عام عقلاً بالاجماع توجہ عبادت کا صحیح نہیں ہوتا۔ پس عبادت کے واسطے ظہور خاص کی ضرورت ہے اور اس ظہور کے اسرار عقول امت سے خارج ہیں جبکہ شارع علیہ السلام مطلع نہ فرمائے پس ارشاد شارع اور تعلیم شریعت کی ضرورت ہے اور بڑی ضرورت ہے۔

محال است آنکہ بے علم شریعت	کثایت بتوراہ طریقت
----------------------------	--------------------

دوسرے یہ کہ مکان عبادت کو مخلوق سے کسی طرح کا علاقہ نہ ہو والا نہ توجہ کے وقت شاہ متبرک شامل ہو جائیگا اور توجہ صرت باقی نہ رہیگا اسی وجہ سے قبور انبیا اور اولیا و اشجار و آتش و آب و نجوم وغیرہ کا قبلہ بنانا ممنوع اور حرام ہے اور معاہدہ کفار ان صفات سے خالی ہیں۔

آب میں بطور اختصار فرائض و واجبات حج کے بیان کرتا ہوں بیت اللہ شریف کی فضیلت کی حدیثیں اس کتاب کے حصہ اول میں لکھی جا چکیں اور وہ چھپرک شائع بھی ہو گئی ہے شائقین اسکا ملاحظہ کیا پائیں تو شہر اکبر آباد سے طلب فرمائیں

فرائض و واجبات حج

اگرچہ فرائض و واجبات حج کتب فقہ و حدیث میں بتفصیل تمام تحریر کئے گئے ہیں لیکن بقدر ضرورت

یہاں پر بالا اجمال ضرور ہے **فرائض حج تین ہیں**۔ احرام باندھنا۔ وقوف عرفہ اگرچہ ایک ہی سہا ہو۔ طواف الزیارہ۔ انہیں سے اگر ایک بھی ترک ہوگا تو حج نہ ہوگا۔ اور واجبات میں اختلاف ہے۔ یعنی بعض کے نزدیک پچیس اور ایک جماعت کے نزدیک اٹھارہ ہیں۔ وقوف مزدلفہ۔ سعی بین الصفا والمروہ۔ رمی جمار۔ طواف الصفا یعنی رخصت مسافر کے لئے سر منڈانا پورایا بال کتروائے میقات سے۔ احرام باندھنا۔ عوفات میں غروب تک ٹھہرنا۔ طواف حجر اسود سے شروع کرنا۔ طواف دائیں طرف سے کرنا۔ اور اگر عذر نہ ہو تو پیادہ طواف کرنا۔ دوڑ میں پیادہ ہونا اگر عذر نہ ہو۔ ایک بکری ذبح کرنا قرآن اور تمتع کرنے والے کو۔ ستر عورت کرنا طواف میں۔ سعی میں صفا سے سعی شروع کرنا۔ سات مرتبہ طواف کر کے دو رکعت نماز پڑھنا۔ کنکریان مارنا۔ ترتیب ذبح میں کرنا یعنی قربانی کے دن اول کنکریان مارے پھر ذبح کرے پھر سر منڈائے اور عورت صرف بال کترائے۔ طواف الزیارت صرف قربانی کے دنوں میں کرنا اور بیت اللہ کا طواف مع حطیم کے کرنا۔ اور قاعدہ معرفت واجب کا یہ ہے کہ جس کے ترک کرنے سے ذبح کرنا لازم آئے وہ واجب ہے اور سوائے فرض واجب کے اور جو کچھ کام میں وہ سنت ہونگے یا مستحب۔ جیسے خرچ میں کٹائش کرنا۔ اور با طہارت رہنا۔ اور گالی اور غیبت سے باز رہنا۔ اور والدین اور وائیں و ضامن سے اجازت سفر کی لینا اور مسجد میں دو رکعت نماز پڑھکر دوستوں سے رخصت ہونا اور ان سے اپنی تفصیلات معاف کرانی اور اپنے حق میں استدعا یعنی طلب دعا کرنی اور بروز پنجشنبہ سفر کرنا اور چلتے وقت کچھ خیرات کرنا۔

اور پوشیدہ نہ رہے کہ ایام حج کے شوال و ذیقعدہ و عشرہ ذیحجہ میں ان دنوں سے پیشتر احرام باندھنا مکروہ ہے۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ عمرہ کرنا سنت موکدہ ہے۔ اور تعریف عمرہ یہ ہے کہ احرام سے طواف اور سعی بین الصفا والمروہ ادا کرے اور عمرہ تمام سال درست ہے مگر عرفہ سے تیرہویں ذیحجہ تک مکروہ تحریمی ہے۔ اور مواقع احرام کے پانچ ہیں یعنی وہ مکان جہاں سے مکہ جانو آئے کو بدون احرام جانا درست نہیں ہے۔ مدینہ والوں کا میقات ذوالخلیفہ ہے اور عراق والوں کا

ذات عراق اور شام کے لوگوں کا جحفہ۔ اور نجد والوں کا فرق۔ اور یمن والوں کا یلم۔ اور
 ہند والوں کا بھی یلم ہی ہے اسلئے کہ ہند کے جہاز میں ہو کر جاتے ہیں۔ پس ان مکاتوں سے
 تاخیر احرام حرام ہے لیکن تقدیم درست ہے اور مکہ والے احرام حرم سے کریں اور احرام عمرہ
 مسجد تنعیم سے اور طریق احرام یہ ہے کہ وضو کرے اور اگر غسل کرے تو مستحب ہے اور سر کا
 منڈوانا اور مونچھ کتر وانا اور ناخن کتر وانا اور پاکی لینا بھی ادب ہے اور اگر سر پر بال ہوں تو
 کنگھی کرے پھر تہجد جدید باندھے اور چادر اوڑھے اور اگر تہجد اور چادر پرانی ہو تو دھو ڈالے پھر
 بدن میں خوشبو لگائے اگر میسر ہو اور دو رکعت نماز پڑھے پھر صحن حج کا ارادہ کرنے والا یوں کہے
 اللہم اِنِّی اَرِیدُ الْحَجَّ فَبَسِّرْ لِّیْ وَتَقْبِلْهُ مِنِّیْ اور اس طرح کہے لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ
 لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَجَّ وَالنَّمْعَةَ لَكَ وَالْمَلَأْتَ
 لَا شَرِيكَ لَكَ اس لبیک سے کوئی لفظ کم کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کوئی مناسب جملہ
 زیادہ کرے تو مضائقہ نہیں۔ جب یہ جملے ادا کر چکا تو محرم ہوا۔ اب بچنا چاہئے جماع سے اور
 عورتوں کے نزدیک جماع کی باتوں سے اور گناہ سے اور رفقا سے لڑے جھگڑے نہیں اور
 شکار خشکی میں نہ کرے نہ اشارہ کرے نہ بتاوے مگر صید بجز۔ اور خوشبو نہ لگاوے اور ناخن نہ تراشے
 اور منہ اور سر نہ چھپائے اور موے سر و ریش خطمی سے نہ دھوئے اور موے بدن نہ کترے نہ نکھائے
 نہ کتروائے نہ مونڈے اور کترے پانچ ماہ قبل پگڑی موڑے رنگین خوشبو دار کپڑے نہ پہنے لیکن جام
 کرنا اور سایہ عاری و خانہ میں ہونا درست ہے اور ہمیانی دوختہ کمر سے باندھنا جائز ہے ایسی طرح
 ہتھیار باندھنا انگشتی پہننا قصہ لینا مرہم پٹی کرنا سترہ بے خوشبو کا لگانا اور سرو بدن کھانا
 اسطرح کہ بال نہ ٹوٹے جو نہ جھڑے درست ہے۔ اور محرم کو لازم ہے کہ ہمیشہ لبیک کہتا کرے
 جب تک وہ احرام میں ہے۔ اور جب کہ معظمہ میں داخل ہو تو دن کو باب السلام سے لبیک
 کہتا ہو انہایت عاجزی سے مسجد حرام میں جائے۔ اور سنت ہے کہ غسل کرے اور جب
 بیت اللہ پر نظر پڑے تین بار اللہ اکبر کہے اور کلمہ توحید پڑھے پھر سیدنا حجر کی طرف جائے اور

اللہ اکبر کہے اور کلمہ پڑھے اور نماز کی طرح رفع یدین کرے یعنی دونوں ہاتھ بلند کرے اور حجر اسود کو
 کھنڈست سے مس کرے اور چومے بشرطیکہ کسی کو تکلیف نہ ہو ورنہ دوسری سے اشارہ سے
 شرط اسلام بجالائے اور اگر اجوم کی وجہ سے یہ بھی میسر نہ آئے تو حجر کے روبرو ہو کر اللہ اکبر کہے اور
 کلمہ پڑھے اور حمد الہی کرے اور درود پڑھے۔ پھر طواف القدوم شروع کرے کہ مسافر کے لئے سنت
 ہے اس طرح کہ حجر اسود سے اپنے دائیں طرف کو جدھر بیت اللہ کا دروازہ ہے طواف شروع
 کرے اس طور سے کہ چادر کو بغل راست کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈالے اور
 بیت اللہ کا طواف مع حطیم کرے سات بار اور اوّل تین طوافوں میں اگر ٹکے دوڑے اور
 دونوں مونڈھے ہلاوئے گھٹیں طرح غازی صف جنگ میں چلتے ہیں اور جب طواف کرنا ہو ا
 حجر اسود کے پاس آوے تو اُس کو مس کرے اور ہاتھوں کو چومے اور طواف ختم کرے اور رکن
 یمانی کا چھونا طواف میں مستحب ہے پھر دو گانہ طواف مقام ابراہیم میں یا میزاب رحمت کے نیچے
 یا حرم ہی میں ادا کرے یہ نماز امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہے اور امام شافعی رحمۃ
 علیہ کے دو قول ہیں ایک سنت دوسرا فرض لیکن پڑھنا اس دو گانہ کا اس طرح چاہئے
 کہ کوئی پتھر سامنے امام کی جگہ پر ہو اسی لئے ان دونوں مقام کی خصوصیت کی گئی ہے۔
فائدہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعد طواف خانہ کعبہ کے
 دو رکعت تہتہ الطواف عقب سنگ پڑھنا مقرر ہے تاکہ امامت حضرت ابراہیم علیہ السلام تاقیم
 قیامت جاری رہے سنن ابن ماجہ اور دیگر کتب حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے کہ جب ٹھیرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم کے پاس فتح مکہ کے دن
 تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ یہ مقام ابراہیم ہے اس کی شان میں
 اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا ہے واتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے لَعَمَ۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ
 شریف کے گرد تین بار گھومے اور چار بار چلے جب طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم

علیٰ نبینا وعلیہ السلام پڑھیں اور دو رکعت نماز اُسی مقام میں ادا فرمائی اور پڑھا و اتحن و امن
 مقام ابراہیم مصلیٰ۔ اور جگہ کتب صحاح میں وارد و موجود ہے کہ آیت کریمہ و اتحن و امن
 من مقام ابراہیم مصلیٰ بتوافق رائے حضرت امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ
 نازل ہوئی ہے الفصحہ حاجی کو چاہئے کہ اس نماز کے بعد حجر اسود کو چومے اور مسجد سے باہر نکلے
 اور کوہ صفا پر چڑھے اور بیت اللہ کے سامنے ہو کر اللہ اکبر کہے اور کلمہ پڑھے اور درود پڑھے اور جو
 دل میں ہو اُس کے لئے دعا کرے اور رفع الیدین کرے اور پھر مروہ کو چلے اور راہ میں دو سبز
 میناروں کے درمیان میں دوڑے جب مروہ پر چڑھے تو جو صفا پر کرچکا ہو وہاں بھی کرے اسی طرح
 سات بار کرے صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے اور مستحب ہے کہ اسکے بعد مسجد الحرام میں جا کر
 دو رکعت نماز پڑھے پھر مکہ میں جا کر رہے۔ اور احرام باندھ کر نفل طواف کیا کرے بتنا اسکا بھی چاہئے
 مسافر کے واسطے نفل نماز سے نفل طواف بیت اللہ کا افضل ہے **فائدہ** فقیر مولف کتاب ہذا
 کے والد ماجد حضرت مولانا حاجی الحرمین الشریفین سید شاہ محمد سجاد صاحب ابوالعلائی دانا پوری
 قدس اللہ سرہ العزیز نے پانچ حج ادا فرمائے اور جدہ شریفہ سے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور عرفات وغیرہ
 کی مسافت سب پیادہ پاٹے کی حالانکہ چار چار اور پانچ پانچ اونٹ آپ کرایہ کر لیتے اور اونیسار کین
 اور معذورین کو بٹھا دیتے اور خود سب کی خدمت کرتے چلتے جب آپ نے رحلت فرمائی تو آپ کے
 بستہ سے ایک بہت بڑی فرست نکل جس میں احباب اور برادری کے لوگ اور خدام و کنیز و غلام
 سب کے نام جن کی طرف سے آپ نے طواف کیا تھا تھے مگر تازنگی کسی پر ظاہر نہ کیا نہ کسی دوست سے
 اسکا ذکر کیا نہ کسی عزیز و اقارب سے۔ خیرات و حسنات و عبادات میں آپ کو اس قدر اخفا تھا۔
 مردان حق ایسے ہوتے ہیں ایک ہم ہیں کہ کرنا کچھ بھی نہیں اور کتنا بہت کچھ دے دیا تو فیضی الا باللہ۔
فائدہ۔ مکہ معظمہ کے چودہ نام۔ کتب احادیث و تفاسیر میں اور خود کلام الہی میں بعض اسما
 موجود ہیں یعنی آٹھ نام کلام الہی میں ہیں **اول** مکہ قال اللہ تعالیٰ شانہ بیطن مکہ۔ اور وجہ
 تسمیہ یہ ہے کہ مکہ لغت میں بمعنی زائل کرنا۔ اور پستان سے دودھ پینا۔ اور کم ہونا پانی کا واقع

پس مراد یہ ہے کہ برکت اس شہر کی زائل کر دیتی ہے ماحیون کے گناہوں کو۔ اور خلق کو اطراف
عالم سے اپنی طرف جذب کرتی ہے اور کھینچتی ہے جس طرح بچہ دودھ کو پستان مادر سے کھینچتا ہے۔
یا زمین نے تمام پانی اُس کا اپنی طرف کھینچ لیا ہے اس واسطے کہ مکہ وسط زمین میں واقع ہے اور چٹنے
اُس کے نیچے سے جاری ہوتے ہیں یہی سبب ہے پانی کی قلت کا۔ دوہم بکۃ قال اللہ تعالیٰ شانہ
لَکِنَّ نِیْ بِبَکَۃَ لَعْنَتِ مِیْنِ بَکَۃَ کے معنی توڑنے والے کے ہیں پس یہ شہر سرکشوں کی گردن توڑ ڈالتا
ہے۔ مشہور ہے کہ بکۃ اور بکۃ دونوں لفظ واحد ہیں اور قلب با۔ و میم سبب قرب مخرج کلمات عرب
میں متعلق و مطرد ہے جس طرح لازم اور لازب اور آثم و آئب اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
منقول ہے کہ حج سے حج تک مکہ ہے اور بیت اللہ سے بطحا تک بکۃ ہے پس اس قول سے بکۃ
تمام حرم شریف ٹھہرتا ہے اور مکہ ہی شہر ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ بکۃ بالباء زمین خانہ اور حوالی
کا نام ہے اس واسطے اسکے سبب مکہ ہے بالمیم اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ
اُسی موضع کا نام ہے جس موضع میں کعبہ واقع ہے اور ایک روایت میں واقع ہے کہ جب قریش
نے کعبہ بنایا تو ایک سنگ رخام بنامین نکلا اُس پر لکھا تھا بکۃ بکۃ بحرف بار موحده۔ تیسرا بکۃ کا قال اللہ
تعالیٰ شانہ، لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ چہا رتم بلد امین یعنی شہر امان دہندہ یا امان یافتہ
کما قال اللہ تعالیٰ شانہ، وَهٰذَا الْبَلَدُ الْاَمِیْنِ اس شہر سے بالاتفاق مفسرین شہر کہ مراد ہے
اس واسطے کہ ہر ایک شہر میں سپاہی اور تاجر اور غنی اور فقیر اور عورت اور مرد اور بادشاہ اور حاکم
اور ائمہ متبرکہ اور مشاہد شہداء اور قبور انبیاء اور اولیاء اور مساجد و معابد اور اقسام نباتات و حیوانات
ہوتے ہیں لیکن کسی شہر میں خانہ خدا نہیں ہے کہ مہبط تجلی دائمی اور کعبہ عبادات خلّاق ہو مگر
اس شہر کو اس سبب سے جمعیت اتم یہی ہے اور دوسرا شرف اس شہر کو یہ ہے کہ خاتم الانبیاء
والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا مقام بعثت ہے اور اسرار محمدیہ کا جامع ہے اور انوار
نبوت و ولایت اسمعین ساطع اور لامع ہیں اور یہ نبوت و ولایت جامع ترین نبوتات و ولایات ہیں
شہر مکہ شہر مستطیل ہے کہ طول اُس کا عرض سے زائد ہے اور قلعہ کی دیواروں کی طرح اُسے

چاروں طرف سے پہاڑ گھیرے ہوئے ہیں اور باوجود اسکے تین طرف دیوار شہر پناہ کی
 یہی ہے چنانچہ دیوار شرقی کو دیوار باب المصلاات کہتے ہیں اور دیوار غربی کو کسیدہ
 شمال مقابل مدینہ باسکینہ واقع ہے سور باب الشبکہ کہتے ہیں اور جانب یمن کو
 سور باب الیمین کہتے ہیں اور یہ دیوارین سید حسن ابن علان شریف مکہ کے حکم سے
 ۸۱۶ھ ہجری میں تعمیر ہوئی ہیں اور طول و عرض شہر کا یوں ہے باب المصلاات سے سور باب
 یمن تک چار ہزار چار سو ہتر درعہ ہے اور باب الشبکہ تک بھی اسی قدر یا زیادت و دو سو اٹھ درعہ
 اور دو پہاڑ اسکو گھیرے ہیں بوقیس اور قیغقان اور ان دونوں پہاڑوں کو خوش بیکین
 کہتے ہیں انشب شرقی بوقیس اور انشب غربی قیغقان اور یہ شہر داخل ولایت حجاز ہے
 جو بامین شام و عراق و مصر و یمن کے واقع ہے اور حجاز کے بہت سے شہر ہیں منجملہ اولن کے
 مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ ہے اور مکہ کا عمل بعض جوانب سے دس کوس تک ہے چنانچہ سرحد یمنی
 ضنکان واقع ہے اور بعض اطراف سے کم اور اسکے گرد و حرم ہے واضح ہو کہ حرم کعبہ
 مشہورہ فقہ میں مندرج نہیں ہے لیکن حواشی کتب فقہ میں ہے کہ حرم مکہ کے گرد کو کہتے ہیں
 جانب مشرق پتیل - اور جانب مغرب چوبیس میل اور بعض کے نزدیک تین میل وہوا الصبح -
 اور جانب شمال اٹھارہ میل - اور جانب جنوب چوبیس میل حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
 ہیں دو در حرم کا کوسوں کے حساب سے سینتیس کوس ہے اور بحساب درعہ یوں ہے
 کہ باب بنی شیبہ سے دو ہزار ون تک جو کہ جانب عرفات حد حرم پر قائم ہیں یہی دہشت ہزار
 و دو صد و دو درعہ اور باب مصلاات سے سی و بیچتر درعہ و بیچ درعہ اور جانب تنغیم سے کہ حد
 جانب مدینہ ہے دو اڑدہ ہزار چار صد و بست درعہ اور جانب یمن دیوار باب الما جن سے بست
 و دہزار ہشت صد و ہفتاد و شش درعہ ہے چار حد و دو حرم ہیں انتہی فائدہ حبط حرم کہ کہ
 اسطرح حرم مدینہ ہے اور حرمین کی حرمت مساوی ہے میرید شریف نے شرح مشکوٰۃ میں توراتی
 سے روایت کی ہے کہ حرم مدینہ سے تعظیمی طرہ ہے نہ حرم احکامی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ

اصحابِ رسول نے کہ مدینہ حرام ہے غیر سے تو رہتے اور یہ دونوں مدینہ باسکینہ کے دو طرف
میں دو پہاڑ ہیں اتنی پہچان نام کہ مغطہ کا قریہ آمنہ ہے کہ اسے بچ کے رہنے والوں
کو لوٹ مار سے امان میں رکھتا ہے ششم چٹان نام قریہ مطمئنہ کہ باشندے اس شہر کے
انتقال و ارتحال سے مطمئن رہتے ہیں اور یہ دونوں نام اس آیت میں ہیں ضرب اللہ
مثلاً قریۃ کانت امنۃ مطمئنۃ منضمہ ساتواں نام ام القریٰ ولتذرا ام القرۃ
ومن حولها ہر ششم آٹواں نام بلدہ حرام رب ہذا البلدۃ الیٰ حرمہا
نہم ذوان نام صلاح مثل قظام کہ محدود ہے صلحہ سے یعنی بقعہ شالیستہ وہم ذوان نام
باسمہ یہ نام اس واسطے ہوا ہے کہ جو کوئی ذوان بے ادبی کرتا ہے ہلاک ہو جاتا ہے۔
یا زوہم گیاہوان نام حاظمہ یعنی توڑنے والا جبار و نکی گردن کا اور ہلاک کرنے والا
سمگاردون کا و ازوہم بارہوان نام گونٹا لیکن بعض کا قول ہے کہ گونٹا نام کونہ کا
ہے سینر وہم تیرہوان نام کوسما یہ تفسیر کہ یہین ہے اور قیاس یہ ہے کہ یہ لغت غیر عرب
ہے معنی اسکے معلوم نہیں چہار وہم چودہوان نام اُم الرحمہ ہے معالم التنزیل میں
ہے کہ یہ نام اس واسطے ہے کہ طالیفین اور عاکفین پر رحمت نازل ہوتی ہے۔

کدام بندہ براین آستان نہاد کہ لطف خواہ نہ برودے او کشادہ

حکمتہ۔ ہزار نکتہ باریک تر زموایں جاست

عرفائے جلیل القدر فرماتے ہیں کہ حضرت خلیلؑ نے ظاہر میں کعبہ بنایا۔ اور حضرت رب جلیل
نے باطن میں کعبہ بنایا کعبہ خلیل احجار سے ہے۔ اور کعبہ جلیل اسرار سے ہے کعبہ خلیل
خفا و ناس ہے اور کعبہ رب جلیل محل استیاس ہے۔ وہ کعبہ قبلہ مومنان ہے اور یہ
کعبہ نشانہ نظر رحمان ہے۔ وہ طوائف کاہ خلایق ہے اور یہ مطاف الطاف خالق ہے وہ
مقصود خلق ہے یہ منظور حق ہے۔ وہ قبلہ مکاشفہ ہے یہ حجابہ مشاہدہ ہے۔ وہ
بیت الحرام ہے اور یہ بیت الکرام ہے۔ وہ کعبہ نقیۃ اشراق سے مامون ہے اور یہ کعبہ اندیشہ

اغیار سے مصون ہے۔ وہ بنایا گیا ہے وادی غیر ذی زرع میں۔ اور یہ گلستانِ دولتستان
 شرع میں۔ اس کعبہ کے ایک طرف دریا سے زخار ہے۔ اس کعبہ کے ہر طرف ہزار ہزار
 دریا کے اسرار ہے۔ وہاں بیقا ہے۔ یہاں تصفیہ اوقات ہے۔ وہاں احرام ہے یہاں
 فیض الہام ہے۔ وہاں تجرید از لباس ہے یہاں تفرید از ملاحظہ اجناس ہے۔ وہاں مسجد
 حرام ہے یہاں شہد کرام ہے وہاں کوہ عرفات ہے۔ یہاں نجات و کرامات ہے۔
 وہاں مردہ و صفا ہے یہاں مروت و وفا ہے وہاں قدم خلیل ہے یہاں کرم جلیل ہے۔
 وہاں سقایہ حاج ہے یہاں ہدایہ حجاج ہے۔ وہاں چشمہ زمزم ہے یہاں الطاف دادم ہے۔
 وہاں حطیم ہے یہاں رحمت رحیم ہے وہاں میزاب ہے یہاں قرب رب ارباب ہے۔
 وہاں حج مبرور ہے یہاں سعی مشکور ہے۔ وہاں عاکف و طالیف یہاں معارف و طالیف۔
 وہاں رکوع و سجود ہے یہاں شہود و وحدت وجود ہے۔ وہاں رکن یانی ہے یہاں گنج معانی
 ہے۔ وہاں حجر اسود ہے یہاں سر سودا ہے سر مدہ ہے۔ وہاں اعلام مناسک ہے یہاں اعلام
 مایک ہے۔ وہاں نعرۂ لبیک ہے یہاں ولولہ سلام علیک ہے۔ وہاں استلام حجر ہے یہاں
 احترام نظر ہے۔ وہاں کوہ مناسک ہے یہاں نفی من و ما ہے۔ وہاں نزول لغت ہے یہاں سرسوفہ
 ہے۔ وہاں سجدہ خیف ہے یہاں نیاز خیف ہے۔ وہاں افاقت ہے یہاں ریاضت
 ہے۔ وہاں قربانی ہے یہاں قرب ربانی ہے۔ وہاں طلق ہے یہاں ترک خلق ہے
 وہاں تقصیر در مو ہے یہاں نگردن یک سر مو ہے۔ وہاں طواف و داع ہے یہاں ذوق
 سماع ہے ۵

کعبہ ہر چند خاستہ برادست دل من نیز سننزل برادست
 طایفان کعبہ عشق کو نید مسرت ہے کہ محراب دل انکا قبلہ اصل جمال ہے اور مقصد
 جاودان انکا دونون جہان بین حرم وصال ہے ۵
 عرفات عشق یاران سر کو کے یاد باشد بطواف کعبہ زمین در زوم کعبہ عار باشد

جو سرے با آستانش پر صفائے اوی بصفاء و مروہ ایدل و گرت چہ کار باشد

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی حضرت سارہ کی وفات اور

حضرت ابراہیم کی اولاد و ازواج کا بیان

اس امر پر جملہ اہل علم کو اتفاق ہے کہ حضرت بی بی سارہ کی وفات شام میں ہوئی اور اس وقت اوہ کی عمر ایک سو تالیس برس کی تھی یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ اس وقت جبارہ کے ایک قریہ واقع سرزمین کنعان میں تھیں جب بی بی سارہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابراہیم نے اونکے بعد بطور اسے نکاح کر لیا جو کنعان میں سے ایک شخص یقین کی بیٹی تھی اسکے بطن سے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چھ بیٹے پیدا ہوئے۔ نفشان۔ زمران۔ مدین۔ مان۔ نشق۔ سح۔ المتقر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کل اولاد حضرت اسمعیل اور حضرت اسحق کو ملا کر آٹھ ہوئیں ان میں سے حضرت اسمعیل علیہ السلام سے بڑے تھے۔ نفشان کی اولاد اہل بربرین اور مدین کی اولاد مدین حضرت شعیب کی قوم مدین والے ہیں بعض اہل تاریخ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نے بطور اسکے بعد بھی ایک اور عورت سے نکاح کیا تھا جس کا نام حجون تھا یہ عورت ایک شخص اسمیر نام کی بیٹی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات اور اونکے صحیفوں کی

تعداد جو اون پر نازل ہوئے

روایہ ہے کہ ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دور سے اپنے گھر کی طرف آتے ہوئے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا آپ نے فوراً اُدسکے واسطے ایک مرکب بھیجا گاؤں کو سوار کر کے یہاں

لائیں وہ آیا تو بہت بوڑھا تھا ہاتھ پاؤں میں رعشہ کہانے کے وقت اسے کہا نا دشوار لقمہ کبھی نہ کھو
 کی طرف چلا جائے کبھی کانوں کی طرف پانی پیئے تو کھڑے سے پانی چمک جائے آپ نے جو
 اسکی یہ حالت دیکھی تو آپ کو بہت افسوس اس کے حال پر ہوا اور خیال کیا کہ اگر چندے اور میں
 زندہ رہا تو میری ہی حال ہونا ہے آپ دنیا کے رہنے سے بیزار ہو گئے اور پروردگار تعالیٰ شانہ
 کے حضور میں التجا کی پروردگار تیرا خلیل ایسی زندگی نہیں چاہتا تو اپنے جوار رحمت میں مجھے بلا لے
 ملک الموت کو حکم ہوا کہ ہمارا خلیل دنیا سے بیزار ہے اور ہمارے جوار رحمت میں بسنے کی
 تمنا کرتا ہے جلد اسے یہاں لاؤ ملک الموت پروردگار تعالیٰ شانہ کا سلام لیکر آئے اور آپ کی روح مطہرہ
 کو قفس خالی سے جدا کر کے مقام قرب میں لینگے اس وقت عمر آپ کی دوسو برس کی تھی **إِنَّا لِلّٰہِ وَإِلَیْہِ رَاجِعُونَ**
حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
 کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم پر دس صحیفے نازل کئے
 تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ صحیفوں میں کیا تھا آپ نے فرمایا کہ وہ سب کے
 سب امثال تھے یعنی حکیمانہ اقوال۔ جیسے اونہیں تھا۔ اے بادشاہ سلطہ آزمائش میں پڑے ہوئے
 مغرور۔ میں نے تجھے اسلئے نہیں بھیجا ہے کہ تو دنیا کی چیزیں تلے اور جمع کرتا جائے بلکہ اسلئے بھیجا
 کہ مظلوم کی دعا مجھ تک نہ آنے دے۔ کیونکہ جب وہ میرے پاس آتی ہے تو وہ کافری کی کون
 نہواؤں سے رو نہیں کرتا اور اونہیں سے ایک نصیحت یہ بھی ہے۔ عاقل کو چاہیے کہ اپنی بڑی عقل سے
 مغرور نہ ہو جائے اسے چاہیے کہ اپنے اوقات اپنے کاموں کے لئے تقسیم کر لے۔ ایک
 وقت اپنے رب کی مناجات و عبادات میں لگا دے۔ دوسرا وقت اللہ تعالیٰ شانہ کی صنعت کے
 تفکر میں گزارے۔ ایک وقت میں اپنے نفس کے کاموں کا حساب لے۔ اور ایک وقت ایسا
 رکھے کہ جمین اپنا کمانا پنا وجہ حلال سے پیدا کرے۔ اور عاقل کو چاہیے کہ تین باتوں کا خیال رکھے
 زادِ راہ آخرت کی تیاری۔ اور معاش دنیوی کی درستگی۔ اور غیر محرم سے لذت اٹھانے میں اپنی
 حفاظت کرے۔ اور یہ بھی اونہیں نصیحت سے ہے کہ عاقل کو چاہیے کہ اپنے زمانے کے رنگ و رنگ

کو دیکھے اور اپنے کام میں دل لگا لے اور اپنی زبان کو مخاطب کرے۔ اور جو شخص کہ اپنے کلام کو عمل کے ساتھ حساب لگا لے گا وہ صرف اتنا ہی توڑا کہے گا جتنا کہ اس کو ضرور ہے۔

اور حضرت ابراہیمؑ بن جنون نے سب سے اول ختنہ کیا۔ اور انہوں نے سب سے پہلے ہمان کا دستور نکالا اور سب سے اول باجماعے بنائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر میں اختلاف ہے ایک سو پچتریس کہتے ہیں اور ایک کتاب کا قول نقل کرتے ہیں جبکی تفصیل یہ ہے کہ تولد آپ کا تین ہزار تین سو تیس سے صوبہ آدم علیہ السلام میں ہوا اور انقار نار کے وقت آپ پینتالیس برس کے تھے اور وقت وفات تین ہزار چار سو اٹھانوے صوبہ آدم سے گزرے تھے پس بے کم و کاست ایک سو پچتریس کی عمر ہوئی اور تاریخ قدس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وقت الفاسے نارے آپ کی پچیس برس کی تھی تو اس صورت میں آپ کا تولد تین ہزار تین سو اٹھالیس صوبہ آدم میں ہوا۔ اور اسی سن میں ہجرت جانب فلسطین فرمائی۔ اور تقویم التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت تولد تین ہزار تین سو ترانوے تھے اور زیدون بادشاہی اویہ وقت میں تھا تو اس صورت میں عمر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وقت ہجرت شتر برس کی ٹھہرتی ہے اور کعب اجبار کے نزدیک دوسو برس کی ہوئی اور قسطل میں آپ کا مزار ہے اور صاحب اخبار الدول نے لکھا ہے کہ قبر شریف آپکی بحیرون میں ہے۔ اور حضرت سارہ کا مزار شریف بھی یہیں ہے۔ اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ آپ کی زندگی ہی میں حضرت اسماعیل قوم جرہم میں اور حضرت اسحاق ارض شام میں اور یعقوب کنگان میں۔ اور لوط سدوم میں بھی ہو چکے تھے۔ جامع اعظم میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پچیس دن بیمار رہے اور نوین محرم بروز پنجشنبہ وفات پائی۔ بعض علما کا قول ہے کہ یہ روایت روایات صحیحہ کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام نے مرگ مفاجات سے وفات پائی ہے والد اعلم بالصواب اتفاق علما کا اس پر ہے کہ قبر شریف آپ کی خلیل الرحمن میں ہے جو اراضی مقدسہ سے متعلق ہے۔

حالات حضرت لوط علیہ السلام

آپ کا نام لوط اس واسطے مشہور ہوا کہ آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طاعت نہایت میلان تھا قال النعلبی انہی لوط لائے لوط علیہ السلام کان ابراہیم یحبہ حباً شديداً ایک مرتبہ اہل روم نے حضرت لوط کو قید کر لیا تھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جہاد کر کے چڑایا حضرت لوط حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا زاد بھائی تھے اور بعض کہتے ہیں بھتیجے تھے اس جمل شانہ نے انکو پانچ شہروں کا نبی کیا۔ سدوم حرامیہ عمودا دوما زعرا یہ پانچوں شہروں میں کہ تعلقات بلاد شام یا کرمان سے ہے واقع ہیں اور ان شہروں میں لاکھ لاکھ مرد شمشیر دن رہتے تھے اور بڑے گناہ انکے یہ تھے بت پرستی لواطت قزاقی مساحقہ اور ادب حرکات و بدعات اسطرح کی جاری تھی کہ جسکی انتہا نہیں مثلاً کبوتر بازی کرنا سیٹی بجانا زینینا بھیرانا پتھروں سے لڑنا گولی کینا شراب پینا مزامیر بجانا مہمان کو گھر میں بلکھ نہینا مسافر کو غلہ نہینا مزارع قحش بکنا راہ چلتوں سے مسخر بن کرنا لوگوں کے روبرو برہنہ ہو جانا کسی لگانا ہاتھ بادن میں ممدی لگانا انکی سب تناسخ الہام و لکھتے ہیں از انجیل و اطرہی مثلاً ان الغرض حضرت نے ان لوگوں کو بہت سمجھایا کہ ان جیسی یون سے توبہ کرو تم سے پہلے یہ جیسا کہ کسی نے نہیں کی تھی مگر کسی نے نہ تائب نہ تکرار نہ کرنے لگے اور یہ کہتے تھے کہ اگر تم سچے نبی ہو تو ہم پر آفت لے آؤ حضرت لوط نے بمقتضائے شفقت دوبارہ سمجھایا اور عذاب خدا سے ڈرایا مگر چونکہ وہ بڑے شریر النفس تھے یہی کہتے تھے کہ ہم پر بلا لاؤ مگر نہ حضرت لوط علیہ السلام نے بیعہ و انکسار درگاہ حضرت تمار میں عرض کی اے رب مجھ کو اور میری اہل کو اس قوم سے اور انکے اعمال سے نجات دے اور میری مدد کر یہ قوم بلا لگتی ہے چنانچہ بقول حضرت مقابل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارہ فرشتے امر و دن کی صورت میں کہ انہیں حضرت جبریل علیہ السلام ہی تھے بھیجے گئے اول وہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور اسحاق علیہ السلام کی تولد کی بشارت دی اور کہا کہ ہم موتفکات پر عذاب کا حکم لیکر جاتے ہیں

چونکہ حضرت لوط کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہیجاتا اس سبب سے آپ نے زبان سفارش
 کر لی ارشاد ہوا یا ابراہیم اعرض عن هذا انک قد جاء امر ربک و انت هم اثم
 عذاب غیر مرد و ترجمہ یعنی اے ابراہیم اس خیال کو چھوڑ کیونکہ آپ کا حکم
 میرے رب کا اون پر آتا ہے عذاب جو پیرائے اہل تفسیر نے بیان کیا ہے کہ جب
 فرشتوں نے عذاب کا نام لیا تو حضرت ابراہیم نے کہا کہ تم اس موضع کے لوگوں کو ہلاک کرنے
 آئے ہو حسین نسو آدمی مسلمان ہوں فرشتے بولے ہرگز نہیں تو پھر آپ نے فرمایا کہ اگر نوے
 ہوں فرشتوں نے کہا تو یہی نہیں اسی طرح آپ دس دس کرتے گئے یہاں تک کہ آپ نے کہا
 کہ اگر ایک شخص بھی ایمان دار ہو تو یہی عذاب نکرے فرشتوں نے کہا کہ ہاں تو پھر حضرت ابراہیم
 نے فرمایا کہ لوط اور اوکی بیٹیاں وہاں موجود ہیں اور وہ مومن ہیں ہر کس طرح عذاب کرو گے فرشتوں نے
 کہا۔ انا امرسلنا الی قوم معمرہا بن لوط انا لکنجوہم اجمعین لا ہرۃ
 قد نالہا لمن الغابرین ترجمہ یعنی ہم بھیجے آئے ہیں ایک قوم گنہگار پر مگر
 لوط کے گھر والے ہم اون سب کو بچالین گے مگر ایک اونکی عورت ہم نے ٹھیر لیا ہے وہ ہے
 رچ جانے والوں میں سے قائدہ اسامی موضع میں اختلاف ہے اخبار الدول میں ہے سدوم
 عامر دارا دوا ضیہ نینوہ بعض کہتے ہیں لعب صفہ عوہ
 دوا سدوم اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں سدوم عمودا اروما صفہ
 و اصولیم صاحب اخبار الدول لکھتا ہے کہ ان شہروں کو موفعات اس لئے کہتے کہ حضرت
 جبریل نے انکو اٹھا کر لپٹ دیا ہے فلذلالت سمیت الموفعات اسے المقلبات
 القصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا فرشتوں
 نے کہا کہ آپ کو عذاب کے مشاہدہ کی طاقت منوگی مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام اونٹ پر سوار ہو کر
 چلے جب آوہ کوس کے قریب چلے تو فرشتوں نے روک دیا کہ بس آگے جانے کا حکم نہیں ہے
 لہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام اونٹ سے اتر پڑے اور عبادت خدا میں مشغول ہو گئے۔

فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدمت کر کے ملاقات کو چلے اور سدوم میں پہنچے
لوط علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ کچھ اپنی زراعت کا کام کر رہے تھے اور ایک روایت
یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کہیت پر گئے تھے اور فرشتے گھر آئے اونکی بیٹیاں موجود
تھیں انکو مسافر سمجھ کر خاطر داری سے ٹھہرایا اور کہا کہ ہمارا باپ آتا ہو گا تم لوگ ٹھہرو ایک ساعت کے
بعد حضرت لوط علیہ السلام گھر میں تشریف لائے فرشتوں نے سلام کیا حضرت لوط نے جواب سلام ادا
کر کے فرمایا کہ میری قوم سخت ناپاک بیباک بفعل شر ہے تم خوبصورت لوگ کمان آئے آج کا دن
مجموعہ ہوا کما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ البہود و لَمَّا جَاؤَتْ مُرْسِلًا لَوْطًا
سَوًی یَہْمُ وَضَاقَ بِہِمُ ذَکَرًا قَالِ یٰکُومُ عَصِیْبٌ تَرْجِمَہُ یعنی جب آئے ہمارے بھی
ہوئے لوط کے پاس ناخوش ہوا اونکے آنے سے اور رگ راجی میں اور بولا آج بڑا سخت
روز ہے انتہی یہ ناخوشی اور رگ کاوٹ عمارتاری کی وجہ سے تھی بلکہ اس وجہ سے تھی کہ فرشتے
امروں کی صورت میں آئے تھے اور اونکو اپنی قوم کی عادت معلوم تھی اسلئے خوف ہوا کہ اب
قتلہ برپا ہو گا اور مجھ کو انکے واسطے لڑنا پڑے گا اور یہ اونکو معلوم نہ تھا کہ یہ فرشتے ہیں اہل تحقیق
کہتے ہیں کہ پروردگار کا حکم تھا کہ جب تک لوط چار مرتبہ اپنی قوم کی شکایت نکرلین عذاب نکرنا یہ معاملہ
یوں واقع ہوا کہ جب لوط علیہ السلام سے کہیت پر ملاقات ہوئی تو حضرت لوط نے کہا کہ تم لوگ
شاید اس قوم کی حرکات سے واقف نہ تھے کہ بے تکلف با اینہم کلن شایل داخل شہر ہوئے
فرشتوں نے پوچھا کہ بیان کے لوگ کیسے ہیں حضرت لوط نے نہایت شرم سے کہا کہ بیان کے
لوگ تمام عالم کے لوگوں سے بد وضع ہیں جبریل علیہ السلام نے میکائیل علیہ السلام سے کہا کہ شہر
ہوگئی اور جب حضرت لوط فرشتوں کے ساتھ کہیت پر سے چلے اور شہر کے دروازے پر پہنچے تو
وہی بات بہر زانی اور جب شہر میں داخل ہوئے تب بھی وہی فرمایا اور جب اپنے گھر میں آئے
تو وہی دہی شکایت فرمائی فرشتوں نے چاروں شہادتین سن لیں اور خاموش ہو رہے روایت
ہے کہ حضرت لوط کی بی بی نے جو اسی قوم کی تھی شہر کے لوگوں کو اطلاع کر دی اور بدایتے خبر

مہانون کی آمد کی مشہور ہو گئی یا خود شہر میں آتے ہوئے بازار یوں نے دیکھ لیا ہر تقدیر شہر کے باشندوں نے آپ کے دو لٹخانہ کو گھیر لیا کما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الہود وجاءت قوماً یہرعون الیہ ومن قبل کانوا یعلمون السیات ترجمہ یعنی آئی قوم حضرت لوط کی جمع ہو کر اسکے دروازے پر دڑتے بے اختیار اور آگے سے کر رہے تھے یہ کام جب پورش ہوئی تو حضرت لوط کیواڑ پھٹ کر ڈیوڑھی سے بولے - یا قوم ہوا کا بیٹا تی ہئی اظہر لکم منا تقوا اللہ ولا تخزنون فی صیفی الیس مسمکم رجل ساشید ترجمہ یعنی اسے قوم یہ میری بیٹی یا حاضرین یہ پاک ہیں بگواد نے سوڈروا سے اور نہ رسوا کرو مجھ کو میرے مہانون میں کیا تم میں ایک مرد بھی نہیں ہے نیک راہ مرد مرد بولے کہ تم جانتے ہو کہ ہمیں تمہاری بیٹیوں سے کچھ مرد کار نہیں ہے اور ہماری عاقبتیں مگو بخوبی معلوم ہیں کیا جتنے تمہیں دنیا جان کے لوگوں کے بلانے سے منع نہیں کیا تھا ہر جب انہوں نے حضرت لوط کی نصیحت نہ مانی تو حضرت لوط نے کہا لکی کئی بیکھو قوۃ او اوسی الی ترکیب مشکل دید ترجمہ کاش مجھ کو تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا میں کسی زبردست سہارے کا سرا پکڑتا تو میں اپنے دل کا ارادہ پورا کرتا جب حضرت لوط سے فرشتوں نے یہ کلمات سنے تو وہ بولے ان کے کٹکٹ کشک کشک لگے طبعی تیرا سہارا تو بڑا زبردست ہے اور اللہ تعالیٰ نے کوئی نہی ایسا پیدا نہیں کیا کہ قوم کی طرف سے ثروت اور خاندان کی طرف سے اسے قوت نہ دی ہو -

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی تباہی

آپ نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا تھا ان کی قوم نے اگر دروازہ بجایا تو حضرت لوط علیہ السلام نے کہو لدا یہ مردہ لوگ مکان کے اندر گسٹے حضرت جبریل نے پروردگار سے عذاب کرنے کی اجازت چاہی اور اللہ تعالیٰ شانہ نے اجازت دی پس فوراً جبریل علیہ السلام نے اپنے بازو

کھولے اور انکی انگلیں پہنڑیں جس سے وہ اندھے ہو کر ایک دوسرے پر گرتے پڑتے نکلے اور
 بولے بچو بچو لوط کے گھر میں ایسے جادو گر لوگ ہیں کہ دنیا میں کہیں نہو گئے ہر فرشتوں نے حضرت
 لوط سے کہا اِنَّا سُرُّسُلُ سُرِّیَاکَ لَنْ یَصْلُوْا اِلَیْکَ فَاَسْرِ بِاَهْلِکَ بِقِطْعٍ مِّنَ
 اللَّیْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَہُمْ وَکَلَّا یَلْتَفِتْ مِنْکُمْ اَحَدٌ وَّامْضُ حَتَّٰی تَخْرُوْنَ
 ترجمہ ہم تیرے رب کے پیچھے ہوئے ہیں کچھ خوف نہ کریہ لوگ تیرا کچھ نہ کر سکیں گے کچھ رات
 رہے اپنے اہل کو لیکر چلا جا اور تو انکے پیچھے پیچھے چل اور تم میں سے کوئی پیچھے نہ دیکھے
 اور جو ان تمہیں حکم ہے چلے جا حضرت لوط نے فرشتوں سے کہا کہ انہیں ابھی ہلاک کر ڈالو
 فرشتوں نے کہا کہ صبح سے قبل ہم ایسا نہیں کر سکتے اَلْیَسَّ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ ہر حضرت
 لوط علیہ السلام کچھ رات سرہے ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے جب صبح ہو گئی تو حیرت میں
 اور بعض کہتے ہیں کہ میکائیل نے اپنا بازو اونکی پانچوں ہستیوں کی زمین کے نیچے ڈالا اور انہیں
 اتنا اونچا اُٹھا دیا کہ آسمان والوں نے مرغون اور کتوں کے ہونکنے کی آوازیں سنیں ہر انہیں
 لوٹ دیا اور اسکے اوپر کے حصہ کو نیچے کا حصہ کر دیا اور اونپر کمر بننے کے پہرہ برساتے جن سے
 وہ لوگ جو ہستی کے باہر تھے وہ بھی ہلاک کر دیے گئے جب حضرت لوط کی عورت نے گڑ بڑ کی
 آواز سنی تو بولی ہاے میری قوم اتنے میں اس کے ہی ایک پہرہ گر لگا اور وہ مر گئی اللہ تعالیٰ نے
 حضرت لوط اور اونکی اہل کو بچا لیا صرف اونکی عورت نے بھی اہل تاریخ کہتے ہیں کہ اونکے چار لاکھ فدی
 تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اوپر دیکھ رہے تھے کہ سدوم آج تباہ ہو رہا ہے اور حضرت
 لوط کے بانی شہر تھے سدوم صبیحہ عمرہ دوما صعوہ اور سدوم
 ان سب کے بڑا شہر تھا یہ روایت کتاب تاریخ الکامل علامہ ابن اثیر سے لکھی گئی اور اوپر کے بعض روایتیں
 تفسیر الارکیانی احوال الانبیاء سے لکھی گئیں

حالات حضرت سید اسماعیل علیہ السلام

نام مبارک حضرت کا عجیب ہے اور دو طرح پر کلمہ میں آتا ہے اسمعین معنی اسکے مطیع اللہ اور لقب مبارک ایک قول کے موافق اعراق الثری اور وجہ تسمیہ عالم التنزیل میں یون لکھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کی دعا مانگی اور کہا اسمع یا ایل یعنی قبول کرے خدا جب حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ نے اسمعیل نام رکھا اور عبرانی میں آپ کو شعیل کہتے ہیں ولادت با سعادت آپ کی حدود شام میں حضرت ابرہہ قبیلہ کے بطن سے ہوئی اور صغیر میں مبتلا سے بلا سے ہجرت دریغ ہوئی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات میں ادھر گزر چکا اجداد حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ وسلم میں سے اول آپ نے زبان عربی میں کلمہ کیا اور آپ ہی نے اپنے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کعبہ تعمیر کیا اللہ جل شانہ نے آپ کو اہل میں اور حضرموت پر بعد حضرت ابراہیم اور صحیح قول یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے ہی نبی مقرر کیا اور اپنے کلام پاک میں آپ کا ذکر کیا وَ اذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِسْمٰعِیْلَ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ کَانَ سَرْمُسُوکًا نَبِیًّا مَّجِیْدًا سے روایت ہے کہ حضرت اسماعیل جب کبھی وعدہ فرماتے تھے تو وفا کرتے تھے۔ اور کبھی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص سے وعدہ کیا کہ جب تک تو نہ آئے گا میں اسی جگہ حاضر رہوں گا اتفاقاً وہ شخص اس بات کو بھول گیا اور آپ اسی مقام پر حاضر رہے اور درخت کی پتیان کھا کر سال بھر وہیں رہے اتفاق سے اس شخص کا سال بہر بعد ورنہ گزر ہوا اودھنے دیکھا تو آپ موجود تھے اوسکو اپنی خلافت وعدہ کی کائنات افسوس ہوا آپ کا وعظ ہمیشہ ادا سے نماز اور اتیان رکوع کے واسطے ہوا کرتا تھا کافال اللہ تعالیٰ وَ کَانَ یَاْمُرُ اَهْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَ اَلْوَزْوۃِ وَ کَانَ عِنْدَ رَبِّہٖ مَرْضِیًّا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حقیقت آپ پر فرض تھی جس طرح ہم لوگوں پر ہے اور شریعت آپ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت تھی معجزات اہل بادیر سے کہا کہ

کہ خشک بستان سے دودھ نکال دیجیے حضرت نے ناقہ کے بچے سے کہ دودھ دینے کے
 لائق نہ تھا دودھ نکالا از آنجملہ اہل باد یہ نے کہا کہ درخت شوکت میں اگر پہل لگیں تو ہم ایمان لائیں حضرت
 نے دعا کی تو اوس میں پھل لگے مدت دعوت پچاس برس ہے اور عکرامیک سوینتیس سال برس ہے
 مرقہ مبارک میں المیزاب والکچر ہے اخبار الدول میں ہے کہ جب ابن زبیر نے بنائے کعبہ
 کہودی تو ایک تابوت سبز رنگ مدر کا نکلا ابن زبیر نے اسکا حال علماء عہد سے پوچھا تو معلوم
 ہوا کہ یہ قبر شریف ہاجر و اسمعیل کی ہے بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام
 نے دنکاح قبلہ جبرہم میں کئے پہلے کو بکرم الداجد حضرت ابراہیم علیہ السلام طلاق دی اور پھر دوسرا
 نکاح کیا جسکا ذکر اوپر فصل گذر چکا ہے زوجہ ثانیہ سے بارہا گیا رہ بیٹے پیدا ہوئے اگرچہ تمام
 اولاد اچکی قوم میں سردا تھی لیکن قیزار و ثابت بڑے نامور تھے چنانچہ ہمارے حضور پر نور
 صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم بنی قیندار میں سے ہیں۔

درج الدرمین ہے کہ نور محمدی حضرت اسمعیل سے قیزار کی پیشانی میں آیا ان سے عہد نامہ لکھوایا گیا
 اور اس کو حضرت اسمعیل نے تابوت سکینہ میں رکھ کر قیزار کے سپرد کیا پھر حضرت اسمعیل علیہ السلام
 وفات پائی اور قیزار نے قوم جبرہم میں اوقات بسری اختیار فرمائی اور صفت شجاعت و فن تیر اندازی و
 شہسوارسی میں مشہور ہوئی بعد چند سے یہ خیال پیدا ہوا کہ حسب و نسب کا کمال اولاد اسحاق
 علیہ السلام میں منحصر ہے اسلئے اس قوم کی عورتوں سے مکر نکاح کئے مگر اس نور سر سرور نے انتہا
 نہ کیا آخر کار یہ خواب دیکھا کہ یہ نور حجازی عربیات میں جاری ہوگا تو ناحق تقدیر کے خلاف تدبیر
 کرتا ہے تو آپ نے مسماۃ غاضرہ عربیہ سے نکاح کیا کہ وہ نور ان سے منتقل ہوا بعد ازاں قیزار نے
 چاہا کہ تابوت سکینہ کو کھولوں غیب سے آواز آئی کہ تم کو اجازت نہیں یہ امانت کنگان میں جا کر یعقوب ابن
 اسحق کے سپرد کرو چنانچہ قیزار نے تابوت سکینہ اپنی پشت پر لادا اور پیادہ پا جانب کنگان متوجہ ہوئے
 متصل شہر مذکور کے تابوت سے ایک آواز نکلی کہ حضرت یعقوب اس آواز کو سکر میں اپنے بیٹوں کے تعظیم و استقبال
 روانہ ہوئے اور قیزار سے ملاقی ہو کر تابوت سکینہ لیا اور فرمایا کہ آج رات کو مسماۃ غاضرہ ایک بیٹا ہوا ہے اور آفتاب نبوت

محمدی بیج حمل سے طالع ہوا جب قیدار گھڑائے تو دیکھا کہ فی الحقیقت حمل نامی بیٹا کے گھر میں پیدا ہوا اور
 نور محمدی اسکی پیشانی سے چمک رہا ہے پر جب حمل جوان ہوا تو قیدار اسکو جبل اربعیس پر
 لے گئے اور بطریق وصیت نہ بطر کتابت ایک اقرار لیکر وفات پائی اور اسی مقام میں مدفون ہیں
 اور پردہ نور مطہر حمل سے بنت میں اور بنت سے بیٹے میں اور بیٹے میں سے
 اودون اور اس سے اودون اس سے عدنان میں رہا ہوا الصبیح - اور محمد ابن اسحاق
 مطلبی نے سیرۃ النبی میں لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ابن اسمعیل کی نسل میں ہیں
 اور صاحب بیئۃ الحافل نے بھی اسکو تصحیح کیا ہے اسپر اکثر محققین کا اعتماد نہیں ہے واللہ اعلم
 بحقیقۃ الحال حضرت اسمعیل کے باویسے سے ثابت قیدار اذیل یثرب
 مشح ربا ماش آثر قطورا قاقش طیم قیدان اور آپ کو
 قبیلہ عمالیق اور مین کے قبایل پر رسول کیا تھا

حالات حضرت اسحق علیہ السلام

یہ نام ہی عجیب ہے گو عربی سے بھی سوانق ہوا اور زبان عبری میں اسحق کے معنی ضاحک کے
 ہیں اچو اللہ نے نہایت حسین پیدا کیا تھا حضرت اسمعیل سے آپ چودہ برس یا تیس برس چھوٹے
 تھے اللہ تعالیٰ شانہ نے انکو بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ردِ بردہ ہی عمدہ نبوت عنایت فرمایا
 چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَكَانَ جَاهِلًا نَبِيًّا یعنی نبی
 تھے ابراہیم کو اسحق و یعقوب اور دونوں کو نبی کیا روایت ہے کہ جب عمر حضرت اسحق
 کی چالیس برس کی ہوئی تو حضرت لوط علیہ السلام کی دختر سے نکاح کیا اور صحیح یہ ہے کہ یثرب
 بنت تمویل سے جب ساٹھ برس کی عمر آگئی تھی نکاح کیا اور اولاد کے دعائے نگی اللہ تعالیٰ شانہ
 نے آپ کی بی بی کو دو فرزند ایک ہی حمل سے عطا فرمائی ایک یعقوب اور دوسرے عیصو
 بزیادتِ داد اور حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت عیصو یعنی عیصو کی اڑیاں پر پڑے پیدا ہوئے

اہذا آپ کا نام یعقوب ہوا اور حضرت یعقوب ایام طفولیت میں موصوف برحمت ولینت تھے
 ایام شباب میں صاحب عیشی و تراعت ہوئے۔ اور عیسو طفولیت ہی سے موصوف بغلظت و سختی
 تھے عنفوان شباب میں صاحب صید و شکار ہوئی بی بی رلیفا کو اپنے چھوٹے بیٹے سے محبت
 زیادہ تھی ان کی سفارش سے حضرت اسحق علیہ السلام نے حضرت یعقوب کے واسطے دعا فرمائی
 یہ نبی ہوئے اور بشارت بھی انہیں۔ کہ واسطے تھی اور عیسو کے واسطے ملک و سلطنت کی دعا کی
 اور کثرت نسل اور بقا کے ذریعہ کی۔ حضرت مجیب الدعوات نے قبول فرمائی چنانچہ یعقوب
 علیہ السلام کی اولاد میں نبوت آئی اور عیسو کی اولاد میں سلطنت۔ چنانچہ عیسو تمام روم کے
 باپ کہلاتے ہیں۔ بنی الاصفرا انہیں کی اولاد میں اکثر بادشاہ انہیں کی اولاد میں اور حضرت
 یعقوب علیہ السلام کی ذریعہ ان کے بعد کتبیا چنانچہ حضرت نوح و ہود و صالح و لوط و ایوب
 و شعیب و اسماعیل و حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ ہیں اخبار الدول
 میں ہے کہ حضرت اسحق کو بھی ذبیح اللہ کہتے ہیں اور مذبح ان کا بیت ایلیا ہے *
 روایت علامہ ابن الاثیر الجزری لکھتے ہیں پھر عیس نے اپنے چچا کی دختر یعنی حضرت اسماعیل
 کی بیٹی سے نکاح کیا اُس سے روم بن عیس پیدا ہوا جس کی اولاد میں تمام بنی الاصفرا ہیں
 یعنی بادشاہان روم یا روم والے جنہیں یونان والے کہنا چاہتے اور بعض لوگوں کا یہ بھی خیال
 ہے کہ اشبان بھی اسی کی اولاد میں حضرت یعقوب ابن اسحق نے جن کا لقب اسرائیل
 ہے اور یہ لقب ایک فرشتہ کا رکھا ہوا ہے اور معنی اسرائیل مقبول کے ہیں اور یسٰی خدا کا نام ہے
 یعنی مقبول خدا۔ اپنے مامون لیان بن تبویل کی بیٹی کیا سے نکاح کیا تھا اُس کے بطن سے
 روبیل جو حضرت یعقوب کا سب سے بڑا بیٹا تھا اور شمعون۔ اور لاوی یہود۔ و زابون۔
 شحر جسے بعض شحر بھی کہتے ہیں پیدا ہوئے۔ پھر جب لیان بی بی کا انتقال ہو گیا تو حضرت
 یعقوب نے اُس کی بہن راحیل سے نکاح کر لیا اس کے بطن سے حضرت یوسف اور بنیامین
 جسے عربی شہاد کہتے ہیں پیدا ہوئے اور سواے ان کے دو کنیزوں سے چار بیٹے ہوئے جن کے

نام یہ ہیں دان لفظی جاد اثر یہ سب بارہ بیٹے ہوئے باپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ شانہ
نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو نبی کیا اور حضرت عیص کو دولت مند اور بادشاہ کیا۔

محمد اکبر ابو الحلای دانا پوری جامع تاریخ ہذا عرض کرتا ہے کہ اکثر وایتین مسلمانوں کی
کتاب میں یہود کے ہفوات سے نقل کر دی گئی ہیں اور وہ سراسر درایت کے خلاف ہیں وہ
قلم انداز کی گئیں مثلاً عیص و یعقوب کے پیدا ہونے کا منظرہ یا حضرت اسحق علیہ السلام سے
فریب دیکر دعائے نبوت کا حاصل کرنا یہ باتیں عام دنیا داروں سے زیبا نہیں تو نبی سے کیونکر
وقوع میں آسکتی ہیں مگر یہ ثابت ہے کہ حضرت عیص و یعقوب علیہ السلام میں باخود مانجوش تھی
جس سبب سے انہوں نے اپنے ماموں کے گھر کی سکونت اختیار کی تھی اور وہیں کھڑا بھی ہوئے
بعض اہل کتاب یہ کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب نے ایک ہی وقت دو ماموں زاد بہنوں سے نکاح
کیا اور پہلے یہ جائز تھا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے لَا تَحْذَرُوا الْبَيْنَ الْأَخْتَيْنِ إِلَّا مَا
قَدْ سَلَفَ اور اہل تاریخ کہتے ہیں ایک بہن کے مرنے کے بعد دوسری بہن سے نکاح کیا
واللہ اعلم بالصواب پھر حضرت یعقوب اپنی بی بی راحیل کے انتقال کے بعد بیت المقدس
لوٹ آئے اُن کے ماموں نے چلتے وقت ایک گلہ بکریوں کا دیا حضرت یعقوب نے گلہ بان سے
کہہ دیا کہ اگر کوئی تم سے آکر پوچھے کہ تم کون ہو تو کہہ دینا کہ ہم یعقوب کے آدمی ہیں جو عیص کا
غلام ہے راستہ میں حضرت عیص ملے اور گلہ بان سے پوچھا کہ تم کون ہو اُن لوگوں نے وہی جملہ
حضرت یعقوب کا تعلیم کیا ہوا کہہ دیا اُس کو سنکر قنبا غصہ حضرت عیص کا تھا ٹھنڈا ہو گیا ۵

فروتنی است دلیل رسیدگان کمال	کہ چون سوار بمنزل رسد پیادہ شود
------------------------------	---------------------------------

حضرت عیص آتش سوزندہ تھے اور حضرت یعقوب آب خنک۔ پانی نے آگ کو
بجھا دیا۔ وہ بادشاہت کی آن بان تھی اور یہ نبوت کی شان ۵

از بہاران کے شود سرسبز سنگ	
خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ	

حالات حضرت ایوب علیہ السلام

علامہ ابن الاثیر نے حضرت اسحقؑ و یعقوبؑ کے بعد آپ ہی کا ذکر لکھا ہے۔ اور صاحب تفسیر الاذکیاء نے حضرت یعقوبؑ کے بعد حضرت یوسفؑ کا ذکر کیا ہے میں نے چونکہ علامہ موصون کی تصنیف سے بہت زیادہ خوشہ چینی کی ہے لہذا اسی ترتیب کو پیش نظر رکھا۔ حضرت ایوب علیہ السلام رومیوں میں سے تھے جو عیص کی اولاد ہیں اور نام اُن کا تھا ایوب ابن موس بن رازح بن عیص بن اسحق بن ابراہیم اور بعض کہتے ہیں کہ ایوب ابن موس بن راعیل بن عیص اور اُن کی بی بی کیا یعقوب ابن اسحق کی دختر تھیں جن کی نسبت اُنھیں حکم ہوا تھا کہ گھانس کے ٹھٹھے سے اُنھیں مار لیں۔ اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اُن کی بی بی کا نام رحمت بنت افرائیم بن یوسف تھا اور حضرت ایوب کی والدہ لوط علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں اور اُن کا دین توحید اور اصلاح بین الناس تھا اور جب خدا سے اُنھیں کچھ حاجت ہوتی تو سجدہ کر کے مانگا کرتے تھے۔ اور اُن کا قصہ مصیبت اور داستان شکر نعمت مورخین راست گفتار نے یوں بیان کیا ہے فی الحقیقت مالک کا شکر نعمت عجب لازوال دولت ہے جس صوفی میں اس صفت کی کمی ہے اُس کے حقائق و معارف بھی ناقص ہیں بندہ شاکر عجب بندہ ہے دیکھو اور پڑھو اور سمجھو اور عمل کرو اَعْمَلُوا اِلَّا دَاوُدَ شُكْرًا وَ قَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ لَشُكُوْرٌ جس نے مالک کا شکر نہیں کیا اُس نے مالک کو نہیں پہچانا اور اُس کی نعمتوں کی لذت نہیں اُٹھائی۔ بندہ وہی ہے جو شکر گزار ہے اے میرے عزیزو اس جلد سے میری تمام اولاد قلبی و صلیبی اور میرے احباب و ادہین اے عزیزو اگر اللہ کا بندہ بنا چاہتے ہو تو مالک کا شکر کرو اور اُس کی نعمتوں کو پہچانو اور پھر اُن نعمتوں کا نرا اُٹھاؤ محسن مد عمر کا ۵

ہمارے ہمت خود را بلندہ پرواز

تو باز ساعدِ شاہی بہ استخوانِ منگر

تھار باپ مجھ اکبر اگر اپنے اب و جد کی روش پر نہیں ہے تو تم اُس کی طرف خیال نہ کرو

سمجھ لو کہ اچھے خاندان میں کوئی بُرا بھی نکل آتا ہے تم اپنے جد کی تواضع اور اخلاق اور حقائق و معارف کی طرف نظر کرو اُن کے اخلاق اختیار کرو اُن کا مجاہدہ کرو اُن کا حلم و انکسار سیکھو اُن کی نماز گزاری اور تقویٰ پر نظر کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں عمر دراز عطا کرے تم کو اُن کی جگہ پر بیٹھنا ہے داد کی جگہ پر وہی پوتا بیٹھتا ہوا اچھا معلوم ہوتا ہے جس میں دادا کے اخلاق بھی ہوں۔ نیستان کی شوکت تو شیروں ہی سے ہوتی ہے ہزاروں شغال اگر نیستان میں روز و شب چلایا کریں تو کیا ہوتا ہے اور جہان ایک شیر بھی نیستان میں آکر ڈکا را اور تمام نیستان گونج اٹھا اور تمام جوانب میں پکار پڑ گئی کہ اس جنگل میں کوئی بہت بڑا شیر آیا ہوا ہے۔ تمہارے دادا بے شک و شبہ اپنے وقت کے شیر تھے اور جو اکابر اُن کے وقت کے اُن کے لئے دے تھے انہیں اس بات کا اقرار تھا کہ یہ بزرگ اس وقت انتخاب روزگار سے ہیں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ میری نالائقی پر نظر نہ کرو اپنے دادا کے حالات پر خیال کرو و ما تو فیقی الا بالذللہ اپنے پیر کا بیٹا کو یہ سمجھنا کہ یہ میرے باپ کے مرید ہیں لہذا مجھے ان پر سبقت اور فضل ہے میں خیال کرتا ہوں کہ اُن میں بہت سے ایسے شخص ہیں کہ وہ تم سے افرو نسبت میں بہت اچھے ہیں اگر تمہیں اُن پر فی الجملہ کچھ فضل ہے تو علم رہی کا۔ مولانا روم فرماتے ہیں ۵

علم رسمی سرسری قیل است وقال	نے ازو کیفیت حاصل نہ حال
-----------------------------	--------------------------

علم قیل وقال کی بھی سالک کو بے شک ضرورت ہے مگر وہ قیل وقال جو اللہ اور اُس کے رسول کے واسطے ہو مثلاً قال اللہ تعالیٰ شانہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نہ یہ قیل وقال ہو جو بالفعل مساجد اور درس گاہوں میں ہے کہ امام اعظم کو آنا کیا تھا صرف اُن کو سات حدیثیں پُنجین تھیں معاذ اللہ نہہا وقض علیٰ ہذا الغرض حضرت ایوب علیہ السلام کے شکر گزار بندے ہونے پر ابلیس علیہ اللعن کو بڑا حسد ہوا خصوصاً جب اُس کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جس وقت اللہ تعالیٰ شانہ حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر کرتا ہے تو فرشتے اُن پر درود بھیجا کرتے ہیں اُسی دن سے اُس کو خیال ہوا کہ ان کو کسی طرح ان کے مقام سے گرنا چاہئے

لیکن جس کا اللہ تعالیٰ نگہبان ہوتا ہے اُس پر کس کو غلبہ ہو سکتا ہے ایک شیطان تو کیا اگر ایسے ایسے دس لاکھ شیطان بھی ہوتے تو اُن کو حضرت پر غلبہ نہ ہوتا اس لئے کہ خداوندِ عالم اُن کا محافظ تھا لیکن اس ناشکرے نے حضرت باری تعالیٰ شانہ کے حضور میں التجا کی کہ مجھے ایوب پر مسلط کر کہ میں اُن کے دین کی آزمائش کروں لہذا اللہ تعالیٰ شانہ نے اُس کو حضرت ایوب علیہ السلام کے مال پر مسلط کیا۔ ابلیس نے اپنے عفریتوں میں سے بڑے بڑے ارکان کو جمع کیا اور اُن سے اس امر میں مدد چاہی۔ حضرت ایوب علیہ السلام کا حلیہ اہل تاریخ نے یوں لکھا ہے حلیہ طویل القامت عظیم الراس مجعد الشعر حسن العینین قصیر العنق غلیظ الساقین والساعدین وکتوب علی الجبہ الشریفۃ المبتلی الصابر۔ اور زوجہ بھی آپ کی اپنے جد حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح حسن ظاہر و باطن سے آراستہ تھیں انہیں سے حضرت ایوب علیہ السلام کی اولاد ہوئی نہایت صالح و پرہیزگار مستثنیٰ سے روزگار اللہ تعالیٰ نے آپ کو اہل تہنئہ کا جو کہ متعلقات جولان سے ہے اور حوالی دمشق و جابہ میں واقع ہے بنی کیا تھا اور علامہ ابن الاثیر لکھتے ہیں کہ تہنئہ اور اُس کے علاقہ کے مالک تھے جو اعمال دمشق سے ہے جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے تھے اور آپ کی ہزار بکریاں تھیں اور اُن کے چرواہے تھے پانچ سو ہل چلتے تھے اور ہر ہل پر ایک غلام تھا اور ہر غلام کے پاس بی بی بچے اور مال و اسباب تھا اور گدھے ہل چلانے کے لئے تھے۔ اور صاحب تفریح الاذکیا لکھتے ہیں۔

روایت۔ وہب ابن منیہ سے معاملہ میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے ایوب علیہ السلام کو بکریاں اور گائیں اور اونٹ سات سات ہزار عنایت کئے تھے اور زرو زبور نقد و جنس فراوانی کے ساتھ بخشا تھا اور حضرت ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسا وسیع اخلاق عنایت فرمایا تھا کہ تنور مہمانی ہمیشہ گرم رہتا تھا کہ ہر یتیم و مسکین خوانِ نعمت سے رقمہ مائے فیض حاصل کرتا تھا یا انہم شب و روز عبادت کیا کرتے اور شکرِ منعم میں مصروف رہتے اور دنیا کا کام بہت کم کرتے عقبی کی درستی میں سرگرم تھے۔ تین شخص حضرت کے یاروں میں بڑے بوڑھے تھے

البقرہ یعنی - ویلدرو - وصافر - الغرض ابلیس نے اپنے ایک رکن کو روانہ کیا اُس نے اپنا کام کیا ابلیس آپ کے خادم کی صورت میں آیا آپ اُس وقت نماز میں مشغول تھے اُس نے اگر کہا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے تمہارے سب اونٹ اور اُن کے چرواہے مار ڈالے مرن میں باقی رہا ہوں آپ نے فرمایا الحمد للہ حین اعطانی وحین نزع منی ابلیس بولا کہ اللہ نے آگ آسمان سے بھیجی تھی اُس نے جلا دیا اس بات سے اکثر حضرات مجلس متعجب ہوئے اور بعض عبادت پر طعنہ زنی کرنے لگے اور بعض خدا کو اور بعض حضرت ایوب کو برا کہنے لگے اور بعض بولے کہ جس کی عبادت کرتا تھا وہ ناماض ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ خوب جانتے ہو کہ اللہ نے مجھے تنہا پیدا کیا تھا اور تنہا عالم سے اٹھا دیا تھا یہاں جو کچھ میرے پاس ہے عاریت و امانت ہے پھر امانت کے دینے میں کیا شکایت ہے بلکہ کمال شکر ہے کہ امانت میں خیانت نہیں ہوئی اسے شتریان اگر تجھ میں کچھ سعادت ہوتی تو لباس شہادت تو بھی پہنتا مگر افسوس کہ تو بے نصیب ہے اس بات سے شیطان تنہایت ذلیل ہو کر پھرا اور اپنے لشکریوں سے بولا کہ اب کسی کو طاقت ہے ایک دیو بولا کہ اگر میں آواز کروں تو ذی روح کی روح نکلے گی ابلیس نے کہا کہ ایوب کی بکریاں چرتی ہیں اُن پر آواز دے اُس نے بکریوں کے گلے میں کھڑے ہو کر ایک آواز دی سب بکریاں مگرین اور چرواہے بھی پہچان ہو گئے ابلیس حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا آپ اُسی طرح عبادت میں مشغول تھے اُس نے تقریر پارینہ پیش کی اور وہی جواب پایا جیسے اوّل پایا تھا بہت شرمندہ ہوا اور تنہایت پژمردہ پھرا اور اپنے ارکان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اب بھی کسی کو زور و طاقت ہے ایک عفریت بولا کہ مجھ میں یہ طاقت ہے کہ جس کے بدن میں ہوا ہو کر لگ جاؤں وہ جل کر خاک ہو جائے ابلیس بولا کہ ایوب کے کھیت اور مزارعین کو جلا دے کہ اُس کا اطمینان قلب باقی نہ رہے چنانچہ اُس مردود نے سب کھیت وغیرہ جلا دیے یہاں تک کہ کھیتوں کا کوئی نشان باقی نہ رہا پھر ابلیس ایک نوکر کی صورت بن کر آیا اُسی طرح حضرت کو عبادت خدا میں مشغول پایا اُس نے صورت معاملہ عرض کی اور وہی

جواب پایا شرمندہ ہوا اور آسمان پر گیا اور حضور باری تعالیٰ شانہ میں عرض کی کہ پروردگار اُس کی اولاد باقی ہے اس وجہ سے اُس کو اطمینان حاصل ہے اگرچہ کو اُس کی اولاد پر تسلط تمام حاصل ہو تو امتحان کروں کیونکہ یہ مصیبت ایسی ہے کہ جسے انسان اٹھا نہیں سکتا حکم ہوا کہ تو اولاد پر تسلط کیا گیا چنانچہ وہ کعبخت زمین پر آیا اور دیکھا کہ دس اولادین ہیں یعنی سات بیٹے تین بیٹیاں بقول وہب ابن منبہ اور بقول صحیح تیرہ یعنی سات بیٹے تھے بقول عباس و ابن یسار اور چھ بیٹیاں سوائے اُن کے لونڈیاں وغیرہ اکثر آدمی ایک حویلی میں اپنے کام میں مصروف تھے اُس نے اُس حویلی کو ہلادیا اور بنی بن سے ہلا کر گرایا اُس پر یہ ظلم کیا کہ لڑکوں کی ہڈیاں چور کڑالین مگر ایک بی بی حضرت کی باقی رہیں وہ بھی غم و الم سے پہچان تھیں۔ اس کے بعد ابلیس ایک مرد معلم حکمت کی صورت میں آیا اور تمام حال واقفہ عرض کیا جب آپ نے لڑکوں کے مرنے کا حال سنا تو بمقتضای بشریت آپ کو کچھ رقت ہوئی وہ مردود اتنی بے صبری کو بھی غنیمت سمجھا اور جانب آسمان روانہ ہوا تاکہ فریاد و فزع کی کیفیت حضرت حق میں التماس کرے مگر حضرت نے فی الفور توبہ کی اور فرشتوں نے اس مردود کے پہنچنے سے پہلے آپ کی توبہ اور ندامت حضور لا اُبا کی میں پہنچائی تاگزیر وہ مردود طاعی پشیمان ہوا اور کچھ بھی کہہ نہ سکا عرض کیا یا الہی ایوب کا دل ہلاکت مال و اسباب و اولاد سے بھی نہ ٹوٹا اُس کو تیری عنایت و کرم پر تکیہ ہے وہ جانتا ہے کہ پھر مال تیری عنایت سے مل سکتا ہے اب یہ درخواست کی کہ مجھ کو ایوب کے جسم پر تسلط ہو حکم ہوا کہ سوائے زبان و دل کے تمام جسم پر تسلط اپنا ظاہر کر سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ کہ جسم کو صابرون کے حق میں عبرت گردانا اور زبان و دل کو اپنے ذکر اور یاد کے اور نزول رحمت کے لئے محفوظ رکھا پھر ابلیس زمین پر آیا اور حضرت کو سجدہ صلوٰۃ میں پایا وہ مردود کمال سرعت سے زمین میں گھس گیا اور اپنی زہریلی سانس آپ کے منخرین یعنی بینی شریفہ کے دونوں پردوں میں پھونک دی کہ تمام بدن مبارک سیاہ ہو گیا اور از سر تا قدم چھالے پڑ گئے اور خارش کی شدت سے تمام بدن کی کھال گر گئی اور تمام بدن میں کیڑے پڑ گئے

اور ایسا تعفن یعنی بدبو غالب ہوئی کہ مروجہ شہر سے شہر سے نکال دیا کوئی دوست آشنا نہ رہا صرف بی بی رحمت کہ حضرت یوسف کی پوتی اور آپ کی زوجہ تھیں آپ کی خدمت میں سرگرم تھیں اور وہ جو آپ کے دوست تھے البقن و یلدو و صافروہ بھی ملاست کرتے تھے اگرچہ ایمان اپنا تینوں نے ضائع نہیں کیا لیکن حضرت کو عاصی سمجھ کر توبہ و ندامت کی تعلیم کرتے تھے اور حضرت اُن کو نصایح فرماتے تھے جیسا کہ سالم التشریل میں مذکور ہے اور اخبار الدول میں ہے کہ اس شدت مرض میں بھی آپ کا یہ حال تھا کہ جب آپ کو عارضہ کی شدت میں تکلیف ہوتی تو آپ فرماتے اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا رِضًا لَّكَ فَشَدِّدْكَ وَ اِنْ كَانَ مِنْ سَخَطٍ لَّكَ فَاعْفُ عَنَّا۔ ترجمہ یعنی اے اللہ اگر یہی تیری مرضی ہے کہ میں عارضہ کی شدت میں مبتلا رہوں تو اور زیادہ کر میری تکلیف کو میرے عارضہ کو اور اگر یہ میرے کسی گناہ کے سبب ہے تو بخشدے حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام سات برس سات ماہ مریض بنی اسرائیل پر پڑے رہے اور کوئی شخص سوائے آپ کی زوجہ شریفہ مسماۃ بی بی رحمت کے نزدیک نہ آیا وہ غریب حضرت کی شائستہ خدمت بھی کرتی تھیں اور درپوزہ گری سے اوقات بھی اپنی بسر کرتی تھیں اور حضرت ایوب شکر خدا کرتے تھے اور کسی وقت ذکر حق اور عبادتِ معبود برحق سے غافل نہ رہتے تھے اور جرزع فزع کا تو کیا ذکر۔

روایت ہے کہ آدمی رات کو آسمان اُڑل سے ندا ہوتی تھی کہ اے ایوب تیرا مزاج کیسا ہے وہ وقت حضرت ایوب علیہ السلام کے ذوق و شوق کا ہوتا تھا کسی نے کہا کہ اے ایوب تم اللہ کے نبی ہو اپنی صحت کے لئے دعا کیوں نہیں کرتے آپ نے فرمایا کہ روزانہ نصف شب کو میرا پروردگار میری مزاج پرسی کرتا ہے اگر میں اچھا ہو گیا تو پھر میرا مالک میری مزاج پرسی کیوں کر لگا۔ دوسری روایت ہے کہ جب آپ کے بعض دوستوں نے آپ سے کہا کہ آپ اپنی صحت کے واسطے اللہ سے دعا کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کو قبول فرمائے گا آپ نے فرمایا کہ میں نے جو حساب کیا تو میری صحت کا زمانہ میری بیماری کے زمانہ سے بہت زیادہ ہے اگر یہ

زمانے برابر بھی ہو جاتے تو کسی قدر حق دعا کرنے کا پیدا ہو جاتا اور ابھی تو شرم آتی ہے۔
 الغرض جب ابلیس نے یہ ثابت قدمی جو آپ کی دیکھی تو بہت مضطرب ہوا اور اپنی ذریات
 سے کہنے لگا کہ یہ عجب خدا کا بندہ ہے کہ کسی حالت میں بے صبر نہیں ہوتا اور ہر مصیبت میں صبر
 شکر ہے اور کبھی اپنی عبادت اور اپنے معبود سے غافل نہیں ہوتا۔ اب تم میری مدد کرو اُس کے
 شاگردوں نے کہا کہ تیرا وہ مکر و فریب اب کہاں ہے جس سے بڑے بڑے عابد و زاہد ہلاک
 ہوئے اُس مردود نے جواب دیا کہ اس کے سامنے کوئی داؤن نہیں چلتا۔ ایک شاگرد بولا
 کہ وہ مکر کہاں گیا جو آدم کے خروج کا سبب واقع ہوا تھا ابلیس نے کہا کہ اُن کی بی بی کی
 سازش میں کام چلا تھا اُس شاگرد نے کہا کہ ان کی بھی تو بی بی موجود ہے یہ سُن کر وہ مردود
 بہت خوش ہوا اور اُس عقیقہ کی خدمت میں آیا وہ ستم رسیدہ صابرہ در یوزہ گری کو اٹھی تھی
 ابلیس نے کہا کہ تمہارا شوہر کہاں ہے فرمایا کہ یہ ہے اور مرض کی کیفیت بیان کی وہ کم بخت
 اس کلام کو بے صبری پر حمل کر کے جزع سمجھا اور وسوسہ پر مستعد ہوا اور کہا کہ یہ بیماری رفع
 نہ ہوگی ہم کو ایوب کی خوبصورتی اور جوانی پر نہایت افسوس ہے اور مال و اسباب کے فنا ہو جانے
 پر بڑا رنج ہے اس کلام پر وہ بیچاری رونے لگی اب اس کم بخت کو امید پڑی تو یہ مردود
 فوراً ایک بچہ گو سفند کا پکڑ لایا اور کہا کہ اگر ایوب اس کو میرے نام پر ذبح کرے تو فی الفور صحت
 ہو جائیگی اُس بلا کشیدہ نے بامید صحت اُس کو لے لیا اور حضرت کے پاس آئے اور کہا کہ
 اب تو بت بجان ہے اس گو سفند کو ذبح کرو تو صحت ہو جائے آپ نے فرمایا کہ شاید تیرے پاس
 شیطان آیا تھا وہی تجھے بہکا گیا ہے افسوس اتنی مدت بلا پر صبر نہ کر سکی اول بیس برس مال
 و اولاد کے نہ ہونے پر صبر کرتی رہی مسم خدا کی اگر مجھے صحت ہوئی تو سوتا زینا نے مارون گا کہ
 تو نے مجھے ذبح غیر اللہ کا حکم کیا اب تو میرے پاس نہ آیا کہ اور اب میں تیرے ماتھے کی چیز
 نہ کھاؤ لگا ناگزیر یہ چلی آئیں حضرت ایوب تنہا رہے تب سجدہ کر کے دعا کی رَبِّ اِنِّی مُسْتَسْنِی
 الضَّرْمَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ یعنی اے پروردگار میرے مجھ کو لگ گیا ہے ضرر اور

تو مہربان ہے۔ ارشاد ہوا کہ دعا قبول ہوئی اپنے پیر کی ایڑی زمین پر مار حضرت ایوب نے ایک پاؤں زمین پر مارا تو ایک چشمہ آب جاری ہوا حکم ہوا کہ اس میں غسل کر غسل کرنا تھا کہ تندرست ہو گئے گویا بیمار ہی نہ تھے پھر چالیس قدم چلے حکم ہوا کہ دوسرا پاؤں زمین پر مار بس دوسرا چشمہ جاری ہوا اُس کا پانی پیا تمام بیماری پیٹ میں کی نکل گئی قال اللہ تعالیٰ شانہ اِنَّ كُفْرَ بِرَجُلٍ هَذَا مُغْتَسِلٌ بِكَ سِدِّ وَتَشْرَابُكَ تَرْجَمُهُ زَمِينٌ مِّنْ اِتْنَا پاؤُنْ مَارِہَانْ نہا نے اور پینے کے لئے ٹھنڈا پانی ہے اخبار الدول میں ہے کہ جمعہ کے دن صبح کو اللہ کی طرف سے جبرئیل علیہ السلام نے پیغام دیا کہ تم کو شفا عطا ہوئی اور مال و اسباب جو فنا ہو گیا تھا عنایت ہوا حدیث میں ہے کہ غسل کے بعد دو جہے جنت سے آئے ایک کو ازار اور دوسرے کو چادر کیا اور پین کر کھڑے ہوئے تو تمام مال و اسباب و اولاد دو چند نظر پڑے اور ایک مکان نہایت مکلف و آراستہ نشست و برخاست کو طیار ملا۔ اخبار الدول میں ہے کہ وہ چشمہ اب تک جاری ہے اور اُس کا اثر بھی باقی ہے۔

بی بی صاحبہ آپ کے حکم کے موافق چلی تو گئی تھیں مگر دل نہ مانا اٹھیں کہ دیکھ تو آؤں انہیں تنہا کیونکر چھوڑوں کوئی اُن کے پاس آئے جانے والا نہیں ہے اُن کو کھانا کون کھلائے گا کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی درندہ اُن کو ایذا پہنچائے جب وہ یہاں آئیں تو انہیں اپنی بیماری کی حالت میں نہ دیکھا تو تعجب کیا اور کہا کہ اسے بندہ خدا تو ہے اُس شخص کو دیکھا ہے جو یہاں بیمار پڑا تھا حضرت ایوب نے کہا کہ کیا تو اُسے پہچانتی ہے اگر تو اُسے دیکھے تو پہچان لے گی کہا ہاں حضرت ایوب نے کہا کہ وہ تو میں ہی ہوں یہ سنتے ہی اٹھیں پہچان لیا۔

علماء فرماتے ہیں کہ مَسْنَعِ الصُّرِّ اُپ نے اُس وقت کہا تھا کہ جب کیرے زبان اوڑھل تک پہنچے تھے آپ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں میں ذکر و یاد خدا سے بے نیاز سے باز رہوں

مردانِ خدا خدا نہ باشند	لیکن خدا جدا نہ باشند
-------------------------	-----------------------

مردانِ خدا کا دل اور زبان ایسی ہوتی ہے کہ جس کی حفاظت وہ پاک پروردگار خود فرماتا

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس فرشتہ کو بھیجا اُس نے اُس کو کہا کہ چونکہ آپ نے بلا اور مصیبت پر صبر کیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ شانہ نے تحفہ سلام آپ کو بھیجا ہے یہاں سے نکل کر آپ اپنے خرمں پر جا بیٹے حضرت ایوب علیہ السلام نکلے اور خرمں پر گئے اللہ تعالیٰ شانہ نے ایک ابر بھیجا جس سے طلائی ٹیڑیاں اُن پر برسین یہ ٹیڑیاں گو طلائی تھیں مگر جلتی تھیں حضرت ایوب بھی اُن کے پچھے پچھے چلتے اور اُنھیں گھیر گھیر کر خرمں میں لاتے تھے۔ فرشتے نے یہ دیکھ کر کہا کہ کیا خرمں کے اندر کی ٹیڑیوں پر آپ کو قناعت نہیں ہوتی جو باہر کی ٹیڑیوں کو آپ گھیرتے پھرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ میرے پروردگار کی عنایت ہے جہاں تک یاد ہو میرے واسطے خیر و برکت کا سبب ہے پھر حضرت ایوبؑ اس بلا کے دور ہونے کے بعد شرمیں دنیا میں زندہ رہے اور جب اچھے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ شانہ نے حکم دیا کہ ایک کھجور کی ڈالی توڑو جس میں سو شاخیں ہوں کی ہوں اور اُس سے تم اپنی بی بی کو ایک مار دتھاری قسم پوری ہو جائیگی چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور اپنی قسم اُتار دی اور یہ جو حضرت ایوبؑ نے کہا مَسْنٰی الصُّرٰی یہ دعا ہے شکایت نہیں ہے اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ شانہ کا قول ہے فَاسْتَجَبْنَا لَهُۥ اِیْنِیْہُمْ لَے اُسے قبول کر لیا۔ اور حضرت ایوب علیہ السلام یہ دعا مانگا کرتے تھے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ جَارٍ عَلَیْہِ تَرٰ اِنِّیْ اِنْ سَرَّ اٰیْ حَسَنَہٗ سَاوْہَا وَاِنْ سَرَّ اٰیْ سَیِّئَہٗ ذَکَرْتُہَا اِیْنِیْ لَے اللہ تعالیٰ مجھے اُس ہمایہ سے بچا جس کی آنکھ مجھ کو دیکھے اور وہ ایسا ہو کہ جب میری بھلائی دیکھے تو اُسے چھپا دے اور جب میری بُرائی دیکھے تو اُسے کہتا پھرے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے تین رفیقوں کا آپ کو ملامت کرنا اور ایک لڑکے کا انہیں جواب دینا اور آپ کا اُن تینوں سے ناراض ہونا۔ کہتے ہیں کہ حضرت

ایوب علیہ السلام نے جو دعا کی تھی اُس کا سبب یہ تھا کہ تین شخص اُن کے دین کے متبع ہو گئے تھے ایک کا نام بلر و تھا اور دوسرے کا نام الیفر تھا جس کو بعض یقین بھی کہا ہے اور تیسرے کا نام صافر تھا یہ تینوں اُن کے پاس اُس وقت آئے جس وقت اُن پر یہ بلا نازل ہوئی تھی اور اُن کو بہت کچھ ڈرایا اور دھمکایا۔ اور کہا کہ تم نے کوئی بڑا گناہ کیا ہے کہ ایسا کسی نے نہیں کیا ہو گا اسی سے تم پر یہ بلا نازل ہوئی ہے اور یہ عذاب دو نہیں ہوتا اس پر حضرت ایوبؑ سے اور اُن سے بڑا جھگڑا ہوا ان لوگوں کے ساتھ لیک نو جوان بھی تھا اُس نے ان کی باتوں کی تردید کی اور کہا کہ تم نے اچھی بات اور سچی رائے چھوڑ دی ایوب کا تم پر جس قدر حق ہے وہ اُس سے بہت بڑھ کر ہے جو تم نے بیان کیا۔ کیا تم اُس کے حق اور حرمت و عزت کو جانتے ہو جس کی توہین و تحقیر کر رہے ہو جس کا تم عیب بیان کرتے ہو۔ یہ کون شخص ہے تم کو نہیں معلوم ایوب اللہ تعالیٰ کا نبی اور آج تمام مخلوق میں برگزیدہ اور خیر الوریٰ ہے پھر تمہیں نہ تو یہ معلوم ہے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ بتایا ہے کہ وہ اُس کی کس بات سے ناراض ہو گیا ہے اور نہ اُس سے اُس کی کرامت چھین لی ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مکرم کیا کرتا ہے۔ اور نہ ایوب نے کبھی تمہارے سامنے کوئی ایسا کام کیا ہے جو حق کے خلاف ہو اب جو تم نے اُس کی بلا کو دیکھ کر اُسے اپنے نزدیک حقیر سمجھ لیا ہے اور اپنے دل میں اُسے ذلیل سمجھنے لگے تم اس بات کو خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ بارہا اپنے بیوں اور صدیقوں اور شہداء اور صالحین کو ہلاؤں میں مبتلا کرتا ہے لیکن یہ اُن کی بلا اس بات کی دلیل نہیں ہوتی کہ خداے تعالیٰ اُن سے ناراض ہے یا اُن کو حقیر جانتا ہے بلکہ یہ اُن کی کرامت اور بہتر ہونے کی علامت ہوتی ہے اور اسی طرح کی اور بھی بہت باتیں کیں پھر اُس نے اُن سے کہا کہ:- کہ ایوب کو اللہ تعالیٰ نے عظمت و جلال دیا تھا۔ وہ موت کا ذکر کیا کرتے تھے کہ جس سے تمہاری زبانیں گنگا ہوتی تھیں اور تمہارے دل لرز جاتے تھے۔ اور تمہاری حجتیں قطع ہو جاتی تھیں کیا تم نہیں جانتے کہ خدا کے ایسے بندے ہو ا کرتے ہیں جو خدا کے خوف سے خاموش

رہا کرتے ہیں حالانکہ نہ تو وہ ہکلاتے ہیں اور نہ گونگے ہیں بلکہ وہ بڑے فصیح و لیسب ہوتے
 ہیں اور اللہ کو اور اُس کی نشانیوں کو جانتے اور پہانتے ہیں۔ لیکن جب اللہ کی عظمت کا
 ذکر ہوتا ہے تو اُن کے دل کانپ جاتے ہیں۔ اور زبانیں بند ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ
 کی ہیبت و خوف سے اُن کے عقل و ہوش پران ہو جاتے ہیں لیکن پھر جب ہوش میں
 آتے ہیں تو پھر بھی اللہ ہی کے رہتے ہیں اور اعمال زاکیہ بجالاتے ہیں۔ وہ گو کہ ابرار
 اور انبیاء اور دانا ہوتے ہیں مگر اپنے آپ کو گناہگاروں اور مقصرین میں سمجھتے ہیں اور اللہ
 کے سامنے کسی بہت چیز کو بہت نہیں سمجھتے اور اُس کے واسطے کسی تھوڑی یا بہت چیز
 سے راضی نہیں ہوتے اور اعمال حسد پر اُس کے روبرو ناز کرتے ہیں۔ اُن کو جب تم دیکھو گے
 تو خائف اور ڈرتا ہوا پاؤ گے۔ جب حضرت ایوب علیہ السلام نے اُس کا کلام سنا۔
 تو کہا اللہ تعالیٰ حکمت کا تخم صغیر و کبیر سب کے دل میں بویا کرتا ہے اور جب کسی کے دل میں
 حکمت ہوتی ہے تو اُس کی زبان سے ظاہر ہو جایا کرتی ہے دانائی کے لئے عمر اور بڑھاپے
 اور بڑے تجربہ کی ضرورت نہیں ہے اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو راکبین میں حکمت
 دیتا ہے تو اُس کا مرتبہ حکام کے نزدیک نہیں گرتا ہے۔ پھر حضرت ایوب علیہ السلام
 اُن یقینوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ کہ تم لوگ اس سے پہلے ڈر گئے کہ تمہیں کوئی ڈر
 اور اس سے پہلے رو پڑے کہ تمہیں کوئی مارے اگر میں تم سے کہتا کہ اپنے اموال میں سے
 میرے لئے صدقہ دو شاید اللہ مجھے اس سے نجات دیدے یا قربانیاں کرو کہ جس سے اللہ
 اُنہیں قبول کر کے مجھ سے راضی ہو جائے تو تمہاری کیا کیفیت ہوتی۔ تم بڑے مغرور ہو گئے
 ہو۔ یہ سمجھتے ہو کہ تم اپنی نیکیوں کے سبب سے اچھی حالت میں ہو رہے ہو یہ بغاوت اور
 تکبر کی باتیں ہیں اگر تم راستی پر آؤ اور اپنی حالت کو دیکھو اور پروردگار کی عنایتوں پر نظر کرو
 تو تمہیں معلوم ہو جائے۔ کہ غافلت کے پردہ میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے کس قدر عیب
 چھپا دئے ہیں۔ میری بھی پہلے ہی حالت تھی۔ اور لوگ میری توقیر کرتے تھے اور میری

باتیں مانتے تھے۔ اب میری یہ حالت ہے کہ میری بات کچھ چیز نہیں رہی۔ اور تم میری بات کو نہیں مانتے۔ اور تم مجھ پر میری مصیبت سے بھی زیادہ مصیبت ہو گئے ہو۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی کچھ عرض معروض اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی اپنے ایوبؑ بندے پر

پھر حضرت ایوب علیہ السلام نے اُن سے منہ پھیر لیا اور اپنے رب کی طرف فریاد کے لئے متوجہ ہوئے اور اُس سے زاری کر کے عرض کی۔ یا رب مجھے تو نے کیوں پیدا کیا ہے اگر تو مجھے بُرا سمجھتا ہے تو تو نے پیدا ہی نہ کیا ہوتا۔ کیا اچھا ہوتا جو میں مان کے پیٹ سے ساقط ہو جاتا تو مجھے وہ گناہ بتا دے جو میں نے کیا ہے اور اُس کے سبب سے تو نے اپنی توجہ مجھ سے اٹھالی ہے کیا اچھا ہوتا جو میں مرجاتا۔ کیا میں غریبوں اور مسکینوں کو اپنے یہاں نہیں ٹھہراتا تھا۔ اور یتیموں کی دیکھ بھال اور یتیم خانوں کی خبر گیری نہیں کرتا تھا۔ الٰہی میں تیرا ذلیل بندہ ہوں اگر میں اچھا کام کروں تو تیرا احسان ہے اور اگر میں کوئی برا کام کروں تو عذاب کا تجھے اختیار ہے تو نے مجھے بلا کا نشانہ بنایا ہے اُس سے مجھ پر بلا نازل ہوئی ہے اگر تو اُسے کسی بہار پر مسلط کرتا تو وہ بھی اُس کا بار نہ اٹھا سکتا۔ بھلا میں ضعیف کیا چیز ہوں جو اُسے اٹھا سکوں میرا تمام مال جاتا رہا میں بھیک مانگتا پھرتا ہوں وہ لوگ مجھے کھلاتے ہیں جو میرے یہاں کھایا کرتے تھے اور وہی لوگ مجھ پر اپنا احسان جتاتے ہیں اور مجھے عار دلاتے ہیں۔ میری اولاد بھی مر گئی۔ میری بی بی بھی آزدہ ہو گئی اور میرے قرابت دار مجھے چھوڑ گئے۔ میرے شناسا مجھ سے نفرت کرنے لگے اور دوست بھاگ گئے میرے حقوق کا لوگ انکار کرتے ہیں۔ میرے احسانات کو بھول گئے۔ میرے مالک میری فریاد تو سن وہ فریاد نہیں سنتے تو میرے عذر کو قبول کرو وہ میرا عذر نہیں مانتے میں نے اپنے غلام کو بلایا اور وہ نہ آیا میں نے اپنی لونڈی کے سامنے تضرع کی اور اُسے کچھ رحم نہ آیا۔ اور یہ سب کچھ جو ایذا ہو رہی ہے اور میری صورت بُری ہو گئی ہے

یہ سب تیری ہی قصا سے ہے اور تو نے ہی مجھے بیمار کیا ہے اگر تو اپنی مہبت کو جو میرے دل میں بیٹھی ہے تھوڑی دیر کے لئے نکال لے اور میری زبان کھول دے کہ میں دل کھول کے بول سکوں تو کیا اچھا ہو۔ عبد کے لئے ضرور ہے کہ اپنے مولیٰ سے اپنا حال دل عرض کرے اور اگر کوئی مصیبت اُس پر پڑی ہو تو کہہ سنائے۔ لیکن میرا مولیٰ تو بڑی عظمت والا ہے مجھے اُس کے سامنے لب کھولنے کی جرأت نہیں وہ بڑی شان والا ہے اُس نے مجھے نیچے ڈال دیا ہے وہ مجھے دیکھتا ہے میں اُسے نہیں دیکھ سکتا وہ میری باتیں سنتا ہے اور میں اُس کا کلام نہیں سنتا وہ باوجود قدرت میری طرف نہیں دیکھتا جو رحم کرے اور نہ میرے نزدیک آتا ہے۔ جو اُس سے میں اپنی نجات کے لئے گفتگو کروں۔

جب حضرت ایوب علیہ السلام نے اس طرح عرض کیا تو ایک ابراہیم اور اُس میں سے آواز اُجھڑا کہ ایوب اللہ تعالیٰ تیرے پاس آیا ہے اور ہمیشہ تیرے پاس تھا اور ہمیشہ رہیگا اٹھ اور اپنی حجت بیان کر۔ اور اپنی برائت کی دلیل پیش کر اور اگر سامنے جبار کے کھڑا ہو۔ کیونکہ مجھ سے فصاحت کوئی شخص جبار کے سوا نہیں کر سکتا۔ تو شیر کے منہ میں مانتا اور اردہ کے منہ میں لگام دیتا ہے۔ اور نور کو پیمانے سے ناپتا ہے اور ہوا کو ترازو میں تولتا ہے۔ اور دھوپ کو پھیلی میں بند کرتا ہے۔ اور گزرے ہوئے کُل کے دن کو ٹوٹنا چاہتا ہے۔ تیرے نفس نے تجھے آرزو دلائی ہے۔ کہ جس تک تو اپنی صحت کی حالت میں نہیں پہنچ سکتا اب ایسے ضعف کی حالت میں تو اُس سے مکابرہ کرنا چاہتا ہے۔ اور ایسے ہکلا نے پر مجھ سے کلام کرنے کا ارادہ ہے۔ ایسے گونگے پن پر مجھ سے حجت کرنے کا خیال ہے۔ تو اُس وقت کہان تھا جب میں نے زمین کو پیدا کیا تھا۔ تو جانتا ہے کہ میں نے اُسے کتنا بڑا بنایا ہے۔ تو اُس وقت کہان تھا جب میں نے آسمان کو معلق بنایا جس کے قائم رہنے کے لئے کوئی ستون نہیں۔ کیا تیری اتنی بڑی عقل ہے کہ تو اُس کے نور کو جاری رکھے یا اُس کے ستاروں کو چلائے یا تیرے حکم سے رات دن ہوا کرے اور اسی طرح اور بھی اللہ نے اپنی مصنوعات کا ذکر فرمایا حضرت ایوب علیہ السلام

کانپ گئے اور عرض کی یارب میں نے بڑا قصور کیا۔ کیا اچھا ہو جو زمین پھٹ جائے اور میں اُس میں سما جاؤں اور کوئی بات ایسی نہ کہوں جس سے تو مجھ سے ناراض ہو۔ میرے مالک مجھ پر بلائیں اگر نازل ہو گئی ہیں۔ میں جان گیا جو تو نے بیان کیا یہ سب تیرے کام ہیں اور تیری ہی حکمت کی تدبیر اور حکم سے ہوئے ہیں۔ تیرے سامنے کوئی زبردست نہیں کوئی کچھی بات تجھ سے مخفی نہیں۔ دلون کے حال تو سب جانتا ہے۔ تو وہ باتیں میری مصیبت کی جانتا ہے جو میں نہیں جانتا۔ میں پہلے تیری سطوت کا حال کا فون سے سنا کرتا تھا لیکن اب آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ جو کچھ میں نے کہا وہ تو کہا اب مجھے معاف کر اب میں کچھ نہیں کہتا مجھ پر رحم کر میں نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا اور زبان بند کر لی اور منہ پر مٹی ڈال لی۔ ایسی بات میں پھر کبھی نہ کہوں گا جس سے تو ناراض ہو۔ اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام نے دعا کی اور وہ قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ شانہ نے انہیں صحت عطا فرمائی جیسا ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

علامہ جزری لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں نے حضرت ایوب علیہ السلام کے ذکر کو حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ سے پہلے بیان کیا ہے اس واسطے میں نے بھی اُسی ترتیب سے لکھا۔ حضرت ایوبؑ حضرت یعقوبؑ کے عہد میں ایک بنی تھے۔ کہتے ہیں کہ ایوبؑ کی عمر ۹۳ برس کی ہوئی تھی اور انہوں نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹے جو صلی کو وصی کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے بعد اُن کے بیٹے بشیر بن ایوب کو نبی کیا تھا اور اُن کا نام ذوالکفل رکھا تھا یہ شام میں رہا کرتے تھے اور اُسی جگہ انہوں نے وفات پائی تھی اور اُن کی عمر چھ پتر برس کی ہوئی تھی انہوں نے بھی اپنے بیٹے عیسیٰ کو وصی کیا تھا اور اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کے بعد حضرت شعیب بن صفیون بن عقیل بن ثابت بن مدین بن ابراہیم علیہ السلام کو نبی کیا تھا۔

اب میں تھوڑی عبارت تورات کے ترجمہ سے نقل کرتا ہوں آپ کی عمر میں فی الجملہ اختلاف ہے

ایوب کی کتاب عوض کی سرزمین میں ایوب نامے ایک شخص تھا۔ اور وہ شخص کامل اور صادق تھا اور خدا سے ڈرتا تھا اور بدی سے دور رہتا تھا اُس کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں اُس کے مال میں سات ہزار بھیڑیں اور تین ہزار اونٹ اور پانچ سو جوڑی بیل اور پانچ سو گدھیاں تھیں اور اُس کے نوکر چاکر بہت تھے ایسا کہ اہل مشرق ایسا ندارد کوئی نہ تھا انتہی۔ ایوب کی کتاب باب چہل و دوم ورس ہفتم۔ ایوب ایک سو چالیس برس جیا اور اپنے بیٹے اور اپنی بیٹوں کے بیٹے چار پشت تک دیکھے۔ اور ایوب بوڑھا اور عمر دراز ہو کر مر گیا۔ انتہی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر

اہل تاریخ کہتے ہیں کہ جب حضرت اسحق علیہ السلام نے وفات پائی تو ایک سو ساٹھ برس کی عمر تھی اور اُن کی قرآن کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس مزرعہ جیرون میں ہے اور قبر اُن کے دو بیٹوں عیص اور یعقوب نے بنائی تھی۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی عمر ۱۴۷ برس کی ہوئی تھی اور اُن کے بیٹے یوسفؑ اور اُن کی ماں کے حصہ میں نصف حُسن دنیا بھر کا دیا گیا تھا حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُنھیں اپنی بہن حضرت اسحق کی بیٹی کو سپرد کر دیا تھا وہ اُن کی پرورش کرتی تھیں اس لئے اُن کو حضرت یوسفؑ سے بڑی محبت ہو گئی تھی اور حضرت یعقوبؑ کو بھی حضرت یوسفؑ سے بہت محبت تھی حضرت یعقوبؑ نے اپنی بہن سے کہا کہ یوسف کو مجھے دیدے واللہ میں اُسے ایک گھڑی بھی جدا نہیں رکھ سکتا ہمیشہ صاحبہ نے بھی یہی فرمایا کہ میں اُسے گھڑی بھی جدا نہیں رکھ سکتی۔ اس پر حضرت یعقوبؑ نے اُن کے لینے پر اصرار کیا۔ ہمیشہ صاحبہ نے فرمایا کہ اچھا چند روز کے واسطے میرے پاس اسے میری تسلی کے لئے رہنے دو۔ پھر اُنہوں نے حضرت اسحق علیہ السلام کا مکر بند جسے بیٹی کہتے ہیں لیا اور یہ اُنھیں کے پاس رکھ کر لے گیا اس لئے کہ وہ اولاد اسحق میں

سب سے بڑی تھین پھروہ پیٹی حضرت یوسفؑ کی کمر میں باندھ دی اور مشہور کیا کہ وہ کمربند کھو گیا ہے دیکھو اُسے کون لے گیا ہے اور اُسے تلاش کرنے لگیں اور بولیں کہ گھر والوں کی تلاشی کو جب تلاشی لی تو اُسے حضرت یوسفؑ کے پاس پایا اُس زمانہ کا دستور تھا کہ جس کا مال چوری جاتا اور وہ چور کو پکڑ لیا کرتا تھا تو اُس کا کوئی معاوضہ نہیں کرتا تھا۔ اس لئے اُنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پکڑ لیا اور جب تک زندہ رہیں اپنے پاس رکھا۔ اُن کے مرنے کے بعد حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹے کو لے لیا۔

علامہ جزری کی کتاب کا ترجمہ تفریح الازکیا کا اقتباس۔ یوسف بعض کے نزدیک عبرانی ہے لہذا ممنوع الصرف ہے۔ عین المعانی میں ہے کہ قصہ یوسف علیہ السلام کا اس سبب سے احسن القصص ہے کہ صاحب قصہ احسن تھا اور بحر الحقائق میں ہے کہ اس وجہ سے احسن ہوا کہ احوال انسان سے شبہ ہے یعنی یوسف دل و یعقوب روح و راحیل نفس و اخوان قوی و جوارح۔ اللہ تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ اور علامہ ترمذی فرماتے ہیں کہ وجہ احسن ہونے کی یہ ہے کہ اور پیغمبروں کے ذکر قرآن شریف میں متفرق ارشاد ہوئے ہیں اور اُن کا قصہ ایک ہی سورہ میں ہے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بارہ سورتوں میں ہے۔ اور حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ چھ سورتوں میں ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اٹھارہ سورتوں میں ہے۔ اور حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ نو سورتوں میں ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اثنیس^۹ سورتوں میں ہے اور حضرت شعیب علیہ السلام کا قصہ تین سورتوں میں ہے اور حضرت عمر علیہ السلام کا قصہ دو سورتوں میں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا چار سورتوں میں اور حضرت داؤد علیہ السلام کا پانچ سورتوں میں اور حضرت زکریا علیہ السلام کا تین سورتوں میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نو سورتوں میں۔

اخبار الدول میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام سفید رنگ اور حسن الوجہ تھے

اور بال آپ کے گھونگر والے تھے اور چشمان مبارک سیاہ تھیں اور یہ بہت بڑی تھیں اور نہ بہت چھوٹی تھیں اور مابین چشمان مبارک ایک خال سفید تھا جو ماہ شب چار دہم کی طرح تابان تھا اور بینی بلند اور رخسار سے پر گوشت اور رخسار راست پر ایک خال سیاہ اور دندان مبارک روشن و تابان جب آپ تبسم فرماتے تو نور کی چمک سے روشنی ہو جاتی اور وقت تکلم شنایا یعنی دندان پیشین سے ایک نور نظر آتا۔ اور شکم مبارک باریک اور ناف چھوٹی اور ساعدین و ساقین و بازو پر گوشت اور زناکت اس مرتبہ کی تھی کہ جب آپ فواکھات مین سے کچھ تناول فرماتے تو سبزی اُس کی گلوے صاف سے نظر آتی تھی اور روشنی چہرہ مبارک کی ایسی تھی کہ مکان کے در و دیوار پر اُس کی چمک پڑتی تھی۔

احسن القصص ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قصص کی زینت و آرائش کے لئے جو سامان یہ تکلف قائم کئے جاتے ہیں وہ اس مین اصلی موجود۔ حاسد و محسود کی حالتیں۔ عاشق و معشوق کا وصل و فراق اور پھر وصل مالک و مملوک کی کیفیت۔ عورتوں کا کمر۔ اور عاشق کا فراق کے ایام مین صبر۔ اور یہ سب واقعات راست و صحیح۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تفسیر سراج المنیر مین روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یوسف علیہ السلام کی شان مین فرماتے ہیں۔ الکریم ابن الکریم ابن الکریم یعنی یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم۔ انیس العاشقین مین ایک روایت غریب ابن عباس سے لکھی ہے کہ ایک اعرابی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یوسف حسین تھے یا آدم۔ حضور نے فرمایا کہ یوسف مین آدم کا نشان تھا کیونکہ آدم کو اللہ تعالیٰ شانہ نے دو نعمتیں دی تھیں حسن اور انگشتی۔ حُسن کی برکت سے حورین کے مجذوم تھے۔ اور انگشتی کی ہیبت سے فرشتوں کے مسجود۔ جب زُلّت صادر ہوئی تو نور عرش پر گیا اور قائم شاخ طوبیٰ پر۔ جب اُن کی ذریت پھیلی تو حسن یوسف کو ملا۔ اور قائم سلیمان کو اور یہ بھی ارشاد کیا کہ یوسف متوسط القاست تھے اور بال اُن کے

بہت سیاہ تھے کہ شب تار کو اُس سے نسبت نہیں اور چہرہ ایسا نورانی و روشن تھا کہ آفتاب روز کو اُس سے کچھ مناسب نہیں اور آنکھیں نہایت خوشنما اور آبدار اور ایک رخسار پر خال گویا اختر بے زوال اگر بھوکا آدمی اُن کی صورت دیکھتا تو سیر ہو جاتا اور بیگانہ آدمی بچکانوں کے مثل آپ سے محبت کرنے لگتا حالانکہ اللہ تعالیٰ شانہ نے یوسفؑ کو بھی خاک ہی سے پیدا کیا تھا۔ لے اعرابی انشکریا اچھا خالق ہے کہ آب و خاک سے ایسے جلوے دکھاتا ہے اعرابی نے کہا یا رسول اللہ یہ کس طرح ہوا۔ تو آپ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جو نہایت خوش آواز تھے فرمایا تو پڑھ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ إِلَى أَحْسَنِ الْخَالِقِينَ۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت تمام ہوئی تو اعرابی اسلام لایا اور آسمان کی طرف دیکھتا اور ہنستا تھا اور ایسا متحیر تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس حالت سے تعجب ہوا اور اسی حالت میں حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ اب تک یہ اعرابی آپ کے بساط پر تھا اور اب بساط الہی پر ہے اسی حال میں وہ اعرابی جان بحق تسلیم ہوا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا سراپہ آغوش مبارک میں رکھ لیا حضرت جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہ یوسفؑ کا دیکھنا رویت الہی کا نمونہ ہے۔

روایت ہے کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورہ یوسف تلاوت فرما رہے تھے جب آپ آیت فَهَنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ پر پہنچے تو ایک صحابی نے التماس کیا یا رسول اللہ خداوند کبریٰ نے اور کسی قصے کو احسن نہیں فرمایا آپ نے ارشاد کیا کہ مشکل فصیح اور صاحب قصہ احسن۔ اس پر اور صحابی بولے کہ اور پیغمبر کیا حسین نہ تھے آپ نے فرمایا کہ حسین کیون نہ تھے لیکن یوسف کے مثل نہ تھے اس لئے کہ یوسف نمونہ بہشت تھے کہ ان کو اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنی مخلوقات کے دکھانے کو دنیا میں بھیجا تھا تاکہ لوگ دیکھیں کہ بہشت میں مسلمانوں کی ایسی ہی صورتیں ہوں گی تب صحابہؓ نے عرض کیا

کہ یا رسول اللہ حضرت یوسفؑ نے ایسا کیا کام کیا تھا جو انھیں ایسی صورت عنایت ہوئی
آپؐ نے فرمایا کہ یہ حسن تقسیم ازلی میں بلا سبب عنایت ہوا تھا رفتہ رفتہ یہ خبر مدینہ میں شہرت پزیر
ہوئی اور عورتوں میں اس کا چرچا ہوا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو غیرت دہان
ہوئی جب حضرت دولت خانہ میں جلوہ فرما ہوئے تو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا کو متغیر پایا اور سبب پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ
میں نے یہ بات سنی ہے یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تو
غلیں نہ ہو میں یوسف سے احسن ہوں کیونکہ یوسف کا حسن چہرے میں تھا کہ فتنہ کا سبب
ہوا اور رنج و کلفت کا باعث ٹھہرا اور میرا حسن خوشخوے اور خلق ہے کہ خلق اللہ کو
بہت پیارا ہے۔ چنانچہ میری شان میں وارد ہے وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
اور میری صفت ہے اِنَّكَ لَعَلٰی اَخْلَقْتَ عَظِيْمًا يَّيْ كُنْتُمْ هُوَ يَ تَحٰی كَرْتُمْ هُوَ يَ تَحٰی كَرْتُمْ
علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ یہی مباحثہ اس وقت حسن یوسف اور
آپؐ کے نور کا آسمان پر درپیش تھا آخر کار یہ فیصلہ ہو گیا کہ حسن ظاہری یوسف کو ملا۔
اور شجاعت و سخاوت و تقویت و ہمت و حمیت و سیادت و شفاعت و دعوت
و اجابت و قناعت و امانت و مسکنیت و خلعت و محبت و شریعت و خلافت و
صبر و شکر و خلق و تادیب و تکبیر و تحلیل و تسبیح و تہجد و سیف و جہاد و آیات
مفصلات کمالات منزلات و ازواج طاہرات معراج و مقام محمود و عوض مورد و
مجبوبیت مطلقہ و اصطفاۃ مطلق و رویت الہی قرب اتم و علم وسیع عرفان اتم و
قضا و فتویٰ اجتہاد۔ احتساب۔ قرأت آپؐ کو عنایت ہوئی جب حضرت ام المومنین
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ فضائل حضور پر نور کے سنے تو ان کی تسلی
ہوئی مگر معراج کی حدیث میں کہ بخاری و مسلم نے اسے روایت کیا ہے صاف وارد
ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے کہ میں نے یوسف کو تیسرے

آسمان پر دیکھا اُن کو حسن کا ایک حصہ ملا تھا یوسفؑ نے مجھے دیکھ کر کہا اور دعا سے خیر فرمائی اور براہ ابن عازب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ ماہِ مین از اسرخ اور داسے سرخ پہنے ہوئے دیکھا تو میں ایک نظر حضرت کے روئے مبارک پر کرتا تھا اور ایک نظر چاند پر پس بخدا چمک حضرت کے روئے مبارک و صفائی چاند کی روشنی پر غالب تھی اور شیخ ابن حجر شرح شامی ترمذی میں لکھتے ہیں کہ جو محاسن ظاہرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہوئے تھے کبھی کسی انسان میں جمع نہیں ہوئے تھے کیونکہ محاسن ظاہرہ محاسن باطنہ اور اخلاق کریمہ پر دلالت کرتے ہیں اور کوئی شخص حضرت سے کامل تر خلق نہیں ہوا ع کے معنی بود صورت خوب را +

اور علامہ قرطبی کہ اکابر محدثین میں ہیں بعض علماء سے نقل فرماتے ہیں کہ تمام حسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اصحاب پر ظاہر نہیں ہوا اس لئے کہ اُن لوگوں کو تحملِ جلوہ جلالِ مصطفویٰ کا نہ تھا جس طرح خورشید کو قریب سے نہیں دیکھ سکتے اور جو دیکھتا ہے تو آنکھیں جھپک جاتی ہیں اور دیکھ نہیں سکتا اسی طرح حسن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی صحابی نہ دیکھ سکا

این حسن چشمن است نہ حد بشر است این از جنس بشر نیست صفائے دگر است این

۵ اے صبحِ سعادت ز جبین تو ہویدا این حسن چشمن است تقدس و تعالیٰ

ربیعہ بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر دیکھتی ہیں حضرت کو تو دیکھتی آفتاب کو طلوع کرنے والا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب کے مقابل کھڑے ہوتے تو نور آفتاب مغلوب اور مضطرب ہو جاتا تھا ۵ لمولفہ

قیس کی آنکھیں ملین تو حسنِ نبویؐ دیکھئے دیدہ اصحاب سے حضرت کا جلوہ دیکھئے

حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ زنانِ مصر نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو چھری سے یمنوں کے بدلے اپنی آنکھیاں

تراش ڈالین اگر حسن و جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا نظارہ کرتین تو اپنے جگر چاک کر ڈالتین واضح ہو کہ اگرچہ حضرت فرماتے ہیں کہ نصف حسن یوسف کو ملا ہے لیکن حسن و جمال ملاحظت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسن یوسف اور جمیع انبیاء علیہم السلام کے حسن سے زیادہ ہے ۵

گفتی کہ من یلحظ یوسف بود صبح لاریب فی حدیثک یا ایہا الملح

نظیری نیشاپوری نے کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے ۵

ز بعد کعبہ نظیری زیارت ماکن کہ دلبر نکین است در مدینہ ما

۵ حیران شدہ در حسن تو صد یوسف مصری شرم نہ ز لعل لب تو چشمہ حیوان

اور یہ بات تو آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہے کہ حسن و جمال اور انبیاء علیہم السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے مقبلس ہے پس حضرت آفتاب اور جمیع انبیاء ستارے ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث معراج میں جو وارد ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں نے دیکھا یوسف کو فضیلت دے گئے ہیں آدمیوں پر ازروے حسن کے مانند لیلۃ القمر کے۔ قسططانی کہتے ہیں کہ مراد آدمیوں سے غیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ فرمایا حضرت نے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا مگر خوبصورت اور خوش آواز و بیکم آحسن وجہا و آحسن صوتا۔ اور مسلم میں جو روایت ہے کہ ناگاہ یوسف نظر آئے اُن کو ملا تھا پارہ حسن سے تو مراد اُس پارہ حسن سے پارہ حسن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم ہے اور شیخ ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں بہترین نعمائے بہشت سے رویت الہی ہے بعد اُس کے رویت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم ۵

بے جمال چشمت فردوس همچون دوزخ است با جمال آتش دوزخ ز جنت خوشتر است

فائدہ - سورہ یوسف کے نازل ہونے کی وجہ علمائے یون بیان کی ہے کہ نصر ابن حارث قریشی کا فرو دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑا مالدار تھا اُس نے عجیون کے قصے

اور حکایتیں خرید کر کے عربی میں ترجمہ کئے اور مکہ معظمہ میں قصہ گوئی کرنے لگا اور قریش جمع ہو کر سننے لگے تب اُس مردود نے یہ بات اختیار کی کہ بعد قصہ گوئی قریش سے پوچھتا کہ میں اچھے قصے کہتا ہوں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے جواب میں وہ جاہل بے دین کہتے کہ تو اچھی قصہ گوئی کرتا ہے حضور کی نسبت کہتے کہ وہ کچھ بھی نہیں کہتے تو اول اُس کا فرمودہ کی حق میں سورہ لقمان میں یہ ارشاد ہوا کہ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ لِحُكْمٍ يَتَّبِعْ لِيُصَلِّيَ بَدْنًا سَبِيلَ اللَّهِ بَغَيْرِ عِلْمٍ وَ يَتَّخِذُهَا هُزُوًا اُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ کچھ لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کود کی باتوں کے تاکہ گمراہ کریں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھیکر اورین اُس کو ہنسی وہ جو ہیں اُن کو ذلت کی مار ہے اور جب کہ یہ قولہ اور مکر اُس کا فرکا مشہور ہوا تب تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب الہی میں گلہ کیا ارشاد ہوا فَخَنَ نَفْسُكَ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْفَضْلِ یہ ارشاد الہی جواب ہے اُس کافر کے کلام کا کہ اَنَا اَحْسَنُ حَلِ يَنَّا اَمَّ مُحَمَّدًا اور وجوہ بھی مفسرین نے بیان کئے ہیں قوی وجہ اس مقام پر لکھ دی گئی اور وجہیں بوجہ طوالت قلم انداز کی گئیں جو حضرات شائق ہوں وہ کتب سیر اور احوال انبیاء ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب دیکھنا اور بھائیوں کا حسد کرنا

جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے باپ کی محبت حضرت یوسف پر دیکھی تو اُن کو یہ امر نہایت گران گزا اور حضرت یوسف سے حسد پیدا ہو گیا۔ بارہ برس کی عمر حضرت یوسف علیہ السلام کی تھی کہ آپ نے خواب دیکھا کہ میں ایک بلند مقام پر ہوں اور گیارہ ستارے اوٹنس و قمر مجھے سجدہ کرتے ہیں آپ نے یہ اپنا خواب اپنے پدر بزرگوار سے بیان کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا یٰ بُنَّیَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْیَاكَ

عَلَىٰ اخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ
 ترجمہ اے میرے پیارے بیٹے اپنے اس خواب کا حال اپنے بھائیوں سے نہ کہنا اگر انھوں
 نے سن لیا تو وہ تیرے کسی بلا میں پھانسنے کی فکر کریں گے شیطان آدمیوں کا صریح دشمن ہے
 وہ انہیں ضرور پہچائیگا۔ پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُن کے خواب کی تعبیر اُنھیں
 بتلائی اور کہا کَذَٰلِكَ يُجَيِّدُكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ
 فرمایا حضرت یعقوبؑ نے جیسا تو نے خواب میں دیکھا ہے ویسا ہی ہوگا تیرا پروردگار تجھ کو
 برگزیدہ کرے گا اور تجھ کو خواب کی تعبیر سکھائیگا۔ جب یہ بات حضرت یوسفؑ نے اپنے باپ سے
 کہی تو اُن کی سوتیلی ماں سن رہی تھیں باوجودیکہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی بی بی
 سے کہا کہ یہ خواب جو یوسفؑ نے بیان کیا ہے اپنے بیٹوں سے نہ کہنا لیکن اُن کے بیٹے
 چراگاہ سے آئے تو اُنہوں نے سب قصہ مفصل اپنے بیٹوں سے بیان کر دیا اس سے
 اُن کا رنج و حسد اور بھی بڑھ گیا وہ اپنی ماں سے کہنے لگے کہ شمس سے یوسفؑ کی مراد
 بجز ہمارے باپ کے اور قمر سے بجز تیرے اور ستاروں سے سوائے ہمارے اور کچھ نہیں
 ہے ابنِ راحیل چاہتا ہے کہ ہمارا مالک بنے اور اپنے آپ کو ہمارا سردار بنایا چاہتا ہے
 پھر اُن سنگ دلوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کسی طرح اُنھیں باپ سے جدا کر دیں اور باخود
 کہنے لگے لَبِئْسَ مَا يَشَاءُ الْاِخْوَةُ اَحَبُّ اِلَىٰ اَبَيْنَا مِمَّا وُتِّحِنَ مَعْصِبَةً اِنَّ اَبَانَا
 لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ط ترجمہ یوسفؑ اور اُس کا بھائی ابنِ یامین ہمارے باپ کو بہت
 پیارے ہیں بنسبت ہمارے حالانکہ ہماری بڑی جماعت ہے اور ہم بڑے قوت والے ہیں
 کچھ شک نہیں ہمارا باپ صریح غلطی پر ہے پس حضرت یوسفؑ علیہ السلام کے قتل کا
 مشورہ ہونے لگا لیکن یہود اُنے قتل کے نسبت اختلاف کیا اور کہا کہ قتل نفس بہت
 بڑا گناہ ہے لیکن اس کو کسی ایسے کفو میں جو راہ پر ہو ڈال دینا کہ کوئی اُسے جانے والا
 اُسے نکال کر لیجائے اس کی جان بھی بچ جائے اور باپ سے جدا بھی ہو جائے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى شَأْنُ يُوسُفَ أَوْطَرُ حَوْكَ أَرْضًا يُجَلُّ لَكُمْ وَجْهَ رَبِّكُمْ وَ
 تَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ یعنی مارڈالو یوسف کو یا پھینک دو کسی ملک میں کہ
 خاص رہے تو جہ تمہارے باپ کی تم پر اور اس کے بعد توبہ کر کے نیک لوگوں میں شامل
 ہو جانا۔ جب قتل کا مشورہ پہنچتا ہو چکا تو کہا یہود اے جو ان میں سب سے افضل اور عاقل
 تھا جسے اللہ تعالیٰ شانہ فرماتا ہے قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ تَرْجِمُہُ کہہ
 ان میں سے ایک کہنے والے نے مست قتل کرو یوسف کو قتل بڑا بڑا کام ہے۔ مگر دالو قتل
 فِي غِيَابَةِ الْجَبْتِ يَلْتَقِطُهُ بَعْضُ السَّيَّاسَةِ اور اگر ایسا ہی کرنا ہے تم کو تو پھینک دو
 اُسے کسی کنوے میں کہ نکال لے اُسے کو لی راہ چلتا = اور اس بات پر کہ اُسے مار ڈالیں
 یہود اے عہد و پیمان لے لیا پھر اس کے بعد ان لوگوں نے ارادہ کیا کہ حضرت یعقوب علیہ
 السلام کے پاس جائیں ان سے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ جنگل لے جانے کی
 درخواست کریں چنانچہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور سامنے کھڑے ہوئے
 اس طرح کہ جب کچھ عرض معروض کرنا ہوتا تھا تو وہ آکر کھڑے ہوا کرتے تھے جب حضرت یعقوب
 نے انہیں دیکھا تو پوچھا کیا ہے قَالَ اللَّهُ تَعَالَى شَأْنُ پاك پروردگار نے ان کا قول نقل کیا ہے
 قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَى يُوسُفَ وَإِنَّا لَنَرَاهُ فِي صَحْوَ حَرْجِمُہُ کہہ ان
 سب نے اسے والد بزرگوار کیا آپ ہم کو امین نہیں سمجھتے اور یوسف کی نسبت ہم پر اعتبار نہیں
 کرتے ہم تو اُس کے ناحق مشفق ہیں ہم اُس کو جب تک آپ کے پاس نہ لائینگے برابر اُس کی
 حفاظت میں مشغول رہیں گے۔ پروردگار تعالیٰ شانہ ان کا قول نقل فرماتا ہے اَمْرٌ سَلَمٌ
 مَعَنَا عَدَايَتُكَ وَيَلْعَبُ وَإِنَّا لَنَحْفِظُكَ تَرْجِمُہُ اُس کو ہمارے ساتھ کل
 بھیج دیجئے کہ جنگل کے پھل کھائے اور وہاں کھیلے کو دے اور ہم اُس کی حفاظت کے
 ذمہ دار ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى شَأْنُ اِنْتَنِ
 لِيَحْمِزُنِي اَنْ تَذْهَبُوا بِهِمْ وَاَخَاتُ اَنْ يَأْكُلَهُمُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُمْ غَافِلُونَ

ترجمہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے فرمایا کہ تمہارا بیجانا یوسف کو مجھے بہت غمگین کرتا ہے اور مجھے اس کا بھی خوف ہے کہ کہیں تم اُس سے غافل ہو جاؤ اور اُسے بھیڑ یا بیجا لے۔ یہ بات حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُن سے اسلئے کہی تھی کہ اُنہوں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک پاڑ کی چوٹی پر مین اور دیش بھیڑ لے اُن پر حملہ کر کے اُن کو ہلاک کیا چاہتے ہیں اور ایک بھیڑ یا اُن مین سے یوسف علیہ السلام کو بچاتا ہے کہ ناگاہ دامن کی زمین شق ہو گئی اور یوسف علیہ السلام اُس مین داخل ہو گئے اور پھر تین دن کے بعد اُس مین سے نکل آئے اسی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ کہیں اُسے بھیڑ یا نہ کھا جائے اس پر آپ کے بیٹوں نے کہا جس قول کو پروردگار تعالیٰ شانہ اپنی کتاب قدیم و کلام مبین میں نقل فرماتا ہے کہ لَبَنٌ اَكَلَهُ الَّذِي نُبِّ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّا اِذَا الْتَمَخْنَا مَرَدُونَ = کیونکہ اُسے بھیڑ یا کھا سکتا ہے کیا ہم لوگ صاحب قوت نہیں ہیں اگر کاش یہ بات ہوئی تو ہم سے بڑھ کر کتنا کون ہے۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُن کی باتیں سنیں تو اُن کو فی الجملہ اُن کی طرف سے اطمینان ہو گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اُن کی معیت پر اصرار کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُنہیں جانے کی اجازت دیدی اور اُن کے بالوں میں شانہ کر کے اور کپڑے پہنا کر بھائیوں کے ساتھ کر دیا۔

حضرت یوسفؑ کا بھائیوں کے ساتھ جنگل میں جانا اور
برادران نامہربان کا آپ کو ماننا اور چاہ میں ڈال دینا اور
پھر بعد نکلنے کے چند درم میں فروخت کرنا

نظم

فغان زین چرخ دولابی کہ ہر روز	بہ چاہے انگندہ ہے دل افروز
غزلے در ریاض جان چرندہ	ہند در پنجہ گرب درندہ

چو یوسف را بدان گرگان سپردند
 به چشمان پدر تا می نمودند
 گه آن بر سر دوشش گرفته
 چو پا بر دامن صحرا نهادند
 زدوش بر محبت بارش فگندند
 برهنه پا قدم بر خار می زد
 فگنده کفش ره بر خار می کرد
 کف پالے که می بودش ز گل تنگ
 چو مانده پس ازان ده سخت پنجه
 به تیغ قطع باد آن دست کوتاه
 چو رفت پیش کردے زخم سیلی
 به بسته از قفا آن پشت دستے
 چو بالیشان شدے پہلو به پہلو
 کے کان گوش را مالده انگشت
 به زاری هر که را دامن کشیدے
 به گریه هر کرا در پا فتادے
 به ناله هر کرا آواز کردے
 چو شد تو میدریشان ناله برداشت
 گه در خون گه در خاک می خفت
 کجائی اے پدر آخر کجائی
 بیا بگر کنیزک زادگان را

فلک گفتا که گرگان بره بردند
 ز یکدیگر به هارش می بودند
 که این تنگ اندر آغوشش گرفته
 برو دست جفاکاری کشادند
 میان خار و خارش فگندند
 به گل از خار و خس سمار می زد
 کف سیمین ز خار پاره می کرد
 ز خون در خار و خار گشت گل رنگ
 طپانچه کردیش رخساره رنج
 که سر پنجه زند با پنجه ماه
 قفایش چون رخ بدخواه نیلی
 که بند از قفا از وے شکستے
 رسیدے مالش گوشش زهر سو
 جز انگشتش مبادا بهج در مشت
 به بیزاری گریانش دریدے
 به خنده بر سر او پا نهادے
 نواهای مخالف ساز کردے
 ز خون دیده بر گل لاله می کاشت
 ز اندوه دل صد چاک می گفت
 ز حال من چنین غافل چرائی
 ز راه عقل دور افتادگان را

بیابستگر مرا تا در چه عالم
 عزیز خویش را خود خوار کردی
 مرا در چنگ بے مهران فگندی
 که با کام دلت درد دل چه دارند
 گلے کز روضه جانت میداست
 چنان از تشنگی بے تاب مانده
 نهال ناز پرورده بهشتی
 چنان از باد جور افتاده بر خاک
 همه کز و سبب را نور بودی
 رسیدش از فلک زان سان و بالی
 بدینسان بود حالش تا سه فرسنگ
 از وزمی از ایشان سخت روی
 که ناگه بر سر چاه رسیدند
 چہ چون گور ظالم تنگ و تیره
 لب او چون دامن اژدما لے
 درونش چون درون مردم آزار
 مدار نقطه اندوه دورش
 محیطش پر کدورت مرکزش دور
 نفس زن گرد و یکدم نشسته
 جوايشان دفع آن گل چہ را
 دگر بار از جفاشان داد برداشت

بدست این حسودان پائمال
 بدست دشمنان افکار کردی
 غزالے در کف گرگان فگندی
 حق الطاف تو چون می گزارند
 بر او باران احسانت چکید است
 که لے رنگ اندر و لے آب مانده
 که در بستان سراسے عمر کشتی
 کزو جوید بلندی خار و خاشاک
 ز ظلمتہا سے دوران دور بودی
 که جوید لمعہ نور از ہلالے
 از وصل و ازان سنگین دلان جنگ
 از و گرمی و زیشان سرد گوی
 ز رفتن بر لب چاہ آرمیدند
 ز تاریکیش چشم عقل خیره
 بے قوت از برون مردم رُبالے
 برائے مردم آزادی پیر از مار
 برون از طاقت اندیشہ غورش
 ہواش پر عفونت چشمہ اش شور
 نفس را بر نفس زن راہ بستے
 پسندیدند آن بے بہرہ چہ را
 بنوع نالہ و فریاد برداشت

که گر آن سنگ را معلوم گشته
 و لے آن ساز تیز آهنگ تر شد
 چه گویم کز جفا ایشان چه کردند
 بران ساعد که گروے رسیدے
 رسن بستند از موے بزومیش
 میانش را که بودے موے مانند
 کشیدند از بدن پیر این او
 بقدر خود بریدند از طاعت
 فرود آویختند آنگه بچاهش
 ز خوبی بود خورشید جهان تاب
 برون از آب در چه بود سنگ
 چه دولت یافت آخر بگردان سنگ
 ز لعل خوشگوار و شکر آیین
 شد از نور رخس آن چاه روشن
 شمیم گیسوان عطر سایش
 ز نور طلعت آن هر گزنده
 به تعویذ اندرش پیرا نه بود
 فرستادش به ابراهیم رضوان
 رسید از سدره جبریل امین زود
 برون آورد ز انجا پیر این را
 ازان پس گفت لے همجو رعنا ک

ز سوزش نرم تر از موم گشته
 دل چون سنگ ایشان سنگ تر شد
 دلم نه دهد گواهی آن چه کردند
 حریر قلند ازان آزار دیدے
 بروشد هر سر موے یکے نیش
 به پشیمین ریسمان دادند پیوند
 چو گل از غنچه عیان شد تن او
 لباس تابدا مان قیامت
 در آب انداختند از نیمه راهش
 فگندش چرخ چون خورشید در آب
 نشین ساخت آن را بے درنگ
 که کاین گوهرے شد بس گران سنگ
 شد آن شوراب همچون شہد شیرین
 چو شب روے زمین از ماه روشن
 عفونت را برون برد از هواش
 سوے سوراخ دیگر شد خزنده
 که جدش را ز آتش مانے بود
 ازان رو شد برو آتش گلستان
 ز بازوے وے آن تعویذ بکشد
 بدان پوشید آن پاکیزه تن را
 پیاست میرساند ایند پاک

<p>گروہ ہے ناصواب اندیشگان را فگندہ پیش سر پشست رسا نم وازشان حال خود پوشیدہ داری سرِ موسے ترا ایشان نہ دانند زرنج و محنت اخوان بر آسود نشست آسجا چو نیکو بخت شاپے ندیم خاص شد روح الامینش</p>	<p>کہ روزے این خیانت پیشگان را ز تو دل ریش تر پشست رسا نم برایشان این جفا را شماری تو دانی موبوایشان کیانند ز جبریل این سخن یوسف چو بشنود نمود آن تختہ سنگے تختگا ہے بتکین دادن جان حریفش</p>
<p>راویان صداقت آثار و مفسران راست گفتار تخریر فرماتے ہیں کہ گرگ خصلت بردارن نامہربان باپ کے سامنے تو حضرت یوسف علیہ السلام کو بڑی خوشی اور نہایت عزت کے ساتھ اپنے دوش پر بٹھا کر لے چلے اور باپ کی نظر سے غائب ہوتے ہی بارگران کی طرح اُس نارین گل اندام کو دوش سے زمین پر ڈال دیا اور اُن ناعاقبت اندیشوں نے صدمہ پہنچنا شروع کیا اور بال پکڑ کر کھینچا۔ الغرض کوئی دقیقہ ایذا رسانی کا باقی نہ رکھا تین کوس تک کشان کشان لے گئے ان ناعاقبت اندیشوں کا تو ارادہ قتل ہی کا ہو چکا تھا مگر یہودا نے اُن سنگ دلوں کو روکا اور کہا کہ تم عہد کر کے چلے ہو اس ارادہ سے باز آؤ آخر اُسی کنوے میں جس پر آرام لینے کے لئے بیٹھے تھے حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈال دیا اور مشکین باندھیں اور پیرہن مبارک بدن نازنین سے اتار لیا۔ جب آپ نے برادران نامہربان سے فرمایا کہ مجھے کرتہ تو دیدو کہ میں اپنا بدن ڈھانکوں۔ وہ بولے کہ شمس و قمر اور گیارہ ستاروں کو بلا کہ وہ تیری موانست کریں۔ اُن کی مشکین باندھ کر کنوے میں لٹکا دیا جب نصف کنوے تک پہنچے تو بقصد ہلاکت رسی ماتھ سے چھوڑ دی حضرت کی کہنیاں دیوار کے رگڑوں سے مجروح ہو گئی تھیں اُس کنوے میں ایک بڑا پتھر پانی سے باہر نکلا ہوا تھا آپ اُسی پر کھڑے ہو گئے پھر اُن سنگ دل بھائیوں نے</p>	

آپ کو پکارا آپ سمجھے کہ شاید بھائیوں کو رحم آیا آپ نے جواب دیا پھر اُن بے رحموں نے سنگ باری کا ازاؤ کیا مگر یہودا نے منع کیا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ اس بات سے نکلنے نہ ہو۔ ایک دن ایسا آئینکا کہ تو ان کو ان کی اس بدسلوکی سے متنبہ کرے گا اور وہ جاہلین گئے کہ تجھ پر وحی آتی ہے۔ یہ کنواں جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے ڈال دیا تھا بیت المقدس کی سرزمین میں مشہور و معروف ہے۔

روایت ہے کہ حضرت یوسف سے یہودا کو کچھ محبت تھی اس لئے وہ گاہ گاہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حال چاہہا کہ دریافت کر لیا کرتا تھا ایک روز یہودا نے بھائیوں سے کہا کہ احوال و اطوار یوسفؑ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اُس کا خواب درست ہوگا وہ بولے کہ اس پر کیا دلیل ہے یہودا نے کہا کہ وہ کنواں تاریک تھا اور اب روشن ہے اور جب میں برسرِ چاہ جاتا ہوں تو یوسفؑ سے کسی آدمی کی باتیں کرنے کی آواز آتی ہے مگر کوئی آدمی نظر نہیں آتا یہ سنکر سب نے مشورہ کیا کہ یوسفؑ کو کنوئین سے نکال کر باپ کے پاس لے جائیں اور اُس سے مضبوط عہد لیں کہ وہ یہ واقعہ باپ سے بیان نہ کرے آخر سب کی رائے اس بات پر متفق ہوئی اور چلے کہ کنوئین سے نکالیں کہ اس اثنائیں شیطان ہنچا اور کہا کہ اسے اولاد یعقوب کہاں جاتے ہو اور بڑی موافقت اور نگہساری اُن سے ظاہر کی اُن لوگوں نے اپنا حال بیان کیا اُس نے کہا کہ تم لوگ سخت بے عقل ہو پہلے تو باپ سے کہہ دیا کہ اُسے بھیڑنے لے کھا لیا اور اب جو اُس کو باپ کے سامنے لے جاؤ گے تو کیا حیلہ کرو گے ہمیشہ کے واسطے تمہارا اعتبار جاتا رہیگا مناسب وقت یہی ہے کہ پلٹ جاؤ اور بالکل خاموش ہو جاؤ جو ہوا سو ہوا مجبور اُن لوگوں نے اس کی نصیحت پر عمل کیا اور پلٹ گئے۔ تین چار روز کے بعد مدین سے مہر کو جاتا ہوا ایک قافلہ اُدھر سے گذرا اور اس قافلہ میں تین سو گیارہ یا تین سو تیرہ آدمی تھے اور سردار قافلہ مالک ابن زغزغی تھا اُسی میدان میں وارد ہوا۔ اور یہ مالک قافلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتوں میں

تھا چنانچہ یہ اپنے خطوط میں لکھتا تھا ابودالمہ مالک ابن زغر ابن لو ابن عثقال ابن مدین
ابن ابراہیم۔ اور اکثر تفسیر میں مذکور ہے کہ یہ مصری تھا اس نے لڑکپن میں ایک خواب دیکھا
تھا کہ میں کنعان میں گیا ہوں کہ یکایک آفتاب میری آستین میں چلا گیا میں نے اُس پر موتی
نثار کئے اور چن چن کر صندوق میں رکھ لئے جب بیدار ہوا تو ایک معبر کے پاس گیا اور اپنا
خواب بیان کیا اُس نے کہا کہ اے مالک تجھ کو ایک غلام کہ حقیقتہً غلام نہ ہوگا زمین کنعان
سے ہاتھ لگے گا اُس کی ہرکت سے تجھے ثروت و غنا حاصل ہوگی اور وہ ثروت قیامت تک تیری
اولاد میں رہے گی اور اُس عالم میں آتش و دوزخ سے نجات ملیگی اور تیرا نام قیامت تک قائم
رہے گا جب یہ تعبیر سنی تو مالک نے تہیہ سفر کیا اور براہ دمشق ملک شام کو روانہ ہوا جب کنعان
میں پہنچا تو کبھی زمین پر نگاہ کرتا اور کبھی آسمان کی طرف اسی تخیل میں تھا کہ غیب سے آواز آئی
کہ اے مالک جس کا تو متلاشی ہے ابھی تجھ میں اور اُس میں پچاس برس کا زمانہ حائل ہے
ناگزیر پھر آیا مگر ہر سال دو مرتبہ برسیل تجارت جایا کرتا تھا یہاں تک کہ پچاس برس گزر گئے
تو ایک دن مالک نے اپنے غلام سے جس کا نام بُشری تھا کہا کہ اگر مجھے ایسا غلام جس کو
معبر نے بتایا ہے ملجائے تو میں تجھ کو آزاد کر دوں اور آدھا مال تجھ کو دے ڈالوں اور اپنی
دختر سے تیرا نکاح کر دوں چنانچہ جب حضرت یوسف کا واقعہ پیش آیا مالک مذکور دمشق
میں پہنچا تھا پھر وہاں سے چل کر تیسرے دن کنعان میں آیا اور پانی کے خیال سے
اُسی کنوئین کے قریب جس میں حضرت یوسف علیہ السلام جلوہ فرما تھے فروکش ہوا۔

معاملہ میں ہے کہ ایک قافلہ مسافروں کا مدین سے مصر کو جاتا تھا اُس نے راہ گم کی اور
متصل اُس جنگل کے جس میں چاہ حضرت یوسف علیہ السلام واقع تھا نازل ہوا اور پانی
اُس چاہ کا جو اوّل شور تھا جب حضرت یوسف اُس میں ڈالے گئے تو شیریں ہو گیا
بالجملہ اُس مقام پر آنکر مالک نے پانی مانگا۔ اور ایک روایت ہے کہ چار پائیوں نے
حضرت یوسف کی بوسے خوش پاکر اُس جگہ سے جنبش نہ کی تا چار قافلہ وہیں اُترا صبح کے وقت

مالک نے دیکھا کہ طیور حاجیوں کی طرح اُس کنوئین کا طواف کر رہے ہیں اُس وقت مالک نے بشریٰ اور بشیر دونوں غلاموں کو پانی لانے کے لئے کنوئین پر بھیجا۔ بشریٰ نے ڈول کنوئین میں ڈالا حضرت یوسف علیہ السلام سمجھے کہ میرے بھائی مجھ کو نکالتے ہیں اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اے یوسف اٹھو آپ نے فرمایا کس لئے حضرت جبریلؑ نے فرمایا کہ تم کو وہ دن یاد ہے کہ جب تم نے کہا تھا کہ اگر میں کسی کا غلام ہونا چاہوں تو میری قیمت کوئی نہ دے سکے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں مجھے خوب یاد ہے میں ایک روز آئینہ دیکھ رہا تھا اور یہی خیال کر رہا تھا حضرت جبریلؑ نے کہا آج وہی دن ہے اپنی قیمت دیکھو۔ غصہ نہ بشیر نے ڈول کنوئین میں ڈالکر جھانکا اور پکار اٹھا یا بشریٰ ہذا غلام یعنی جس کو پچاس برس سے ڈھونڈتے تھے وہ یہی ہے۔ اور ایک اور دوسری روایت میں ہے کہ مالک نے جو دو غلام پانی کے واسطے بھیجے تھے اُس میں ایک بشر تھا اور دوسرا غلام تھا جب یہ دونوں کنوئین پر پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام سجدے میں پڑے تھے اور جناب باری میں عرض کر رہے تھے يَا غِيَاثُ الْمُسْتَغِيثِينَ اَعْنِنِي اور حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر فرمایا کہ اے یوسف اب رنج و غم کا خاتمہ ہوا اور وقت فرحت و سرور آیا۔ اس ڈول میں بیٹھ لیجئے آپ ہی کے واسطے اللہ تعالیٰ شانہ نے اس قافلہ کو یہاں بھیجا ہے بس حضرت یوسف علیہ السلام ڈول میں بیٹھ کر نکلے آپ کش نے جو آپ کا حُسن ملاحظہ کیا تو بے اختیار چکار اٹھا یا بشریٰ ہذا غلام اور قافلہ والوں سے چھپا رکھا چنانچہ پروردگار تعالیٰ شانہ و غم نوالہ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى دَلْوَهُ قَالَ يَا بُشْرَىٰ هَذَا غُلَامٌ وَاسْرُوا بِهِ بِسْمَاعَةَ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُجْرِمِينَ یعنی آیا ایک قافلہ پھر بھیجا اُس نے اپنا بھشتی اُس نے لٹکایا اپنا ڈول بولا کیا خوشی کی بات ہے یہ ہے ایک لڑکا اور چھپایا اُس کو ایک پونجی سمجھ کر اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ اسی آیت سے معلوم

ہوتا ہے کہ اس قافلہ میں سردار لوگ تھے کہ آپ کنوئین پر پانی کو نہیں آئے بلکہ خادم کو بھیجا اور یہ جوارشاد ہوا واللہ علیہم اجمعین اس طرف اشارہ ہے کہ یہود اس مقام پر قصد کو بدل دیتے ہیں چنانچہ توریت میں اور ہی طرح سے بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ شانہ و علم نوالہ نے اس آیت میں لفظ غلام جوارشاد فرمایا ہے اس لئے تاکہ بندہ ہونا حضرت یوسف علیہ السلام کا پوشیدہ رہے۔ انبیاء کے واسطے شرافت حسب و نسب کی بھی بڑی ضرورت ہے لقمان حکیم کی نبوت متحقق نہیں یہی سبب تھا کہ وہ عہد تھے خلعت حکمت اُن کو پہنایا گیا لباس نبوت اُن کے قامت پر موزون نہ تھا۔

قائدہ۔ جب تک بچہ اپنی مان کے پیٹ میں رہتا ہے اُسے جنین کہتے ہیں اور جب بطن مادر سے جدا ہوا تو صبی کہلایا۔ لڑکا ہو یا لڑکی اس سن سے نو برس تک غلام کہلایگا پھر جو تیس برس تک شباب یعنی جوان کہا جاتا ہے اور کیا وہ برس تک کہل ہے بعد اس کے شیخ ہے آخر عمر تک۔ اور عرف شرع میں زمانہ تولد سے پندرہ برس تک یعنی تا بلوغ غلام کہلایگا اور اس کے بعد شباب اور فتی تیس برس تک بعد ازاں پچاس برس تک کہل پھر شیخ۔

مذہب صحیح یہ ہے کہ بشیر نے دوڑ کر مالک سے کہا کہ یہ وہ دولت ہے کہ جس کی پچاس برس سے آپ کو تلاش تھی اب ہاتھ آئی ہے مالک نے کہا کہ اسکو پوشیدہ کرنا چاہئے چنانچہ چھپا کر قافلہ میں لائے مگر اہل قافلہ مطلع ہو کر مالک کے پاس آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام اُن کو نظر آئے پوچھا یہ لڑکا کہاں سے ہاتھ لگا مالک نے کہا کہ ایک دوست نے پیچھے کو دیا ہے وہ بولے کہ یہ تو غلام نہیں معلوم ہوتا ہے طور و طریق صورت و وجاہت میں شاہزادوں کی مانند ہے شاید کہیں سے چور لائے ہو یہاں کرتے ہو اس رد و بدل میں نوبت خاصمت پہنچی اور شور و غوغا بلند ہوا کہ ناگاہ یہود ا جو حضرت یوسف علیہ السلام کا برادر مہربان تھا حسب معمول کنوئین پر کھانا لیکر آیا ہر چند پکارا مگر جواب نہ ملا اُس نے جانا

کہ آپ انتقال فرما گئے رونے لگا اور ادھر ادھر دیکھتا تھا ناگاہ ایک انبوہ آدمیوں کا نظر آیا وہاں جا کر دیکھا تو حضرت یوسف علیہ السلام کے گرد اگر دایک انبوہ آدمیوں کا ہے فوراً وہاں سے لوٹا اور اپنے بھائیوں کو اس سے مطلع کیا انھوں نے اس خیال سے کہ یوسف علیہ السلام اپنا حال اُن سے کہہ دینگے اور یہ راز فاش ہو جائیگا اور باپ کو خبر پہنچے گی تو بڑی رسوائی ہوگی وہ امتحان و خیزان چاہہ پر پہنچے اور وہاں سے پلٹ کر قافلے والوں پر دعویٰ کیا اور قافلہ کو گھیر لیا ناچار اہل قافلہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ظاہر کیا پہلے سب نے مارنے کا قصد کیا پھر یہود کے روکنے سے یہ بات قرار پائی کہ یہ اس ولایت سے چلا جائے تاکہ راز سر بہتہ رہے قصہ بھائیوں نے بہت کم دامن کو سردار کے ہاتھ اپنا غلام نافران قرار دیکر بیچ ڈالا۔ اب حضرت کی طیار سی غمر کی ہوئی۔ زلیخا کے عشق نا دیدہ نے غضب کی کشش کی جب قافلہ مصر چلنے کو طیار ہوا تو آپ کو فراق وطن اور مہربان باپ کی جدائی نے بے قرار کر دیا روتے روتے اچھیاں لگ گئیں۔

حبيب وطن از ملک سليمان خوشتر	خار وطن از سنبل دريجان خوشتر
يوسف که بمصر بادشاہی می کرد	میگفت گدا بودن کنعان خوشتر

مالک نے آپ کے رونے کی آواز سُنکر پوچھا کہ میری سواری کے وقت کون روتا ہے کسی نے کہا کہ وہی عبری غلام روتا ہے اُس نے حضرت یوسف کو اپنے سامنے بلوایا اور پوچھا کہ کیوں روتے ہو کیا حاجت ہے آپ نے فرمایا کہ تھوڑی مہلت ملے تو میں اپنے بیچنے والوں سے مل آؤں کہ شاید پھر اُن کو نہ دیکھوں مالک نے کہا کہ میں نے تم سا با و فاعلام اور اُن سا بے حیا نہ دیکھا ہے نہ سنا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے لائق کام کرتا ہے غرض مالک نے اجازت دی کہ حضرت یوسف علیہ السلام بقلوں حبشی غلام کے ساتھ جس کی نگرانی میں تھے اور بخوف قرار آپ کے پاسے مبارک مین ایک بھاری بختبیسیر ڈال دی تھی رات کے وقت کشتان کشتان یہ دشواری تمام وہاں پہنچے اُس وقت یہود دا

پہرے پر تھا اور لوگ سو رہے تھے یہودا نے زنجیر کی آواز سن کر پوچھا کون آتا ہے حضرت یوسف
 علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ یوسف آتا ہے کہ باوجود جفا و ستم بھی بھائیوں کی محبت کے سلسلہ کا
 اسیر اور اس اسیری پر یہ دوسری زنجیر ہے۔ یہودا دوڑ کر حضرت یوسف سے لپٹ گیا اور بہت
 رویا اور کہا کہ اے بھائی دیکھیں قیامت میں ہمارا کیا حال ہوتا ہے افسوس کہ میرا کوئی شریک
 نہیں میں تنہا ہوں اُن سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا (یہودا بھی اُن کا سونپلا بھائی تھا
 حضرت یوسف کی طرح) پھر بھائیوں کو آواز دی کہ بیدار ہو کہ یوسف تم سے ملنے کو آیا ہے اب
 وہ ہم سے اور تم سے اوزرین کنعان سے رخصت ہوتا ہے بعض تو شرم سے نہ اٹھے اور بعض
 اٹھ بیٹھے اے مسلمان بھائیو ایک نبی کے اخلاق پڑھو اور اُس وقت کا اخلاق جیہ
 وہ نبی نہیں ہوئے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک ایک بھائی کو گلے سے
 لگایا اور فرمایا یہ کلمات طیبات سنو۔ اے میرے بھائیو تم کو اللہ سلامت رکھے اگرچہ تم نے
 مجھ کو غلام بنا کر بیچ ڈالا۔ اللہ تم کو اپنی حفاظت میں رکھے اگرچہ تم نے مجھ کو ضائع کیا۔ اللہ تم پر
 رحم کرے ہر چند کہ تم نے مجھ پر رحم نہیں کیا۔ اللہ تمہاری مدد کرے اگرچہ تم نے میری مدد نہیں
 کی۔ نامہربان بھائیوں نے شرمندہ ہو کر سر نیچا کر لیا۔ بعد اس کے حضرت یوسف علیہ السلام
 اُن سے رخصت ہوئے اور قافلہ میں آئے۔ اے تندرناج اور زود چشم بھائیو
 کیا تم اس برگزیدہ نبی اللہ کے اخلاق کی پیروی نہیں کر سکتے اگر بہت نہیں تو تھوڑی ہی سہی
 الغرض قافلہ روانہ ہوا اتنا سہ راہ میں حضرت اسحق علیہ السلام کا مقبرہ پڑا اُس میں آپ کی
 والدہ ماجدہ کا مزار بھی تھا تو حضرت یوسف علیہ السلام بے اختیار ہو کر اونٹ سے کود پڑے اور
 اپنی مادر مہربان راحیل کی قبر سے لپٹ کر بہت روئے اور اپنی سرگزشت بیان کی اُس میں سے
 ایک آواز حنین آپ کے کانوں میں آئی کہ اے قرۃ العین میں تیری حالت دیکھ کر سخت غمگین
 ہوئی تو نبی کا بیٹا ہے نبی کا پوتا ہے نبی کا پر پوتا ہے بلا تیرے ہی واسطے ہے قاصد و مایہ
 صبر اک الا باللہ غرض کہ اس مقام میں آپ کو توقف ہوا اور حبشی غلام اونٹ کی نکیل پکڑے

آگے بڑھ گیا تھوڑی دور جا کر اُس نے منہ پھیر کر دیکھا تو آپ کو اونٹ پر نہ پایا قافلہ میں شور ہو گیا کہ وہ عبرانی غلام بھاگ گیا قافلہ کے لوگ پیچھے کو پلٹے دیکھا کہ حضرت یوسفؑ ایک قبر سے پلٹے ہوئے رو رہے ہیں اُس غلام جیسی نے آپ کو قبر سے جدا کیا اور ایک طمانچہ زور سے منہ میں مارا اور گھسیٹا ہوا سواری کے پاس لایا اور کہا کہ تیرے پیچھے والے بیچ کتے تھے کہ یہ غلام بھاگے والا ہے حضرت یوسف علیہ السلام بہوش ہو گئے جب بہوش آیا تو آپ نے عرض کی۔ یارب میں گنہگار و ذلیل و خوار تیرے در پر آیا ہوں میرا قصور معاف کر اور جو میری عرض سننے کے قابل نہیں ہے تو ابراہیم و اسحاق و یعقوب کے واسطے مجھ پر رحم کر۔ القصد حضرت یوسف علیہ السلام قافلہ کے ساتھ مدینہ منیساں میں پہنچے وہاں کے لوگ اُن کو دیکھتے ہی عاشق ہو گئے اور اُنکی صورت کی صورتیں بنا کر پوجنے لگے۔

وہی ہے بت جسے خالق نے اچھی صورت دی	بتوں کی قوم نہیں ہے بتوں کی ذات نہیں
۵ واہ رے حسن میں تیرے قربان	ملو لطف بت نبی کو بنا دیا تو نے

وہاں سے قافلہ چلا تو مالکس میں پہنچا یہ دوسری بوالعجبی حسن کی دیکھئے وہاں کے لوگ بت پرست تھے آپ کو جو دیکھا تو بتوں کو توڑ کر آپ پر ایمان لائے فَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ لمولفہ۔

حسن کی شانیں بہت اسکی ادائیں بے شمار	جس کی جیسی آنکھ یہ مجنون ہوا وہ کوہکن
--------------------------------------	---------------------------------------

تفسیر سچائی کا مصنف لکھتا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام شہر قدس کے قریب پہنچے تو امیر قدس کو خواب میں حکم ہوا کہ ایک نیک آدمی تیرے ملک میں آتا ہے اُس کا استقبال کر اور اپنے مکان پر لا اور اُس کے حکم پر چل۔ امیر قدس بیدار ہوا اور استقبال کے واسطے شہر سے باہر نکلا اور طیاری ضیافت کا حکم دے گیا جب قافلہ شام میں پہنچا تو اہل قافلہ سے پوچھا کہ تمہارا امیر و سردار کون ہے۔ بولے مالک ابن زغر اُس کو سخت تعجب ہوا کہ مالک ابن زغر تو ہر سال دو تین بار آتا جاتا ہے مجھ کو کبھی اُس کے استقبال کا

حکم نہیں ہوا یہ خیال کرنا تھا کہ اُس کو حضرت یوسف علیہ السلام نظر آئے اور اُس جمال میں وہ شان
ملکوتی نظر آئی کہ بے اختیار ہو گیا اور دوڑ کر آپ کے ناقہ کو روکا اور اتارا اور آپ کے ہاتھوں
کو بوسہ دیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں فرمایا کہ میں وہی ہوں جس کے استقبال کو تو آیا ہے
اُس نے عرض کی کہ آپ کو کس نے خبر دی فرمایا کہ جس نے تجھے میرے استقبال کا حکم دیا
امیر نے عرض کی کہ مجھے کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ بت پرستی چھوڑ دے اُس نے عرض کی کہ اس
شرط پر کہ آپ اوّل میرے بت سے ملین اگر وہ آپ کو سجدہ کرے اور یہ کہے کہ یہ شخص صادق
ہے تو جیسا آپ فرماتے ہیں بجالاؤں گا آپ نے ارشاد کیا کہ رُبّی یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَ یَحْکُمُ بِمَا یُؤْتِ
عِزُّہُ کہ امیر قدس حضرت سے باتیں کرتا قافلے کے ساتھ شہر میں داخل ہوا اور آپ کو اپنے
مکان میں لایا اور اپنا بت حضرت کے سامنے اٹھالایا اُس نے فوراً سجدہ کیا اور زمین پر
گر کر کئی ٹکڑے ہو گیا۔ امیر قدس ایمان لایا اور شرط خدمت و ضیافت بجالایا اور خوانِ نعمت
چٹا گیا۔ امیر قدس ایک پیالہ شیر و برنج کا حضرت کے واسطے لایا۔ حضرت نے اوّل اُس میں سے
لقمہ اُس کو دیا جو حضرت کے پہلو میں بیٹھا تھا بعد اُس کے حضرت نے تمام محفل کو اُسی
پیالے سے کھلایا اور آخر میں خود تناول فرمایا سَبَّحَ الْقُدُّوسُ اِخْرَجْهُمْ شَرَبًا امیر قدس
ہنایت متحیر ہوا اور قافلے والوں سے پوچھا کہ یہی تمہارا سردار ہے وہ بولے کہ یہ تو ہمارا غلام
ہے جس کو ہم نے بیس درم کو خریدا ہے۔ امیر قدس نے کہا کہ پھر تمہارا سردار کون ہے اہل قافلہ
نے کہا کہ مالک ابن زغر۔ امیر نے کہا کہ جب تمہارے غلام کا یہ معجزہ ہے تو سردار کا تو بہت زیادہ
ہو گا اہل قافلہ امیر کا یہ قول سنکر نادوم ہوئے۔ امیر نے کہا اَلْعَبْدُ خَیْرٌ مِّنَ السَّیِّدِ
الْقَصَّةُ مالک قدس سے روانہ ہوا اور منزل بمنزل قطع منازل کرتا ہوا حوالی مصر میں دریائے
نیل پر پہنچا۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کی کہ یہ دریا سے نیل شہر مصر کا دریا ہے
آپ غسل کیجئے اور پوشاک بدل ڈالئے حضرت یوسف علیہ السلام نے غسل کیا مالک نے
آپ کو لباس شانانہ پہنایا اور تاج طلائی سر مبارک پر رکھا اور منطقہ نقرئی لکڑی سے باندھا اور

اور گلوبند در صبح سچو اہرات گلوے مبارک میں لٹکایا اور زلیخا کی امید دن کی طرح آراستہ کر کے ایک کنعانی اونٹ پر سوار کر کے لے چلا ۵

بازار مصر میں چل یوسف کا سامنا کر

مناوی غیب نے ندادی ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ
روایت ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام شہر میں داخل ہوئے تو شہرہ آپ کے حسن کا تمام کوچہ و بازار میں پھیل گیا اور مالک کے مکان پر طالبان دیدار کا ہجوم ہوا۔ مالک نے نظارہ فروشی کی دوکان کھول دی اور نہایت قیمتی جلوے کو بہت کم داموں بیچنا شروع کر دیا ایک نظر کی قیمت ایک دینار لمولفہ

رومائی کے لئے بیٹھے بن بھن کے وہ آج قابل دید ہے میلا یہ خریداروں کا
تھوڑے عرصہ اور قلیل مدت میں چہ لاکھ دینار جمع ہو گئے۔ مالک ابن زغر مالک دینار بن گیا اور مصریوں کا یہ حال ہو گیا کہ مشاہدہ جمال یوسفی سے مجنون ہو گئے جب اُس گھر سے نکلنے کا قصد کیا تو دروازہ بھول گئے مالک نے اپنے غلاموں سے کہا کہ ان کے ہاتھ پکڑ کے گھر سے باہر کر دو اور جب گھر سے باہر آئے تو ایک دوسرے کو نہ پہچانتے تھے اور اپنے گھر کی راہیں بھول گئے اور جب ہوش میں آئے تو سوائے ذکر یوسف علیہ السلام کے اُن کا کوئی مشغولہ تھا انتہی یہ کہ اپنی زبانوں سے نا آشنا ہو گئے اور زبان حال یوں پکارتے پھرتے تھے۔ غزل

جان بیتاب اسیر خم گیسوئے توشند	دل شہادت طلب از خنجر ابروئے توشند
چشم آئینہ در جلوہ گہر روئے توشند	دیدہ ام مجو مخ و زنگس چادوئے توشند
بہ رخت ماہ فلک در چہ حساب است سبیلے	روئے خورشید قیامت خجل از روئے توشند
فارغ از درد سر سجدہ محراب شدم	صدل روئے جبین خاک ہر کوئے توشند

دوسرے دن مالک نے آپ کو ایک بلند مکان پر تخت زرین بچھا کر بٹھایا اور منادی کی کہ آج پھر دیدار عام ہے اور دو دینار قیمت یک نظر قرار دی گئی ہے ۵

ہر دو عالم قیمت او گفستی اے مالک نچ بالاکن کہ ارزان است ہنوز

اس دیدار عام میں بارہ لاکھ دینار جمع ہو گئے کعب احبار سے روایت ہے کہ دوسرے
یا تیسرے دن جب اہل مصر جمع ہو کر آئے تو مالک اپنے گھر کے صحن میں تخت پر تاج طلائی سر پر
رکھ کر ایک چھڑی ماتھ میں لیکر تنہا بیٹھا اور شائقان حسن یوسفی کا داخلہ شروع ہوا مالک نے اکثر
لوگوں کو ساتھ شام والے اور عمدہ کھانا کھلایا نفیس شربت پلائے بعد اُس کے اُن سے پوچھا
کہ آپ کی کیا حاجت ہے اُن لوگوں نے متفق ہو کر کہا کہ ہم اُس محبوب کو دیکھا چاہتے ہیں جسکے
غلغلہ حسن و جمال سے مصر کا ہر مکان اور ہر کوچہ اور ہر بازار گونج رہا ہے اور اگر تم کو اُس
محبوب کی بیع مقصود ہو تو زیادہ سے زیادہ قیمت دینے کو حاضر ہیں۔ مالک نے کہا کہ مجھ کو اُس
ماہ دل آرا کو یحیٰنا منظور ہے مگر ماہ آئندہ کے جمعہ کو اُسی بازار میں جہان غلاموں کی بیع و شرا
ہوتی ہے لیکر آؤ گنا جس خوش نصیب کی قسمت لڑ جائیگی اُس کا مکان اس شمع دل افروز کے
جلوے سے منور ہو جائیگا۔

روایت ہے کہ مالک ابن زغر نے اُس مقام پر جہان غلاموں کا بازار تھا ایک نہایت عمدہ
قبہ بنوایا اور اُس میں صندل کا تخت مرصع بہ جواہرات بچھایا جب یوم معہود آیا تو علی الصباح
محرم کی دسویں تاریخ حضرت یوسف علیہ السلام کو انواع زیورات جواہرین سے آراستہ کر کے
جلوہ آرا کیا اور منادی نے ندا کی کہ یہ غلام جس کا ایک عالم غلام ہے بکتا ہے خریدار حاضر ہوں
الغرض مصر کی مخلوق اپنی اپنی استعداد اور حوصلہ سے بہت زیادہ قیمتیں لیکر حاضر ہوئے۔
اُن روزوں میں مصر کا بادشاہ ابن ولید علیق تھا مگر اُس نے عنان سلطنت قطیفیر یا طفیر
ابن روجیب مصری جس کو عزیز بھی کہتے ہیں سپرد کر دی تھی یہ خبر سن کر عزیز بھی بصد ترک و
احتشام آپ کے نظارہ جمال کے لئے حاضر ہوا۔ جب اُس میدان میں کثرت آدمیوں کی
ہوئی تو مرد ایک طرف کھڑے کئے گئے اور عورتیں ایک طرف اور حال یہ تھا کہ بعض بنظر خریداری
آئے تھے اور ایک جماعت کثیر نظارہ جمال کے واسطے جب عشاق کی صفیں مرتب ہو گئیں تو

سب نے باخود مشورہ کر کے ایک ایلیچی مالک ابن زغر کے پاس بھیجا کہ آپ اُس محبوب کو جلد جلوہ گر کیجئے اب تاب انتظار نہیں جب ایلیچی مالک کے پاس پہنچا تو مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیکر عرض کی اب آپ تختِ محبوبی پر جلوہ گری فرمائیے حضرت یوسف علیہ السلام چہرہ مبارک پر نقاب ڈالے ہوئے تشریف لائے اور ایک گلگون بادشاہ پر سوار ہوئے اُس وقت مالک ابن زغر کے ساتھ سردارانِ مصر اور اراکینِ شہر و سلطنت میں سے دس ہزار آدمی آپ کی رکاب میں روانہ تھے جب حضرت یوسف علیہ السلام قہرِ بیع کے پاس پہنچے اور راہوار سے اتر کر تخت پر مجلس ہوئے تو اہل مصر نے گھیر لیا۔ منادی نے آواز دی کہ کون اس غلام کو مول لیتا ہے کوئی خریدار جو اس کی قیمت دے سکے تمام مختار شرمائے اور اپنے اپنے سر نیچے کر لئے پھر منادی نے ندا کی کہ کون اس غلام فصیح و بلیغ و صبیح کو مول لیتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے منادی سے کہا کہ یون ندا کر کہ کون اس غلام غریب و مسکین و حزین کو لیتا ہے منادی نے عرض کی کہ میری یہ جرات نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اُس وقت اہل مصر کے تین فرقے ہو گئے تھے مست بیہوش مجنون

صاحبِ کشف الامرار کہتے ہیں کہ اُسی مجمع میں ملکِ ریان بادشاہ مصر بھی بھی حاضر تھا اُس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی مبارک صورت دیکھ کر کہا کہ یہ لڑکا ہرگز غلام نہیں ہے میں تو اس کی شہلِ میں آثارِ سعادت و امارت پاتا ہوں اس کا خریدنا بہتر نہیں ہے اور میں اس کی قیمت نہیں دے سکتا ہوں یہ بہک مع خدم و چشم پٹ گیا اُس وقت اور لوگوں نے مول لینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ایک سوداگر نے دو ہزار دینار قیمت کہی۔ دوسرے نے بیس ہزار دینار کہے اسی طرح ایک لاکھ دینار کی نوبت پہنچی یہاں تک کہ زلیخا کی نوبت آئی ۵ مولفہ

محل اس وقت زلیخا کا بھی بازار میں ہے

شور ہے حضرت یوسف کی خریداری کا

اے زینجا ترا یوسف اسی بازار میں ہے نرخ کا اور یہی رنگ آج تو بازار میں ہے	اپنے دل کی تجھے میں سیر کراؤں ادھر آ کوئسے غیرت یوسف کی لگی ہے قیمت
<p>وہ ملک ریان بادشاہ مصر کے ادب سے خاموش کھڑی رہی بادشاہ کے پٹ پٹ جانے کے بعد اُس کے شوہر نے جس کا نام یا عمدہ عزیز تھا اپنی پیاری بی بی زینجا سے کہا کہ ہمارے کوئی اولاد نہیں ہے اگر تیری مرضی ہو تو اس لڑکے کو خرید لین زینجا نے کہا بہت مناسب ہے میرے پاس بھی نقد و جنس بہت ہے اگر تو میری مدد کرے تو میں خریدنے کی جرأت کروں۔ یہی گفتگو زن و شو میں باخود مابہو رہی تھی کہ باز عمدہ بنت طالون عمالiquہ ابن خود ابن زیاد اکبر باقی ارم جس کا قرآن پاک میں ذکر ہے اٹالیاں مصر میں سے بڑی مالدار تھی اور قوم کی شہزادی تھی خریداری کے لئے حاضر ہوئی اور ایک ہزار موتی دو دو مشقال کے اور ہزار یا قوت پانچ پانچ مشقال کے اور ایک طبق میں فیروزے اور جواہرات اور ایک ہزار چرخ سولے سے لے ہوئے اور ایک ہزار چرخ چاندی سے بھرے ہوئے اپنے ساتھ لائی جب حضرت یوسف علیہ السلام پر اُس کی نگاہ پڑی تو بزبان حال یون زفر مسج ہوئی ۵</p>	
خوشبوئے خط بلائے جا تھا سوداے تو دشت کرد آباد	روئے تو ہمار گلستا ہوا ویران فگند خانانہا
<p>پھر اُس نے عرض کی کہ اے لڑکے تو کون ہے اور تجھے کس نے پیدا کیا ہے اور اس طرح مخاطبت کی ۵</p>	
توئی کہ نعل سمندت سر فلک راتاج رخ تو کعبہ وز زمزم چہ ز نخواست توئی کہ کشور دل بادشاہ لشکر غم تراست صورت و معنی کہ صورت و معنی گزیدہ در یثیمی ز بحر غیب الغیب	یہ کحل خاک رہت دیدہ ملک محتاج قد تو طوبی و زلف تو لیلۃ المعراج روا مدار کہ ملک دلم کنی تاراج بمعنی آمدہ از صورت در استخراج کہ از تو لیلۃ تو حید می شود معراج

<p>بچین زلف تو ما چین و ہنداد خراج سواد زلف تو تا ریکتر ظلمت داج</p>	<p>دو چشم سب تو آشوب جلد ترکستان بیاض رو سے تو روشن تر آواز رخ روز</p>
<p>اے برگزیدہ صا جزا دے مجھے اپنے حقیقتِ حال سے آگاہ کر کہ میں تجھ پر ایمان لاؤں یہ سب مال تیری رونمائی ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے شاہزادی میں ایک بندہ ہوں بندگانِ خدا سے مجھے بھی اُسی نے پیدا کیا ہے جس نے تجھے پیدا کیا ہے اور ایک دن یہ صورت بھی اُسی طرح خاک ہو جائیگی جیسے اور صورتیں ہو گئیں یہ سن کر شاہزادی نے کہا اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِیْ صَوَّرَکَ اِیْمَانِ لّٰی مِیْنُ اُس اللہ پر جس نے تیری صورت بنائی اور وہ سب مال بیکران آپ پر نثار کر کے اپنے گھر کی طرف چلی اور یہ ترانہ گویا اُس کی زبان پر تھا</p>	
<p>بخشید فیضِ عشق بہ بیدل ہزار دل بیرونِ جہد ز سینہ بربگِ سزار دل پروانہ دل - فریفتہ دل - بے قرار دل برجائے خود گزاشتہ ام یادگار دل بیچارہ دل - ستم زدہ دل - خاکسار دل</p>	<p>صدرہ بصد کرشمہ ز من برویار دل بر روئے آتشین تو ہر گہ قد نگاہ جان رافداے شعلہ عذراں کہ می کند ہر چند باز تم تو بیرون کشیدہ ام ہر جا کہ ہست خاک رو جلوہ گاہ تست</p>
<p>حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ باز غہ کا قصہ اپنی کتاب میں یوں رقم فرماتے ہیں چونکہ میں اس نظم کو اپنی کتاب کی زیرت سمجھتا ہوں لہذا داخل کتاب کی جاتی ہے۔ داستانِ دخترِ باز غہ از نسلِ عادیان کہ غائبانہ بہ جمال حضرت یوسف علیہ السلام عاشق شدہ درانِ آئینہ جمالِ حقیقت دیدہ از مجازی بہ حقیقی رسیدہ</p>	
<p>بساکین دولت از گفتار خیزد</p>	<p>نہ تنہا عشق از دیدار خیزد</p>

در آید جلو حسن از رخ گوش
 ندارد بیش ازین دلاله کارے
 ز دیدن هیچ اثرے و مساند
 به ملک مصر زیبا دخترے بود
 زده درج عقیقش خنده بر در
 زبس شیرین که شکر خند او بود
 چو شکر ریخته از لعل خندان
 شکر بود از دانتش بادل تنگ
 چو در لطف از نباتش لب فرو شد
 نبات از چند دادے شیشه را دل
 نه بود این ز لعل مے پرستش
 جهان را فتنه بود آن غیرت حور
 سران ملک در سودا کش بودند
 و لے بر چرخ بوده افسر او
 ز عز و مال و استغناے جاهش
 حدیث یوسف و وصفش جو بشنید
 چو شد گفت و شنید او پیالے
 بدیدن میلش افتاد از شنیدن
 نصاب قیمتش معلوم خود ساخت
 هزار اشتر همه پاکیزه گوهر
 ز انواع نفائس هر چه بودش

زبان آرام بر باید زد دل بهوش
 که گوید قصه زیبا بنگارے
 کند عاشق کسان را غایبانه
 که نسل عادیان را سرورے بود
 ز شکر خند او مصر از شکر پُر
 دل نیشگر اندر بند او بود
 شکر انگشت بگرفته به دندان
 نبات از رشک لعلش شیشه بر سنگ
 نبات اندر دل شیشه گره شد
 نمی شد بال لب لعلش مقابل
 که با آن پُر دلی آرد شکستش
 ز شیرین شکر او مصر پُر شور
 بتان شهر ناپروایش بودند
 بهر کس در نمی آمد سر او
 نمی افتاد سوے کس بنگاهش
 بیاورے او مهرش بجنبید
 شد آن اندیشه محکم در دل وے
 ببله باشد شنیدن تخم دیدن
 ز ترتیب نصابش دل پر داخت
 هزار دیباچ و مشک و گوهر و زر
 که داود در بها لایق نمودش

مرتب کرد و راه مصر برداشت
 فتاد از مقدش آوازه در مصر
 بمصر آمد سرش در راه یوسف
 چو از جولانگه یوسف خبر یافت
 جامه دید بیش از حد ادراک
 به گیتی مثل او ناپدید هرگز
 سخت از دیدن او پیچود افتاد
 وزان پس بهیشتی هشیاری آورد
 زبان بکشد پرشش کرد آغاز
 به گفت لے از تو کاریکوی راست
 که لامع ساخت خورشید جینت
 که امین خامه زن نقش تو پرداخت
 که زد پر کار طاق ابروت را
 گل سیراب تو آب از کجا خورد
 به سروت خوب رفتاری که آموخت
 میروئے تو لوح نامه کیست
 که بینا زنگست را چشم بکشد
 که بر درج درت زد قفل یا قوت
 که کندت در زنجیران چاه غصب
 که خال غیبت زد به رخسار
 چو یوسف این ستمها کرد از گوش

به مخزن از خزائن هیچ نگذاشت
 بر آمد مایه و هوئے تازه در مصر
 خبر پرسان ز جولان گاه یوسف
 دل خرم بسوئے او عناس یافت
 چو جان ز آلودگی آب و گل پاک
 ز کس مانند او نشینده هرگز
 ز ذوق پیچودی گشت از خود آزاد
 ز خواب غفلتش بیداری آورد
 جواهر جست زان گنجینه راز
 بدین خوبی جمالت را که آراست
 که آمد خرم من مہ خوشه چینت
 که امین باغبان سرو تو افراخت
 که داد این تاب بندگی سوت را
 بدین آیش درین بستان که آورد
 به لعلت نغز گفتاری که آموخت
 سر زلف تو حرف خامه کیست
 ز خواب نیستی بیداریش داد
 که دل را قوت است و روح را قوت
 که آب زندگی کرده لباسب
 نشین ساخت زانے را به گلزار
 خدا سے جان فشاند از چشمه نوش

بگفتا صنعت آن صانع من
 فلک یک نقطه از کلب کمالش
 ز نور حکمتش خورشید تاب
 جماله بود پاک از تهمت عیب
 ز ذرات جهان آینه ما ساخت
 بچشم تیز بینت هر چه نیکوست
 چو دیدی عکس سوئے اصل بشتاب
 معاذ الله ز اصل اردور مانی
 نباشد عکس را چندان بقائے
 بقا خواهی بروئے اصل بنگر
 غم چیزے رگ جان را خراشد
 چو دانا و خسترا این اسرار بشنید
 به یوسف گفت چون وصف شنیدم
 گرفتم پیش راه آرزویت
 چو دیدم روسے تو افتادم از پای
 و لے چون گوهر اسرار سفتی
 به تحقیق سخن بشگفتی موسے
 حجاب از روسے اسیرم کشودی
 کنون بر من در این راه باز است
 چو باشد بر حقیقت چشم باز
 جزاک الله که چشم باز کردی

که از بحرش بر شخه قانم من
 جهان یک عنقه ارباع جمالش
 ز بحر قدرتش گردون جابلے
 نهفته در حجاب پرده غیب
 ز روسے خود بهر یک عکس انداخت
 چو نیکو بنگری عکس رخ اوست
 که پیش اصل نبود عکس را تاب
 چو عکس آخر شود بے نور مانی
 ندارد رنگ گل چندان وفائے
 وفا جوئی بسوئے اصل بنگر
 که گاهے باشد و گاهے نباشد
 بساط عشق یوسف در نور دید
 به دل داغ تنایت کشیدم
 سراپا ساختم در جستجویت
 بجان دادن تریایت ز دم راے
 نشان زان منبع انوار گفتمی
 مرا از مهر خود بر تافتی روسے
 ز ذره ره بخورشیدم نمودی
 که با تو عشق ورزیدن مجاز است
 به افتد ترک سوداے مجازم
 مرا با جان جان همراز کردی

ز مهر غیر بگستی دل من
 اگر هر موی من گردد زبانه
 نیام گوهر مشک تو سفتن
 پس آنکه کرد پدرودی و در رفت
 بنا کرد از پس رفتن به تعجیل
 و سزای ملک و مال و عالم آزاد
 که ملک و مال و سزای تاراج کردند
 بجای تاج از گوهر مرصع
 بجای لبستن زین عصا به
 تن خود را طلس و اکسون به پوداخت
 بدست و سزای گوهر دار پاره
 به کنج آن عبات خانه ره کرد
 ز گلشن دامن خاکستر آورد
 ز غار زیر سر بنهاد بالمش
 دران معبد بزمی برد تا بود
 چو در طاعت گری عمرش سر آمد
 نه پنداری که جان را از اینگان داد
 دلا مردانگی زان زن بیاموز
 غم خود خور اگر این غم نه داری
 بسرشد عمر در صورت پرستی
 بهر دم حسن صورت را زوال است

حریم وصل کردی منزل من
 به هر یک رانم از تو داستانی
 سر موی ز احسان تو گفتن
 پرست از مایه سودی و در رفت
 عبادت خانه بر ساحل نیل
 به مسکینان و محتاجان صلا داد
 بقوت یک شبش محتاج کردند
 قناعت کرد با فرسوده مقنع
 بسر بر بست پشیم پاستا به
 لباس آئینه آسا از نمد ساخت
 سفالین سنجه آمد در شماره
 ز عالم ره دران مخرابگه کرد
 بجای بستر سنجاب گسترد
 در آمد گیتی از دروش بنالش
 به طاعت پای می افشرد تا بود
 بجان دادن خوش آواز به برآمد
 فروغ رو سزای جانان دید و جان داد
 به ماتم شیوه شیون بیاموز
 بکن ماتم اگر ماتم نه داری
 دمی ز اندیشه صورت نه رستی
 ز حال هر زمان گردان بجال است

مزن ہر دم قدم بر سنگ لائے	ز شاخے ہر زمان بنشین بٹائے
نشین برتر از کون و مکان گیر	فراز کاخ معنی آشیان گیر
بود معنی یکے صورت ہزاران	مجو جمعیت از صورت شماران
پریشانی بود ہر جا شمار است	وزان رو در یکے کردن حصار است
چو تاب حملہ دشمن نیاری	بہ آن کہ جنگ او باشی حصار ی

روایت۔ بعض روایت کی تحریر ہے کہ شہزادی بازغہ نے مالک سے کہا کہ یہ سب مال حاضر ہے، اپنے خزانہ میں داخل کر اور یوسف کو میرے حوالہ کر مالک نے چاہلگیر بہ بیع کامل نہ ہونے پائی تھی کہ زلیخا نے ایک اپنا معتد مالک کے پاس روانہ کیا اور یہ پیغام بھیجا کہ جس قدر نقد و جنس بازغہ دیتی ہے میں بھی دینے کو حاضر ہوں اور تیس دانہ مروار پیش کیا اور یوسف کے برابر مشک و کافور و عنبر اور ہزار جامہ دیے مصری اور زیادہ کرتی ہوں شاہزادی بازغہ نے مالک سے کہا کہ میں اس اضافہ پر سو رطل سونا اور زیادہ کرتی ہوں یہ نرخ بڑھتا ہی جاتا تھا کہ ملازمین زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو تخت سے اٹھالیا اور زلیخا کے گھر پہنچا دیا اور شاہزادی بازغہ اسی حسرت و اندوہ میں تارک دنیا ہو کر عبادت خانہ میں بیٹھ گئی اور یاد خدا میں عمر بسر کر دی۔ **مولفہ ۵**

بجاز ہو کے حقیقت کا راستہ طے کر	یہی سلوک ہے ہر چہ پھر راہ میں ہے
---------------------------------	----------------------------------

حضرت عبداللہ ابن عباس اور وہب ابن منبہ سے منقول ہے کہ زلیخا کی بیٹابی کا سبب یہ تھا کہ زلیخا طیموس بادشاہ کی بیٹی تھی اور حسن و جمال میں نظیر اپنا نہ رکھتی تھی ساٹ برس کی عمر میں یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا جب بیدار ہوئی تو عشق سرشار تھا حتیٰ الوسع اُس کے اخفا اور کتمان میں کوشش کی مگر ع

کہ عشق و مشک را نہ توان نہفتن	۵
-------------------------------	---

میں تو ان عشق نہان داشت ز مردم لیکن	ز روی رنگ رخ و خشکی لب را چہ علان
-------------------------------------	-----------------------------------

چہرہ زرد ہو گیا آنکھیں تر رہنے لگیں اپنے بیگانے سے وحشت پیدا ہو گئی خواب آنکھوں سے رخصت صبر کو آتش عشق کی حرارت نے سیلاب کی طرح اڑا دیا۔ بیقراریوں نے یمن و یسار سے گھیر لیا قاصدانِ نالہ و آہ کچھ تو کنگان کو روانہ ہوئے کچھ مصر کی طرف آخر جذب عشق نے اس طرح کشش کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام دوان دوان گرتے پڑتے نہ گرٹھا دیکھا نہ کنواں مصر میں پہنچ ہی گئے ایسا زبردست عشق بھی نہیں دیکھا گیا کہ ایک عورت کی کشش حضرت یعقوب علیہ السلام کے عشق پر غالب آجائے۔

لَقَدْ اَعْجَبْتُ عَجَبًا عَجَبًا

روایت ہے کہ خواب دیکھنے کے بعد ایک برس زلیخا کو تب و تاب اور بیقراری و اضطراب میں گذرا۔ دوسرے برس پھر وہی مبارک صورت نظر آئی زلیخا نے اس بار اپنے دل کو سنبھالا اور اُس مبارک صورت سے بجز و نیاز عرض کی آپ کون ہیں اور آپ کا اسم گرامی کیا ہے آپ کس خاندان کے آفتاب ہیں اُس نورانی شکل نے جواب دیا کہ اے زلیخا میں انسان ہوں اور تیرے واسطے ہوں اور تو میرے واسطے ہے تو کوئی شوہر نہ اختیار کیجیو سوائے میرے اب جو بیدار ہوئی تو وہ آتش پہنان جو صبر و تحمل و غیرت و شرم کی خاک میں دبی ہوئی تھی افردہ انگارے سے روشن ہوئی اور اُس کی چٹکاریاں شعلہ جوالہ بکرا آسمان تک پہنچنے لگیں اور نالہ و آہ کی وہ دردناک صدا اُن کی مان باپ کے دل شوق ہونے لگے آخر ظیموس نے پوچھا کہ اے زلیخا تیرا کیا حال ہے مجبور کہنا پڑا کہ شب گذشتہ میں پھر وہی خواب دیکھا اور وہی جمال ہیثال نظر آیا جس نے میری بیقراریوں کو نئے سرے سے ترقی دیدی اب لوگوں کو جنوں کا خیال ہوا بادشاہ نے بھی جو بہت آشفتہ دیکھا نظر علاج پازنجیر کر کے داخلِ محبس کیا۔

زنجیر جنوں کڑی نہ پڑیو دیوانے کا پاؤں درمیان ہے

دوسرا برس اس حالت میں گذرا۔ تیسری بار حالتِ قید میں پھر اُسی بابرکت صورت نے

جلوہ گری فرمائی زلیخا نے عرض کی اے میرے ٹوٹے پھوٹے دل کے مکین اپنا مقام تو مجھے بتادے ارشاد ہوا ع عزیز مصر و مصرم مقام است ۛ جب بیدار ہوئی تو ہرباں باپ سے کہا کہ اب مجھے قید سے نجات دیجئے کہ میں مصر جا کر اپنا مدعا چل کروں اور خواب کا حال مفصل بیان کیا۔

روایت ہے کہ مصر اُس مقام سے چہ پہننے کی راہ پر تھا مگر جب طیموٹ بادشاہ نے اپنی دختر زلیخا کو بہت بیقرار دیکھا تو عزیز مصر کو ایک خط لکھا کہ میری رڈ کی ہے جو بصفات کمال آراستہ ہے اور زیور حسن و جمال سے پیارستہ ہے اکثر شہزادگان دیار و امصار نے اُس کی خواہشیں کیں مگر وہ رضامند نہ ہوئی لیکن بن بطیب خاطر اُس کو تجھ سے بیان چاہتا ہوں عزیز مصر اپنا فخر سمجھ کر نہایت پیش بہا تحف و ہدایا ہمراہ لیکر اپنے ملک سے ایک جماعت اعیان و اشراف منتخب کر کے اور ساتھ لیکر طیموٹ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا ایک بڑے پُر فضا میدان میں شاہی خیمہ جات نصب تھے زلیخا بھی اُن خیمیں میں سے ایک پر تکلف خیمہ میں تھی جب عزیز کی سواری آئی اور زلیخا نے خیمہ میں سے دیکھا تو عزیز کو ویسا نہ پایا جیسے خواب میں دیکھا تھا عجب اضطراب پیدا ہوا مگر کیا کرتی خود کہہ چکی تھی چارو ناچار عزیز مصر کے ہمراہ مصر کو روانہ ہوئی حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رہیں کو اپنی ہیئتال نظم میں یوں دکھایا ہے جن لائق حضرات نے کم عمری میں زلیخا پر بھی ہے وہ یاد بھی نہ رہی ہوگی۔ یہ اشعار پڑھیں اور حضرت ملا کا زور قلم ملاحظہ فرمائیں نظم

سحر گمان کہ زد چرخ مکوب	ز زترین کوس کوس رحلت شب
-------------------------	-------------------------

شرح شب کے واسطے رحلت کا یوں استعمال کیا کہ وہ رات باوجودیکہ شب وصال تھی اور جائز شب وصال تھی مگر عزیز چونکہ فطرتاً عورات کے قابل نہ تھا شب بھر کی طرح اُس کی صبح ہوئی اور وہ کیونکر قابل ہو سکتا تھا اس لئے کہ یہ امانت پیغمبر کی تھی یہ تو صرف امانت دار تھا امانت پہنچانے کے لئے زلیخا کو لے چلا تھا انتہی محمد اکبر ابو العالی دانا پوریؒ

کواکب نیز محفل بر شکستند شد از رخشانی آن زرفشان کوس	یہ ہمراہی شب محل بستند بہ رنگ پڑ طوطی دم طاؤس
شرح - زرفشان کوس آفتاب - دم طاؤس اُس کی رنگارنگ کی شعاعیں - پڑ طوطی آسمان سبز سادہ ستاروں سے ۱۲	
عزیز آمد بہ فتر شہر یاری سپہ را از پس و پیش و چپے راست ز چتر زر بہ فرق نیک بختان	نشان از خیمہ مہ را در عماری بہ آئینہ کہ می بالست آراست پاشد سایہ زرین درختان
یہ کیفیت ہودج اور مجلوں کی بیان کی ہے جن کے قون پر مصنوعی زرین درخت سایہ کئے ہوئے تھے ۱۲	
مرصع زین بہ پالے ہر درختے درخت و سایہ و مسد روانہ طرب سازان نوا ساز کردند شد از بانگِ حُدی و غفلِ لحن ز بس رفتار کز اسب و شتر بود	شدہ مسند برائے نیک بختے نشتہ نیک بخت اندر میانہ شتر بانان حُدی آغاز کردند فلک را طبقِ پُردشت را صحن درو دشت از ہلال و بدر پُر بود
شرح - بدر - نشان کعب پائے شتر - و ہلال - نشان ہائے نعل اسبان ۱۲	
کہے گندہ بہر سو از تگ و پوے گئے طالع شدہ فرخندہ بدرے تیمیر را کرد ریش اسب از نیم خوش پے مست آہوان زین نشین پے آسودگان ہودج ناز کنیزان زینجا خرم و خوش	ہلال از زخم ناخن بدر را روے ہلال از روے شدہ ناچیز قدرے کعب پائے شتر مرہم بران ریش صہیل باد پایان ارغنون زن نفیر ساربانان پردہ پرداز کہ رست اردیو بجران آن پر یوش

عزیز و اهل او هم شادمانه
 زینجا تلخ عمر اندر عماری
 که اسے گردون مرانسان چو داری
 نه دالم در حق تو من چه کردم
 سخت از من بخوابی دل برودی
 گه از دیوانگی بندم نهادی
 چو شد از تو شکست خود درستم
 چه دانستم که وقت چاره سازی
 مرا بس بود دلخ بے نصیبی
 چو باشد جانگدازی چاره سازیت
 من در ره دگر دام فریسم
 دهمی وعده کزین پس کام یابی
 بدین وعده بنایت شادمانم
 زینجا با فلک این گفتگو داشت
 برآمد بانگ ره دانان به تعجیل
 هزاران تن سوار و پاسبان
 عزیز مصر را در حق گذاری
 طبقه های نر از زرو درم پر
 گهر ریزان برو صاحب نثاران
 زین کف باز و گوهر فشان شد
 ننی آمد ز گوهر زیر مردم

که شد زینسان بے بابو سے خانه
 رسانده بر فلک فریاد و زاری
 چنین بے صبر و بے سامان چو داری
 که افکندی چنین در رخ و دردم
 به بیداری هزارم غم فزودی
 گه از فراوانی بندم کشادی
 خطا کردم که از تو چاره جستم
 مرا از خانان آواره سازی
 فزون کردی بران درد غیبی
 معاذ الله چه باشد جان گدازیت
 میفلک سنگ بر جام شکیم
 دزان آرام جان آرام یابی
 و لے گر باشد این بختم چه دانم
 که آن برداشت را آمد فرو داشت
 که اینک شهر مصر و ساحل نیل
 خروشان بر لب نیل ایستاده
 به کف بهر نثار آن عماری
 طبقه های دگر از جوهر و در
 چو بر طرث چمن ایر بهاران
 عماری در زرو گوهر نهان شد
 دران ره مرکبان را بر زمین سم

<p> چو گشتے ستم آسپان آتش افکن ہمہ صفت پاکشیدہ میل در میل بنیل اندر شد از درمے شاهی بدین آرایش شانہ رفتند سرائے بلکہ در دنیا بہشتے دران دولت سرائے تختے نہادہ دران پردہ بکار استاد زرکار پہ پاتخت ز مہدش رساندند ولے جانش زدایغ دل برشتہ مرصع تاج بر فرقش نہادند ولیکن بود ازان تاج گران سنگ فشانندش بتارک گوہر ابنوہ ز گوہر ہا کہ بروے نور بران رشک کسے کش دل ز بہر ان تخت تخت است دران میدان کرا باشد سر تاج چو چشم از اشک نو میدی بود پُر </p>	<p> ز لعل و لعل بودے سنگ آہن نثار افشان گذشتہ از لب نیل چو پُر گوہر صدف ہر گوش ماہی بہ دولت سوے دولت خانہ رفتند ز فرشش ماہ خستے مہر خستے بہ زیبائی ز ہر تختے زیادہ پے گوہر فشانی زر بخوار گہ وارث بہ تخت ز رشتانند ازان زر بود در آتش نشستہ میان تخت و تاجش جلوہ دادند بہ زیر کوہ از بار دل تنگ ولے بود آن برو باران ابنوہ بہ چشمش در نیامد چو در اشک بیک تخت اگر مائل بہ تخت است کہ صد سومی رود آسجا بہ تاج کجا باشد درو گنجائش در </p>
--	---

پیقراری ز لیخا کی عزیز مصر کو دیکھ کر کہ وہ نہیں ہے
 جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا

ایک روایت میں یون بھی آیا ہے کہ عزیز مصر زلیخا کے گھر خود نہیں گیا تھا اس نے موزیہ
 کی کہ میں ملکی معاملات کی وجہ سے نہایت عدیم الفرصت ہوں اور آپ خود ایک بڑی

سلطنت کے حکمران ہیں آپ ان معاملات سے بے خبر نہیں ہیں لہذا شاہ طیموس نے
 زلیخا کو دھن بنا کر اور بے انتہا جہیز دیکر رخصت کیا جب زلیخا کی سواری قریب مصر کے
 پہنچی اور عزیز مصر بزرگ و احتشام بطور استقبال آیا اور زلیخا نے عاری کے پردہ سے
 اُسے دیکھا تو حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت نہ پائی تو کمال بے قرار ہوئی اور قریب تھا
 کہ اُس بے قراری میں اُس کی روح فنا ہو جائے مگر رشتہ حیات باقی تھا خواصوں نے
 بہت کچھ سمجھایا اور کشود کار کی امید دلائی کہ فی الجملہ اُس کی تسکین ہوئی مگر کیا تسکین
 ہوئی ۵

بر خاک نشست دست بیچان	یا حسرت و داغ و درد حرمان
طاقت ز بدن کنارہ می کرد	جان سوے اجل اشارہ می کرد

دایہ سے بولی اسے دایہ مہربان کیا کروں یہ وہ شخص نہیں ہے جسے میں نے خواب
 میں دیکھا تھا ۵

بہ خون غلطید از حسرت نگاہ واپسین من	ستم شد از نظار مرگ بر جان حزین من
ز خاک گلشنم جز نخل حسرت بر نمی خیزد	عجب خاصیتے دارد ہوا سے سر زمین من
۵ نہ آنت این کہ من در خواب دیدم	بجست و جوش این محنت کشیدم
نہ آنت این کہ عقل ہوش من بُرد	عنان دل بہ ہوشیم سپرد
نہ آنت این کہ گفت از خویش رازم	بہوشی ہوش آورد بازم
درینا بخت شستم سختی آورد	طلوع اخترم بد بختی آورد

بعض نامحرم راز خواصوں نے عرض کی کہ شاہزادی اب کس بات کا رنج ہے۔ زلیخا
 نے چشم نم ہو کر جواب دیا ۵

گواہ در دہان نالہ حزین من است	دلیل سوز و رونا آہ آتشین من است
-------------------------------	---------------------------------

کہ ناگاہ لائقہ غیب نے آواز دی کہ اے زلیخا صبری لکن الصبر وسیلۃ الظفر

یوسف گم گشته باز آید به کنعان غم مخور	کلبه احزان شود روزی گلستان غم مخور
پایه در میان عشق اری نهی مردانه	از بلای سرتوس زرافت جان غم مخور
گرچه جان سوز است در دهر جان صبر کن	کز وصال اوری روزی بدر جان غم مخور
چون ترا با وصل جانان اتصال سدی است	گنود صورت دیده است از دیده جانان غم مخور

اسی بیان مین حضرت جامی رحمة الله علیه فرماتے ہیں ۵

چو دل باد لرے آرام گیرد	ز وصل دیگرے کے کام گیرد
کجا پروانه پرد سوے خورشید	چو باشد سوے شمعش روے امید
نہی صدوسته ریحان پیش بلب	سخاوت خاطرش جز نگہت گل
ز مہر آتش چو در نیلوفر افتد	تھاٹھائے مہش کے در خور افتد
چو خواہد تشنه جانے شربت آب	نیفت سود مندش شکر تاب
ز لیخا را دران فرخندہ منزل	ہمہ اسباب حشمت بود حاصل
غلامے بود پیش او عزیزش	بنود از مال و زر کم ہیچ چیزش
پرستاران گل بوے و گل اندام	پرستاریش را بے صبر و آرام
کنیزان دل آشوب و دل آراے	پے خدمت گری نشستہ از پاے
غلامان قصب پوشش و مکر بند	ز سرتا پاے شیرین چون نئے قند
سیہ فامان از عنبر مرشتہ	ز شہوت پاکدامن چون فرشتہ
مقیمان حرم در پاک بازی	اینان حرم در کار سازی
ز خاتونان مصری ہمنشینان	بہ رعنائی و خوبی نازنینان
ہمہ ہم قاست ہم زاد با او	ز ذوق ہمنشینی شاد با او
ز لیخا با ہمسہ در صفہ بار	کہ یکسان باشد آنجا یار و اغیار
بساط خورمی افکندہ بودے	درون پرخون و لب پرخندہ بودے

بظاهر با همه گفت و شنود داشت
 لبش با خلق در گفتار می بود
 ازان بارگران در شادی و غم
 بصورت بود با مردم نشسته
 ز وقت صبح تا شب کارش این بود
 چو شب بر چهره مشکین پرده بسته
 خیال دوست را در خلوت راز
 به زانو و ادب نشستی پیش
 ز ناله چگ محنت ساز کرده
 بدو گفته که اے مقصود جانم
 عزیز مصر گفتی خولیش را نام
 به فرقم تاج عزت از عزیزیت
 به مصر اموز مجبور غنیم
 نه دالم تا بک سوزم درین داغ
 بیا و رونق باغ دلم باش
 بنومیدی کشید از عشق کارم
 بدین امید اکنون زنده ماندم
 بنور کز جالت بر دلم تافت
 ز شوق گرچه خونبار است چشمم
 خوشا وقتی که از راه بر آئی
 چو دیدار تو بینم نیست گردم

و لے دل جاے دیگر در گرو داشت
 و لے جان و دلش با یار می بود
 بنودش با کس پیوند محکم
 بمعنی از همه خاطر گسته
 میان دوستان کردارش این بود
 چو مه در پرده اش تنها نشسته
 نشاندے تا سحر بر مسند ناز
 بعرض او رسانیدے غم خولیش
 سرود بے خودی آغاز کرده
 به مصر از خولیشن دادی نشاتم
 عزیزی روزیت بادا سر انجام
 برو آثار دولت از کینزیت
 ز اقبال وصال بے نصیبم
 چراغ محنت افروزم بدین داغ
 بوصلت مرهم داغ دلم باش
 سرورش غیب کرد امید دارم
 ز دامن گرد نومیدی فشاندم
 یقین دارم که آخر خواہمت یافت
 بسوے شش جهت چار است چشمم
 بیرج دیده چون ماهے در آئی
 بساط هستی خود در نوروم

کم سرشته پندار خود گم
 مرا دیگر بجای خود نه بینی
 تویی از هر دو عالم آرزویم
 انهم یک سو خیال ما و من را
 سحر کرده بدین گفتار شب را
 جو باد صبح جستن کرده آغاز
 چه گفته گفته اے باد سحر خیز
 تماشاگاه سرو و سوسن آراے
 به شاخ از برگ بنیانی جلاجل
 به عشوقان بری پیغام عاشق
 ز دلداران نوازش نامه آری
 کس از من در جهان غمیده تر نیست
 دلم بیمار شد دلدار می گرن
 به عالم هیچ مترنگه نه باشد
 و گرد خود بود ز این در آئی
 به خشا بر من بے راه و روئے
 در آرد دار ملک شهر یاران
 بهر شهرے خبر پرس از من
 گذر افکن بهر بارغ و بهارے
 بود هر طرف جوئے زین تنگ پوے
 به صحرای عشق نه از کرم گام

شوم از پیخودی در کار خود گم
 چو جان آئی به جان من نشینی
 ترا چون یافتم از خود چه گویم
 ترا یا بم چه جویم خویشتن را
 نه بسته زین سخن تار و ز لب را
 بر آئین دگر کرده سخن ساز
 شمیم مشک در جیب سمن ریز
 ز سنبل جعد تر بر روئے گل سائے
 شود رقصان درخت پائے در گل
 بدین جنبش دهی آرام عاشق
 کنی غم دیدگان را غمگساری
 ز داغ بهر ماتم دیده تر نیست
 غم بسیار شد غمخواری کن
 کت آسجاگاه و بیگم ره نباشد
 چو در بندند از روزن در آئی
 بکن از جانب من جستجوئے
 بر آ بر تخت گاه تاجداران
 بهر تختی نشان جو از شه من
 قدم نه بر لب هر جو بهارے
 بچشم آید ترا آن سرو و لجوے
 بصورت خانه چین گیر آرام

تماشا کن ز روئے او مشالے
 چو گیرای رفیق زین دیارت
 اگر پیش آیدت کبک خرامان
 وگر بینی به راپے کاروانے
 بچشم من بسین آن شاه جان را
 بود کان دلستان راجون به بنم
 زدقت صبح تا خورشید تابان
 دل پر درد و چشم خون نشان داشت
 چو شد خورشید شمع مجلس افروز
 پرستاران به پیش صف کشیدند
 بآن صافی دلان و پاک سینه
 هر روز و شبے این بود حالش
 چو در خانه دل او تنگ گشته
 گے با داغ سینه ز آه و ناله
 ازان گلرخ به لاله راز گفته
 گے چون سیل سردادے به تعبیل
 نهادے در میان با او غم خویش
 بسر می برد زینسان روزگارے
 که یارش از کد امی ره بر آید
 بیا جامی که همت بر گماریم
 زینجا با دل امیدوار است

به دام آور به بوئے او غزالے
 بهر کوہ و درے افتد گذارت
 بیاو او بزین دستش بدمان
 درو سالار گشته دستانے
 باین کشور رسان آن کاروان را
 گے از گلبن امید چیم
 به جولان گاه روز آمد شتابان
 بیاو صبح دم این داستان داشت
 زینجا همچو خورشید انجمن سوز
 رفیقان با جمالش آمدند
 بجا آورده راه و رسم دین
 بدین آیین گذشته ماه و سالش
 بعزم گشت تیز آهنگ گشته
 بدشت افراخته خیمه چو لاله
 ز داغ دل سخنها باز میگفتے
 شدے با دیده گریان سوئے نیل
 زدے در نیل دلق ماتم خویش
 بره میداشت چشم انتظارے
 چو خورشید طالع شود چون مه بر آید
 ز کنعان ماه کنعان را بر آیم
 نظر بر شاه راه انتظار است

از حد یگذشت و در انتظارش	دوا بخشتی کنم از وصل یارش
چہ خوش باشد کہ بعد از انتظارے	با میدے رسد امید وارے

اس مبارک قصے میں واقعات بہت بڑے ہیں۔ ایک تو حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کا حسد سے کٹوئیں میں ڈالتا۔ دوسرا واقعہ آپ کا بازار مصر میں جا کر فروخت ہوتا۔ سجد اللہ کہ وہ واقعات بہ خوب ترین وجہ تحریر ہو چکے۔ اس کے بعد میری طبیعت علیل ہو گئی اور چندے اس کی تحریر کا سلسلہ بند رہا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب اچھا ہوں اور ۲۷ ماہ مبارک رمضان ۱۳۹۹ھ سے تیسرا واقعہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کا عزیز مصر کے گھر میں جا کر باختیار ہونا اور پھر عزیز مصر ہونا اور پدر بزرگوار سے ملنا وہ اب شروع ہوتا ہے یا اللہ آغاز کردہ ام تو ربانی بہ انتہا۔

روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ملازمان زلیخا تخت پر سے اٹھا کر لے گئے اور قصر شاہی میں پہنچا دیا تو بیچاری شہزادی باز عہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ملنے سے مایوس ہو گئی اور ترک دنیا کر کے عبادت خدا میں مشغول ہوئی جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔

روایت بعض راویوں کا یہ بیان ہے کہ زلیخا عمل مباحثت میں نہیں گئی تھی اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک جھروکے سے دیکھا اور بیہوش ہو گئی جب ہوش میں آئی تو دایہ سے کہا کہ یہی وہ شخص ہے جسے میں نے چند بار خواب میں دیکھا تھا تو جا اور اس سے کہہ کہ سوا میرے کسی کو اختیار نہ کرے میں تیری پوری قیمت دونگی جو تیرے مالک کے قیاس سے باہر ہوگی اور ایسے عاشقانہ پیام دایہ کے ماتھے بھیجے کہ جو زبان حال یوں بیان کئے جاسکتے ہیں۔

تا چند کشم فغانِ حسرت	آتشِ الفتد بجانِ حسرت
ز خونِ سرخِ دل من شرابِ نابِ خجل	بود ز سینه بریان من کبابِ خجل

سہ
یعنی جس
بازار میں
حضرت
بلکہ

قمر بدور جبین تو شرمسار نشست ز فرط کاشش غم ناتوان تر از پیرم	ز پیش روے تو بر قاست آفتاب خجل شدم بہد شباب از رخ شباب خجل
حدیث در دیجران ماجرائے دلغ دل بشنو پہرے از ماجرائے خون فشانہائے خرگام	۵ ز فریادِ حزین من ز آہ آتشین من بین اے شوخ گل رنگے کہ دارد آستین من
<p>قصہ مختصر خواص نے حاضر ہو کر زلیخا کا پیام شوق عرض کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے بھی اُس کو خواب میں دیکھا ہے تو میری طرف سے جواب دے کہ میں تیرے واسطے ہوں اور تو میرے واسطے ہے لیکن وصال کسی کو بے رنج و لعب میسر نہیں ہوتا چندے اور صبر کر۔</p> <p>قائدہ۔ محنت اور محبت میں تجنیس خطی ہے محنت میں لفظ اوپر ہے اور محبت میں نیچے ہے یعنی زمین و آسمان دونوں طرف سے اُس پر یعنی عاشق پر بلائیں نازل ہونے لگتی ہیں پس محبت کے واسطے بلا و محنت لازم ہے۔ کسی نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ جو شخص دعویٰ محبت الہی کرتا ہے اُس کو تازیانہ بلا سے ادب دیتے ہیں اور پے در پے محنت و درد میں مبتلا کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس واسطے یہ تادیب ہوتی ہے کہ ہر گد اوہر سفلہ دعویٰ محبت نہ کرنے لگے۔</p>	
ہزار تیغ بلا بر کشیدہ غیرت عشق مختشان نہ تواند لاف مردی زد	کہ مدعی نہ تواند بہ لاف بر خیزد نفیر جنگ چو روز مصاف بر خیزد
<p>القصہ منادی نے پھر ندا کی کہ کون لیتا ہے اس غلام کو جس میں دس صفیتیں ہیں ملاححت - صباحت - فصاحت - شجاعت - قروت - قوت - انابت - صیانت - امانت - فتوت - اہل اسرار نے روایت کی ہے کہ منادی نبوت کا لفظ بھی کہا چاہتا تھا کہ اُس کی زبان خود بخود رک گئی۔ زلیخا نے پھر ایک آدمی عزیز مصر کے پاس جو محل بیع و شرا میں حاضر تھا بھیجا کہ اس غلام کو</p>	

ضرور خریدنا اگرچہ تمام مال صرف ہو جائے۔ جب کہ خریداروں نے زینجا کی رغبت حضرت یوسف علیہ السلام کی خریداری میں کامل پائی تو قیمت کا بڑھانا بند کر دیا۔ عزیز مصر نے مالک سے پوچھا کہ کس قیمت کو بیچے گا مالک نے کہا کہ ہموزن اس کے سونا چاندی جو اہر دیجئے تو یہ بے بہا غلام بکتا ہے اُسی وقت ایک کفہ میزان میں حضرت یوسف علیہ السلام جلوہ افروز ہوئے اور دوسرے کفہ میزان میں زروسیم جو اہر تھا بس سودا ختم ہو گیا مگر عشاق کے دل پکار پکار کر گویا بزبانِ حال یوں کہہ رہے تھے ۵

ہردو عالم قیمتِ خود گفستہ | نرخی بالا کن کہ ارزانی ہنوز

عاشقانِ صادق کی روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا پلہ ایسا گران تھا کہ تمام خزانہ عزیز کا اُس پلہ میں آگیا مگر حضرت یوسف علیہ السلام کا پلہ زمین سے نہ اٹھتا تھا جب عزیز کے خزانہ دار نے آکر عرض کی کہ اب خزانہ باقی نہیں رہا تو وہ متردد ہوا۔ آپ نے یہ امر دریافت کیا اور ایک حریر کے ٹکڑے پر لکھ دیا لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ واسحاق ذبیح اللہ و یعقوب اسرائیل اللہ اور عزیز کو دیا اُس نے اُس کو پلہ سیم وزر میں رکھ دیا اُس کی برکت سے کفہ نقد و جنس غالب ہوا۔

عاشقانِ خدا فرماتے ہیں کہ جب آوازہ انا عرضنا الکما ننت علی السموات والارض کہ عبارتِ عشق و محبت سے ہے معتکفانِ ملک و ملکوت کے گوش زد ہوا تو سب کے سب دوڑ پڑے اور عرضِ خدا شنیں گزرنے لگیں مگر نظرِ عنایتِ الہی جلا شانہ خاکِ دردناک کی طرف متوجہ تھی لہذا آدم علیہ السلام کو سپرد ہوئی۔ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۵

آسمان بار امانتِ نتوانست کشید | قرعہ فال بنامِ من دیوانہ زدند

ایک دوسرا عاشق اسی مضمون کو دوسرے لفظوں میں یوں کہتا ہے رحمتِ برجانِ اوباد
مژدگانے کہ مرایا رسوے خویش کشید | دستِ درگردنِ من کرد مرا پیش کشید

ہمہ کس طالب یارند ولیکن چہ توان	رقم عشق بنام من درویش کشید
کہ دلش جانب این خستہ دل میش کشید	

حضرت یوسف علیہ السلام نبوت کے نور کے سبب سے خزان عزیز مصر پر غالب آئے اسی طرح عصمت قیامت میں جب میزان عدل قائم ہوگی تو کلمہ توحید جو ضبط نور وحدانیت ہے گناہوں کے پتہ پر غالب پڑیگا۔

روایت ہے کہ میدان حشر میں جب نامہ اعمال گنہگاروں کے پتہ میں رکھینگے تو معاصی طاعات پر غلبہ کر جائینگے اور گنہگار سر حجابات جھکا کر عذاب کے منتظر ہوں گے اُس وقت خطاب رب العزت جل شانہ فرشتوں کو پوچھیں گے کہ اے مقربان بارگاہ میرے ان بندوں کی امانت زیر عرش رکھی ہوئی ہے اُسے لے آؤ چنانچہ فرشتے پارے کاغذ جیسے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوگا لے آئینگے اور ہر گنہگار کے پتہ طاعات پر رکھ دینگے جس کے سبب یہ پتہ پتہ معاصی پر غالب ہو جائیگا۔

اب عزیز مصر یوسف علیہ السلام کو اپنے گھر پر لایا اور اپنی زوجہ سے کہا قال اللہ تعالیٰ شانہ وقال الذی اشتراہ من مصر لا مراۃ لک امی مشواک عسی ان ینفعنا او نتخذنک ولدا ترجمہ کہا جس شخص نے خرید کیا اُس کو مصر سے اپنی عورت سے آبرو سے رکھ اس کو شاید ہمارے کام آوے یا ہم اس کو اپنا بیٹا کر لیں۔

فائدہ ۵۔ اس آیت میں جو اللہ تعالیٰ شانہ نے زلیخا کا نام نہ لیا اس کا سبب یہ ہے کہ عورات کے نام سے مردوں کو عار ہوتی ہے اور یہ امر عرب کی تہذیب میں داخل تھا لہذا کلام اللہ شریف میں سوائے حضرت مریم علیہا السلام کے اور کسی عورت کا نام نہیں ہے اور اس کا سبب یون مفسرین نے بیان کیا ہے کہ کفار عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ وہ حضرت مریم کو اُس پاک پروردگار کی زوجہ قرار دیتے تھے جو تمام آلائشوں سے پاک اور منزہ ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اس دہم باطل کے رقع کرنے کے لئے

بالنصرت آپ کا نام قرآن میں آیا۔ نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد۔ اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ شانہ نے خریدار کا نام تو ظاہر فرمایا اور بیچنے والے کا نام نہ لیا اس کا یہ سبب ہے مفسرین فرماتے ہیں کہ غلام کا بیچنا عیب ہے اور خریدنا ہنر لہذا وہ نام پروردگار تعالیٰ شانہ کی زبان پاک پر نہ جاری ہوا اور مصداق اس بیان کا یہ آیت شریفہ ہے ان اللہ اشتري من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة اس مبارک بیع میں بھی پروردگار نے اپنا اسم گرامی ظاہر فرمایا اور مومنین جو بائع ہیں ان کا نام نہ لیا کیونکہ مول لینے میں مواصلت ہے اور بیچنے میں مفارقت ہے ۵

از فراق تلخ می گوی سخن ہرچہ خواہی کن ولیکن آن کن

تنبیہ تین شخصوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خواہش ہوئی وہ تینوں اپنے اپنے مقاصد کو پہنچنے عزیز کو عزت و جلال کی خواہش تھی اُس کو دونوں چیزیں ملین بادشاہ مصر کی نگاہ میں اُس کا اقتدار بہت بڑھ گیا عامہ خلافت اُسے جان گئی یہاں تک کہ قرآن پاک میں اُس کا نام آگیا یہاں پر عزت و جلال کا خاتمہ ہو گیا مالک جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں سے خرید کر بیچا اتنی دولت کا مالک ہو کہ پشت با پشت اُسکی اولاد ملداری۔ زلیخا کو خواہش وصال تھی اُس کو نیا شباب ملا کا فرقی سلیمان ہوئی اور بہت بڑی بزرگی اور فضیلت یہ حاصل ہوئی کہ پیغمبر کی بی بی ہوئی۔ تنبیہ۔ حضرت پیر و مرشد مولانا سید شاہ محمد قاسم قدس سرہ ارشاد فرماتے تھے کہ پیغمبر کی بی بی کا لقب ام المؤمنین ہوتا ہے اُن کی بڑی عظمت ہے۔ لیکن زوجہ لوط علیہ السلام اس سے مستثنائیں تو ایام طفولیت میں اس کا تب الحروف حضرت موصوف الصدیر میرے مولی میرے آقا میرے دستگیر میرے بڑے باپ یعنی عم بزرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے یوسف زلیخا پڑھا رہے تھے جب سرایاے زلیخا کے مقام میں پہنچا تو حضور نے روک دیا اور ارشاد فرمایا کہ مجھ کو حضرت جامی رحمۃ اللہ کی تصنیفات

سے نہایت موافقت قلبی ہے لیکن اسی سرایا میں مجھے گفتگو ہے اور میری طبیعت اسے پسند نہیں کرتی۔ زلیخا کا نام نامی ام المؤمنین کی فہرست میں ہے الغرض طالبانِ یوسف علیہ السلام اپنے مقاصد کو پہنچے مگر جس نے حضرت یوسفؑ کی خواہش کی وہی دونوں سے اچھی رہی۔

لطیفہ ایک دن خلیفہ مارون الرشید نے اپنے ممالیک کو جمع کیا اور نقد و جنس ہر قسم کی اُن کے روبرو رکھ فرمایا کہ جس کو چاہے وہ اُس کے لئے ہے۔ ایک لونڈی نے اپنا ہاتھ مارون پر رکھ دیا۔ مارون نے کہا کہ میں تیرے لئے ہوں اور تو میرے لئے ہے اور اُسے آزاد کر کے ازواج کے حلقہ میں داخل کر لیا۔

ارباب سلوک فرماتے ہیں من کان باللہ کان اللہ لک یعنی جو اللہ کا ہو گیا اللہ اُس کا ہے۔

روایت صحیح یہ ہے کہ زلیخا نے خیال کیا کہ عزیز نے مجھ سے یوسف کے حق میں کہا ہے اَکْثَرُ مَنی مَثْوًیًّا تو چاہے کہ ایک مکان ایسا تعمیر کراؤں کہ چشمِ فلک نے نہ دیکھا ہو تو زلیخا نے اپنی ماں سماء غطفیہ ملکہ یمن کو خط لکھا کہ میں چاہتی ہوں کہ اپنے بت کے لئے ایک نفیس بتخانہ تعمیر کراؤں تو بھی خرچ کی مدد کر اور مہندسوں اور کاریگروں اور حکیموں کو میرے پاس بھیج دے اُس کی ماں نے دولت بے قیاس معماروں اور کاریگروں کے ساتھ روانہ کی زلیخا نے مہندسوں کو اور حکیموں کو حکم دیا کہ میں ایسا گھر بنوایا چاہتی ہوں کہ یوسف اُس گھر میں جس مقام پر ہو نظر اُس کی میری ہی طرف ہو ایک حکیم نے کہا کہ ایسا گھر شیشے کا ہو سکتا ہے چنانچہ وہ گھر مربع اس طور کا بنایا گیا کہ ایک طرف کی دیوار شیشے کی اور دوسری طرف زرد کی اور تیسری طرف فیروزے کی اور چوتھی طرف عقیق کی اور عقیق کی دیوار کو انواعِ اقسام کی جواہرات سے مرصع کر دیا اور چار ستون اُس میں چاندی کے کھڑے کروائے اُسپر دو دو تصویریں ایک پیل کی تصویر

نقری دوسری گھوڑے کی تصویر طلائی اور مکان کے اندر چٹون کی طلائی اور نقری رکھیں اور زمین پر سونے اور چاندی کے درخت لگائے اور چھت عقیق کی بنوائی اور اُس میں سات دروازے رکھے صندل اور دانت کے۔ ہر دروازے پر ایک تصویر طاوسی جس کا سر زمرہ کا اور تمام جسم سونے کا اور پاؤں چاندی کے اور منقار عقیق کی اور دم فیروزے کی اور اُس کو جو قوت رکھے کر اُس میں مشک بھرا جس کی خوشبو سے تمام مکان معطر ہو گیا اور یہ بھی روایت ہے کہ ہر مکان میں اپنی اور حضرت یوسف علیہ السلام کی تصویریں رکھوائیں کہیں تو دست بدست کہیں دست در بغل اور کہیں دونوں پلٹے ہوئے اور اُس مکان کے اندر ایک گھر بالکل شیشے کا طیار کروایا اُس میں ایک تخت زرین مرصع بہ جواہر بچھایا اُس پر سونے کے طبق مشک سے بھر کر رکھوائے اور دیواروں پر مشک گلاب چھڑک دیا اور ایک پردہ بھی ڈال دیا اور زینجا عوس کی طرح آراستہ ہو کر اُس پر بیٹھی اور دایہ کو حکم دیا کہ یوسف کو لاؤ دایہ فی الفور گئی تو کیا دیکھتی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام دو خط زمین پر کھینچے ہوئے بیچ میں بیٹھے ہیں اُس نے پوچھا کہ کیا شغل ہو رہا ہے آپ نے فرمایا کہ والدین کی قبروں کی زیارت کرتا ہوں وہ بولی کہ کیا زیارت قبور اسی طرح کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ غریبوں اور مسکینوں کا یہی طریق ہے۔ دایہ نے کہا کہ آپ کی سیدہ بلاتی ہے حضرت یوسف ومان سے چلے تو وہ ظہر کا وقت تھا کہ یوسف علیہ السلام اُس گھر کے دروازے پر پہنچے تو اوپر ہی مکان نظر آیا پہلا مکان ہی نہ تھا آپ کے قلب مبارک میں خدشہ پیدا ہوا کہ آج مجھے زینجانے کس ارادے سے بلایا ہے اُس مکان کی تصاویر نے آپ کے مزاج مبارک کو برہم کر دیا ایک پاؤں آپ کا دروازے کے اندر اور ایک پاؤں باہر تھا آپ نے پوچھا کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے زینجانے آگے بڑھ کر آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچا اور کہا ۵

دفاعے وعدہ وصل تو در گمان دارم	زور در آ کہ گمان غلط یقین گردد
--------------------------------	--------------------------------

حضرت نے زلیخا کو اس طرح آراستہ و پیراستہ دیکھ کر پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور میں عرض کی یا اٹھی لا ینحیٰ منها المعصوم فاعصمنی بعصمتک یا ارحم الراحمین۔ ترجمہ یا اللہ اس سے کوئی معصوم نہیں بچ سکتا اپنی عصمت کے طفیل میں مجھ کو بچا اے سب رحم کرنے والوں کے رحم کرنے والے۔ خواصوں نے سب دروازے بند کر دیے اور جدا ہو گئیں حضرت یوسف علیہ السلام اپنا سر مبارک نیچے کے ہوئے پیٹھے تھے اور کبھی دایین یا بائیں طرف کو نظر اٹھ جاتی تھی تو وہی صورت نظر آتی تھی اور زلیخا آپ کو باتوں میں مشغول کرتی تھی اور اپنی محبت کو آپ پر ثابت کرتی تھی اور آپ بار بار راعول ولا قوۃ الا باللہ کی تکرار فرماتے تھے وہ ہر بار یہ کہتی تھی ادھر دیکھے۔

درچمن پردہ رخسار عفتاک انداز	آبروئے گل شبنم زدہ بر خاک انداز
حرف شیرین ز لب ت گزنی گفتن	سخن تلخ بگو ز بہر تریاک انداز
لے سہی قامت رعنا ز فرازم بگذر	سایہ سرو خرامان بسرخاک انداز
نشہ سوارانہ بیفکن دوشہ تیرے بدل	کز دل صید مرا کار بفر خاک انداز

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زلیخا میرے باپ نے مجھ سے محبت فرمائی اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بھائیوں نے کوئی دقیقہ مجھے اذیت پہنچانے کا باقی نہ رکھا یہاں تک کہ ایک تیرہ و تار چاہ میں ڈال دیا وطن چھوٹا غلام بن کر مصر کے بازار میں بکا اب تیری دوستی خدا جانے مجھے کس عذاب میں مبتلا کریگی زلیخا نے کہا کہ اے یوسف باوجودیکہ تو میری محبت سے آگاہ ہے اور پھر بھی میری طرف ملتفت نہیں ہوتا۔

گل مراد نہ چیدم ازین چمن گاہے	بحسرت عجیہ رفتم از جہان افسوس
بیدنیک دلفس گرم خون نشد پیکان	کنارہ کرد خدنگ تو از نشان افسوس

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زلیخا میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ آدمی اپنے اللہ کو فراموش نہ کرے اور حق اپنے ولی نعمت کا نگاہ رکھے۔ اے

زیلجا میں آدمی ہوں اپنے انش کو فراموش نہیں کیا چاہتا میں جدھر نظر اٹھاتا ہوں مجھے میرے خدا کی عظمت نظر آتی ہے اور اُس کے ہیبت و جلال نے میرے دل پر قبضہ کر لیا ہے کیا تو مجھ کو انسان سے حیوانات کی صف میں داخل کیا چاہتی ہے۔ اے زیلجا تیرا شوہر میرا آقا ہے میں اُس کی امانت میں خیانت کیونکر کروں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ میں اُس کا بیٹا ہوں جو کریم ابن الکریم ابن الکریم ہے کیا ایسے عالی خاندان کے رط کے ایسا نازیبا کام کر سکتے ہیں جس کی طرف تو بلا رہی ہے۔ اے زیلجا نہ میری مان کا نسب گندہ نہ باپ کا پھر میں کس طرح اپنے اجداد کے جامہ طہارت و کرامت میں داغ لگاؤں۔ زیلجا نے بویہ تقریر سنی تو اُس نے بھی اپنی تقریر کا عنوان بدل دیا اور دوسرے سلسلے سے اظہار محبت کرنے لگی۔ اے یوسف تیرے بدن سے کیسی اچھی خوشبو آتی ہے اور تیرے لب و دندان کیسے خوش رنگ اور با آب و تاب ہیں۔

شکستی از لب نازک بہائے لعل رنگین را	زر شکب گوہر دندان گسستی عقدہ پروین را
شرر در خرمن دل ریختی از چہرہ تابان	زرنگ تن بہ پیراہن شکستی خار نسیرین را
خط ہند و نژاد از قبلہ رویت برون آمد	میان کعبہ اسلام دیدم رہزن دین را

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زیلجا جن چیزوں کی تو نے تعریف بیان کی ہے اُن سب کو فنا ہے۔ خوشبوے تن اور رنگ لب لعین اور صفائے گوہر دندان سب کے سب خاک میں مل کر فنا ہو جائینگے اگر باقی رہنے والی چیز ہے تو اعمال صالحات جس کے حاصل کرنے کی میں کوشش کر رہا ہوں لب لعین اس واسطے ہیں کہ اُس کی عظمت و جلال کے آگے ان سے میں خاک ادب پر بوسہ دوں اور اپنے حقیقی مالک کی چوکھٹ کو چوموں میرے بدن میں بوسے خوش اُسی وقت تک ہے جب تک میں نجاست کفر و شرک و عصیان سے بچوں میری آنکھیں تجھے ضرور اچھی معلوم ہوتی ہوں گی مگر یہ تو شرط محبت نہیں کہ تو مجھے نظارہ جمال حق کی طرف سے اندھا کر دے اگر میری نظر کا دامن اس

دنیا کے لوٹ سے پاک کیا تو فوالمرا دہنیں تو ان کا کور ہی ہو جانا بہتر ہے اس سے کہ عذاب آخرت میں یہ مجھے مبتلا کریں زلیخا نے کہا اے یوسف تیرے سوے سر کیسے فروہشتہ اور پیچیدہ اور نرم و سیاہ و خوشبودار ہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ یہ وہ سست پیمان رفیق ہیں کہ سب اعضا سے پہلے قبر میں بدن سے ہی جھڑ جائیں گے پھر بولی کہ اے یوسف میں تجھ سے قریب ہوتی جاتی ہوں اور تو مجھ سے دور ہوتا جاتا ہے حضرت نے فرمایا کہ میں جس سے قریب ہونا چاہتا ہوں وہ اس وقت تجھ سے دور رہنے کا حکم کر رہا ہے اور قرب جسے کہتے ہیں وہ اُسی کا قرب ہے جو سب سے نزدیک تر اور سب سے دور تر ہے پھر زلیخا نے کہا کہ اے یوسف یہ فرش حریر اور بستر دیبا میں نے تیرے ہی واسطے اس قصر عالی شان میں بچھایا ہے اور اغیار سے خالی کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے زلیخا جنت کے فروش اس سے بہت زیادہ نفیس ہیں نہ جن میں داغ لگے نہ میلے ہوں جن کا استر دیبا سے بہشت کا ہوگا اور ابرہ نور کا اور قصر ومان کے وہ پر تکلف ہونگے کہ جن کی مثال اس دنیا میں قائم ہو ہی نہیں سکتی اور تو جو کہتی ہے کہ میں نے اسے اغیار سے خالی کیا ہے تاکہ اس کے واقعات کوئی نہ دیکھے مجھے افسوس ہے کہ تجھے یہ معلوم نہیں کہ پروردگار کی آنکھوں سے یہ واقعات کسی پردہ کے مکان میں چھپ نہیں سکتے وہ بڑا دیکھنے والا ہے اور خوف اُسی کے دیکھنے کا ہے جس کے سامنے حساب کے روزنامہ اعمال پیش ہونگے دنیا کے لوگوں کے دیکھنے نہ دیکھنے کا اندیشہ نہیں جس سے چھپانے کا خیال ہے وہی دیکھ رہا ہے زلیخا نے کہا اے یوسف میں نے جس دن سے تجھے دیکھا ہے اُسی دن سے تیرے فراق میں ماہی بے آب کی طرح تپان ہوں اب تو مجھ پر رحم کر اور اپنا ماتھ میرے دل پر رکھ دے کہ اسے تسلی ہو حضرت نے فرمایا کہ زلیخا جو ماتھ کہ نامحرم کے بدن پر پہنچتا ہے وہ اس قابل ہے کہ یا کاٹ دیا جائے یا جلا دیا جائے اور تجھے اس کا تحمل نہیں کیا تیری محبت اس بات کی مقتضی ہے کہ میرا ماتھ دوزخ کی ایک لکڑی ہو زلیخا نے کہا کہ

اے یوسف میں نے تجھے مول لیا تھا اور اب اپنا شوہر بناتی ہوں اور تو قبول نہیں کرتا تیری عزت کس قدر بڑھتی ہے حضرت نے فرمایا کہ اے زلیخا میں بندہ ہوں غلامی کے دائرہ سے قیامت تک نہیں نکل سکتا تجھے معلوم نہیں کہ تمام دنیا کی مجبوریوں کے مجموعہ کا نام بندہ ہے تو مجھے کیونکر مالک بنا سکتی ہے میں جس کا حقیقی بندہ ہوں اُس کا حکم ابھی صادر نہیں ہوا ہے کہ میں تجھے چھو سکوں مجھے معلوم نہیں کہ کب وہ زمانہ آئیگا کہ میں تیرا اور تو میری محرم ہوگی اور حالت موجودہ یہ ہے کہ تو ایک دوسرے شخص کی ملک ہے اور اللہ سے ڈرنے والا آدمی کسی غیر شخص کی زمین میں زراعت نہیں کر سکتا۔ اے زلیخا تو مجھ پر ستم نہ کر اور عرصت قیامت میں جبکہ جمع اولین و آخرین ہوگا اُس میں میری نصیحتی روانہ رکھ اور وہاں کے لئے طوق شرمندگی و ندامت میرے گلے میں نہ ڈال زلیخا نے کہا اے یوسف اگر تو خدا سے ڈرتا ہے تو میں اپنا مال تیرے خدا پر نثار کرتی ہوں کہ وہ تجھ سے خوش رہیگا حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام نے فرمایا کہ اے زلیخا ہوش کی باتیں کر تیرے پاس مال ہی کتنا ہے تمام دنیا میں لوگوں کے پاس تھوڑا یا بہت جو کچھ ہے یہ سب مال خدا ہی کا مال ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے اور کانوں میں دریاؤں میں آسمان پر ہے اُس کا اندازہ کون کر سکتا ہے اتنے کثیر مال کے مالک کو اتنی قلیل رشوت پر کیونکر راضی کر سکتی ہے اور کیا ایسے عادل بادشاہ علی الاطلاق جو تمام دنیا کے بادشاہوں کا بادشاہ اور پیدا کرنے والا اور تمام مخلوق کو رزق دینے والا ہے اور زندہ رکھنے والا اور مارنے والا اور بچہ زندہ کرنے والا اور نیک و بد کا حساب لینے والا ہے اُس کے حضور میں رشوت چل سکتی ہے استغفر اللہ سبحانہ من کل ذنب وَاَتُوبُ اِلَیْہِ یہ ضرور ہے کہ وہ گدا نواز بادشاہ اپنے بندوں کی تھوڑی چیز قبول کرتا ہے مگر پھر اُن بندوں کے قہاس کے اندازہ سے بہت زیادہ دیدیتا ہے مگر وہ تھوڑی چیز کن لوگوں کی لیتا ہے نیک لوگوں کی۔ آخر مجبور ہو کر زلیخا نے کہا کہ اے یوسف اگر تو کہے تو میں تیرے خدا پر ایمان لاؤں آپ نے فرمایا کہ اے زلیخا میرا

خدا دانائے آشکار و نهان ہے وہ ہر دل کی بات کو ہر آدمی کے خیال کو جانتا ہے ایسا ایمان جو ایک ناجائز بات پر مبنی ہو وہ قبول نہیں کرتا اُس کی کائنات میں ایمان والوں کی کمی نہیں ہے آسمان پر جتنی مخلوق ہے وہ سوائے عبادت کے اور کوئی کام جانتے ہی نہیں ہمہ تن فور میں رہی زمین وہ بھی انبیاء - اولیاء - صلحاء - مقتدین - ابرار - ابدال - نجباء - نقباء - اغواث - اقطاب عامہ مسلمین و مؤمنین سے بھری ہوئی ہے تیسرے ایمان کا وہ پاک پروردگار محتاج نہیں ہے۔ اب زینب کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام میرے قصہ پر مطلع ہو گئے اور وہ میرے دام میں نہ آئیں گے تو اُس نے تخت سے اتر کر آپ کے پکڑنے کا قصد کیا آپ بھاگے اور دروازے جو مقفل تھے وہ آپ کی انگشت مبارک کے اشارے سے کھلتے جاتے تھے یہاں تک کہ زینب آپ تک پہنچی اور پیچھے سے آپ کا دامن مبارک پکڑا اور وہ پھٹ گیا مگر آپ اُس مکان سے باہر آ گئے زینب بھی آپ کے پیچھے تھی اتفاق وقت عزیز مصر بھی اُس مقام پر پہنچ گیا اور اُس نے یہ واقعہ اپنی آنکھ سے دیکھ لیا بس زینب نے اپنی محبت کا رنگ بدل دیا اور عزیز سے کہا کہ جس نے تیری اہل کے ساتھ خیانت کرنے کا قصد کیا ہے اُس کی سزا یہ ہے کہ وہ قید کیا جائے عزیز کو نال ہوا کہ ایسی حرکت کے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام مرتکب ہوئے یا نہیں ہوئے وہ قیافہ شناس تھا قیافہ سے اُس پر یہ بات ثابت تھی کہ یہ بشرہ خیانت کرنے والوں کا نہیں ہے۔ اور کلام اللہ شریف میں یہ واقعہ پورا موجود ہے اللہ تعالیٰ شانہ جل جلالہ وعلیم نوالہ نے سورہ یوسف میں یون ارشاد فرمایا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ شأنہ وَاَوْدَنْتُہُ لَئِیْ یُؤْمِرَ فِیْ بَیْنَتِہَا عَنْ نَفْسِہٖ وَغَلَقْتُ الْاَبْوَابَ وَقَالَتُ ہِیْئَتْ لَکَ ط قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اِنَّکَ سَبِّیْ اَحْسَنَ مَثْوَاۃً اِنَّکَ لَا یُعْلِمُ الظّٰلِمُوْنَ ترجمہ اور پھسلا یا اُس کو عورت نے جس کے گھر میں تھا۔ اپنا جی تھانے سے اور بند کئے دروازے اور بولی شتابی کہ ادا وہ عزیز مالک ہے میرا اچھی طرح رکھا ہے مجھ کو۔ البتہ فلاح نہیں پاتے جو لوگ اپنے انصاف

وَلَقَدْ هَمَمْتُ بِهِمْ وَهَمَّ بِهَاجُ لَوْ لَا أَنَّ سَأَلَ ابْرَهَانَ سَرَّ بِهِ ط كَذَلِكَ لَنَصْرَفَكَ
عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ۝ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ
وَقَدْ نَزَلَ قَيْصُكُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيْكَ سَيِّدَ هَذَا الْبَابِ ط قَالَتْ مَا جَزَاءُ
مَنْ أَسْرَأَ بِكَ هَذِهِ السُّوءَ إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ ترجمہ
اور البتہ عورت نے فکر کی اُس کی اور اُس نے فکر کی عورت کی اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھتے
قدرت اپنے رب کی یونہی ہوا اس واسطے کہ ہٹا دین برائی اور بے حیائی البتہ وہ ہے
ہمارے چٹے بندوں میں سے۔ اور دونوں دوڑے دروازے کو اور عورت نے پیر ڈالا
اُس کا کرتا پیچھے سے اور دونوں مل گئے عورت کے خاوند سے دروازے کے پاس۔
بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر میں برائی مگر یہی کہ قید پڑے یا
دکھ کی مار۔ قَالَ هِيَ سَأَوْدَتْنِي عَنْ نَفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدًا مِنْ أَهْلِهَا
إِنْ كَانَ قَيْصُكَ قَدْ مِنْ قَبْلِ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَذَّابِينَ ۝ وَإِنْ
كَانَ قَيْصُكَ قَدْ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَّابَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ فَلَمَّا سَأَلَ
قَيْصُكَ قَدْ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِ كُنَّ ط إِنَّ كَيْدَ كُنَّ عَظِيمٌ ۝
ترجمہ یوسف علیہ السلام بولے اسی نے مجھ سے خواہش کی کہ نہ تھا سون اپنا جی اور
گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے اگر ہے اُس کا کرتا پھٹا آگے سے
تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹا ہے اور اگر ہے اُس کا کرتا پھٹا پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے
اور وہ سچی ہے پھر جب دیکھا عزیز نے کرتا اُس کا پیچھے سے پھٹا ہوا کہا بے شک یہ ایک
فریب ہے عورتوں کا البتہ تمہارا فریب بڑا ہے۔ يُوَسِّعُ أَخْرَاضَ عَنْ هَذَا سَكَّةَ
وَأَسْتَغْفِرُ لِي لَنْ يَبْدِكَ إِنَّكَ كُنْتَ مِنَ الْخَطِئِينَ ترجمہ یوسف جانے دے
اس مذکور کو۔ اور عورت تو بخشوا اپنا گناہ یقین ہے کہ تو ہی گنہگار تھی۔

تشبیہ سُوئے اس جگہ بمعنی مقدمات زنا ہے مانند نظریہ شہوت وغیرہم۔ ارباب اشارات

فرماتے ہیں کہ سُبُوْع کُنایت ہے خواطرِ ردیّہ سے یعنی اندیشہ ہائے ناپسندیدہ جو دل میں گزریں اور فُحْشَاء عبارت ہے افعالِ نامرضیہ سے جو ارکان سے ظاہر ہوں مگر اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ہر طرح محفوظ رکھا اور ارشاد فرمایا کہ اِنَّكَ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ اور علامتِ بندہ مخلص کی چار مہینِ اوّل یہ کہ خلق سے علیحدہ رہے یعنی اگر تمام خلق اُس کی مدح و ثنا کرے تو شانہ نہ ہو اور جو تمام دنیا اُس کی بُرائی اور بدی کرے تو رنجیدہ نہ ہو اور جو تمام عالم اُس کے واسطے مکر و بدیت باندھے تو مغرور نہ ہو۔ دوسری علامت یہ ہے کہ دنیا سے بے پروا ہو یعنی اگر تمام نہماے دنیا اُسے دین تو سمجھے کہ سب مُردار ہیں اور اگر تمام دنیا کی بلائیں اُسپر ڈال دین تو دل تنگ نہ ہو اور سمجھے کہ سب گزر جانے والی ہیں۔ تیسری علامت یہ ہے کہ اپنے نفس کو بالکل خیال میں نہ لائے ہمیشہ راضی بقضائے الہی رہے اور جفا و وفا کو مساوی رکھے وفا اختیار کرے اور جفا پر شکر کرے۔

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت	سر دوستان سلامت کہ تو خیر آزمائی
---------------------------------	----------------------------------

حضرت والد ماجد قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں۔

جفا و وفا میں یہ دونوں ہیں پیار کی باتیں	جو جانتا ہے وہی جانے یار کی باتیں
--	-----------------------------------

چوتھی علامت یہ ہے کہ سوائے ذکرِ حق اور وصلِ محبوب مطلق کسی چیز سے آرام نہ پکڑے ہمیشہ اُس سے ملا رہے اور جو کچھ چاہے اُسی سے چاہے غیر کو درمیان سے اٹھا دے اور دل صیقلِ ذکر سے صاف کرتا رہے۔

تسبیح حضرت یوسف علیہ السلام اس لئے بھاگے کہ زنا بدترین گناہ ہے حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اعظم الکبائر تین ہیں اوّل شرک دوّم عقوق والدین۔ سوّم زنا۔ اور پڑوسی کی جو روسے اور بھی سخت ہے کہ زنا بھی کیا اور حق ہمسایہ بھی تلف کیا۔ یا اللہ توب یا اللہ توب یا اللہ توب۔ زنا میں اور بھی دس آفتیں کھلی کھلی ہیں۔

نقصانِ دین - نقصانِ عقل - نقصانِ عمر - نقصانِ علم - نقصانِ ورع - غضبِ الہی -
 زوالِ نورِ بشرہ - غلبہٴ نسیان - عداوت و بغضِ صالحین - رتو عبادت و دعوت - اور اُس کی
 پیشانی پر لکھا جاتا ہے ہٰذَا عَبْدٌ لِّبَعِیْدٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ لِّبَعِیْدٍ مِّنَ النَّاسِ وَ لِّبَعِیْدٍ
 مِّنَ الْجَنَّةِ اور حدیثوں میں وارد ہے کہ زانی دنیا سے نہیں جاتا جب تک وہ فقر و فاقہ
 میں مبتلا نہ ہو۔

نکتہ بلند - ارباب اشارات فرماتے ہیں کہ زلیخانے ساتون دروازے بند کر دئے تاکہ
 یوسف علیہ السلام کے ساتھ بفرارِ غلِ خلوت میں بیٹھے مثال اُس کی یہ ہے کہ آدمی میں
 ہفت اندام قائم مقام ہفت خانہ زلیخا کے ہیں اور اُس پر سات دروازے ہیں۔ انکھین
 طریق آمد و شد بینائی - گوش دروازہ آمد و رفت شنوائی - زبان گویائی - حلق مورد و راہ
 فرود رفتن اشیاءِ غذائی - ہاتھ آگہ گیرائی - پاؤں مرکب مشی و روانی - فرج موضعِ شہوت
 قوالی - جب تک آدمی یہ سات دروازے بند نہ کر لگا اور ان آلات کو بیکار نہ کر لگا خلوت
 الہی میسر نہیں ہوتی پس زلیخانے بھی گھر کے ساتون دروازے بند کر دئے تاکہ خلوت
 صحیحہ حاصل ہو مگر جب حضرت یوسف نے کہا مَعَآذَ اللّٰہِ اِنَّکَ سَابِقٌ اَحْسَنُ مَثَوٰی
 اللہ تعالیٰ شانہ نے بلائے زنا سے محفوظ رکھا اور آیہ کریمہ وَ لَقَدْ کَھَمَّکَ بِہِمْ وَ کَھَمَّ
 بِہِمْکَ میں بہت توجہیں ہیں جن کو تفریح الاذکیا کے مصنف علام نے بڑی قابلیت
 کے ساتھ اپنی کتاب میں بیان کیا ہے اُن کا خلاصہ میں اس مختصر کتاب میں درج کرتا ہوں
 اس لئے کہ مجھے کتبِ مقدسہ سے بھی لکھنا ہے بعض کہتے ہیں کہ زلیخا کا ارادہ یہ ہوا
 کہ یوسف علیہ السلام ٹھہریں اور حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ ارادہ ہوا کہ بھاگیں - ایک
 جماعت کہتی ہے کہ قصد حضرت یوسف علیہ السلام از روئے طبعِ بشری ہوا تھا مگر عقل
 نبوت نے روک دیا اور صحیح یہ ہے کہ اُس آرزو کا نام ہے جو دل میں پیدا ہو اور یہ
 بمقتضائے بشریتِ آدمی کے اختیار سے خارج ہے لہذا اس میں مواخذہ بھی نہیں ہے

لَا يَكْفُفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا پس اس وجہ سے نہ کہ ہم زلیخا تھا نہ قصد یوسف مگر زلت زلیخا اس سبب سے ہوئی کہ اُس خطرے پر عازم ہوئی اور عزم از جملہ مکتوبات ہے لہذا ماخوذ ہوئی پس معلوم ہوا کہ ہم دو قسم ہے ایک ہم ثابت وقائم کہ اُس کے ساتھ عزم وعقد درصنا لگے ہوتے ہیں اور اس پر بے شک مواخذہ ہوتا ہے۔ دوسرا ہم عارض کہ وہ صرف خطرہ اور خدشہ نفس ہے بلا عزم واختیار مثل ہم یوسف علیہ السلام اور اُسپر کچھ مواخذہ نہیں ہوتا۔

عبداللہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری سے سوال کیا کہ آیا قصد دل پر بھی مواخذہ ہوتا ہے یا نہیں فرمایا کہ اگر اُس ارادہ کے ساتھ عزم بھی ہو تو مواخذہ ہوتا ہے اس سے ظاہر ہوا کہ ہم زلیخا مع العزم تھا اور ہم یوسف علیہ السلام بلا عزم۔ لہذا قابل مواخذہ نہ تھا۔ اور حضرت محققین رحمہم اللہ اجماع میں نے طہارت ذیل حضرت یوسف علیہ السلام پر لوٹ گناہ سے دلائل قویہ قائم کئے ہیں اوّل یہ کہ زنا اعظم الکبائر ہے اسناد اس کا پیغمبر کی طرف ہرگز جائز نہیں خصوصاً جب خود حضرت حق ارشاد فرماتا ہے وَلَنَصْرَفْ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ دوسرے یہ کہ اگر یوسف علیہ السلام کا دامن خطرہ گناہ سے ملوث ہوتا تو ذکر اُن کا کلام باری میں بطریق عتاب آتا نہ بطریق الطاف کیونکہ مناسب قاعدہ حکمت کے نہیں کہ کوئی شخص اقدام بمعصیت کرے اور پھر اُس کو محمدتِ عظیمہ سے یاد فرمائیں کہ اِنَّكَ مِنْ عِبَادِنا الْمُخْلِصِينَ۔ تیسری بات یہ ہے کہ جب کسی پیغمبر سے کوئی فعل غلاف وضع پیغمبری یا زلت یعنی لغزش قدم واقع ہوئی ہے تو وہ پیغمبر ایک مدت تک نادوم و پشیمان رہتا ہے اور ہمیشہ توبہ کرتا رہتا ہے اور اس معاملہ میں کوئی بات اس قسم کی قرآن مجید اور فرقان حمید میں مذکور نہیں۔ برہان حضرت یوسف علیہ السلام۔ وہ برہان جو حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھی کیا تھی حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر مفسرین

فرماتے ہیں کہ سقف خانہ میں ایک فرجہ ہو گیا اور اُس سے صورت پُر تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی ظاہر ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ اے یوسف اگر ایسا کر لگا تو مرتبہ نبوت سے گرجا بیگا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام کی صورت مبارک حاضر ہوئی اور اُنکی دانتوں کے نیچے دبائے ہوئے تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو متنبہ کرتی تھی کہ اے قرة العین تیرا نام دفتر انبیاء میں مندرج ہے ایسی زلت اختیار نہ کرنا وگرنہ ندامت ہوگی حضرت یوسف علیہ السلام نے بندہ از ار میں خوب مستحکم گرمین دین۔

ہمارے وہ بھائی جو مجلس میلاد میں کی بزرگی اور حضور پر نور کی تشریف آوردی میں بہت متوقف ہیں آیا وہ اس بُرمان قرآنی کو مانتے ہیں یا نہیں اور اگر آپ کو میری بات باور نہ ہو تو تفاسیر کا مطالعہ فرمائیے۔ اب میں علامہ ابن الاثیر الجعفری کی تاریخ الکامل کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

زلیخا کا زنان مصر کے سامنے اپنی بدنامی کی معذرت پیش کرنا

مفسران صداقت شعار اور مورخان راست گفتار یون بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی چاک پیراہنی نے زلیخا کے عشق کی پردہ دری کی تو یہ معاملہ مصر کے گلی کوچوں میں مشہور ہو گیا اور زنان مصر میں داستانون اور قصوں کی طرح بیان ہونے لگا یہاں تک کہ زلیخا کو بھی معلوم ہوا کہ میری محبت کی کہانی ہر شخص کی زبان پر ہے اور حسینان مصر کی زبان طعنہ مجھ پر دراز ہوئی ہیں تو زلیخا نے اُن بی بیوں کے بلالنے کے لئے قاصد بھیجے اور اُن کے واسطے اچھے مسند تکیہ بچھوائے اور تقالی نشانہ فرماتا ہے اَمْسَلْتُ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدْتُ لَهُنَّ مَتَكًا ط ایک محفل اُن کے لئے طیار کی کہ جہان وہ آرام سے اور عزت سے تکیہ لگا کر بیٹھیں۔ جب وہ حسینان ماہِ جبین آئیں

اور آرام سے تکیہ لگا کر بیٹھیں تو زینب نے اُن میں سے ہر ایک کو ایک چھری اور ایک ترنج دیا۔ پروردگار تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اُس مکان کے ایک گوشہ میں مخفی رکھا جب وہ بی بیان تخت پر بیٹھیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کو زینب نے بلایا اور کہا کہ نقاب اٹھادو اور اُن بی بیوں سے کہا کہ تم ترنج تراشو وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا اسَاَيْنَهُنَّ اُكْبَرُ مِنْهُنَّ کہا زینب نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہ ظاہر ہو جائے پھر جب وہ ظاہر ہوئے اور عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو وہ بیخود ہو گئیں اور ترنج کے بدلے اپنی انگلیاں تراش ڈالیں وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هَذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ اور کہا اُن عورتوں نے قسم کھا کر کہ یہ بشر نہیں ہے بلکہ یہ تو کوئی مقرب فرشتہ ہے۔ اب زنانِ مصر کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ زینب کا عشق حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ بے شک بے اختیار سی ہے اور وہ اپنی طبیعت کے روکنے پر قدرت نہیں رکھتی اپنی حالت سے زینب کی حالت کا اندازہ کر لیا اور اپنی طعنہ زنی پر شرمندہ ہوئیں حقیقت حال یہ ہے کہ آدمی بہت بے اختیار ہے النسا فی طبیعتین فتن میں بے اختیار ہو جاتی ہیں اور یہ تو اور عشق تھا کیونکر وہ اپنی طبیعت کو سنبھالتی ۵

چاہتے ہیں کہ دل پہ قابو ہو | ہے یہ بات اختیار سے باہر

وہ عورتیں بھی اپنی خطا کی مقرر ہوئیں اور زینب نے بھی اقرار کیا وَقَالَتِ فَاِنَّ لِكُلِّ الَّذِي مِلَّتَنِي فِيْهِ وَلَقَدْ اسَاَوْذَتْهُ عَنْ نَفْسِيْهَا فَاسْتَغْصَمَ ترجمہ اور بولی کہ یہی تو ہے جس کی نسبت تم مجھ کو ملامت کیا کرتی تھیں بے شک میں نے اُسے اپنے مطلب کے لئے پھسلا یا تھا مگر وہ بچار زینب کا حُسن بھی اعلیٰ درجہ کا تھا اور اُس پر اُس کی آرائش اور تزیین لباس اور آراستگی مکان و فرش و فرش اور اسپر انچا بچنا

زیلیجائے گھر کا بھی عجب پُرہولستہ ہے

تقدیری واقعات کا سمجھنا آدمی کا کام نہیں کا تب قدرت اُس کا لکھنے والا ہے وہی سمجھتا ہے نہ ہم اُس کے حرفوں کو پہچانتے ہیں نہ اُس کی زبان سمجھتے ہیں جب کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو متحیر ہو جاتے ہیں اور جب اُس عقدہ کی گرہ کشائی ہوتی ہے تو جو خاصانِ خدا ہیں وہ لوگ اُس وقت کچھ مطلب اُس کے لگا لیتے ہیں اور غالباً وہ قرین قیاس بھی ہوتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کنعان سے مصر کو زینچا کے لئے بھیجے جاتے ہیں عمر
آپ کی بہت کم ہے نہ کوئی گناہ نہ قصور بھائیوں کے ہاتھ سے اُن کی سزا ہو رہی ہے
اور وہ سزاے سخت کہ سننے والے اختیار سے بے اختیار ہوئے جاتے ہیں جس سچے
نے معشوقانہ طریقے سے باپ کے آغوش شفقت میں جگہ پائی اور آرام کیا وہ دفعۃً
چاہ تیرہ تار میں ڈالا گیا اور پھر اُس میں سے نکال کر غلاموں کی حیثیت سے ایک
شخص کے ہاتھ بیچا گیا اور قیمت اتنی کم جو کہتے ہوئے شرم آتی ہے اور پھر وہی مصر کے
بازار میں بچا اور جواہر کی تول سے فروخت ہوا اور پھر وہی گوہر آبدار ایک قیدی کی حیثیت
سے زندان میں جاتا ہوا عرض کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانتے تو کیا جانے + ملوف

یہاں آتا ہے قیدی بگے جو نورِ نظر اُن کا
سفیدی دیدہ یعقوب کی بھرتی ہو زندان پر

روایت ہے کہ جب حضرت یوسفؑ نے زین کا کہنا نہ مانا تو اُس نے آپ کو دھمکایا کہ میں تمہیں قید کر دوں گی حضرت یوسف علیہ السلام نے معصیت اللہ بر قید خانے کو پسند فرمایا فقال رَبِّ السِّجْنِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ وَالْأَنْصَرُفُ عَنِّي كَيْدُ هُنَّ أَصْبَرُ إِلَيْهِنَّ ترجمہ اور کہا کہ پروردگار جس حرکت کی طرف مجھے وہ بلاتی

ہے اُس سے توقید فائدہ ہی اچھا ہے اور اگر تو نے مجھے ان کے مکر سے نہ بچایا تو میں
اُن کی طرف مائل ہی ہو جاؤں گا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ شانہ
کی جانب میں یہ دعا کی فَاسْتَجَابَ لَكَ رَبُّكَ فَصَرَّفَتْ عَنْهُ كَيْدَهُمْ يَوْمَئِذٍ لَّكَ
شانہ نے اُن کی دعا قبول فرمائی اور اُن سے عورتوں کے مکر دفع کر دئے۔ پھر جب
عزیز نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامن کی پوری شہادتیں پائیں اور نشانیاں
دیکھیں تو اُس نے چاہا کہ حضرت کو چھوڑ دے مگر لیخا کے اصرار سے سات برس کے لئے
قید کر دیا آپ کے ساتھ دو آدمی اور بھی قید ہوئے تھے ایک تو شاہی باورچی اور دوسرا
شاہی ساتی۔ ان پر یہ الزام تھا کہ بادشاہ کو زہر دینے کا ارادہ کیا تھا باورچی کا نام مہلت
تھا اور ساتی کا نام نبو تھا آپ نے ان سے کہا تھا کہ میں خواب کی تعبیر کہنا جانتا ہوں
اُن دونوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ چلو اس شخص کا امتحان لیں یہ کیسی تعبیر کہتا ہے
اُن میں سے نان بابی نے کہا قال اللہ تعالیٰ شانہ اِنِّیْ اَسْرَ اِنِّیْ اَسْحَلُ فَوْقَ سَاسِیْ
مُخْبِرًا کَا کُلِّ الطَّیْرِ مِنْہُ ترجمہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اپنے سر پر روٹیاں
اُٹھائے ہوئے ہوں اور طائر اُس میں سے کھا رہے ہیں۔ اور ساتی نے کہا اِنِّیْ
اَسْرَ اِنِّیْ اَعْصَرُ خَمْسًا ترجمہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ گویا شراب بنانے کے لئے انگوروں
کا عرق پھوڑتا ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تمہارا اس وقت کا کھانا جو
تم کو ملنے والا ہے اُنے بھی نہ پایگا کہ میں تمہارے خوابوں کی تعبیر تم کو بتا دوں گا حضرت
یوسفؑ نے شفقت کے سبب سے نہ چاہا کہ اُن کی تعبیر بیان فرمائیں اس لئے کہ ایک
شخص کے خواب کی تعبیر جو نان بابی تھا اچھی نہ تھی مگر اُن کے اصرار نے مجبور کیا اور آپ نے
تعبیر کا سلسلہ اُن کی ہدایت سے شروع کیا اور اُن کو بہلانے لگے اُمسی تقریر کو اللہ تعالیٰ
شانہ مصحف مجید اور فرقان حمید میں بیان فرماتا ہے یَا صَاحِبِی السَّجْنِ اَسْرَ بَابُکَ
مُتَفَرِّقٌ خَیْرٌ اَمْرٌ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهْمَاکَرِ ۝ اے میرے قید خانے کے دونوں

رفیقو یہ جدا جدا معبود اچھے ہیں (اور وہ بھی بے اختیار محض) یا وہ اللہ اچھا ہے جو کیلا
زبردست ہے مگر یہ دونوں خواب کی تعبیر ہی پوچھ کر رہ گئے ایمان نہ لائے مجبور ہو کر آپ نے
اُن سے خواب کی تعبیر بیان کی۔

کتاب مقدس یعنی زبور شریف میں یہ واقعہ یوں ہے کتاب پیدائش
باب ۴ پہلا درس بعد ان باتوں کے یوں ہوا کہ شاہ مصر کا ساتی اور نان پر اپنے خداوند
شاہ مصر کے مجرم ہوئے اور فرعون اپنے دوسروں پر جن میں ایک ساتیوں کا اور دوسرا
نان پر یوں کا داروغہ تھا غصے ہوا اور اُس نے اُن کو نگہبانی کے لئے جلو داروں کے سردار
کے گھر میں اُس جگہ جہاں یوسف بند تھا قید خانے میں ڈالا جلو داروں کے سردار نے
اُنھیں یوسف کے حوالہ کیا اور اُس نے اُن کی خدمت کی وہ ایک مدت نظر بند رہے۔
اور ہر ایک نے اُن دونوں میں سے یعنی شاہ مصر کے ساتی اور نان پر اپنے جو قید خانے میں
بند تھے ایک ہی رات ایک ایک خواب اپنی تعبیر کے موافق دیکھا۔ اور یوسف صبح کو اُن کے
پاس اندر گیا اور اُن پر نگاہ کی اور دیکھا کہ وہ اوداس ہیں اُس نے فرعون کی
سرداروں سے جو اُس کے ساتھ اُس کے خداوند کے گھر میں نگہبانی کے لئے اسیر تھے
پوچھا کہ آج تم کس لئے اوداس نظر آتے ہو مٹھے بولے ہم نے ایک خواب دیکھا
ہے جس کا تعبیر کرنے والا کوئی نہیں۔ یوسف نے اُنھیں کہا کیا تعبیر کی قدرت خدا کو نہیں
مجھ سے بیان کیجئے۔ تب سردار ساتی نے اپنا خواب یوسف سے بیان کیا اور اُس سے کہا
دیکھ میرے خواب میں ایک تاک میرے سامنے تھی۔ اُس تاک میں تین ڈالیاں تھیں
اُن میں کلیان نکلیں اور اُس میں پھول آئے اور اُس کے سب گچھوں میں انگور پکے۔
اور فرعون کا پیالہ میرے ہاتھ میں تھا سو میں نے اُن انگوروں کو ایکے فرعون کے جام
میں پھونکا اور وہ جام میں نے فرعون کے ہاتھ میں دیا۔ تب یوسف بولا اس کی تعبیر
یہ ہے کہ یہ تین ڈالیاں تین دن ہیں۔ اور فرعون اب سے تین دن میں تیری رو بکاری

کریگا اور تجھے تیرا منصب پھر دیگا اور تو آگے کی طرح جب فرعون کا ساتھی تھا اُس کے ہاتھ
 میں جام پھر دیگا۔^{۱۸} لیکن جب تو خوش حال ہو تو مجھے یاد کیجیو اور مجھ پر مہربانی کیجیو اور فرعون
 سے میرا ذکر کیجیو اور مجھے اس گھر سے مخلصی دلو ایسے کہ وہ عبرانیوں کی ولایت سے
 مجھے چڑالائے اور یہاں بھی میں نے ایسا کام نہیں کیا کہ وہ مجھے اس قید خانہ میں رکھیں
^{۱۹} جب سردارانِ پرنے دیکھا کہ تعبیرِ خوب ہوئی تو یوسف سے کہا کہ میں نے بھی خواب
 میں دیکھا تھا اور دیکھا کہ میرے سر پر تین خزانہ روتی کے تھے۔^{۲۰} اور اوپر کے ٹوکے میں
 فرعون کے لئے سب قسم کا پکا ہوا مال تھا اور پرندے میرے سر پر اُس ٹوکے میں سے
 کھاتے تھے۔^{۲۱} یوسف نے جواب دیا اور کہا کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ یہ تین ٹوکے ان
 تین دن ہیں۔^{۲۲} فرعون اب سے تین دن میں تیرا سر تیرے تن سے جدا کریگا اور ایک
 درخت پر تجھے لٹکائیگا اور پرندے تیرا گوشت نوح نوح کر کھا لینگے۔^{۲۳} اور تیسرے دن
 جو فرعون کی سالگرہ کا دن تھا یوں ہوا کہ اُس نے اپنے سب نوکروں کی مہمانی کی اور
 اُس نے سردارِ ساتھی اور نان پز کی اپنے نوکروں میں سے روبکاری کی۔^{۲۴} اور اُس نے
 سردارِ ساتھی کو اُس کی خدمت پر پھر قائم کیا اور اُس نے فرعون کے ہاتھ میں جام دیا۔^{۲۵}
 پراُس نے سردارانِ پز کو پھانسی دی جیسا یوسف نے اُن سے تعبیر کی تھی
^{۲۶} پھر سردارِ ساتھی نے یوسف کو یاد نہ کیا بلکہ اُسے بھول گیا باب ۴۱ پھر فرعون نے
 (یعنی ریان بن الولید بن الہروان بن اراشہ بن قاران بن عمرو بن عملاق بن لاؤذ
 بن سام بن نوح) دوسرے سال کے اخیر دونوں میں خواب دیکھا کہ وہ لبِ دریا کھڑا
 ہے۔^{۲۷} اور کیا دیکھتا ہے کہ دریا سے سات خوبصورت اور موٹی گائیں نکلیں اور نیستان
 میں چرنے لگیں۔^{۲۸} اور کیا دیکھتا ہے کہ ان کے بعد اور سات گائیں دہلی اور بد شکل
 دریا سے نکلیں اور دریا کے گھاٹ پر اُن سات گایوں کے نزدیک کھڑی ہوئیں۔^{۲۹} اور
 اُن بد صورت اور دہلی گایوں نے اُن خوبصورت اور موٹی سات گایوں کو کھا لیا تب

فرعون جاگا ۱۷ اور پھر سو گیا اور دوبارہ خواب دیکھا کہ اناج کی بھری ہوئی اور اچھی سات
 بالین ایک ڈانٹھی سے ظاہر ہوئیں ۱۸ اور کیا دیکھتا ہے کہ بعد اُن کے اُور سات بالین
 پتلی اور پُروا ہوا سے مڑجھائی ہوئی نکلیں ۱۹ اور وہ سات بالین اُن اچھی
 بھری ہوئی سات بالوں کو نگل گئیں اور فرعون جاگا اور دیکھا کہ وہ خواب ٹھٹھا ۲۰ اور
 یوں ہوا کہ صبح کو اُس کا جی گھبرا یا تب اُس نے مصر کے سارے جاو و گرون اور اُس کے
 سب دانشمندوں کو بلا بھیجا اور فرعون نے اپنا خواب اُن سے کہا پر اُن میں سے کوئی
 فرعون کے خواب کی تعبیر نہ کر سکا ۲۱ اُس وقت سردار ساتی نے فرعون سے کہا کہ میری
 خطائیں آج مجھے یاد آئیں ۲۲ کہ فرعون اپنے بندوں پر غصے تھا اور مجھے جلوداروں کے
 گھرمین قید کیا تھا مجھے اور سردار نان بالی کو بھی ۲۳ تب ہم نے یعنی میں نے اور اُس نے
 ایک ہی رات میں ایک خواب دیکھا ہم میں ایک ایک نے خواب دیکھا اپنے خواب کی
 تعبیر کے موافق ۲۴ اور ایک عبری جوان جلوداروں کے سردار کا نوکر وہاں ہمارے
 ساتھ تھا ہم نے اُس سے کہا اُس نے ہمارے خوابوں کی تعبیر کی اور ہر ایک خواب کی
 اُس کے موافق تعبیر کی ۲۵ اور اُس نے جیسی ہم سے تعبیر کی تھی ویسا ہی ہوا مجھے اپنے
 منصب پر قائم کیا اور اُسے پھانسی دی ۲۶ تب فرعون نے یوسف کو بلوایا وہ جلد
 اُسے قید خانے سے لے آئے اور اُس نے سر مونڈایا اور کپڑے بدل کے فرعون کے
 حضور میں آیا ۲۷ فرعون نے یوسف سے کہا میں نے خواب دیکھا ہے جس کی تعبیر
 کوئی نہیں کر سکتا اور میں نے سنا ہے کہ تو خواب کو سمجھ کر اُس کی تعبیر کرتا ہے ۲۸
 یوسف نے جواب میں فرعون سے کہا کہ میری کیا طاقت ہے خدا فرعون کی سلامتی کا
 جواب اُسے دیکو ۲۹ تب فرعون نے یوسف سے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ دریا کے
 کنارے پر کھڑا ہوں ۳۰ اور کیا دیکھتا ہوں کہ موٹی اور خوبصورت سات گائیں دریا
 سے نکلیں اور نیستان میں چرنے لگیں ۳۱ اور کیا دیکھتا ہوں کہ بعد ان کے نہایت

بد صورت اور خراب اور دُہلی ساٹ اور گائیں ایسی بُری کہ مین نے ساری زمین مصر میں
 کبھی نہیں دیکھیں۔ ۲۱ اور وے دہلی اور بد شکل گائیں پہلی موٹی ساٹ گایوں کو نکل گئیں
 ۲۲ جب وے اُنھیں کھا گئیں تو یہ معلوم نہ ہوا کہ وے اُن کے پیٹ میں گئیں اور وے وِسی
 بد صورت تھیں جیسی پہلے تھیں تب مین جاگا ۲۳ اور پھر خواب میں دیکھا کہ اچھی گھنی ساٹ بالین
 ایک ڈانٹھی سے نکلیں ۲۴ اور کیا دیکھتا ہوں کہ اور ساٹ بالین تہلی اور پُروا ہوا سے مڑھائی
 ہوئی اُن کے بعد اُگئیں ۲۵ اور اُن تہلی بالوں نے اچھی ساٹ بالوں کو نکل لیا۔ اور
 مین نے یہ جادو گروں سے کہا ہرگز کوئی تبیر مجھ سے نہ کر سکا ۲۶ تب یوسف نے فرعون سے کہا
 کہ فرعون کا خواب ایک ہی ہے خدا نے جو کچھ وہ کیا چاہتا ہے فرعون کو دکھلایا ۲۷ وے
 ساٹ اچھی گائیں ساٹ برس ہیں اور وے اچھی ساٹ بالین ساٹ برس ہیں خواب ایک ہی
 ہے ۲۸ اور وے دُہلی بد صورت گائیں جو اُن کے بعد نکلیں ساٹ برس ہیں اور وے
 ساٹ خالی بالین جو پُروا ہوا سے مڑھائی ہوئی ہیں سو کال کے ساٹ برس ہیں ۲۹ یہ وہی
 بات ہے جو مین نے فرعون سے کہی خدا نے جو کچھ وہ کیا چاہتا ہے فرعون کو دکھلایا ۳۰ دیکھ
 کہ ساٹ برس تک ساری زمین مصر میں بڑی سستی ہوگی ۳۱ اور بعد اُن کے ساٹ برس کا
 کال ہوگا اور زمین مصر کی ساری بڑھتی بھول جائیگی اور یہ کال زمین کو ہلاک کرے گا ۳۲ اور وہ
 بڑھتی ملک میں اُس آنے والے کال کے سبب سے ہرگز معلوم نہ ہوگی کیونکہ وہ سخت کال ہوگا
 ۳۳ اور فرعون پر جو خواب دُہرایا گیا سو اس لئے کہ یہ بات خدا سے مقرر کی گئی ہے اور خدا
 جلد اُسے کرے گا ۳۴ اس لئے فرعون کو چاہئے کہ ایک ہوشیار عقلمند مرد کو کھوجے اور اُسے
 مصر کی زمین پر مختار کرے ۳۵ اور فرعون اُسے حکم دیوے کہ وہ اس زمین پر تحصیلداروں کو
 مقرر کرے اور بڑھتی کے ساٹ برس تک پانچواں حصہ مصر کی زمین سے لیا کرے ۳۶ اور وہ
 اُن اچھے برسوں کے لئے جو آتے ہیں سب کھانے کی چیزیں جمع کریں اور غلہ فرعون کے حکم میں لکھیں
 سب کھانے کی چیزوں کی محافظت شہروں میں کریں ۳۷ اور وہی خوش کال کے ساٹ

برس کے لئے جو مصر کی زمین میں پڑیگا ذخیرہ ہوگی تاکہ یہ ملک کال کے سبب سے ہلاک نہ ہو۔
 ۳۷ یہ تعمیر فرعون کی نگاہ میں اور اُس کے سب نوکروں کی نظریں اچھی معلوم ہوئی۔
 فرعون نے اپنے نوکروں کو کہا کیا ہم ایسا جیسا یہ مرد ہے کہ جس میں خدا کی روح ہے پاسکتے
 ہیں۔ اور فرعون نے یوسف سے کہا از بس کہ خدا نے تجھے اس سب میں بینائی دی ہے
 سو کوئی تجھ سے عاقل اور دانشور نہیں ہے۔ تو میرے گھر کا مختار ہو اور اپنا حکم میری سب
 رعیت پر جاری کر فقط سخت نشینی میں میں تجھ سے بزرگتر ہو گیا۔ پھر فرعون نے یوسف سے
 کہا کہ دیکھ میں نے ساری زمین بھر پر تجکو حکومت بخشی۔ اور فرعون نے اپنی انگشتی اپنے
 ہاتھ سے نکال کر یوسف کے ہاتھ میں پہنا دی اور اُسے کتان کا لباس پہنایا اور سونے کا طوق
 اُس کے گلے میں ڈالا۔ اور اُس نے اُسے اپنی دوسری گاڑی میں سوار کر دیا تب اُس کے
 آگے منادی کی گئی سب ادب سے رہو اور اُس نے اُسے مصر کی ساری مملکت پر حاکم کیا
 اور فرعون نے یوسف کو کہا میں فرعون ہوں اور بغیر تیرے مصر کی ساری زمین میں کوئی
 انسان اپنا ہاتھ پاؤں نہ اٹھائے گا۔ اور فرعون نے یوسف کا نام جہان پناہ رکھا اور
 اُس نے شہر اؤن کے کاہن فوطیف فرع کی بیٹی آسنا ہتہ کو اُس سے بیاہ دیا اور یوسف
 مصر کی زمین میں پھر اُٹھا۔ اور یوسف جس وقت مصر کے بادشاہ فرعون کے حضور میں کھڑا ہوا
 تیس برس کا تھا اور یوسف فرعون کے حضور سے نکل کر مصر کی ساری زمین میں پھر اُٹھا۔
 اور بڑھتی کے سات برس میں زمین مالا مال ہوئی۔ تب اُس نے اُن سات برسوں کی
 ساری چیزیں کھانے کی جو زمین مصر میں تھیں جمع کیں اور اُس نے اُن کھانے کی چیزوں کو
 بستیوں میں ذخیرہ کیا اور اُن کھیتوں کی جو ہر بستی کے آس پاس تھا کھانے کی چیزیں اُسی
 بستی میں رکھیں۔ اور یوسف نے غلہ بہت کثرت سے جیسے دریا کی ریت ایسا کہ وہ حساب
 کرنے سے باز رہا جمع کیا کیونکہ وہ بے حساب تھا۔ اور یوسف کے دو بیٹے شہر اؤن کے
 کاہن فوطیف فرع کی بیٹی آسنا ہتہ کے پیٹ سے کال سے پیشتر پیدا ہوئے۔ اور یوسف نے

پلوٹھے کا نام منسسی رکھا کیونکہ اُس نے کہا کہ خدائے سب میری اور میرے باپ کے گھر کی
 مشقت بھٹا دی ۲۵ اور دوسرے کا نام افرائیم رکھا اور کہا کہ خدائے مجھے میرے بیچ کی زمین
 میں بھلدار کیا ۲۶ اور سات برس سستی کے جو زمین مصر میں تھے آخر ہوئے اور گرانی کے
 سات برس جیسا کہ یوسف نے کہا تھا آنے شروع ہوئے ۲۷ اور سب زمین میں گرانی ہوئی
 پر ہنوز مصر کی ساری زمین میں روٹی تھی ۲۸ پر جب ساری زمین مصر بھوک سے ہلاک ہونے لگی
 تو غل روٹی کے لئے فزعون کے آگے چلائی فزعون نے سب مصریوں کو کہا کہ یوسف کئے جاؤ
 وہ جو تھیں کہے سو کرو ۲۹ اور تمام روئے زمین پر کال تھا اور یوسف نے ذخیرے کے کھتے
 کھول کے مصریوں کے ہاتھ نیچے اور مصر کی زمین میں کال بہت بڑھا ۳۰ اور سارے ملک
 میں لوگ یوسف کئے غلہ مول لینے آئے کیونکہ سب ملکوں میں سخت کال تھا۔

یہاں تک تو ات شریف کی عبارت تھی جو بجنہ لکھی گئی
 اب اسکی بعد تاریخ کامل سے ترجمہ کر کے بعض حالات لکھے
 جاتے ہیں جس میں جا بجا قرآن شریف سے مدد لی گئی ہے
 لطف عبارت تو عربی ہی میں ہے عوام الناس کیلئے
 ترجمہ بھی ہے

اباب تاریخ لکھتے ہیں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے کام پر مقرر ہو گئے تو انہوں نے
 فریاد بادشاہ سے ایمان لانے کو کہا اور وہ ایمان لایا پھر جب وہ مر گیا۔ تو اُس کے بعد
 قابوس بن مصعب بن معاویہ بن تمیر بن السلواس بن قارآن بن عمرو بن علقام مصر کا
 بادشاہ ہوا حضرت یوسف نے اس سے ایمان لانے کو کہا مگر ایمان نہ لایا اور حضرت یوسف

نے اُسی کے عہد حکومت میں وفات پائی۔ پھر حضرت یوسفؑ کے عامل ہونے پر بیان نے راعیل یعنی زلیخا کے ساتھ جب اُن کا شوہر جس نے یوسف علیہ السلام کو خرید ا تھا مر چکا تھا نکاح کر دیا پہلی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوسرا نکاح تھا جب آپ اور زلیخا ایک جا ہوئے تو آپ نے زلیخا سے کہا جس کو تو پہلے چاہتی تھی اُس سے یہ بہتر ہے یا نہیں زلیخا نے کہا اے یوسف مجھے ملامت مت کر میرے خیر میں تیری محبت تھی اُس پر مجھے کیونکر قابو ہو سکتا تھا جو محبت کہ افراط کے ساتھ آتی ہے وہ مردوں سے توڑک نہیں سکتی ہے اور میں تو عورت ہوں اور اس کے سوا جیسا کہ تیرا حسن ہے اس پر کون صبر کر سکتا ہے اور ایک بات یہ بھی ہے کہ میرا شوہر عورتوں کے کام کا نہ تھا اور پھر نفس اُس پر آدمی کیونکر غالب ہو سکتا ہے اُس نے مجھ کو مغلوب کر لیا۔

روایت ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کا اُس سے نکاح ہوا ہے تو زیچا مردناریہ تھی اور اُس سے اُن کے دو بیٹے پیدا ہوئے اُن کے نام افرایم اور منشیہ تھے یہی دونوں نام کتاب مقدس میں آپ کے دونوں فرزندوں کے ہیں مگر زلیخا اور زلیخا کے باپ کے ناموں میں اختلاف ہے اس کی بحث ترک کر دی گئی یہاں اس سلسلہ کو طول دینے کا کچھ حاصل نہ سمجھا گیا واللہ اعلم بالصواب۔

قحط سالی میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا غلہ خریدنے کو مصر جانا اور حضرت یوسفؑ کو نہ پہچاننا اور آپ کا انہیں غلہ دیکر بنیامین کے لانے کا وعدہ کرانا
پھر جب حضرت یوسفؑ مصر کے خزانوں پر مقرر ہو گئے اور ابھی فصل کے ساتون برس گزر گئے اور حضرت یوسفؑ نے بالیون میں غلہ جمع کر رکھا۔ اور قحط سالی کا زمانہ آیا اور مخلوق پر خشک سالی آئی اور خلق اللہ مرنے لگی تو کنعان بھی اُس مصیبت سے بری نہ تھا

حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو مصر کی طرف روانہ کیا اور بنیامین کو جو حضرت یوسف علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے اپنے پاس رکھ لیا جب یہ لوگ حضرت یوسفؑ کے پاس گئے تو آپ نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا مگر بھائیوں نے آپ کو نہ پہچانا کیونکہ اُن لوگوں نے حضرت یوسفؑ کو مدت کے بعد دیکھا تھا اور آپ شامانہ لباس میں تھے۔ جب حضرت یوسفؑ نے اُنھیں دیکھا تو پوچھا کہ تم کون ہو کہا کہ ہم شام کے رہنے والے ہیں اور یہاں غلہ کے واسطے آئے ہیں حضرت یوسفؑ نے کہا کہ تم جھوٹے ہو غلہ کے واسطے نہیں آئے ہو بلکہ تم جاسوس ہو مجھے اپنا ٹھیک ٹھیک حال بتاؤ کہا کہ ہم سب دسویں ایک ہی شخص کی اولاد ہیں ہمارا باپ صدیق ہے پہلے ہم بارہ بھائی تھے ایک بھائی ہمارا ہمارے ساتھ جنگل کو گیا تھا وہاں وہ مر گیا اور باپ اسے ہم میں سب سے زیادہ پیار کرتا تھا حضرت یوسفؑ نے پوچھا تو پھر اب تمہارے باپ کی تسکین کس سے ہوتی ہے کہا ایک اور بھائی ہے جو اُس بھائی سے چھوٹا ہے حضرت یوسفؑ نے کہا کہ اُسے میرے پاس لاؤ میں اُسے دیکھوں کہ تم سچے ہو یا جھوٹے اور اگر تم اُسے نہ لاؤ گے۔ تو پھر میں تمہیں غلہ نہ دوں گا فَإِنْ لَمْ تَأْتُوْنِي بِهٖ فَلَا كُنْزَ لَكُمْ عِنْدِي وَلَا تَقْصُوْا عَلٰی اَیْمَانِیْمْ اِنْ كُنْتُمْ كَاٰثِرٰیْنَ گے قالوا اسْتَرٰوْا دُعٰیہٗ اَبَاہٖ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اس وعدہ کے پورا کرنے کے لئے اپنے بھائیوں میں سے کسی ایک کو میرے پاس اول میں رکھ جاؤ وہ میرے پاس اُس وقت تک رہے گا کہ جب تک تم لوٹ کر نہ آؤ۔ پھر انہوں نے باخود ہاتھ ڈالا کہ اول میں کون رہے۔ اور ستمیوں کا نام نکلنے پر اُسے وہاں چھوڑ دیا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اُن کے غلہ کا سامان کر دیا۔ اور حضرت یوسفؑ نے نو کروں سے کہا کہ اُن کی جمع پونجی بھی اُن کی بوریوں میں رکھ دو۔ تاکہ یہ لوگ جب اپنے اہل و عیال کی طرف لوٹ کر جائیں تو اپنی پونجی کو پہچانیں۔ اور اس سے عجب نہیں کہ پھر بھی غلہ لینے کو آئیں کیونکہ حضرت یوسفؑ جانتے تھے کہ وہ امانت والے اور دیانت دار ہیں۔ وہ اس

پونجی کو لوٹانے کے لئے ضرور آئینگے اور بعض کا یہ قول ہے کہ حضرت یوسفؑ نے یہ خیال کیا کہ مبادا ان کے پاس اگر کچھ نہ ہو تو بار و گریہ غلہ لینے کیونکر آئینگے۔

بھائیوں کا حضرت یعقوبؑ سے ابن یامین کے مصر لیجانے کی درخواست کرنا

ارباب تاریخ یونان بیان کرتے ہیں کہ جب برادران یوسف علیہ السلام مصر سے کامیابی کے ساتھ وطن کی طرف پھرے اور کنعان میں پہنچے تو پہلے وہ اونٹوں کی قطار غلہ سے لدی ہوئی لیکر باپ کے سامنے حاضر ہوئے اور ان سے عرض حال کیا کہ عزیز نہایت کریم الصفات ہے اُس نے ہم پر بڑی مہربانی کی جیسا کہ اپنے حقیقی بھائی بھائی کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے ہیں مگر جب اُس نے ہمارا حال سنا اور اُسے معلوم ہوا کہ ہمارا ایک بھائی وطن میں اور بھی ہے اور اُسے ہمارا باپ ہمارے گم شدہ بھائی کی یاد کا باعث تسلی سمجھتا ہے تو اُس نے ہم سے اُسے بھی طلب کیا اور ہمارے بھائی شمعون کو اس ضمانت میں رکھ لیا ہے کہ جب ہم اسے لیکر جائیں وہ رہا ہو تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا میں تم پر پھر اعتبار کروں جیسا کہ یوسفؑ کی سپردگی میں تم پر اعتبار کیا تھا۔ جب ان لوگوں نے اپنا اپنا بورا غلہ کا کھولا تو اپنی اپنی جمع جون کی تون ان بوروں میں بکھی ہوئی پائی تو نہایت متعجب ہوئے اور باپ سے کہا کہ دیکھئے عزیز مصر کی کریم الصفاتی کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ اُس نے ہمارا سرمایہ بھی ہمارے بوروں میں رکھوا دیا۔ اب ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم ابن یامین کو لیکر جائیں اور کافی غلہ لیکر واپس ہوں اور ہم عہد واثق کرتے ہیں کہ راستہ میں ہم اس کی پوری حفاظت کریں گے اور اس کے حصہ کا ایک بارشتر اور لے لینگے یہ غلہ جو ہم لائے ہیں ہمارے اہل و عیال کو کافی نہیں ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُن سے فرمایا کہ جب تک تم اللہ کی قسم کھا کر عہد نہ کرو گے میں اسے تمہارے ساتھ نہ کروں گا۔

پس جب عہد واثق اُن لوگوں سے لے لیا اور ابن یامین کو اُن کے حوالہ کر دیا۔ پس یہ نامہربا
 اخوان اپنے بھائی کو لیکر حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے
 ابن یامین کو پہچان لیا اور اُنھیں ایک عہدہ قصر میں ٹھہرایا اور اُن کے لئے سامان دعوت
 شانہ طریقہ سے مقرر کر دیا اور اُن کے سامنے دنیا کی نعمتیں دسترخوان پر چُن دی گئیں اور
 دو دو بھائیوں کو ساتھ کر دیا ابن یامین اکیلے رہ گئے اُس وقت وہ حضرت یوسف علیہ السلام
 خیال کر کے بہت غمگین ہوئے اور آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندہ گیا آپ نے نامہربان
 بھائیوں سے کہا کہ یہ تمہارا بھائی اکیلارہ گیا ہے میں اس کو اپنے ساتھ بٹھالے لیتا ہوں
 حضرت یوسف علیہ السلام ابن یامین کے ساتھ بیٹھ گئے اور کھانا تناول فرمایا۔ جب شب
 ہوئی تو فرش استراحت یوں بچھایا گیا کہ دو دو بھائی ایک ایک فرش پر آرام کریں۔ پھر
 ابن یامین تمہارے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس کے برادر یوسفؑ کی
 جگہ ہوں یہ میرے ساتھ سوئیگا چنانچہ ابن یامین رات بھر حضرت یوسف علیہ السلام کو سونگھتے
 رہے اور پلٹے رہے اور تمام رات یوسفؑ و یعقوبؑ کی کہانی کہاکے اور خود بھی روئے اور
 اُن کو بھی رُلا لیا کئے اور اپنے غم کی مصیبت بھی سناتے رہے اور اُس کمرے میں جس میں یہ
 دونوں بھائی سوئے تھے وہ کمرہ مجلس ماتم بنا ہوا تھا اور صبح تک یہ حالت قائم رہی۔ حضرت
 یوسف علیہ السلام نے ابن یامین سے فرمایا کہ اگر میں تیرے برادر گمشدہ کی جگہ تیرا بھائی ہو جاؤ
 تو پسند کریگا ابن یامین نے کہا کہ بے شک میری غرت بڑھ جائیگی یوسف علیہ السلام نے فرمایا
 کہ تجھے صبر نہ آئیگا آپ نے عرض کیا کہ یوسف سے بھائی کے فراق میں ابن یامین کو صبر آنا
 تابہریت محال ہے اور یہ وہ زخم ہے کہ اس کا مرہم سواے یوسف کے ملنے کے اور کوئی
 شے نہیں ہے حضرت یوسف علیہ السلام یہ سنکر بے قرار ہو گئے اور اپنے چہرہ نورانی سے نقاب
 اٹھا کر فرمایا کہ دیکھ میں ہی تیرا بھائی یوسف ہوں اور اس راز کو ابھی سرسبز رکھنا۔ اور
 بعض مورخین یوں بھی کہتے ہیں کہ جب گیارہ بھائی ایک ساتھ حضرت یوسفؑ کی

خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا کٹورہ بچایا اور کہا کہ یہ کٹورہ تمہارا حال سے خبر دیتا ہے اُن لوگوں نے پوچھا کہ کیا خبر دیتا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ کہتا ہے یہ بارہ بھائی تھے ایک کو ان لوگوں نے بیچ ڈالا ہے وہ لوگ یہ سنکر سفید ہو گئے اور ابن یاسین حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور کہا کہ آپ اس کٹورے سے یہ بھی پوچھیں کہ وہ ہمارا بھائی زندہ ہے یا مر گیا آپ نے اُس کٹورے کو بچایا اور فرمایا کہ کٹورہ کہتا ہے کہ وہ زندہ ہے اور تو بہت جلد اُس سے ملیگا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا ابن یاسین کے بورے میں کٹورا رکھو ادینا اور اس حیلہ سے اُن کو اپنے پاس رکھ لینا

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے اونٹ غلہ سے بھروا دلے اور ملازمین سے اشارہ کر دیا کہ ابن یاسین کے تھیلے میں غلہ ناپنے کا پیمانہ جو ایک نقری کٹورہ تھا رکھ دین چنانچہ حسب الحکم یوسف علیہ السلام کے وہ کٹورہ رکھ دیا گیا اور بھائیوں میں سے کسی کو نہ معلوم ہوا جب یہ لوگ غلہ لیکر چلے اور مصر سے تھوڑی دور گئے تھے کہ ملازمان حضرت یوسف علیہ السلام پہنچے اور اُنھوں نے پکارا قال اللہ تعالیٰ شانہ۔ اَذِّنْ مُؤَذِّنٌ اَيْتُهَا الْعِزُّ اِنَّكُمْ لَمَسَارِقُونَ ○ ترجمہ ایک پکارنے والے نے پکارا اے قافلہ والو تم چور ہو۔ ٹھیکرو۔ ان لوگوں نے نہایت تعجب سے کہا کہ ہم اُس قوم کے آدمی ہیں جنہیں چور پیدا ہی نہیں ہوتا تو ملازموں نے کہا کہ اچھا تو تلاشی دو اور اُن کو حضرت یوسف کے حضور میں لے آئے آپ نے اُن سے کہا کہ اگر تم میں سے کسی کے پاس کٹورا نکل آئے تو اُس کی کیا سزا ہے اور یہ آپ نے اس لئے پوچھا کہ وہ اپنی شریعت کے موافق جواب دینگے وہی حکم ابن یاسین پر جاری کیا جائیگا آپ نے سب کے بوروں کی تلاشی لی آخر میں ابن یاسین کے بورے سے وہ کٹورا برآمد ہوا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت یہ تھی کہ

چور کو صاحب مال اپنا غلام بنالیا کرتا تھا اُسی حکم شریعت کے موافق ابن یامین حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس رہے بھائیوں نے کہا قَالُوا اِنْ كَيْسَرٌ فَقَدْ سَرَقَ اَخَاكَ مِنْ قَبْلُ مَعْنٰی اگر اس نے چوری کی تو تعجب کی بات نہیں ہے اس کے حقیقی بھائی نے بھی پہلے چوری کی تھی بھائیوں نے ابن یامین سے مخاطب ہو کر کہا۔ بنی راحیل تمہارے سبب سے ہمپر ہمیشہ بلائیں نازل ہوا کرتی ہیں ابن یامین نے کہا کہ نہیں بلکہ تمہارے سبب سے بنی راحیل پر بلائیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ یہ کٹورا میرے بورے میں اُسی شخص نے رکھا ہے جس نے درہم تمہارے بوروں میں رکھے تھے۔ جب بھائیوں نے دیکھا کہ قانون شریعت کے موافق تو ہماری زبان بندی ہو چکی کوئی عذر مسموع عدالت نہ ہوگا ناچار عاجزی کرنے لگے۔ قَالُوا يَا اَيُّهَا الْعَزِيزُ اِنَّ لَكَ اَبًا شَيْخًا كَبِيرًا اخَذَ اَحَدًا مَّا كَانَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنْ نَّآخُذَ الْاَمْنَ وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَكَ تَرْجُمَہ کہا سب نے اے عزیز اُس کا باپ بہت بوڑھا ہے آپ مہربانی کر کے ہم میں سے کسی کو اُس کے بدلہ میں اپنا غلام بنالین اور اُس کو چھوڑ دین کہا یوسفؑ نے اللہ پناہ دے کہ ہم اُس شخص کو جس کے پاس ہماری چیز نکلی ہے چھوڑ دین اور کسی دوسرے شخص کو پکڑ رکھیں۔ پھر جب وہ اُس کی رہائی سے مایوس ہو گئے۔ تو مشورے کے لئے الگ ہو بیٹھے۔ تو شمعون یا روبیل نے جو سب سے بڑا تھا کہا کہ کیا تم بھول گئے کہ باپ نے ابن یامین کی نسبت تم سے قول لیا ہے۔ اور خدا کی قسم بھی لی ہے کہ ہم اپنے بھائی کو ضرور اُس کے پاس واپس لیجاؤ گے ان صرف اُسی وقت نہیں کہ جب ہم خود ہی گھر جائیں اور اس سے پہلے تم ایک بڑی خیانت یعنی یوسف کے باب میں تقصیر وار ہو چکے ہو۔ میں تو یہاں سے اُس وقت تک حرکت نہ کروں گا کہ جب تک میرا باپ مجھے اجازت نہ دے تم باپ کے پاس جاؤ اور اُس سے یہ سارا حال بیان کرو۔ چنانچہ حسب مشورہ یہ لوگ باپ کے پاس لوٹ کر گئے تو اُن سے ابن یامین کا سب قصہ بیان کیا اور کہا کہ شمعون ومان

اسی لئے رہ گیا قال بَلْ سَوَّلَتْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا اَفْصَحُوْا جَمِيْلًا عَسَى اَنْ يَّاتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ترجمہ کہا ابن یامین نے تو جوری نہیں کی بلکہ یہ بات تم اپنے دل سے بنا کر لائے ہو صبر ہی اچھا ہے۔ اللہ میرے سب لڑکوں یوسف اور اس کے بھائی اور بیٹوں کو مجھ سے ملا دے گا وَلَوْ لِيْ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا اَسْفٰی عَلٰی اَیُّوْسُفَ وَابْیَضَتْ عَیْنَاكَ مِنَ الْحَزَنِ فَهُوَ كَظِیْمٌ ۝ پھر یعقوب اُن کی طرف سے ہٹ کر الگ ہو گئے اور یوسف کو یاد کر کے کہنے لگے اے یوسف اور روتے روتے اُن کی آنکھیں سفید ہوئیں اور وہ دل ہی دل میں رنج کیا کرتے تھے یہ حالت دیکھ کر اُن کے بیٹوں نے کہا کہ تم تو ہمیشہ یوسف ہی کو یاد کیا کرتے رہو گے اور اس میں مصروف رہا کرو گے پس داءُ المرضِ یا ازکار رفتہ ہو جاؤ گے۔ اور یا بالکل جان ہی سے جاتے رہو گے قَالَ اَتَمَّاءُ شُكُوْا بَنِيّ وَحَزَنُوْا لِيْ اِلٰی اللّٰهِ وَاعْلَمُوْا مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ بیٹوں کی غمخواری کا جواب حضرت یعقوب علیہ السلام نے دیا۔ کہا میں تم سے تو کچھ نہیں کہتا جو صدمہ و رنج مجھ کو ہے اُسے میں اللہ سے کہتا ہوں اور اُسی اللہ کی طرف سے مجھے وہ باتیں یوسف کے خواب سچ ہونے کی نسبت معلوم ہیں جو تمہیں معلوم نہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے ابتلا کا سبب

کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو فراق یوسف علیہ السلام کا اتنا صدمہ تھا جتنا ستر مان باپوں کو اولاد کے مرنے کا ہو اور اس پر اللہ تعالیٰ شانہ نے اُنھیں ستر شہیدوں کا ثواب عطا فرمایا تھا۔ اور اس بلا کے نازل ہونے کا سبب یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت یعقوب کے پاس اُن کا ایک ہمسایہ آیا اور کہا کہ یعقوب تمہارا یہ کیا حال ہے تم تو بالکل ضعیف اور ناتوان ہو گئے ہو حالانکہ ابھی تمہاری عمر تمہارے باپ دادوں کے برابر نہیں ہوئی ہے۔ کہا مجھے اللہ نے یوسف کے غم اور محبت میں مبتلا کر دیا ہے اس سبب سے

میں ایسا تحیف و زار ہو گیا ہوں فوراً پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور سے وحی آئی کہ اسے یعقوب تولنے میری شکایت میری مخلوق کے روبرو کی۔ حضرت یعقوب نہایت شرمندہ ہوئے اور التجا کی کہ پروردگار تعالیٰ شانہ میرے قصور سے درگزر مجھ سے بڑی خطا ہوئی اللہ تعالیٰ شانہ نے معاف کر دیا۔ اس کے بعد سے جب کبھی کوئی حضرت یعقوب علیہ السلام سے ایسا سوال کرتا تو آپ فرماتے اِنَّمَا اَشْكُوْا بَنِيَّ وَحُرَّتِيْ اِلَى اللّٰهِ جِس کے سبب اُن پر وحی آئی کہ اگر یوسف اور ابن یاسین مر بھی گئے ہوتے تو ہم اُنھیں تیرے لئے زندہ کر دیتے۔ ہم نے تجھے بلا میں اس لئے مبتلا کیا کہ تو نے گوشت بھونا اور تیرے ہمسایہ نے اُس کی بوسہ لگھی مگر تو نے اُسے نہ کھلایا۔

سبب دیگر ابتلا کا حضرت یعقوب کے پاس ایک بچے والی گائے تھی اُنہوں نے اُس کے بچے کو اُسی کے سامنے ذبح کیا تھا اور اُس کے چلّانے پر بھی اُنہوں نے کچھ رحم نہ کھلایا۔ اس لئے اُن کا سب سے عزیز بیٹا اُن سے جدا کر دیا گیا۔

محسن مدد عمرہ سنو میں کیا کہتا ہوں اور اُس کو پڑھو جو میں نے لکھا ہے اور میرے جتنے فرزند ان قلبی ہیں سب کو میں مخاطب کرتا ہوں فرزند ان قلبی جو سعادت مند اور نیک چلن ہیں اُن کو تم سے کم نہیں سمجھتا ہوں تم بھی اُن کی بزرگداشت کرو اور اس نصیحت کو اُنہیں سمجھاؤ دیکھو جو شے اللہ تعالیٰ شانہ نے تم پر حلال کی ہے اُس کو حلال سمجھتے رہنا ابد الابد کے لئے وہ کبھی حرام نہیں ہو سکتی اور جو شے تم پر اللہ تعالیٰ شانہ نے حرام کی ہے اُس کو حرام ہی سمجھتے رہنا ابد الابد تک وہ کبھی حلال نہیں ہو سکتی۔ قربانی حلال ہے حلال ہی سمجھتے رہنا مگر بیماری کی حالت میں جو لوگ قربانی کرتے ہیں اُس کو میں ناجائز نہیں کہتا مگر اس سے بہتر یہ ہے کہ اُس قربانی کی قیمت نقد غریب اور مساکین کو تقسیم کی جائے اور ان ایک جانور کی محفوظ رکھی جائے۔ میں سوا سے حج اور عقیقہ کے اور وقت میں قربانی سے بہتر اُس کی قیمت دینا پسند کرتا ہوں اور خاص اپنے لئے کبھی بکری یا مرغی یا کبوتر وغیرہ کا

ذبح کرنا نہیں پسند کرتا قربانی عید الضحیٰ اپنی وسعت کے موافق صاحب نصاب
 ہونے پر جو میسر آجائے گا لے بکری دنبہ اونٹ یہ قربانی تمہارے جان و مال
 کے واسطے برکت کا سبب ہوگی یا کسی مہمان کے واسطے اپنے گھر کے پلے ہوئے جانوروں
 میں سے جسے اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے ذبح کر سکتے ہو مگر اپنے نفس کے واسطے اس
 بات کو پسند نہ کرنا اور اگر کوئی دوسرا شخص تمہارے لئے اپنے گھر سے حلال گوشت پکا کر لے آئے
 یا دعوت میں میسر ہو جائے یا گھر کے لوگ بازار سے منگو کر پالین بہت شوق سے کھا لینا
 اللہ کی نعمت ہے اب میں تمہارے واسطے ایک حکایت بیان کرتا ہوں اُس کو پڑھو اور
 سمجھو کہ میری غرض اس سے کیا ہے۔

حکایت حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں ایک درویش دلق پوش سیاحت
 میں مصروف تھے اور اُس پاک پروردگار کی نشانیوں سے سبق اور تہذیب نفس حاصل کر رہے
 تھے اور اللہ کی راہ میں سرگرم تھے اُن کا گذر اتفاقاً ایک صحرائ میں ہوا وہ گرمی کا وقت تھا
 درخت کے سایہ میں آرام کرنے کی ضرورت سے ایک درخت جو نہایت سایہ دار تھا مل گیا
 درویش صاحب نے اُدھر کا رخ کیا اُس پر ایک جوڑا پرند جانور کا بیٹھا تھا مادہ نے جو درویش
 صاحب کو ادھر آتے ہوئے دیکھا اڑنے کا قصد کیا نہ لے کہا کہ ابھی بہت گرمی ہے کہاں
 جا بیگی یہ درخت تو بہت سایہ دار ہے اُس نے کہا کہ یہ شخص جو ادھر چلا آتا ہے مبادا ہم کو
 تکلیف پہنچائے نہ لے مادہ سے کہا کہ تو دیکھتی نہیں کہ یہ دلق پوش ہے اس لباس کے
 آدمی بھی کسی کو تکلیف دیا کرتے ہیں مادہ نے کہا کہ اچھا تو خیر کسی اونچی شاخ پر جہاں
 اس کا ہاتھ نہ پہنچے بیٹھ جائیں نہ لے کہا کہ تو بڑی بدگمان ہے درویش اور فقر کی طرف ایسا
 خیال کرتی ہے بیٹھی رہ جہاں بیٹھی ہے یہ بزرگ جو دہان پہنچے تو دیکھا کہ ایک پرند جانور کا
 جوڑا کا جوڑا بہت قریب درخت کی شاخ پر بیٹھا ہے آپ نے ہاتھ بڑھا ہی تو دیا اور قضا کار
 غیب نہ جو آپ کا بہت معتقد تھا آپ کے بچے ظلم میں اسیر ہو گیا مادہ اڑ کر بلند شاخ پر

بیٹھ گئی اور بہت کچھ چلائی مگر کچھ شنوائی نہ ہوئی وہ اڑ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے حضور پہنچا
حاضر ہوئی اور فریاد کی آپ نے فوراً اُس درویش کو بلا بھیجا وہ حاضر ہوا آپ نے اُس سے
پوچھا اُس نے کہا کہ حضور اللہ تعالیٰ شانہ نے اسے ہماری غذا کیا ہے اگر ہم نے اسے
پکڑا تو کیا گناہ کیا آپ نے اُس طائر سے پوچھا کہ تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے
طائر نے کہا حضور اس درویش صفا کیش کی تقریر بہت درست ہے مجھے بھی اس میں
کچھ عذر نہیں میں انسان کی غذا ہوں لیکن عذر یہ ہے کہ ہم اس لباس کے دھوکے میں
آگئے یہ لباس تو اُن لوگوں کا ہے جو اپنے دشمن کو بھی ایذا دینا پسند نہیں کرتے اگر یہ درویش
صاحب دینا داروں کے لباس میں ہوتے اور ہم کو پکڑ لیتے تو میری مادہ کی فریاد غلط تھی
حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس درویش سے کہا کہ تیرے پاس اس کا کوئی جواب ہے
ایسے سخن لا جواب کا کیا جواب ہو سکتا تھا عیب اور ریاکار درویش شرمندگی سے اپنا سر
کھج کر رہ گئے حکم ہوا کہ دلق ان کے بدن سے اوتار لو اور اس طائر کو رہا کر دو اور اس
دلق کو پھر کبھی ہاتھ سے نہ چھونا تم ہمیشہ کے واسطے ناپاک ہو گئے اور تمہارے بدن کے
موافق اس دلق مبارک کی قطع و برید نہیں ہوئی ہے
اے عزیزو اب غالباً تم میرے خیالات سے مطلع ہو گئے ہو گے مگر اس پر عمل بھی کرو
صرف مطلع ہو کر رہ جانا یہ پسندیدہ بات نہیں ہے

ایک وجہ ابتلا کی یہ بھی بیان کی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک بکری
ذبح کی اور دروازہ پر ایک مسکین آیا اور آپ نے اُس کی دعوت نہ کی اللہ تعالیٰ شانہ
نے بذریعہ وحی آپ کو مطلع کیا کہ یہ سبب تم پر بلا نازل ہونے کا ہوا تو آپ نے فوراً کھانا پکوا دیا
اور بہ آواز بلند پکار دیا کہ جو کوئی روزہ دار ہو وہ یعقوب کے پاس آ کر افطار کرے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیٹوں کو مصر بھیجنا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا اُن پر ظاہر ہونا

حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ وہ پھر مصر کو لوٹ جائیں اور یوسفؑ اور اُن کے بھائی کی خبر لگائیں لہذا حسب حکم پدر شفیق وہ مصر کو پلٹ گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہوئے اور باپ کی دروآگین حالت کچھ ایسے لفظوں میں بیان کی کہ وہ بیقرار ہو گئے اس کو اللہ تعالیٰ شانہ یون فرماتا ہے **قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا** ترجمہ کہا سب نے کہ اے عزیز ہم کو اور ہمارے اہل و عیال کو قحط کی وجہ سے بڑی تکلیف پہنچ رہی ہے اور ہم بضاعت مزجاء یعنی تھوڑی سی پونجی لائے ہیں یہیں پورا غلہ دلا دیجئے۔ بعض نے مزجاء کی تفسیر یہ کی ہے کہ اُن کے درہم کھوٹے تھے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ درہم نہ تھے بلکہ گھی اور اُون لے گئے تھے۔ ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ ہم کو بقدر قیمت نہیں بلکہ اپنی خیرات دیجئے۔ اور ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ اُنکی مراد یہ تھی کہ ہم کو ہمارے بھائی کو دیدیجئے اس لئے کہ اُس کے واسطے کوئی قیمت اور نرخ تو تھا ہی نہیں وہ تو شرعی قیدی تھا لہذا یون کہا کہ اُسے اپنی خیرات میں چھوڑ دیجئے اور ہم آپ کے واسطے ہدیہ تیار کیے جو جس محقر ہے لائے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے جو یہ تقریر اُن کی سنی بے اختیار ہو گئے اور آنکھوں سے اشک جاری ہوئے اور آپ نے بھائیوں پر ظاہر کر دیا کہ میں یوسف ہوں۔

اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے نام ایک خط لکھا تھا اور وہی خط اظہار کا سبب ہوا اُس کا مضمون

حضرت یعقوب علیہ السلام کا خط حضرت یوسف علیہ السلام کے نام

حضرت یعقوب علیہ السلام کا جذب عشق بزبان حال یون فرماتا ہے ۵

سواد دیدہ حل کردم نوشتم نامہ سوئے تو کہ تاہنگام خواندن چشم من افتد برکت تو

حضرت یوسف علیہ السلام بزبان ادب پدر مہربان کی جناب میں یون عرض کرتے ہیں ۵

اے ہڈ پر صبا بہ سبامی فرستمت بنگر کہ از کجا بہ کجای فرستمت

حضرت یوسف تخت شاہی پر دسب بستہ کھڑے ہیں اور یون آنکھوں سے اشک ریز

اور زبان سے درفشان ہیں ۵

قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید در حیرت کہ جان بہ کدامی کنم نثار

شب تاریکی کی تاریکی میں شب وصال کے انوار نظر آرہے ہیں کوئی نڈا کرنے والا بہ آواز

خوش و صدائے دلکش یون کہہ رہا ہے ۵

رسید فرود کہ ایام غم نہ خواہد ماند چنان نہ ماند چنین نیز ہم نخواہد ماند

مضمون مکتوب شریف حضرت یعقوب علیہ السلام

یعقوب اسرائیل اللہ بن اسحاق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ کی طرف سے عزیز مصر کو معلوم ہو جو بڑا عادل ہے کہ ہم ایسے خاندان کے لوگ ہیں جن پر ہمیشہ بلا آتی رہی ہے میرے دادا کے ہاتھ پاؤں باندھے گئے اور وہ آگ میں ڈالے گئے تھے جن پر اللہ تعالیٰ شانہ نے آگ کو سلامتی کے ساتھ ٹھنڈا کر دیا تھا۔ میرے باپ کے بھی ہاتھ پاؤں باندھے گئے اور ذبیح کرنے کے لئے اُن کے حلق پر چھری رکھی گئی مگر اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کا نذیر دے دیا۔ اور میرا حال یہ ہے کہ میرا ایک بیٹا تھا اور میں اُس کو اپنی اولاد میں

سب سے زیادہ پیار کرتا تھا۔ اُسے اُس کے بھائی جنگل کو لے گئے اور وہاں سے لوٹ کر اُس کا خون آلودہ قمیص مجھے لا کر دکھایا اور کہا کہ اُسے بھیڑیا کھا گیا اُسی کی مان سے میرا اور ایک بیٹا تھا میں اُس سے اپنی تسلی دے لیا کرتا تھا۔ اُسے بھی اُس کے بھائی لے گئے اور اب لوٹ کر آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُس نے کچھ چوری کی ہے اور تو نے اُسے قید کر لیا ہے ہم ایسے گھرانے کے لوگ ہیں کہ چوری نہیں کرتے ہمارے لطف سے چور نہیں پیدا ہوتا۔ اگر تو اُسے چھوڑ دے تو بہتر ہے ورنہ میں تجھے بددعا دوں گا جو تیری سات پشت تک اثر کریگی۔ جب یہ خط انہوں نے پڑھا تو اُن سے رُکا نہ گیا روتے روتے بیہوش ہو گئے اور بھائیوں پر ظاہر کر دیا کہ میں یوسف ہوں اور یہ بنیامین میرا ہی بھائی ہے اللہ تعالیٰ شانہ نے ہم پر بڑا فضل کیا کہ ہم سب کو باہم ملا دیا پھر بھائیوں نے اپنے قصور کی معذرت کی اور اقرار کیا کہ بے شک ہم پر تجھ کو اللہ نے بڑی برتری دی ہے اور بے شک ہم ہی قصور وار تھے یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تم پر کچھ الزام نہیں ہے خدا تمہیں معاف کرے

حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنا قمیص حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس بھیجنا اور آپ کا بیٹا ہو جانا

یوسف شد و از صرغستان قیسے روشن گر عالم | در دیدہ یعقوب چو انوار بر آمد نور دل و جان شد
مولانا سے روم رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا حوالہ قلم ہوا حافظ رحمۃ اللہ علیہ
یون زمر مسیح ہیں ۵

قرہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید	کہ زانفاس خوشش بوسے کسے می آید
سعدی رحمۃ اللہ علیہ دوسرے لفظوں میں شکر فشان ہیں ۵	
کاروان شکر از مصر بہ شیراز آید	اگر آن یار سفر کردہ ما باز آید

یہ حکایت یون بیان کی جاتی ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے نامہ بیان بھائیوں سے یہ سنا کہ جب سے بنیامین اُن سے جدا ہوا ہے تو جو کچھ تھوڑی سی بصارت رکھتی تھی وہ بھی جاتی رہی۔ آپ کو بڑا صدمہ ہوا آپ نے بھائیوں سے کہا کہ یہ میرا قیص لیجاؤ اور اُن کے منہ پر ڈال دینا گئی ہوئی بصارت عود کر آئیگی قال اللہ تعالیٰ شانہ اِذْ هَبُوا بَعْقِيْنِيْ هٰذَا فَالْقُوَّةُ عَلٰی وَجْهِ اٰبٰی يٰۤاُمِّتُ بَصِيْرًا ۝ وَ اَتُوْنِيْ بِاَهْلِكَ اٰجْمَعِيْنَ ۝ یہ قیص میرا لیجاؤ اور اُس کو میرے باپ کے منہ پر ڈال دو وہ پینا ہو جائینگے۔ اور تم اپنے تمام کنبے کو میرے پاس لے آؤ یہودا نے کہا کہ میں اس کرتے کو لیجاؤں گا کیونکہ میں بہن خون آلود کرتے باپ کے پاس لے گیا تھا اور اُنہیں خبر دی تھی کہ یوسف کو بھیڑنے لے کھا لیا ہے۔ اب یہ خوشخبری بھی میں بہن اُمّنین پہنچاؤں گا کہ یوسف زندہ ہے اور وہ مصر کا بادشاہ ہے اس لئے جو اللہ تعالیٰ نے بشیر کا لفظ فرمایا ہے وہ یہی بشیر ہے وَ كُنَّا فَصْلَتِ الْعٰیْمُوْنَ اور جب قافلہ مصر سے چلا تو پہلی قاصدی نسیم نے کی یعنی ہوا حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو لیکر حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور گویا حضرت یعقوب علیہ السلام بنیان حال یون ارشاد فرما رہے ہیں حضرت اُستادِ دکرِ مولانا وحید الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

اُسی کوچہ کی صورت ہے معطر اپنا صحرا بھی	کہاں کھولے ہیں گیسویار نے خوشبو کمانا تک
---	--

سورخان راستی شعاریون فرماتے ہیں کہ اُس وقت کہ خوشبو یوسف کی یعقوب تک پہنچی ہے تو دونوں میں اتنی فرسخ کا فاصلہ تھا یعنی حضرت یوسف مصر میں تھے اور حضرت یعقوب کنعان میں کہ ناگاہ حضرت یعقوب علیہ السلام فرمانے لگے اِنِّیْ لَاۤ اَجِدُ رَیْحَ یُوْسُفَ لَاۤ اَنَا تَقْنِدُوْنَ ۝ ترجمہ یعنی اگر تم مجھے بوڑھا بے عقل نہ سمجھو تو میں تم سے ایک بات کہوں مجھے تو یوسف کی بو آ رہی ہے وہ لوگ جو آپ کے

پاس تھے یعنی اولاد برادران یوسف علیہ السلام کہنے لگے کہ بخدا تم وہی اپنے قدیمی خطمین
مبتلا ہو نہ یوسف ہے نہ یوسف کی خوشبو آہ صد آہ یہی حال جیسے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے حضرت والد ماجد قدس سرہ ارشاد فرماتے تھے
کہ کسی وقت روضہ مبارک کی نسیم جانفزا ایسی نہیں آتی کہ جو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم
کے جسد اطہر کی عطریت سے معطر نہ ہو مگر مشام ارادت چاہئے کوئی قدیم بزرگ پُرانی
زبان کی شاعری میں ارشاد فرماتے ہیں اور کیا خوب فرماتے ہیں سبحان اللہ وبحمدہ

اپنی خاطر میں کب آتی ہے گلستان کی بو | ہم نے سونگھی ہے کسی گل کے گریبان کی بو

قال اللہ تعالیٰ شانہ فلَمَّا اَنَّ جَاءَ الْبَشِيرَ اَلْفَاؤُ عَلٰی وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا
قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ پھر جب آیا بشیر
ڈالا قمیص یوسف کو اُن کے سُنہ پر پس وہ بیٹا ہو گئے پس کہا یعقوب علیہ السلام نے
اپنی اولاد سے جو اُن کے ایسے اقوال پر خندہ کرتی تھی کہ آیا میں نہ کہتا تھا تم سے کہ
میں اللہ کی طرف سے اُن باتوں کو جانتا ہوں جن کو تم نہیں جانتے یعنی میں جانتا ہوں
کہ یوسف کا خواب ضرور سچا ہوگا۔ پھر جب یہ بشیر حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس
آیا تو پوچھا کہ یوسف کو تو کیسا دیکھ کر آیا ہے۔ کہا میں نے دیکھا ہے کہ وہ مصر کا بادشاہ
ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمیں بادشاہی لیکر کیا کرنا ہے یہ بتا کہ وہ
کس دین و ایمان پر ہے۔ بشیر نے کہا کہ اُس کا دین اسلام ہے حضرت یعقوب
علیہ السلام نے فرمایا کہ اب اللہ کی نعمت پوری ہو گئی۔ پھر جب اُن کی اولاد نے جو
اُن کے پاس تھی حضرت یوسف کا قمیص دیکھا اور اُن کا حال سنا کہ وہ زندہ ہیں تو
کہنے لگے کَا لُوْا یَا اَبْنَا اِسْتَعْظِفْ لَنَا ذُوْۤبُنَا اِنَّا کُنَّا خَاطِیْۤیۡنَ قَالَ سَوْفَ
اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ سَبۡۤیۡۃً ۝ اے پدرم زبان ہمارے تصور خدا سے معاف کرائیے بیشک
ہم تصور دار تھے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تصور کے معافی کی صبح کرتے وقت

جمعہ کی رات کو التجا کرونگا۔ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیان میں چند شعر لکھے ہیں کتنا بڑا مسئلہ کس اختصار کے ساتھ بیان کر دیا محسن مد عمر کے فکر کرنے اور سمجھنے کے لئے اس مقام پر تحریر ہوتا ہے نظم

کہے پرسید زان گم کردہ سرزند	کہ اے روشن گہر پیر خرد مند
زمرش بوسے پیرا ہن شنیدی	چرا در چاہ کنعانش نہ دیدی
بہ گفتا حال من برق جہان است	گہے پیدا و دیگر دم نہان است
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم	گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

حضرت یعقوب علیہ السلام کا حسب الطلب حضرت یوسف علیہ السلام کنتان سے مع خاندان مصر گوروانہ ہونا اور مان یاپ اور بھائیوں کا اٹھین سجدہ کرنا

روایت ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے سب بال بچے روانہ ہوئے اور مصر کے قریب پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام ان کے استقبال کو اراکین و اشراف مصر کے ساتھ نکلے اور وہ لوگ حضرت یوسف کی بڑی تعظیم کرتے تھے پھر جب حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ ایک دوسرے کے قریب پہنچے تو حضرت یعقوبؑ نے سوار و پیادہ دیکھ کر اپنے بیٹے یہودا جس کے سہارے سے پیادہ پا چل رہے تھے پوچھا کہ اے بیٹے کیا یہ فرعون ہے یہودا نے کہا نہیں یہ آپ کا بیٹا یوسف ہے جب قریب آئے تو حضرت یوسفؑ نے چاہا کہ پہلے خود حضرت یعقوب علیہ السلام کو سلام کرین مگر کچھ ایسی بنجودی کی حالت طاری ہوئی کہ وہ سلام نہ کر سکے حضرت یعقوب ہی نے ابتدا فرمائی اور ان لفظوں سے سلام کیا۔ اے رنج کے دور کرنے والے السلام علیک اور پھر یاپ بیٹے دونوں ملکر ایسے روئے کہ دونوں کو غش آگیا

اور دیکھنے والوں کی حالت دردناک ہو گئی اور پھر وہ مصر میں داخل ہوئے سرفاع اکوئیر علی العرش اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھا کر لے چلے راولیون کا بیان ہے کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی حقیقی خالہ تھیں بعد انتقال مادر یوسف حضرت یعقوب علیہ السلام نے یا ان کی زندگی ہی میں ان سے نکاح کیا تھا اور عہد سلف میں اجماع بین الاختین جائز تھا۔ اور حضرت یعقوبؑ اور ان کی بی بی اور گیارہوں بیٹے حضرت یوسفؑ کے سجدہ میں بطور تعظیم نہ بطور عبادت گر پڑے اور آپ کا خواب اللہ تعالیٰ شانہ نے سچا کیا۔

سجدہ عبادت ہمیشہ سے حرام ہے اللہ تعالیٰ شانہ نے کسی کو مان ہو یا باپ پیر ہو یا مرشد۔ نبی ہو یا صدیق۔ غوث ہو یا قطب اس سجدے کا شایان نہیں کیا یہ اپنے ہی واسطے رکھا ہے اور سجدہ تعظیم پہلے جائز تھا دور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جب توحید خالص ہوئی تو یہ بھی موقوف کر دیا گیا اور سجدہ تعظیم صرف نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے قائم ہوا تھا۔

ملک از نسبت آن سجدہ آدم میکرد	کہ گل قابلیش از خاک سر کوئے تو بود
-------------------------------	------------------------------------

اور جس جس پیشانی پر یہ نور چمکا اُس کے واسطے یہ سجدہ رہا اسے بادشاہوں نے اڑا لیا پھر دور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آیا اور حضور خلوت خانہ محبوبیت میں رونق افروز ہوئے تو اس کی ضرورت باقی نہ رہی واللہ اعلم بالصواب

حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر اور اولاد کا مفصل بیان

کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب یہ خواب دیکھا اُس کے چالیس برس یا اسی برس بعد تعبیر ظہور میں آئی۔ یون کہتے ہیں کہ جب وہ کنوئے میں ڈالے گئے تو اُن کی عمر سترہ برس کی تھی اور چھپ وہ اپنے باپ سے ملے ہیں تو ستائیس برس کے تھے۔ اور

اس کے بعد تیس برس وہ اور زندہ رہے ایک سو پچیس برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اور اپنے بھائی یھودا کو اپنا وصی اور جانشین فرمایا۔ اور بعض کا قول ہے کہ حضرت یوسف اپنے پدر بزرگوار سے صرف اٹھارہ برس جدا رہے۔ اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ جب حضرت یوسف مصر میں گئے ہیں تو اُن کی عمر سترہ برس کی تھی اور اس کے تیرہ برس بعد فرعون نے انہیں اپنا وزیر مقرر کیا۔ فرعون مصر کے بادشاہوں کا خاص لقب تھا ہر بادشاہ مصر کو فرعون کہتے تھے یہ بھی فرعون ہی کے لقب سے پکارا جاتا تھا اور حضرت موسیٰ والا فرعون بھی اسی لقب سے پکارا جاتا تھا۔ تو اس تحقیق کے حساب سے حضرت یوسف علیہ السلام اپنے باپ سے بائیس برس جدا رہے اور حضرت یعقوبؑ اور اُن کے اہل و عیال مصر میں اُن کے پاس سترہ برس رہے۔ مگر یہ اختلافی مسئلہ ہے اس میں موشگافی کی ضرورت نہیں دیکھی گئی۔

جب حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ السلام نے وفات پائی تو حضرت یوسفؑ سے وصیت کی کہ اُنھیں اُن کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام کے پہلو میں دفن کریں۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور خود شام کو گئے اور اُن کو حضرت اسحاق علیہ السلام کے پاس دفن کر کے واپس آئے۔ اور حضرت یوسفؑ نے وصیت کی تھی کہ مجھے بھی شام ہی میں دفن کرنا چنانچہ اُن کے تابوت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ میں اپنے ساتھ لے گئے۔ جب وہ بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے نکلے ہیں حضرت یوسفؑ کے دو بیٹے تھے افرائیم اور منشیائا منشیائا تورات میں یہی نام لکھا ہے۔ افرائیم کا بیٹا نون اور نون کا بیٹا یوشع جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ اور منشا کی اولاد میں موسیٰ بن عمران تھے لیکن تورات والے کہتے ہیں کہ اُس کی اولاد میں خضر والے موسیٰ تھے اور منشا کی ایک بیٹی رحمت تھی جو ایک قول کے موافق حضرت ایوب علیہ السلام کی بی بی تھیں۔

اے عشق والے حسن تمہارا جھگڑا طے ہوا ہے نہ قیامت تک طے ہو

دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسیدہ عمر | مابچنان در اول وصف تو ماندہ ایم

روایت ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام عالم استغراق میں تھے جب افاقہ ہوا تو فرزند ارجمند سے فرمایا کہ اے یوسف میں چاہتا ہوں کہ حقیقت حال دریافت کروں کہ ہم دونوں میں گنہگار کون ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں عاصی ہوں کیونکہ میں نے آپ کا حکم نہ مانا اور اپنا خواب بھائیوں سے بیان کر دیا اُسی کی شامت سے یہ بلا پڑی اور اُس کا اثر آپ تک بھی پہنچا حضرت یعقوب علیہ السلام رونے لگے اور فرمایا کہ اے فرزند گناہ میری طرف سے ہے جو میں بھیڑنے سے ڈرا اور تیرے بھائیوں پر اعتماد کیا اور تجھے اُن کے سپرد کیا اور تیرے لئے خدا سے کریم سے حفاظت اختیار نہ کی اسی سبب سے یہ غم و اندوہ مجھے لاحق ہوئے اور اُسی کی وجہ سے تجھے بھی مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔ یہ باب بیٹے اسی گفتگو میں تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور اللہ تعالیٰ شانہ کا پیام لائے کہ اے یعقوب و یوسف اب جو تم نے انصاف کر کے اپنا اپنا گناہ اپنے ذمہ لیا تو میرے فضل و کرم نے تم دونوں کو بری کر دیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے پدر بزرگوار سے عرض کی کہ آپ میرے پاس قلعے میں تشریف لے چلیں اور وہیں رونق افروز رہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ نور و سرور دل و جان تیرے باپ کی یہ شان نہیں ہے میرے واسطے ایک مختصر مکان علیحدہ چاہئے کہ اُس میں اپنے معبود کی عبادت کرتا رہوں چنانچہ ویسا ہی مکان بنایا گیا اور آپ رہنے لگے تمام دن روزہ رکھتے اور تمام شب عبادت میں مصروف رہتے اور سب بھائیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ مکان بنوائے گئے صرف بنیامین کو اپنے پاس قلعے میں رکھا اور حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت یعقوب علیہ السلام سے احکام دین سیکھنے لگیں یہاں تک کہ افضل اہل مصر ہوئیں۔

حضرت پیر مرشد عم مکرم مولانا سید شاہ محمد قاسم دانا پوری قدس سرہ العزیز کی حکایت حکایت۔ جب زمانہ غدر جو شہداء عین واقع ہوا تھا اُس سے چند برس قبل آپ بتقریب شرکت عین حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز۔ دہلی تشریف لے گئے تھے تو شاہ علیم الدین صاحب عت امام جی کے دادا صاحب کے مکان میں بٹھیرے تھے مجلس میں ظفر شاہ بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کی زیارت کی اور آپ کے حالات کے اپنے رفقا اور اراکین سے مستفسر ہوئے جناب مولانا مفتی صدر الدین صاحب اور جناب خواجہ علی احمد نقیب الاولیا جو بادشاہ کے خاص ملازم تھے دونوں بزرگوں نے حضرت قدس سرہ کے مفصل حالات بیان کئے ظفر شاہ نے آپ کو قلعہ میں بلایا اور دعوت اور تاقیام دہلی وہیں قلعہ میں رہنے کی التجا کی آپ نے جواب میں خواجہ علی احمد صاحب نقیب الاولیا سے فرمایا کہ حضرت محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم صاحب کے آستانے پر حاضر ہوں میرا قلعہ اور میرا حصار تو یہی ہے میں معاف رکھا جاؤں یہ بزرگوں کے اخلاق ہیں اور یہ بزرگی کی شان و علامت ہے۔

جائے کہ بزرگ بایست بود	فرزند کی کس نہی دہد سود
------------------------	-------------------------

نور چشم محمد محسن مد عمر کہ یہ خیال نہ کرنا کہ میں ایسے بزرگ کا پوتا ہوں جو بادشاہ کے قلعہ میں نہ گیا بلکہ ایسی شان پیدا کرنا کہ جو ریا سے خالی ہو اور بادشاہوں کی صحبت سے مستغنی کر دے اگر اللہ تعالیٰ شانہ اپنے کسی بندے کو بے ریا فقر عنایت فرمائے تو تمام دنیا کی بادشاہی اُس کے تحت حکم ہے۔ دیکھو حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری قدس سرہ العزیز بے ریا درویش تھے اُن کے مزار فایض الانوار پر ہند کا بادشاہ اکبر اعظم رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے اجمیر شریف تک پایادہ گیا اور جہانگیر شاہ جہان۔ عالمگیر سب بادشاہ وہاں حاضر ہوئے ہیں اور

اپنی اپنی یادگار بنائی ہیں جو اس وقت تک موجود ہیں ۵

اے ہما پیش فقیری سلطنت کیا مال ہے | بادشاہ آتے ہیں پابوس گدا کے واسطے

اکبر بادشاہ کے ساتھ حضرت شیخ سلیم چشتی بھی تھے رحمۃ اللہ علیہ و قدس سرہ انکی بھی بڑی بلند شان ہے۔ فیضی نے بطور طعن محقق بادشاہ سے کہا کہ آپ حضرت شیخ سے دریافت فرمائیں کہ صاحب مزار کس مقام پر ہے اور کیا درجہ ان کا ہے بادشاہ نے شیخ سے پوچھا آپ نے فوراً جواب دیا کہ ان کا یہ مرتبہ اور مقام ہے کہ اکبر سا بادشاہ اور سلیم سا فقیر دونوں ان کی تربت کے پائین دست بستہ حاضر ہیں اور اپنی ناک گڑھ پٹین

۵ اگر بوسہ بر خاک مردان زنی | بردی کہ پیش آیدت روشنی

محسن مد عمرہ اگر تمہیں اللہ تعالیٰ شانہ ان بزرگوں کی تبعیت میں کوئی درجہ بلند اپنے تقرب کا عطا فرمائے تو اس گندگار باپ کی نجات کے لئے دعا کرنا۔ اور دیکھو ریا اور سخوت سے دور رہنا اور اپنی دونوں بہنوں کو جو تم سے بڑی ہیں کبھی آزدہ نہ کرنا۔ بڑے بھائی کی عزت باپ کے برابر ہوتی ہے بڑی بہن کی عزت ماں کے برابر ہوتی ہے دیکھو حضرت یوسفؑ نے اپنی نامہربان بھائیوں کے ساتھ کیا اچھا سلوک کیا ۵

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان بست دایند | جو انان سعادت مند پسندیر دانا را

روایت۔ صاحب تفریح الاذکیا لکھتے ہیں اور حوالہ تلمیذہ القصص کا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام چالیس برس یا چوبیس برس مصر میں رہے اور ہر ایک بیٹے کے بارہ بارہ بیٹے ہوئے جملہ صالح اور متقی اور متبع ملت ابراہیم علیہ السلام۔ تفسیر مدارک میں ہے کہ حضرت یعقوب مصر میں چوبیس برس رہے بعد اُس کے وفات پائی اور وصیت کی کہ مجھ کو شام میں حضرت اسحق علیہ السلام کے پہلو میں دفن کرنا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ حبیب یوسف علیہ السلام والد بزرگوار کو دفن کر کے مصر میں آئے تو تیس برس زندہ رہے اور افرائیم سے تون پیدا ہوئے اور حضرت نون سے حضرت یوشع

ہوئے بعد اُن کے فراعنہ مصر پر تسلط ہوئے اور جو بعض کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے سب بیٹے نبی ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے سب کو فقہ سکھائی اور علم دین تعلیم کیا یہ امر ظنی ہے مرنے والے حضرت یوسف علیہ السلام کا نبی ہونا قطعی یقینی ہے

حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات اختلاف اقوال

روایت ہے کہ بعد مدت کے حضرت جبریل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ اب آپ اپنے اجداد کی زیارت کو ارض مقدس میں جائیے کہ اُن کی ارواح آپ کی مشتاق ہیں چنانچہ آپ نے حضرت یوسف کو بلوایا اور فرمایا کہ مجھ کو آرزو کیا کہ میں اپنے بزرگوں کی زیارت کروں یا یہ بھی فرمایا ہو کہ مجھ سے جبریل کہہ گئے ہیں کہ اب آپ بیت المقدس میں جا کر رہیں یہاں تک کہ اجل آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام سینکڑوں بہت روئے اور اسباب سفر مہیا کرنے میں مشغول ہوئے اور حضرت یعقوب نے اپنی اولاد کو طلب فرمایا اور وصیت کی جس کا اشارہ سورہ بقرہ میں ہے۔ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتَ اِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِي قَالُوْا نَعْبُدُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ اَبَاءُكُمْ اَبْرٰهِيْمَ وَاسْمٰعِيْلَ وَاسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَاَنْخَبُكُمُ الْمُسْلِمُوْنَ ترجمہ کیا تم حاضر تھے جس وقت پہنچی یعقوب کو موت جب کہا اپنے بیٹوں کو تم کیا پوجو گے میرے بعد بولے ہم ہندگی کریں گے تیرے رب کی اور تیرے باپ دادوں ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق کے رب کی وہی ہے ایک رب اور ہم اُسی کے حکم پر ہیں۔ تفاسیر متحدہ میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے وصیت اس سبب سے کی کہ اُس وقت مصر میں چند مذہب تھے۔ بت پرستی۔ ستارہ پرستی۔ آفتاب پرستی آتش پرستی اس خون سے آپ نے اپنی اولاد سے عہد لیا کہ مبادایہ لوگ گمراہ نہ ہو جائیں

اور ملت حنفیہ کا یہی خاصہ ہے اور اسلام اسی کا نام ہے اور اس امر کا ادعا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو یہودیت کی وصیت فرمائی یہود کا افتراء محض ہے الفقیہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام سے وصیت فرمائی کہ تم میرے بعد اپنے بھائیوں سے ناخوشی کا اظہار نہ کرنا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ معاذ اللہ میں عفو کر کے پھر انکار کر دے گا اور یہ بھی وصیت کی کہ جب وعدہ وصل الہی پہنچ جائے تو اپنی اولاد سے وصیت کر دینا کہ میرے تابوت کو میرے باپ داود کی قبر کے پاس پہنچا دین بعد اُسکے حضرت یعقوب رخصت ہوئے اور مصر سے چل کر ارض مقدسہ میں جہان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر تھی پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک قبر کھڑی ہوئی طیار ہے اور اُس میں فرش حریر کا پچھا ہوا ہے اور ایک گروہ ملا ایک اُس پر نظر کھڑا ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ قبر کس کی ہے فرشتوں نے کہا جو شخص بہشت کا مشتاق ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ میں مشتاق ہوں اگر اجازت ہو تو اتروں فرشتوں نے اجازت دی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے قدم مبارک اُس قبر میں رکھا کہ فوراً حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جام شربت طہور حضرت کو پلایا اور وہی شربت وصال ہوا ملائکہ نے حضرت کو غسل دیا اور نماز پڑھی۔

یہ بھی روایت ہے کہ اُسی دن آپ کے بھائی عیسیٰ بھی شام میں داخل ہوئے اور وفات پائی اور اُسی قبر میں دفن ہوئے عمر دونوں کی ایک سو ستاون یا ایک سو اسی تالیس برس کی ہوئی سچاس برس ابلاغ رسالت اور مراسم دعوت میں مشغول رہے۔ اور کعب اجداد سے روایت ہے کہ عمر حضرت یعقوبؑ کی دو سو برس کی ہوئی۔

بیان وفات حضرت یوسف صدیق علیہ السلام

رباب تفسیر اور اہل تاریخ تحریر فرماتے ہیں کہ جب دعا حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کی بوائے انتقال کے واسطے کی تھی قبول ہوئی اور حضرت کو یقین ہوا کہ وفات قریب تر

ہونے والی ہے تو بھائیوں کو بلا کر وصایا فرمائے اور خطبہ وداع پڑھا اور یہود کو امیر اور سردار بنی اسرائیل مقرر کیا اور بنی اسرائیل کو یہود کی انقیاد امر دینی اور اطاعت فرمان برداری پر مامور فرمایا جب اولاد یعقوبؑ نے وصیت قبول کی تو فرمایا کہ جب تک تم لوگ ملت ابراہیم پر مستقیم رہو گے اور متابعت آبا و اجداد میں ثابت قدمی کرو گے تم میں برکت رہیگی مگر میرے بعد تھوڑے دنوں کے گزرنے پر ایک بادشاہ ستمگار ظالم و قہار اسباط عملاق و قبط سے مصر میں ہوگا اور دعوائے ربوبیت کریگا اور چار سو برس تک اُس کو حق سبحانہ و تعالیٰ فرمان روا رکھیں گے اور تمام بنی اسرائیل کو اپنی عبودیت و بندگی کی طرف حکم کریگا پھر جب اُس کی شوکت انتہی کو پہنچے گی تو اولاد لاوی ابن یعقوب سے ایک پیغمبر دین پرور موسیٰ نام مبعوث ہو کر اُس بادشاہ کو فنا کریگا یعنی فرعون۔

اور بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے موت مانگی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی موت کا وقت نہیں پہنچا ہے جب تک تم سے اور تمہارے لڑکوں اور پوتوں سے چہ سو آدمی پیدا نہ ہوں گے وعدہ وصال ایفانہ ہوگا لہذا آپ نے نہایت اطمینان سے اہل مصر کو دعوت اسلام شروع کی اور چالیس ہزار آدمی کے قریب حضرت یوسفؑ اور آپ کے بھائیوں کی اولاد میں سے ہوئے اُس وقت مصر سے دس کوس باہر نکل کر خیمہ ڈالا اور وہیں رہنے لگے پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر کہا کہ میں ایک شہر آباد کیجئے اور اُس کا نام مدینۃ الحرمین رکھئے اور اپنی بود و باش ہمیں اختیار کیجئے چنانچہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے ایک شہر آباد فرمایا اور اُس میں سکونت اختیار کی اُس جگہ پانی نہ تھا لوگوں نے عرض کی کہ پانی یہاں سے دور ہے بہت تکلیف ہوگی لہذا حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے دعا کی کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے سبکدوش ایک تہ دریا سے نیل سے مدینۃ الحرمین پہنچا دی۔

اور بعض کے نزدیک جب وفات قریب ہوئی تو حضرت نے اپنے فرزند اکبر ابراہیم سے

وصیت فرمائی کہ تابوت ہمارا رودنیل میں رکھ دینا۔ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا جب تک غیب سے ندانہ آوے دفن نہ کرنا۔ اور وہاب بن مُنبہ سے روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات ہوئی تو افرائیم نے آواز غیب سُنی کہ یوسف کو بعد تجہیز و تکفین نہر قیوم پر لیجا چنانچہ افرائیم نے ویسا ہی کیا جب تابوت نہر پر پہنچا تو پانی کے دو حصے ہو گئے اور ایک قبر مطیب تیار ہوئی اُس میں تابوت رکھ دیا گیا اور پانی بدستور جاری ہو گیا۔ اور اخبار الدول میں ہے کہ جب وفات یوسف علیہ السلام کی ایک سو دس برس کی عمر میں ہوئی تو اہل مصر نے اختلاف کیا بعض بیسویں نے کہا کہ ہمارے محلہ میں مزار ہو اور بعض نے کہا ہمارے محلہ میں ہو اس رد و بدل میں قریب تھا کہ توبت قتال پہنچے آخر کار ازروے صلح یہ امر قرار پایا کہ دریا سے نیل میں دفن ہوں تاکہ اُس پانی سے تمام مصر کو برکت ملے چنانچہ ایک تابوت عمدہ سنگ مرمر کا بنا کر اُس میں جسدِ مطہر رکھ کر نیل کے وسط میں جانب مدینۃ الحرمین دفن کر دیا اُس جگہ ایک مسجد بھی ہے۔

ایک روایت میں یون ہے کہ قبل وفات حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ ایک قافلہ جنگل میں آیا ہے اور اُس میں آپ کے مان باپ میں میدان میں گشت کر رہے ہیں اور پکارتے ہیں کہ یوسف جلد آ ہم تجھے تلاش کرتے ہیں اُسی وقت آپ چونک پڑے اور دعا کی لَوْ فَنِي مُسْلِمًا پس فوراً حضرت عزرائیل آپہونچے آپ نے اُن کو دیکھ کر بسم فرمایا اور کہا عَجَلٌ عَجَلٌ فَاَلَيْ مُسْتَكِنٌ اِلٰی سَابِلٍ۔ اور بھائیوں کو بلایا اور اُن سے عذر کیا اور یہود کو خلیفہ کیا اور فرمایا کہ میرا تابوت یہاں نہ رکھنا شام میں پہنچا دینا اور جب تم کو یہاں سے نکلنا پڑے تو تابوت کو ساتھ لیجانا پھر زلیخا کو طلب کیا حضرت جبریل نے کہا اس وقت معاف کیجئے ایسا نہ ہو کہ آپ کا دل اُس طرف متوجہ ہو جائے تب آپ نے پوچھا کہ وہ کیا کرتی ہے اور کہاں ہے کہا وہ

محراب عبادت میں ہے اور روتی ہے اور کہتی ہے کہ الہی میری جان یوسف کی جان سے
 ملا دے کہ مجھ کو تاب مفارقت نہیں ہے آپ نے جبریل سے کہا کہ اگر وہ نہ دیکھے گی تو حشر
 میں رہیگی حضرت جبریل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ شانہ اُسے صبر جمیل عطا فرمایا گا بعد اس
 گفتگو کے حضرت جبریل نے آپ کو سیب جنت دیا آپ نے اُسے سوکھا اور ایک ایسی
 اچھی نیند آئی کہ چشمان مبارک بند ہو گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ سَاجِدُونَ
 جب بھائیوں کے رونے کا شور زلیخا کے کانون تک پہنچا تو وہ بیہوش ہو گئیں اور تین
 روز بیہوش رہیں اور چند روز تک گریہ وزاری میں مشغول رہیں اور پھر انتقال کر گئیں۔
 حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ حضرت یوسفؑ سترہ برس
 کے تھے جب چاہ میں ڈالے گئے اور اسی برس حبس و حکومت میں رہے اور پھر زیارت
 پدر بزرگوار تیس برس اور زندہ رہے اس حساب سے عمر شریف آپ کی ایک سو ستائیس
 برس کی ہوئی

آپ کے معجزات اکثر تو تعییر خواب تھے اور یہ دو روایتیں اُس کے علاوہ بھی ہیں
 روایت جب قابوس ابن مصعب بادشاہ کو اور بروایت کسی اور سردار کو آپ نے
 دعوت ایمان فرمائی تو اُس نے کہا کہ اگر یہ خشک درخت سبز ہو جائے تو ایمان لاؤں
 آپ نے دعا فرمائی اور وہ درخت سبز ہو گیا اور اُس کے پتے رنگارنگ کے ہو گئے۔
 روایت ایک لڑکا کسی امیر کا کورما در زاد تھا اُس کے باپ کو آپ نے دعوت ایمان فرمائی
 اُس نے کہا اگر یہ لڑکا مینا ہو جائے تو ایمان لاؤں آپ نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نشانہ
 اُسے دینا کر دیا۔

آپ کا پیشہ لکھن میں تو تجارت تھا آپ اپنا مال اکثر امینوں کو دیدیا کرتے تھے اور
 نفس میں شریک ہو جایا کرتے تھے اور جب وزیر ہوتے تو سوائے اداسے مراسم وزارت
 کسی اور حرفے میں شریک اور مشغول نہ ہوتے تھے۔

اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ بعد وفات حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں دین نوائین کا فساد برپا ہوا سحر و کھانت نے رواج پکڑا اور اسباط یعقوب علیہ السلام پر سلاطین مفسدین ظاہر ہوئے تو اللہ جل شانہ نے موسیٰ ابن منشا ابن یوسف کو پیغمبر کیا یہ معاملہ دو سو برس پیشتر حضرت موسیٰ ابن عمران کی بعثت سے ہوا اور اہل کتاب نے گمان کیا ہے کہ موسیٰ ابن منشا ہی صاحب خضر تھے مگر عامہ علماء فرماتے ہیں کہ موسیٰ ابن عمران تھے۔ اہل تاریخ فرماتے ہیں کہ کل ذریات حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک کروڑ ایک لاکھ تھی واللہ اعلم بالصواب

قصہ حضرت شعیب علیہ السلام ابن صیعون بن عثقا بن نابت بن مدین بن ابراہیم

بعض کہتے ہیں کہ اُن کا نام شعیب بن میکیل ہے جو اولاد مدین میں سے تھا اور کچھ لوگ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شعیب ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مدین سے نہ تھے بلکہ وہ کسی ایسے شخص کی اولاد مدین سے تھے جو ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لایا تھا اور اُن کے ساتھ شام کو ہجرت کر گیا تھا۔ لیکن وہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی کے بیٹے تھے۔ اور حضرت شعیب ضریرۃ البصر تھے۔ اور جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شعیب کا ذکر کرتے تو فرمایا کرتے تھے کہ شعیب اپنی قوم کو ایسا اچھا جواب دیتے تھے کہ انھیں خطیب الانبیاء کہنا چاہئے۔

حضرت شعیب کی قوم کی نافرمانی اور اُن پر یوم الظلہ کا عذاب

اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت شعیب کو اہل مدین کی طرف نبی کر کے بھیجا تھا یہی لوگ

اصحاب الایکہ کہلاتے ہیں۔ ایک لگنے درختوں کو کہتے ہیں ان کے باغات اکثر ایسے ہی تھے یہ لوگ اللہ تعالیٰ شانہ کے ساتھ کفر کرتے تھے اور مخلوق کو ناپ اور وزن میں دھوکے سے کم دیتے اور تمام ملک میں فساد پھیلا رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے باوجود اس کفر و طغیان کے اُن کو وسیع الرزق اور فارغ البال کر رکھا تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اُن سے کہا کہ بھائیو خدا ہی کی عبادت کرو اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو۔ میں تم کو فارغ البال اور خوش حال دیکھتا ہوں۔ اگر تم ایسا کرو گے تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ایک نہ ایک دن تم پر ایسا عذاب نہ آپڑے کہ تم سب کو گھیر لے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی نصیحتوں نے کچھ اثر نہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ شانہ کے عذاب کا انہیں کچھ خوف نہ ہوا۔ بلکہ وہ اپنی ضلالت اور غویت ہی میں بڑھتے گئے۔ اب اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کا ہاک کرنا چاہا تو اُن پر یَوْمُ الظِّلَّةِ کا عذاب بھیجا جیسا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنی کتاب کریم قرآن مجید میں ارشاد فرمایا فَآخَذَ هُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظِّلَّةِ كَانَتْ عَذَابُ يَوْمِ عَذَابٍ۔ پھر اُن کو واقعہ سائبان کے عذاب نے آلیا۔ بادل سائبان کی طرح آیا اور اُس میں سے بجلی گرمی اور وہ جل کر خاک سیاہ ہو گئے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ واقعہ بھی بڑے ہی سخت دن کا عذاب تھا۔ اس قول کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن پر نہایت شدت کی گرمی اور حرارت بھیجی تھی جس سے وہ بیتاب ہو گئے تھے اور گھروں سے نکل کر جنگل کی طرف بھاگے تھے۔ وہاں اُن پر اللہ تعالیٰ شانہ نے ایک بدلی بھیجی جس نے دھوپ میں اُن پر سایہ کر لیا اور وہاں اُن کو ٹھنڈک اور آرام معلوم ہونے لگا جس سے ایک نے دوسرے کو پکارا۔ اور وہ اُس کے نیچے وہاں جمع ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن پر آگ بھیجی۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہی واقعہ سائبان کے عذاب کا تھا۔

حضرت شعیب علیہ السلام دو قوموں کی طرف بھیجے گئے تھے

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو دو امتوں کی طرف بھیجا تھا جو اہل مدین اور اصحاب الایکہ یعنی بنو دالے کے لقب سے مشہور تھے اور یہ بنو گنجان درختوں کا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ شانہ نے چاہا کہ انھیں غذا کرے تو ان پر سخت گرمی کر دی۔ اور بادل کی صورت میں ان پر عذاب بھیجا جب وہ ابر قریب آیا تو اس کے نیچے ٹھنڈک کی امید پر وہ نکل کر وہاں گئے اور جب اس کے نیچے پہنچ گئے۔ تو ان پر وہاں آگ برسنے لگی۔ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قول **فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظِّلَّةِ** کے یہی معنی ہیں۔ رہے اہل مدین وہ مدین بن ابراہیم الخلیل کی اولاد میں ہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے رجفہ یعنی زلزلہ کا عذاب بھیجا تھا۔ جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔ بعض علما کہتے ہیں کہ حضرت شعیب کی قوم نے حدود اور تغزیر کو معطل کر رکھا تھا اس پر اللہ نے ان کے رزق میں کشادگی دی۔ پھر بھی انھوں نے حدود کو معطل ہی رکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رزق اور کشادہ کیا اسی طرح وہ جس قدر حدود کو معطل کرتے رہے۔ خدا ان کے رزق میں فراخی کرتا رہا۔ آخر کار اس نے ان کی ہلاکی کا ارادہ فرمایا اور ان پر ایسی سخت شدت کی گرمی کر دی کہ اس کی برداشت ان کی طاقت سے باہر ہو گئی۔ اور ان کو کہیں سایہ اور پانی میں چین نہیں پڑتا تھا۔ اسی میں ان میں سے ایک شخص کہیں نکل کر گیا اور سایہ بان کے نیچے جا کر سایہ میں ٹھیرا اور وہاں کچھ ٹھنڈک اُسے حاصل ہوئی۔ اس لئے اس نے اپنے لوگوں کو بکارا کہ ادھر ٹھنڈک میں آؤ۔ یہ سن کر وہ جلدی جلدی اُدھر کو گئے۔ اور وہاں جا کر جمع ہوئے تو اللہ تعالیٰ شانہ نے ان پر آگ برساتی یہی سائبان کے عذاب کا واقعہ ہے۔ اور مجاہد کہتے ہیں عذاب **يَوْمِ الظِّلَّةِ** کا یہ تھا کہ عذاب نے شعیب کی قوم پر سایہ کر لیا تھا۔

محقق علام مولوی ابو المحسن کا کوروی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تفریح الارکان میں فرماتے ہیں روایت بعض کہتے ہیں کہ اول عذاب اہل مدین پر آیا پھر اصحاب ایک پر اور یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام اصحاب الرس پر بھی مبعوث ہوئے تھے تو یہ روایت کسوتِ صحت سے عاری ہے بلکہ کتب سیر و تقاسیر معتبرہ کے ملاحظہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس قوم پر حنظلہ ابن صفوان مبعوث ہوئے تھے۔ اور رس نام کنوے کا ہے جو بقیۃ آل ثمود کا بتوایا ہوا تھا اُسی کو یہ مغلطہ کہتے ہیں۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ اصحاب الرس ایک قوم تھی جو صنوبر کی پستش کرتی تھی اُن کے پیغمبر نے بددعا کی وہ خشک ہو گیا تو اُن کافروں نے اپنے پیغمبر کو قتل کیا اور کنوئیں میں ڈالا اُن پر ابرسیاہ آیا اور جلا گیا اور وہ پیغمبر اولاد یہود ابن یعقوب علیہ السلام تھے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اصحاب رس ایک قوم آذربائیجان میں تھی اُن کے ہاں ایک کنواں تھا سو اُنہوں نے اپنے نبی کو قتل کیا تو وہ کنواں خشک ہو گیا اور درخت اور کھیت وغیرہ بھی خشک ہو گئے تو وہ قوم گرسنگی اور تشنگی سے مر گئے۔

اور عکرمہ کے نزدیک رس ایک کنواں تھا زمین سے ملا ہوا اُس میں اپنے نبی کو ڈال دیا۔ اور سعید ابن جبیر نے کہا ہے کہ نبی اس قوم کے حنظلہ ابن صفوان تھے اور اُن کے شہر میں عنقا طائر تھا ایک لڑکے کو اٹھالے گیا اُن کی قوم نے شکایت کی اپنے پیغمبر سے آپ نے بددعا کی اور وہ عنقا ہلاک ہوا اور اُس کی نسل معدوم ہو گئی اور قوم نے پیغمبر کو ہلاک کیا انقضیٰ حضرت شعیب علیہ السلام کی مدت دعوت است سٹاؤن یا اٹھاؤن برس تھی۔ اور حضرت موسیٰ سے اور آپ سے ملاقات قوم کی ہلاکت کے بعد ہوئی ہے اور اس کے بعد سات برس اور چار مہینے اور زندہ رہے کل عمر شریف آپ کی دو سو پچیس برس کی ہوئی اور صاحب اخبار الدول کے نزدیک عمر آپ کی ایک سو چالیس برس کی تھی

اور بعض دو سو برس بتاتے ہیں۔ اور مزار شریف آپ کا مابین شام اور طایف کے ہے یا میان صفاء و مروہ واقع ہے۔ اور اصح یہ ہے کہ حرم شریف مین وسط رکن اور مقام مین مدفون ہیں کیونکہ بعد مفارقت حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام مکے مین تشریف لائے اور اسی جگہ وفات پائی اور ذکر حضرت شعیب کا اور ان کی قوم کا سورہ اعراف۔ اور ہود۔ اور شعرا۔ اور عنکبوت۔ اور صافات مین ہے۔

قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

نسب آپ کا چار واسطون مین حضرت یعقوب علیہ السلام تک پہنچتا ہے یعنی موسیٰ ابن عمران ابن نصیر ابن یافث ابن لاوی ابن یعقوب علیہ السلام اور نام آپ کی والدہ کے ذکر کا نو خائیل اول نون پھر واو پھر خاں مجرہ اور بعض یو خاں ذیاء شناعہ تختانیہ قبل واو و آخر ذال مجرہ بیان کرتے ہیں اور تراجم تورات مین یو خاں ذیاء بالجملہ والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی اولاد لاوی ابن یعقوب علیہ السلام سے تھیں۔ اور تفسیر معالم التنزیل مین علامہ بغوی نے یو خاں ذیاء شناعہ تختانیہ بیان کیا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں یو خاں ذیاء بالعین بعد الواو بنت اشموئیل بھی کہتے ہیں۔ انھیں کے بطن سے دو بیٹے کمال برکت والے پیدا ہوئے ایک موسیٰ اور دوسرے ہارون علیہما السلام اور ایک بیٹی کہ مشہور نام ان کا مریم ہے مگر صحیح کلمہ ہے اور ان کے زوج کا نام کلب ابن لوفنا تھا۔ اور بروایت صحیح کلمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑی تھیں۔

ولادت باسعادت حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کی فرعون مصر کے عہد مین ہوئی اور نام اس فرعون کا ولید ابن مصعب ابن ریان تھا۔ اور بعض ولید ابن ریان کہتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ فرعون ولید ابن ریان کا چچا زاد بھائی تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ مصعب ابن ریان کو فرعون موسیٰ کہتے ہیں چار سو بر کی عمر تھی

چہرہ اُس کا چمکتا تھا اسی سبب سے یہود و نصاریٰ اُس کو قابوس کہتے ہیں۔
 فرعون شاہان مصر کا لقب ہے جس طرح اس زمانہ میں شاہان مصر کا لقب خدیو
 ہے یونہی اُس زمانہ میں فرعون تھا۔ اور شاہان روم کا لقب قیصر اور شاہان فارس کا
 لقب کسریٰ اور شاہان ترک و چین کا لقب خاقان اور فرمان روایان یمن کا لقب
 یسج اور ہندوستان کے بادشاہوں کا لقب راجہ۔ اور کچھ لوگ یہ بھی بیان کرتے ہیں
 کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام وہی فرعون یوسف علیہ السلام تھا جب یوسف علیہ السلام نے
 وفات پائی تو وہ مرتد ہو گیا اور تازمان موسیٰ علیہ السلام زندہ رہا لیکن صحیح یہ ہے کہ حوالی
 مصر میں دو گروہ تھے ایک عمالقہ اولاد علیق ابن لاؤد ابن ارم ابن سام ابن نوح
 علیہ السلام اس قوم کے آدمی بڑے قد آور اور زور آور اور درازی عمر میں مشہور تھے
 انہیں کے سردار کو فرعون کہا کرتے تھے۔ اور دوسرا گروہ فراعنہ قبط کا تھا یہ بھی منسوب
 بہ عمالقہ تھا۔ اول سرداران کا سنان بن علوان بن عبید بن عوج بن علیق ہے۔
 اسی نے حضرت سارہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چھین لینا چاہا تھا۔
 دوسرا سردار فرعون ثانی ریان ابن ولید اولاد عمرو ابن علیق سے تھا اُس نے حضرت
 یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کیا اور ایمان بھی لایا۔ تیسرا رئیس قابوس ابن مصعب
 ابن ریان تھا کہ اواخر حیات یوسف علیہ السلام میں تخت مصر پر قائم اور کام فرمایا مگر
 حضرت یوسف علیہ السلام کو عمدہ معینہ پر بحال رکھا۔ اس کے مرنے کے بعد مسمیٰ ولید
 نامی قابوس کا بھائی بادشاہ ہوا۔ یہی مردود فرعون عمدہ موسیٰ علیہ السلام ہے کذا حقیقہ
 مولنا ولی الشرفی تفسیر نظم الجواہر۔

روایت۔ بعض راوی یون بیان کرتے ہیں کہ فرعون بلخی تھا اور وہ بطریق
 سیاحت مصر کی طرف چلا موضع بوشنہ میں نامان مردود سے اور اُس سے ملاقات ہوئی
 وہ بھی ہمراہ ہو لیا اور یہ دونوں سفر کرتے ہوئے مصر میں داخل ہوئے۔ فرعون نوکری کی

تلاش میں تھا۔ سلطان مصر کی خدمت میں حاضر ہوا اور نوکری کی درخواست کی بادشاہ نے پوچھا کہ تو کیا نوکری چاہتا ہے اُس نے کہا کہ مجھ کو مقبروں کی شنگی عنایت ہو حکم ہو گیا اور یہ شنگی کے کام کو انجام دینے لگا۔ یہ گورستان کے دروازے پر بیٹھ گیا اور فی نفس ایک درم مقرر کر دیا اتفاقاً اُس سال وبا کی کثرت ہوئی لہذا اس کو بہت آمدنی ہوئی تھوڑے زمانہ میں یہ نابکار بہت مالدار ہو گیا۔ چلتا ہوا پڑزہ تو تھا ہی وزیروں سے ملکر اور کچھ دے دلا کر تمام شہر کا شہنہ ہو گیا اور بادشاہ مصر اس کی خدمت اور انتظام سے بہت خوش ہوا اور اس نے ایسی نمایاں ترقی کی کہ وزیر کے مرنے کے بعد یہ وزیر اعظم ہو گیا اور تمام فوج پر اپنا پورا اختیار حاصل کر لیا جب بادشاہ مرا تو یہ مستقل سلطان مصر ہو گیا اور ماماں کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ اور تمام اولاد یعقوب علیہ السلام جو مان بسی ہوئی تھی اور بادشاہ سابق نے اُنھیں جاگیریں اور سامانِ عزت عطا فرمایا تھا اُس کے چھیننے میں کوشش کی اور اس قوم کو ذلیل کرنے لگا اور کوئی دقیقہ ظلم کا نہ چھوڑا اور اولاد یعقوب علیہ السلام کو قطیوں کی خدمت کے واسطے مقرر کیا۔ اور یہ ایک طریقہ سلطنت ہے کہ جب نیا بادشاہ کسی قوم یا ملک پر مسلط ہوتا ہے تو اپنی بنیاد سلطنت مضبوط کر نیچے لئے وہ پہلی ترقی ترقی یافتہ قوم کو رفتہ رفتہ دباتا جاتا ہے اور ادنیٰ درجہ کی قوم کو اعلیٰ درجہ کی بناتا جاتا ہے تاکہ یہ قوم اُس کا احسان زیادہ مانے اور بہت مطیع ہو جیسا کہ ہندوستان میں ہوا کہ پہلے مسلمان نہایت اعلیٰ درجہ کی قوم سمجھی جاتی تھی اور تمام اعلیٰ عہدے انہیں کے واسطے تھے اور اب وہی عزت بنگالیوں کو حاصل ہے اور مسلمان کمال پستی کی حالت میں ہیں آخر کو فرعون مردود کے دماغ میں یہ خیال پیچیدہ ہوا کہ مجھ کو خدائی کا دعویٰ کرنا چاہئے ماماں جو اُس کا وزیر تھا اُس نے کہا کہ ابھی یہ دعویٰ چندے ملتوی رکھو جب تک بن ابراہیمی قائم ہے یہ دعویٰ نہ چلیگا۔ جب تک علما سے دین اور واعظوں کی جماعت کمزور نہ ہو جائے اُن کے واسطے یہ قانون بنایا گیا کہ علم دین کی تعلیم روک دی جائے اور امور دین کی طرف

ان کے خیالات پھیر دئے جائیں بچوں کو بھی یہی تعلیم ہو اور وعظ بند کر دیا جائے پس
تیس چالیس برس کے بعد ملک کا اور قوم کا رنگ دوسرا ہو گیا۔ اس حکم کے جاری ہونیکے
وقت جو لوگ جوان تھے وہ چالیس برس میں بوڑھے ہو کر ازکار رفتہ ہو گئے اور جو بچے تعلیم
یافتہ ہو کر نکلے وہ مذہب سے نا آشنا تھے پہلے فرعون نے قبطیوں کو بت پرستی کا حکم دیا
پس برس تک قبطیوں سے بت پرستی کرائی جب وہ بت پرستی کے غور ہو گئے۔ بس
خود پرستی آغاز کرادی اور اپنے سجدہ کا حکم دیا۔ اور ابھی بنی اسرائیل سے کوئی تعرض
نہیں کیا۔ جب قبطیوں کو فرعون پرستی میں بھی چالیس برس گزر چکے تو گویا شتر بچھڑ
برس کا زمانہ گزر گیا مذہبی خیال کے لوگ بنی اسرائیل میں بھی بہت کم باقی رہے۔
اب ان کے واسطے بھی شاہی قانون نافذ ہوا اور ان کو طلب کر کے حکم دیا کہ ہم کو سجدہ
کرو مگر قوم ایک جداگانہ فطرت پر پیدا کی جاتی ہے اور پشت و پشت اس میں وہی اثر
باقی رہتا ہے اس قوم نے جو عہد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خدا پرست ہوتی چلی آئی
تھی اور پھر حضرت یعقوب علیہ السلام کی ترع کے وقت کی نصیحت اور حضرت یوسف علیہ السلام
کی تاکید گویا ان کے خون کے ذریعہ سے رگون میں گردش کر رہی تھی اس نے بنی اسرائیل کو
فرعون کی خدائی کے اقرار پر رضا مند نہ ہونے دیا۔ اس مردود نے صرف اسی جرم پر
بنی اسرائیل کو قتل کرنا شروع کر دیا بہت سردار بنی اسرائیل کے شہید ہو گئے اس وقت
ہامان نے کہا کہ ان کو مہلت دی جائے شاید سمجھ کر قبول کریں لہذا فرعون نے سروسٹ
قتل سے ہاتھ اٹھایا اور یہ حکم دیا کہ زور آور و قوی لوگ پہاڑ سے پتھر لایا کریں اور پانی بھرنا
اور بیگار کریں اور ضعف گاہ بناویں اور ہمدادی اور بخاری و خاکروبی کریں اور جو کوئی معذور
وہ ماہ بہ ماہ جزیرہ داخل کرے چنانچہ ہر شخص روزانہ مزدوری کر کے وقت غروب آفتاب
تاوان داخل کرتا تھا ورنہ ایک ماہ کامل باطوق ورنہ قید رہتا تھا۔ اور عورتوں کے واسطے
یہ قانون بنا کہ سوت کا تین اور پارچہ باقی کریں اور قبطیوں کے محلات میں دایہ گری اور

مامون کا کام کریں اور خیاطی بھی کیا کریں۔ الغرض ایسے ظلم ان پر کئے کہ جس کے سے
 دل ہل جاتا ہے اور یہ لوگ اپنی زندگی سے عاجز آگئے مگر دین ابراہیمی و یوسفی سے
 منہ نہ پھیرا۔ اور فرعون کے دلائل باطلہ کو بوجہ قویہ باطل کیا کئے۔ بالجمہ جب ظلم فرعون
 کا حد سے گذرا تو لطف خداوندی متوجہ حال مظلومان ہوا۔ اور ارادہ قدیمہ ازلیہ آفرینش
 حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متعلق ہوا۔ اور مقدمات ظہور انوار نبوت ظاہر ہونے لگے۔
 از انجملہ ایک دن فرعون نے خواب دیکھا کہ ایک آگ بیت المقدس سے آئی اور قلعہ
 شاہی پر گری اور اُسی آگ نے حوالی مصر اور تمام مملکت قبط کو جلا دیا مگر بنی اسرائیل
 کے محلے بالکل محفوظ رہے۔ اور پھر یہ خواب فرعون نے دیکھا کہ ایک اژدہا بنی اسرائیل
 کے محلہ سے نکل کر دوڑا کہ خوف سے فرعون تخت پر سے نیچے گر پڑا۔ فرعون نے بنجیون
 کو اور معبڑوں کو جمع کیا اور تعبیر لو چھی بنجیون نے کہا کہ ستاروں کی گردش سے ایسا
 معلوم ہوتا ہے کہ نہایت جلد اولاد یعقوب علیہ السلام سے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ تیری
 بادشاہی کے زوال کا سبب ہوگا اور اس بات کو تین برس کی مدت باقی ہے۔ فرعون
 نے بعد چند روز کے ایک آواز سنی کہ بنی اسرائیل پر ظلم نکر قریب تر ایک لڑکا بنی اسرائیل
 میں پیدا ہوتا ہے کہ تو اور تیرے لوگ اُس کے ہاتھ سے ہلاک ہونگے تو فرعون نے
 کو تو ال کی معرفت یہ انتظام کیا کہ بنی اسرائیل کے ہزار محلے قائم کئے اور ان میں ان کو
 بسا دیا اور ان کے ساتھ ہزار دایان کین کہ گھروں میں جایا کریں جب کہین بیٹا پیدا ہو
 قتل کریں دو برس یا پانچ برس میں بنی اسرائیل کے بارہ ہزار لڑکے قتل کئے اور نوے
 ہزار حمل ذی عزت عورتوں نے بے حرمتی کے خوف سے گرا دئے مولوی معنوی قدس
 سرہ شنوی میں فرماتے ہیں ۵

صدر ہزاران طفل سر بریدہ شد	تا کلیم اللہ صاحب دیدہ شد
اسی حالت میں بنی اسرائیل پر و بابتے بھی دست غارت دراز کیا اور ہزاروں جانیں	

ضائع ہوئیں یہ مصیبت بالائے مصیبت ایسی دردناک طریقہ سے آئی کہ دشمنوں کے دل بھی اُس سے متاثر ہوئے قبطیوں کے سرداروں نے فرعون سے عرض کیا کہ بنی اسرائیل کے بوڑھوں اور جوانوں پر وبا ہے اور جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ دایوں کے ماتھے سے قتل کر دیا جاتا ہے اگر یہی حال ہے تو نسل بنی اسرائیل منقطع ہو جائیگی پھر ہمیں خدا اور مزدور کمان ملیں گے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

نور چشم محمد محسن مد اللہ عمرہ زمانہ کے تغیرات پر نظر کرو اور قوم کے کمال و زوال کا ملاحظہ کرو۔ یہ وہی برگزیدہ قوم ہے کہ جس کے اجداد حضرات ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق اور یعقوب اور یوسف علیہم السلام تھے اللہ تعالیٰ شانہ نے اس قوم کو اعلیٰ درجہ کی ترقی عطا فرمائی تھی جب تک یہ قوم اپنے اجداد کے قدم بقدم چلتی رہی ہر طرح کی ترقی کرتی رہی جب اس نے اپنی حالت کو خراب کر دیا ایسی پستی میں جا پڑی کہ قبطیوں کو ان کے قتل پر اس وجہ سے افسوس ہوا کہ اگر یہ قوم دنیا سے معدوم ہو گئی تو ہمیں خدا کا اور مزدور کمان سے ملیں گے تو یہ سمجھنا چاہئے کہ اُس وقت تمام دنیا میں یہ بدترین پیشے انہیں کے واسطے خاص ہو گئے ہزار افسوس کہ ہم مسلمانوں نے بھی اپنی حالتیں ایسی ہی بگاڑ دیں ہیں جیسی بنی اسرائیل نے۔ زمانہ غدر ۱۸۵۷ء سے پہلے اس ہندوستان میں جو ہم مسلمانوں کا مقصود ملک ہے سوائے مسلمانوں کے کوئی دوسری قوم کا آدمی اعلیٰ درجہ کے عہدوں پر نظر نہ آتا تھا۔ اور آج اُس کا عکس ہے یعنی سوائے بنگالی اور ملک کے ہندوؤں کے کوئی مسلمان نظر نہیں آتا۔ اور انگریزوں کی خدمت گاریوں پر یہی مسلمان مقرر ہیں جب سے ہم نے اپنے مذہبی خیالات سے کنارہ کشی کی اپنے تمام سرمایہ عزت کو خاک میں ملا دیا اُس خاندان کے بچے جن کے اجداد علما سے کرام سے تھے افسوس ہے کہ وہ اول درجہ کے شراب خوار اور آزاد مزاج ہیں اور جب سے مرنے والے سید احمد رضا پنچری نے مذہب اسلام میں آزادی کو ترکیب دیا اور قوم کو یہ دھوکا دیا کہ ہم قوم کے

بھی خواہ ہیں سیکڑن سلمان اس فریب میں آگئے اور رفتہ رفتہ شراب خوار ہو گئے جب یہ
 نیچری صاحب لندن گئے اور پھر واپس آئے تو ان کے مطیع مرد اور خوار اور خنجر پر خوار ہو گئے
 ہر طرح کے انگریزی باورچی خانہ کے مردہ جانور کھانے لگے اور حجت یہ قائم کی کہ جس طرح
 ان کا باورچی جانور کو مار ڈالے وہی ان کا ذبیحہ ہے مگر سور کے واسطے ابھی تک کوئی
 من گھڑت تاویل اس قوم کو مانع نہیں آئی اور میرے خیال میں ان کو تاویل کرنے کی
 ضرورت ہی کیا ہے نہ خدا کا خوف نہ رسول کا ڈر نہ بادشاہ وقت کا کھٹکا آزادی میں
 کیون فرق آئے اس قوم کا کوئی مذہب نہیں ہے یہ وہی قوم ہے جسے عربی میں
 دہریہ کہتے ہیں ان کے عقائد یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ شانہ کا وجود ثابت نہیں۔ دنیا قدیم
 ہے اور ہمیشہ رہیگی یہ عالم جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے آپ سے آپ بن گیا ہے
 کوئی اس کا بنانے والا نہیں ہے جو مل جائے وہ کھا لو سب حلال ہے۔ عورات
 میں بھی کوئی ہو۔ مان یا بہن حلال و حرام کی تفریق نہیں لاکھول ولا قوۃ الا
 یا اللہ العلیٰ العظیم اس قوم کے لوگوں سے ہرگز ملنا درست نہیں ہے بری صحبت کا
 اثر بہت جلد ہوتا ہے اور اچھی صحبت کا اثر دیر میں ہوتا ہے ایک تو نفس سرکش نعل میں
 موجود دوسرے آزاد یا اس کے مددگار پھر دو دشمنوں میں ایک ضعیف آدمی کیونکر
 سلامت رہ سکتا ہے۔ میرے استاد مولانا وحید الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ ۵

پاس سے ملتا نہیں نفس شقی دم بھرو حید	اک بلا ہے صحبت نا جنس انسان کے لئے
--------------------------------------	------------------------------------

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۵

باشیر مردیت سگ ابلیس صید کرد	اسے بوالہوس بمیر کہ از گریہ کتری
------------------------------	----------------------------------

فقیر مولف ۵

نفس پر جو ہو گیا غالب وہ ہے اکیر جری	جس نے اس کفر کو مارا اس کا غازی نام ہے
--------------------------------------	--

الغرض حسب درخواست امراے قبط فرعون مردود نے حکم دیا کہ ایک سال کے بعد
--

دوسرے سال بچے قتل کئے جائیں اس سال محفوظ میں حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے یہ کبھت عارضۂ طاعون اگر فرعون کے زمانہ میں پیدا ہوتا تو اس کا مطلب بھی نکل آتا اور قتل کی بدنامی سے بھی بچ جاتا۔ پھر جب دوسرا سال قتل کا شروع ہوا تو بنو میمون نے فرعون مردود سے کہا کہ اس سال میں آج وہ لڑکا پیدا ہوگا جس کو تو نے خواب میں دیکھا ہے فرعون سخت مضطرب ہوا اور تقدیر سے مقابلہ کرنے کے لئے یہ تدبیر نکالی کہ آج کوئی مرد عورت سے نہ ملنے پائے اور یہ منادی کی گئی کہ آج بادشاہ تمام بنی اسرائیل کے قصور معاف کرے گا بنی اسرائیل کے سب مرد شہر سے موضع اسکندریہ میں حاضر ہوں اور اپنی عورتوں کو گھروں پر چھوڑیں چونکہ بنی اسرائیل نہایت ستم رسیدہ تھے اس بد معاشی کے حکم کو سچا حکم سمجھ کر غریب اُس مقام پر پہنچے جو بتایا گیا تھا اور اُسی مقام کو سکندر نے آباد کیا تھا اور اپنے نام پر اُس کا اسکندریہ نام رکھا اور فرعون بھی اسیہ بنت مزاحم کو لیکر گیا اور خیال یہ کیا کہ شاید وہ لڑکا میرے ہی گھر میں پیدا ہوگا اللہ جو پروردگار عالم ہے وہ اپنے دشمنوں کی بھی امیدیں برلاتا ہے چونکہ تقدیر الہی یونہی واقع ہوئی تھی کہ وہ سچے قوم بنی اسرائیل میں پیدا ہو تو پیدا تو اُسی قوم میں ہوا مگر فرعون کی بھی خواہش پوری کر دی کہ اُس کے گھر میں پرورش پائی۔

اے کریمے کہ از خزائن غیب	گبر و ترسا و ظیفہ خور داری
دوستان را کج کنی محروم	تو کہ با دشمنان نظر داری

محسن مد عمرہ دیکھو ہرگز ہرگز کبھی کسی آدمی پر بھروسہ نہ کرنا جب بھروسہ کرنا اپنے اللہ پر کرنا وہ کبھی تم کو محروم نہ کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

الغرض یہ سعادت اللہ تعالیٰ شانہ نے ازل سے عمران کی قسمت میں رکھی تھی اُس کا سامان یون ہوا کہ فرعون نے حضرت موسیٰ کے والد عمران کو اپنی ڈیوڑھی پر مقرر کیا اور خود محل میں سورا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ آسیہ بنت فرعون

کی رشتہ دار تھیں اور ان کی خواص تھیں وہ اور عورتوں کے ساتھ شب کو اس مجمع کی سیر کرنے کو نکھین اور اپنے شوہر کے کمرہ میں آمین اللہ تعالیٰ شانہ نے موسیٰ علیہ السلام کو بطن مادر میں اسی شب کو پہنچا دیا اب بنجومیون نے جو ہر ساعت پر نظر کر رہے تھے شور مچانا شروع کیا فرعون آواز سنکر باہر نکل آیا پہلے عمران سے سبب پوچھا اُس نے کہا کہ شاید بنی اسرائیل آپ کی عنایت شانہ کی شکر گزاری کر رہے ہیں اور دعائیں دے رہے ہیں اگرچہ فی الجملہ مطمئن تو ہوا مگر تمام شب بہنیں سویا۔ صبح کو بنجومیون نے دربار میں حاضر ہو کر بیان کیا کہ آج شب کو وہ فرزند خجستہ اختر صلب پدر سے رحم مادر میں جلوہ افروز ہوا فرعون نے کو تو ال شہر پر تاکید کی کہ جب کوئی بیٹا بنی اسرائیل میں پیدا ہو تو بغیر میری اطلاع کے قتل کر ڈال کو تو ال شہر بھرنے لگا اور جس کے گھر میں احتمال حمل تھا وہاں دایان مقرر کر دیں اور والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اگرچہ حاملہ تھیں مگر اُن کے حل کو ایسی بالیدگی نہ تھی جیسے زنانہ باردار کو ہوا کرتی ہے لیکن فرعون کی دایان ان کی جانب سے بھی غافل نہ تھیں بلکہ ایک دالی اُن کے پاس رہا کرتی تھی جب نو مہینے گزرے تو دروزہ شروع ہوا وہ دالی آپہنچی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کی محبت اُس دالی کے دل میں ڈال دی اور وہ حضرت کو دیکھتے ہی عاشق ہو گئی اور کہنے لگی کہ مجھے اس لڑکے سے بہت محبت ہو گئی ہے میرا ہاتھ اسپر نہیں اٹھتا لیکن یہ خبر جب فرعون تک پہنچ گئی تو میں ماری جاؤ گئی کوئی تدبیر ایسی ہو کہ یہ لڑکا اور میں فرعون کے ظلم سے محفوظ رہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے تھوڑا گوشت اور خون ہانڈی میں بھر کر دالی کو دیا۔ دالی نے اُس کا منہ بند کر کے پیادوں سے کہا کہ اس گھر میں ایک لڑا پیدا ہوا تھا میں نے اُسے حسب حکم فرعون قتل کر ڈالا اب جنگل میں پھینکنے جاتی ہوں پیادوں کو جو دایوں پر اعتماد تھا اُن لوگوں نے اُس کی بات سچ جانی اور پھر اس گھر کی تفتیش نہ کی اور واپس گئے صبح کو بنجومیون نے

فرعون کو اطلاع کی کہ وہ لڑکا بنی اسرائیل میں پیدا ہو گیا۔ فرعون نے کو تو ال کو طلب کر کے بہت خفگی کی اور کہا کہ دیکھو وہ لڑکا آج پیدا ہو گیا اُس کا سر غ لگاؤ کو تو ال نے پیادوں پر تشہ د کیا اور خود تلاش میں مصروف ہوا بعد چند روز کے پیادوں نے کو تو ال سے عرض کی کہ ہم نے تمام گھر تلاش کئے کہیں پتہ نہیں چلتا صرف ایک گھر والی کے اعتماد پر چھوڑا ہے اگر شاید ہو تو پھر دیکھ آئیں کو تو ال نے کہا کہ جاؤ اور جلد جاؤ اور بے تامل گھر میں گھس جاؤ اگر کوئی لڑکا چھپا ہو گا تو ظاہر ہو جائیگا چنانچہ کئی پیادے بلاتامل عمران کے گھر میں گھس پڑے اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی خواہر مکرمہ ساقۃ کلثم یا مریم کی گود میں تھے انھوں نے پیادوں کو دیکھ کر یہ اندیشہ کیا کہ اگر یہ لڑکا ظاہر ہوا تو گھر کے سب لوگ مارے جائیں گے اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کپڑے میں لپیٹ کر دھپتے ہوئے تنور میں ڈال دیا اور پیادوں نے تمام گھر عمران کا ڈھونڈھا مگر کہیں پتا نہیں لگا اور حضرت موسیٰ کی والدہ میں کسی طرح کے آثار ولادت کے نہ پائے گئے اور تنور میں اس واسطے نہ دیکھا کہ وہ مقام محل قیام ذی روح نہ تھا پیادے واپس گئے۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مادر مشفقہ نے اپنی دختر سے پوچھا کہ بچہ کیا ہوا انہوں نے کہا کہ میں نے تنور میں ڈال دیا تھا تنور کو آکر دیکھا تو تنور آگ سے دھس رہا ہے اور بچہ ایک گوشہ میں پڑا ہے اور زندہ ہے مان کی محبت تو مشہور ہے گھر آکر ماتھ ڈال دیا وہ آگ ایسی سرد تھی کہ کچھ گزند ماتھ کو نہ پہنچا اور بچہ تنور سے نکل آیا اور اُس کے جسم پر آگ کا کہیں اثر نہ پہنچا تھا۔ اب عمر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چالیس دن کی ہوئی مگر اس عرصہ میں بھی روئے نہیں کہ کوئی محلہ کا آدمی اُن کی ولادت سے آگاہ ہوتا مگر حضرت موسیٰ کی والدہ ماجدہ کو یہ تردد ہوا کہ مبادا کبھی وہ رواٹھیں اور فرعون کے پیادے جو خانہ بجائے تلاشی لیتے پھر تہین آواز اُن کی سن لیں تو ایک بچے کے لئے تمام گھر کا گھر قتل کر دیا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ

اس بچے کو ایک صندوق میں رکھ کر محفوظ طریقہ سے دریا میں بہا دوں غایہ اپنی جان سے بچ جا
اور ہم بھی فرعون کے ظلم سے بچے رہیں چونکہ یہ الہام غیبی تھا گھر والوں نے بھی پسند کیا
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے سالوہم بڑھئی کو سب سے پوشیدہ بلایا
اور کہا کہ مجھ کو ایک صندوقچہ اتنا لٹیا چوڑا درکار ہے اُس کے تحتے ایسے ہوں کہ پانی نہ پہنچے
اُس نے کہا کہ ایسا صندوقچہ کس کام کے لئے مطلوب ہے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے
جھوٹ بولنے کو برا سمجھا اور صاف صاف کہہ دیا سالوہم بڑھئی نے کہا کہ ہم کسی سے
نہ کہینگے اور صندوقچہ بنائے لاتے ہیں۔ جب گھر کی طرف پھرا تو راستہ میں منادی ملا اور
وہ پکارتا تھا کہ جو کوئی اُس لڑکے کا پتا لگا دے جس کی خبر اہل نجوم نے دی ہے تو
بادشاہ اُسے انعام دے گا یہ گھر میں پہنچ چکا تھا اُس نے ارادہ کیا کہ کو تو ال سے ملوں
اور اس بچہ کا حال بیان کروں گھر کے دروازہ سے باہر نکل کر اندھا ہو گیا اور پاؤں
اُس کے زمین میں گھس گئے یہ اپنے ارادہ سے بہت لشیان ہوا اور اپنے خیال سے
باز آیا اور گھر میں داخل ہوا اور اُس صندوقچہ کے بنانے میں مصروف ہوا اور بہت جلد
طیار کر لیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو دیا وہ پانچ بالشت کا بصورت مربع تھا
اور اُس کی پوری اجرت پائی اُس بڑھئی نے اپنا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ
سے بیان کیا اور وہ اجرت پھیر دی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ سے کہا کہ میں
اُس فرزند نیک اختر کے دیکھنے کی تمنا رکھتا ہوں اور میں اُس کا معتقد ہوں چنانچہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اُس کی خواہش کے موافق اُس کو حضرت موسیٰ
کو دکھا دیا پھر آپ کی والدہ نے دن بھر توقف کیا رات کے وقت فرزند نیک اختر کو
نہلا کر اچھے کپڑے پہنائے اور عطر لگایا اور صندوقچہ میں رکھا اور روتی ہوئی مریم اپنی دختر
کے ساتھ رو دینیل پر لے گئیں اور بے تامل اُس صندوقچہ کو دریا میں ڈال دیا اور اپنی
دختر سے کہا کہ تو اس کے پیچھے پیچھے ہو لے دیکھ تو یہ کہہ رہا تھا ہے اگر شہر کی حد سے

گزر جائے تو چلی آیا تو مریم اُس صند و قچہ کے ساتھ بیگانہ وار چلین یکایک وہ صند و قچہ وسط دریاے نیل سے نہر عین الشمس میں پہنچا اور وہاں سے باغ عین الشمس میں داخل ہوا فضا را اُس وقت فرعون سیر باغ کو اہل و عیال کے ساتھ آیا ہوا تھا کسی شخص نے اُس صند و قچہ کو نہر عین الشمس سے نکال کر فرعون کے پاس پہنچایا مریم نے مضطربانہ یہ خبر اپنی ماں سے کہی وہ بیتاب ہو کر قریب تھا کہ رو دین اور بے صبری سے گھر کے باہر نکل بھاگین اُس وقت الامام ہوا کہ اے ضعیفہ غم نہ کر اور میری قدرت کا تماشا دیکھ چنانچہ یہ آیت سورہ قصص میں وارد ہوئی ہے۔

قائدہ اختلاف ہے مدت رضاعت میں بعض علما آٹھ مہینے کہتے ہیں اور بعض چار مہینے اور بعض تین مہینے بیان کرتے ہیں کہ اس عرصہ تک حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر میں چھپے رہے نہ روئے اور نہ حرکت کی اور اپنی ماں کا دودھ پیتے رہے۔

علامہ بغوی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ ان دنوں میں فرعون کی ایک بیٹی تھی دوسرے محل سے اس کو سفید داغ کی بیماری تھی ہر چند دوا ہوئی مگر بیماری نہ گئی ایک روز حکیموں اور نجومیوں نے کہا کہ فلان روز ساعت آفتاب کے نکلنے دریاے نیل میں سے ایک لڑکا تھوڑی عمر کا ملیگا اُس کے منہ کے لعاب سے صحت ہوگی فرعون بوقت معہود صبح آسہ خاتون کنارہ نیل پر ایک مکان پر بیٹھا اور اپنی مرصنہ بیٹی کو بھی لے گیا یکایک آفتاب نکلنے دریاے نیل موجیں مارتا تابوت یکم لایا کہ وہ تابوت درخت قلعہ شاہی سے آگیا فرعون نے خادموں سے کہا کہ اس تابوت کو جلد لاؤ خادموں نے تابوت لیا اور اُسے کھولنا چاہا مگر نہ کھلا پھر توڑنا چاہا مگر نہ ٹوٹا پھر آگ میں ڈالا نہ جلاتا آسہ خاتون نے کہ دل اُن کا نور ایمان سے منور اور شام جان روائح عرفان سے معطر تھا فرمانے لگیں کہ قفل کش اس حقہ سر بستہ کی میں ہوں اور اُس تابوت کو لیا اور اللہ کا نام لیکر کھولا تو اُس میں سے ایک لڑکا حسین و

جیل عنایت ازلیہ سے آراستہ و پیراستہ ظاہر ہوا آسیہ کو اُس کی محبت حد سے زیادہ ہو گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رزق اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے میں رکھا تھا اُسی سے دودھ پیتے اور سیر ہو جاتے جب وہ تابوت سے باہر نکلے تو فرعون کی بیٹی سماء ایلیا نے لعاب دہن اُن کا لیکر اپنے داغون پر لگایا اُسی وقت اللہ تعالیٰ شانہ نے اُسے صحت عطا فرمائی فرعون نے بھی خوش ہو کر اُسے پیار کیا۔ ماماں مردود نے فرعون سے کہا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کی بخویون نے تجھے خبر دی تھی تیرا اقبال اسے بیان لایا اب اس کو قتل کر اُس وقت حضرت آسیہ بنت مزاحم کہ بنات انبیاء میں سے تھیں اور بعض کہتے ہیں کہ آسیہ بنت مزاحم قبیلہ لخم سے تھیں کہ مین مین مشہور ہے اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کی چچا کی بیٹی تھیں اور یتیموں اور مسکینوں پر رحم کرتی تھیں کہنے لگیں کہ یہ لڑکا مجھ کو ایک سال سے زیادہ کا نظر آتا ہے اور تو نے اس سال کے لڑکوں کے قتل کا حکم دیا ہے مجھے یہ لڑکا بخش دے کہ بیٹا بناؤں گی کہ میری اولاد نہیں ہے شاید مجھ کو اور تجھ کو نفع دے۔ مکا قال اللہ تعالیٰ شانہ فی سورة القصص وَ اَوْحٰیۤ اِلٰی اُمِّ مُوسٰی اَنْ اَرْضِعِیْہِ فَاٰذَاخَضَتْ عَلَیْہِ فَاَلْقِیْہِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَحْزَنِیْۤ اِنَّا نَرٰۤا دُّوْلَکَ الْیَمِّ وَ جَاعِلُوْہٖ مِنَ الْمَرْسَلِیْنَ ۝ فَالْتَقَطَتْہٗ اَلْفِرْعَوْنُ لِیَكُوْنَ لَہُمْ عَدُوًّا وَ حَزَنًا طَرَاتِ فِرْعَوْنُ وَ ہَا مِنْ وَ جُنُوْدَہَا کَاَنُوْا خَطِیْبَیْنَ ۝ وَ قَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتْ عَیْنِیْ وَ کَلَّیْ ط لَا تَقْتُلُوْہٗ سَلِّ عَلَیْہِ عَسٰی اَنْ یُّفْقِنَاۤ اَوْ نَخْجَدَ وَ کَدَّ اَوْہَمُّ لَا یَسْمَعُوْنَ ۝ ترجمہ اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کی ماں کو کہ اُس کو دودھ پلا پھر جب بچہ کو ڈر ہو اس کا تو ڈال دے اُس کو پانی میں اور نہ خطرہ کرنے غم کھا ہم پھر پہنچا دیں گے اُس کو تیری طرف اور کرینگے اُس کو رسولوں میں سے۔ پھر اٹھا لیا اُس کو فرعون کے گھر والوں نے کہ ہو اُن کا دشمن اور گرٹھا نیوالا بے شک فرعون اور ماماں اور اُن کے لشکر

چوکنے والے تھے۔ اور بولی فرعون کی عورت آکھون کی ٹھنڈک ہے مجھ کو اور تجھ کو اُس کو
 نہ مار شاید ہمارے کام آوے یا ہم اس کو کر لین بیٹا۔ اور اُن کو خیر نہیں دے۔ وَ أَصْحَابِ
 قُلُوبِهِمْ لَسَوْنُ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّیْهِ قُبُصَرَتْ بِه
 عَنْ جَنْبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلٍ
 فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ۝
 فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَلَنَعْلَمَنَّ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ
 حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ
 آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَكَنَّاكَ لَنَا الْفَضْلَ الْمُحْسِنِينَ ۝ ترجمہ اور وحی کی ہم نے موسیٰ
 کی ماں کی طرف (فائدہ) کہ اولاد لاوی بن یعقوب سے تھیں کہ نام اُن کا نوحا بن
 اور ایک روایت میں یوحنا ہے) کہ دودھ پلا اُس کو اور پرورش کر اور جب ڈرے تو
 اُس پر کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے گا اور پھر اُسے پکڑینگے تو ڈال دے اُس کو دریا میں
 اور دریا سے مراد دریا کے نیل ہے اور ست ڈر کہ وہ ضائع نہ ہوگا اور اُس کے غم میں
 غمگین نہ ہو کہ ہم اُس کو پھر تیرے پاس پھیر لائینگے اور کیا ہے ہم نے اُس کو رسولوں میں سے
فائدہ۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے سمجھ لیا کہ فرعون کے پیادے
 اس بچے کی تلاش میں سرگرم ہیں اور ضرور پتا لگا لینگے تو ایک بڑھئی سے کہہ دے کہ میں نے
 تھا پانچ بالشت کا صندوقچہ بنوایا۔ اور صاحب تفسیر حسینی نے اُس کا نام خربل ابن
 صبور بیان کیا ہے اور یہ فرعون کا ابن عم تھا جب اُس نے اس بچے کا حال دریافت
 کر لیا تو کو تو ال سے اطلاع کرنے چلا زبان اس کی بند ہو گئی پھر گھر پر واپس آیا اور پھر
 قصہ فرعون کا کیا تو اندھا ہو گیا آخر اس کے دل نے سمجھ لیا کہ یہ وہی
 لڑکا ہے اور نادیدہ اسپر ایمان لایا جیسا کہ مفصل اوپر بیان ہو چکا ہے۔

علامہ ابن اثیر جزیری رحمۃ اللہ علیہ (اُن کی کتاب کی عبارت میں بحسنہ اس مقام پر تحریر کرتا ہوں) یوں نسب نامہ کہتے ہیں کہ اُن کا نام موسیٰ ابن عمران بن یصربن قاہٹ بن لاوی بن یعقوب بن اسحق بن ابراہیم ہے اور لاوی حضرت یعقوب کے ۸۹ برس کی عمر میں پیدا ہوا تھا اور قاہٹ لاوی کے ۴۶ برس کی عمر میں پیدا ہوا تھا اور قاہٹ کا بیٹا یصرب تھا۔ اور یصرب کا بیٹا عمران پیدا ہوا ہے تو اُس کی عمر ساٹھ برس کی تھی اور اُس کی کل عمر ۱۴۷ برس کی تھی اور عمران کے ستر برس کی عمر میں حضرت موسیٰ پیدا ہوئی اور عمران کی کل عمر ۱۳۷ برس کی ہوئی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام لو خاند تھا اور موسیٰ کی زوجہ کا نام بی بی صفورا بنت شعیب علیہ السلام تھا اور ان کے زمانہ میں مصر کا فرعون قابوس بن مصعب تھا جو یوسف ثانی کے زمانہ میں تھا۔ اس فرعون کی بی بی کا نام آسیہ بنت مزاحم بن عبید بن الریان بن الولید تھا۔ اور یہ ریتان حضرت یوسف اوّل والا فرعون تھا۔ اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ فرعون کی بی بی بنی اسرائیل میں سے تھی پھر جب حضرت موسیٰ کو اللہ کے ہاتھ ندا آئی تو انھیں معلوم ہوا کہ قابوس مصر کا فرعون مر گیا اور اُس کا بھائی ولید بن مصعب اُس کا جانشین ہوا۔ اس کی بڑی عمر ہوئی تھی اور قابوس سے بھی زیادہ ظالم اور بدکار تھا۔ اس لئے حضرت موسیٰ کو حکم ہوا تھا کہ وہ اور ہارون دونوں ملکہ جائیں۔ کہتے ہیں کہ اس ولید نے آسیہ سے اپنے بھائی کے مرنے کے بعد نکاح کر لیا تھا۔ پھر حضرت موسیٰ فرعون کی طرف اپنے بھائی حضرت ہارون کے ساتھ رسالت پر گئے ان واقعات کے سلسلے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی پیدائش سے اسی برس بعد بنی اسرائیل مصر سے نکلے ہیں پھر وہ ومان سے گذر کر اور دیا کو عبور کر کے فلسطین پہنچے۔ اور ومان سے وہ جس وقت حضرت یوشع بن نون کے ساتھ نکلے ہیں تو چالیس برس گذرے تھے اس طرح پر حضرت موسیٰ کی پیدائش

سے اُن کی وفات تک ایک سو پچیس برس ہوتے ہیں یعنی حضرت موسیٰ کی ایک سو پچیس برس کی عمر ہوئی

حضرت موسیٰ کا فرعون کی ڈاڑھی کھسوٹنا اور اُس کا حضرت موسیٰ کو ذبح کرنے کا حکم دینا اور بی بی آسیہ کی سفارش سے اُس حکم کو منسوخ کرنا

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مین قوت رفتار پیدا ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ جو اُن کی مرضعہ مقرر ہوئی تھیں اُن کو آسیہ کے پاس لائین آسیہ نے حضرت موسیٰ کو اپنے پاس رکھ لیا وہ اُن سے کھیل کرتی تھیں اور اپنا دل بہلایا کرتی تھیں اور کبھی کبھی فرعون کو دیدیا کرتیں وہ بھی آپ کو گود میں لیتا اور اُچھالتا اور کوداتا ایک بار فرعون کی ڈاڑھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آگئی جھٹکا جو پڑا تو سب موتی جو اُس کی ڈاڑھی کے بالوں میں پروئے ہوئے تھے بکھر گئے اور کچھ بال ٹوٹ کر آپ کے دست مبارک میں آگئے مردود فرعون نے کہا کہ یہ وہی بچہ معلوم ہوتا ہے جس کی نسبت اہل نجوم نے حکم لگایا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا حکم دیدیا۔ آسیہ نے نہایت شائستہ لفظوں میں سفارش کی اور کہا کہ بچے کیا جانیں کہ بادشاہ کون ہوتا ہے اور آدمیوں کو بادشاہ کی کیسی عزت کرنی چاہئے اُسے ابھی نیک و بد پر اطلاع نہیں یہ ابھی کسی کو نہیں جانتا دیکھ میں تجھے استحسان کر کے دکھائے دیتی ہوں آسیہ نے آگ منگوائی اور اُس کے پاس اپنا زیور جس میں یا قوت والماس جڑے ہوئے تھے رکھ دیا فوراً جبریل پُہنچے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دست مبارک پکڑ کر آگ میں ڈال دیا آپ نے ایک انگارہ اُٹھا کر اپنے دہن مبارک میں رکھ لیا کہ جس سے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی جل گئی جس کی سفیدی کو اللہ تعالیٰ شانہ نے معجزہ پر بصیانا بنادیا اور سنہ میں

انکارہ لینے سے زبان جل گئی اور زبان میں گرہ پڑ گئی جس سے لکنت پیدا ہو گئی اور وہ لکنت اللہ تعالیٰ شانہ کو پسند ہوئی مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام گفتگو کرنے پر اچھی طرح قادر نہ تھے بہت دیر میں اداسے مطلب ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہوئی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس جانے کا حکم ہوا تو آپ نے پروردگار کے حضور میں التجا کی کہ میں تو بفصاحت گفتگو کرنے پر قادر نہیں ہوں میرا بھائی ہارون علیہ السلام بہت فصیح ہے اسے رسالت میں میرا شریک کر دے چنانچہ حضرت ہارون علیہ السلام اس رسالت میں شریک کر دئے گئے الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا حکم منسوخ ہوا اور یووان فرعون میں پرورش پائے لگے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک بنی اسرائیل اور ایک قبطی کے بیچ بچاؤ میں قبطی کو گھولنا مارنا جس سے وہ مر گیا

اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل میں پہلے اور شباب کی خد کو پہنچے اور فرعون کی سوار یوں پر سوار ہونے لگے اور اُسی کے سے کپڑے پہننے لگے اور تمام ملک میں فرعون کے بیٹے مشہور ہو گئے۔ اور بنی اسرائیل کو اُن سے بہت مدد پہنچنے لگی۔ اور اُن کے خوف سے کوئی قبطی بنی اسرائیل پر ظلم نہ کر سکتا تھا۔ ایک دن کا یہ واقعہ ہے کہ فرعون سوار ہو کر کہیں گیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام اُس وقت گھر میں تھے جب باہر سے آئے تو معلوم ہوا کہ فرعون سوار ہو کر گیا ہے حضرت موسیٰ بھی اُس کے غیبت میں سوار ہو گئے اور فرعون کی طرف چلے مگر جب وہ منف میں پہنچے تو قیلوہ کرنے کا وقت آ گیا یعنی دوپہر ہو گئی۔ یہ منف مصر قدیم ہے جہاں حضرت یوسف صلی اللہ علیہ وسلم رہا کرتے تھے اب وہ صرف گائون ہے موسیٰ علیہ السلام وہاں دوپہر کے وقت پہنچے

دوکاندار دوکانوں کو بند کر کے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔ اور دروازے بند کر لئے تھے وہ وقت دوپہر کا تھا کچھ لوگ گھروں میں پڑے سو رہے تھے وہاں حضرت موسیٰؑ نے دیکھا کہ دو شخص آپس میں لڑ رہے ہیں ایک تو اُن کی قوم بنی اسرائیل میں سے ہے۔ اور دوسرا اُن کے دشمن فرعونین میں کا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اسرائیلی نے فریاد کی۔ اُس کی فریاد سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آیا پھر جب حضرت موسیٰؑ کا غصہ بڑھا تو آپ نے اُس قبیلے کو جو بنی اسرائیل پر غالب آگیا تھا ایک گھونسا مارا اتفاق وقت وہ اُس گھونسنے کے صدمہ سے مر گیا۔ پھر جب حضرت موسیٰؑ نے دیکھا کہ وہ قبیلے مر گیا تو کہا کہ یہ مجھ سے ایک شیطانی حرکت سرزد ہوئی اور بڑا گناہ مجھ سے وقوع میں آیا شیطان آدمی کا بڑا قوی دشمن ہے اسے پروردگار میں نے اپنے نفس پر بڑا ہی ظلم کیا ہے تو میرا قصور معاف کر چنانچہ خداے تعالیٰ شانہ نے اُن کا گناہ بخش دیا اور وہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ مجھے قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کہ جسے تو نے قتل کیا ہے اگر وہ ایک ساعت کے لئے بھی مجھے خالق اور رازق جاتا تو بیشک میں تجھے اُس کے عوض عذاب کا مزا چکھا دیتا حضرت موسیٰؑ نے باری تعالیٰ شانہ کے حضور میں عرض کی کہ پروردگار تعالیٰ شانہ جیسا تو نے مجھ پر احسان کیا ہے میں بھی اسی طرح آئندہ شری آدمیوں کا مددگار نہ ہوں گا۔

اسرائیلی کا غلطی سے حضرت موسیٰؑ کو قبیلے کا قاتل بیان کرنا اور حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کا مصر سے چلا جانا اللہ جل جلالہ و تعالیٰ شانہ جب اپنے جس بندے کے واسطے کوئی سامان کیا چاہتا ہے تو اُس کی ظاہری صورت بہت خوفناک ہوتی ہے خود وہ بندہ جسکے واسطے

یہ سامان کیا جاتا ہے نہیں سمجھتا کہ اس میں کیا حکمت پوشیدہ ہے وہ اُس سامان و اسباب کو دیکھ کر ڈرتا ہے اور اپنے معبود سے پناہ مانگتا ہے اور اپنے گناہ بخشواتا ہے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے واسطے جو سامان سفر کنعان میں طیار ہوا تھا اُس کا ظاہری نظارہ کس قدر خوفناک تھا کہ اُس پر نظر کرنے سے انسانی تحمل بے صبر ہونے کی اجازت مانگتا ہے مگر جب اُس کا نتیجہ ظاہر ہوا تو پچھلی سب کلفتیں شگفتگی سے بدل گئیں وہی زمین ترقی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے قائم کیا گیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلا ہی قدم رکھا ہے اور اس قدر خوف کی حالت پیدا ہوئی ہے کہ الامان الامان پکار رہے ہیں جب انبیا علیہم السلام کو اسرار الہی کے سمجھنے میں ایسی دقتیں واقع ہوتی ہیں تو غریب امت کس قطار میں ہے۔

قصہ مختصر جب صبح ہوئی تو حضرت موسیٰؑ ڈرتے ڈرتے شہر میں گئے کہ دیکھے کیا ہوتا ہے کہ ناگاہ وہی شخص جس نے کل آپ سے مدد مانگی تھی آج پھر پکار رہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو بڑا ہی شہر آدمی ہے ہر کسی سے لڑتا پھرتا ہے۔ پھر جب حضرت موسیٰؑ اُس کی مدد کے لئے متوجہ ہوئے اور اُس کی طرف آگے بڑھے اور چاہا کہ اُس قبطی کو جو حضرت موسیٰؑ اور اُس اسرائیلی کا دشمن تھا پکڑیں وہ اسرائیلی ڈرا اور یہ سمجھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے میرا ہی قصد کیا ہے کیونکہ وہ اُس کو تینہ بڑا بھلا کہ چکے تھے گھبرا کر چلا اٹھا کہ اے موسیٰ جس طرح کل تو نے اُس قبطی کو مار ڈالا ہے کیا مجھے بھی مار ڈالنا چاہتا ہے۔ یہ سنتے ہی موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو چھوڑ دیا اور اُس نے یہ خبر عام کر دی کہ کل جس شخص نے قبطی کو مار ڈالا ہے وہ موسیٰؑ ہے۔ فرعون کو جو یہ خبر ہوئی اُس نے حکم دیا کہ موسیٰ کو پکڑ لائیں۔ ناگاہ ایک شخص نے آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مطلع کیا کہ اکابر شہر اور ارکان سلطنت تمہارے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں تم یہاں سے کہیں چلے جاؤ۔ کہتے ہیں کہ یہ ایک مومن آدمی تھا جو فرعونوں میں سے تھا

اور دین ابراہیمی پر چلتا تھا مگر اپنے مذہب کو چھپا سے ہوئے تھا۔ اور اس کا نام خرقیل تھا۔
یہی شخص ہے جو سب سے پہلے حضرت موسیٰؑ پر ایمان لایا تھا جب حضرت موسیٰؑ نے یہ
بات سنی تو وہاں سے ڈرتے ڈرتے نکلے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ شانہ سے
دعائگی قال رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ کہ پروردگار مجھے ان ظالموں کی
شر سے بچا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے نکل کر مدین میں پہنچنا اور حضرت شعیبؑ کی بیٹیوں کی بکریوں کو پانی پلانا

موسیٰ علیہ السلام نے زینہ ترقی پر دونوں قدم جما دیے اور کھڑے ہیں اور دوسری سیڑھی
پر چڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں جب موسیٰؑ مصر سے باہر آئے تو کوہستانی راستوں
میں سے ہو کر گذرے راستہ میں ایک مرد غیب گھوڑے پر سوار ملا جس کے ہاتھ میں ایک
چھوٹا سا نیزہ تھا جب حضرت موسیٰؑ نے اُسے دیکھا تو اُس سے ڈرے اُس نے کہا
کہ تو مجھ سے خوف نہ کر میرے پیچھے پیچھے چلا آ بھراُس نے آگے بڑھ کر مدین کا راستہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کو بتا دیا اور موسیٰ علیہ السلام اُدھر کو روانہ ہو گئے چونکہ اُن کو راستہ معلوم
نہ تھا وہ دل میں یہ کہتے جاتے تھے عَسَىٰ سَبِيْلِي اَنْ يَّهْدِيْنِي سُبُوْعُ السَّبِيْلِ قَرِيب
ہے کہ میرا پروردگار مجھے سیدھا راستہ بتا دیگا پھر فرشتہ یعنی وہ مرد غیب اُن کے ساتھ
چلتا رہا اور مدین تک پہنچا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے نکلے تھے تو اُن کے
پاس کچھ نہ تھا مجبور درختوں کے پتے کھا کر اپنی زندگی قائم رکھی اور اتنا تھک گئے تھے کہ
قدم نہایت دشواری سے اٹھتے تھے ابھی مدین پہنچے بھی نہ تھے کہ آبلوں نے تلواروں
میں کہیں جگہ نہ چھوڑی جب بہزار دشواری حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کے کنوئین
پر پہنچے جو شہر کے باہر تھا تو وہ پانی پینے کے لئے اُس پر ٹھیرے تو دیکھا کہ کنوئین پر ایک بھیڑ

حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ اور دوسرے حضرت عثمان غنی ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ چنانچہ اُن دونوں لڑکیوں میں سے ایک نے کہا کہ اے میرے باپ اسے نوکر رکھ لے کیونکہ جو بہتر سے بہتر آدمی جسے آپ رکھنا چاہیں گے وہ ہوگا جو قوی اور امانت دار ہو اور اس میں یہ دونوں صفتیں بظاہر موجود ہیں حضرت شعیب نے کہا کہ قوت کا حال تو مجھے معلوم ہوا اُس پتھر کی چٹان اٹھانے سے اور تو نے اسے امانت دار کیسے سمجھا۔ اس پر بی بی صفورا نے اپنا کپڑے کا اٹوا سے اڑنا اور اُن کا صفورا کو حکم کرنا کہ تو میرے پیچھے پیچھے آ بیان کیا۔ یہ سنکر حضرت شعیب نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان اپنی دونوں لڑکیوں میں سے ایک کا تجھ سے اس مہر پر نکاح کر دوں کہ تو میری آٹھ برس نوکری کرے اور اگر تو دس برس پورے کر دے تو تیرا احسان ہے اور مجھ کو تجھ پر زیادہ محنت اور مشقت ڈالنا منظور نہیں ہے تو دیکھ گاتو معلوم ہو جائیگا تجھے کہ میں صاحبین میں سے ہوں۔ حضرت موسیٰ نے کہا۔ کہ اچھا میرے اور تمہارے درمیان میں اقرار صلح ہو چکا۔ یہ مجھے اختیار ہے کہ ان دونوں مدتوں میں سے جو مدت مجھ سے ہو سکے میں پوری کر دوں مجھ پر کسی طرح کا جبر نہیں۔ اور اس قول و قرار پر خدا گواہ ہے۔ پھر حضرت موسیٰ اُن کے پاس دن بھر رہے۔ جب شام ہوئی۔ تو حضرت شعیب نے کھانا منگایا حضرت موسیٰ نے کہا میں نہیں کھاتا۔ پوچھا کیوں۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ ہم ایسے خاندان والے ہیں کہ آخرت کے ذرا سے ثواب کے عوض میں بھی تمام دنیا کو نہیں لیتے۔ حضرت شعیب نے کہا یہ بات نہیں ہے میں تمہیں اُس نیکی کے عوض نہیں کھلاتا ہوں۔ بلکہ یہ میری اور میرے باپ دادا کی ہمیشہ عادت ہے کہ جو کوئی مسافر آئے اُسے کھانا کھلایا کرتے ہیں۔ پھر حضرت موسیٰ نے کھانا کھایا۔ اور حضرت شعیب کو حضرت موسیٰ کی یہ باتیں بہت پسند آئیں اور اپنی ایک بیٹی کا جو انھیں بلانے لگی تھی اور اُس کا نام صفورا تھا اُن سے نکاح کر دیا۔

حضرت موسیٰ کو حضرت شعیب علیہما السلام سے عصا ملنا

اگر زمین بہت بلندی رکھتا ہو تو زمین پر چڑھنے والے کو کسی ٹیکنے والی چیز کی ضرورت ہوتی ہے لہذا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واسطے ارادہ ازلی نے پہلے ہی سے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس عصا بطور امانت رکھوا دیا تھا اب اُس امانت کے ملنے کا زمانہ آگیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی دختر تک اختر سے کہا کہ موسیٰ کے لئے ایک عصا لے آ چنانچہ وہ مکان کے اندر گئیں اور ایک عصا لائیں اور موسیٰ علیہ السلام کو دیدیا۔ جب حضرت شعیب علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ تو وہ عصا ہے جو میرے پاس بطور امانت ہے تو آپ نے صاحبزادی سے فرمایا کہ اسے لیجا اور دوسرا عصا لے آ صاحبزادی نے اُسے مکان میں ڈال دیا اور دوسرا عصا لینے کو جو ہاتھ بڑھایا تو وہی عصا آپ کے ہاتھ میں آگیا وہ لائیں پھر اُن کے پدر بزرگوار نے فرمایا کہ نور دیدہ یہ عصا ایک شخص میرے پاس امانت کے طور پر رکھ گیا ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ:- ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس آیا اور یہ عصا دیکر کہہ گیا کہ یہ امانت ہے پھر وہ پدر بزرگوار کے حکم کے موافق اُس عصا کو لوٹا لے گئیں اور دوسرا عصا لائیں تو وہی عصا تھا آخر موسیٰ علیہ السلام نے اُن کے ہاتھ سے لے لیا کہ اُس سے بکریاں چرائیں۔ جب وہ عصا حضرت موسیٰ نے لے لیا تو حضرت شعیب کو بڑی تشویش ہوئی کہ مبادا اس کا مالک آگیا اور اُس نے مجھ سے مانگا تو میں اُس کے سامنے کیا ہذر پیش کروں گا اُنھوں نے حضرت موسیٰ سے طلب کیا مگر آپ نے نہ دیا دونوں میں بہت رد و بدل ہوئی آخر کو اس بات پر فیصلہ ٹھہرا کہ جو شخص اس وقت ہم سے پہلے لے وہی بیچ ہے جو وہ کہہ دے اُس کا حکم مان لیا جائے

اللہ تعالیٰ شانہ نے ایک فرشتہ کو آدمی کی صورت میں بھیجا کہ وہ ان کا فیصلہ کر دے وہ فرشتہ آیا اور اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ موسیٰ علیہ السلام اُسے زمین پر رکھ دیں۔ پھر موسیٰ اور شعیب اُسے اٹھائیں جو اُسے اٹھالے وہ اُسی کا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُسے زمین پر رکھ دیا پہلے حضرت شعیب علیہ السلام نے اٹھایا اور وہ اُن سے نہ اٹھا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُسے اٹھا لیا لہذا حضرت شعیب نے اُن کو وہ عصا دیدیا اور فرمایا کہ معلوم ہوا کہ امانت تمہارے ہی واسطے تھی۔

فائدہ عصاے موسیٰ میں اختلاف ہے عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس عصا کو آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور بعد اُن کے حضرت جبریل علیہ السلام نے لے لیا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شب کے وقت ملاقات ہوئی تو اُن کو دیا اور بعض کا مذہب یہ ہے کہ بعد حضرت آدم علیہ السلام کے پیغمبروں کے پاس بطور توارث رہا ہے حتیٰ کہ شعیب علیہ السلام کو پہنچا۔ معالم التنزیل میں ہے کہ سدی نے روایت کی کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس ایک فرشتہ بصورت آدمی آیا اور یہ عصا بطور امانت رکھ گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس شتر لکڑیاں تھیں جو پیغمبروں کی تھیں اُن میں یہ عصا بھی تھا عیسیٰ ایک لکڑی جنت کی ہے یہ عصا اُس کا تھا نہایت خوشبودار یہ اوپر سے دو شاخہ تھا دس گز لمبا جس کو حضرت آدم جنت سے لائے تھے۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ یہ عصا اُس پیغمبر کا ہے جو اولاد یعقوب اسرائیل میں سے ہوگا اور خداے تعالیٰ شانہ بے واسطہ ملک اُس سے کلام کرے گا جب حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی موسیٰ علیہ السلام سے کر دی تو صاحبزادی کو بشارت دی کہ تیرا شوہر انبیاء سے اولوالعزم سے ہوگا اور وہ وقت بہت قریب ہے کہ خلعت نبوت اس کو پہنایا جائے۔

شداد ابن اوس سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام اکثر رویا کرتے تھے یہاں تک کہ اُن کی آنکھیں جاتی رہیں اور پھر خداوند تعالیٰ نے اُنھیں بصارت عنایت فرمائی اور پھر روئے اور پھر نابینا ہو گئے اور بار در بار پھر جناب باری تعالیٰ شانہ نے روشنی بخشی اور پھر یہ روئے اور اتنا روئے کہ تیسری بار پھر نابینا ہو گئے اُس وقت جناب باری تعالیٰ شانہ نے حضرت شعیبؑ سے پوچھا کہ اے شعیبؑ تو شوق جنت میں روتا ہے یا خوف دوزخ سے آپ نے عرض کی کہ یارب میں تیرے شوق دیدار میں روتا ہوں حکم ہوا کہ صبر کر تجھ کو رقا نصیب ہوگی جب تو موسیٰ کلیم اللہ کی خدمت کریگا۔ بعد عطا کرنے عصا کے حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وصیت فرمائی کہ مہین کے قریب ایک جنگل ہے وہاں ایک اژدہا ہے اُس کے خون سے اکثر چرواہے اُدھر نہیں جاتے تم بھی اُدھر نہ جانا ایک روز یہ اتفاق ہوا کہ بکریاں اُسی جنگل کو چلین آپ نے ہر چند روکا مگر نہ رکیں ناچار پیچھے پیچھے تشریف لے چلے وہاں پہنچ کر عصا زمین پر گاڑ دیا اور اپنی کملی اُسپر لٹکا کر سو رہے اور وہ اژدہا بکریوں کی آہٹ پا کر اُن کی طرف چلا یہ عصا سے موسیٰ سانپ بن کر اُس اژدہ سے کوٹھل گیا اور اپنی جگہ پر چلا آیا اور اس روایت کی نسبت حضرت ام المؤمنین صفورا رضی اللہ عنہا کی طرف کی ہے کہ جب اُن کو یہ معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام اُسی جنگل کی طرف جا رہے ہیں تو وہ اپنے پدر بزرگوار سے اجازت لیکر اُس جنگل کی طرف چلین اور وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سوتا ہوا پایا اور جب وہ اژدہا بکریوں کی طرف چلا تو آپ نے دیکھا کہ عصا نے جنبش کی اور سانپ بکر اُسے نگل گیا جب آپ اپنے گھر تشریف لائیں تو اپنے والد ماجد حضرت شعیب علیہ السلام سے یہ ماجرا بیان کیا حضرت شعیب علیہ السلام حضرت موسیٰؑ کے مرتبہ سے آگاہ ہوئے۔

فائدہ۔ اس عصا کے نام میں علماء کو اختلاف ہے۔ مقاتل ابن سلیمان اس کو کعقہ کہتے ہیں اور مقاتل ابن جنان نے غیاث کہا ہے اور بعض زاہد نام بتاتے ہیں اور

علماء اس پر متفق ہیں کہ نام اُس کا علیحدہ ہے اور قرآن مجید و فرقان حمید میں اس کے چار نام ہیں ایک عصا جیسا پروردگار ارشاد فرماتا ہے اَلْقَ عَصَاكَ دوسرا حِیْتہ مصحف مجید میں ہے فَاِذَا هِیَ حِیْتٌ یَّتَسَّرُ لَهَا - فَاِذَا هِیَ لُحْبَابٌ مُّبِیْنٌ چوتھا جَانُّ کَا تَهَّاجَانُّ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ عصاے موسوی میں شتر معجزے تھے دو کلام مجید میں مذکور ہیں ایک دریاے نیل کا پھٹ جانا اور دوسرا چشموں کا جاری ہونا۔ صاحب تفریح الاذکیا کہتے ہیں کہ اٹھارہ معجزے اور تفاسیر میں دیکھے گئے ہیں۔

المختصر حضرت ابن عباس اور ابی ذر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام دس برس حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں رہے اور حضرت شعیب نے بعد اتمام مدت حضرت ام المومنین صفورا کو رخصت کیا۔ اور حضرت مجاہد کی روایت میں یہ ہے کہ دس برس موسیٰ علیہ السلام اپنی خوشی سے رہے جب سال آخر ہوا تو حضرت صفورا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایما سے کچھ بکریاں مانگیں حضرت شعیب نے فرمایا کہ اس سال بکریاں جتنے بچے دین وہ سب تمھارے ہیں چنانچہ پروردگار تعالیٰ شانہ نے حضرت موسیٰ کو خواب میں دکھلایا کہ اپنے عصا کو اُس ندی کے پانی میں مار جہاں بکریاں پانی پیتی ہیں اور پھر پانی بکریوں کو پلا کہ برکت ہو موسیٰ نے اُسی طرح کیا عنایت الہی سے سب بکریاں حاملہ ہوئیں اور دو دو بچے جنین ترو مادہ اور سب ابلق۔ حضرت شعیب سمجھے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے موسیٰ اور اُن کی بی بی کو انعام دیا ہے وہ سب بچے حضرت موسیٰ کو دیدے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام سے وطن جانے کی اجازت چاہی اور شوق حضرت والدہ ماجدہ کی زیارت کا ظاہر کیا اور عرض کی کہ اب تو قوم قبطی کا معاملہ بھول گئی ہوگی حضرت شعیب نے خوشی سے اجازت دی اور دختر نیکا ختر کو اُنکے ہمراہ کیا اور دو غلام بھی ساتھ کر دئے کہ مصر تک پہنچا کر چلے آویں حضرت موسیٰ نے ایک غلام کو

اونٹ کے ساتھ جسر اثاٹ البیت تھا کر دیا اور دوسرے غلام کو بکریوں کے ساتھ کر کے آگے آگے روانہ کیا اور خود حضرت ام المومنین بی بی صفورا کے ناقہ کے ساتھ کنارے کنارے دریا کے چلے اور شام کا راستہ بالکل چھوڑ دیا اس خیال سے کہ ملوک شام جو فرعون کے ماتحت ہیں مبادا کچھ تعرض کریں قتل نفس بھی کتنا بڑا جرم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سانبی اولو العزم جس کی طرف سے اس وقت تک مطمئن نہیں حالانکہ دس برس کا زمانہ منقضی ہو چکا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن راستہ بھول گئے اور پانچویں دن طور کے پہاڑ کی طرف جا پہنچے ہر چند میدان میں پھرتے رہے مگر راہ نہ ملی اور شام ہو گئی۔ محققین کے نزدیک وہ رات شب جمعہ اور اٹھارھویں تاریخ ذیقعدہ کی تھی اس وقت برت شدت سے پڑ رہا تھا اور چاروں طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی

شب تاریک درہ وادی المین دیش | آتش طور کجا وعدہ دیدار کج

اور بکریاں خود بخود بھاگنے لگیں غلام اُن کے یکجا کرنے کی فکر میں ادھر ادھر دوڑتے پھرتے تھے صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ام المومنین صفورا رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرے رہے اسی حالت انتشار میں حضرت کی بی بی صاحبہ کو دردِ زہ شروع ہوا بی بی صاحبہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اگر کہیں آگ ملتی تو روشنی ہوتی اور سردی سے بھی نجات ہوتی حضرت نے چقماق سے آگ پیدا کرنے کی کوشش کی مگر بیکار پھر غلاموں نے ادھر ادھر آبادی کی جستجو کی لیکن کہیں نشان نہ ملا اب حضرت موسیٰ علیہ السلام مضطرب ہو کر خود آگ کی تلاش میں چلے اور الحمد للہ کہ اب موسیٰ علیہ السلام کا قدم مبارک زینہ ترقی کی انتہائی سیر بھی پر ہے اور قریب ہے کہ بام مقصود پر پہنچتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آگ کی تلاش میں جانا اور آتش طور کے پردے میں لقائے پروردگار تعالیٰ شانہ

مشاہدہ کرنا اور خلعت رسالت و نبوت سے سرفراز ہونا

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال | کہ آگ لینے کو جا میں پیسیری ہو جائے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ظاہر تو آتش کی طلب میں سرگرم ہے اور اندھیری
رات میں دامن کوہ کے چاروں طرف گشت کر رہے ہیں اور باطن آپ کا دوسری
جستجو میں ہے کہ جس کی ابھی موسیٰ علیہ السلام کو بھی خبر نہیں اور شوق لقا بزبان
حال یوں کہہ رہا ہے ۵

<p>منزل آن مہ عاشق کُش عیار کجا است آتش طور کجا وعدہ دیدار کجا است در غرابات پرسید کہ ہشیار کجا است نکتہ ہاست یسے محرم اسرار کجا است ما کجا نیم دلاست گر بیکار کجا است خود نہ پرسی تو کہ آن عاشق غمخوار کجا است عیش بے یار یستر نہ شود یار کجا است دل ز ما گوشہ گرفت ابرو دلدار کجا است منکر معقول بفرما گل بیچار کجا است</p>	<p>اے نسیم سحر آرا نگہ یار کجا است شب تاراست ورہ دادی امین دیش ہر کہ آمد یہ جهان نقش خرابی دارد آئینک است اہل بشارت کہ بشارت داند ہر سرسویے مرایا تو ہزاران کار است عاشق خستہ ز درد غم ہجر تو بسوخت بادہ و مطرب و گل جلد ہیا است و لے عقل دیوانہ شد آن سلسلہ مشکین کو حافظ از باد و خزان در چین دہر مرغ</p>
---	---

الغرض موسیٰ علیہ السلام آگ کی تلاش میں چلے داہنے ماتھ کی طرف کے پہاڑ پر
کچھ روشنی آگ کی نظر آئی آپ خوش ہوئے اور غلاموں سے کہا کہ تم ہمیں بٹھیرو
میں نے آگ کا نشان پایا ہے میں آگ لاتا ہوں اور جو شخص آگ کے پاس ہو گا
اُس سے راستہ بھی پوچھتا آتا ہوں اور چلے موسیٰ علیہ السلام - بعض علماء روایت
کرتے ہیں وہ مقام جہان موسیٰ علیہ السلام کو آگ نظر آئی تھی بارہا کوس کے فاصلہ پر تھا

مگر حضرت موسیٰؑ بسبب کمال نفسانی کے بہت جلد پہنچے پھر جب موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو آواز آئی کہ برکت رکھتا ہے جو کوئی آگ میں ہے اور جو اُس کے پاس ہے اور پاک ہے ذات اللہ کی جو صاحب ہے سارے جہان کا۔ سورہ طہ میں پروردگار تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے اِذْ سَرَّاهِیْ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوا اِلَیَّ النَّسْتِ نَارًا لَعَلَّیْ اَنْتُمْ مِنْهَا یَقْبَسُونَ اَوْ اَجْعِدْ عَلَی النَّارِ هُدًی تَرْجِمُہَا بِہِیْ گھر والوں سے ٹھیکرو میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تم پاس اُس میں سے سلگا کر یا پاؤں اُس آگ پر راہ کا پتا۔ اور وہاں پہنچے تو یہ فرمان جاری ہوا۔ فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِیْ اَنْ یُّوَسِّدْ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَہَا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ترجمہ پھرجب پہنچا اُس پاس آواز آئی کہ برکت رکھتا ہے جو کوئی آگ میں ہے اور جو اُس کے پاس ہے اور پاک ہے ذات اللہ کی جو صاحب سارے جہان کا ہے معاملہ التشریل میں ہے کہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ برکت رکھتا ہے موسیٰ جو آگ کی طلب میں آیا ہے اور برکت رکھتے ہیں ملائکہ جو اُس کے پاس ہیں اور بعض نارسے نور مراد لیتے ہیں اور ذکر کرنا نار کا صرف اس واسطے ہے کہ موسیٰ آگ کی تلاش میں وہاں پہنچے تھے اور وہ اُسے آگ ہی سمجھتے تھے اور مَنْ فِی النَّار سے ملائکہ اور بسبب قرب کے حضرت موسیٰؑ بھی مراد ہیں گو آگ میں نہ تھے جس طرح کوئی شخص منزل پر پہنچنے لگتا ہے تو کہتے ہیں کہ فلاں شخص منزل پر پہنچا اگرچہ ابھی منزل پر وہ نہیں پہنچا ہے۔ ابن عباسؓ اور سعید ابن جبیرؓ سے روایت ہے کہ یُوَسِّدْ فِی النَّار سے قَدْ سَ فِی النَّار مراد ہے یعنی یہ دونوں حضرات اس روایت کے راوی بُورِث فِی النَّار سے ذات پاک الہی مراد رکھتے ہیں کیونکہ اُسی نے آگ سے حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کو بچا رکھا اور اپنا کلام سنایا تھا جیسا تورات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ آیا سینا سے اور چمکا سا عیمر سے اور بلند ہوا جَبَلُ فَارَانَ سے پس آنا اللہ کا سینا سے بَعَثَتْ

حضرت موسیٰؑ مراد ہے اور ساعیر سے بعثت حضرت عیسیٰؑ اور فاران سے بعثت حضرت
رسول رب العالمین سایہ رحمت غمخوار اُمت شفیع المذنبین سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰؐ
صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم۔ بالجملة حضرت موسیٰؑ علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ یہ آگ
نہیں بلکہ کوئی عجیب چیز ہے اگر آگ ہوتی تو اُس کی حدت ہوتی اس کا تو یہ حال ہے
کہ ایک نور عظیم الشان درخت عوج سج کو گھیرے ہوئے ہے۔ فائدہ عوج کا
درخت عتاب کے درخت سے مشابہ ہوتا ہے اور ملک شام میں بہت پایا جاتا ہے
اور یہ درخت بالکل سبز ہے اور روشنی ایسی چمکتی ہوئی ہے کہ آنکھیں جھپکتی ہیں اور گردِ پیش
اُس کے تسبیح کی صدائیں بلند ہیں اس پر بھی حضرت موسیٰؑ علیہ السلام نے گھاس بھوس کا
ایک دستہ بنایا کہ اس درخت سے آگ سلگالین (یا حضرت موسیٰؑ آپ کے
بھولے پن کے قربان) بے شک آپ اللہ کو پیارے تھے اور بخت فرعون
اس پر بھی نہ سمجھا کہ ایسا بھولا آدمی دعاے نبوت بے وجہ کیونکر کر سکتا ہے۔ الغرض
جب حضرت موسیٰؑ وہ گھاس بھوس کا دستہ ماتھے میں لیکر آگے بڑھے کہ اسے جلا میں
وہ آگ ان کی طرف بڑھی جب تو حضرت ڈر کے مارے پیچھے ہٹے آگ ٹھیر گئی کی بار ایسا ہی
اتفاق ہوا پھر حضرت متحیر ہو کر تماشا دیکھنے لگے یکایک ایک نور عظیم الشان اُس آگ سے
اٹھا جسے موسیٰؑ علیہ السلام آگ سمجھ رہے تھے اور تمام آسمان و زمین روشن ہو گئے۔
اور فرشتوں کی تسبیح کی آواز بھی بلند ہوئی اور ایسی روشنی پھیلی کہ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام
کی آنکھیں جھپک گئیں آپ نے دونوں ماتھے آنکھوں پر رکھ لئے اُس مبارک نور سے
آواز آئی اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ فَاصْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی
ترجمہ یعنی اے موسیٰؑ میں ہی ہوں تیرا رب پس اتار اپنی پاپوشیں تو ہے پاک میدان میں
طویٰ جنگل کا نام ہے جہاں موسیٰؑ کھڑے تھے تورات میں مقامات مقدس کا یہی ادب
ہے کہ آدمی برہنہ پا اُس میں داخل ہو مگر انگیزوں کا جو مذہب ہی نہ رہا وہ تورات کا حکم

ہنیں مانتے معاملہ میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو درخت سے آواز آئی کہ یا موسیٰ تو آپ نے جواب تو دیا مگر یہ نہ سمجھے کہ کون پکارتا ہے کہ اے پکارنے والے میں تیری آواز تو سنتا ہوں مگر مکان نہیں جانتا مجھ کو نشان دے کہ تو کہاں ہے۔ پھر آواز آئی اَنَا فَوْقَكَ وَمَعَكَ وَ اَمَّا مَاكَ وَ اقْرَبُ اِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ ترجمہ یعنی میں تیرے اوپر ہوں اور تیرے ساتھ ہوں اور تیرے آگے ہوں اور تجھ سے قریب زیادہ ہوں تیری جان سے۔ اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ یہ صفات اللہ کے سوا اور کس کی ہو سکتی ہیں کیونکہ یہ آواز ہر طرف سے سنتا ہوں اور بدن کے سب اعضا کان ہو گئے ہیں ضروریہ آواز خدا ہی کی ہے فوراً موسیٰ علیہ السلام نے پاپوشین پاؤں سے اُتار دیں اور کلام شروع ہوا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ شانہ کا کلام کرنا اور عصا اور یسینا کا معجزہ دیکر فرعون کے پاس سول کر کے بھیجنا اور حضرت ہارون کو آپ کی درخواست کے موافق شریک نبوت کرنا

علامہ اشیر رحمۃ اللہ علیہ یوں تحریر فرماتے ہیں پھر جب موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس پہنچے تو اُس مبارک وادی کے دائیں کنارے جو ایک درخت تھا اُس میں سے اُن کو آواز آئی۔ کہ مبارک ہے وہ ذات جو اس آگ میں جلوہ فرما ہے اور مبارک ہیں وہ لوگ جو اس کے ارد گرد ہیں۔ اور اے موسیٰ ہم اللہ ہیں سارے جہان کے۔ جب حضرت موسیٰ نے یہ آواز سنی اور ہیبت و حلال دیکھا تو اُنہوں نے جانا کہ یہ جلوہ پروردگار کا ہے۔ اس سے اُن کا دل دھڑکنے لگا اور زبان گنگ ہو گئی اور قوت جاتی رہی اور وہ اس طرح بیخس و حرکت ہو گئے جیسے کوئی مردہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کے پاس

ایک فرشتہ بھیجا کہ اُن کے دل کو تسلی دے۔ جب وہ ہوش میں آئے تو یہ ندا آئی کہ اَلْحَمْدُ
لَعَلَّكَ اِنَّكَ يَا لُوَادِي الْمُقَدَّسِ طُوًى۔ تو اپنی جوتیان پاؤں سے بکمال ڈال
کیونکہ تو اس وقت مقدس وادی میں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فوراً جوتیان پاؤں
سے اُتار دیں۔ پھر خداے تعالیٰ نے اُن کے دل کی تسکین کے واسطے فرمایا وَمَا
تِلْكَ بِمَعِينِكَ يَا مُوسَى قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّلُ عَلَيْهَا وَاَهْشُرُ بِهَا
عَلَىٰ غَنَمِي وَبَلِي فِيهَا مَائِرِبٌ اُخْرَىٰ۔ موسیٰ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے۔
عرض کیا موسیٰ نے پروردگار سے کہ یہ میری لاکھی ہے۔ اس پر سہارا کرتا ہوں میں۔
اور اسی سے بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور اس سے میرے اور بھی کام نکلتے ہیں۔
میں اُس میں اپنے کھانے کا تھیلا اور مشک بھی لٹکا لیا کرتا ہوں۔ یہ عصا اندھیری
رات میں چمکا کرتا تھا۔ اور جب پانی کی اُنہیں ضرورت ہوتی تو اُسے کنوئے میں
لٹکا دیتے تھے۔ اور پانی اُس سے نکال کرتے تھے اُس کا سر ڈول کی طرح بنجایا کرتا تھا
اور اُس میں پانی آجایا کرتا تھا۔ اور جب کسی میوے کی ضرورت ہوتی تو اُسے زمین پر
گاڑ دیتے اور اُس میں شاخیں نکل آتی تھیں۔ اور اُسی وقت اُس میں پھل لگ جاتے
تھے۔ یہ تو پروردگار تعالیٰ شانہ نے موانست کے لئے سوال کئے کہ عجب موسیٰ علیہ السلام
پر جو تھا وہ دفع ہو جائے جب رعب موسیٰ علیہ السلام کا جاتا رہا تو وہ صفت جو خاص عصا
میں تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس سے آگاہ نہ تھے پروردگار کو منظور ہوا کہ وہ
بھی بتا دی جائے۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰ اس عصا کو زمین پر ڈال دو قَالَ اَلْقَيْتُهَا مُوسَىٰ
فَاَلْقَاهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ فرمایا پروردگار تعالیٰ شانہ نے کہ اے موسیٰ
اس عصا کو زمین پر ڈال دو۔ موسیٰ علیہ السلام نے اُسے زمین پر ڈال دیا تو کیا دیکھتے ہیں
کہ وہ ایک سانپ ہے اور دوڑ رہا ہے اور اُس کا بڑا جسم ہے اور سانپ کی طرح بڑی
تیزی سے چل رہا ہے۔ اب تو حضرت موسیٰ کے آئے ہوئے ہوش جاتے رہے پیٹھ پھیر کر

بھاگے اور ایسے بھاگے کہ اُسے منہ پھیر کر بھی نہ دیکھا کہ ناگاہ ندا آئی اُسے موسیٰؑ ڈرونین
 ہمارے حضور میں پہنچ کر پیغمبر مطمئن ہو جاتے ہیں ڈرنا کیسا۔ آگے آؤ اور کسی بات کا خوف
 نہ کرو۔ تم ہر طرح امن میں ہو۔ اور فرمایا کہ اسے پکڑ لو۔ ہم اسی وقت اس کی پہلی حالت
 کر دینگے یہ اللہ تعالیٰ شانہ نے زمین پر عصا ڈالنے کا حکم انہیں اس واسطے دیا تھا کہ یہ معجزہ
 خود دیکھ لیں اور بخوف ہو جائیں۔ جب حضرت موسیٰؑ آگے آئے تو پروردگار تعالیٰ شانہ
 نے فرمایا کہ خوف نہ کرو اسے پکڑ لو اور اس کے منہ میں اپنا ہاتھ ڈال دو۔ اس وقت موسیٰؑ
 علیہ السلام پشیمینہ کا ایک جُتہ پہنے ہوئے تھے اور ہاتھ آستینوں میں چھپائے ہوئے تھے اور
 اُس سانپ سے ڈرے ہوئے الگ کھڑے تھے۔ اُس نے حضرت موسیٰؑ کو ندا آئی کہ اپنے
 ہاتھ آستینوں سے نکال لو۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ہاتھ آستینوں سے نکال لئے۔ اور
 اُس کے منہ میں اپنا ہاتھ ڈال دیا۔ جیسا کہ اُن کا ہاتھ اُس کے منہ میں پہنچا ہے کہ وہ جیسا
 عصا تھا ویسا ہی ہو گیا۔ پھر پروردگار تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا اَدْخُلْ يَدَكَ فِي
 جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضًا مِمَّنْ غُلَبَتُ صُفًى۔ اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں رکھ وہ بھلا چنگا
 بے روگ سفید نکلیگا۔ یہ پروردگار تعالیٰ شانہ نے اُس لئے فرمایا کہ لوگ برص کے
 مرض سے خوف کرتے تھے تو موسیٰؑ علیہ السلام کو مطلع کر دیا کہ وہ سفیدی تھوڑی ہی دیر
 کے لئے ہے اور معجزہ ہے اُس سے خوف نہ کرنا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے ہاتھ اپنا گریبان
 میں ڈال کر نکالا تو سفید برف کی طرح نکلا اور اُس میں نور چمکتا تھا اور پھر جب اُسے موسیٰؑ
 نے گریبان میں ڈال دیا تو وہ اصلی حالت میں تھا۔ فَذَٰلِكَ بُرْهَانُ رَبِّكَ اِلٰى
 فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا سَٰقِیْنَ۔ پھر فرمایا کہ یہ عصا اور یہ بیضا
 دونوں معجزے تھے تیرے پروردگار کی طرف سے ملے ہیں جو تیرے ذریعہ سے فرعون اور
 اُس کے درباریوں کی طرف بھیجے جاتے ہیں اور وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ
 شانہ نے حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا تو انہیں قطبی کے قتل کا واقعہ

یاد آیا اور پروردگار تعالیٰ شانہ سے عرض کی۔ قَالَ رَبِّ اِنِّی قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا
فَاَخَافُ اَنْ یَقْتُلُوْنِ ط وَاِخِی هَارُوْنُ هُوَ اَفْضَحُ مِنِّی لِسَانًا فَاَدْرِیْ سَلَهُ
مَعِیْ رَادِ اَیْضًا قَتْلُیْ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَکَ بِاَخِیْکَ وَنَجْعَلُ لَکَ کُلُّمَا
سُلْطٰنًا فَلَا یَصْلُوْنِ اِلَیْکَ مَا یَاْتِیٰ تَنَا اَنْتُمْ اَوْ مِنْ اَتْبَعُکُمْ اَلْغٰلِبُوْنَ
ترجمہ کیا موسیٰ نے کہ پروردگار میں نے تو اُن کا ایک آدمی مار ڈالا ہے۔ مجھے خوف ہے
کہ کہیں وہ مجھے اُس کے عوض میں مار نہ ڈالیں۔ اور میرے بھائی ہارون کو کہ گفتگو میں
وہ مجھ سے زیادہ فصیح ہیں تو اُن کو بھی میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج کہ وہ میری تقید کر
کرین۔ فرمایا پروردگار نے کہ اچھا ہم تمہارے بھائی کو بھی تمہارا قوت بازو بنائیں گے
اور تم دونوں کو ایسا غلبہ دیں گے کہ فرعون کے ملازم تم کو ایذا نہ پہنچا سکیں گے۔ تم ہمارا
محرزے لیکر جاؤ تم دونوں اور جو تمہاری پیروی کریں گے سب غالب رہیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر جانا اور حضرت ہارون علیہ السلام کو ساتھ لیتا

اہل روایت بیان کرتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام طور سے واپس آئے تو اپنی بی بی صفا
کو لیکر مصر کی طرف روانہ ہوئے اور مصر میں شب کے وقت داخل ہوئے اور اپنی والدہ ماجدہ
کے گھر میں جا کر مہمان ہوئے۔ لیکن انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ میری ماں ہیں اور نہ ماں کو
معلوم تھا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ پھر حضرت ہارون آئے اور اپنی ماں سے پوچھا کہ یہ کون شخص
ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ کوئی مہمان ہے۔ پھر انہوں نے حضرت موسیٰ کو بلایا اور اُنکے
ساتھ کھانا کھایا۔ اور اُن سے حضرت ہارون نے پوچھا کہ تم کون ہو کہا میں موسیٰ ہوں
یہ سنتے ہی وہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور دونوں نے باہم حائقہ کیا۔

روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سات روز مصر میں خانہ نشین رہے پھر پروردگار تعالیٰ شانہ نے

اُن سے ارشاد فرمایا کہ جو تیرے رب نے تجھ سے کہا ہے اُس کا جواب دے موسیٰ علیہ السلام نے حضور پروردگار میں عرض کی قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي اَمْرِي وَ اَحْلِلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي وَيَفْقَهُوا قَوْلِي ط وَاجْعَلْ لِي وَزِيْرًا مِنْ اَهْلِي هَارُونَ اَخِي ط اسْتَدْرَسَتْهُمْ اَسْرَرِي ط وَاشْرِكْهُ فِي اَمْرِي كَيْ يَسْبِحَكَ كَثِيْرًا ترجمہ حضرت موسیٰ نے جناب باری میں عرض کی کہ میرا دل کھول دے اور میرے کام کو میرے لئے آسان کر اور میری زبان میں جو لکنت کی گرہ پڑی ہے اُسے بھی وا کر دے تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ لیں اور میرے خاندان والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اور اُن سے میری ہمت بندھا اور میرے کام میں اُن کو میرا شریک کر تاکہ ہم دونوں ایک دل ہو کر کثرت سے تیری تسبیح و تقدیس کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے اُنہیں فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا۔ ان ایام میں جب کہ حضرت موسیٰ اللہ تعالیٰ شانہ کے پاس تھے اُن کی بی بی وغیرہ اپنی جگہ پر پڑے رہے اُنہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کہاں ہیں۔ اتنے میں کوئی حدیسن کا چرواہا آیا اور اُنہیں پہچان کر مدین کو لے گیا۔ اور وہ اُس وقت تک حضرت شعیب ہی کے پاس رہے۔ جب تک دریا نہ چرا جس کا ذکر آگے آتا ہے پھر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس مدین سے چلی آئیں یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بی بی صاحبہ۔ اور وہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام مریضہ کو گئے اور اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت ہارون پر وحی بھیجی اور اُن کو بتایا کہ موسیٰ سفر سے واپس آتے ہیں اُن سے جا کر ملو یہ اختلاف روایت۔ لہذا حضرت ہارون علیہ السلام مصر سے بطور استقبال باہر آئے اور اُن سے جا کر ملے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون سے کہا کہ ہارون اللہ تعالیٰ شانہ نے ہمیں فرعون کی طرف رسول کر کے بھیجا ہے تم میرے ساتھ چلو حضرت ہارون نے فرمایا بہت اچھا بالراس والعین۔ پھر جب وہ حضرت ہارون کے ساتھ گھر آئے اور آپس میں مشورہ ہوا تو حضرت ہارون کی دختر نیک اختر نے سُن لیا اور حضرت موسیٰ

علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کو خبر ہو گئی تو انہوں نے دونوں بیٹوں پر خفگی کی اور فرعون کے پاس جانے سے روکا کہ وہ تم دونوں کو مار ڈالے گا۔ مگر ان دونوں بھائیوں نے کچھ خیال نہ کیا اور کیونکر خیال کرتے پروردگار عالم کے حکم کے مقابلہ میں کس کا حکم ماننے کے قابل ہو سکتا ہے دونوں بھائیوں نے قصر فرعون کا رخ کیا۔

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کا فرعون کے پاس جانا اور حضرت موسیٰ کا معجزہ عصا و ید بیٹنا دکھانا

راویان اخبار اور ناقلان اسما بیان کرتے ہیں کہ یہ دونوں بھائی شب کے وقت قصر فرعون پر پہنچے اور حجاب و دربان کی معرفت اطلاع کرائی۔ اُس نے دونوں بھائیوں کو قصر میں طلب کر لیا۔ جب یہ اُس کے سامنے گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس سے کہا کہ میں پروردگار کا عالم کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہوں۔ کہ آپ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دین ہم اُن کو جہان جاہن لیجائیں۔ فرعون نے انہیں پہچان لیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ قَالَ اَكْمُرْتَنِى بِكَ فَيُنَادِىْ اَوْ كِبَشْتَ فَيُنَادِىْ مِنْ عَجْرَتِكَ سَيِّدِيْن ۚ وَفَعَلْتَ فَعَلْتَكَ الْبَنِيَّ فَعَلْتَكَ ۚ وَاَنْتَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ۚ قَالَ فَعَلْتُهَا اِذَا وَاَنَا مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ فَفَرَّدْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ ۚ قَوْ هَسْبَ لِيْ سَرِيْنٌ حٰكِمًا وَجَعَلْنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ ترجمہ اور کہا کہ موسیٰ کیا ہم نے تمہاری پرورش طفلی میں نہیں کی۔ اور کیا تم بچپن سے شباب تک ہمارے گھر میں نہیں رہے۔ اور کیا تم نے ایک قبیلے کا خون نہیں کیا تھا۔ اور تم بڑے ناشکرے ہو۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ میں اُن دنوں یہ غلطی کر بیٹھا تھا اور بے شک میں نے یہ بُرا کیا تھا اور اسی لئے رعب مجھ کو تم سے خوف ہوا تو میں تمہارے مان سے بھاگ گیا۔ لیکن اُس کے بعد میرے پروردگار

نے مجھے دانائی (یعنی نبوت) عطا فرمائی اور پیغمبروں میں سے مجھے بھی ایک پیغمبر بنایا فرعون نے کہا کہ اگر تم کوئی نبوت اپنی پیغمبری کا لائے ہو تو دکھاؤ۔ فَاْتِ بِهَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ فَالْقُلْ اَعَصَاكَ طِیَآذَارِہِیْ تَعْبَاۤتٌ مُّبِیۡنٌ ۝ اور سچے ہو تو لاؤ دکھاؤ اُس پر حضرت موسیٰ نے اپنے عصا کو ڈال دیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ تو ایک اثر دہا ہے اور منہ کھولا تو اُس کا نیچے کا جبرأتوزمین پر رہا اور اوپر کا قصر کے اوپر پہنچ گیا اور فرعون کی طرف چلا کہ اُسے پکڑے۔ فرعون اُس سے ڈر کر اور گھبرا کر اٹھا اور نہایت بد افاقہ ہو گیا اور اس خوف سے بیس روز تک بد افاقگی کی حالت اُس پر طاری رہی۔ غرض فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پروردگار تعالیٰ کی شانہ کی قسم دلائی کہ آپ اپنے اڑنے سے کو ہٹالیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ بڑھا کر اُسے پکڑ لیا وہ پھر حسب دستور سابق عصا ہو گیا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال لیا۔ اور پھر نکال لیا تو سفید برف کے مثل نظر آنے لگا اور اُس میں نور چمکتا تھا۔ اور پھر اُسے گریبان میں لوٹائے گئے تو جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا۔ مگر پھر اُسے نکالا۔ تو اُس کا نور آسمان میں ایسا چمکنے لگا۔ کہ اُس پر نظر نہیں ٹھیرتی تھی اور اُس کے چاروں طرف روشنی ہو گئی اور لوگوں کے گھروں کے اندر اُس کی روشنی پہنچ گئی۔ اور تمام شہر کے مکان روشن ہو گئے پھر حضرت موسیٰ نے اُس ہاتھ کو گریبان میں ڈال لیا اور نکالا تو وہ بدستور سابق اپنی حالت اصلی پر تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ رسالت میں ترمیمی کا حکم اور فرعون کا اُن کی ایذا رسانی کے لئے مشورہ کرنا

۵۔ از زبان نرم صورت می پذیرد کار سخت خامہ نقاش کو ہے راہوئے سیکشد

موسیٰ علیہ السلام کو پروردگار تعالیٰ کی شانہ کا ارشاد ہوا یعنی وحی آئی اور دونوں بھائیوں

کی طرف خطاب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ شانہ فَقَوْلَا لَهُ قَوْلًا كَيْتًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ
أَوْ يَخْشَىٰ پروردگار زمین و آسمان موسیٰ اور اُن کے بھائی ہارون سے جو نبوت میں
موسیٰ علیہ السلام کے شریک ہیں فرماتا ہے کہ اُس سے تم دونوں بھائی نرمی سے باتیں
کرنا شاید وہ سمجھ جائے اور ہمارا ڈر اُس کے دل میں بیٹھ جائے۔

نور چشم محمد محسن مد اللہ عمرہ سنو اور سمجھو حضرت موسیٰ علیہ السلام پروردگار کی
طرف سے فرعون کے پاس بھیجے گئے ہیں اور عمدہ جلیلہ رسالت پر مامور ہیں کہ بنی نوع
الانسان کے لئے اس سے بلند زیادہ کوئی عمدہ نہیں۔ اور دُرُ عظیم الشان برہان یا متغاک
شرافت ایک معجزہ یدِ بیضا۔ اور دوسرا عصا اُن کے ہمراہ ہے مگر اس کے ساتھ ہی
حکم ہے کہ نرمی سے گفتگو کرنا۔ آدمی کے شرافت نفس کے لئے تصفیہ قلوب کے بعد
آراستگی سخن کے واسطے اس سے زیادہ پسندیدہ کوئی خُلُق نہیں ہے کہ گفتگو اُس کی
نرم ہو اور لہجہ اُس کا شیریں ہو اور یہی نصیحت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند
کو کی تھی جسے پروردگار تعالیٰ شانہ نے اپنے کلام پاک میں اس امتِ موعود کے اخلاق
درست کرنے کے واسطے ارشاد فرمایا ہے

قائدہ۔ محسن مد عمرہ ماشاء اللہ تم خود لکھے پڑھے ہو اور اللہ کے فضل و کرم سے ذوق
بھی ہو مگر تلاوت قرآن شریف کا معمول شاید کم ہے اور اگر ہے تو اُس کے مطالب پر نظر
نہ ہوتی ہوگی دیکھو مجھ سے زیادہ کلام اللہ کو تم سمجھتے ہو گے اور ضرور سمجھتے ہو گے مگر عمل تمہارا
اُس پر کم ہے اور علم کا حسن عمل ہے علم بے عمل تو پسندیدہ نہیں۔ دیکھو میں تین اخلاقی
حکیمانہ مضمون کلام اللہ سے نکال کر سناتا ہوں۔ جب تم تلاوت کلام اللہ شریف کی کرو تو سورہ
لقمن کی ان آیتوں پر بھی نظر تعمق ڈال جایا کرو اللہ تعالیٰ شانہ فرماتا ہے وَلَقَدْ
اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اِنَّ الشُّكْرَ لِلّٰهِ ط وَمَنْ يَشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ
وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَعَتِ جَحِيْمٌ ۝ اُس پاک پروردگار تعالیٰ شانہ نے پہلے حضرت

لقمان کی عزت اپنے بندوں کے سامنے بیان فرمادی کہ ہم نے اُس کو حکمت عطا فرمائی پھر وہ بات بیان فرمائی جو بندہ کے واسطے سب صفات سے اعلیٰ درجہ کی صفت ہے یعنی مالک کی شکرگزاری اور شکرگزاری کا فائدہ اور عدم شکرگزاری کا نقصان یعنی جو اپنے مالک کا شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کے لئے کرتا ہے اُس میں مالک کا کیا فائدہ ہے اور اگر کوئی ناشکرا اپنے مالک کی نعمتوں کا شکر نہ کرے تو مالک کا کیا نقصان ہے وہ ناشکرا بندہ ہی اپنے مالک کے انعام و اکرام سے بے نصیب رہے گا جیسا کہ پروردگار تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا کہ جو شکر کرتا ہے اپنے نفس کے فائدے کے لئے کرتا ہے اور جس نے کفرانِ نعمت کیا تو اللہ کو جو عنی و حمید ہے اُس کی شکرگزاری کی کچھ حاجت نہیں۔ زمین و آسمان کے ذرات اُس کی تسبیح و تقدیس و شکرگزاری میں مصروف ہیں اور اگر فرض کیا جائے کہ تمام دنیا ناشکری ہو جائے تو خالق کو اُس سے کیا نقصان ہے وہ کام مخلوقات کو فقا کر کے ایسی بے انتہا مخلوق پیدا کر سکتا ہے۔ اب پروردگار تعالیٰ شانہ اُس وعظ کو بیان فرماتا ہے جو شکر گزار بندے لقمان نے اپنے فرزند کی تہذیب نفس کے لئے کیا ہے۔ اور پروردگار تعالیٰ شانہ نے اُسی وعظ کو ہمارے لئے اپنی کتاب کریم میں نقل کیا ہے۔ محسن مد عمرہ اخلاق نیک اگر سیکھنا چاہتے ہو تو قرآن شریف سے سیکھو یہ مقام خوب غور سے پڑھو۔ قرآن شریف کی تلاوت کے لئے تدبیر ضرور ہے

پہلا وعظ لقمان حکیم کا اپنے فرزند دلبند کے لئے۔ وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يُعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ط اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ اور یاوکر جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور وہ اُسے وعظ کرتا تھا اے میرے پیارے بیٹے کسی کو اللہ کا شریک نہ کہو تحقیق کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ لقمان نے بھی پہلے اُسی گناہ سے اپنے فرزند کو ڈرایا اور روکا جس کے واسطے پروردگار تعالیٰ شانہ خلودِ نامر قراچکا ہے گناہ کی بخشش ہے اگرچہ وہ کبیرہ ہی کیوں نہ ہوں مگر شرک قابلِ بخشش نہیں اب

پروردگار تعالیٰ شانہ خود ارشاد فرماتا ہے۔ مان باپ کی خدمت اور بزرگی کے واسطے۔ مان باپ
 رب مجازی ہیں ان کی بزرگی کرنا اور ان کے ساتھ احسان کرنا یہی انسانیت ہے ورنہ ہر
 حیوان کا بچہ جب بڑا ہو جاتا ہے پھر وہ اپنے مان باپ کو نہیں پہچانتا اور مان باپ کے واسطے
 کا قصد کرتا ہے۔ اگر کسی انسان نے اپنے مان باپ کو ایذا دی تو وہ بھی حیوان کے دائرہ
 میں داخل کر دیا جاتا ہے اگرچہ وہ صورتاً تو آدمی ہے مگر عادت اُس میں حیوان کی ہے میں نے
 ایک نئے مذہب سے جو اس وقت کے تعلیم یافتہ ہیں دو یا تین باریہ بات سنی ہے کہ باپ
 یا مان کا ہمپر کیا احسان ہے۔ زن و شو کا اتحاد اپنے حظ نفسانی کے لئے تھا اگر کتنا نتیجہ
 ہم قرار پائے بس ہو چکا اب اُن کی عظمت کو ہم کمان کمان سر پر رکھے پھرین۔ لا حول و
 لا قوۃ الا باللہ العظیم۔ یہ نئی تعلیم ہے اور اُس کا یہ اثر ہے۔ میں تو ایسے تعلیم یافتہ سے اُس
 جاہل کو اچھا سمجھتا ہوں جو اپنے والدین کی عظمت کرے۔ وہ پاک پروردگار تعالیٰ شانہ
 ارشاد فرماتا ہے وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ
 وَفَصَلَّهُ فِي عَمَامَةٍ آتَىٰكَ إِلَهُكَ لِيُكَفِّرَ إِلَيْكَ إِلَى الْمَصِيرِ ترجمہ ہم نے
 انسان کو حکم دیا ہے کہ اپنے مان باپ سے نیکی کرے باپ کے احسان تو اولاد کے
 ہوش سنبھالنے کے وقت اولاد پر ظاہر ہوتے ہیں مگر اولاد کی خدمت باپ کے ذمہ نہیں
 ہوتی یہ کام غریب مادر ہی کا ہے وہ ایسی شانگان خدمت کرتی ہے کہ اگر دو چار دایان
 بھی بچہ کی خدمت کے واسطے رکھی جائیں تو وہ گھبرا جائیں اور یہ اکیلی نہیں گھبراتی۔
 میرا واقعہ میں اپنی اس عمر میں کہ ساٹھ برس کی ہے دوبار بیمار ہوا ایک تو اٹھارہ
 برس کی عمر میں اسی اکبر آباد میں تھا کہ سرسام ہوا اور اکیس روز سرسام کی حالت میں مبتلا
 اور کچھ غذا نہ کی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میری والدہ محترمہ نے بھی کچھ نہ کھایا اور وہ مجھ سے
 زیادہ ضعیف ہو گئیں صرف نماز کے واسطے تو وہ اٹھتی تھیں اور پھر میرے پلنگ کی پیٹی
 کے نیچے سو رہتیں اور رویا کرتیں۔ اطباء میری صحت سے مایوس ہو چکے تھے میرے دماغ

کے آگے کا حصہ پیشانی کے اوپر ورم کے سبب سے بلند ہو گیا تھا۔ حکیم صاحب نے اللہ کو
 غریقِ رحمت کر کے میرے بعض بیمار داروں سے فرمایا کہ تمام تک اس کا دماغ شق ہو جائیگا
 اگر یہ ورم یونین بڑھتا رہا اتفاقِ وقت سے یہ بات پیدا ہوئی کہ مجھے کچھ ہوش آگیا اور میں نے
 اپنی والدہ محترمہ سے کہا کہ میں دانا پور جاؤں گا وہ اس بات کو نہایت خوش ہوئیں
 اور مجھے پیار کر کے فرمانے لگیں کہ مان مان تم اچھے ہو جاؤ تو دانا پور پھیلین میری یہ حالت تھی
 کہ الیس روز سے زیادہ ہو گئے تھے کہ میں نے کھانا نہیں کھایا تھا اور میری والدہ محترمہ نے
 بھی کچھ نہیں کھایا تھا پھر ضعف کا کیا پوچھنا ہے اسی حالت میں مجھے نیند آگئی نہیں معلوم خواہ
 تھا یا غفلت مجھے خواب کی طرح معلوم ہوا کہ ایک بزرگ جن کا چہرہ بہت روشن ہے میرے
 سر پر آکر بیٹھ گئے اور میرے سر پر بار بار ہاتھ پھیرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم گھبراؤ نہیں
 ابھی اچھے ہوئے جاتے ہو اور خود فرمایا کہ ہم ابوالعلا ہیں اور طرفہ النعین میں میری
 نظر سے غائب ہو گئے۔

سیدنا ابوالعلا جان و دلم فدا سے تو	دیدہ مہر و ماہ را سر سر خاک پا سے تو
رنگ بر رخ نبی تو لی آئینہ علی تو لی	والی ہر ولی تو لی مرضی حق ضا سے تو
در دشنید خویش را از سر رحم کن دوا	از در تو رود کجا خستہ تو گدا سے تو

پھر جو مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ میری تکسیر جاری ہے اور خون جو آتا ہے وہ نہایت
 گرم ہے اور خون بہت زیادتی سے آ رہا ہے حضرت والدہ ماجدہ قدس سرہ نے میری
 بڑی ہمشیر سے فرمایا کہ بیٹی تجھے مبارک ہو تیرا بھائی اچھا ہو گیا مگر میری والدہ بمقتضائے
 شفقت نہایت مضطرب تھیں اور ان کا یہ خیال تھا کہ ایسے ضعیف بیمار کے بدن سے جب
 اتنا خون نکل جائیگا تو وہ کیونکر زندہ رہ سکتا ہے مجھے حضرت والدہ ماجدہ کا اضطراب
 یاد ہے اسی سے ان کی محبت کی قدر ہوتی ہے۔ پھر بار و گرین دانا پور میں بیمار ہوا
 اور نو مہینے بیمار رہا اور والدہ مرحومہ ہی خدمت کرتی تھیں اتنی دراز علالت میں ایک روز

بھی میری خدمت سے نہ گھبرائیں واقعی مان کے سوا اور کوئی ایسی خدمت نہیں کر سکتا اور
لڑکے جب جوان ہوتے ہیں تو ان سب خدمتوں کو ایک سرے سے فراموش کر دیتے ہیں
اور بعض نا عاقبت اندیش تو ایسے ہوتے ہیں کہ اسی واجب الخدمت محترمہ کو مارتے ہیں
اور گالیان دیتے ہیں خداوند تعالیٰ ان لوگوں کی ہدایت فرمائے اللہم آمین۔

اب میں اصل مطلب کتاب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ لقمان حکیم ان کی تاریخ علمائے یون
لکھی ہے **لقمان** ان کو حکمت عطا کی گئی تھی۔ حکمت کی تعریف یہ ہے الحکمت فی
عرف الحکما استکمال النفس الانسانیة باقتباس العلوم لتطریة و التساب
المملکة التامة علی الافعال الفاضلة علی قدر طاقتها (بیضاوی) حکمت حکما کی
اصطلاح میں بقدر طاقت شیخ علوم نظریہ حاصل کر کے اور عمدہ افعال عمل میں لانے کا مکتبہ
حاصل کر کے نفس انسانیہ کے کامل کرنے کا نام ہے **لقمان** ایک بڑے باخدا حکیم تھے
عرب میں بھی ان کی حکمت اور دانائی مشہور تھی اور امثال کی طرح زبان زد خاص و عام
تھی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ لقمان نہ کوئی نبی تھے نہ
فرشتے ایک سیاہ رنگ چرواہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ شانہ نے ان کو علم و حکمت عطا کر دیا
تھا لہذا اس روایت کے موافق اکثر علماء اس بات کے مقربین کہ لقمان نبی نہ تھے بلکہ باخدا
آمدنی تھے اللہ تعالیٰ شانہ نے ان کے دل کو انوار حکمت سے روشن کر دیا تھا۔ مگر حضرت
عکرمہ اور شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ نبی تھے۔ ان کی سکونت اور بود و باش کی
نسبت اہل تاریخ کے اقوال مختلف ہیں۔ ارباب تفسیر نے بھی تاریخ ہی کی طرف
توجہ کی ہے اس لئے کہ کوئی حدیث ان کی نسبت پائی نہیں گئی =

کہتے ہیں کہ یہ باعور کے بیٹے ہیں اور حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے۔ بعض کہتے ہیں
کہ لقمان آذر کی اولاد میں سے تھے اور عمر ان کی ایک ہزار برس کی تھی حضرت داؤد
علیہ السلام کے زمانہ تک زندہ تھے۔ عرب میں بھی رہے ہیں اور شام میں بھی اور یونان

میں بھی۔ ان کے سوا دوسرے ملکوں کی بھی سیر کی ہے۔ لہذا بعض مورخین نے کہہ دیا
 کہ یونان کے رہنے والے تھے۔ صاحبِ مِلّ و نخل اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲۶ میں لکھتے ہیں
 کہ حکیم ابنِ بَزْ قَلَس کے اُستاد تھے حکما ر یونان کی تاریخ میں ان کا ذکر پایا جاتا ہے۔
 بعض کہتے ہیں یہ لقمان جن کا ذکر قرآن مجید اور فرقان حمید میں ہے یمن کے بادشاہ
 تھے لقمان بن عاد شَدَّاد کے بعد تخت نشین ہوا تھا یہ شَدَّاد کے برخلاف بڑا نیک اور
 حکیم اور با انصاف تھا۔ اس کے بعد اس کا بھائی ذوسدو بادشاہ ہوا اس کے بعد
 ذوسدو کا بیٹا حارث الرایش تخت نشین ہوا یہی مُتَبَّحِ اَوَّل ہے جو لقمان کا بھتیجا
 ہے اور مُتَبَّحِ کے بعد اُس کا بیٹا صعب تخت نشین ہوا یہی وہ ذوالقرنین ہے جس کا
 قرآن مجید میں ذکر ہے۔ ذوالقرنین لقمان کے بھتیجے کا بیٹا ہے۔ شَدَّاد کے بعد اس
 خاندان میں لقمان کی دینداری کے سبب سے مُتَبَّحِ اور ذی القرنین بھی یا خدا ہوے
 ہیں۔ انہیں کے تذکرے عرب میں خُرد و کلان کی زبان پر تھے واللہ اعلم بالصواب۔
 اس یا خدا حکیم کی بہت سی فائدہ مند نصیحتیں ہیں منجملہ اُن کے یہ ہیں کہ جن کو وہ پاک
 پروردگار تعالیٰ شانہ اپنے کلامِ پاک میں اس مقام پر ارشاد فرماتا ہے اور چونکہ وہ
 عالم الغیب ہے اُس نے معترضین کا دفعِ دُخْل فرمادیا کہ کفارِ اعتراض نہ کریں کہ قرآن میں
 آدمیوں کے نصائح بھی ہیں لہذا پروردگار تعالیٰ شانہ نے ظاہر کر دیا کہ لقمان جو صاحبِ
 حکمت و دانش ہے وہ اُس کی بہنیں ہیں ہم نے اُس کو یہ شرافتِ حکمت عطا فرمائی ہے
 جب وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا تو اُس کے پاس کیا چیز تھی جیسے اور بچے پیدا
 ہوتے ہیں اُسی طرح وہ بھی پیدا ہوا تھا ہم نے اُس کو علم دیا اور انوارِ حکمت سے اُسکے
 دل کو روشن کر دیا تو اُس کی نصائح فی الحقیقت ہماری ہی نصائح ہیں ہم آدمیوں کے
 دلوں میں باتیں الفا کرتے ہیں قال اللہ تعالیٰ شانہ وَلَقَدْ اَتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ
 اور تحقیق ہر آئینہ ہم نے لقمان کو حکمت سکھائی تھی وہ جتنی باتیں حکمت کی کہا کرتا تھا وہ سب

ہماری طرف سے الہام ہوا کرتا تھا کوئی آدمی یہ نہ سمجھے کہ اُس کی حکمت و دانائی کا خزانہ
 خاص اُسی کا تھا۔ اس کے بعد پروردگار تعالیٰ شانہ اس حکمت کی تفسیر اور تفصیل فرماتا
 ہے اور وہ تمام مسائل حکمی کی اصل ہے وہ کیا ہے پروردگار تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے
 اِنِ الشُّكْرُ لِلّٰہِ۔ اللہ کی شکرگزاری کیا کر۔ بندے کے واسطے مالک کی شکرگزاری
 سے بڑھکر کوئی نعمت نہیں دیکھو اللہ تعالیٰ شانہ کے بے انتہا بندے ہیں جن کا شمار کوئی
 محاسب نہیں کر سکتا مگر شکرگزار بندے تھوڑے ہیں اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ اچھی
 چیز تھوڑی ہی ہوا کرتی ہے۔ وہ خود اپنے کلام پاک میں اپنے شکرگزار بندوں کو قلت
 کی صفت سے یاد فرماتا ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی شَانَهُ وَفَلِیْ عِبَادِیَ الشُّکُوْدُ
 ترجمہ اور میرے شکرگزار بندے کم ہیں۔ اللہ تعالیٰ شانہ اپنی نسبت تو فرما چکا کہ اگر
 تم میری شکرگزاری کرو گے تو تمہارے ہی واسطے اُس کا فائدہ ہے اور اگر میری شکرگزاری
 نہ کرو گے تو میں تمہاری شکرگزاری سے بے پروا ہوں اور پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اپنے
 ماں باپ کا شکر کرو اس لئے کہ اُن کو تم سے امید ہے اور واقعی وہ اپنی قیمتی خدمت کے
 صلہ میں تمہاری شکرگزاری کے سزاوار ہیں اور اس میں تمہاری سعادت ہے اور اُمید شفقہ
 کی اُس حالت کو یاد دلاتا ہے کہ جو اُس کا زمانہ چلی تھا اور وہ اُس بار کو نہایت خوشی سے
 اٹھائے پھرتی تھی حالانکہ اُس وقت تک تمہاری ذات سے اُسے کوئی نفع نہیں پہنچا تھا
 اور نہ پوری امید نفع پہنچنے کی تھی اکثر بچے پیدا ہونے کے بعد زمانہ شیرخوارگی یا کچھ اُس سے
 آگے بڑھ کر مارتے ہیں مگر ادر مشفقہ کو خالص محبت ہوتی ہے پس وہ ایسی خدمت شاگانہ
 کر کے اس کی سزاوار کہیں نہ ہو کہ تم اُس کی شکرگزاری کرو میں سچ کہتا ہوں کہ میری والدہ
 کبھی مجھ سے کچھ نہیں لیا جب میں اُن کے قدموں کے نیچے رکھتا تو وہ وہاں کڑوتی تھیں
 اور فرماتیں کہ میں تم سے صرف قرآن خوانی کی امید دار ہوں کہ جو میرے عقلمندی کا نوشہ ہو
 اور جو کچھ تم مجھے دیتے ہو اسی سے بہت زیادہ تو میرے پاس موجود ہے میں اُن کے

قدّمون پر گر پڑتا اور روتا تو وہ کبھی کبھی ایک دو روپیہ لے لیتا اور سب میری لڑکی کو یا اُس کی ماں کو دیدیتا۔ میں اپنے جملہ برادران دینی سے امیدوار ہوں کہ میری والدہ محترمہ اور میری نانی صاحبہ کا فاتحہ ضرور پڑھا کریں اور ثواب قرآن خوانی سے اُن کی روح مبارک کو خوش کریں۔ یہ نیک بے بیان اپنے بچوں کے لئے کس قدر تکلیف اٹھاتی ہیں اور وہی بچے جو ان ہو کر اُن کی شفقت اور محبت کی ذرا بھی قدر نہیں کرتے میں سچ کہتا ہوں کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کی محبت ابھی تک نہیں بھولا اور انشاء اللہ تعالیٰ میں اس محبت کو قبر میں ساتھ لے جاؤں گا اور اپنے پیرو مرشد قدس سرہ کی محبت کے تحت میں اسے اپنی نجات کے واسطے وسیلہ گرداؤں گا۔

اے مادرِ عمریان من خداے تو ترا جنت بخشیدہ باشد۔ ۵

خون کہ از ہر توشد شیر و بہ طفلی خوردم	باز آن خون شد و از دیدہ برون می آید
---------------------------------------	-------------------------------------

یا اللہ میری والدہ محترمہ اور میری نانی صاحبہ کی جن کی کناں شفقت میں میں نے پرورش پائی ہے آمزش فرما آمین۔ ۵

چون مادر من بنیرِ خاک است	گر خاک بسر کنم چه باک است
دائم کہ بدین شغبِ فزائی	ز اسجا کہ تو رفشی نیائی
لیکن چه کنم کہ ناشکیبم	خود را بہ بہانہ می فرسیم

اب اللہ تعالیٰ شانہ والدین کے حقوق کے بجالانے کی تحریص کے بعد ارشاد فرماتا ہے اِلٰی الْمَصِيْرَتُمْ کو میرے پاس پھر آنا ہے اس چھوٹے سے ٹکڑے کا سیاق یہ کہتا ہے اور تافریونیوں کا حساب تو سرکاری محاسبوں کے متعلق ہے اور والدین کی ناصیحت کی کی باز پرس بندوں سے وہ مالک الملک خود فرمایا گا اللہ اکبر کیا مرتبہ والدین کا ہے اور نوجوانوں کی جماعت اس سے بالکل روگردان۔

روایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے پوچھا کہ خدمت اور سلوک کا زیادہ مستحق کون ہے آپ نے فرمایا تیری مان۔ اُس نے عرض کیا پھر کون۔ آپ نے ارشاد فرمایا تیری مان۔ اُس نے پھر عرض کیا آپ نے فرمایا تیری مان۔ اُس نے پھر عرض کیا تو بار چارم آپ نے فرمایا تیرا باپ متفق علیہ

روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مان باپ کی خوشنودی میں خدا کی خوشنودی ہے اور اُس کی ناراضی میں خدا کی ناراضی ہے رواہ الترمذی

لیکن احکام دینی اس فرمان برداری سے مستثنیٰ ہیں شرک و عصیان و ترک فرائض وغیرہم میں ان کی اطاعت نہ کرے کیونکہ یہ اُس کے احکام ہیں جو ان باپ اور سارے عالم کا خدا ہے اور اگر مان باپ اسپر زور ڈالیں اور کمال اصرار کریں تو اُن سے جدا ہوجا اور کہدے کہ تمہارے حکم سے خدا کا حکم ضروری ہو تمہاری فرمان برداری سے اُس کی فرمان برداری بہت ضروری ہے مگر اُن سے دنیاوی امور میں حسن سلوک کیا جائے کوئی گستاخی اور غلاف ادب کوئی بات نہ کرے۔ **حضرت اسماعیل بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما** فرماتی ہیں کہ زمانہ معاہدہ قریش مکہ میں میری مان میرے پاس آئیں اور اُس وقت تک وہ ایمان نہیں لائیں تھیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عرض کی آپ نے فرمایا کہ اُس سے سلوک کر متفق علیہ۔ ابو طالب کا حال خود اس کا سونڈ ہے کہ وہ کافر فرے مگر حضرت اُن کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے حالانکہ وہ حضرت کے چچا تھے۔ اس مسئلہ پر سب کا اتفاق ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی مخالفت میں مان باپ کا حکم نہ مانا جائیگا قال اللہ تعالیٰ شانہ **وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنْتَ ابْنُ ابْنِ آلِ سَرَحْمَہ** اور اُس کی راہ پر چل جو میری طرف رجوع ہوا۔ اس کے بعد وہ دونوں جہان کا مالک کیسی مہربانی سے کس محبت کا جملہ ارشاد فرماتا ہے **شَكَرَ الْإِلَٰهَ مَرَّ جَعَلَكُمْ ذَانِبًا مُكْرَمًا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ** ترجمہ میرے پاس تم کو پھر آنا ہے پھر میں تباؤ لگاؤں گا کہ تم کیا کیا کرتے تھے۔

اسلام کی مخالفت میں کسی کا حکم نہ مانا جائیگا چاہے باپ ہو یا مان یا بادشاہ۔
 اس کے بعد حضرت لقمان کی اخلاقی تعلیم کو پروردگار تعالیٰ شانہ اپنے بندوں کے
 لئے پیش کرتا ہے اور یہ دینی و دنیاوی اخلاق کا وہ مسئلہ ہے جو تمام علوم کی اصل ہے
 یعنی بندے کو پروردگار کے علم اور اس کی وسعت کو سمجھنا چاہئے جس سے وہ کسی
 جگہ پر دلیہ ہو کر گناہ نہ کرے اور یہ نہ سمجھے کہ میرا کوئی دیکھنے والا نہیں ہے جو چاہے ہونگا
 چھپ کر کرونگا پروردگار کو کیا خبر ہوگی تو یہ تو یہ آدمی نے ایسے اصول ایجاد
 کئے ہیں کہ دس بیس صد و تین مین کوئی چیز کھکھرقص لگا دو اور ایک آگ ہے وہ
 اس صند و قجر پر لگا دیکھے سب معلوم ہو جائیگا کہ اس میں کیا چیز ہے۔ بدن کے اندر
 کے مرض کی کیفیت معلوم ہو جاتی ہے۔ مگر بد نصیبی تو دیکھے جن لوگوں نے یہ آلہ ایجاد کیا
 ہے وہی پروردگار کے علم کی وسعت کے منکر۔ **العلم حجاب الاکبر۔**

حضرت لقمان اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں یٰبْنِیَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُنْ مُثْقَلًا حَبْتًا مِّنْ
 خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْعٰتِبْهَا اللّٰهُ
 اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ترجمہ اسے فرزند اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر
 ہے پھر وہ پتھر میں ہے یا آسمانوں میں یا زمین میں ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ شانہ
 حاضر کر لیا بے شک اللہ باریک بین خبردار ہے ہم کو کسی دوسری قوم سے کام نہیں ہے
 ابھی تو ہمیں اپنے ہی اسلامی بھائیوں کا ردنا پڑا ہے کہ ان کے دلوں سے اسلام کی
 عزت اور اللہ تعالیٰ شانہ کا خوف اٹھتا جاتا ہے اور ایسے بے باک ہو کر گناہ کرنے لگے
 ہیں کہ یہ یقین باقی نہ رہا کہ ایک دن ہم سے ان کی باز پرس ہوگی۔ **مسلمان** اور شراب
 پینے اور کچھ علانیہ **مسلمان** اور زنا کرین اور بے باک ہو کر **مسلمان** اور سود خوا
العیاذ باللہ۔ اب حضرت لقمان حکیم بعد اظہار وسعت علم باری تعالیٰ شانہ اس کی
 بندگی کی تعلیم فرماتے ہیں اور بندے کے لئے سب سے مقدم مالک کی بندگی ہے

جس بندے نے اپنے مالک کی بندگی نہ کی وہ کیا بندہ ہے۔ بندہ کو چاہئے کہ ہر وقت مالک کی خدمت میں کمر بستہ حاضر رہے۔ حضرت لقمان حکیم بندگی کا پہلا اصول تسلیم فرماتے ہیں اور تمام دینی اصول اس کے تحت میں ہیں۔ **يَلْبِسُ آقِيمَ الصَّلَاةِ وَأَمْرًا بِالْعَمْرِ وَنَهًا عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ طَرِيقَ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ** ترجمہ اے میرے پیارے بیٹے نماز ادا کرتا رہ۔ **فائدہ** انبیاء علیہم السلام سب نماز پڑھتے تھے اور نماز کی تاکید اپنی امت کو کرتے آئے مگر طریقہ نماز کے ادا کرنے کا مختلف رہا اور پابندی اوقات اور تعیین اوقات میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور اصل غرض نماز سے اپنی عاجزی کا اور بندگی کا اظہار ہے اپنے مالک کے سامنے تاکہ بندہ اپنے مالک کی طرف سے غافل نہ رہے اور مالک کی طرف سے غافل رہنا تمام گناہوں کی اصل ہے۔ تو حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو نماز کی نصیحت کی جو پہلا رکن اسلام کا ہے ۵

روز محشر کہ جان گداز بود اولین پریش نماز بود
لیکن یہ بات ہمیں نہیں معلوم کہ ان کے وقت میں کئے وقت کی نماز تھی اور کیونکر ادا کی جاتی تھی مگر نماز کا وجود متحقق ہے۔ بعض بزرگوں نے بیان کیا ہے کہ نماز کی ہیئت مختلف تھی۔ کہیں صرف دعا اور گریہ و زاری کا نام نماز تھا کہیں فقط سجدہ ہی پر نماز کا حکم تھا کہیں تسبیح و تقدیس و استغفار کا نام نماز تھا۔ ہمارے حضور پر نور شفیع المذنبین کے عہد مبارک میں نماز کا یہ طریقہ تعلیم فرمایا گیا کہ جو آب موجود ہے اور یہ صلوٰۃ صلوٰۃ جامعہ ہے جملہ ارکان اس میں موجود ہیں ۵

نماز از سر صدق برپائے دار کہ حاصل کنی دولت پائدار ۵
سر نوشت و از گون را راست می سازد نماز عکس محکوس نگین در سجدہ میگردد درست
سلوک کی تعلیم نے پچھلے مرید کے نفس کو مری کی اور مہذب کر لیا۔ پھر اس کو

کشاہدہ پیشانی ہو کر اُس کا جواب دے اس لئے کہ جیسا تو آدمی ہے ویسے ہی وہ آدمی
 ہیں یہ تجھ پر اللہ تعالیٰ شانہ کا احسان ہے کہ اس وقت اُن کو حاجت مند بنا کر تیرے سامنے
 حاضر کیا تو اب پہلے تجھ کو اللہ تعالیٰ شانہ کا شکر کرنا اور پھر اُن کے انجام مرام میں بدل و
 جان کوشش کرنی چاہئے۔ اب دوسری بات یہ ہے اور تیرے اخلاق درست کرنے کو
 ہے یعنی جب تجھے اُس پاک پروردگار نے مرجع غلایق کیا تو راترا سجا اور جب کہین
 آئے جائے تو اپنی پہلی رفتار بدل نہ دے جسے اُرود کے محاورے میں کہتے ہیں کہ اب تو یہ
 بہت اینٹھنے لگے۔ ارشاد ہوتا ہے وَلَا تَمْسَسْ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
 الْمُفْسِدِينَ ترجمہ اور زمین پر اکڑنا ہوا نہ چل۔ بے شک اللہ کو نہیں خوش آتا
 کوئی اترانے والا اور فخر کرنے والا۔ اب بطور حکم ارشاد ہوتا ہے - وَاقْصِدْ فِي
 مَشْيِكَ وَاعْصِصْ مِنْ صَوْتِكَ ط إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ
 ترجمہ درمیانی چال چل نہ بہت کمزور نہ زیادہ اکڑ فون والی۔ اور اپنی آواز پست کر۔ البتہ
 کردہ آوازوں میں گدھوں کی آواز ہے۔

اب میں اپنی اصل کتاب تاریخ عرب کی طرف رجوع کرتا ہوں
 موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اُس سے نرمی سے باتیں کرنا شاید وہ سمجھ جائے حضرت
 موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھے ایسا جوان بنا دوں کہ تو
 کبھی بوڑھا ہی نہ ہو۔ اور ایسا ملک دیدن کہ کوئی اُسے چھین ہی نہ سکے اور ایسی قوت
 تیرے بدن میں پیدا کر دوں ہمیشگی کے لئے کہ اہل دنیا جس کی نہایت تمنا رکھتے ہیں اور
 پھر جب مرے تو جنت میں جائے لیکن یہ باتیں بغیر اس کے نہیں ہو سکتیں کہ تو اللہ تعالیٰ
 شانہ کی وحدانیت پر ایمان لائے اور میری نبوت کی تصدیق کرے۔ فرعون نے کہا کہ
 میں اس امر میں اُس وقت شک جواب نہیں دے سکتا کہ جب تک ہمارا مان سے مشورہ
 نہ کر لوں۔ جب ہمارا مردود آیا تو اُس نے حضرت موسیٰ کا قول اُس سے بیان کیا تو وہ

یسنکر حیران ہو گیا۔ مگر کچھ سوچ کر اُس نے فرعون سے کہا کہ اب تک تو تیری رعیت تیری پرستش کرتی تھی اور اب تو خود معبود ہو کر دوسرے کی پرستش کرنے لگیگا۔ اور اُس سے کہا کہ دیکھ میں تجھے جو ان بنائے دیتا ہوں۔ اُس کے بالوں میں وسمہ لگا دیا کہ وہ سیاہ ہو گئے۔ یہی ہامان ہے کہ جس نے **خضاب** ایجاد کیا ہے اور سب سے پہلے خضاب فرعون نے لگایا ہے لہذا سیاہ خضاب مکروہ ہے اور عہدی کا خضاب سنت ہے۔

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون مردود کو اس حال میں دیکھا تو یہ بہت ڈرے تو اللہ تعالیٰ شانہ نے وحی کی موسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ تو خوف نہ کر یہ سیاہی ہمیشہ کے لئے نہیں ہے چند روز میں یہ رنگ جاتا رہیگا۔ جب حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا کہ یہ رنگ چند روز میں جاتا رہیگا اور ویسا ہی ہوا تو اُس نے کہا کہ یہ شخص ساحر بھی ہے اور عالم بھی ہے اور چاہا کہ حضرت موسیٰ کو قتل کرے تو فرعونین میں سے ایک شخص نے جو مخفی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا تھا فرعون سے کہا کہ جس کا نام خرقیل تھا آفقتلوا سر جلا ان یقولن سرابی اللہ وقد جاء کعبا لیسناک۔ کیا تم صرف اتنی بات پر ایک شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ خدا ہی کو اپنا پروردگار بتاتا ہے۔ حالانکہ وہ تمہارے پاس معجزہ بھی لیکر آیا ہے۔

حضرت موسیٰ اور ساحرون کا مقابلہ اور حضرت موسیٰ کا غالب رہنا

وَقَالُوا آسَاجِدُ وَآخَاةٌ وَأَسْرَسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ط يَا تَوَكَّلْ بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ فرعون کی قوم نے کہا جو دربار کے معززین تھے کہ موسیٰ اور اُن کے بھائی ہارون کے معاملہ کو ابھی ملتوی کر دو اور گرد نواح کے شہروں میں کچھ سپاہی

اور ہر کارے بھیج دے کہ تمام ماہران فن سحر کو جمع کر کے سرکار میں حاضر لائیں۔ چنانچہ فرعون نے ایسا ہی کیا اور تمام ملک کے ساحر جو اس کی اقلیم حکومت میں بستے تھے آسودہ ہوئے۔ بعض کہتے ہیں ستر ہزار اور بعض بہتر ہزار کی تعداد بتاتے ہیں۔ فرعون نے ان سے بڑے بڑے وعدے انعام کے کئے۔ چنانچہ فرعون کے ہاں کوئی تہوار تھا اس روز وہ مستعد ہوئے اور ان کی فرعون نے صفت جمالی اور ہزار آدمی تماشا دیکھنے کو اکٹھے ہوئے یہ بہت بڑا مجمع ہے کہ جسمیں ستر ہزار تو ساہری تھے اور فرعون کی فوج وہ اس شمار سے باہر ہے اور تماشا لی ان کا ہجوم علیحدہ ہے۔ اس طرف صرف موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام ہیں یہ تعداد ختم ہو چکی۔ حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں عصا ہے۔ اور فرعون اپنے ارکان سلطنت کے ساتھ دربار میں بیٹھا ہے۔ حضرت موسیٰ نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ وَنُفُوسُ كَا تَقْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُم بِعَذَابٍ أُخِذَ تَرَجُّمُهُمْ أَن سَاحِرُونَ كَاجْمَعٍ دِيكُكُمْ حَضَرَتْ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرِيَا كَ كِيُون تَهْمَارِي شَامِتَ آتَىٰ هَ خَدَا سَ كُون وَمَكَان بَادِشَاه دَوَهْمَانِ بِرَجَادُو كِي جَهْوَلِي تَهْمَتَ نَه لَكَ وَنَهْمِن تَوُو هَمْ بِر كُولِي عَذَابِنَا نَزَلَ كَ نَفِيسَت وَنَا بُو دَر دِيكََا۔

ساحرون نے آپس میں باتیں کیں کہ اس میں تو ساحرون کی سی باتیں نہیں ہیں۔ پھر ان ساحرون نے کہا قَالُوا لَنَا وَتَيْنَاكَ بِسِحْرٍ لَمْ نَزِرْ مِنْكَ وَقَالُوا لِعِيسَىٰ فِرْعَوْنُ إِنَّا لَنَنحْنُ الْعَالَمُونَ تَرَجُّمُهُمْ پھر وہ لوگ بولے کہ ہم جادو دکھائی گئے کہ تھے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ اور قسم ہے فرعون کے اقبال کی ہم تم پر غالب رہیں گے۔ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّمَا أَنْتَ ابْنُ مَرْثَىٰ ذَلِكُ أَتَقُولُ لِلَّذِينَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُلَاقُونَكَ وَتَقُولُ لِلَّذِينَ لَا يَجِدُونَ كَيْدَكَ فَتَقُولُ لَهُمْ قَاتِلُوا فَيَمُوتُوا وَهُمْ لَا يَأْمُرُونَ بِالْقَاتِلِ إِلَّا يَتَوَلَّوْنَ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ ابْنُ مَرْثَىٰ ذَلِكُ أَتَقُولُ لِلَّذِينَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُلَاقُونَكَ وَتَقُولُ لِلَّذِينَ لَا يَجِدُونَ كَيْدَكَ فَتَقُولُ لَهُمْ قَاتِلُوا فَيَمُوتُوا وَهُمْ لَا يَأْمُرُونَ بِالْقَاتِلِ إِلَّا يَتَوَلَّوْنَ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ ابْنُ مَرْثَىٰ ذَلِكُ أَتَقُولُ لِلَّذِينَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُلَاقُونَكَ وَتَقُولُ لِلَّذِينَ لَا يَجِدُونَ كَيْدَكَ فَتَقُولُ لَهُمْ قَاتِلُوا فَيَمُوتُوا وَهُمْ لَا يَأْمُرُونَ بِالْقَاتِلِ إِلَّا يَتَوَلَّوْنَ

تو کیا نظر آیا کہ وہ بڑے بڑے سانپ ہو گئے جیسے ہاڑ ہوں اور تمام میدان اُن سے بھر گیا اور ایک دوسرے پر چڑھ چڑھ کر چلنے لگے **فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهِمْ خِيفَةٌ مُّوسٰی اِس سے** حضرت موسیٰ علیہ السلام کچھ ڈرے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی **اَلَنْ مَسٰنِیْ فِیْ یَّمِیْنِیْكَ تَلْقَفُ مَا مَصْنَعُوْا** فرمایا پروردگار تعالیٰ شانہ نے کہ یہ عصا جو تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے اُسے زمین پر ڈال دو کہ ان کے اژدہوں کو ایک دہم میں نکل جائے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اپنا عصا ڈال دیا تو کیسا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک بہت بڑا اژدہا ہو گیا اور اُن ساحرون کے طلسمی سانپوں کو نکلنے لگا یہاں تک کہ اُن سانپوں کا کوئی نشان باقی نہ رہا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کو پکڑ لیا اور وہ جیسا کا تیسا ہو گیا۔

ساحرون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا اور فرعون کا انہیں اور خرقیل اور اُس کی زوجہ کو قتل کرنا

روایت ہے کہ اُن ساحرون کا ایک امّتاڈ تھا اور اُس کی بہت بڑی عمر تھی اور وہ اندھا ہو گیا تھا اُس سے اُس کے شاگردوں نے کہا کہ موسیٰ کا عصا ایک عظیم الجثہ اژدہا ہو گیا ہے اور وہ ہماری لاٹھیوں اور رسیوں کو نکل گیا ہے اُس نے پوچھا تو کیا وہ ابھی تک نیست و نابود نہیں ہوا اور نہ اپنی پہلی حالت پر آیا ہے شاگردوں نے کہا نہیں۔ اُس نابینا آدمی نے کہا کہ یہ سحر نہیں ہے۔ پھر یہ کبکڑ سجدہ میں گر پڑا اور اُس کے سب شاگردوں نے اُس کی تقلید کی اور کہا **وَقَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ مُّوسٰی وَ هٰارُوْنَ** ایک بار سب ساحر بول اُٹھے کہ ہم پروردگار عالم پر جو موسیٰ اور ہارون کا پروردگار ہے ایمان لائے فرعون کو ان ساحرون کا ایمان لانا نہایت گراں گزرا۔

قَالَ فِرْعَوْنُ اَمَنْتُمْ بِهِ قَبْلَ اَنْ اُذِنَ لَكُمْ اِنَّتُمْ لَكِبْتُمْ كُذِّبْتُمْ الَّذِي عَلَّمَكُمُ
 السِّحْرَ فَلَا تُقِطَعْنَ اَيِّدِيكُمْ وَارْجُلُكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَلَا تَصْلَبْكُمْ فِي
 جُذُوْعِ النَّخْلِ - فرعون نے کہا۔ کیا اس سے پہلے کہ میں تم کو اجازت دوں تم موسیٰ پر
 ایمان لے آئے ہو موسیٰ ہی تمہارا بڑا گروہ ہے جس نے تم کو جا دو سکھا یا ہے ہم تمہارے
 ہاتھ پاؤں اُلٹے سیدھے کاٹینگے اور تم سب کو سولی پر چڑھائینگے۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا
 اور اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور اُن کو قتل کر ڈالا اور وہ کہہ رہے تھے رَبَّنَا اَفْرِجْ عَلَيْنَا
 صُبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ۔ پروردگار اب ہم پر صبر کے دمانے کھول دے اور ہم کو ایسا
 کر کہ تیری اطاعت میں مرین۔ کیا اللہ کی شان ہے یہ لوگ صبح کو کافر تھے اور شام کو
 باایمان ہو کر شہید ہوئے۔ اور خرقل جو فرعونین میں سے تھا مومن تھا اور اپنا ایمان
 چھپاے ہوئے تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ یہ بنی اسرائیل تھا اور ایک جماعت کہتی ہے
 کہ یہ وہی بڑھئی تھا جس نے موسیٰ کے لئے صندوق بنایا تھا جس میں یہ رکھ کر نباد لئے گئے
 تھے۔ جب اُس نے دیکھا کہ موسیٰ کو ساحرون پر غلبہ حاصل ہو گیا تو اُس نے اپنا ایمان
 ظاہر کر دیا لہذا فرعون نے اُسے بھی ساحرون کے ساتھ قتل کر ڈالا۔ اُس کی ایک بی بی
 تھی وہ بھی مومنہ تھی اور اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھی اور وہ فرعون کی بیٹی کی
 مشاطہ تھی ایک مرتبہ وہ اُس کو آراستہ کر رہی تھی کنگھی اُس کے ہاتھ سے گر گئی اُس نے
 بسم اللہ کہہ کر اٹھالی۔ فرعون کی بیٹی نے کہا کیا تیری مراد اللہ سے میرا باپ ہے اُس نے کہا
 نہیں۔ بلکہ اُس ذات پاک سے مراد ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے اور تیرے باپ کو بھی
 اُسی اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اُس لڑکی نے یہ بات اپنے باپ فرعون سے کہی۔ فرعون نے
 اُسے اور اُس کے بچوں کو بلایا۔ اور پوچھا کہ تمہارا پروردگار کون ہے۔ اُس نیک بخت
 بی بی نے کہا کہ میرا اور تیرا اور تمام عالم کا وہی ایک پروردگار ہے جس نے زمین و آسمان
 اور ساری مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔ یہ سن کر فرعون نے کہا ایک تنور لائیں پھر اُسے اور اُسکی

اولاد کے عذاب دینے کے لئے اُس تنور کو گرم کرین وہ نیک بخت بی بی بولی کہ میری ایک عرض ہے اگر آپ اُسے سن لیں اور مان لیں تو بڑی مہربانی ہو۔ فرعون نے پوچھا وہ کیا ہے۔ کہا کہ میری اور میرے بچوں کی ہڈیاں جمع کر دی جائیں اور انہیں دفن کر دیا جائے۔ فرعون نے کہا کہ اسکی اجازت ہے۔ اور حکم دیا کہ اس کی اولاد کو ایک ایک کر کے تنور میں ڈال دیں۔ چنانچہ اُس کی تعمیل کی گئی۔ ان میں سب سے آخر ایک ننھا بچہ تھا۔ اُس نے اپنی مان سے کہا کہ اے مان تو اس مصیبت پر صبر کر تو ہی حق پر ہے۔ اس پر مان اور وہ بچہ دونوں تنور میں ڈال دئے گئے۔

آسیہ کا حضرت موسیٰ پر ایمان لانا اور فرعون کا انہیں بھی قتل کرنا

آسیہ بنت مزاحم یعنی زوجہ فرعون بنی اسرائیل میں سے تھیں۔ بعض دوسرے قبیلہ سے بنائے ہیں لیکن یہ مومنہ ہو گئی تھیں اور اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھیں جب وہ مشاطہ قتل کر دی گئی تو آسیہ نے دیکھا کہ فرشتے اُس کی روح کو آسمان کی طرف لئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کی بصارت ایسی کر دی تھی کہ انہوں نے فرشتوں کو دیکھ لیا تھا۔ اور جس وقت اُس مشاطہ پر ظلم ہو رہا تھا تو آسیہ اُسے دیکھ رہی تھیں۔ جب اُن کو یہ واقعہ نظر آیا تو اُن کا ایمان اور بھی مضبوط ہو گیا۔ اور اُن کو یو یقین ہو گیا کہ موسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں اور وہ اسی خیال میں تھیں کہ فرعون گھر میں آیا اور اُن سے مشاطہ کا حال بیان کیا۔ آسیہ نے کہا کہ تیری شامت آئی ہے جو تو اللہ تعالیٰ شانہ سے جنگ کرنے پر کمر باندھتا ہے۔ فرعون نے کہا کہ تجھے بھی وہی خبط معلوم ہوتا ہے کہ جو مشاطہ کو ہو گیا تھا۔ آسیہ نے کہا میں مجنوں نہیں ہوں میری عقل ابھی تک درست ہے جب تو میں سمجھ بوجھ کر اُس کا نشیب و فراز دیکھ کر تمام جہان کے پروردگار پر ایمان لائی ہوں بہت بڑی

بے عقلی کی بات تو یہ ہے کہ آدمی اپنی مجبوریوں پر مطلع ہو اور اپنے خالق کی ہزاروں لاکھوں نشانیان دیکھے اور مالک کو نہ پہچانے گھوڑا حیوان ہے اور کتا ناپاک ہے مگر مالک شناسی کی صفت نے اُسے اور اور حیوانوں سے ممتاز کر دیا۔ افسوس ہے کہ انسان مالک شناس نہ ہو اور یہ تمام مخلوقات سے افضل ہے۔ تجھے خدائی کا دعوے ہے تو میں تجھ سے یہ پوچھتی ہوں کہ تیرے پیارے مان باپ مر گئے تو نے اُن کو کیوں زندہ نہ رکھا جب میں جانتی کہ تو خدا ہے کہ اپنے مان باپ کو نہ مرنے دیتا۔ اللہ کی صنعت میں سے تو آسمان ہے زمین ہے۔ دریاہیں پہاڑ ہیں عمدہ عمدہ اشجار ہیں بڑے بڑے روشن ستارے ہیں۔ ایک آفتاب ہی ہے کہ تمام دنیا کو روشن کر دیتا ہے۔ مانتاب ہے کہ شب کے وقت اُس کی چاندنی کا اثر دنیا کو کیا کیا فائدہ پہنچا رہا ہے اور دن کے وقت جو آفتاب نے زمین کو گرم کیا تھا اُس حرارت کو اس نے ٹھنڈا کر دیا اور زمین تر ہو گئی دن کو پھر آفتاب نکلا اور اُس تری کو اعتدال کی حالت میں رکھا اور جتنی برودت زیادہ تھی اُس کو کھینچ لیا۔ تاکہ امراض شقی پیدا ہو کر مخلوق کو ہلاک نہ کریں تو جو خدائی کا دعوے کر رہا ہے تو نے بھی ایسی کوئی مخلوق پیدا کی ہے اور اُس کے واسطے ایسا شائستہ انتظام کیا ہے یا نہیں خدائی کا دعوے کر رہا ہے۔ مردود فرعون نے اپنی ساس کو بلایا اور کہا کہ تیری بیٹی پر بھی وہی خبط سوار ہوا ہے جو مشاطہ کو تھا اور فرعون نے قسم کھائی کہ اگر اس نے موسیٰ کے خدا سے بیزاری ظاہر نہ کی تو اسے بھی اُسی طرح قتل کرونگا جیسے مشاطہ کو قتل کیا تھا لہذا بی بی آسیہ کی والدہ نے اُنہیں خلوت میں لیجا کر بہت سمجھایا کہ وہ اپنے اس ایمان سے بیزاری ظاہر کریں مگر آپ نے یہ بات قبول نہ فرمائی اس واسطے مردود فرعون نے اُن کو انواع و اقسام کے عذاب سے شہید کیا۔

روایت کرتے ہیں کہ جب اس بی بی نے موت کا سامان دیکھا تو کہا تَبِیْنِیْ
عِنْدَ رَبِّیْ تَافِی الْجَنَّةِ وَتَجِیْنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِہٖ وَتَجِیْنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ

ترجمہ اے میرے پروردگار میرے واسطے اپنے پاس جنت میں ایک مکان بنا۔ اور مجھے فرعون اور اُس کے عمل سے بچا۔ اور مجھے ان ظالموں سے نجات دے۔ پس پروردگار تعالیٰ شانہ نے اُن کی بصارت کو کھول دیا۔ لہذا اُن کو رحمت کے فرشتے نہایت پاکیزہ صورت میں نظر آئے اور اللہ تعالیٰ شانہ نے جو اُن کی عزت کا سامان اُن کے واسطے کیا تھا وہ بھی ملاحظہ کرایا گیا یہ اُس کو دیکھ کر خوش ہوئیں اور ہنسین فرعون نے کہا کہ دیکھو اس مجنون کو اس کے جنون کی یہاں تک حالت پہنچی ہے کہ اپنے مرنے کا سامان دیکھ کر خوش ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ شانہ اُن پر فضل و کرم فرمائے وہ پاک بی بی تھیں اُسی حالت میں اُنہوں نے دنیا کو چھوڑا اور جو ارجمت پروردگار میں جگہ پائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

فرعون کا بنی اسرائیل کو انواع و اقسام کی تکلیفات سے ستانا اور موسیٰ علیہ السلام کا اُن کو تسلی دینا

جب فرعون نے دیکھا کہ اُس کی قوم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رعب چھا گیا۔ تو اُس کو بڑی تشویش پیدا ہوئی کہ اُس کا دعویٰ خدائی باطل ہو اچاہتا ہے تو اُس نے ایک حیلہ سوچا اور اپنے وزیر سے کہا یَا هَامَانَ ابْنِ لِي صَرْحًا لَعَلِّيْ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطْلِعَ اِلٰی اللّٰہِ مُوسٰی وَاِنِّیْ لَا ظَنُّنَا کَاذِبًا ترجمہ اے ہامان تو میرے لئے ایک منارہ بنوا شاید ہمیں وہ راستے جو آسمان پر چڑھنے کے ہیں ملجائیں پھر ہم موسیٰ کے خدا تک پہنچ جائیں۔ لیکن ہم تو اُسے جھوٹا سمجھتے ہیں۔ پس ہامان نے چونہ بنوایا اور یہی چوئے کا موجد ہے۔ پھر اُس نے کاریگروں کو جمع کیا اور سات برس میں اُسے بنوایا اور اتنا بلند کیا کہ دنیا میں اُس سے زیادہ اونچی کوئی عمارت نہ تھی۔ موسیٰ علیہ السلام پر یہ عمارت بہت گراں تھی موسیٰ علیہ السلام بڑے بھولے نبی تھے لہذا اللہ تعالیٰ شانہ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی اور یہ جو اُس کی شر سے خوفناک تھے مطمئن کر دیا کہ یہ تمہارا

کچھ نہیں کر سکتا اسپریم کو غلبہ ہوگا چنانچہ بہت جلد وہ عمارت بحکم خدا زمین پر گرا دی گئی اور پھر اُسے حوصلہ اُس کے بنانے کا نہ ہوا۔ جب فرعون نے اللہ تعالیٰ شانہ کی یہ قدرت دیکھی کہ ایسی مستحکم عمارت چشمِ زدن میں نیست و نابود ہو گئی۔ تو اُس نے دوسرا پہلو اختیار کیا۔ عام حکم دیدیا کہ جملہ بنی اسرائیل کے ساتھ قطعی ظلم کا برتاؤ کریں اور تکلیف دین چنانچہ اُس بے انصافی کا برتاؤ ہونے لگا۔ فرعون مردود کے ملازم بنی اسرائیل سے ایسی سخت مشقت لینے لگے جو ان کی طاقت سے باہر تھی۔ پہلے یہ دستور تھا کہ ان سے کام لیا کرتے تھے اور کھانے کو دیا کرتے تھے۔ اب کام بیگار میں لینے لگے وہ غریب دن بھر تو مفت کام کریں شب کو اپنے پیٹ بھرنے کے لئے کچھ اور کام کریں۔ اب بنی اسرائیل نے نہایت بے صبر ہو کر حضرت موسیٰ سے شکایت کی آپ نے فرمایا۔ اَسْتَعِينُوا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوا اِنَّ الْاَكْرَضَ لِلّٰهِ يُؤْتِيْهِمْ مِّنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ طَوَّاعًا قَبْلَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوُّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا وَاَتَمَلُوْنَ ۝ ترجمہ اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو رہو ملک تو سب اللہ ہی کا ہے۔ اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے مالک بنا دیتا ہے اور انجامِ بخیر ہوتا ہے پرہیزگاروں ہی کا۔ اب وہ وقت قریب آ پہنچا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ تمہارے دشمن کو ہلاک کر ڈالے اور تمہیں اُس کی جگہ ملک کا مالک بنائے۔ دیکھئے کہ پھر تم کیسے عمل کرتے ہو۔ آپ نے قوم کو تسلی تو دی مگر ظلم اُن پر اس قدر ہو رہا تھا کہ وہ تسلی کافی نہ ہوئی اور اُن کی شکایت اور عرض معروض کا سلسلہ کم نہ ہوا اور جب کچھ امید برانے کے ظاہری اثر بھی نہ پائے گئے تو ناچار حضرت موسیٰ علیہ السلام خانہ نشین ہو گئے۔ اس خانہ نشینی کو بہت تھوڑا زمانہ گزرا تھا کہ قوم فرعون پر عذاب کے مقدمات شروع ہو گئے۔ پہلا عذاب تین برس کا قحط پڑا تو فرعون مردود کہنے لگا کہ یہ سب موسیٰ اور اُسکی قوم کی شامت اعمال سے ہے انہیں باتوں سے وہ ہم پر سحر کرتا ہے لیکن ہم اُس کو

ہرگز نہ مانینگے۔ فَأَمْرٌ سَلَّ عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ۔ دوسرا عذاب پھر اُن پر طوفان آیا یعنی دریا سے نیل اتنا چڑھا کہ تمام باغات اور کھیت اور مکانات اُن کے بہ گئے اور بنی اسرائیل کے گھر محفوظ رہے۔ بعض روایت میں یوں ہے کہ سات ہفتے تک برابر پانی برسایا ایک دن کے لئے بھی نہ کھلا اور مضر میں اتنا پانی بھر گیا کہ قبطیوں کو گھر میں کہیں بیٹھنے کی جگہ نہ تھی۔ بچے تو بلند یوں پر بٹھا دئے گئے اور جوان اور بوڑھے گھروں میں کھڑے تھے اتنا پانی تھا کہ جو بیٹھتا وہ ڈوب جاتا اور خدا کی قدرت دیکھئے کہ بنی اسرائیل کے گھر دن میں ایک قطرہ بھی پانی کا نہ تھا باوجودیکہ ان کے اور اُن کے گھر مخلوط تھے دیوار بدلیوار۔ لہذا قبطی فرعون سے ناشتی ہوئے مگر فرعون کا حکم خدا کے بھیجے ہوئے عذاب پر کیا چل سکتا تھا۔ اب قبطیوں کو معلوم ہو گیا کہ فرعون تو مجبور محض ہے وہی خدا ہے جس نے طوفان بھیجا ہے اور پانی اُس کا فرمان بردار ہے ناگزیر مثل ہے مرنے کا نہ کرتا فرعون کو سوا اس کے اور کچھ بن نہ پڑا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عاجزانہ طریقے سے عرض کی کہ شہر مصر برباد ہو جاتا ہے مخلوق مری جاتی ہے اپنے خدا سے کہئے کہ اس بلا کو ہم لوگوں کے سروں سے اٹھالے تو ہم سب ایمان لائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی وہ طوفان فوراً جاتا رہا۔

اولیاء است قدرت از اللہ تیر جستہ باز گرداند ز راہ

بعض روایت میں یوں ہے کہ قبطیوں پر بلاے طاعون نازل ہوئی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے یہ بات نکلے اور مشہور ہوئی اور فرعون تک پہنچی تو اُس نے حکم دیا کہ آج کی شب ایک آدمی قبطیوں کا اور ایک بنی اسرائیل کا ملکر ہیں کہ اگر بلا آئی تو دونوں پر پڑے مگر اللہ تعالیٰ شانہ کا غضب تو نافرمان اور فرمان بردار بندوں کو پہنچاتا ہے اور خوب پہنچاتا ہے اور سوا اسکے بلا خود پہنچانتی ہے کہ میں اسکے لئے بھیجی گئی ہوں اللہ تعالیٰ کے احکام میں غلطی کو کیا دخل ہے ہر چند فرعون نے روک تھام

کی مگر کیا ہوتا ہے جب بلا آئی تو قبطیوں ہی پر۔ بنی اسرائیل اور قبطیوں کو جو فرعون نے گڈ بڈ کر دیا تھا طاعون نے اُن میں سے اپنا شکار چُن لیا۔ اسی ہزار سردار قبطیوں کے ہلاک ہوئے اور عوام الناس اور بہائم کا شمار نہیں اور بنی اسرائیل کا ایک آدمی بھی نقصان نہ ہوا۔

روایت ہے کہ سات روز تک یہی معاملہ رہا اللہ سے شدت کفر ان سب بلاؤں پر بھی وہ اپنے کفر و طغیان سے نہ پھرے بلکہ شدت کفر ان کی اور بڑھ گئی اور کہتے لگے کہ بعد قحط کے ہمارے کھیت اور باغ طوفان سے کیسے سرسبز ہوئے ہیں یہ بلا بلا نہیں ہے بلکہ عطا ہے بس ایک ہفتہ کے بعد ہی اللہ تعالیٰ شانہ نے مڈیوں کو حکم فرمایا کہ وہ نکلیں سارے کھیت جو سرسبز و شاداب نظر آ رہے تھے کھا گئیں اور سات روز تک اُن کا ہجوم رہا یہاں تک کہ کھیت میں غلہ کا ایک دانہ اور درختوں کی ڈالیوں میں کوئی پتہ باقی نہ رہا۔ سب قبطی جمع ہو کر حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے پاس آئے اور بہت عاجزی سے عرض کی کہ اگر یہ بلا جاتی رہے تو ہم ایمان لاویں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو ایک ایسا جھونکا ہوا کا آ یا کہ جس نے سب مڈیوں کو اڑا کر دریا میں ڈال دیا اُس وقت اُن کافروں نے یہ کہا کہ جو کچھ غلہ باقی رہ گیا ہے اُسے جمع کر کے سال بھر کھا لینگے مگر ایمان موسیٰ کی نبوت پر نہ لائینگے۔ پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے چھڑیاں یعنی جم جوئیں جنہیں قحط بھی کہتے ہیں اُن کو قبطیوں پر بھیجا پکڑوں میں پکڑ گئیں اور رکھا ہوا غلہ بھی کھا گئیں پھر حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور ایک مرتبہ قول و قرار بڑے استحکام کے ساتھ کر گئے کہ بیشک ایمان لائینگے پھر آپ کی دعا سے وہ بلا جو کُن کی دفع ہوئی ایک ہفتہ تک مطمئن رہے اور ایمان نہ لائے۔ پھر پروردگار تعالیٰ شانہ نے مڈیوں کو بھیجے اور اُن کی یہ کثرت ہوئی کہ جس نے مڈیوں سے زیادہ ان کو پریشان کر دیا اور قدرت خدا کی یہ کہ بنی اسرائیل اور قبطی بالکل مٹے جلے رہتے تھے وہ اُن عذابوں سے

محفوظ اور قطبی اُس میں مبتلا۔ پھر عہد و پیمان ہوئے اور دعاے موسیٰ علیہ السلام سے وہ بلا دفع ہوئی اور ایک ہفتہ تک محفوظ رہے اور پھر ایمان نہ لائے ایکے بار اللہ تعالیٰ شانہ نے دریاے نیل کو خون کر دیا اور تمام کنوئیں اور نہرین اور حوض قبطیوں کے خون سے لبریز ہو گئے مگر پھر بنی اسرائیل اس عذاب سے محفوظ رہے یہاں تک کہ ایک ہی گھاٹ سے بنی اسرائیل اور قبطیوں نے ایک ہی وقت میں پانی پیا۔ بنی اسرائیل کے لشکے میں پانی اور قبطیوں کے لشکے میں خون پھر قوم نے فرعون کے کہنے سے آکر موسیٰ علیہ السلام سے حسب معمول عاجزی کی اور وہ بلا دفع ہوئی اور پھر کچھ عرصہ بدستور اپنے کفر میں مبتلا رہے چنانچہ وہ پاک پروردگار تعالیٰ شانہ اپنے کلام میں ارشاد فرماتا ہے:

فَارْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَحَّمَ اَذًى وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالْدَّمَ اَيَّامًا مُّفَصَّلًا فَاسْتَكَبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ تَرْجُمُهُ يَعْنِي بھيجا ہمنے اُن پر پانی کا عذاب اور ٹڈیوں کا اور چھڑی یعنی جم جو میں اور مینڈکوں کا اور خون کا جدا جدا پھر بھی تکبر ہی کرتے رہے اور تھے وہ لوگ گنہگار **فائدہ** یہ سب بلائیں فرعون پر ایک ایک ہفتہ کی مدت سے نازل ہوئیں اور یوں ہوتا تھا کہ اول حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون سے کہہ آتے تھے کہ اللہ تعالیٰ شانہ تجھ پر یہ بلا بھیجے گا وہی بلا آتی تھی پھر وہ مضطرب ہوتے اور آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خوش آمد کرتے جب اُن کی دعا سے وہ بلا دفع ہو جاتی تو پھر بدستور سابق اپنے کفر میں مبتلا رہتے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے ایمان سے مایوس ہوئے تو پروردگار سے التجا کی کہ اے میرے مہربان مالک مجھے فرعون اور اُس کے لشکر سے نجات دے اور مجھ بتاکہ میں بنی اسرائیل کو کیونکر اس ملک سے اپنے ساتھ لیکر نکل جاؤں۔ حکم ہوا کہ رات کو ان لوگوں کو اپنے ہمراہ لیکر نکل جا۔ البتہ وہ تیرا پیچھا کریں گے مگر تجھ کو نہ پائیں گے۔

کعب احبار سے روایت ہے کہ جب فرعون کے جادوگر حضرت موسیٰ پر ایمان لائے

اُس وقت سے موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے نکلنے کے وقت تک بیس برس گزرے تھے اور آیاتِ نشیۃ اسی عرصہ میں ظاہر ہو گئیں اور اہل کتاب کے نزدیک یہ آیات بینات گیارہ مہینے میں واقع ہوئیں اور اس عرصہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر اسی برس کی ہو گئی اور اہل تاریخ کا مذہب ہے کہ مدتِ ظہور آیاتِ تین برس گیارہ مہینے کی تھی مگر اصح یہ ہے کہ چالیس برس حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں رہے اور اسی عرصہ میں یہ سب امور واقع ہوئے **معالم التنزیل** میں ابنِ جریر سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ چار چار گھر کے آدمی بنی اسرائیل سے ایک گھر میں داخل ہوں اور بکریوں کو ذبح کر کے خون دروازوں پر چھڑک دیں اور اپنے گھروں کو چراغ جلتے ہی چھوڑ دیں کہ اُس وقت ملائکہ عذاب کے آئینگے اور جس گھر پر خون کا نشان نہ پائینگے اُس میں داخل ہونگے اور اپنا کام شروع کر دیں گے اور یہ بات بھی سمجھا دی کہ سب اسبابِ سفر مہیا کر رکھیں۔ سب کو دریا کے پار جانا پڑ گیا اور فرعون اپنی فوج لیکر تمھارا تعاقب یعنی پیچھا کر گیا لیکن تم تک نہ پہنچا۔ اور اللہ تعالیٰ شانہ تم کو اُن کی شر سے نجات دے گا اور شکرا و کفار غرق ہونگے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے سرداروں سے فرمادیا انہوں نے اپنے تمام فرقے کے لوگوں کو اطلاع دی وہ سب جمع ہوئے یہاں تک کہ جو کوئی قبطیوں کا نوکر یا کہ مبتلا تھا وہ بھی حاضر ہوا اور اور حسبِ ایمانے وحی چار گھر والے ایک گھر میں جمع ہوئے اور نشانیاں خون کی کر دیں اُسی رات کو وہ باقوم فرعون پر آئی کہ ہر قبطی کا پہلو ٹھا بیٹھا گیا وہ لوگ اس غم میں مصروف رہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام محرم کی نوین تاریخ یکشنبہ کے دن مصر سے نکلے اور اہل کتاب کہتے ہیں کہ شبِ پنجشنبہ اور شعبان کی گیارھویں تھی یہود اُس برس کے پنجشنبہ کو عید الفطر کہتے ہیں صحیح روایت یہ ہے کہ جب قوم حسبِ حکم وحی جمع ہوئی تو یہ خبر فرعون کو پہنچائی گئی اُس نے متوہم ہو کر بنی اسرائیل کے سردار دن سے پوچھا کہ

اجماع کا کیا سبب ہے اُن لوگوں نے کہا کہ کل یوم عاشور ہے اور یہ دن آدم علیہ السلام کی ولادت کا ہے ہم چاہتے ہیں کہ بیرون شہر جمع ہو کر عبادت کریں۔ فرعون نے اجازت دیدی۔ بنی اسرائیل کے لوگوں نے قبطیوں کی عورات سے چاندی سونے کے زیورات مستعار مانگ لئے اور عمدہ عمدہ پوشاکیں بھی اُن سے مانگ لیں اور عید کے بہانے اپنے خیمے شہر کے باہر ڈال دئے یہاں تک کہ آخر شب سب وہاں جمع ہو گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُسی شب کو وہاں سے کوچ فرمایا جب عین الشمس پر جلوہ فرما ہوئے تو لشکر کا شمار چلہ لاکھ ستر ہزار تھا بروایت صحیحہ۔ اور بعض چلہ لاکھ بین ہزار بتاتے ہیں مگر ان میں ستر برس کے بوڑھے اور بسنت سالہ جوان اور عورات کا شمار نہیں ہے۔ بعد ازاں مقدمۃ الجیش حضرت ہارون علیہ السلام ہوئے اور مینہ اور یسیرہ اسباط یہود اور لاوی کو ملا اور قلب لشکر میں حضرت یوشع بن نون علیہ السلام مع اسباط یوسف علیہ السلام اور بن یامین ہوئے اور سب کے پیچھے خود بنفس نفیس حضرت موسیٰ علیہ السلام جلوہ افروز ہوئے اثنائے راہ میں ایک جنگل ملا وہاں راہ بھول گئے اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پیران کن سال سے استفسار کیا اور سب پوچھا۔ وہ بولے کہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے وفات کے قریب یہ وصیت فرمائی تھی اور اپنی اولاد اور بھائیوں سے عہد و پیمان مضبوط لیا تھا کہ جب تم کو مصر سے نکلنا پڑے تو میرا تابوت یہاں سے ہمراہ لیجانا اور میرے آبا و اجداد کے قریب رکھ دینا اور آپ لوگ مصر کو چھوڑتے ہیں اور تابوت یسین راجا جاتا ہی آپ کے ہمراہ نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ آپ نے راہ گم کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تا یوسف یوسف علیہ السلام کہاں ہے نشان دو تو اُسے ہمراہ لے چلیں اُن لوگوں نے کہا کہ ہمیں وصیت تو معلوم ہے مگر تابوت کا مقام نہیں معلوم۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ آواز بلند کیا کہ اُس شخص کو خدا کے تعالےٰ نشانہ کی

قسم ہے کہ تابوت یوسف کا نشان معلوم ہو وہ میرے سامنے آئے اور خبر دے مگر کسی نے
 اقرار نہ کیا مگر ایک عورت ضعیفہ مریم نام حاضر ہوئی۔ اُس نے کہا کہ میں حضرت یوسف کے
 تابوت سے واقف ہوں مگر بیان نہ کرونگی جب تک مجھ کو دو چیزیں نہ ملین گی۔ حضرت
 موسیٰ علیہ السلام نے کچھ توقف کیا تھا کہ وحی آئی کہ جو یہ ضعیفہ کہے اُسے منظور کرو چنانچہ
 آپ نے اُس ضعیفہ سے کہا کہ بیان کر تیری درخواست قبول کی جائیگی اُس نے کہا ایک تو
 یہ ہے کہ میں پیرانہ سالی کے سبب سے چلنے سے مجبور ہوں مجھے کوئی سواری ملے اور دوسری
 بات یہ ہے کہ میں بہشت میں آپ کے ساتھ آپ کے درجہ میں رہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
 نے قبول فرمایا۔ اُس وقت اُس ضعیفہ بہشت کی بی بی نے التماس کی کہ تابوت حضرت
 یوسف علیہ السلام کا دریا سے نیل میں فلان مقام پر رکھا ہے۔ چنانچہ فوراً حضرت موسیٰ
 خود دریا سے نیل پر تشریف لے گئے اور سنگ مرمر کا تابوت نکال لائے۔ خود لیکر آگے آگے
 لشکر کے چلے کہ راہ جو بھولی ہوئی تھی مل گئی۔ بنی اسرائیل بھی اُفتان و خیزان کنارے کنارے
 دریا کے پیچھے لگے ہوئے پہنچے۔ المختصر بنی اسرائیل دریا پر نہ پہنچے تھے کہ بروایت صحیح
 صبح ہو گئی اور فرعون واقف ہوا تو اُس نے نہایت غضبناک ہو کر نقیب و چوہدار بھیج کر
 اطراف بیت المقدس سے سوار طلب کئے اور مستعد ہوا چونکہ اُس دن لوگوں پر آفت تھی
 اور اپنے اپنے لڑکوں کی تجنیز و تکفین میں مشغول تھے اس لئے وہ بڑی مشکل سے
 اپنے اپنے گھروں سے نکلے اور سورج نکلنے فرعون بھی بڑے جاہ و حشم سے سوار ہوا۔
 اور بہت بڑی فوج اُس کے ہمراہ تھی جس کا مشرہ بیان بعض نفوس کے نزدیک مبالغہ
 سمجھا جائیگا لہذا وہ بیان قلم انداز ہوا۔ الغرض دستوں محرم کو موسیٰ علیہ السلام کا لشکر
 آفتاب نکلنے کے وقت دریا کے قریب پہنچا اور گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز پیچھے سے سنائی دی
 معلوم ہوا کہ فرعون کا لشکر آپہنچا بنی اسرائیل بہت بیقرار ہوئے اور حضرت موسیٰ
 علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اب وہ وعدہ کہاں ہے اگر اب کی بار فرعون نے پکڑ لیا تو

ضرور قتل کر ڈالیگا۔ اب ہم دریا کے سبب سے آگے بڑھ نہیں سکتے اور کشتیان اتنی رل رہی
 نہیں سکتیں اور پلٹ بھی نہیں سکتے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے ساتھ میرا
 رب ہے مجھ کو راہ بتائیگا۔ **فائدہ**۔ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجاست +
 اس مقام پر موسیٰ علیہ السلام نے معیت کو مقدم فرمایا اِنَّ مَعِيَ سَرْيَتٍ۔ تحقیق کہ
 ہمارے ساتھ ہمارا رب ہے اور حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معیت کو
 موخر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ مَعَكَ اس مقام کو اہل اللہ ہی کے دل جانتے ہونگے کہ دونوں
 جملوں میں کیا فرق ہے کلیم از خود بحق نگرست اور یہ مقام مرید کا ہے وحبیب
 علیہ السلام از خود بخود نگرست اور یہ مقام مہر ادا کا ہے مرید کے واسطے جو حکم ہوتا ہے
 وہ بجا لاتا ہے۔ اور مہر ادا جو کتا ہے وہ کیا جاتا ہے۔

القصة بنی اسرائیل سخت مضطرب ہوئے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی کہ
 الہی تو ان کو فرعون کی شر سے نجات دے۔ حکم ہوا کہ دریا میں اپنے عصا کو مار کہ خشک
 ہو جائے اور اس بات کا خوف نہ کر کہ فرعون پیچھے سے آئیگا اور نہ اس کا خوف کہ دریا
 آگے سے آئیگا۔ معاملہ میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ عصا مارا اور کہا
 کہ ہٹ جا۔ مگر دریا بے نیل نہ ہٹا۔ پھر دجی نازل ہوئی کہ یون کہوا لفلک یتا ابا خالدا
 رب اذن اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح کہا بس ہٹ گیا دریا تو ہو گئی بھرپانک
 جیسے بڑا پہاڑ یعنی بارہ راستے ہو گئے حدیث شریف میں وارد ہے کہ اُس دن
 حق تعالیٰ شانہ نے ہوا۔ اور آفتاب کو دریا پر مسلط فرمایا تھا کہ ہوا مانند زلزلہ کے پانی
 میں در آئی اور اجزائے دریا کو جدا جدا کر کے کھڑا کر گئی۔ اور آفتاب نے زمین کو خشک
 کر دیا تاکہ بنی اسرائیل سہولت سے گزر جائیں۔ جب یہ معاملہ واقع ہوا تو حضرت موسیٰ
 علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے ارشاد کیا کہ چلو۔ بنی اسرائیل ضعف عقیدت سے
 کہنے لگے کہ دریا پر کیا اعتماد ہے یقین نہیں آتا کہ ہمارے گزرنے تک ایک ہی وضع رہے

جب ان کو مذنب دیکھا تو یوشع بن نون نے اپنا گھوڑا ڈال دیا ان کے پیچھے حضرت
 مارون علیہ السلام نے ان کے پیچھے بنی اسرائیل آئے اور بارہ فرعون کے لئے بارہ
 راہین ہو گئیں ہر فرقہ ہذا اُس میں داخل ہوا۔ اور سب کے پیچھے حضرت موسیٰ علیہ السلام
 اپنا گروہ لئے ہوئے چلے۔ اتنا سے راہ میں لوگوں نے عرض کیا کہ اے موسیٰ ہم تو متنازع
 ساتھ ہیں ہمیں نہیں معلوم کہ ہمارے اور بھائیوں پر کیا گذری۔ جناب موسیٰ علیہ السلام
 نے پروردگار کے حضور میں عرض کیا کہ الہی میری قوم کے دل مطمئن بنیں ہوتے۔ چنانچہ
 پروردگار نے ہوا کو حکم دیا۔ ہوا نے اُس پانی کی دیواروں کو متشکک کر دیا ہر گروہ دوسرے
 گروہ کو دیکھنے لگا۔ جب حضرت مارون اور حضرت یوشع بن نون اُس کنارے پر پہنچے
 تو ہامان بے سامان اس کنارے پر آیا اور ٹھہر گیا کہ سب فوج آجائے تھوڑی دیر میں
 فرعون بھی اپنی فوج لئے ہوئے آئیں گے۔ جب اُس طاعنی باغی نے یہ حال دیکھا تو کہنے لگا
 کہ یہ میرا قبیل ہے کہ دریا میری خوفناک جلالت کو دیکھ کر ہٹ گیا کہ میں ان غلاموں کو
 زندہ گرفتار کروں اس لئے کہ اگر یہ غرق ہو گئے تو امور سلطنت میں نقصان واقع ہو گئے
 لیکن اس تنویر و فریب کے ساتھ بھی اُس کے دل پر ایک خوف طاری تھا اور دریا میں
 قدم نہ رکھتا تھا۔ ہامان بے سامان نے کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ یہ بات موسیٰ کے خرق عادات
 سے ہے تم ہرگز دریا میں قدم نہ رکھنا۔ میں نے کشتیان لانے کا حکم دیا ہے ان پر سوار
 ہو کر پار اُترنا۔ اور بنی اسرائیل کو گرفتار کر لینا۔ فرعون نے تامل کیا اہل تاراج لکھتے
 ہیں کہ فرعون کے لشکر میں جتنے گھوڑے تھے سب زچھے موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کا
 ایک سوار جو بادیاں پر سوار تھا وہ فرعون کے سامنے آیا جب فرعون کے گھوڑے نے
 اس مادیان کی طرف رخ کیا تو اس سوار نے باگ پھیری اور دریا کی طرف چلا گھوڑا بھی
 فرعون کا پیچھے ہوا اور فرعون کے گھوڑے کے ساتھ اُس کا تمام لشکر چلا جب وہ مادیان کا
 سوار اُس کنارے پر پہنچ گیا تو دریا کا راستہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بناتھا

مل گیا اور فرعون ہنوز پار نہ بننے پایا تھا کہ لگا غوطے کھانے اور دریا موصین مارنے لگا
اللہ کے دشمن کو غرق کر کے دریا کچھ ایسا خوش ہوا کہ جوش اُس کا حد سے بڑھ گیا لہذا
اُس نے صرف فرعون ہی پر قناعت نہ کی تمام لشکر کو کھینچ لیا۔

اخبار الدول کا مصنف تحریر کرتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے اصحاب سے فرمایا کہ کیا میں تم کو وہ کلمات تعلیم نکروں کہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے دریا سے عبور کرنے کے وقت پڑھے تھے صحابہ نے عرض کی بلی یا رسول اللہ
حضرت نے ارشاد فرمایا اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَالْيَقِيْنُ الْمُشْكِي وَ اَنْتَ الْمُعِيْنُ
وَبِكَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ التَّكْلَانِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ
الْعَظِيْمِ۔ موت کا وقت بڑا نازک وقت ہے اللہ تعالیٰ شانہ
اُس وقت مومن بندہ کی شرم رکھے بندہ کو اُس وقت کہیں مفرنین اگر بغرض محال
لوہے کی کوٹھری میں بھی آدمی بند ہو کر بیٹھے تو موت اُس کو ضرور پکڑ لیگی۔ اگر بہت بڑے
بادشاہ کا عزیز بیٹا مرتا ہو تو وہ تمام روسے زمین کا بادشاہ اُسے موت کے پنجے سے نہیں
بچا سکتا اور مرتے والے کی مایوسی کا بیان تو بیان سے خارج ہے۔ جب فرعون غوطے
کھانے لگا تو گھبرا کر اقرار کرنے لگا اللہ تعالیٰ شانہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے
حَتّٰى اِذَا اَدْرٰكُهُ الْعَرْسُ قَالَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِیْ اٰمَنْتُ بِہٖ بَنُوۤا۟ۤ اِمْرًا۟ۤ اٰیٰتُہٗ
وَ اَنَاۤ اَوَّلُ الْمُسْلِمِیۡنَ جب یہ کلمات فرعون نے کہے تو جبریل نے جواب دیا۔
اَلَاۤنَ وَقَدْ عَصٰیْتَ مِنْ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمَفْسِدِیۡنَ اب اس وقت اقرار
اسلام کا کرتا ہے اور نافرمان رہا پہلے۔ اور تھا تو فساد کرنے والوں میں۔ الغرض
جب فرعون اپنے تمام لشکر کو لیکر ڈوب گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطمینان ہوا۔
اخبار الدول کا مولف تحریر کرتا ہے کہ منگل کے دن جمادی الاخریٰ کے مہینے میں
یہ معاملہ واقع ہوا۔ مگر صحیح یہ ہے کہ دسویں محرم کو یہ واقعہ وقوع میں آیا چنانچہ حضرت

النس بن مالک سے صحیح حدیث یوں وارد ہے فَلَئِنْ الْبَحْرُ لَمِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ
یَوْمَ عَاثُورًا ترجمہ بھاڑا گیا دریا بنی اسرائیل کے لئے دسویں محرم کو۔ اور صحیحین میں
عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو یہود بے ہیود کو ایک دن روزہ رکھتے
دیکھا تو فرمایا کہ آج کیا ہے جو تم لوگ روزہ دار ہو وہ بولے کہ آج یوم عاشورا ہے اسی
دن اللہ تعالیٰ شانہ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھ سے نجات بخشی اور
فرعون کو غرق کیا۔ موسیٰ علیہ السلام اُسی شکر یہ میں عاشورا کے دن روزہ رکھتے تھے
ہم بھی اُن کی متابعت کرتے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب
نے اصحاب سے فرمایا کہ میں ان سے اس روزہ رکھنے میں احق ہوں بھائی موسیٰ
کی اتباع کرنے میں۔ بعد اس کے حضرت نے خود روزہ رکھا اور اصحاب کو بھی
حکم کیا لیکن آخر عمر میں فرماتے تھے کہ اگر میں سال آئندہ زندہ رہا تو صوم عاشورا کے
ساتھ نوین تاریخ کو بھی روزہ رکھوں گا تا کہ مشابہت یہود سے باقی نہ رہے۔

قائدہ۔ دریا سے نیل کو بحر قلزم بھی کہتے ہیں اس سبب سے کہ قلزم ایک شہر ہے
اُسی کے کنارہ پر یہ دریا واقع ہے اور اسی کے متصل شہی ہوا ہے۔ ورنہ بحر نیل
ایک نالہ ہے بحر حیط کا کہ ما بین بلاد حبش و عرب کے جاری ہوا ہے۔ اسی کو خلیج احمر
بھی کہتے ہیں جس طرح دوسرے نالے جو درمیان فارس و عرب جاری ہوئے ہیں اور
اُن کو خلیج احمر کہتے ہیں طول خلیج احمر کا جنوب سے شمال تک چار سو ساٹھ فرسخ اور
عرض ابتداء ساٹھ فرسخ ہے اور انتہاء کم ہے اور قسطا مصر سے جہان بادشاہ رہتا ہی
دریا تک تین دن کا فاصلہ ہے۔ اور آب نیل جانب غربی و شرقی مصر کے واقع ہے۔
ضلع غربی پر اکثر بلاد بربر اور بعض بلاد حبشہ ہیں اور شرقی جانب بیشتر سواحل عرب۔
از انچہ قرقصہ کہ ساحل مدینہ باسکینہ ہے۔ مصر و حبش کے ہماز اُسی سے عبور

کرتے ہیں اور کنار شرقی جہہ سے عدن تک سواحل یمن ہے اور وسط میں بعض بلاد مصر بھی آباد ہیں از انجملہ دمیاط کہ مصر کا محبس ہے۔ اور طول شہر قلزم کا کہ منتہی دریا کا ہی چونٹھ درجے اور عرض اُنٹیس درجے میں دقیقہ سے۔ اور جس جگہ فرعون غرق ہوا ہے وہاں عرض دریا کا چار فرسخ ہے کہ نصف دن میں قطع مسافت بمثل ہوتی ہے۔

فائدہ۔ بعض صوفیہ علیہم الرحمة آیہ سورہ یونس سے جو مذکور ہوئی فرعون کا ایمان ثابت کرتے ہیں چنانچہ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فصوص الحکم میں فرماتے ہیں مات فرعون طاهرًا ومطہراً۔ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں کہ ایمان باس باتفاق علما مقبول نہیں ہے پس لازم آیا کہ باجماع امت ایمان فرعون کا قبول نہ ہو کیونکہ زمانہ ادراک غرق زمانہ باس ہے اور وقت اضطرار نہ محل اختیار۔ اسی وجہ سے فرعون زبان شرع میں ہر جگہ مذموم و ضرب المثل ہے اور اکثر آیات قرآنیہ ظاہرۃ الدلالة بلکہ نہایت صریح فرعون کی تفسیر میں وارد ہیں چنانچہ سورہ نازعات میں فَآخَذَهُ اللَّهُ نَكَالَ الْآخِرَةِ وَالْأُولَىٰ ترجمہ یعنی پکڑا اُس کو اللہ نے آخرت اور دنیا کے عذاب میں۔ اور آیہ سورہ قصص وَاسْتَكْبَرُوا هُوَ وَجَنُّوْا ذَاۓَ الْاٰرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا رٰجِعُوْنَ فَآخَذْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَجَنُّوْا ذَاۓَ فَلْبَدْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِيْنَ وَجَعَلْنٰهُمْ اٰيَمَةً يَدْعَوْنَ اِلَى النَّارِ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ لَا يَفْرِجُوْنَ وَاتَّبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ اَلْقِيَامَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوْطِيْنَ ترجمہ یعنی تکبر کرنے لگا وہ اور اُس کا لشکر ملک میں ناحق اور گمان کیا کہ ہماری طرف پھرنے آویں گے۔ پھر پکڑا ہم نے اُس کو اور اُس کے لشکر کو پھر پھینک دیا ہم نے اُس کو پانی میں سو دیکھ آخر کیا ہوا گندگاریوں کا اور کیا ہم نے اُن کو سردار بناتے دوزخ کی طرف اور بروز قیامت اُن کو عدد نہیں اور پیچھے رکھی اُن کو پھٹکار اور قیامت کو اُن پر

بُرائی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب ابوجہل لعین مرا تو حضور پُر نور
 سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا۔ مَا تَرَىٰ فِرْعَوْنَ هَلْ يَكُنْ مِنَ الْأَمْثَلِ
 پھر اگر فرعون ظاہر و مظهر مرا ہوتا تو ابوجہل سے تشبیہ ٹھیک نہ ہوتی کیونکہ ایمان اعمال
 قبیحہ سابقہ کو زائل کر دیتا ہے۔ پس گمان و خیال حالت سابقہ کی تشبیہ کا باطل ہے
 کیونکہ جو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وقت میں ابتداء کا فراور
 عُدوا اللہ تھے اور پھر اُن کے ایمان لانے کے بعد اُن کی شناعیت و قباحیت کہیں
 مذکور نہیں ہے۔ با این ہمہ فرعون کے اقرار میں اقرار نبوت موسیٰ علیہ السلام کا اقرار
 الوہیت کے ساتھ واقع نہیں ہوا۔ یہی جملہ فرعون کا ہے ایمان لایا میں اُس رب پر
 جو تمام عالم کا رب ہے اور رب ہے موسیٰ اور ہارون کا۔ فرعون کے اقرار میں یہ
 جملہ نہیں ہے کہ ایمان لایا میں موسیٰ اور ہارون کی نبوت پر اور سوائے اس کے ایمان
 فرعون کا نہ خدا پر نہ معجزہ پیغمبر خدا پر واقع ہوا نہ تصریح نہ بشارہ پس جب ایمان
 بالرسول نہیں پایا جاتا اور عدم ایمان بالرسول مستلزم عدم ایمان باللہ ہے اور ایمان
 سحرہ فرعون کو مثل ایمان فرعون نہ سمجھنا چاہئے اس لئے کہ اُن لوگوں کا ایمان اس
 اقرار سے واقع ہوا اَصْنَعْتُ بَرًّا لِلْعَالَمِينَ وَبَرًّا بِمُوسَىٰ وَهَارُونَ پس
 ایمان اُن کا بجز اور بمعجزہ پیغمبر خدا واقع ہوا ہے۔ اور ایمان بمعجزہ رسول عین ایمان
 بالرسول ہے۔ اس مقام میں حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ تکیل الایمان میں فرماتے
 ہیں کہ قول شیخ اکبر کا سائل اعتقاد یہ و فقیہ میں اگر جماع سے مخالفت رکھتا ہو تو قابل
 قبول نہیں اور اسکے سوا خود شیخ اکبر قدس سرہ فتوحات مکیہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ
 دوزخ کے درجے ہیں کہ بعض اشد اور سخت ہیں بعض سے اور ایک درجہ خاص
 ہے اہل استکبار کے واسطے اور ارباب عناد کے لئے کہ جو لوگ اشد اور بہت سخت تھے
 کفر میں جس طرح فرعون اور امثال اُس کے۔ پس معلوم ہوا فضلوں الحکم میں بیان

مجل آئیہ قرآنیہ کا ہے اور فتوحات مکیہ میں بیان شرح ہے۔ یہ جو لکھا مسلک جمیع علماء کا تھا اور بعض حضرات صوفیہ صافیہ قدس اسرارہم باتباع قول قدوة المحققین محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایمان باس مقبول ہے یعنی قبل حضور موت کے کہ عبارت احتضار سے ہے مقبول ہے اور ایمان فرعون اسی قبیل کا تھا کہ اُس نے غرق ہونے کے وقت نجات سے مایوس ہو کر قبل احتضار کیا تھا اھننت اس گمان سے کہ ہلاکت سے نجات حاصل ہوگی جس طرح بنی اسرائیل نے نجات پائی اور تحقیق اس مسلک کی حضرت رئیس المعقولین و عمدۃ المتصوفین بحر العلوم مولانا عبد العلی لکھنوی قدس سرہ شہنشاہ شریف کے دفتر ششم کی شرح میں بالتفصیل لکھی ہے۔ اور حضرت شیخ اکبر کے اقوال کو رد کیا ہے جو اس تحقیق کے شایق ہوں وہ اُس مقام کو ملاحظہ فرمائیں۔ حاصل اس تحقیق کا یہ ہے کہ ایمان باس و ایمان مختصر مقبول ہے اس لئے کہ مختصر احتضار کے وقت مکلف بایمان ہے جیسا کہ قبل احتضار تھا اور تکلیف ایمان کی جیسی قبل احتضار تھی ویسی ہی باقی رہی پس ایمان مختصر اگرچہ بکشف و شہود ہو البتہ ادا سے فرض ہے اور وہ مقبول ہو گا اور ظاہر ہے کہ تلقین وقت احتضار باجماع مستحب ہے اگر اس وقت تکلیف بایمان نہ ہوتی تو پھر تلقین کا کیا فائدہ۔ اور جو حضرت شیخ عبدالحق محقق دہلوی قدس سرہ نے دعویٰ عدم قبول ایمان باس باجماع فرمایا ہے ثبوت اجماع نہایت مشکل ہے اور اصل سخن یہ ہے کہ حضرت شیخ موصوف نے باس احتضار اور باس قبل وصول احتضار میں فرق نہیں کیا اور حکم عدم قبول ایمان فرعون کا صادر کیا حالانکہ ایمان قبل باس مطلق قبل تحقیق احتضار مقبول ہے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کے قریب ابوطالب سے فرمایا کہ اے عم تو کہہ لا الہ الا اللہ کہ اس قول سے اللہ تعالیٰ شانہ کے رب و ربین حجت پیش کرو گے قیامت کے دن حالانکہ وقت باس تھا اور سکرات موت کے آثار ظاہر ہو چکے تھے پس معلوم ہوا کہ ایمان باس قبل حضور موت کہ عبارت احتضار سے ہے مقبول ہے اور

ایمان فرعون اسی قبیل سے تھا وہ ڈوبنے کے وقت یہ سمجھا کہ اگر میں ایمان لاؤں گا تو اس
 ڈوبنے سے مجھے نجات حاصل ہوگی لہذا وہ دل سے ایمان لایا اور شیخ نے مخصوص الحکم
 میں اسی پر دلالت کی ہے واللہ اعلم بالصواب بحر الحقائق میں اس قصہ کو احوال
 سالک سے تشبیہ دی ہے اس طرح کہ جب موسیٰ یعنی دل اور اس کی صفات محمودہ کہ اسکی
 قوم تھی مقصد اعلیٰ کی طرف متوجہ ہوئی تو گدڑان کا دریا سے زخار ناپید اکسار پہنچا
 تو فرعون یعنی نفس امارہ اپنے اتباع کے ساتھ کہ دل کے اخلاق ذمہ سے عبارت ہے
 غارت کے قصہ سے تعاقب کرتے ہوئے دریا پر پہنچے اسی وقت موسیٰ نے عصا
 لا الہ الا اللہ دریا پر مارا پس نفی لا الہ نے دریا کو خشک کر دیا اور الا اللہ نے موسیٰ کو
 اور اُس کے اہل کو سالمًا و غانمًا پار اُتار دیا۔ اُس وقت فرعون یعنی نفس اور اُس کے تابع
 آب دریا میں کہ لذات و شہوات سے مراد ہے غرق ہوئے اور موسیٰ دل نے اور صفات
 حمیدہ جو دل کی فوج تھی نجات پائی اور منظور نظر کبریائی ہوئی۔

بعض اشکاف دریا کہ تو موسیٰ زمانی بدر آن قباے نہ کہ زور مصطفائی
 المختصر فرعون اور اُس کا لشکر جب غرق ہوا تو بنی اسرائیل فارغ البال ہو کر باطمینان
 تمام دریا کے کنارے پر پھیرے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ فرعون
 کیا ہوا فرمایا کہ وہ دریا میں ڈوب کر مر گیا چونکہ بنی اسرائیل فرعون کی درازی عمر سے
 واقف تھے اور اُس کی موت کو محالات سے سمجھتے تھے بولے کہ فرعون نہ ڈوبا نہ مراض و زندہ
 ہو گا اب سچلے گا پھر دیکھیں ہم لوگوں کے ساتھ کیونکر پیش آتا ہے۔ اسی خیال میں تھے کہ
 دفعتاً لاشہ فرعون مڑا ہوا پانی پر تیرتا نظر آیا۔ بنی اسرائیل نے اُس کو پہچان کر اللہ تعالیٰ
 شانہ کا شکر کیا۔ نقل ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت آخر شب دریا سے پانی بھرنے
 گئی اور نعش فرعون کی دریا کے کنارے پر آگئی تھی اس عورت کے ہاتھ میں اُس کی ڈاٹھی
 آگئی حسین موتی اور جواہرات پر دئے ہوئے تھے۔ اس نے اُسے پہچانا اور ڈاٹھی پکڑ کر

کھینچا اور سب بال ریش کے اُکھاڑ لئے اور اُس کے اور جواہرات نکال لئے کہ ناکا عجیب
 سے ندا آئی۔ خُذْنِیْ اَجْرًا یعنی لے اپنا اجر یوں کہا جاتا ہے کہ یہ عورت فرعون کے
 گھر میں مزدوری کرتی تھی اس کی مزدوری باقی رہ گئی تھی یہ ندا سنکر اُس عورت نے سمجھا
 کہ یہ میری بقیہ مزدوری میں اللہ تعالیٰ شانہ نے دلوادیا۔ گھر پر آکر اس عورت نے لوگوں سے
 بیان کیا اور وہ جواہرات دکھائے اُس وقت بنی اسرائیل کو فرعون کے مرنے کا یقین
 ہوا اور سب کو معلوم ہوا کہ ظلم کا مالِ کاریہ ہوتا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے ہوا کو
 حکم دیا کہ اُس نے فرعون کے بدن کو دریا کنارے سے اُڑا کر ایک ٹیلے پر ڈال دیا کہ تمام
 بنی اسرائیل نے اُس کے بدن کو دیکھا اور اُن کے دل کا دھڑکا جاتا رہا اور سب نے شکر
 کے سجدے کئے۔ اگرچہ اُس کے بدن کے بچنے سے اُس کے واسطے کوئی فائدہ نہ ہوا
 مگر اور لوگوں نے اُس سے عبرت حاصل کی اور بنی اسرائیل کا یہ وہم کہ مرا نہیں ہے
 دفع ہو گیا۔ مفسرین رحمہم اللہ علیہم اجمعین تحریر فرماتے ہیں کہ فرعون کے غرق ہونے کے
 بعد دریا میں بڑا تلاطم رہا اور اس عرصہ میں فرعون اور اُس کے سب توابع قعر دریا سے
 بالائے آب آگئے اور بنی اسرائیل نے بخوبی دیکھا اور سب کو پہچانا اسی کی طرف اشارہ
 ہے سورہ بقرہ میں وَرَاٰهُمْ قَتَلْنَا بِكُمْ الْبَحْرَ وَآخَرُ قَتَلْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَآنْتُمْ تَنْظُرُونَ
 ترجمہ اور جب ہم نے پہاڑ اور دریا کو تنہا رہے گزرنے کے لئے اور پھر بچا دیا تم کو اور غرق کیا
 فرعون کو اور اُس کے لشکر کو اور تم دیکھتے رہے بعض مومنین کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ
 علیہ السلام قوم کو لیکر جانب کنعان چلے تین منزل آگئے بڑھے اور موضع مریرہ میں
 پہنچے وہاں سے تھوڑی دور علاقہ کا لشکر یا قبیلہ لحم کا گروہ پڑا تھا اُن کے پاس کئی
 بُت لگائے کے بچھڑے کی صورت کے تھے جن کی وہ پرستش کرتے تھے۔ بنی اسرائیل
 اُن بتوں کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے اے موسیٰ ہم کو بھی ایسے ہی
 بت بنا دیجئے جن کی ہم پرستش کریں یا موسیٰ اجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا مِثْلَهُمْ اِلٰهَةً

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عقدہ ہو کر فرمایا کہ تم لوگ جہل کرتے ہو یہ لوگ اُس بُرے کام کو کر رہے ہیں جو تباہ کرنے والا ہے اور نہایت غلط ہے جو کر رہے ہیں پھر فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا میں اللہ کے سوا اور کوئی معبود تم کو لا دوں اُس نے تم کو تمہارے زمانہ کے سب لوگوں پر بزرگی دی۔

فائدہ۔ حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل جو ایک مدت تک فرعون کے چبر سے بت پرستی میں مبتلا رہے تو صورت پرستی کی عادت ہو گئی اور وہ عادت اُن کی طبیعت ہو گئی اُسی کی تلاش اُن کی طبیعت کو بھی عادت کو طبیعت ثانی کہتے ہیں۔ لگے صورت پرستی کی درخواست کرنے اور قبیلہ عمالقہ اور لُحی کے بتوں کو دیکھ کر اُن بھی از خود رفته ہو گئے۔

ان بتوں کی ہر گلی کی بھی ادھ بکینی مٹی ہم نے یان زاہد صد سالہ پھسلے دیکھا
ہر چند حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روک تھام کی مگر اُس قوم نے سونے کا بچڑا بنا ہی لیا
اور اُس کی پرستش بھی کی اور پھر اُسکی سزا بھی پائی۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ فرعون کے غرق ہونے سے بارہویں دن بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع بن نون کو چوبیس ہزار بنی اسرائیل کے ساتھ مصر کی طرف روانہ فرمایا حضرت یوشع بن نون نے وہاں پہونچ کر قبطیوں کا متروکہ ضبط کیا اور جو چیز قابل انتقال تھی اُسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس روانہ کیا اور بعض چیزیں فروخت کر دیں اور ایک شخص کو قبطیوں میں سے وہاں کا حاکم مقرر کر دیا اور پھر خود بنی اسرائیل کو ہمراہ لیکر واپس آئے اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کو لیکر شام کی طرف روانہ ہوئے اور کلام خدا سے اس کا ثبوت یوں ہے۔ سورہ شعرا۔
فَاَخْرِجْنَاهُمْ مِّنْ جَنَّتَيْنِ وَعَيْنُونِ وَكُنُوزِنَا وَمَقَامِكُمْ كَذَٰلِكَ الْاٰلِهَآءُ اَوْثَنَتْهَا
بَنِي اِسْرٰٓئِٖلَ تَرْجُمُوْهُمْ فَاَخْلَاھُمْ لَآ اَنۡ كُوۡبٰغُوۡنَ سَآءَ اَوۡچِشُوۡنَ سَآءَ اَوۡرَۡخٰۡنَہُ سَآءَ
اور گھر عمدہ اور نفیس اسی طرح اور وارث کیا ہم نے ان چیزوں کا بنی اسرائیل کو۔ اس سے

یہ ثابت ہوتا ہے کہ پھر بنی اسرائیل ملک مصر میں گئے اور تمام اشیاء کے مالک ہوئے حتیٰ کہ
 ملاحین واعظ کاشفی نے اسی شبہ سے اَوْرَثْنَا هَا بَنِي إِسْرَآئِيلَ کی تفسیر میں لکھا ہے
 کہ صحیح یہ ہے کہ زمانہ دولت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام میں بنی اسرائیل کو ملک مصر پر
 غلبہ حاصل ہوا ہے اور اسی غلط سے نصاریٰ اعتراض کرنے لگے کہ تواریخ سے یہ ثابت
 ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل مصر میں پھرنے آئے اور قرآن شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل
 پھر مصر میں آئے ہر چند کہ یہ امر متعلق اعتقادات کے نہیں لیکن پھر بھی قول صحیح کا یہاں
 نقل کرنا بہت ضرور ہے کہ عوام اور کم علم غلطی میں نہ پڑیں۔

واضح ہو کہ فرعون اور فرعونوں کے غرق کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو
 لیکر ملک مصر میں داخل ہوئے اور خزاہن مصر سونے چاندی کی کانین اور باغات جو
 دیارے نیل کے کنارے واقع تھے اور اونچے اونچے مکان اور سونے چاندی کی
 کرسیاں جیسے فرعون بیٹھا کرتا تھا اور علاوہ اس کے اور بہت سا اسباب مثل زیور کے
 جو قبطیوں کا متروکہ تھا سوائے اُن کے اسباب کے جن کے ساتھ رعایت کی گئی تھی
 سب بنی اسرائیل کو ہاتھ لگا اور اُن کا تصرف اور تسلط تمام ملک مصر اور اطراف مصر پر
 جاری ہوا۔ چنانچہ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کہ سرآمد محدثین ہیں تفسیر معالم التنزیل
 میں صاف بیان فرماتے ہیں کہ فرعون کی ہلاکی کے بعد بنی اسرائیل مصر میں آئے اور اُس کے
 اموال و مسکن پر متصرف ہوئے۔ اور حضرت مولانا حافظ شاہ عبد العزیز دہلوی
 رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں اور نہایت صراحت کے ساتھ ارشاد کرتے ہیں
 کہ فرعون اور فرعون ہلاک ہوئے اور بنی اسرائیل ملک مصر پر مسلط ہوئے تو مظنہ
 اس بات کا پیدا ہوا کہ بنی اسرائیل اس زمین عیش خیز میں رہ کر جہاد و قتال اور ریاضت
 و عبادات میں لاشاہی نہ کرنے لگیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو حکم دیا
 کہ زمین بنیام جبارین عمو القہ سے جہاد کر کے چھین لو کہ وہ قوم کی قوم بت پرستی میں مبتلا ہے

اور وہیں توطن اختیار کرو اور مصر کو ترک کرو اور قرآن شریف میں کہیں اس کی تصریح نہیں ہے کہ بنی اسرائیل پھر ملک مصر میں داخل نہیں ہوئے اور تاریخوں کی ہدایات کا ثابت ہونا ضرور نہیں۔

القصة فرعون اور فرعونیوں کی ہلاکی کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر دریائے قلزم سے پار اترے پھر مصر میں تشریف لائے اور اُس پر پورا تسلط حاصل کیا تو چند روز کے بعد قبطیوں کی صحبت سے بنی اسرائیل بھی بت پرستی کے شوق میں مبتلا ہوئے اور حضرت موسیٰؑ سے درخواست کی کہ ہم کو بھی ایک بت بنا دیجئے جیسا کہ اُن لوگوں کا ہے جیسا ہم اس کے اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے اُن کو سمجھایا اور اُن کی عبرت کے لئے پھر دریا کنارے تشریف لائے تاکہ ان جاہلون کو اپنے حالات یاد آویں۔ جب دہلیز میں گزرے تو بنی اسرائیل کے متقی اور پرہیزگار لوگ رونے لگے اور جہلا پیشمان ہو کر عذر خواہی سے پیش آئے اُس وقت موسیٰ علیہ السلام نے ان کا گناہ بخشوایا۔ اور یاد دلایا کہ تم نے نذر کی تھی کہ اگر حق تعالیٰ شانہ نے ہم کو فرعون اور فرعونیوں کے ظلم سے نجات بخشی تو ہم طاعت و عبادت حق میں کوشش کریں گے اب وہ نذر ادا کرنے کا زمانہ آیا نذر ادا کرو ایسے عرصہ تک بنی اسرائیل شریعت ابراہیمی پر تھے کہنے لگے کہ ہمیں آپ کی اطاعت بجاں و دل منظور ہے لیکن احکام الہی سے ہمیں اطلاع نہیں کہ ہم اُس پر عمل کریں کوئی کتاب اللہ تعالیٰ شانہ کے پاس سے ہمارے واسطے لائیے تاکہ اُس کی ہدایتوں کے موافق ہم راہِ مستقیم پر چلیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الہی میں عرض کی فرمایا کہ کوہِ طور پر جو تمہارے عطاے رسالت کا مقام ہے حاضر ہو اور تین دن روزے رکھو اور اعتکاف کرو اُس وقت کتابِ ملیکی چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو حضرت ہارون علیہ السلام کے سپرد کیا اور اپنے برادرِ بزرگ حضرت ہارون سے فرمایا کہ تم میری قوم پر خلیفہ رہو۔ کما قال اللہ تعالیٰ فی سورة الاعراف قَالَ مُوسٰی لَا خَلِیْفَہٗ ہَاۤؤُنَّ

اَخْلُقْنِي فِي تَوْحِيٍّ اَصْلَحَ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ الغرض موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے سردار می ہمراہ لیکر کوہ طور پر چلے۔ جب طور کے قریب پہنچے تو قوم کو پہاڑ کے نیچے چھوڑا اور خود بہ نفس نفیس شوق الہی میں پہاڑ پر چڑھ گئے اور ذیقعدہ کی پہلی تاریخ تھی کہ آپ اعتکاف میں بیٹھ گئے جب اعتکاف کا ایک روز باقی رہا تو بسبب کم خواری اور روزہ داری کے منہ کی بو میں کچھ تغیر معلوم ہوا اور آپ کو اُس سے کراہت معلوم ہوئی اس لئے آپ نے مسواک فرمائی اُسی وقت غیب سے آواز آئی کہ یہ بوتیرے منہ کی مشک وزعفران سے زیادہ پسند تھی اس کو کس لئے زائل کیا کہ آیا جَاءَنِي الْاَكْثَرُ خُلُوفٍ فِيمَ الصَّنَائِحِ اَيْنَ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ سَائِجِ الْمَسَاكِ وَالنَّعْفَرَانِ حکم ہوا کہ اب دس روزے اور رکھو اور دس راتوں کا اعتکاف کرو کہ دسویں ذیحجہ کو کتاب و خلعت کلمی عنایت ہوگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس رات اور اعتکاف کیا چنانچہ ارشاد ہوا وَاعْذُ نَا مُوسٰی ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَاَتَمَمْنَا هَا بِعَشْرِ فَنَمَّ مِيقَاتِ رَبِّهِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ترجمہ یعنی وعدہ ٹھیرایا ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا اور پورا کیا اُن کو اور دس دنوں سے تو پوری ہوئی مدت رب کی چالیس رات میں۔ حاصل کلام دسویں ذی الحجہ کو تورات شریف عنایت ہوئی۔ سات لوہین یا دس یا نو راو المسیر میں لکھا ہے کہ بارہ لوہین تھیں یہ تو اہل کتاب کے موافق ہے اور طول ہر لوح کا بارہ یا دس گز کا تھا اور وہ لوہین یا قوت احمر کی یا بہشت کی بیری کی لکڑی کی تھیں اور اصح یہ ہے کہ سبز زرد کی تھیں اور اُس میں اچھی باتیں جس کے کرنے کا حکم ہے اور بری باتیں جس کے نہ کرنے کا حکم ہے لکھی تھیں۔ **سینا بیع** کا مضمون ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بے واسطہ کلام کیا تھا اور چوبیس ہزار کلمے فرمائے اور ایک روایت تسات لاکھ کلمے ہیں۔ اور اصح یہ ہے چورائیس ہزار کلمے ارشاد کئے۔ اور صاحب کشاف لکھتے ہیں کہ چالیس روز برابر مکالمہ رہا۔ ہذا رک میں ہے تورات ایک شتر کا بار تھی۔

کسی شخص نے سوائے حضرت موسیٰ اور یوشع اور عزیر اور عیسیٰ علیہ السلام کے اُس کو تمام نہیں پڑھا اُس میں ہزار سو مرتین تھیں اور ہر سورت میں ہزار آیات۔

قائدہ سورہ بقرہ میں جو ارشاد ہے **وَاعِدْنَا مَوْسٰی اَنْ يَّكُنَّ لَكَ اَوْ اَعَدْنَا** اور اعراف میں **وَاعِدْنَا ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً** تو بظاہر تناقض ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اجمال اور تفصیل ہے سورہ بقرہ میں اجمال تمام مدت خلوت کا مع الزیادۃ والاصل ذکر فرمایا ہے اور سورہ اعراف میں بنظر تفصیل اصل وعدہ کہ تیس راتیں تھیں مع اضافہ کہ جو بسبب مسواک کے دس روز اور زیادہ کر دئے گئے تھے بتفصیل تمام ارشاد ہوا اس کا نام تناقض نہیں اسلئے کہ اجمال اور تفصیل میں تناقض نہیں اور اسے مخالفت نہیں کہتے مثلاً کوئی شخص کسی سے چالیس درم قرض لے اور کہے کہ میں چالیس درم کا قرضدار ہوں تو یہ اجمال صحیح ہے اور اگر وہ یوں کہے کہ میں نے تیس درم فلاں شے کی بابت قرض لئے اور دس فلاں چیز کی بابت تو یہ تفصیل بھی درست ہے خصوص اس طرح کہ **فَتَشْمِ مِيقَاتِ سَابِعِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةٍ** مذکور ہوا ہے۔ اربعین یوماً اس لئے نہ فرمایا کہ تیس راتیں دلیقعدہ کی تھیں اور دس اوّل ذیحجہ کی اور دشووان دن کتاب کے عنایت فرمانے کا اگر یوماً ارشاد ہوتا تو روز دہم بھی داخل اعتکاف ہو جاتا اور صائم ہونا دہم ذیحجہ کا حرام ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ رات وقت خلوت ہے اہل ریاضت فرماتے ہیں کہ رات ہماری عبادت کے واسطے مخصوص ہے لہذا یہاں بھی رات ہی کی تخصیص ہوئی۔ اور یہ بھی نکتہ رس لوگوں نے فرمایا ہے کہ شمار شہور عرب میں دو رقر پر ہے اور ابتدا اُس کی رات ہی سے ہوتی ہے تفسیر جو اہر میں ملاحظہ سے گذر اسے اور وہ کشف الاسرار سے اخذ کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صوم وصل ارشاد ہوا تھا کہ رات کو بھی افطار نہو اگر اربعین یوماً فرمایا جاتا تو روزہ متعارف مفہوم اور صاحب بحر الحقایق کہتے ہیں کہ اگر اربعین یوماً ہوتا تو حضرت موسیٰ یہ گمان فرماتے کہ دن واسطے عبادت کے ہے اور رات آرام کے واسطے جب

رات ارشاد ہوئی تو سمجھ لیا کہ روز و شب دونوں وقت عبادت کے واسطے خاص کئے گئے اور اہل معرفت فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ سے وعدہ وصل تھا اور سیاح دو کستون کی بیشترات ہی ہوتی ہے کہ زمان خلوت عاشقان اور وقت محبت دوستان ہے اور رات روزنگان راہ کا پردہ ہے اور روز بیداران سفر گاہ کا کوچہ۔

قائدہ۔ تخصیص چالیس راتوں کی اس لئے فرمائی کہ اس عدد کو کمال اعتبار ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے مَنْ أَخْلَصَ لِلَّهِ أَمْرًا بَعِثْنَا صَبَاحًا ظَهَرَ تَبَاطُحًا بَيْنَ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ عَلَى لِسَانِهِ اور دوسری حدیث میں یوں وارد ہے خَمْرَتِ طِينَةِ آدَمَ أَمْرًا بَعِثْنَا صَبَاحًا اور اسی چالیس روز کی مدت میں بچہ رحم مادر میں ایک حال سے دوسری حالت پر منتقل ہوتا ہے یعنی چالیس روز غطف چالیس روز خون بستہ چالیس روز گوشت پارہ اس کے بعد روح بھونکی جاتی ہے اس سبب حضرات صوفیہ قابلہ ایک چلہ خلوت و ریاضت کے واسطے مقرر کرتے ہیں اور اس واقعہ کو دلیل گردانتے ہیں۔ اور یہ بھی ہے کہ اہل حساب نے اعداد کے چار مراتب رکھے ہیں آحاد۔ عشرات۔ مآت۔ اُلوف۔ اور عدد کمال کتاب الہی میں عشرہ ہی جیسا کہ ارشاد ہوا ہے تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ اور جب دشل کو چار میں ضرب کریں تو چالیس ہوتے ہیں۔ **قائدہ**۔ یہ معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تھی کہ جس میں اتنی ریاضت کرنی پڑی بعد اس ریاضت کے موسیٰ کلیم اللہ ہوئے اور ہمارے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کی معراج بے تحلیف و ریاضت واقع ہوئی۔ حضور خواب ناز میں تھے اور جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور بزبان ادب یوں عرض کیا اور براق پیش کیا۔

ہندہ صدر و بدر عالم نفسے محسب المشب کہ براق بردر آمد فاذا فرغت فانصب

آپ خواب ناز سے بیدار ہوئے اور جبریل علیہ السلام نے غسل کے واسطے آپ کو وضو کوثر بہشتی ابریقون میں حاضر کیا اور خلعت شامانہ جنت سے لاکر حضور اقدس میں نذر کیا

اور وہ خلعت مبارک زیب جسم نازنین فرما کر پشت براق کو زینت بخشی اور عرش برین کو
دولت نعلین بوسی سے سرفراز فرمایا ع بین تفاوت رہ از کجاست تا کجا ۵

موسیٰ زہوش رفت بیک پر توصفات تو عین ذات می نگری در تبسمی

۵ سیرغ فہم ہیکس از انبیا زفت آنجا کہ تو یہ بال کراست پریدہ

ہر یک بقدر خویش بجائے رسیدہ اند آنجا کہ جائے نیست تو آنجا رسیدہ

القصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو یہاں پالینے روز کا توقف ہوا تو بنی اسرائیل

پر ایک حادثہ صعب آپڑا یعنی وہ گوسالہ پرستی کی بلا میں مبتلا ہو گئے اور صورت اس واقعہ

جانکاہ کی یہ ہوئی کہ موسیٰ ابن طفر ایک شخص قوم بنی اسرائیل سے تھا خواہ قبیلہ سامرہ

یا قبیلہ کرمان سے وہ صنعت زرگری میں اُستادِ نادارہ فن تھا اور قالب تراشی میں اپنا

ثانی نہ رکھتا تھا جس دن فرعون غرق ہوا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مادہ اسپ

پر بصورت انسان سوار پھر رہے تھے اور جس جگہ آپ کی گھوڑی کا قدم پڑتا تھا وہ زمین سبز

ہو جاتی تھی اور ایک شخص موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب میں سے جبرئیل علیہ السلام کو

بہچان گیا تھا اُس نے آپ کے اثر قدم کی تھوڑی سی خاک اٹھا کر رکھ لی اور یہ خیال تھا

اسے کہ بنی اسرائیل کو صورت پرستی مرغوب ہے کسی وقت کام آئیگی چنانچہ بعد تشریف بجا

حضرت موسیٰ علیہ السلام - بنی اسرائیل نے حضرت ہارون علیہ السلام سے کہا کہ ہم لوگ

قبطیوں سے زیورات بطور عاریت لائی تھی اب اُسے کیا کریں حضرت ہارون علیہ السلام

نے فرمایا کہ اُسے جلا کر زمین میں دفن کر دو سب مستعد ہوئے مگر سامری نے اُن سے

کہا کہ اگر یہ زیورات مجھے دو تو میں ایک طلسم عصاے موسیٰ سے اعلیٰ تر بناؤں جس کے

سبب سے تم موسیٰ کی برابری کرنے لگو بنی اسرائیل اپنی بلاد طبع یعنی حاقت سے

اُس کے دم میں آگئے اور سامری نے ایک پورے قذ کا گوسالہ سونے کا بنایا اور وہ

خاک محفوظ اُس کے جوٹ شکم میں رکھ دی اُس کو حرکت پیدا ہوئی اور وہ بولنے لگا

اور بعض کا قول ہے کہ وہ سونے کا گوسالہ گوشت و پوست پیدا کر لایا۔ سامری اور سکے
توابع کہنے لگے کہ موسیٰ تلاش حق میں پہاڑوں پہاڑوں مارے پھرتے ہیں اور وہ یہاں
موجود ہے شاید وہ بھول گیا ہے اور دوسری جگہ تلاش کو گیا ہے ضعف عقیدت
تو بنی اسرائیل کی جبلت میں تھا بولے کہ سچ تو ہے تیس دن وعدے کے گزرے اور
موسیٰ انہیں پھرے ضرور ان کو خدا نہیں ملا اتنی ہی بات میں آٹھ ہزار بارہ ہزار بنی اسرائیل
گوسالہ پرست ہو گئے اور اُس بچھڑے کے گرد اگر دیٹھے اور سامری نے مکان میں
قرش تھکے کا بچھوایا اور باجے بجوائے اور شیطان نے پوری قوت دی۔ جب یہ خرابی
بعض بنی اسرائیل کو پیش آئی تو حضرت مارون علیہ السلام نے قوم کو سمجھایا مگر وہ جفا کا قوم
کچھ نہ سمجھی اس خرابی کی خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کچھ نہ تھی پروردگار تعالیٰ شانہ
نے موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی۔ یہ سنتے ہی موسیٰ علیہ السلام گھبرائے اور مضطرب ہوئے
اور کمال غصہ و غضب میں افسوس کرتے اور ماتھ ملتے پھرے کما قال اللہ تعالیٰ شانہ
فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا یعنی بعد چالیس دن کے موسیٰ علیہ السلام
تورات کی لوحین لیکر غصہ کی حالت میں افسوس کرتے ہوئے پھرے۔

قائد حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب چالیس دن کا چلہ
کر چکے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں آئے تو چہرہ مبارک انوار حقانیت سے ایسا
روشن تھا کہ کسی کو تاب نہ تھی کہ آپ کے روئے مبارک پر نظر کرے اور جس نے دیکھا
وہ بیخود ہو گیا لہذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک برقع چہرہ مبارک پر ڈال لیا اور
روئے مبارک کسی کو نہ دکھاتے تھے اور نظر مبارک اس قدر تیز ہو گئی کہ حدیث شریف
میں وارد ہے کہ رات کے وقت زمین پر چیونٹی چلتی تو وہیں فرسخ سے دکھائی دیتی اور
جب آپ کو غضب ہوتا تو تاج مبارک سے ایک شعلہ نکلتا فی الجوار الدول ولم یوجد فی التقاسیم
الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات کی لوحین لیکر تشریف لائے تو اُس وقت

قوم کے تین گروہ تھے ایک تو وہ جو باغواں سے سامری گوسالہ پرست ہو گئے تھے۔ دوسرا وہ جو حضرت ہارون علیہ السلام کا مطیع تھا۔ تیسرا وہ جو ساکت تھا نہ سامری کا شریک تھا نہ مانع۔
 وفعثا موسیٰ علیہ السلام نے آواز گانے بجانے کی سنی تو پوچھا کہ یہ آواز۔ کہا جسے آتی ہے معلوم ہوا گوسالہ پرستی ہو رہی ہے آپ قوم کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کیا بڑی جگہ رکھی تم نے میرے بعد کیون جلدی کی اور ڈال دین تعینان تورات کی قال اللہ تعالیٰ شانہ
 فی سورة الاعراف بِئْسَ مَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْ بَعْدِیْ اَعْجَلْتُمْ اَمْرِیْ بَلْکُمْ وَالْفِیْ الْاَبْوَابِ تَفْسِیْرُ سَبْعِیْنِ مِیْنِ ہے کہ لو عین توریث کی جلدی سے زمین پر رکھ دین اور چھوٹے مفسرین کہتے ہیں کہ اس طرح رکھیں کہ ٹوٹ گئیں اور چھ سبج تورات آسمان پر اٹھ گیا اور صرف ایک سبج ہدایت و رحمت کا باقی رہا پھر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو اُن کا سر پکڑا اور اپنی طرف کھینچی کہا قال اللہ تعالیٰ شانہ فی قرآن العظیم اَخَذَ بَرَأْسِیْ اَخِیْہِ بِمِخْوَءِ الْمِیْہِ اور فرمایا اے ہارون تجھ کو کس نے منع کیا تھا کہ جب تو نے حال دیکھا تو میرے پاس کیون نہ آیا کیا تو نے میرا حکم رد کیا۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا اے میری ماں کے بیٹے نہ پکڑ میری ڈاڑھی نہ سر میں ڈرا کہ تو کہیگا کہ پھوٹ ڈالی تو نے بنی اسرائیل میں اور یاد نہ رکھی میری بات کیونکہ تم چلتے وقت مجھ سے کہہ گئے تھے کہ سب کو متفق رکھنا پھر اگر میں ان سے لڑتا تو تم ناراض ہوتے اس لئے میں نے گوسالہ پرستوں کا مقابلہ نہ کیا زبانی سمجھاتا رہا اور جو میں چھیڑتا تو دو فرقے ہو جاتے کہ بعض قتل کرتے بعض کو۔ لہذا میں تمہارا انتظار کرتا رہا۔ اب تم آئے ہو ان لوگوں سے دریافت کرو۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ قوم نے مجھے تنہا اور بیچارہ سمجھا اور میرا کہنا مانا بلکہ قریب تھا کہ مجھے مار ڈالیں کہا قال اللہ تعالیٰ شانہ فی سورة الاعراف ترجمہ یعنی کہنا ہارون علیہ السلام نے اے میری ماں کے بیٹے لوگوں نے مجھے ضعیف سمجھا اور نزدیک تھا کہ مجھے مار ڈالیں۔ سو مت ہنسنا مجھ پر دشمنوں کو اور نہ ملا مجھ کو گنہگار لوگوں میں۔

فائدہ حضرت ہارون اور اُن کی اولاد حضرت موسیٰ کی امت میں امام تھے لیکن جب اُن کے خلیفہ ہوئے تو اُمت حکم میں نہ رہی خلافت اور کی قسمت میں تھی خلیفہ وہ ہے کہ پیغمبر کی امت کو دین و دنیا کے بند و بست میں رکھے جس طرح پیغمبر نے اُن کو مہذب کیا ہے وہی تہذیب قائم رہے اور امام وہ ہے کہ پیغمبر کا یادگار ہو جو خدمت و نیاز پیغمبر سے منظور ہو وہ امت امام کی بجالاوے تاکہ ایمان میں برکت و قبولیت حاصل ہو تورات میں بھی امام کے شرائط اسی طرح مذکور ہیں اور خلیفہ کے جو معنی اوپر بیان ہوئے ہیں اُس پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معنی حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ذات میں کس قدر صادق آتے ہیں کہ دین اسلام کو اُسی طرح قائم رکھا جیسے ٹھیک ٹھیک حضرت خاتم الانبیاء سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کے زمانہ میں تھا۔

الحاصل جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ حضرت ہارون علیہ السلام بے قصور ہیں تو آپ نے نہایت معقول عذر پیش کیا کہ جس سے بڑھ کر نہ ہو سکتا تھا رب اغفر لی و لاخو و اذ خلنا فی رحمتک و انت ارحم الراحمین یعنی مجھ کو معاف کر کہ میں نے اپنے بڑے بھائی سے بے ادبی کی ہے یا میں نے غصہ میں تورات شریف کی لوحین زمین پر ڈال دیں اور معاف کر میرے بھائی کو اگر اُس سے کچھ تقصیر واقع ہوئی ہو اور داخل کراہتی پناہ و رحمت و عصمت میں دنیا و آخرت میں تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے وجہ ابن اُھم موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام دونوں حقیقی بھائی تھے بڑے حضرت ہارون اور چھوٹے حضرت موسیٰ۔ نبوت کے لئے اللہ تعالیٰ شانہ نے موسیٰ علیہ السلام کی پسند کیا دنیاوی کاموں میں تو سفارشین چلتے ہوئے دیکھیں بھی اور سنیں بھی مگر مرتبہ نبوت جو تمام مراتب دینی و دنیاوی سے بالاتر ہے وہ حضرت ہارون علیہ السلام ہی کا واقعہ ہے اور اس کا سبب یوں واقع ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو سخت تکلف تھی بہت دشواری

وہ کلام کر سکتے تھے جب باری تعالیٰ شانہ نے آپ کو مرتبہ رسالت عطا فرما کر فرعون کی طرف
 جانے کا حکم فرمایا تو آپ نے باری تعالیٰ شانہ سے عذر لکھتے کیا کہ میں اچھی طرح کلام کرنے پر
 قادر نہیں ہوں میرے بڑے بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح ہیں ان کو میری نبوت میں
 شریک فرما کہ وہ تیری الوہیت کو اور شرک کی بُرائیاں اچھی طرح اُسے سمجھا سکیں گے پروردگار
 تعالیٰ شانہ نے درخواست حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبول فرمائی اور مرتبہ نبوت عنایت
 کیا آپ کو جو حضرت ہارون نے ابن اُمّ فرمایا تو کوئی اس سے یہ نہ سمجھے کہ سوتیلے
 بھائی تھے یہ جملہ کمال شفقت کا تھا چونکہ مان کو باپ سے بہت زیادہ فرزند پر شفقت
 ہے اس لئے وہ شفقت کا جملہ آپ کی زبان مبارک سے نکلا بزرگوں نے فرمایا ہے
 مان کی محبت بہت وجہوں سے ہے اوّل تو یہ کہ خون اُس کا اولاد میں ہے اور باپ کا
 خون نہیں ملا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اُس نے نو مہینے اُسے اپنے پیٹ میں
 رکھا اور جو شائد اُس ایام میں اُسے پیش آئے اُس کو وہی جانتی ہے جب اُس کا
 حمل سنگین ہوتا تو اُٹھنا بیٹھنا بہت دشوار ہوتا ہے اُس ایام کی تکلیف کو وہی خوب
 جانتی ہے دو چار قدم چلنا اُسے ہزار کوس کے برابر ہو جاتا ہے جھکا اُس سے جاتا نہیں
 نماز میں رکوع و سجود نہیں ہو سکتے اور جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو تمام چیزیں کھانے پینے کی
 عمدہ عمدہ ترک کر دینی پڑتی ہیں جب تک بچہ دودھ پیتا ہے اُس کی ان کو بچہ کی بدمزگی
 کے سبب سے اُسے چھوڑ دینا پڑتی ہیں ان مصیبتوں سے بچہ پرورش پاتا ہے تو وہ
 کیونکہ اُس کو عزیز ہو باپ کو یہ کوئی دقت پیش نہیں آتی اُسی حساب سے دونوں
 کی محبت ہے۔ اور ان حجّتوں اور دلیلوں کے سوا برہان قاطع اور دلیل ساطع یہ ہے
 کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنی محبت کو مان کی محبت سے مثال دی ہے اللہ اکبر
 یہ سرمایہ محبت باپ کے پاس کہاں ہے۔

بالجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے لوگو تم پر افسوس ہے کہ اتنی کم مدت

میں جو مجھ سے اور تم سے مفارقت رہی تم بے ایمان ہو گئے اب تم یہ چاہتے ہو کہ تم پر
 غضب الہی نازل ہو اس لئے کہ تم نے میرے وعدہ کے خلاف کیا۔ قوم نے جواب
 دیا کہ ہم نے وعدہ خلافتِ نبین کی مگر قبیلوں کا مال و زر جو ہم بجا ریت لائے تھے اُس مقدم
 میں ہم نے مارون سے مشورہ کیا کہ اسے کیا کرنا چاہئے انہوں نے فرمایا کہ جلا دو۔ یہ
 تمہارے لایق نبین ہے لہذا ہم نے زمین میں ایک گڑھا کھود کر ڈال دیا جو کچھ سامری
 کے پاس تھا اُس نے بھی اُسے گڑھے میں ڈال دیا تو یہ گوسالہ بن گیا تو سامری نے
 ہم سے کہا کہ یہ تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نبین دیکھتے
 کہ یہ گوسالہ ہے اور کسی بات کا جواب نبین دے سکتا اور نہ کسی قسم کا اختیار رکھتا ہے
 نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ ضرر۔ پس تم نے اس میں کون سی بات خدا ہونے کی پائی
 قوم نے کہا کہ اس کا حال سامری سے پوچھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سامری کے پاس
 آئے اور پوچھا کہ تیری کیا حقیقت ہے اے سامری۔ اُس نے کہا کہ میں نے دیکھ لیا جو
 سب نے نہ دیکھا (یعنی جبریل علیہ السلام کو) سولے لی میں نے ایک مٹھی خاک اُن کے
 قدم کے نیچے سے پھر میں نے وہی ڈال دی گوسالہ کے پیٹ میں یہی مصلحت اور مشورہ
 دیا میرے دل نے۔ کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ جا دنیا میں تجھ کو یہ آفت ہے کہ کہا کر
 لائسائس یعنی نہ چھیڑو نہ چھیڑو اور آخرت کا جو عذاب ہو گا وہ تو دیکھے ہی گا۔ اب نگاہ کر
 اپنے معبود کی طرف کہ جس پر دل لگائے بیٹھا تھا کہ میں اُس کو جلا کر خاک کئے دیتا ہوں
 اور دریا میں ڈالے دیتا ہوں۔ چنانچہ یہی اتفاق ہوا کہ سامری بنی اسرائیل سے الگ ہو کر
 زندگی بسر کرتا رہا اگر وہ کسی سے ملتا یا کوئی اُس سے ملتا تو دونوں کو بنار چڑھتا اسی
 وجہ سے وہ کسی سے نہ ملتا اور جو اُس سے ملنے کا ارادہ کرتا تو کہتا کہ مجھے نہ چھو و مجھے نہ چھو
 معالِم التشریل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت
 موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لَا مَسَاسَ لَكَ وَلَوْ آتَىٰ لَكَ پس وہ جنگل میں جا تو روک کے پاس

رہا کرتا اور آدمیوں سے بھاگتا اور جو اُس کے پاس جاتا تو کہتا کہ مجھے نہ چھوؤ مجھے نہ چھوؤ
ایسا کہتے ہیں کہ اب تک قبیلہ سامرہ میں یہ اثر موجود ہے کہ جب کسی غیر آدمی سے اُن کا
بدن چھو جائے تو اُنہیں بچھا آ جاتا ہے لباب التفسیر میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے سامری کے قتل کا ارادہ کیا تھا حکم الہی صادر ہوا کہ سامری میں ایک صفت سخاوت
کی ہے جس سے ہمارے بعض بندوں کو نفع پہنچتا ہے لہذا ہم نہیں چاہتے کہ نفع
حیات اُس سے دور کیا جائے ۵

سخاوت میں عیب را کہیں است سخاوت ہمہ درد مارا دواست
۵ ہر نہالے کہ برگ دارد و بر باد ز آب حیات تازہ و تر
انچہ بے میوہ باشد و سایہ بہ کہ گردد تنور را مایہ

یہ وہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام اُس کے قتل سے باز رہے اور فرمایا کہ قوم سے دور ہو۔
القصہ جب موسیٰ علیہ السلام کا عقبہ و غضب فرو ہوا تو اوّل تو رات کی لوحین اُٹھا کر
رکھیں اور پھر اُس گوسالہ کو ذبح کیا تو اُس میں سے خون نکلا پھر اُسے جلا کر خاک کر دیا
اور خاک اُس کی وریا میں ڈال دی مگر گوسالہ پرست خفیہ دریا پر جاتے اور اُس گھاٹ
کا پانی بطریق تبرک پیا کرتے بالکل یہ امر قبیح اور فعل شنیع بنی اسرائیل کا اقیح انواع
کفر سے تھا اور وہ اس امر کا مقتضی تھا کہ فی الفور وہ قوم نیست و نابود کر دی جاتی اور
اُن کو بالکل توبہ کرنے کی فرصت نہ دی جاتی اس لئے کہ کفر اُن کی طینت ہو چکا تھا
لیکن حق تعالیٰ شانہ نے از روئے رافت و رحمت کہ بالا صالۃ متوجہ حضرت موسیٰ اور
حضرت ہارون کی طرف تھی اور بالتبع سب بنی اسرائیل سے لہذا اُن سے عام مواخذہ
دنیوی نہ کیا گیا اور یوں ارشاد ہوا اِنَّكُمْ تَعْتَدُونَ لَكُمْ ذُلًا لَّعَلَّكُمْ
تَشْكُرُونَ ۵ پھر معاف کیا ہم نے تم کو شاید تم احسان مانو یعنی فی الحال دنیا کا عذاب
تم سے اُٹھایا گیا ہے۔ بنی اسرائیل بعد اس حرکت کے بہت نادام ہوئے اور سمجھے کہ

بے شک ہم ضلالت میں پڑے تھے اور اقرار کیا کہ لَمَّا يَزُحْمَتَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ
 مِنَ الْخَائِرِينَ اگر نہ رحم فرماتا۔ ہم پر ہمارا رب توبے شک ہو جاتے ہم نقصان
 اٹھانے والوں میں سے۔ اُن کے اس اعتراف قصور کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام
 نے کمال شفقت و غمخواری سے کہ آدمی کو اپنی قوم سے ہوتی ہے اور اُن کے امراض کا
 علاج اپنے مرض کے علاج کی طرح کرتا ہے اور اگر مرض قلبی سے بے خبر ہوتے ہیں
 تو کمال لطف و عنایت سے اُنہیں خبردار کر دیتا ہے فرمایا موسیٰ علیہ السلام کے اُس جملہ کو
 پروردگار تعالیٰ شانہ یوں فرماتا ہے اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ
 یعنی تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اس بچھڑے کو بنا کر اور اُس کو پوج کر پس اس کے سوا
 اور کوئی علاج تمہارا نہیں ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی شَانَهُ فَنُتَوَبُّوْا اِلٰی بَاسِرِكُمْ یعنی توبہ کرو
 تم اپنے محبوب دے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے تاکہ وہ تم کو اس گناہ کے جرم سے پاک
 کر دے مگر شرط یہ ہے کہ توبہ دل سے ہو نہ زبان سے کیونکہ توبہ زبانی دکھلانے کے لئے
 ہوتی ہے اور توبہ دلی خدا کے واسطے ہے تو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام
 سے عرض کیا کہ مجرد عذر سے ہمارا کام بنجائیگا یا نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا
 کہ تم مرتد ہو گئے اور مرتد کے لئے قتل کا حکم ہے فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ پس قتل کرو اپنی
 جانوں کو اُس گناہ کا یہی کفارہ ہے جو شخص اپنے منعم کا حق نہ مانے تو منعم کو چاہئے
 کہ اپنی نعمت اُس سے پھیر لے تا اور لوگ اُس کی دیکھا دیکھی اس بلا میں مبتلا نہ ہو جائیں
 اِنَّكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَاسِرِكُمْ یٰۤاٰی ہنر ہے تمہارے واسطے پروردگار کی حضوری
 کے لئے۔ کیونکہ اس سزا کو قبول کر لینے سے خالق کی محبت اور اطاعت کا ثبوت بوجہ
 کمال ہو جاتا ہے اور عالم آخرت کے عذاب سے نجات ہو جائیگی اور وہ زندگی نہایت
 آرام سے گزریگی کیا کرتے موسیٰ علیہ السلام سا جا بر نبی اور پھر اللہ کا فرمان قبول ہی کرنا پڑا
 اور اُن کے واسطے یوں حکم ہوا کہ سب گوسالہ پرست اپنے گھروں سے بے سلاح اور

اور بے خود وزرہ باہر نکلیں اور اپنے دونوں زانو توڑ کر دروازوں پر بیٹھیں اور اپنے پیٹ کو زانو سے باندھیں اور سر اپنے زانو پر رکھ لیں اور زخم تلوار کا سر پر لیتے رہیں اور زانو کو کبھی نہ کھولیں اور جنبش نہ کریں اور ہاتھ پاؤں سے دفع نہ کریں اور جو شخص ان شروط کے خلاف کرے گا اُس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ دوسرے دن جب صبح ہوئی تو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ بارہ ہزار بنی اسرائیل جو گوسالہ پرست نہ تھے کر کے روانہ کیا اور حکم کیا کہ ننگی تلواریں ہاتھ میں لئے جاؤ اور ان کا قتل شروع کرو اور خود حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بلند مکان پر کھڑے ہو کر آواز دینے لگے کہ اے بنی اسرائیل تمہارے بھائی تمہیں قتل کرنے کو شمشیر بدست تمہارے پاس آتے ہیں فَالْقَوَالَةُ وَاصْبِرُوا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے تین گروہ تھے ایک گوسالہ پرست اور دوسرا سکت یعنی نہ پرستش کی نہ اُس کا انکار کیا ان دونوں میں سے پہلے کو قتل کا حکم ہوا اور دوسرے کو قتل کرنے کا حکم ہوا اور تیسرا گروہ وہ تھا جو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تھا وہ توبہ میں شریک نہ تھے اس لئے کہ وہ محتاج توبہ نہ تھے۔ **روایت ہے** کہ جب قاتلون نے دیکھا کہ جن کو ہم قتل کریں گے اس میں کوئی توبہ بیٹا ہے کوئی بھائی ہے کوئی بھانجا ہے تو متردد تھے کہ شفقت کے سبب سے اُن کے قتل پر ہاتھ کیونکر اٹھیں گے خدا کی طرف سے ایک ایسا دھواں آیا کہ بالکل اندھیرا ہو گیا اور یہ بے دھڑک مارنے لگے صبح سے تیسرے پہر تک ستر یا انسی ہزار آدمی قتل ہو گئے۔

پدر را پور پورش را پدر کشت برادر را برادر بے خطر کشت

اُس وقت بنی اسرائیل کی عورتیں اور بچے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس فریادی آئے آپ نے سر برہنہ ہو کر جناب باری تعالیٰ میں دعا مانگی تو ارشاد ہوا کہ توبہ مقتولین اور غیر مقتولین کی قبول ہوئی یعنی جو شخص مارا گیا اُس کو مرتبہ شہادت ملا اور جو شخص

زندہ رہا لوٹ گناہ سے پاک ہوا۔

فائدہ۔ کہان میں سیاہ و سفید منہ والے عیساؑ جو اپنی لبنی لبنی زبانیں دراز کر کے کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا مذہب شمشیر کے زور سے پھیلا ہے یہ کیا واقعہ ہے جو کتب مقدس میں پایا جاتا ہے صبح سے تیسرے پہر تک شترانسی ہزار کا فیصلہ ہو گیا مسلمانوں کی کسی کتاب میں اس کی نظیر مل سکتی ہے ہرگز نہیں اگر تمہارے کوٹ میں گریبان ہو تو اُس میں تھوڑی دیر کے لئے اپنا منہ ڈال لو۔ الغرض اس کے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی امت مرحومہ اب تم اپنے نبی کریمؐ کی رحمت اور احکام شریعت کی آسانی کو ملاحظہ کرو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا مقابلہ کرو اکابر صوفیہ فرماتے ہیں کہ یہ توبہ منسوخ نہیں ہوئی ہے مگر اس میں اس قدر فرق ہے کہ توبہ بنی اسرائیل کی یہ تھی کہ سب کے سامنے قتل نفس کریں اور اُس میں جو کچھ الم و درد ہو ایک ہی بار ہو چکے اور اُس کے بعد ہمیشہ کے لئے عیش جاودانی ہے اور اس امت مرحومہ کے خواص کی توبہ یہ ہے کہ اپنے نفس کو پوشیدہ قتل کریں اور اُس کو تمام لذات سے محروم کر دیں اور یہ قتل تازندگی جاری رہتا ہے دن بھر میں ہزاروں بار یہ قتل واقع ہوتا ہے اور ہر بار نئی زندگی عطا ہوا کرتی ہے۔

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جانے دیگر است

اگر چہ ظاہر میں قتل نفس کافر اور مومن دونوں میں کر سکتے ہیں مگر قتل نفس کا باطن میں بغیر توفیق الہی و اتباع شریعت حضرت رسالت پناہی میسر نہیں ہوتا۔ حضرات صوفیہ کرام رحمہم اللہ علیہم کے طریق میں قتل نفس یہ ہے کہ اپنی مرادیں اور تمنائوں کا ایک سرے سے قتل عام کر دے۔ مگر وہ مرادیں اور تمنائیں جو دنیا سے متعلق ہوں اور جو دینی خواہشیں ہوں مثلاً اہتمام نوافل اور صوم و دیگر مجاہدات مسنونہ یہ تو عین مطلوب عاشقان خدا ہیں۔ لیکن یہ قتل نفس بے توفیق الہی میسر نہیں ہوتا اور نفس کا قتل یہ ہے

کہ اُس کی آرزوؤں اور مُرادوں کو قطع کرے ۵

نفس خود را کُش جانے زندہ کن خواہہ را کُشت اورا بندہ کن
تو طمع داری کہ اورا بے جفا بستہ داری در وقار و در وفا
ہر خشمے را این تمنا کے رسد موسیٰ باید کہ اثر در را کشد

بعض مفسرین ظاہر آیت سے یہ مطلب نکالتے ہیں کہ بنی اسرائیل اپنے نفس کو آپ قتل کریں اور روایات اس کے خلاف ہیں پس حقیقت کلام کی مُراد نہیں ہے یا معمول ہے اسناد مجازی پر۔ القصہ جب یہ تو بنی اسرائیل کی قبول ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگرچہ گناہ تمہارا سخت تر تھا آلِ فرعون سے کہ تم نے ایمان کے بعد کفر اختیار کیا مگر اللہ تعالیٰ شانہ نے تم پر احسان کیا اور تمہاری توبہ کو قبول فرمایا اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۵

تصدق اپنے خدا کے جاؤں کہ پیارا آتا ہے مجھ کو انشا

ادھر سے ایسے گناہ پیہم ادھر سے وہ دم بدم نوازش

بالکل بنی اسرائیل باوجود سوائے معجزات باہرہ اور مشاہدۂ آیات قاہرہ ہرگز ادا سے شکر پر مستعد نہ ہوئے بلکہ اُسی بے ادبی اور سخت روی میں مبتلا رہے اور سخت تر بے ادبی یہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کی ہدایت کو بالکل کافی نہ سمجھے اور کہنے لگے کہ یہ احکام جو تم بیان کرتے ہو اگر ہم اللہ تعالیٰ شانہ سے بلا واسطہ تمہارے مبین تو البتہ قبول کریں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر شخص یہ بات چاہتا ہے یا بعض صالح قوم نے جواب دیا کہ ایک جماعت کثیرہ اچھے لوگوں کی جن کی خبر حد تو اتر کو پہنچے اور عقل کے نزدیک اجتماع ان کا دروغ بندی پر محال ہو وہ گروہ کلام الہی بلا واسطہ سُن آئے تو البتہ ہم یقین کریں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اچھے آدمی اس کام کے لئے چنؤ۔ قوم نے ایسے ستر آدمی کہ جو صلاح و تقویٰ میں ممتاز تھے چھانٹ کے تیار کئے

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حضور میں لائے آپ نے فرمایا کہ تم سب پہلے غسل کر کے
گناہوں سے توبہ کرو اور تین دن روزہ رکھو اور تسبیح و تہلیل میں مشغول رہو اسکے بعد
میرے ساتھ چلو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ارشاد کے موافق اُن لوگوں نے عمل
کیا اور آپ کے ساتھ کوہ طور کو روانہ ہوئے۔ جناب موسیٰؑ قریب تر پہنچے تو حضرت
موسیٰؑ نے جناب الہی میں عرض کیا کہ یا رب العالمین یہ جماعت صاحبین تیری باتوں
کے مشتاق آئی ہو اس سے کلام فرما کہ یہ بھی سنیں جس وقت کوہ طور پر پہنچے تو
ایک نور سفید رقیق اور خنک بصورت ابر ظاہر ہوا اور آہستہ آہستہ اتنا پھیلا کہ سارا
پہاڑ چھپ گیا بنی اسرائیل پہاڑ کے نیچے کھڑے دیکھتے تھے اور حضرت دریا سے نور میں
غرق ہو گئے ان کو حضرت موسیٰؑ نے مخاطب کر کے کہا کہ اِن کلام الہی سُنو اُنہوں نے
بے شبہ و شک اپنے کانوں سے کلام الہی سنا کہ حضرت موسیٰؑ سے خطاب ہوتا ہے
اور امر و نہی کا ارشاد ہے اُس وقت قوم پکارنے لگی کہ اے موسیٰؑ تم مخاطب الہی ہو
اور ہم محروم ہیں دفعتاً ایک ابر نوری ان کی طرف آیا اور اُس میں سے ایک برق
کے ذریعہ سے یہ صدا آئی اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا اَخْرِجْتُکُمْ مِّنْ اَرْضِ
مِصْرَ فَاَعْبُدُوْنِیْ وَلَا تَعْبُدُوْا لِیْ وَلَا لِعَبْدٍ لِیْ وَ اَعْبُدُوْا لِیْ تَرْجِعُوْا مِیْثَاقَیْ
اللّٰہ۔ کوئی معبود نہیں ہے مگر میں نے کلام تم کو زمین مصر سے پس میری پرستش کرو
اور کسی کو سوا اے میرے نہ پوجو۔ بعد اس کے کلام منقطع ہو گیا اور حضرت موسیٰؑ
علیہ السلام اُسی ابر میں مستغرق رہے جب وہ ابر کھلا تو حضرت موسیٰؑ علیہ السلام
نکلے اور قوم سے پوچھا کہ تم نے کلام الہی سنا اور احکام سمجھ لئے وہ بولے کہ ہم اسکو
کیونکر جانیں کہ یہ کلام الہی تھا دور سے آواز سنیں بولنے والے کی صورت تو نظری نہ آئی
کیا معلوم کون شخص بول رہا ہے مبادا اس ابر میں کوئی جن ہو پس یہ اعتقاد کہ یہ کلام خدا
ہے محض تہلیدی ہے اور صرف آپ کے کہنے سے ہو سکتا ہے اور اگر تمہارے کہنے ہی

اعتبار کر لیا جاتا تو پھر بیان تک آنے کی کیا ضرورت تھی ہمارا شک جب مٹے گا کہ ہم اللہ
کی صورت بھی دیکھ لیں اور اُس صورت سے ہم یہ آواز سن لیں اسوقت یقین لائیں گے
کہ یہ آواز خدا کی ہے کسی شیطان یا جن کی نہیں ہے چنانچہ پروردگار تعالیٰ شانہ ارشاد
فرماتا ہے لَنْ نُّوْخِزَ مِنْ لَدُنْكَ حَتَّى نَسْأَلَ اللّٰهَ حُكْمًا ثُمَّ جِئْنَا بِهٖم بَیِّنًا لَا كَرِهِيَ الْغٰثِیُ فَجَاءَ
نَدِیْحِیْنٌ مِّنْ اللّٰهِ كُوسًا مِّنْ صَوْرَتٍ اَوْشَکَیْنِ اَوْ حِجَابٍ اَوْ اَوَّارٍ اَوْ اَوَّارٍ
وہ گستاخ اور بے ادب یہی باتیں کر رہے تھے کہ ایک آگ آسمان سے ظاہر ہوئی
اور اُن سب لوگوں کو جلا گئی جیسا کہ قرآن شریف میں ارشاد ہوا ہے فَآخَذَ مِنْكُمْ
الصُّلْعٰتِ عِقٰتَہٗ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ثُمَّ جِئْنَا بِہُمْ بِکَیۡدٍ لِّیَاۡتِہُمۡ کُوۡبَیۡلِیۡنِیۡ
اور تم دیکھتے تھے علماء
رحمہم اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ ایک ایسی مہیب آواز آئی کہ اُس کے ہول سے
مر گئے واضح ہو کہ اس بے ادبی پر دو وجہ سے غضب الہی نازل ہوا ایک تو یہ کہ
ان بے ادبوں نے نہایت گستاخی سے کہا کہ اے موسیٰ ہم تمہاری بات کا اعتبار
نہیں کرتے حالانکہ موسیٰ علیہ السلام پیغمبر مصدق بالمعجزات تھے جیسے ہمارے حضور پر نور
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُن کے قول کو نہ مانتا اُن کے حکم پر عمل نہ کرنا یقین نہ لانا
کفر صریح ہے علی الخصوص مقام حضور اور سماع کلام میں دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
شانہ کو محدود فی الجہات دیکھنے کی درخواست کی۔ اگر وہ یوں کہتے کہ ہم تمہاری رویت الہی
ہیں وہ پروردگار اپنے فضل و کرم سے شرف دیدار سے مشرف فرمائے تو یہ محل غضب
نہ تھا کیونکہ رویت الہی دنیا میں بھی محال نہیں ہے اُس کا فضل درکار ہے اولیاء اللہ
رحمہم اللہ علیہم۔ اپنی اپنی استعداد کے موافق مشرف ہوا ہی کرتے ہیں
اور اس کی طلب محل غضب و عتاب نہیں ہر عاشق اپنے محبوب کے دیدار ہی کا طالب
ہوتا ہے اگر یہ نیاز مندی عرض کرتے تو اُس کا جواب یہی ہوتا کہ ابھی تم اس قابل نہیں ہو
جب تم میں اس کی قابلیت پیدا ہو جائیگی تو اس دولت بے زوال سے مشرف کر دیا جائے گا

پروردگار تعالیٰ شانہ تو دلوں کے حال سے واقف ہے وہ جانتا تھا کہ تقا کے وقت تمام دنیا کی خواستگاری کرنے لگیں گے جس کی وجہ سے یہ مورد عتاب ہو جائیں گے اور وہ خواستگاریاں اُن کی گمراہیوں کا سبب ہونگی۔ اللہ تعالیٰ شانہ کی تقا کے طالب تو وہ عالی ہمت ہوتے ہیں کہ جو دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب کو ایک جُوسے بھی کمتر سمجھتے ہیں جیسے اولیا اللہ کی صف میں بڑے بڑے بلند مقام کے لوگ گزرے ہیں مثلاً حضرت بایزید بطنائی اور حضرت جعفیہ اور حضرت ابراہیم اوہم اور حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت مخدوم شرف الدین بہادر سی اور حضرت سیدنا ابوالعلا رضی اللہ عنہم۔ ان حضرات کے سوا اور بہت سے اولیا اللہ ایسے ہیں کہ جن حضرات نے اُس کے شوقِ تقا میں تمام دنیا سے لاکھ اٹھالیا ہے وہ یا دشاہی کو تمام بے وقعت چیزوں سے بہت زیادہ بے وقعت سمجھتے ہیں یہ وہ حضرات ہیں کہ جن کو دیدار الہی بیان بھی ہے اور وہ ان بھی ہمیشہ دنیا کے لوگوں کا یہی دستور بنا ہے کہ وہ اولیا اللہ کے حضور میں بطلبِ دنیا حاضر ہو کر تے ہیں اسی پر قیاس کرنا چاہئے کہ اگر اُن کو دیدار الہی برار العین ہوتا تو وہ اُس دونوں جہان کے مالک سے کیا کیا خواستگاریاں نہ کرتے لہذا اُن کو اس جرات کی وہی سزا ملنی تھی جو دی گئی اس بے ادبی اور گستاخی کی یہ سزا ملی کہ صاعقہ نے چھوٹ کر دیا اور وہ ایک آسمانی آگ تھی جو ابر میں ہوتی ہے ناگاہ وہ اُن پر آپڑی اور مسامات کے راہ سے تمام بدن میں سرایت کر گئی اُس آگ کو جو پروردگار تعالیٰ شانہ نے صاعقہ فرمایا تو برق سے بہت مناسب تھی۔ روایات صحیحہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ برق جندہ نور ان پر گری کہ بے حس و حرکت ہو گئے پس اگر صاعقہ سے بیہوشی اور غشی مراد ہو تو بھی اثر اُسی برق کا ہے کہ اُسے صاعقہ آسمانی سے مشابہت تامہ ہے بلکہ صاعقہ آسمانی سے قوی تر اور سخت تر تھی اس لئے کہ صاعقہ متعارف ایک دفعہ میں جامع کثیر کو نہیں جلا

غالباً ایک بار میں دو تین آدمیوں کو ہلاک کرتا ہے اور اس صاعقہ متعارفہ سے بھاگنا اور
مکانات مضبوط اور مسقف میں پناہ لینی ممکن ہے اور اُس صاعقہ سے کہ اُس کی حرکت
اختیاری تھی فرار ممکن نہ ہوا حاصل کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا
کہ اُن پر بجلی گری اور وہ لوگ تھڑا کر مر گئے تو بہت ڈرے کہ بنی اسرائیل مجھ کو ان کے
قتل کے جرم میں متہم کریں گے اور میری اس سے بریت کا کوئی ثبوت نہیں ہے تو پروردگار
تعالیٰ شانہ کے حضور میں عرض کی کہ اے قادر توانا اگر تجھے یہی منظور تھا تو میں جب
قوم سے نکلتا تھا تو اس سے پہلے ان کو ہلاک کرتا اور مجھ کو اُس قبیلے کے قتل کے وقت
مارتا۔ اور اب جو عبادت پر یا طلب رویت پر قتل فرماتا ہے تو یہ تیری آزمائش ہے
یعنی پہلے ان کو کلام سنایا کہ یہ متمنی ملاقات ہوے اور رویت کی خواہش کرنے لگے
اور اس جرم پر تو نے ان کو قتل کر ڈالا۔ پس تو ہمارا ولی ہے بخشش ہم کو اور رحم کر ہم پر
تو سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام نے دعائیں اپنی ذات کو
بھی شریک کر کے دعا مانگی تھی لہذا قبول ہوئی۔ ع بدان را بہ شیکان بہ بخشہ کریم۔
اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کو بخش دیا اور سب کو زندہ کر دیا۔ قال اللہ تعالیٰ شانہ شَمَّ
بَعَثْنٰکُمْ مِنْ بَدَنِ مَوْتِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْكُرُوْنَ یعنی پھر اُٹھا کر کھڑا کر دیا ہم نے تم کو
مرنے کے بعد شاید تم احسان مانو۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ معاملہ قبل گو سالہ پرستی
کے واقع ہوا ہے مگر مفسر اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ یہ قصہ بعد گو سالہ پرستی کے واقع ہوا
تھا اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی جماعت کو واسطے عذر خواہی کے کو ظہور
پہلے گئے تھے اور اُن نا آشناے طریق ادب نے عذر بدتر از گناہ کیا آخر حضرت موسیٰ
علیہ السلام جب شفیع ہوئے تو اُن کے گناہ عفو کئے گئے۔ اَلْقَصْدُ لِعِزِّ زَنْدَہ ہونے
اُن شتر آدمیوں کے جو سردار قوم تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی وَ اَلْتَبَّ لَنَا
فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِی الْآخِرَةِ اِنَّا هُدُّنَا اِلَیْکَ قَالَ عَذَابِیْ مُصِیْبٌ

مَنْ أَسَاءَ وَرَجُمْتِي وَسَعَتْ كُلُّ شَيْءٍ فَسَا كَتَبَهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ
 الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ترجمہ لکھ دے ہمارے واسطے اس
 دنیا میں اور آخرت میں نیکی ہم رجوع ہوئے تیری طرف فرمایا میرا عذاب میں جس پر
 چاہتا ہوں ڈالتا ہوں اور میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو سو وہ لکھ دوں گا اُن کو جو ڈر
 رکھتے ہیں اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور جو ہماری آیتیں ہیں اُن کا یقین کرتے ہیں۔
 سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اُمت کے حق میں دنیا اور آخرت کی نیکیوں
 کی دعا مانگی شاید مراد یہ ہو کہ اُن کی اُمت سب امتوں پر مقدم رہے دنیا اور آخرت
 میں۔ اس پر ارشاد ہوا کہ میرا عذاب اور رحمت کسی فرقہ پر مخصوص نہیں ہے عذاب تو اُسی پر
 ہے جس کو میں چاہوں اور میری رحمت سب کو شامل ہے لیکن رحمت خاص اُن کے
 نصیب میں ہے جو ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ لوگ جو ہماری سب نشانیوں
 پر ایمان لائے ہیں۔

فائدہ۔ فاخذتکم الصاعقہ منکرن رویت یعنی اثنا عشری فرقہ کے لوگ یعنی
 علماء کہتے ہیں کہ اگر رویت الہی ممکن ہوتی تو اس کا سوال ایسے غضب کا سبب نہ ہوتا
 جواب اُس کا یہ ہے کہ مجرد سوال رویت محل غضب نہیں ہے۔ بلکہ یہ کلمہ اُن کا
 کمال بے ادبی کا تھا جس کو خود پروردگار تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ
 کہ صریح کفر ہے اور دوسرا کلمہ نری اللہ جہرۃ کہ سخت بے ادبی کا کلمہ ہے لہذا
 غیرت الہی کو غضب ہوا۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ جب دوسری مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
 نے سوال رویت کیا تو بجز اس کے کہ طاقت بشری اُس کا تحمل نہ کر سکے گی اور کچھ
 ارشاد نہ ہوا۔ **رویت الہی** مفصل قصہ اس کا یہ ہے کہ بعد چند روز کے پھر حضرت
 موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جا کر چلے کیا اور کھانا پینا بالکل ترک کر دیا پہلے اللہ تعالیٰ
 شانہ نے پردے حجاب کے اُٹھائے اور اپنے کلیم اللہ سے کلام فرمایا اُس وقت آپ کے

قلب شریف میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ باری تعالیٰ شانہ کے حضور میں بڑی سرفرازی مجھے حاصل ہوئی ہے صرف نعمتِ رویت باقی رہی جاتی ہے لہذا عزم بالجزم کر کے کامل طہارت فرمائی اور بادب تمام عرض کی سبب اس لیے اُنظُرْ لِنَيْفِكَ اے رب تو مجھ کو اپنے تئیں دکھا اور مجھ کو وہ طاقت دے کہ میں تجھ کو دیکھ سکوں **نظم**

من فراموش کنم هر چه بود الا تو عشق بازی نہ کنم در دو جهان جز با تو
گردیل من بیچارہ تو باشی سہل است ہر مسافت کہ بود از من بے دل با تو
ساقی از بادہ دیدار چنان ساز مرا کہ زمستی نہ شناسم کہ منم این یا تو
حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ میں نے کتب مُنزلہ میں یوں ملاحظہ کیا ہے کہ جب
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہ طور پر گئے اور چالیس روز تک ریاضت اور مجاہدہ میں
رہے اور آئینہ ضمیر مجلیٰ اور صاف ہوا اور نوبت مکالمہ پہنچی تو حضرت حق تعالیٰ نے
جبریل علیہ السلام کو ملائکہ مقربین کے ہمراہ بھیجا کہ وحشیوں کو پہاڑ سے دور کرو کوئی باقی
نہ رہے اُس دن موسیٰ علیہ السلام عمامہ سیاہ باندھے تھے اور جامہ پشین زیب جسدِ اطہر
تھا اور عصا ہاتھ میں تھا اور کھڑے تھے کہ فرشتے آئے اور پہاڑ کو گھیر لیا حضرت موسیٰ
علیہ السلام انہیں دیکھ کے چھپ گئے اُس وقت جبریل علیہ السلام آئے کہ اے موسیٰ
چادر سیاہ اڑھو اور سوائے آنکھوں کے سب بدن چھپا لو حکمت اس میں یہ تھی کہ اگر
جبین مبارک بھی کھلی رہتی تو نورِ کلام کی چمک سے جل جاتی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
چادر سیاہ اڑھی اور مقام انتظار میں کھڑے ہوئے کہ یکایک آثارِ سلطانی ظاہر ہونے لگے
اور نوبت کلام پہنچی۔ خطاب اولین یہ ہے اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ
وَ اَحْسِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ تَرٰ جِسمہ تحقیق کہ میں خدا ہوں میرے سوا کوئی معبود
نہیں پس عبادت کر میری اور قائم کر نماز میری یاد کرنے کے لئے۔ حضرت موسیٰ نے
عرض کیا اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَعْبُدُ لَکَ اَنْتَ اِلٰہِیْ وَ اِلٰہَ اَبْسَارِیْ

ترجمہ اے پاک پروردگار تو اللہ ہی اور نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش مگر تو میں تیری پرستش کرتا ہوں اور ہمیشہ تیری ہی پرستش کرتا رہوں گا تو میرا اللہ ہے اور میرے آبا و اجداد کا اللہ ہے بعد اس کے اور بھی کلام ہوئے اُسی حالت میں شوق دیدار نے ایسا کیا کہ قوتِ سمع دولتِ کلام باری تعالیٰ شانہ سے بہرہ یاب ہوئی تو آنکھیں شرف دیدار سے کیوں محروم رہیں بے اختیار ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تَبَّ اَیُّہِی اُنْظُرُ الْیَدَیْکَ۔ اے رب اپنی لقا کی دولت سے مجھے بہرہ اندوز فرما کہ ان آنکھوں سے میں تیرا جمال دیکھوں بیت

ترامی خواہم اے دلبر کہ بینم تو لی مقصود من در ہر کہ بینم
ارشاد ہوا لَنْ تَرَ اِنِّی یعنی تو نہ دیکھ سکے گا مجھ کو دنیا میں = مطلب یہ ہے کہ اس وقت یہ ترکیب انسانی تیری متحمل تجلی لقا کی نہیں ہے کیونکہ بصارت فانی جمال باقی کو نہیں دیکھ سکتی لیکن یہ محال نہیں ہے اگر یہ مسئلہ محالات سے ہوتا تو حضرت موسیٰ سے نبی اولوالعزم اس کا سوال ہی نہ پیش کرتے کیونکہ اُس چیز کی طلب جو محال بالذات ہو انبیاء سے جائز نہیں۔ صاحب کشف الاسرار فرماتے ہیں کہ مقام حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس وقت جب خطاب لَنْ تَرَ اِنِّی سنا ہے اس وقت سے کہ عرض کیا تَبَّ اَدِیْیَیْ بَلَدٌ تَرٰکَہَا کیونکہ لَنْ تَرَ اِنِّی کے ارشاد کے وقت موسیٰ علیہ السلام عینِ مراد حق میں تھے اور اَدِیْیَی کے وقت اپنی مراد میں تھے اور مراد حق میں ہونا کامل تر ہے اپنی مراد سے بیت

لَنْ تَرَ اِنِّی می رسد از طور موسیٰ را جواب ہر چہ آن از دوست آید سر بنگردن متاب
اگرچہ زخم لَنْ تَرَ اِنِّی محبوب بے نیاز کی طرف سے پہنچا مگر وہ اپنے ساتھ ہی مرہم بھی لایا ارشاد ہوا وَلَکِنْ اُنْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنَّ الشَّعْرَ مَکَانَهُ فَسَوْفَ تَرَ اِنِّی
ترجمہ دیکھتا رہ پہاڑ کی طرف جو وہ ٹھہرا رہا اپنی جگہ پر تو مجھے تو دیکھے گا کیونکہ یہ پسار

مَدِیْنِ مِیْنِ سَب پھاڑوں سے بڑا اور اونچا ہے اور قوت تحمل اُس کی تم سے زیادہ ہے اگر تجلی کے وقت یہ پہاڑ اپنی جگہ قائم اور ثابت رہا تو تو بھی دیکھ سکیگا اور اگر پہاڑ کو قوت دیدار نہ ہو تو پھر تو بھی اس تمنا سے ماتھ اٹھا و ہسب ابنِ مہیہ سے روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رویت کی درخواست کی تو پہلے ایک ابرو عدد و برق کے ساتھ ظاہر ہوا کہ سارا پہاڑ پھٹ گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈر کر تسبیح میں مشغول ہو گئے پھر ارشاد ہوا کہ اے ملائکہ عمران کا بیٹا دیدار کا طالب ہے۔ ملائکہ بصورتِ مہیب حکمِ الہی ظاہر ہوئے حضرت موسیٰؑ اور بھی خوفناک ہوئے مگر حضرت جبریل علیہ السلام دائیں ماتھ پر کھڑے ہوئے اُن کا اطمینان کرتے جاتے تھے غرض کہ ملائکہ ہفت آسمان مختلف خوفناک صورتوں میں ظاہر ہوئے کہ حضرت موسیٰؑ نے کبھی ایسی صورتیں نہ دیکھی تھیں کچھ صورتیں ایسی تھیں کہ اُن کے ماتھوں میں بڑے بڑے ستون تھے اور یہ تسبیح پڑھ رہے تھے سُبُّوْحٌ قُدُّوْصٌ سَابِطٌ اَلْعَرَّةِ اَبَدٌ اَلَا یَمُوْتُ اور بہت سے ایسے تھے کہ اُن کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت جبریل سے کہا کہ میں اپنے سوال سے سخت پشیمان ہوں۔ ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ بلحاظِ ضعف بشریت خطاب کن تَرَ اِنِّیْ کا سزاوار ہوا۔ لیکن اگر دیکھا جاتا ہے تو پہاڑ کی طرف دیکھ ماقال اللہ تعالیٰ شانہ اُنظُر اِلَی الْجَبَلِ جب پہاڑ کا نام پروردگار تعالیٰ شانہ سے پہاڑوں نے سنا تو تمام دنیا کے پہاڑوں نے اپنا اپنا سر بلند کیا کہ شاید ہم اس سادات سے بہرہ اندوز ہوں سب کے بعد گوہر طور نے کمانِ عاجزی اور فروتنی سے التجا کی کہ اے مالک الملک میں کمانِ اس لایق ہوں کہ اس سادات کی تمنا کر سکوں۔ حق تعالیٰ شانہ نے اُس کی عاجزی پر نظر فرما کر اُسی کو یہ دولت عطا فرمائی۔

افتادگی برآورد از خاک دانہ را گردن کشی سچاک نشاندہ نشاندہ را
اور دولتِ تجلی سے اُسے سر بلند فرمایا اور اپنا نور بمقدارِ سرسوزن اُس پر چمکایا۔

عین المعالی میں ہسپل ساعدی سے منقول ہے کہ خداوند کبریائے شہر ہزار پردوں سے ایک ذرہ نور کا ظاہر فرمایا تھا کہ اُس وقت تمام دیوانگان عالم ہوش میں آگئے تھے اور جو لوگ بیمار تھے تندرست ہو گئے تھے اور تمام زمین سرسبز و شاداب ہو گئی تھی اور کھاری پانی میٹھا ہو گیا تھا اور تمام بت روے زمین کے زمین پر سرنگون تھے اور آتش محوس بالکل ٹھنڈی ہو گئی اور وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے کہ پخشنبہ کی شام سے جمعہ کی شام تک یعنی ایک رات دن بیہوش رہے اسی کا اشارہ قرآن پاک میں ہو فلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ فَجَعَلَهُ دَكَاةً وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ إِلَهِي ۖ تَبَّتْ إِلَيْكَ وَآنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ترجمہ پھر جب اُن کا پروردگار پہاڑ پر جلوہ افگن ہوا تو اُسے چکنا چور کر دیا۔ اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑا۔ پھر جب ہوش میں آیا تو کہا تیری ہی ذات پاک ہے میں اپنی بیجا درخواست سے تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور مومنین میں سے میں تجھ پر سب سے اول ایمان لانے والا بندہ ہوں۔

فائدہ۔ حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ شانہ نے بہت بڑی بزرگی عطا فرمائی کہ فرشتہ کا وسیلہ درمیان میں نہ رہا خود کلام کیا جب کلام ہوا تو شوق دیدار نے جرات کر کے دیدار کی سلسلہ جنبانی بھی کی اس کے واسطے حکم ہوا کہ تم نہ دیکھ سکو گے یعنی تم کو اُس کی تاب نہ ہو سکے گی اس جواب کے سیاق سے یہ بات سمجھی گئی کہ دیکھنا اُس کا امکان میں ہے مگر موسیٰ علیہ السلام کے واسطے یہ جواب تھا مگر یہ مسئلہ متحقق ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انہیں آنکھوں سے شب معراج میں اللہ کو دیکھا۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پر تو صفات

تو عین ذات می نگری در تبشّی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ نبوت کے دو تین
واقعات اور بھی ہیں بطور اختصار تحریر کرتا ہوں اور
اس ذکر کو اس بیان پر تمام کرتا ہوں

روایت بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے اپنے چچا کے بیٹے کو مار ڈالا اور اُس
مقتول کا اس قاتل کے سوا اور کوئی رشتہ دار نہ تھا کہ اُس کے مال کا وارث ہو اور اس
چالاک قاتل نے مقتول کو قتل کی جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ ڈال دیا پھر جب صبح ہوئی تو
ایک دوسرے مالدار اسرائیلی پر اُس کے قتل کا الزام لگا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
پاس آیا اور اُس پر غن کا دعویٰ کیا اور اُس قاتل کی مصلحت اس میں یہ تھی کہ تمام
مال اُس کا از روئے ترکہ خود لے لے اور قاتل سے اُس کی دیت لے یوں بھی نفع
اٹھائے **فائدہ**۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت بڑی سخت تھی آپ ہی تو حضرت
موسیٰؑ سے شریعت اپنے لئے طلب کی جب موسیٰ علیہ السلام شریعت لائے تو اُس کے
احکام سنکر اُس سے نارضا مندی ظاہر کی یہ بادشاہی قانون تو تھا ہی نہیں کہ ملک
میں غدر ہو جانے کے خوف سے منوع کر دیا جاتا۔ حکم ہوا کہ مانو۔ نہیں تو قوم کی قوم فنا کر دی جائیگی
اور اُس احکم الحاکمین کے حکم سے جبریل نے فلسطین کے پہاڑ کا ایک ٹکڑا اتنا بڑا لیا جتنا
اُن کا لشکر گاہ تھا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ ایک فرسخ چوڑا اور ایک فرسخ لمبا تھا اور اُس کو
اُن کے سروں پر ایک قدام اوٹھا پھیلادیا اور اُن کے سانسے آگ روشن کر دی
اور اُن کی پشت پر سمندر کا پانی جاری کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے
کہا **خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ** طیہ جو ہم نے تم کو کتاب دی ہے اُسے مضبوطی
سے لو یعنی اس کی پوری تعمیل کرو اور اُس کو مانو۔ اور اگر اس کے ماننے میں تم نے
ذرا بھی چون و چرا کی تو یہ پہاڑ کا ٹکڑا تم پر ڈال دیا جائیگا دب کر تم سترہ ہو جاؤ گے

اور اس آگ سے تمہاری ہڈیاں جلا کر خاکستر کر دی جائیں گی اور دیا اُن کو بہا لیتا یسکا قوم نے دیکھا کہ اب کہیں بھاگنے کا ٹھکانا اور موقع نہیں ہے تو مجبور وہ احکام اُن کے گھبرا کر قوم نے چہروں کے ایک جانب کو زمین پر رکھا اور دوسری جانب سے آسمان کی طرف دیکھتے رہے کہ کہیں یہ پہاڑ کا ٹکڑا ہم پر گر نہ پڑے۔ پس اُن کے مان یہی طریقہ سجدہ کرنے کا قرار پایا اور سجدہ میں اُن لوگوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔ پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مناجات کا رخ ہو کر واپس آئے تو چالیس روز تک اُن کی یہ حالت رہی کہ اُن کے چہرہ پر جس کی نظر پڑتی تھی وہ اُس نور کی چمک کی تاب نہ لاسکتا تھا یا مرجاتا تھا یا اندھا ہو جاتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے چہرے پر نقاب ڈالے رہتے تھے تا دیکھنے والے اس صدمہ سے محفوظ رہیں۔ **الغرض** اسرائیلیوں نے اُس کے قتل سے انکار محض کیا اور سمجھوں نے باتفاق ہمدیکر عرض کیا کہ ہم نے ہرگز یہ جرم نہیں کیا ہے۔ اس واسطے حضرت موسیٰ نے پروردگار تعالیٰ شانہ سے عرض کی کہ اے پروردگار تو ہی بتا دے کہ اس کو کس نے قتل کیا۔ پروردگار تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ میں عجیب پوش ہوں میرا یہ کام نہیں ہے کہ میں اپنی زبان سے اپنے بندے کا عجیب ظاہر کروں مگر ان میں ایک طریقہ تمہیں بتائے دیتا ہوں تم اُس پر عمل کرو معلوم ہو جائیگا۔ فرمایا کہ ایک گائے ذبح کرو اور وہ اس صفت کی ہو کہ رنگ اُس کا زرد اور خوب گہرا ہو کہ اُس گائے کو دیکھنے والے دیکھ کر خوش ہو جائیں اور وہ گائے بوڑھی نہ ہو اور ہل اُس پر نہ رکھا گیا ہو کواری ہو اور داغ دھبہ اُس پر نہ ہو یعنی کوئی عجیب نہ ہو اور بعض کا قول ہے کہ اُس میں سفیدی نہ ہو۔ جب انہوں نے سنا تو کہا کہ ہاں اب تو ٹھیک ٹھیک پتا لایا۔ جب اُن لوگوں نے تلاش کیا تو کہیں ایسی گائے نہ ملی مگر ایک شخص کے پاس ملی جو اپنی ماں کا خد متکد ار اور فرمان بردار تھا اب اُن لوگوں نے اُسے خریدنا چاہا تو اُس نے بایا اے افسانے غیبی اُسکی بے انتہا

قیمت بڑھا دی اور اُس کی کھال بھر سونا اُن سے مانگا اور وہی قیمت پائی اب اُن لوگوں نے اُسے ذبح کر کے اُس کی زبان مقتول کے بدن سے چھوا دی اور باختلاف روایت کوئی اور عضو گائے کا مقتول سے چھوا دیا وہ فوراً زندہ ہو گیا اور اُس نے اپنے قاتل کا نام بتا دیا اور پھر وہ مر گیا۔

بنی اسرائیل کے وہ حالات جو تہیہ یعنی صحرائین پر گزرے اور حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ اُرنیجا پر قبضہ کرنے کا تھا وہاں جاسوس بھیج کر خبر منگائی پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو لیکر اُرنیجا کو جائیں وہ جبارین یعنی زبردست لوگوں کا شہر تھا اور وہ یہی مقام ہے جسے بیت المقدس کہتے ہیں چنانچہ حضرت موسیٰ روانہ ہوئے اور اُن کے قریب پہنچے وہاں اُنہوں نے ہر ایک سبط میں سے ایک ایک سردار لیا اور اس طرح بنی اسرائیل میں سے بارہ نقیب روانہ کئے کہ وہ جبارین کی خبر لائیں۔ ان جبارین میں سے ایک شخص اُنہیں راستہ میں ملا جس کا نام عوج بن عنقی یا عوج بن عوق تھا اور جس نے ان بارہوں سرداروں کو پکڑ کر اُٹھالیا اور اُنہیں اپنی زوجہ کے پاس لے گیا اور کہا کہ دیکھ یہی لوگ ہیں جو ہمارے قتل کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں اور چاہا کہ اُنہیں اپنے پاؤں سے مسل ڈالے لیکن اُس کی عورت نے منع کیا اور کہا کہ اُنہیں چھوڑ دے تاکہ یہ لوٹ کر اپنی قوم کے پاس جائیں۔ اور جو یہاں ہماری حالت دیکھی ہے بیان کریں اس لئے عوج نے اُنہیں چھوڑ دیا۔ پھر جب وہ وہاں سے نکلے تو آپس میں ایک نے دوسرے سے کہا۔ کہ اگر ہم نے بنی اسرائیل سے یہ حالات کہہ دیے تو وہ ڈر کر چڑھائی کرنے سے باز رہیں گے اس لئے اس راز کا افشا کرنا مناسب نہیں ہے پھر اس

بات پر سب نے عہد کر لیا لیکن جب اپنے مقام پر پہنچے تو دشل آدمیوں نے وہ عہد توڑ ڈالا اور جو کچھ دیکھا وہ آکر بنی اسرائیل سے کہدیا صرت یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا اُس عہد پر قائم رہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مفصل کیفیت اور مارون علیہ السلام سے مخفی طور سے بیان کر دی اور یہ دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے داماد تھے۔

بنی اسرائیل کا اریحا پر حملہ کرنے سے انکار اور یہاں مصر میں بھٹکتے پھرنا اور حضرت موسیٰ کا عوج ک قتل کرنا

جب بنی اسرائیل نے جبارین کے زور و قوت کے حالات سنے تو اُن پر چڑھائی کرنے سے پس قدمیاں کرنے لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے کہا۔ یَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَائِبِينَ ط قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ ط اَلَمْ تَرَحِمَهُ بِجُيُوسِ الْمَلِكِ مَقْدَس مِّنْ جَلُودِ اٰلِهٖ لَآ تَمَارِیْ تَقْدِیْرِ مِیْن لِّکَہ دِیَا ہِیَہ کَہ وِہَا ن تَم حَکْمِ اِلٰہِی کُرُو۔ اور دشمن کے مقابلہ میں پیٹھ مت پھیرو۔ اگر ایسا کرو گے تو تم گھانا اٹھائیو ا لوں میں ہو جاؤ گے۔ بنی اسرائیل نے کہا موسیٰ وہاں تو بڑے دبر دست لوگ رہتے ہیں۔ جب تک وہاں سے وہ لوگ نہ نکلینگے ہم نہ جائینگے۔ پس جاؤ تم اور رب ہمارا اور جنگ کرو اُن سے ہم ہیں پیٹھے رہیں گے۔ جو لوگ خدا سے ڈرتے تھے اُن میں سے دو آدمی تھے ایک یوشع اور دوسرے کالب اُن پر اللہ تعالیٰ شانہ نے مہربانی فرمائی۔ حضرت موسیٰ نے کہا۔ کہ لوگو ارض مقدس کے بڑے بڑے لوگوں سے نہ ڈرو دل کو مضبوط کر کے وہاں کے شہر کے دروازے میں داخل تو ہو جاؤ وہ لوگ دل کے بودے ہیں اگر تم وہاں داخل ہو گئے تو ضرور اُن پر غالب ہو جاؤ گے وہ بولے

اے موسیٰ وہاں جب تک دشمن ہیں ہم تو کبھی نہ داخل ہونگے حضرت موسیٰ نے جناب
باری تعالیٰ شانہ میں عرض کی کہ مجھے اپنی ذات اور اپنے بھائی ارون پر اختیار ہے
یہ لوگ میرے اختیار سے باہر ہیں۔ اے مالک بے نیاز تو ان پر عذاب نازل کرتے
وقت ہم میں اور ان نافرمان بندوں میں امتیاز کر دیجیو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی اُن کی
بلا میں پھنس جاویں۔ پروردگار نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کو چالیس برس تک
یہ ملک میسر نہ ہوگا مصر کے بیابان میں بھٹکتے پھرین گے۔ اس سے حضرت موسیٰ
علیہ السلام کو بڑی ندامت ہوئی = پھر بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم اس بیابان میں
کھائیں گے کیا تو اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن پر مَن و سلوٰمی نازل فرمایا۔
مَن گوند کی سی ایک چیز ہوتی ہے اُسے کہتے ہیں مزہ اُس کا شہد کا سا ہوتا ہے اور
وہ آدمیوں کے سر پر پڑا ہوا ملا کرتا تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ ترنجبین کو مَن کہتے ہیں
اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ مَن پتلی چپاتیوں کو کہتے ہیں۔ اور علما کے ایک گروہ کی
تحقیق ہے کہ وہ شہد ہی تھا اور ہر آدمی کے لئے ایک صاع کے وزن کے مقدار سے
نازل ہوتا تھا۔ سلوٰمی ایک پرندہ تھا جو بٹیر سے مشابہ ہوتا ہے اور چھوٹا ہے شاید
لوا ہو۔ پھر قوم نے پانی کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ شانہ کے حکم سے حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کو پتھر پر مارا کہ فوراً اُس سے جدا جدا بارہ چشمے
بارہ اسباط کے لئے جاری ہو گئے۔ پھر بنی اسرائیل نے کہا کہ اس بیابان میں سایہ
کہاں ہے جو ہم آرام کریں۔ پروردگار تعالیٰ شانہ نے ابر کو بھیجا کہ اُن پر سایہ کیا کرے
اب یہ درخواست ہوئی کہ پہننے کے لئے کپڑے نہیں ہیں لہذا اُن کے کپڑے اُن کے
قد کے برابر دراز کر دئے گئے اور ایسے مضبوط ہو گئے کہ پھٹتے ہی نہ تھے۔ اب یہ فرمائش
ہوئی کہ ہم سے تو ایک کھانے پر نہیں رہا جاتا اے موسیٰ اپنے پروردگار سے عرض کر کہ
ہم کو تو ترکاریاں چاہئیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم اچھی چیزوں کی جگہ بُری

چیزیں بدلوانا چاہتے ہو اگر انہیں چیزوں پر تمہاری رغبت ہے تو کسی شہر میں اتر پڑو
وہاں جو چیزیں چاہتے ہو سب ملین گی۔ جب وہ بیابان سے نکلے تو من و سلویٰ کا
نازل ہونا موقوف ہو گیا = پھر عوج بن عنق کا مقابلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
ہوا وہ بڑا دراز قد تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا کی ضرب سے کام اُسکا تمام
کیا۔ کہتے ہیں کہ عوج کی عمر تین ہزار برس کی ہوئی تھی کہ وہ مارا گیا واللہ اعلم بالصواب

حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ
ہارونؑ کی عمر اب ختم ہو چکی تو اُسے اپنے ساتھ لیکر فلان پہاڑ پر جا چنانچہ وہ دونوں
وہاں گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نہایت خوبصورت اور سرسبز درخت ہے کہ ویسا درخت
کبھی نہیں دیکھا تھا اور اُس کے نیچے ایک گھر بنا ہوا ہے اور اُس میں ایک تخت بچھا ہوا
ہے اور اُس پر نفیس فرش بچھا ہے۔ اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ جب حضرت
ہارون علیہ السلام نے اُسے دیکھا تو انہیں بہت ہی پسند آیا اور کہا کہ موسیٰؑ میں
چاہتا ہوں کہ اس تخت پر سو جاؤں۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا سو جاؤ۔ پھر انہوں نے کہا
کہ مجھے اندیشہ ہے کہ مکان کا مالک آئے اور وہ مجھ سے کہیں ناراض ہو جائے۔ حضرت
موسیٰؑ نے کہا کہ تو اس کا اندیشہ نہ کر میں اُس کو سمجھا دوں گا۔ حضرت ہارونؑ نے کہا
کہ موسیٰؑ تو بھی آکر میرے ساتھ سو جا۔ جب دونوں بھائی ملکر سوئے تو حضرت ہارونؑ
کو آثار موت معلوم ہوئے تو آپؑ نے حضرت موسیٰؑ علیہ السلام سے کہا کہ موسیٰؑ تو نے
مجھے اصل حال سے مطلع نہ کیا پھر اُن کا انتقال ہو گیا اور وہ سریر آسمان کو اٹھ گیا
اور حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کے پاس لوٹ کر آئے تو بنی اسرائیل نے جب حضرت
ہارونؑ کو موسیٰؑ علیہ السلام کے ساتھ نہ دیکھا تو کہا کہ اے موسیٰؑ تم نے ہارونؑ کو مار ڈالا

چونکہ وہ ہم سے محبت کرتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ افسوس تم مجھ پر افترا کرتے ہو میں اپنے بھائی کو مار ڈالوں گا جب قوم نے حضرت موسیٰ پر بہت سختی کی تو انہوں نے نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ شانہ کی جناب میں دعا کی تو حضرت ہارون تخت پر بیٹھے ہوئے آسمان سے زمین کی طرف آئے اور تخت وسط آسمان و زمین میں معلق تھا اور آپ نے قوم سے کہا کہ میں اپنی موت سے مرہون مجھ کو کسی نے قتل نہیں کیا ہے۔ یہ واقعہ دیکھ کر بنی اسرائیل کا خیال حضرت موسیٰ کی طرف سے بدلا اور خاموش ہوئے۔ حضرت ہارون کی وفات اسی بیابان میں ہوئی۔ اختلاف روایت بعض کا یہ قول ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے مدینہ طیبہ میں کوہ اُحُد پر انتقال کیا ہے اور وہیں دفن ہوئے۔

قارون کے حالات اور اُس کا نسب اور اُس کا مال اور اُس کا غرور

قارون بن یصھر بن قاہٹ حضرت موسیٰ بن عمران بن قاہٹ کا چچا زاد بھائی تھا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کا چچا تھا مگر پہلی روایت کو قوت ہے اور وہ صحیح ہے قارون کے پاس بہت مال تھا کہتے ہیں کہ اُس کے خزانوں کی کنجیاں چائیں خچروں کا بار تھیں مگر وہ نامعقول آدمی اللہ تعالیٰ شانہ کے احسانات کو فراموش کر گیا اور اُس مال کو خاص اپنا ہی مال سمجھنے لگا اور قوم پر ظلم کرنے لگا اُس کی قوم کے دشمنوں نے اُسے نصیحت کی اور بہت سمجھا یا مگر وہ کب سمجھتا تھا نشہ دولت کیا ایسا نشہ ہے کہ آدمی کو ہوش میں آنے دے۔ بات تو آدمی جب سمجھتا ہے کہ اُس کا دماغ صحیح ہو غفل نہ ہو۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ع گرد دولت برسی مست نگر دی مردی بہ قارون کو تو نشہ دولت نے آپے سے باہر کر دیا تھا وہ کب ہوش میں آئیں والا تھا

اللہ تعالیٰ شانہ اُس کی قوم کی نصیحت کو اپنے کلام پاک میں یوں ارشاد فرماتا ہے۔
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى شَانَهُ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ - لَا تَقْرَحُ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ
 وَبَنَعَ فِيمَا أَنَاكَ اللَّهُ الدَّامِ الْأَخْرَقَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا
 وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفُسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ
 لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ تَرْجُمَةً ۖ تَوَاتَرَتْ اللَّهُ تَعَالَى
 شانہ اترانے والے اور شیخی مارنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ اور جو مال و دولت تجھے
 اللہ نے دے رکھا ہے اُس میں سے کچھ آخرت کی بھی فکر کرتا رہ۔ اور دنیا کے مال و
 متاع میں جو تیرا حصہ ہے اُسے فراموش نہ کر یعنی بخل کر کے رکھ نہ چھوڑ۔ بلکہ اُس میں
 سے خود بھی کھا اور لوگوں کو بھی کھلا جیسے اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا
 تو بھی بندگانِ خدا کے ساتھ احسان کر اور دنیا میں فساد نہ کر کہ اللہ تعالیٰ شانہ
 فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ قارون نے کہا کہ مال و دولت تو مجھے اپنے
 علم کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہے یعنی مجھ کو بڑا علم ہے اور دنیا کے کاموں کو میں خوب
 جانتا ہوں افسوس اُس پڑھے لکھے جاہل نے یہ خیال نہ کیا کہ مال تو مجھے
 میرے علم کے ذریعہ سے پہنچا اور علم مجھ کو کس کے ذریعہ سے پہنچا اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَكْبَرُ
 غرض کہ اُس نامعقول نے بڑا جاہلانہ جواب قوم کو دیا۔ اور اپنی سرکشی سے باز نہ آیا
 اور جاہلون ہین کی سی باتیں کئے گیا۔

سر جاہلان بر سرِ دار بہ کہ جاہل بخواری گرفتار بہ

فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ - اور ایک دن بڑے زیب و زینت اور جلوکس
 کے ساتھ اپنی قوم کو اپنا احتشام دکھانے کو نکلا۔ وہ ایک عمدہ نسل کے تاتاری گھوڑے
 پر سوار تھا اور گھوڑے کا سب سامان زرین اور ارغوانی تھا اور اُس کے ساتھ ستوں
 نو جوان عورتیں تھیں اُن کے بھی ویسے ہی گھوڑے اور ویسا ہی لباس تھا اور چار ہنرا

رفیق اُس کے ساتھ تھے اُس نے ایک مکان بنایا تھا اور اُس پر سونے کے پتر لگائے اور اُس کا سونے کا دروازہ بنایا تھا جب لوگوں نے اُس کا یہ حال دیکھا تو ناواقف اور جاہل لوگ بھی اُسی کے سے مال کی آرزو میں کرنے لگے۔ لیکن اہل علم لوگوں نے سمجھایا اور ان خواہشوں سے روکا۔

قارون کا بنی اسرائیل کے کچھ آدمیوں کو بہکا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگانا اور اُس کا جھوٹ ثابت ہونا

اللہ تعالیٰ شانہ نے قارون کو زکوٰۃ کا حکم دیا تو حضرت موسیٰ کے پاس وہ فی ہزار دینار ایک دینار اور اسی طرح ہزار ہزار چیزوں میں سے ایک ایک چیز لایا اور جب وہ لوٹ کر گھر کو گیا تو اُس نے اپنے مال میں بہت زیادتی پائی۔ لیکن اِس پر بھی اُس نے بنی اسرائیل میں سے اپنے طرفدار لوگوں کو جمع کیا اور اُن سے کہا کہ موسیٰ نے جو باتیں تم سے کہیں اور تم نے مان لین اور اُس کی اطاعت کی لیکن اب اُس نے تمہارے اموال پر بھی نظر کی اُن لوگوں نے کہا کہ تو ہم سب لوگوں میں بڑا ہے جو تدبیر تجھ سے ہوسکے وہ کر اُس نے کہا کہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ ایک فلاں زانیہ عورت ہے اُس کو بلو اور اُسے کچھ دو اور اُس سے کہو کہ موسیٰ پر زنا کی تہمت لگا دے چنانچہ اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا اور اُس عورت کو بلا کر کہا اُس نے قبول کر لیا۔

پھر قارون حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ تمہارے لوگ جمع ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ چل کر انہیں اوامر و نواہی سے مطلع کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس موقع پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جو کوئی چوری کرے گا ہم اُس کا ہاتھ کاٹ ڈالیں گے

اور جو کوئی افترا کرے گا ہم اُس کو دُڑے مارینگے۔ اور جو کوئی زنا کرے اور اُس کے بی بی نہ ہو تو ہم اُس کو سزا دے مارینگے اور بی بی ہو تو اُسے سنگسار کرینگے۔ تو قارون نے کہا کہ ان جرموں میں سے اگر آپ بھی کسی جرم کے مرتکب ہوں تو بھی حکم سزا جاری کرو گے یا نہیں۔ کہا ان بے شک۔ قارون نے کہا کہ بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ تم نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ اچھی بات ہے اُسے بلاؤ۔ اگر وہ کہد گی تو بے شک میں نے اُس سے زنا کیا ہوگا۔ جب وہ سامنے موسیٰ علیہ السلام کے لائی گئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اُس سے کہا کہ تجھے اُس ذات پاک کی قسم ہے جس نے تیرے شریف نازل فرمائی ہے سچ سچ کہنا۔ کیا میں نے تجھ سے وہ حرکت کی ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ کہا نہیں یہ بالکل جھوٹے ہیں بلکہ اُنہوں نے مجھے اس تہمت پر آمادہ کیا تھا جس کی اُجرت میں مجھے کچھ دینا چاہتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے قارون کا زیرین ہو جانا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غضب تو مشہور ہے اور واقعی ایسی سخت اُست کے لئے ایسی پرخش نبی کی ضرورت بھی تھی اب قارون کی رنائی اور جان بری کی کیا صورت تھی جب فرعون فریاد دزاری کرتا ہوا غرق ہوا تو قارون کس قطار اور حساب میں تھا۔ کبھی کا پشت پناہ اور معین کوئی نہ کوئی ہوا ہے دنیا کے لوگ اُمرا اور سلاطین کو اپنا معین اور مددگار سمجھتے ہیں اور اپنی حاجتیں اُن کے سامنے پیش کرتے ہیں اور اُن سے مدد چاہتے ہیں انبیا اور اولیا اپنے مالک کے سامنے سر جھکاتے ہیں جس کا اسم گرامی اللہ ہے جل جلالہ و عم نوالہ و تعالیٰ شانہ۔ جب کوئی مصیبت پڑی تو صبر کیا اور

اور شکر کیا اور مالک کے سامنے خاک پر سر رکھ دیا ایسے ہی لوگوں کی پیشانیان ہیں جو آفتاب سے زیادہ روشن اور چمکنے والی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام سجدے میں گر پڑے اور پروردگار تعالیٰ شانہ سے راز و نیاز شروع ہو گیا بھلا موسیٰ کلیم اللہ کا تیر کب خالی جاسکتا تھا فوراً وحی پہنچی کہ تم اپنا سر سجدے سے اٹھاؤ ہم نے زمین کو تمہارا فرمانبردار کر دیا ہے تم اسے حکم کرو وہ تمہارا حکم مانگی بس پھر کیا تھا موسیٰ علیہ السلام نے سجدے سے سر اٹھایا اور زمین کو حکم دیا کہ تو ان لوگوں کو نکل جا۔

روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام قارون کے پاس آئے اُس نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھا تو پہچان گیا کہ بس اب آفت آئی اُس نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اے موسیٰ مجھ پر رحم کرو آپ نے اُسے تو کچھ جواب نہ دیا مگر زمین کو حکم دیا کہ لے لے اس شقی کو اس حکم کے ساتھ زمین نے حرکت کی اور وہ سب گھر بھل گیا اور قارون کو اُس کے رفقا سمیت ٹخنوں تک نکل لیا قارون نے بار بار حضرت موسیٰ سے عاجزی کے ساتھ معذرت کی مگر کچھ سود مند نہ ہوا پھر حضرت موسیٰ نے زمین کو حکم دیا اُس نے گھٹنوں تک نکل لیا الغرض قارون نے بار بار عجز و الحاح کیا مگر آپ نے اُسے کچھ جواب نہ دیا اور وہ بالکل زمین میں دھنس گیا۔

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ پر اللہ تعالیٰ شانہ نے وحی کی کہ موسیٰ تم کیسے سنگ دل ہو اگر قارون مجھے پکارتا تو میں اُس کی سنتا اور قصور اُس کا معاف کر دیتا قارون اُس وقت سے برابر زمین میں دھنسا چلا جاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ شانہ کا حکم عذاب نازل ہوا تو جو مومنین تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ شانہ کی حمد کی اور جو لوگ اُس کے مثل مال و دولت کی تمنا کرتے تھے انہیں اس دولت کے نقصانات معلوم ہو گئے اور اپنی خواہشوں سے استغفار کی اور سچے دل سے اپنے مالک کے حضور توبہ کی

۵ قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت نوشیروان نہ مُرد کہ نام نکو گذاشت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی طرف کو گرم سفر تھے اور اُن کے خادم یوشع بن نون بھی اُن کے ساتھ تھے کہ یکایک کالی آندھی آئی جب یوشع نے اُس آندھی کو دیکھا تو سمجھے کہ قیامت آئی اس خوف سے وہ حضرت موسیٰ سے لپٹ گئے اور ادھر آندھی اندر ہی اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام میں داخل ہو گئی حضرت موسیٰ تو غائب ہو گئے قیص اُن کے ہاتھ میں رہ گیا۔ جب یوشع حضرت موسیٰ کا قیص لے ہوئے بنی اسرائیل کے پاس آئے تو انہوں نے واقعہ بیان کیا مگر کسی کو یقین نہ آیا اور اُن پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا الزام قائم کیا یوشع بن نون نے ہر چند اپنی بریت ظاہر کی مگر وہ کچھ سود مند نہ ہوئی تو حضرت یوشع نے قوم سے تین روز کی مہلت لی قوم نے مہلت تو دی مگر اُن پر محافظ مقرر کر دئے اور حضرت یوشع اللہ تعالیٰ شانہ کی جناب میں مشغول دعا ہوئے تو جو لوگ اُن کی حراست پر تھے سب کو نیند آ گئی اُن لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ یوشع نے موسیٰ کو قتل نہیں کیا ہے بلکہ ہم نے اُنہیں اپنے پاس اوپر اٹھالیا ہے جب پہرے والوں نے یہ خواب دیکھا تو حضرت یوشع کو قوم کے ہاتھ سے نجات ہوئی۔

دوسری روایت یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام موت سے بہت بچتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ شانہ نے چاہا کہ وہ موت کو پسند کرنے لگیں پس خداوند تعالیٰ شانہ نے حضرت یوشع پر وحی بھیجی اور وہ صبح و شام پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور میں حاضر ہونے لگے۔ جب حضرت موسیٰ نے یہ دیکھا تو حضرت یوشع سے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی اللہ تعالیٰ نے تم سے کیا باتیں کیں۔ حضرت یوشع نے جواب دیا کہ اے اللہ کے نبی میں تمہاری خدمت میں اتنے دنوں رہا۔ کیا میں نے بھی کبھی تم سے کوئی بات

پوچھی تھی۔ جو تم مجھ سے پوچھتے ہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قاعدہ تھا کہ وہ اُسے کبھی کسی بات کا تذکرہ نہیں کرتے تھے جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفیق اور شاگرد سے ایسا تلخ جواب سنا تو آپ کو بہت ناگوار گذرا اور اپنے دل میں کہا کہ ایسے جینے سے تو مرنا ہی اچھا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کی نسبت ورتین

بعض راویوں کا یہ بیان ہے کہ حضرت موسیٰؑ کہیں جا رہے تھے کہ انہوں نے چند فرشتوں کو دیکھا جو ایک قبر کھود رہے تھے حضرت موسیٰؑ نے انہیں پہچان لیا۔ اور وہ ان کھڑے ہو کر اُن کو دیکھا۔ تو اُس قبر کو بہت ہی اچھا پایا اور ایسی تازگی اور شادابی دیکھی کہ کہیں نظر سے نہ گذری تھی۔ تو آپ نے فرشتوں سے پوچھا کہ کس کے واسطے یہ قبر کھود رہے ہو تو فرشتوں نے کہا کہ خداوند تعالیٰ شانہ کا ایک بڑا کریم بندہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ واقعی یہ تو بڑا ہی مرتبہ والا بندہ ہے۔ میں نے ایسا فرشتہ اور ایسا مقام کبھی نہیں دیکھا۔ فرشتوں نے کہا تو کیا آپ اسے پسند کرتے ہیں کہ آپ کے واسطے یہ مقام دیدیا جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک میں اس سے چاہتا ہوں کہ یہ مجھے ہی ملجائے فرشتوں نے کہا کہ اچھی بات ہے آئیے اور یہاں آرام فرمائیے اور اپنے پروردگار کی طرف لو لگائیے اور آہستہ آہستہ سانس لیتے جاسیے۔ حضرت موسیٰؑ اُن میں اتر پڑے اور اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو گئے اور آہستہ آہستہ سانس لینے لگے۔ اور اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کی روح مبارک قبض کر لی۔ پھر فرشتوں نے اُن کی قبر برابر کر کے اور مٹی ڈال کے ہموار کر دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دنیا میں بڑے ہی زاہد تھے اور اللہ تعالیٰ شانہ کے کاموں کی طرف بڑے راجب تھے۔ جھوٹوں کے سایہ میں گذران کرتے اور پتھر کی

ایک پیالے میں کھاتے پیتے تھے اور اس سے اُنہیں صرف اللہ ہی کی رضا مند محسوس ہوتی تھی۔
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بڑے زاہد
تھے۔ حضرت موسیٰ کی ولادت مصر میں ہوئی ۳۴۲۸ برس پہلو آدم سے گزرے تھے
ذکر آپ کا سورہ بقرہ اعراف و آل عمران و نساء و طہ و قصص و مریم و نمل و انبیاء
دومنون و زمر و طہ و ابراہیم و ہود و شعرا و بنی اسرائیل و یونس و ماہدا و
تازعات میں ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر اور اُن کا زمانہ اور حضرت یوشع کی نبوت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتقال بھی اسی بیابان میں ہوا تھا لیکن بعض کا قول ہے
کہ اُنہوں نے اس بیابان سے نکل کر جبارین کے شہر کو فتح کیا تھا۔ اور حضرت موسیٰ
کی ایک سو بیس برس کی ہوئی تھی اُس میں سے بیس برس فریدون کے زمانہ میں
ہوئے اور سو برس منوچہر کے زمانہ میں اور اُن کے معاملات جب سے کہ اللہ تعالیٰ
نے اُنہیں نبی کیا اُن کی وفات تک سب منوچہر ہی کے عہد میں ہوئے ہیں پھر اُن کے
بعد یوشع بن نون نبی ہوئے اور بیس سال منوچہر کے زمانہ میں اور سات برس افراسیاب
کے زمانہ میں رہے اور باب تفسیر کہتے ہیں کہ یوشع ابن نون ابن افرایم بن یوسف
علیہ السلام ہیں اور والدہ آپ کی مریم یا کلثم ہمشیرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تھیں
اُن کو حضرت رب العزت نے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سات برس
خلیفہ رکھا پھر نبوت کی عزت عطا فرمائی تو ستائیس برس نبی رہے۔

حضرت یوشع علیہ السلام کی نبوت اور تفصیلی حالات

۹۷
حضرت
موسیٰ علیہ
السلام
کی ولادت
۳۴۲۸
برس پہلو
آدم سے
۱۲

اور مدینۃ الحبائین کی فتح

حضرت کاتب اسی بیان کے اوپر تحریر ہو چکا ہے دوبارہ اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ جب چالین برس پریشانی اور سرگشتگی کے جو اثر تھا لے شانہ نے بنی اسرائیل کے لئے مقرر کئے تھے گزر گئے اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون نے وفات پائی تو وفات کے پہلے سال چھ مہینے یا دس مہینے گزرنے پر حضرت یوشع کو شہر نسیان میں بطریق الہام ارشاد ہوا کہ بنی اسرائیل کو اس جنگل سے نکالو اور چٹیا رین علاقہ سے ٹنک شام چھین لو اور فی سبیل اللہ جہاد کرو اور تسلط ہو جائے کے بعد مصر کو پلٹ آؤ۔ لہذا حضرت یوشع بن نون مع لشکر علاقہ کی طرف روانہ ہوئے اور نہرا ر دن پر پہنچے وہاں عبور کے لئے کشتیاں نہ ملیں حضرت یوشع علیہ السلام نے تابوت سیکتہ کو نہر کے کنارے رکھ دیا آبِ اردن خشک ہو گیا اور بنی اسرائیل پار اتر گئے حضرت یوشع علیہ السلام نے ایک پہاڑ اس خرق عادت کے یادگار کے لئے یہاں پر بنوا دیا۔ اور جب قریح اریحیا کے قریب پہنچے تو دو آدمی بطریق ہاسوس روانہ کئے اُن دونوں نے وہاں کے تشفی بخش حالات آکر بیان کئے حضرت یوشع اُسی وقت سوار ہوئے اور بہت جلد وہاں پہنچے اور تین شہروں کا محاصرہ کر لیا۔

روایت ہے کہ اریحیا بہت لق و دق شہر تھا قلعبات وہاں کے بہت مستحکم اور بتھانے بڑے حکم تھے بعض بنی اسرائیل اپنی جلی عادت کے موافق کہنے لگے کہ ہم کس عذاب میں پڑے اللہ نجات دے پروردگار نے اس کیفیت سے حضرت یوشع کو مطلع فرمایا آپ نے محاصرہ کے سات دن بعد سرداران بنی اسرائیل اور ائمہ ہارونی کو اپنے ساتھ لیا اور سات بار شہر کا طواف کیا اور دعا پڑھ کے شہر کی طرف دم کر دیا دفعۃً حکم خدا کے تعالیٰ شہر نیاہ کی دیوار ایک طرف کی گر پڑی پس بنی اسرائیل

لشکر نے یورش کی اور شہر میں داخل ہو گئے اور ساکنان شہر کو قتل کر کے اُن کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا ایسا ہی لکھا ہے اخبار الدول کے مصنف نے۔

روایت کتاب اخبار البشیر میں روایتاً تحریر ہے کہ جتنے بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصر سے نکلے تھے وہ سب چالیس برس میں مر گئے سوا حضرت یوشع بن نون اور کالب بن یو قنا کے کوئی باقی نہ رہا تھا مگر حیرت انگیز یہ واقعہ ہے کہ جتنے مرے اُن ہی اُن کی نسل سے پیدا ہوئے جو تعداد آدمیوں کی جنگل میں داخل ہونے کے وقت تھی اتنی ہی اُن کے نکلنے کے وقت تھی یعنی اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کو اتنی اولادین عطا فرمائی جنہوں نے اُس تعداد کو قائم رکھا اور اُسی شمار سے حضرت یوشع بن نون اُن کو ہمراہ لیکے جنگل سے بے زیادت و نقصان کے شام کی طرف نکلے تھے اس خروج کے بعد دار السلطنتہ بلیقا کو محاصرہ کیا وہاں عمالقہ کا بادشاہ رہتا تھا وہ مقابلہ کے غم سے صفت آرا ہوا اس طرف حضرت یوشع اپنی فوج کو مرتب کر کے آکھڑے ہوئے لڑائی شروع ہوئی ہر چند فوج شاہی نے میدان میں بڑی مردانگی سے جنگ کی لیکن لشکر بنی اسرائیل غالب آیا اور بادشاہ قلعہ میں پناہ گزین ہوا اُس وقت بادشاہ نے بلعم باعور کے پاس آدمی روانہ کئے اور اپنے واسطے دعا سے فتح چاہی۔

ف۔ بلعم باعور یہ ایک عابد مستجاب الدعوات تھا بنی اسرائیل میں سے یا کنعانیوں میں سے تھا جہازوں یا شہر بلیقا کا رہنے والا تھا اسم اعظم پروردگار تعالیٰ شانہ کا اس کو معلوم تھا بادشاہ کے فرستادہ لوگوں نے حاضر ہو کر عرض کی ہمارا بادشاہ آپ سے دعا کا خواستگار ہے آپ دعا کریں کہ یہ لشکر ہمارے ملک سے نامراد واپس جائے بلعم بن باعور کو از روئے ہدایت باطنی اس دعا کی امتناع ہوئی لہذا اُس نے فرستادگان شاہی سے کہدیا کہ یہ لشکر اللہ کے حکم سے تمہارے ملک پر آیا ہے میں اسکی

والہی کے لئے ہرگز دعا نہ کرونگا اس لشکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ شانہ کا ایک نبی ہے
 تم سب دین موسوی قبول کرو تمہاری خیریت اسی میں ہے۔ بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ میں
 دین موسوی ہرگز قبول نہ کرونگا اگر تو دعائیں کرتا تو میں تجھے قتل کروا دوں گا۔ حضرت
 عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں بلغم باعورا نے خدا کے
 خوف سے بادشاہ کا کہنا نہ مانا تو بادشاہ نے یہ چال کی کہ بہت سے تحفہ جات اور زیورات
 جو عورات کو جان سے زیادہ خوش آتے ہیں اُس کی عورت کو بھیجوا لے اور اُس سے
 کہلا بھیجا کہ تو اپنے شوہر کو رضا مند کر کے اس لشکر کے نامراد پٹ جانے کی دعا کرادے
 تو میں تجھے بہت کچھ دوں گا وہ عورت بڑی حسینہ و جمیلہ تھی اور بلغم بن باعورا اُس پر
 جان و دل سے فریفتہ تھا اُس عورت نے اپنے شوہر سے اصرار کرنا شروع کیا
 اُس نے اپنی زردہ کو بہت سمجھایا اور اُس سے کہا کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ شانہ نے مستجاب الودعا
 ہونے کا شرف مجھے بخشا ہے یہ اُس کی بندہ نوازی ہے مگر حق و ناحق کا امتیاز بھی مجھے
 بخشا ہے یہ قوم بڑی تباہ کار ہے اس کے گناہ حد سے زیادہ متجاوز ہو گئے اُس
 مہربان مالک نے ان کے ساتھ بڑی درگزر کی مگر انہیں تنبیہ نہ ہوئی اب ان کا سپاہ
 بریز ہو چکا ہے کیونکہ میری دعا کو ایسی تباہ کار اور ظالم قوم کے واسطے صرف کراتی ہے
 مگر تریا ہسٹ اور راج ہسٹ اور بالک ہسٹ تو مشہور ہے ایک ہی ہسٹ یعنی تریا ہسٹ
 اچھے خاصے پڑھے لکھے آدمی کو باہل بنا دیتی ہے یہاں تو دو ہسٹیں تھیں تریا ہسٹ اور
 راج ہسٹ غریب بلغم بن باعورا کو خسر الدنیا و الآخرہ بنا ہی دیا وہ بھی عقل کی آنکھوں
 پر پٹی باندھ کر دعا کے واسطے کمر بستہ ہو ہی گیا پہلے تو اُس نے بادشاہ کو ایک حیلہ تعلیم کیا
 اور وہ یہ تھا کہ اُس پاک لشکر میں بہت سی فاحشہ عورات بھیج دی جائیں جیب دہ لوگ
 ان سے بدکاریاں کریں گے اور تقدس ان کا زائل ہو جائیگا تو وہ بھی شامت اعمال کی سزا
 پانے کے مستحق ہو جائیں گے چنانچہ بادشاہ نے بہت سی خوبصورت اور کم عمر لڑکیاں اپنے

شہر کی عمدہ لباس اور زیورات سے آراستہ کر کے اُس لشکر خدا میں بھیج دین بھلا
جو لشکر خدا کا ہو اور ایک نبی اُس لشکر کا افسر ہو اُس میں دغا بازوں کا فریب کیس
چل سکتا ہے اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت یوشع علیہ السلام کے انفاس طیبہ کی
برکت سے اُس لشکر کو زنا کاری سے محفوظ رکھا اور شکریوں نے اُن غورات فاحشہ
کو اپنے لشکر سے نکال دیا۔ حافظ حقیقی نے اُن کی حفاظت کی یہ جادو بھی جب نہ چلا
تو بادشاہی ملازمین نے اُس کی زوجہ کو پھر تحریک دی۔ اُس عورت نے آکر پھر اُس کا
گلا دبایا اور کہا کہ بادشاہ کی فتح کے لئے دعا کر اور نہیں تو مجھے طلاق دے ناچار بلعم
اپنے حجرہ میں دعا کرنے گیا اُس جگہ دو شیر اُسے بیٹھے ہوئے نظر آئے بلعم پیچھے ہٹا اور
گھبرایا ہوا اپنی زوجہ کے پاس آیا اور کہا کہ پیغمبروں کا آنا اچھا ہے مجھ سے دعا نہیں
ہو سکتی مجھے اپنے مالک سے شرم آتی ہے کہ اُس کی مرضی کے خلاف دعا کروں اُسکی
عورت نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتی تجھے کرنے پڑیگی کیا کرتا غیب کا دل پر اختیار نہ تھا
اور دل اُس کا اُس کی عورت میں تھا مصیبت کا مارا پھر دعا کرنے کے لئے تیار ہو کر
حجرہ کو چلا۔ حجرہ میں ایک قدیم تھا اور دوسرا قدم حجرہ کے باہر تھا کہ دو سانپ اُسے نظر آئے
اور اُس کی طرف کو جھپٹے اور یہ پھر بھاگا۔ اسے میرے پیارے عزیزو میں یہ
حال لکھ رہا ہوں اور دل میرا کانپ رہا ہے اور حالت میری متغیر ہوتی جاتی ہے وہ مالک
کیا بے نیاز ہے کہ بلعم ابن باعورا کا سازا بہ جو اپنے وقت کا پورا مستجاب الدعوات ہے
اُس کا زمانہ دراز کا زہد خاک میں ملا جاتا ہے اور مالک کی ذات بے پرواہ ہے پھر ہم سے
کم مایہ بلکہ بے مایہ لوگ کس حساب اور قطار میں ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ
غیب پھر نبی پی کے پاس آیا اور کہا کہ اسی خدا سے ڈر پیغمبروں کے حق میں بد دعا کرنا
بہت بُرا ہے اُس دشمن دین و ایمان نے کہا کہ میں تیرے فریب میں ہرگز نہ آؤں گی
یا تو دعا کر یا مجھ سے ہاتھ اٹھا غیب کی زبان پر زبان حال گو یا یہ بیت تھی ۔

دیکھیں کیا ہوگا حشر اپنا ایمان کی خیراب نہیں ہے

ناچار گھر سے باہر نکلا اور پہاڑ والے عبادت خانے پر چلا اور گدھے پر سوار ہوا۔ گدھا چند قدم چل کر رک گیا بلغم نے بہت ہانکا ایڑ لگائی کوڑا کیا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلایا۔ اس نے اُسے بہت مارا تو بچکم خدا وہ گویا ہوا کہ اے بلغم یہاں سے پھر چل اور درخ میں نہ پڑ خداے تعالیٰ شانہ کا حکم نہیں میں قدم نہیں بڑھا سکتا اس کلام سے بلغم پھر چلا راہ میں اُن کا راہ نما ابلیس مل گیا اُس نے کہا یہ سب وسوسات شیطانی ہیں تو گدھے کی گویائی کی وجہ سے۔ ایک بڑے کام سے روگردان ہوا۔ بلغم نے ذرا تامل کیا تھا کہ اس کو موقع ملا آیا اور سبز باغ دکھانے شروع کئے ابلیس لعین نے اُس سے کہا کہ سمجھ اور اچھی طرح سمجھ کہ میں کیا کہتا ہوں۔ سن اوّل تو یہ بات قابل غور ہے کہ تو ایک بادشاہ کا طرفدار ہوتا ہے اور وہ خود تجھ سے التجاے دعا کرتا ہے جب تیری دعا کے سبب سے وہ کامیاب ہوگا تو پھر وہ تیری کس درجہ قدر کرنے لگیگا گویا تو ہی تمام ملک کا بادشاہ ہو جائیگا اور بادشاہ برائے نام بادشاہ رہیگیگا اصل بادشاہ تو ہو جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو تیری زوجہ ہے کہ آج حسن میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے تجھ سے جدا ہوتی ہے اس کی جدائی کے بعد پھر ایسی پری پیکر عورت تجھے کہاں ملیگی پھر تیرے دل کو اُس کے ساتھ پورا تعلق ہے تجھے کیونکر قرار آئیگا اور پھر وہ تیرے پہلو سے اٹھ کر جب دوسرے شخص کے پہلو میں جا کر بیٹھے گی اور وہ اُس سے حظ نفس اٹھائیگا تو تیری غیرت تجھے زندہ رہنے دیگی دوچار ہی دن میں تیرا کام تمام ہو جائے گا ناحق تو اپنے جان کے ہلاک کرنے کی فکر میں ہے اور جو تجھے یہ خیال ہے کہ اُس لشکر میں نبی ہے تو اس سے تو کیوں ڈرتا ہے تو خود اپنے واسطے پیغمبری کی دعا کیجو تو آپ پیغمبر ہو جائیگا۔ یہ تو معمل الملکوت راندؤ درگاہ باری تعالیٰ شانہ ابلیس لعین کے بٹے اور دم بازیان تھیں۔ ادھر عقل سلیم نے اُسے سمجھایا کہ اسے نادان تجھے اس

رانڈہ درگاہ نے دنیا کے سبز باغ تو دکھا دئے مگر تو نے جنت کے باغ نہیں دیکھے
 پہلی بات کا جواب سن دنیا کا بادشاہ بھی کوئی بادشاہ ہے ارے نادان وہ خود
 فانی اور اُس کی تمام دولت و جاہ و حشمت سب فانی۔ دیکھ ابھی تو وہ بادشاہ تھا اور
 ابھی ایک چھوٹے سے لشکر سے ایسا دبا کہ قلعہ میں چھپا ہوا بیٹھا ہے یہ بھی کوئی
 بادشاہ ہے بادشاہ تو وہ ہے کہ جس نے بادشاہوں کو اور تمام زمین و آسمان اور
 جو کچھ ان میں موجود ہے سب کو پیدا کیا اور اُسی بادشاہ نے آج تجھ کو وہ عزت بخشی
 ہے کہ بادشاہ خود دست بستہ تجھ سے دعا کا طالب ہے تیری عزت اُس بادشاہ حقیقی
 کی دی ہوئی کہیں اُس سے زیادہ ہے۔ اللہ کا شکر کر اور اُس کی فرمان برداری کر
 اور اُس کے دشمن سے بھاگ اور اُس کے دوستوں کی صحبت اختیار کر وہ بادشاہ
 ایسی قدرت والا ہے کہ جس نے تجھے مستجاب الدعوات کیا ہے۔ دنیا کا کوئی
 بادشاہ ایسا ہے کہ تیری مثل ہو اور یہ تمنا ہے عزت کوئی بادشاہ اپنے وزیر یا رفیق
 کو دے سکتا ہے اس دولت اور عزت سے بڑھ کر کون سی دولت اور عزت ہے
 جو دنیا سے فانی کا بادشاہ فانی تجھے دیگا ذرا سی شے کا لالچ کرتا ہے اور اپنی دُعا
 عزت پر نظر نہیں کرتا کہ تو خود بادشاہوں کا مرجع ہے۔ اب دوسری بات کا جواب
 سن نیک مردوں کو عورت کی وجہ سے اکثر مخالطہ پیش آیا ہے سب سے پہلا واقعہ تو
 آدم و حوا ہی کا ہے جس کا شاہد کلام خدا ہے ۵

زینہ از قرین بد زہن سار وقتنا ربنا عذاب النار

۵ زن از پلوسے چپ گوئید برخاست نیاید ہرگز از چپ راستی راست

تو اپنی بی بی کا عاشق نار ہے تو رہ مگر دین کو اُس کی اطاعت میں کیوں برباد
 کرتا ہے۔ قائدہ۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جب اللہ تعالیٰ شانہ نے
 اپنے حبیب رسول کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کی خلافت عطا فرمائی

تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوت بشری کے موافق اُس بار کو بہت اچھی طرح اٹھایا اور ایسا اٹھایا کہ اُن کا عدل دنیا میں ضرب المثل ہو گیا اُس وقت آپ کے عقد نکاح میں بڑی حسینہ و جمیلہ ایک بی بی تھیں اور آپ کو اُن کے ساتھ حسب تقاضا بشریت بہت محبت تھی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ محبت تھی آپ نے خلافت پر جلوہ افروز ہوتے ہی عدل کے متعلق جو پہلا مسئلہ سوچا وہ یہ تھا کہ آپ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ مجھے اس سے محبت ہے اگر اُس نے کسی امر میں سفارش کی اور میں نے حق کے خلاف کیا تو بروز با زپرس میں اپنے خدا کو کیا جواب دوں گا لہذا آپ نے اُس نیک بخت بی بی کو طلاق دیدی اُس نیک بخت بی بی کو اتنا بڑا صدمہ اس واقعہ کا ہوا کہ بیمار ہو کر چند ماہ میں انتقال کر گئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ الغرض اُس پر نکبت اور بد بختی ایسی چھائی ہوئی تھی کہ اُس نے اُس کو راہ راست پر نہ آنے دیا۔ جب اُس کے گدھے نے قدم آگے نہ بڑھایا تو اُس سننے گدھے کو چھوڑ کر پیدل پہاڑ کا راستہ طے کیا اور اپنے عبادت خانہ میں جا کر بنی اسرائیل کی ہزیمت کی دعا کی اور حضرت یوشع علیہ السلام کو شکست واقع ہوئی آپ نے نہایت متحیر ہو کر پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور میں التجا کی کہ یا الہی بنی اسرائیل چہ مہینے تک یہاں صبر کرتے رہے کہ یہ ملک عمالقہ سے لیکر تیرا حکم بجا لاوین اور بت پرست اور اُن کے بتوں کو نیست و نابود کر دین اور تیری توحید کی اشاعت کریں اور تیرے حکم سے یہ فوج کشی واقع ہوئی تھی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ پھر مجھے شکست کیوں ہوئی۔ وحی ہوئی کہ اسے یوشع اس قوم میں ایک شخص ہے جو بڑا عابد ہے اُس کو ہمارا اسم اعظم آتا ہے یہ تیری شکست اُس کے اثر سے واقع ہوئی حضرت یوشع علیہ السلام سجدے میں گر پڑے اور نہایت الحاح و زاری سے عرض کرنے لگے کہ اے پروردگار اُس اسم گرامی کو اُس کے دل سے بھٹلا دے پروردگار تعالیٰ شانہ

اسم اعظم کو اُس کے دل سے بھلا دیا اور لباس تقویٰ اُس کے بدن سے اُتار لیا حضرت یوشع علیہ السلام نے سجدے سے سر اٹھایا اور بنی اسرائیل سے یہ قصہ بیان کیا اس کے بعد بنی اسرائیل کے لشکر نے پنجشنبہ کے دن حملہ کر کے سارا قلعہ گھیر لیا بلعم نے ہر چند دعا کی مگر قبول نہ ہوئی۔ دوسرے دن جمعہ کو جہاد و قتال شروع ہوا کہ زمین ہلی اور حصار قلعہ کا گر پڑا اور فوج داخل قلعہ ہونے لگی۔ اس عرصہ میں شام ہوئی حضرت یوشع علیہ السلام نے شنبہ کی عظمت کے خیال سے کہ کل لڑائی نہ ہوگی آج اگر پوری فتح نہ ہوئی تو کل علاقہ پھر درست ہو کر حملہ کریں گے اس لئے حضرت یوشع علیہ السلام نے پروردگار کے حضور میں التجا کی۔ پانچ گھڑی تک آفتاب حرکت سے رُکارا اور علاقہ نے شکست کھائی۔ سردار لشکر قتل ہوا اور بلعم ابن باعورا کا ایمان زائل ہوا اور زبان اُس کی کتے کی طرح نکل پڑی اسی کا اشارہ ہے سورہ اعراف میں۔

فائدہ۔ حق تعالیٰ شانہ نے یہ قصہ یہود کو سنایا کہ اگرچہ علم کامل اپنے پاس ہو مگر کام اُسی وقت آویگا کہ عالم اُس علم کا تابع ہو اور اگر عالم خود تابع حرص کا رہا جو عالم کی شان سے نہیں ہے اور وہ چاہے کہ علم میرے کام آوے تو کچھ بھی نہیں ہوتا بعض مفسرین نے یہ سمجھا ہے کہ ہانپتے کتے کی مثل بلعم ابن باعورا کی مصداق ہوئی کہ جب تک وہ حرص سے خالی تھا اُس کو نور باطن سے معلوم ہوا۔ جب حرص نے دل میں جگہ کی تو انوار باطن کا جو چراغ دل میں روشن تھا وہ بجھ گیا بس اندھیرا کا اندھیرا اب کیا معلوم ہو وہ چراغ نہیں وہ انوار نہیں۔ اور اگر کوئی شے مجمل معلوم بھی ہوئی تو اُس کی تاویل میں غلطی ہوئی نفس نے حقانیت کی طرف نہ جانے دیا۔ **راویوں** نے بیان کیا ہے کہ جب بلعم باعورا دعا کرنے کو چلنے لگا تو ایسا مجمل اشارہ ہوا کہ جس کو یہ مفصل نہ سمجھ سکا اور دعا کرنے کو چلا تو راہ میں ایک فرشتہ ملا کہ جس کے ہاتھ میں سنگی تلوار تھی۔ یہ اُس کے خوف سے پلٹا۔ اسی طرح اور بھی روایتیں کی گئی ہیں تطویل کتاب کے خیال سے ترک کی گئیں۔

الغرض اس جنگ کے بعد بلغم باعورا حضرت یوشع علیہ السلام کے پاس آیا حضرت یوشع نے تعظیم سے بٹھایا۔ بلغم ابن باعورا نے حضرت یوشع سے کہا کہ میں نے تیرے لشکر کے حق میں بددعا کی۔ اُسے ہزیمت ہوئی آپ نے فرمایا کہ میں نے تیرے حق میں دعا کی تیرا ایمان جاتا رہا۔ لیکن تجھ کو یہ بشارت دیتا ہوں کہ تیری تین دعائیں اور قبول ہونگی بلغم باعورا ناخوش ہو کر وہاں سے اٹھا اور اپنی غارتگر ایمان جو رو کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں تجھ سے کہتا تھا کہ پیغمبر کے حق میں دعا سے بدنہ چاہئے اور تو نے نہ مانا اب میرا ایمان بھی جاتا رہا۔ جو رو نے کہا کہ تو نے تین سو برس خدا کی عبادت کی ہے کیا کچھ بھی اُس کے بدلہ میں نہ ملیگا بلغم نے کہا کہ تین دعائیں اور ملی ہیں کہ وہ قبول کیجائیگی۔ اُس نے کہا کہ ایک تو میرے واسطے رکھ اور دو اپنے لئے۔ بلغم نے کہا کہ میں تینوں حاجتیں قیامت کے دن چاہوں گا ناکہ آتش دوزخ سے نجات ملے اُس نے کہا کہ میں یہ بات نہ مانوں گی ایک دعا تو میرے واسطے کر میرا حسن اور جمال بہت زیادہ اس سے ہو جائے اگرچہ بلغم نے اُس سے بہت کہا کہ تو خود بہت حسین ہے اس سے زیادہ اور کیا ہوگا لیکن اُس غارتگر دین و ایمان نے کچھ نہ سنا اپنے اصرار پر قائم ہی آخر چاروں ناچار زود نہ مہربان کی اطاعت کرتی ہی پڑی۔ یہ غریب تو زن مرید اور وہ علامہ مرید مار۔ خوب کہا ہے خواجہ آتش استاد زمانہ نے ۵

طلب دنیا کی کر کے زن مریدی نہیں کیتی خباں آبرو سے ہمت مردانہ آتا ہے
بیچارے بلغم ابن باعورا کا ستیاناس کر دیا۔ اُس کے زیادتی حسن کی دعا کی اور وہ قبول ہو گئی۔ ایسا حسن اُسے عطا ہوا کہ تمام گھر اُس کی شمع حسن سے روشن ہو گیا ۵
آتش بدل آفترخ تابان اگر این است سر رشته چنان تاب خود گر کمر این است
ایک تو پہلے ہی وہ چلتی ہوئی تھی اب جو یہ جمال بے مثال عطا ہوا تو اور بھی دماغ چل نکلا۔
اب تو بلغم ابن باعورا کی صورت اُس کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکنے لگی ایک نوجوان

خوشرو پر فریفتہ ہو گئی اور مخفی طریقہ سے محبت ناجائز کی ریشہ دو انیان ہونے لگیں۔
 اتفاق وقت ایک روز بلغم نے دونوں کو اپنی دعا کی طرح اجابت سے دست در بغل دیکھ لیا
 باوجودیکہ وہ فوت مرد ستہ صد سالہ تھا خون کی گرمی اپنے مزاج کی حد تک پہنچ کر برف کی
 سردی پیدا کر چکی تھی لیکن حرارت آہی گئی اور بوڑھا آدمی جامہ سے باہر ہو ہی گیا اور
 جھٹ پٹ اُس مردار کے لئے دوسری دعا بھی خرچ کر ڈالی کہ وہ کالی کتیا کی صورت میں
 مسخ کر دی گئی۔ اب تو گھرویران ہو گیا جس گھر میں ایک آفتاب حسن جلوہ گر تھا وہیں ایک
 کھونٹے سے یہ بی کتیا قائم بندھی ہوئی ہیں۔ اُس کے بیٹوں نے یہ حال دیکھ کر زیادہ زاری
 کرنی شروع کی قوم کو جج کیا اور سفارشوں کا سلسلہ متحرک ہوا لوگوں نے سمجھا ناشروع
 کیا کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب اُس کے قصور سے درگزر فرمائیے اور وہ بقیہ ایک دعا
 بھی اسی مردار کے حق میں صرف کر دیجئے کہ گھر تو آباد ہو جائے عاقبت کی خبر خدا جانے
 یہ چند روزہ عمر پیرانہ سالی میں کچھ تو آرام سے گزرے اگرچہ بالاشترک ہی ہی مگر تھوڑے محض
 سے تو حالت مشترکہ بہر حال اچھی ہو گی۔ کیا کرتا قوم کا دباؤ لڑکوں کی گریہ و زاری اپنی تنہائی
 گھر کی بربادی۔ ان سب امور پر نظر کر کے وہ تیسری دعا بھی بیگم صاحبہ کی نذر کی کہ وہ صورت
 اصلی میں جلوہ فرما ہو یمن۔ قفہ تو عبرت ناک ہے اگرچہ یہود بنے بہود کی من گھڑت ہی
 کیون نہ ہو۔ خلاصہ تحریر و لٹ تقریر یہ ہے کہ وہ تینوں دعائیں اُسی مردار کے حق میں
 صرف ہو گئیں اور بری طرح صرف ہوئیں۔ آخرت کے لئے غریب کے پاس کچھ بھی نہ رہا
 خالی ہاتھ آیا تھا خالی ہی ہاتھ روانہ ہو گیا دنیا سے بھی بدنام ہو کر سفر کیا اور شفقی سے بھی
 پورا بے نصیب رہا خسر الدنیا والآخرۃ کی مثال قائم کر گیا۔ بزرگوں نے بحوالہ اسناد
 قوی فرمایا ہے کہ اصحاب کف کا کتا بلغم ابن باعور کی شکل میں داخل بہشت
 برین ہو گا اور بلغم کو اُس کتے کی شکل میں بہشت کر کے دو رخ میں لیجاینگے۔
 الغرض اس واقعہ کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ اراضی مقدسہ میں

ایک شہر ہے جس کا نام عالی ہے فان کے رہنے والے بت پرست اور مشرک ہیں حضرت یوشع علیہ السلام چماو کے لئے وہاں پہنچے وہ لوگ مقابلہ کے لئے آمادہ ہو گئے بادشاہ اور اُس کے ساتھ بارہ ہزار آدمی قتل ہوئے۔ کیون عیسیٰ یو انصاف اگر تمہاری سرشت میں ہو تو کہو کون مذہب تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ غریب مسلمانوں پر ناحق تمہاری کر بچی آنکھیں لال ہوتی ہیں۔ خود اپنے گھر میں دیکھو کہ عیسیٰ یون ہی عیسیٰ یون میں باخود ہاتھوڑے سے مذہبی اختلاف کے سبب کس قدر کشت و خون ہوا ہے ملکہ الی زیتھر کے عہد کی خون ریزیوں سے کس قدر صفحات کتب تاریخ گلنا ہو رہے ہیں۔ پروٹسٹینٹ اور رومن کیتھولک کے اختلاف کی خبر ہی پائین کہ پورا ستنی بادشاہی شخص مذہبی تفرقہ کے سبب سلطنت سے محروم کر دیا جاتا ہے حالانکہ تمہارے مذہب میں اصول مذہب کی چیدان پابندی نہیں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا غنہ ہوا اور تم لوگ غنہ نہیں کراتے ابھی ابھی شرعی حکم سے منہ پھیر کر تمہاری کونسل کے قانون نے سالی کے ساتھ شادی نہ کرنے کے حکم کو منسوخ کر کے جائز اور درست کر دیا اور پھر کہتے ہو کہ ہماری انجیل میں تخریف نہیں ہوئی۔ دروغ گویم برروسے تو کیوں بھی ریش و بروٹ دراز زار دار پا در یوین جھوٹا کہتا ہو یا سچ۔ الغرض اسی شہر کی پشت پر جس کا نام عالی او پر بیان ہو چکا ہے دو پہاڑ تھے جن کا نام عماو و جیعوان تھا ان کے بیچ میں ایک بہت بڑی سستی آباد تھی حضرت یوشع علیہ السلام نے اُن کو ایمان کی دعوت فرمائی اُن لوگوں نے بہت رغبت سے قبول فرمائی۔ جب یہ فتوحات نمایان حضرت یوشع علیہ السلام کو حاصل ہوئیں تو آپ نے اقصائے مغرب کا قصد کیا اور بلاد امانیان میں داخل ہوئے۔ وہاں پانچ شہر تھے اور ہر شہر میں ایک سلطان فرمان روا تھا اُن سب نے باخود اتفاق کر کے مقابلہ کیا مگر اثنائے جنگ میں سب کے سب بھاگ نکلے اور ایک سفارہ کوہ بین پوشیدہ ہوئے

حضرت یوشع علیہ السلام نے مدہ کوہ پر تو کچھ فوج محافظت کے لئے چھوڑی اور خود بھاگے ہوؤں کا تعاقب کیا۔ اکثر لوگ قتل ہوئے اور بقیۃ السیف پر اولے آسمان سے برسائے گئے اُسی حالت میں پانچوں بادشاہوں کو حضرت یوشع علیہ السلام نے قتل کیا پھر میں نیچی نیچی زنا رہنڈیا در یون کو مخاطب کرتا ہوں کیونکہ جو ان کی چار دیواری کے بادشاہو انصاف سے کہنا ہمارے حضور پُر نور کے عہد مبارک یا خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے خلافت کے زمانہ کا کوئی ایسا واقعہ پیش کر سکتے ہو جس میں اتنا قتل واقع ہوا ہو۔ اور لطف یہ کہ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کا مذہب بزورِ شمشیر پھیلا ہے واہرے انصاف۔ پھر حضرت یوشع علیہ السلام بقیہ دیار شام کی فتح کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اکیس بادشاہوں کو گرفتار فرما کر قتل کروا ڈالا اور ملک شام پورا بنی اسرائیل کے قبضہ میں آگیا اسے کوٹ پتلون والوں کے سرخیل مسٹران یہ تیسرا واقعہ ہے جو آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے کبھی آپ کے ان تاریخی واقعات پر بھی نظر پڑی یا نہیں یہ تو کتب مقدسہ کے واقعات ہیں کبھی انہیں نہ کہا کہ یہ مذہب بھی بزورِ شمشیر پھیلا ہے غریب مسلمانانِ ناکردہ گناہ پر ہر طرح کے اعتراضوں کی بوچھا ہے ہم خود تو آپ پر کوئی اعتراض کرتے نہیں کتب آسمانی یا تاریخوں کے واقعات آپ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں یا تو ان واقعات کی تصدیق کیجئے یا یوں کہہ دیجئے کہ علما کی تحریقات سے ہے۔

ملک شام کی فتح کے بعد بنی اسرائیل کے عمال نواحی شام میں قائم ہوئے پھر حضرت یوشع علیہ السلام یا مجلس تشریف لے گئے جہاں حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رکھ دیا تھا اُس تابوت کو وہاں سے اٹھا کر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس دفن کر دیا۔

روایت ہے کہ یہ جملہ واقعات ساٹ برس کے عرصہ میں واقع ہوئے پھر بیش

یا اٹھائیس برس تدبیر و تدبیب قوم بنی اسرائیل میں مصروف رہے یہاں تک کہ مرض موت میں مبتلا ہوئے حالت بیماری میں خبر پہنچی کہ مارق بادشاہ کو وہ مسلم اپنے توابع کے ساتھ مرتد ہو گیا اسی وقت کالب ابن یوقنا کو وصی اور ولی عہد اپنا مقرر فرمایا اور دنیا فانی سے ملک باقی کی طرف رحلت فرمائی۔ عمر شریف آپ کی ایک سو اٹھائیس یا ایک سو تیس برس کی ہوئی لیکن متبع کتب سیر و تفاسیر سے واضح ہے کہ مدت دعوت اکیس برس اور زمانہ عمر ایک سو دس برس ہے اور عرالمیس میں زمانہ دعوت ستائیس برس اور باقی زمانہ عمر ایک سو چھتیس برس اور منتظم میں ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام بیا بیس برس کے تھے جب موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور نبو برس کے تھے جب موسیٰ علیہ السلام نے وفات پائی بعد ازاں ستائیس برس خلافت میں بسر ہوئے اس طرح ایک سو ستائیس برس ہوئے اور صاحب اخبار الدول نے دو سو برس کی عمر لکھی ہے۔ مدفن شریف قریب مقبرہ افراسیم ابن یوسف علیہ السلام جبل افراسیم پر واقع ہے اور بعض کے نزدیک موضع قدس متعلقات رصفہ میں ہے اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مقبرہ النعمان میں ہے۔

قائدہ۔ یہ وہی شخص ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہم سفر تھے جب وہ خضر کی ملاقات کو گئے جن کا پورا قصہ سورہ کہف میں درج ہے۔ حضرت یوشع علیہ السلام کی وفات کے بعد کالب ابن یوقنا ابن نارض ابن یودا نے شہر مارق کو بحکم الہی فتح کیا اور شہر برس کے بعد بنی اسرائیل کو لیکر مصر میں آئے اکثر علماء ان کو پیغمبر مرسل کہتے ہیں اور توریت میں بھی ان کی نبوت پر نص صریح ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلفاء میں سے تھے اور بعد حضرت یوشع کے مہمات بنی اسرائیل انہیں سے متعلق ہوئے۔ پھر بعد اطمینان کامل ایک لشکر ترتیب دیکر ملک مارق پر فوج کشی کی اور کوہ سلیم و نواحی کا محاصرہ کیا اور جس نے مقابلہ کیا تر تیغ ہوا حتیٰ کہ

دس ہزار بت پرست قتل ہوئے اور مارق اپنے خاص لوگوں کے ساتھ مقید ہوا اور
بقیۃ السیف پہاڑوں میں بھاگے حضرت کالب وہیں سے قوم بنی اسرائیل کو ہمراہ لیکر
مصر میں پہنچے اور ولایات شام پر بے جدال و قتال قبضہ ہو گیا۔ ان فتوحات کے
بعد حضرت کالب نے وفات کی اور حالت مرض میں لو شا قوس اپنے بیٹے کو خلیفہ
کیا یہ شخص حسن و جمال میں حضرت یوسف علیہ السلام کا جواب تھا مگر نجوبت فتنہ اُس نے
تغیر صورت کی اللہ تعالیٰ شانہ کے حضور میں دعا کی اللہ تعالیٰ شانہ نے اُسے بلا
چوپک میں مبتلا کیا کہ صورت اُس کی متغیر ہو گئی یہ خلیفہ ہزار برس تک بنی اسرائیل
میں رہا ایسا ہی صاحب اخبار الدول نے لکھا ہے۔ ان کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ
شانہ نے خلعت نبوت حضرت حزقیل علیہ السلام کو عنایت فرمایا۔

حضرت حزقیل علیہ السلام کی نبوت اور ان کے تفصیلی حالات

حضرت حزقیل علیہ السلام لوری سبط یہود امین سے تھے اللہ تعالیٰ شانہ نے ان کو لو شا قوس
کے بعد نبی کیا اور تبلیغ رسالت کے لئے خواہ ایلیا یا راودان کی طرف بھیجا یہی شخص ہیں کہ
ہنہین ابن العجوز یعنی بوڑھیا کا بیٹا کہتے ہیں اور یہ لقب ان کو اس واسطے دیا گیا ہے کہ
اُن کی ماں نے اللہ تعالیٰ شانہ سے اُس وقت ایک بیٹے کی دعا مانگی تھی جب وہ بوڑھی
ہو گئی تھیں لہذا اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کو ایسا برگزیدہ فرزند عطا فرمایا کہ وہ نبی ہوئے
اور اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کی دعا سے کہتے ہی مرے ہوئے مردے جلا دیے۔

حضرت حزقیل علیہ السلام کا طاعونی مردوں کو چلانا

اس اجمال کی تفصیل یہ کہ ایک بستی جس کا نام راودان تھا اُس میں طاعون کا

مرض پھیلا اُس کے خوف سے دکان کے رہنے والے بستی چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے اور کسی دوسری طرف جا کر سکونت اختیار کی۔ اور جو کچھ لوگ بستی میں باقی رہ گئے تھے اُن میں سے اکثر طاعون میں مبتلا ہو کر مر گئے۔ اور کچھ لوگ باقی رہ گئے جب طاعون جاتا رہا تو وہ لوگ جو بستی سے بھاگ کر دوسری جگہ چلے گئے تھے سب کے سب بستی کو لوٹ کر آئے انہیں دیکھ کر بستی والے جو باقی رہ گئے تھے کہنے لگے یہ لوگ جو بھاگ کر گئے تھے بڑے محتاط ہیں جیسا احتیاط ان لوگوں نے کی اگر ہم بھی کرتے تو ہم سب کے سب باقی رہتے اتفاق وقت پھر طاعون آیا تو اُس بستی کے جتنے لوگ تھے تیس ہزار یا کچھ کم و بیش باختلاف روایت وہ سب کے سب بھاگ گئے پھر لوگ اُسی مقام پر جا کر رہے جہاں پہلے طاعون مفرور رہے تھے اور سب کے سب زندہ بستی میں پلٹ کر آئے تھے دکان خدا کے حکم سے ایک فرشتے نے ایسی ہیبت ناک چیخ ماری کہ وہ سب مر گئے اور اُن کی ہڈیاں گل سڑ کر کھوکھلی ہو گئیں۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کا اس طرف گذر ہوا تو تمام صحرا کو ہڈیوں سے بھرا ہوا پایا۔ تو یہ دکان ٹھیر گئے اور دل میں سوچنے لگے کہ کسی طرح یہ زندہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے جو اپنے انبیا اور اولیاء کے یقین کو زیادہ اور مستحکم فرمایا کرتا ہے۔ حضرت حزقیل علیہ السلام پر وحی بھیجی اور پوچھا کہ کیا تو یہ بات چاہتا ہے کہ میں تیری آنکھوں کے سامنے ان سڑی گلی استخوانوں کو پھر آدمی بنا کر کھڑا کر دوں اور ایک چشم زدن کے وقفہ میں حضرت حزقیل علیہ السلام نے پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور میں التجا کی کہ ہاں پروردگار میں تیری قدرت کا کرشمہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ حکم ہوا کہ انہیں پکار حضرت حزقیل نے انہیں پکارا کہ گلی سڑی ہڈیو اللہ تعالیٰ شانہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اکٹھی ہو جاؤ اس حکم کے سننے کے ساتھ فوراً وہ ہڈیاں اڑ اڑ کر آپس میں مل گئیں اور اُن ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا پھر حضرت حزقیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ہڈیو اللہ تعالیٰ شانہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم سب ڈھک جاؤ یہ کہتے ہی اُن پر گوشت اور خون

اور بدن انسانی کے متعلق جتنی چیزیں ہیں سب موجود ہو گئیں۔ پھر انہوں نے آواز دی کہ اے روح اللہ تعالیٰ شانہ حکم دیتا ہے کہ تم اپنے اپنے اجساد میں داخل ہو جاؤ وظیفۃ العین میں روحیں اپنے اپنے جسموں میں آگئیں اور جب زندہ ہو گئے تو بولے کہ اے پروردگار تو پاک ہے اور ہم تیری حمد و ثنا کرتے ہیں اور تیرے سوا کوئی خدا نہیں ہے اس کے بعد یہ لوگ اپنی قوم میں آئے اور اُن کو یہ بات معلوم تھی کہ وہ سب مر گئے۔ ان کے چہروں پر موت کا رنگ چھایا ہوا تھا اور جو کپڑا پہنتے تھے وہ پُرانا کفن ہو جاتا تھا۔ پھر وہ کچھ دنوں کے بعد مر گئے اور حضرت حزقیل علیہ السلام بھی رحلت فرما گئے مگر ان کا زمانہ نبوت بنی اسرائیل کی کتابوں میں نہیں نظر آتا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ لوگ حضرت حزقیل علیہ السلام کی قوم کے تھے جب وہ مر گئے تو حضرت حزقیل علیہ السلام ان پر روئے۔ اور کہا کہ پروردگار میں ایسے لوگوں میں رہتا تھا جو تیری عبادت اور تیرا ذکر کرتے تھے اب میں ہی اکیلا رہ گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن سے پوچھا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں انہیں جلا دوں۔ آپ نے عرض کی پروردگار ان میں چاہتا ہوں کہ انہیں جلا دے۔ اُس مالک الملک نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اُن کے جلائے کا تمہیں کو اختیار دیا۔ اس پر حضرت حزقیل نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شانہ کے حکم سے زندہ ہو جاؤ اور وہ زندہ ہو گئے۔

حضرت الیاس علیہ السلام کے تفصیلی حالات

جب حضرت حزقیل کا انتقال ہو گیا تو بنی اسرائیل میں اُن کے بعد کثرت سے حوادث پیدا ہو گئے اور انہوں نے جو اللہ تعالیٰ شانہ سے عہد کیا تھا اُسے چھوڑ دیا اور بت پرستی کرنے لگے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن پر حضرت الیاس بن یاسین بن فحاص بن غرار بن ہارون بن عمران کو نبی کر کے بھیجا حضرت موسیٰ کے بعد جو نبی بنی اسرائیل میں ہوتے تھے وہ صرف اُس شریعت کی تجدید کیا کرتے تھے جو توریت میں اللہ تعالیٰ

شانہ نے اُن کے لئے بیان کر دی تھی۔ اور حضرت الیاس بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کے پاس تھے جس کا نام اخاب تھا یہ بادشاہ اُن کی بات مانتا اور انہیں نبی جانتا تھا اور حضرت الیاس اُس کے کارپرداز تھے اور بنی اسرائیل نے اس زمانہ میں ایک بُت بنالیا تھا جس کا نام بعل رکھا تھا اُس کی پرستش کیا کرتے تھے حضرت الیاس نے انہیں اللہ کے راستے کی ہدایت کی لیکن وہ اس بادشاہ کی بات مانتے تھے اور کسی کا کہنا نہ سنتے تھے اور اس زمانہ میں بنی اسرائیل کے بادشاہ متفرق ہو رہے تھے۔ ہر ایک بادشاہ ملک کے ایک ایک حصہ میں بادشاہی کرتا تھا۔ اس پر اس بادشاہ نے جس کے پاس حضرت الیاس تھے اُن سے کہا کہ جس راستہ کی تو ہدایت کرتا ہے میرے نزدیک وہ باطل معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ فلان فلان بادشاہ کو میں دیکھتا ہوں جو بنی اسرائیل کے بادشاہ ہیں بتوں کو پوجتے ہیں مگر انہیں کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔ وہ کھاتے پیتے ہیں اور انہیں دنیا کی چیزوں میں کوئی بھی نقصان نہیں ہوتا اور ہم جو تیرے طریق پر چلتے ہیں تو یہ سب اُن کے کوئی بھی فضیلت حاصل نہیں ہے یہ باتیں سنکر حضرت الیاس نے اُسے چھوڑ دیا پھر اُس بادشاہ نے بھی بت پرستی شروع کر دی اور انہیں بُت پرستوں میں سے ایک بت پرست ہو گیا۔

اخاب کی زوجہ کا ایک ہمسایہ مومن کو قتل کر کے اس کا باغ لے لینا

یہ اخاب بادشاہ ظالم نہ تھا مگر اس کی ملکہ بڑی خدا نافرست تھی اس کے قصر کے پاس ایک شخص رہتا تھا جو مومن اور صالح تھا مگر وہ اپنا ایمان چھپاے ہوئے تھا اس نیک مرد کا ایک باغ تھا اور یہ بادشاہ اُس مرد صالح سے محبت سے ملتا تھا لیکن ملکہ اس بادشاہ کی بڑی خبیث النفس اور کافہ تھی اُس نے بادشاہ سے کہا کہ مجھے یہ باغ

پسند ہے تم اس سے لے لو لیکن بادشاہ نے اُس کا کتنا مانا اُس مرد صالح سے کچھ تعرض نہ کیا اس ملکہ کو یہ بات برسی معلوم ہوئی کہ بادشاہ نے میرا کتنا مانا تو یہ موقع وقت کی منتظر رہی۔ جب بادشاہ کسی تقریب سے شہر کے باہر گیا ہوا تھا اُس مکارہ ملکہ نے اپنے دعوے کے موافق ایک شخص کو گواہ بنایا کہ اُس باغ والے نے بادشاہ کو گالی دی ہے اور یہ جھوٹا الزام لگا کر اپنے حکم سے اُسے قتل کروا دیا اور باغ پر اپنا قبضہ کر لیا۔ جب بادشاہ آیا تو یہ واقعہ سنکر وہ بہت ہی ناراض ہوا اور ملکہ کو بہت برا بھلا کہا وہ بولی کہ اچھا تو اب اس کا کیا علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت الیاس علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ بادشاہ اور اُس کی ملکہ سے کہہ دو کہ وہ باغ اُس کے ورثہ کے حوالے کر دیں ورنہ اُن پر اللہ تعالیٰ شانہ غصہ کرے گا اور اُنہیں اسی باغ میں ہلاک کرے گا اور اس باغ سے وہ بہت ہی کم فائدہ اٹھائے پائینگے حضرت الیاس علیہ السلام نے یہ حکم بادشاہ کو سنا دیا مگر اُن دونوں نے حق تعالیٰ شانہ کے حکم کی فرمان برداری نہ کی۔

حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم کی بت پرستی اور انہیں قحط کی مصیبت اور حضرت الیاس کا فرشتہ صفت بننا اور شاگرد یسع

جب آپ کی قوم نے آپ کے حکم کی عزت نہ کی اور کفر و ظلم پر کمر باندھ لی تو آپ نے اُنکے واسطے بد دعا کی اللہ تعالیٰ شانہ نے تین برس تک اُن پر مینہ نہ برسایا جس سے اُن کے مویشی اور پرندے وغیرہ سب مر گئے اور درخت خشک ہو گئے اور مخلوق پر سخت مصیبت نازل ہوئی اور حضرت الیاس علیہ السلام نبی اسرائیل کے خوف سے کہیں جا چھپے لیکن اللہ تعالیٰ شانہ اُن کا رزق اُنہیں پہونچا دے جاتا تھا۔ پھر وہ ایک شب کسی عورت کے پاس جو اسرائیلی تھی رہے اُس کا ایک بیٹا تھا جس کا نام یسع بن اخطوب تھا وہ اُس وقت بہت

بیمار ہو رہا تھا حضرت الیاس علیہ السلام نے اُس کے واسطے دعا کی وہ تندرست ہو گیا اور
 وہ حضرت الیاس علیہ السلام کے ساتھ ہو لیا اور اُن کی نبوت پر ایمان لایا حضرت الیاس
 علیہ السلام اس زمانہ میں بوڑھے ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن پر وحی کی کہ تیری
 بددعا نے میری مخلوق میں سے بہت لوگوں کو ہلاک کر دیا اور بہائم اور چوپائے اور پرندے
 بے شمار مر گئے اور قصور صرف بنی اسرائیل نے کیا تھا۔ حضرت الیاس علیہ السلام
 نے پروردگار کے حضور میں معذرت کی اور عرض کی پروردگار مجھے اجازت دے کہ میں ہی
 اُن کے لئے دعا کروں شاید وہ راہ راست پر آجائیں۔ پھر حضرت الیاس علیہ السلام
 اُن کے پاس گئے اور قوم سے کہا کہ تم میں سے بہت لوگ ہلاک ہو گئے اور تمہارے گناہوں
 و وبال تمہارے چوپایوں پر بھی پڑا اگر تم اس امر کو جاننا چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ شانہ
 تمہارے افعال سے تاراض ہے اور جو میں تم کو ہدایت کرتا ہوں وہی حق ہے تو تم اپنے
 اصنام کو نکالو اور اُن سے دعا مانگو اگر وہ تمہاری دعا قبول کر لیں تو یہی بات سچ ہے
 جو تم کہتے ہو اور اگر تمہارے بت تمہاری حاجت روانہ کر سکیں تو جان لو کہ جس طریق پر
 تم چل رہے ہو وہ باطل ہے اور میں تمہارے لئے دعا کروں گا اور وہ پاک پروردگار جو
 لاشریک ہے اور سوا اُس کے کوئی حاجتوں کا بر لائے والا نہیں ہے تمہاری مرادیں
 بر لائیگا اور یہ سختی اور مصیبت جو تم پر ہے جاتی رہیگی وہ بولے کہ مان بے شک یہ انصاف
 کی بات ہے پھر قوم اپنے بتوں کو لیکے نکلی اور مرادیں مانگیں مگر پوری نہ ہوئیں تو اُنہوں نے
 حضرت الیاس علیہ السلام سے کہا آپ نے اللہ تعالیٰ شانہ کے حضور میں التجا کی اور
 پروردگار تعالیٰ شانہ نے اُسے قبول فرمایا۔ ناگاہ ایک ٹکڑا ڈھال کے برابر کا پیدا ہوا
 اور سب کی نظروں کے سامنے بڑھنے لگا اور پھر ایسا برساکہ تمام ملک سیراب و شاداب
 ہو گیا اور جو آفتیں قحط سالی کے سبب سے اُن پر پڑی تھیں وہ سب دور ہو گئیں۔
 لیکن اُن وعدہ خلافوں نے پھر بھی اپنی بد افعالیوں سے کنارہ کشی نہ کی۔ جب حضرت

الیاس علیہ السلام نے یہ حال مشاہدہ کیا تو آپ نے اپنے واسطے اللہ تعالیٰ شانہ سے التجا کی کہ اُن کو دنیا سے نجات دی جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت کی دعا کے موافق اُن کو نور کا لباس عطا کیا اور کھانے پینے کی خواہش اُن سے دور کر دی جس سے وہ انسان ملکی صفات اور زمینی نسل فرشتہ سیرت ہو گئے اور اُس بادشاہ اور اُس کی قوم پر ایک دشمن قوی کو مسلط کر دیا جس نے اُنہیں اور اُن کے ملک کو فتح کر لیا اور اُسی باغ میں جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے بادشاہ اور اُس کی ملکہ کو قتل کر ڈالا اور اُن کی لاشیں اُسی باغ میں گل سڑ گئیں۔

ایک راوی یون بیان کرتا ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام جب تنہائی سے گھبرائے تو پہاڑ سے جہاں آپ اُس بادشاہ جبار کے خوف سے رو پوش تھے نیچے اُترے اور یونس ذی النون کی مان کے گھر میں چہہ مینے تک چھپے رہے اُس عرصہ میں حضرت یونس علیہ السلام شیر غار تھے چہہ مینے تک حضرت یونس کی مان بہت خوشی سے ان کی خدمت کرتی رہیں بعد اس کے پھر حضرت الیاس پہاڑ پر گئے اور حضرت یونس کی مان ان کی مفارقت سے بہت ملول ہوئیں اس عرصہ میں یونس علیہ السلام نے اتفاقیہ انتقال کیا تو اُن کی مان حضرت الیاس کی تلاش میں نکلیں اور پہاڑ پر ڈھونڈھتی پھرین آخر کار حضرت الیاس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت یونس علیہ السلام کی والدہ نے عرض کی کہ اے الیاس مجھ کو تیری مفارقت سے بڑا رنج ہوا اُسپر یہ اور غضب ہوا کہ میرا بیٹا یونس بھی مر گیا اب مصیبت نے غلبہ کیا اور بلاؤں نے ہجوم اور تم جانتے ہو کہ میرا اُس کے سوا کوئی نہیں۔ اب یہ التجا ہے کہ تم اُس کے واسطے دعا کرو کہ میرا لڑکا یونس زندہ ہو جائے اور اسی اُمید سے میں نے اب تک اُسے دفن نہیں کیا ہے۔ حضرت الیاس نے فرمایا کہ اس بات میں مجھے حکم نہیں ہے اور میں فرمان بردار ہوں جیسا حکم ہوتا ہے ویسا کرتا ہوں یہ سنکر

حضرت یونس علیہ السلام کی والدہ رونے لگیں اور کمال تضرع و زاری کی۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے اُن کو تسلی دی اور پوچھا کہ تمہارا بیٹا یونس کس دن کامر ہوا؟ انہوں نے کہا سات دن ہوئے تو حضرت الیاس علیہ السلام حکم خدا اُن کے ساتھ چلے اور ساتویں دن یونس علیہ السلام کے گھر میں پہنچے حضرت یونس علیہ السلام چودہ دن سے مُردہ پڑے ہوئے تھے حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی شرع کے موافق وضو کیا اور نماز پڑھی اور دعا مانگی اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت یونس علیہ السلام کو زندہ کر دیا پھر حضرت الیاس علیہ السلام اپنے مکان پر تشریف لائے تو اپنی قوم کو گناہوں کے دریا میں غرق پایا حضرت الیاس علیہ السلام کو اس حالت کے مشاہدہ سے کمال صدمہ ہوا۔ سات برس کے بعد وحی ہوئی کہ اے الیاس غم نہ کر جو تجھ سے طلب کریگا میں تجھ کو دوں گا۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور میں التجا کی کہ یا الہی میری تمنا یہ ہے کہ تجھ کو اس عالم سے اُٹھالے اور میرے اکابر سے مجھ کو ملا دے مجھ کو بنی اسرائیل سے بہت رنج پہنچا ہے۔ حکم ہوا کہ اے الیاس ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ میں زمین کو تجھ سے خالی کروں لیکن تو اور درخواست کر میں قبول کروں گا۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے پروردگار تعالیٰ شانہ سے التجا کی اگر مجھ کو دنیا سے اُٹھانا نہیں منظور ہے تو سات برس تک پانی کا برسانا اور نہ برسانا میرے اختیار میں ہو جائے ارشاد ہوا کہ اے الیاس میں رحیم ہوں اگرچہ بندے ظالم ہوں پھر عرض کی کہ اچھا چلے برس تک کا اختیار ملے پھر ارشاد ہوا کہ میں رحیم ہوں۔ پھر عرض کیا کہ پانچ برس تک کا حکم ہو جائے۔ ارشاد ہوا کہ میں ارحم الراحمین ہوں۔ اور یہ بات رحمت کی شان سے نہیں ہے۔ خیر قوم کی عبرت کے لئے تین برس تک پانی کا خزانہ تیرے اختیار میں کئے دیتا ہوں پھر حضرت الیاس نے عرض کی میں کس طرح رہوں گا حکم ہوا کہ بعض طہور قوت لایموت تجھے پہنچا تے رہینگے حضرت الیاس نے عرض کی کہ اب میں اُضی ہوا

بس پانی کا برسنا موقوف ہو گیا اور آدمی اور حیوان جلد جاندار مرنے لگے حضرت الیاس خوش تھے اور قوم تباہ۔ آپ روپوش تھے اور قوم آپ کو تلاش کرتی پھرتی تھی جس گھر میں روٹی کی بو پاتے تھے گھس پڑتے تھے کہ شاید اس گھر میں الیاس ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب تین برس قحط کو ہو چکے تو ایک دن حضرت الیاس ایک ضعیفہ عورت کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ تیرے پاس کچھ کھانا ہے۔ اُس نے کہا کہ تھوڑا آٹا اور تیل ہے حضرت الیاس نے دعا فرمائی کہ یا اللہ اس میں برکت دے اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کی دعا سے دونوں چیزیں اتنی بڑھادیں کہ اُس ضعیفہ کا گھر بھر گیا قوم نے جو اُس کے گھر میں یہ دونوں چیزیں اس بُہتایت سے دیکھیں اُس سے پوچھا کہ کل تیرے گھر کی وہ حالت تھی آج یہ سامان ہے اس کا کیا سبب ہے اُس نے صورت حال قوم کے سامنے بیان کر دی لوگوں نے کہا کہ ہونہ ہو یہ دعا کرنے والے ضرور الیاس تھے قوم اُن کو تلاش کرتی ہوئی چلی کہ حضرت سے ملاقات ہو آپ وہاں سے بھاگے اور ایک عورت کے گھر میں داخل ہوئے۔ اُس عورت کا ایک نوجوان بیٹا سخت بیمار تھا آپ نے اُسکے واسطے دعا کی اللہ تعالیٰ شانہ نے اُسے صحت عطا فرمائی اور اُس بے آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور آپ کے ساتھ ہو لیا جس جگہ حضرت تشریف لیجاتے وہ کفش برداری میں آپ کی رہتا۔ محققین مفسرین لکھتے ہیں کہ وہ نوجوان حضرت الیسع ابن اخطوب تھے اسپر چند روز گزرے تو وحی ہوئی کہ اے الیاس تو نے بہت بے گناہوں کو ہلاک کیا ہے یعنی بہائم۔ طیور۔ ہوام وغیرہ بھی تیری بد دعا سے ہلاک ہوئے حضرت الیاس علیہ السلام نے پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور میں عاجزی کی اور عرض کیا کہ اے میرے مالک مجھ سے قصور ہوا تو معاف فرما۔ اب میں قوم کے واسطے دعا کروں اور تو میری دعا کو قبول فرما اور اُن کو اس بلا سے نجات دے۔ ارشاد ہوا کہ تو دعا کر

میں قبول کرونگا۔ حضرت الیاس علیہ السلام قوم کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ بے شک تم نے بڑا رنج اٹھایا اور تمہارے لوگ ہلاک ہو گئے بلکہ تمہاری شامت اعمال کا اثر ہمارے ہاتھ اور طیور اور ہوام پر بھی پڑا جو بالکل بیگناہ تھے مگر افسوس ہے کہ ابھی تک تم اُسی خیالات باطلہ میں پڑے ہو اگر تم کو سمجھ ہو تو اپنے بتوں سے پانی کی درخواست کرو اگر پانی برس جائے تو تم حق پر ہو اور اگر تمہارے بت پانی نہ برسا سکیں تو میرے اللہ سے جو تمام عالم کا خالق و مالک ہے اُس سے عرض کرو دیکھو تو پانی برساتا ہے یا نہیں۔ الغرض بت تو معذور رہے اور اللہ تعالیٰ نے شانہ کے حکم سے پانی برس گیا آخر کار قوم نے اقرار کیا کہ ضرور ہم غلط کار ہیں اور طریق باطل پر ہیں اپنے افعال قبیح سے ہماری قوم کے بہت سے لوگ ہلاک ہوئے اب تو ہمارے واسطے دعا کر حضرت الیاس نے حضرت الیسع کو ساتھ لیکر دعا کی کہ فوراً ایک ٹکڑا سپر کے برابر دریا پر نظر پڑا اُس نے ایسا پانی برسا یا کہ بالکل بستی سیراب ہو گئی خشک کھیتیں ہری ہو گئیں بنی اسرائیل خوش ہوئے مگر چونکہ نافرمانی اور سرکشی ان کی سرشت میں تھی پھر اپنی بات پر قائم نہ رہے ناچار ہو کر حضرت الیاس علیہ السلام نے دعا مانگی کہ یا اللہ بنی اسرائیل کے قلوب قبول ہدایت کے لائق نہیں ہیں مجھے ایمان کامل کی ان سے امید نہیں ہے اب مجھے ان سے جدا کر لے۔ ارشاد ہوا کہ فلان روز فلان مقام پر حاضر ہو و مان تجھ کو جو سواری لے اُس پر سوار ہو جائیو چنانچہ تاریخ معہودہ پر حضرت الیاس علیہ السلام حضرت الیسع کو ہمراہ لے اُس مقام پر پہنچے کہ دفعتاً ایک گھوڑا یا اونٹ آگ کا ظاہر ہوا یا اُس کا رنگ آگ کا سا تھا حضرت الیاس اُس پر سوار ہوئے حضرت الیسع نے پوچھا کہ مجھے کیا حکم ہے آپ نے کپڑے اپنے بدن کے اتار کر اُن کی طرف پھینکے اِس سے یہ مراد تھی کہ میں نے تجھ کو اپنا خلیفہ کیا۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے شانہ نے اُن کی استدعا کے موافق اِس طرح اُن کو بنی اسرائیل سے جدا کر لیا اور کھانے پینے کی خواہش بھی اُن سے لے لی گئی اب وہ فرشتوں کے ساتھ ہیں

معالم میں ہے کہ حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہما السلام ہمالیہ کے مقدس
 میں آکے روزے رکھتے ہیں۔ اور الیاس موکل ہیں جنگلون پر اور خضر دیاؤں پر اور عرفات
 میں دونوں ملتے ہیں اور رمضان شریف میں باہم روزے افطار کرتے ہیں اور صلیبی
 است مصطفویہ سے ملاقات کرتے ہیں جلال الدین سیوطی تحریر فرماتے ہیں کہ
 غزوہ تبوک میں واثق ابن اسقعؓ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 تھے وہ فرماتے ہیں کہ ہم تھوڑی رات گزرے شکر کے ساتھ چلے جاتے تھے کہ دفعۃً
 ایک آواز حنین آئی کہ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اُمَّةٍ حَمَلَتْ الْمَرْحُوْمَةَ الْمُعْقُوْرَةَ
 الْمُسْتَجَابَةَ لَهَا الْمُبَارَكَةِ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حذیفہ اور
 انس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اس درہ کوہ میں جاؤ اور دیکھو یہ کس کی آواز ہے
 حضرت حذیفہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ہم نے جا کر دیکھا تو ایک
 نورانی شکل ریش سفید بزرگ جن کا لباس برف سے زیادہ سفید ہے بیٹھے ہیں اور قد
 شریف اُن کا ہم سے دو تین ذراع بلند ہے ہم نے اُن کو سلام کیا اُنہوں نے سلام کا
 جواب دیکر فرمایا کہ تم بھیجے ہوئے رسول اللہ کے ہو بہنہ کہا ان۔ اللہ کی رحمت آپ پر
 ہو آپ کون ہیں وہ بولے کہ میں الیاس پیغمبر ہوں مکہ جاتا تھا کہ ایک لشکر فرشتوں کی
 جسمیں مقدمۃ الجیش جبریل ہیں اور سابقہ میکائیل تمہارے ہمراہ نظر پڑا اُن دونوں
 سرداروں نے کہا کہ تمہارے بھائی محمد رسول اللہ جاتے ہیں اُن کو دیکھو اور سلام کرو
 پس تم لوٹ جاؤ اور میرا سلام پہنچاؤ اور کہو کہ میں آپ کی خدمت میں اس لئے نہیں حاضر
 ہوتا کہ مجھے دیکھ کر آپ کے لشکر کے اونٹ بھاگیں گے اور آدمی بھی ڈریں گے اگر آپ خود
 تشریف لائیں تو بہتر ہے۔ حذیفہ اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے
 اُن سے مصافحہ کیا اُنہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ حذیفہ ابن الیمان صاحبِ سر
 رسول آخر الزمان ہیں اور آسمان میں زمین سے زیادہ مشہور ہیں اور اہل سموات انکو صاحبِ سر

رسول اللہ کہتے ہیں وہ دونوں صحابی حضرت کے حضور میں آئے اور حضرت الیاس کا پیغام پہنچایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم درہ کوہ میں تشریف لے گئے اور بعد مصافحہ اور معانقہ بیٹھے اور کلام کرتے رہے۔ اس قصہ کو حاکم نے مستدرک میں بھی بیان کیا ہے اسناد اس حدیث کے ضعیف ہیں اور ذہبی نے حاکم پر طعن کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس قصہ کی صحت میں کچھ کلام نہیں ہے اور ہمتی نے دلائل النبوة میں مفصل بیان کیا ہے الغرض بعد تشریف لیجائے حضرت الیاس علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ نے اوجب یا احباب بادشاہ پر ایک دشمن قوی مسلط فرمایا کہ اُس نے گلستان مزدکی میں بادشاہ کو مع سماء ازبیل اُس کی عورت کے نہایت ذلت و خواری سے قتل کیا اور لاش کو اُسی جگہ چھوڑ دیا کہ ہڈیاں اُن دونوں کی گل مٹر گئیں۔ ذکر حضرت الیاس علیہ السلام کا سورہ الصافات میں ہے۔

حضرت الیسع ابن اخطوب علیہ السلام کے حالات

حضرت کا نسب شریف افراسیم بن یوسف علیہ السلام سے ملتا ہے ان کو اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت الیاس علیہ السلام کے قوم سے جدا ہونے کے بعد بنی اسرائیل کا پیغمبر کیا سب ان پر ایمان لائے اور احکام توریت بجالانے لگے اور حضرت الیسع معجزات و خوارق عادات دکھانے لگے چنانچہ ایک مرتبہ اریحائے شکایت کی کہ ہمارے ماں پانی کھا رہی ہے آپ دعا فرمائیں کہ شیریں ہو جائے آپ نے تھوڑا سا نمک دریا میں ڈال دیا وہ دریا کا دریا شیریں ہو گیا۔ ایک مرتبہ ایک بیوہ عورت نے قسطنطین مال و فاقہ کشی کی شکایت کی اور کہا میرا خاوند نہایت مقروض ہے آپ نے پوچھا تیرے گھر میں کچھ ہے اُس نے کہا تھوڑا سا گھی ہے حضرت نے طلب کر کے ایک ظرف سے دوسرے ظرف میں کیا اُس عورت نے اپنا گھی اٹھایا اور اسی طرح کرنے لگی تو گھی بڑھنے لگا اور محلہ کے لوگ خریدنے لگے

اُس عورت کو بہت فراغت حاصل ہوئی اور اُس کے شوہر کا فرض ادا ہو گیا۔ آپ ایک عورت کے گھر گئے اُس کے اولاد نہ تھی آپ نے اُس کے واسطے دعا کی اللہ تعالیٰ شانہ نے اُسے بیٹا دیا وہ کچھ بڑا ہو کر مر گیا اتفاق سے آپ اُس وقت وہاں آپہنچے اور اُس کے واسطے دعا کی وہ زندہ ہو گیا۔ ایک دن شاگردوں نے کھانا پکایا بھولے سے اُس میں اندرائن کے پھل کا عرق ڈال دیا جب آپ کے سامنے کھانا آیا اور آپ نے کھانے کا قصد کیا تو اُس میں سے آواز آئی کہ مجھ میں زہر ملا ہوا ہے آپ نے تھوڑا سا آٹا اُس میں ڈال دیا زہر کا اثر جاتا رہا۔ ایک بادشاہ نے آپ کو قید کیا اور محبس میں رکھا اللہ تعالیٰ شانہ نے محافظین کو اندھا کر دیا آپ محبس سے نکل کر اپنے گھر چلے آئے۔ بادشاہ دمشق کو برص کا عارضہ لاحق ہوا اُس نے بنی اسرائیل سے ایک طبیب حاذق طلب کیا ان لوگوں نے حضرت کو بھیج دیا آپ نے فرمایا کہ اس ندی میں غسل کر اُس نے غسل کیا عارضہ جاتا رہا اُس نے بہت کچھ زرد جو اہر نہ کیا آپ نے واپس کیا لیکن مخفی طریقہ سے آپ کے خادم نے لے لیا حضرت کو اطلاع ہوئی آپ نے اُسے بددعا دی وہ عارضہ برص میں مبتلا ہو گیا الغرض آپ کی حیات تک بنی اسرائیل سرگرم عبادت رہے جب آپ نے وفات فرمائی تو پھر سب کے سب بیدین ہو گئے۔

عمر آپ کی چار سو دو برس کی ہوئی اور قریہ تشرین دفن ہیں اور بعض علما فرماتے ہیں کہ جب آپ بنی اسرائیل کی مخالفت سے تنگ آئے تو ذوالکفل کو اپنا وصی کیا اور وفات فرمائی۔ ارباب تاریخ کہتے ہیں کہ حضرت الیسع کی وفات کے بعد سات سو برس تک کوئی بنی نہیں ہوا بنی اسرائیل میں علما سے توریت تھے وہ ہر چند وعظا کیا کرتے تھے مگر کوئی بات نہ مانتا تھا آخر کار اُس قادر قوی نے ایک قوم کو جو بلتنا کی جاتی تھی۔ تاریخ والے اُن کو عالقا اور جبارہ کہتے ہیں ان پر مسلط کیا سردار اُن کا چالوت تھا اور یہ سہ سالار شہداد بن عاد کا تھا اور یہ لوگ بڑے زور آور اور قوی ہیکل بلند بالاتند و سخت

بقایاے عادیون میں سے تھے ان لوگوں نے بہت بنی اسرائیل قتل کئے اور بہت سے لوگوں کو وطن سے نکال دیا اور ہزاروں کو قید کر لیا اور تابوت سکینہ چھین کر بابل کو لے گئے اُس وقت سرآمد بنی اسرائیل مضطرب ہوئے نہ کوئی پیغمبر تھا جس کے ذریعہ سے بارگاہ کبریا میں فریاد کریں نہ کوئی بادشاہ جس کے زور سے مقابلہ کریں اُس وقت ایک عورت حاملہ کے سوا سبط نبوت میں سے کوئی شخص باقی نہ تھا اُس عورت کو بھی قید کر رکھا تھا اس خیال سے کہ شاید اس کے بیٹی ہو اور وہ بدل کر اُسے بیٹا کر لے کہ وہ دعویٰ نبوت کرنے لگے اور اُس کے سبب سے امر معروف اور نہی عن المنکر میں گرفتار ہو جائیں مگر منظور الہی یوں تھا کہ پھر اس قوم کے واسطے بنی مبعوث ہو تو اُس عورت کے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ وہ فرزند صالح و صاحب تقویٰ کی دعا کرے تو قبول کیجائے چنانچہ اُس عورت نے حالت قید میں پروردگار تعالیٰ شانہ سے فرزند صالح کی دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ویسا ہی فرزند عطا کیا ۵

گوہرے رخشندہ از برج نبوت رخ نمود	اختر تابندہ بر اوج رسالت زد علم
----------------------------------	---------------------------------

دعا قبول ہوئی اور فرزند نامی پسر گرامی پیدا ہوا مادر ضعیف نے اُس نورنگاہ نبوت کا نام اشمویل رکھا زبان عربی میں جسے اسمعیل کہتے ہیں والد بزرگوار اس نو نوال باغ رسالت کے ولادت کے پہلے وفات پا چکے تھے اب ان کو اللہ تعالیٰ شانہ نے خلعت نبوت عطا فرمایا۔

حضرت اشمویل علیہ السلام کی نبوت کا زمانہ

شمویل بشین مجہ ابن ریان ابن علقمہ یا ابن قاہٹ ابن لادی ابن یعقوب علیہ السلام ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ ان کے والد بزرگوار کا نام بلقان تھا اور اولاد یوسف علیہ السلام سے تھے اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ نام ان کا شموائیل بروزن اسمعیل تھا اور معنی بھی

دہی ہین۔ ایک جماعت یہ کہتی ہے نام آپ کا صمویل بصاد غیر منقوط ہے چنانچہ کتب
 بنی اسرائیل میں اسی طرح ہے۔ آپ کے تولد کے قبل آپ کے والد بزرگوار نے وفات
 فرمائی اس سبب سے ایک رئیس قوم نے آپ کی پرورش کی اور ہر طرح کی تعلیم آپ کو
 دی۔ جب آپ چالیس برس کے ہوئے تو جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اے
 شموئیل تم کو اللہ تعالیٰ شانہ نے بنی اسرائیل کا نبی کیا تم اس قوم کو دعوت الی الحق
 فرماؤ اور حکم جہاد پہنچاؤ اور عبادتِ اصنام سے منع کرو چنانچہ آپ قوم کے پاس
 تشریف لائے اور حکم پروردگار تعالیٰ شانہ پہنچایا ایک جماعت نے توازر وے
 حسد و عناد یوں کہا اِسْتَعْجِلْتُ يَا نَبِيُّوۃِ تُوْنِے بڑی جلدی کی ابھی تو اس کا
 وقت نہیں آیا ہے تیری نبوت کے بغیر اللہ تعالیٰ شانہ کا کون سا کام بند پڑا ہے
 اور اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو پہلے ہمارے واسطے تو بادشاہ مقرر کر کہ جس کی
 امداد و اعانت سے ہم دشمنانِ دین کو دفع کریں اور یہی بات تیری رسالت پر دلیل
 اور معجزہ ہوگی یہ درخواست بنی اسرائیل نے اس واسطے کی تھی کہ حضرت شموئیل
 مامور بہ قتال نہ تھے چنانچہ پروردگار تعالیٰ شانہ نے اُن کی درخواست کا مضمون
 قرآن پاک میں اِنْ لَفْظُوْنَ سے بیان فرمایا ہے اور یہ مضمون سورہ بقرہ میں ہے
 اِذْ قَالُوْا رَبِّنٰی اٰبَعَثْ لَنَا مَلٰٓئِكًا نُّقَرِّئُکَ فِیْ سَبۡیِلِ اللّٰهِ عِنۡیِیۡ جِبۡ کَمَا بَنِی
 اسرائیل نے اپنے نبی کو کہ کھڑا کرو یعنی قائم کرو ہمارے واسطے ایک بادشاہ کہ ہم
 اُس کے ساتھ ہو کر اللہ کی راہ میں دشمن سے مقابلہ کریں یہ معاملہ بیت المقدس
 میں ہوا۔ صاحبِ تفریح الازکیا فرماتے ہیں کہ بحسب واقع ملک و دین با یک دیگر
 متعلق ہیں کیونکہ امر دین و نبوت اگر بے شوکت بادشاہی متمشی ہوتا تو کبرائے بنی اسرائیل
 باوجود حضرت شموئیل علیہ السلام کے استدعا بادشاہ نہ کرتے۔ اس جگہ سے معلوم ہوا
 کہ قصہ دین کا استحکام اساس ملک سے مضبوط ہے اور خزانہ ملک کی حراست و

حفاظت احکام دین سے مربوط ہے ۵

نہ بے تخت شاہی بود دین بہ پایے نہ بے دین بود بادشاہی بجائے

ولہذا عَقْلًا کہتے ہیں اَلْمُلْكُ وَالِدِّينُ تَوْ اَمَانِ ۵

نزد خرد شاہی و پیغمبری
گفتہ آہناست کہ آزادہ اند
چون دو نگین اند و یک انگشتری
کین دوزیک اصل و نسب زادہ اند

یہ بے بضاعت محمد اکبر ابو العلامی دانا پوری عرض کرتا ہے کہ تفریح لازمی
کے مصنف علام نے یہ اصول کیونکر قرار دیا کہ ملک اور دین دونوں تو ام ہیں جہاں دین
ہے وہیں ملک ہے اور جہاں ملک ہے وہیں دین ہے اس وقت بہت سی سلطنتیں
نصاری کی ہیں اور وہ سب دین سے جدا ہیں اُن کے مان دین کوئی شے نہیں ہے
پس یہ دعویٰ اُن کا کیونکر قائم رہ سکتا ہے۔ ملکی معاملات اکثر ایسے ہیں کہ دیانت و امانت
کی اُن میں کہیں بوجہ نہیں ہے۔ اس وقت کے شاہوں کو نہ وعدوں کا خیال
ہے نہ انصاف کا رعیت پروری کا تو ذکر کیا پھر ایسی بادشاہی نبوت کی ترازو میں
بیٹھ کر کب نبوت کی ہم پلہ ہو سکتی ہے مان وہ بادشاہی نبوت کے حزم و حشم میں شمار
کی جاسکتی ہے کہ جس کی بنیاد اسلام پر ہو اور بادشاہ اوامر و نواہی کا پابند ہو
قانون اُس کا قانون شریعت ہو دستور العمل اُس کا کتاب آسمانی اور احکام
قرآنی ہوں ایسی بادشاہی نبوت کے پیچھے پیچھے چلنے والی ہو سکتی ہے نبی کے دل
میں انوار حقانیت ہوتے ہیں اور اُس پر جبریل کی معرفت پروردگار کا سلام آتا ہے اور
جتنے نبی حضرت آدم سے لیکر حضرت محمد مصطفیٰ علیہم السلام تک گذرے سب اللہ تعالیٰ
شان کے دوست ہیں اور معصوم ہیں اور بادشاہ معصوم نہیں ہے اور نہ جبریل علیہ السلام
کسی بادشاہ کے مشیر عہدین تفاوت رہ اذکجا است تانہ بکجا ۵ چونکہ حضرت ثمویل
علیہ السلام مامور بہ جہاد تھے اس سبب سے بنی اسرائیل کو بادشاہی استعانت کی

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قبل عرب کی کیا حالت تھی وہ مقدس مکان جس کو دنیا کے پہلے بت شکن نے خاص واحد لا شریک کی عبادت کے لئے بنایا تھا اچھا خاصا بتکدہ تھا تین سو ساٹھ بت کھڑے بچ رہے تھے۔ اور سُنئے آدمی جو اشرف المخلوقات ہے وہ پتھر کے بتوں پر جو آدمیوں ہی کے ہاتھ کے ترشے ہوئے تھے قربان کئے جاتے تھے۔ کسی بت پر چھوئے چھوئے معصوم شیر خوار بچے کباب کی طرح بھون ڈالے جاتے تھے تمدنی حالت ایسی خراب ہو گئی تھی کہ باپ سے بیٹا لڑ رہا ہے مان سے بیٹی۔ مان بیٹے کی زوجہ باپ کے مرنے کے بعد بن گئی۔ نہ خدا کا خوف نہ قوم سے شرم۔ قبائل کی لڑائیاں دو دو سو برس سے جو چھڑی ہوئی ہیں جاری ہیں صلح ہوتی ہی نہیں۔ لاکھوں عورتیں بیوہ ہو گئیں لاکھوں بچے یتیم ہو گئے لاکھوں بے ہا جانین تلف ہو گئیں جن کا بدل ہو ہی نہیں سکتا۔ اس طوفان بے تیزی کی تمام ملک عرب میں آندھیاں چل رہی تھیں جس کے گرد و غبار نے تمام خطہ عرب کو اندھیرا کر دیا تھا پھر کوئی بادشاہ یا کوئی مجدد قوم ایسا نہ تھا کہ ان آندھیوں کے جھوکوں سے ملک اور قوم کو خرابیوں اور صدمات سے بچا سکے آخر کار خود غیرت الہی نے اس کا انتظام فرمایا اور ان اُمیوں میں ایک نبی اولوالعزم خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنا محبوب اور صاحب الجہاد کر کے بھیجا اُس روئے مبارک کے جمال کے پر تو نے تمام ملک عرب بلکہ جہان بھر کو انوارِ حقانیت سے روشن کر دیا اور آپ کا جہاد بیمارِ ان کفر و شرک کے واسطے تریاقِ فاروقی کا کام کر گیا جتنی مہذب قومیں ہیں اگرچہ بعض وجوہ سے لب نہ کھولیں مگر اس جہاد سے جس قدر دنیا کو فائدہ پہونچا یا ہے دل ہی جانتا ہے مگر یہ بات ضرور ہے کہ کم استعدادِ طرّا جو ہر بات میں جہاد کا فتویٰ لکھ دیتے ہیں وہ بالکل بے اصل ہے نہ اُسکی سند میں کوئی حدیث پیش کر سکتے ہیں نہ کوئی فقہ کا حکم۔ جہاد کس بات پر ہوتا ہے کنک کی

محصول کی شرح بہت بڑھ گئی ہے یا تو کم کرو نہیں تو ہم جہاد کرینگے واہ کیا خوب جہاد ہے
 جہاد نہ ٹھیرا دل لگی ٹھیری ہر جھگڑا بکھیرا جو مزاج کے خلاف ہو بس جہاد قائم ہو گیا
 اللہ کا شکر ہے کہ ہم مسلمانوں کا مذہب ستراسرافات اور راستی
 اور دیانت و امانت سے بھرا ہوا ہے اگر کوئی مخالف یہ اعتراض کرے کہ فلاں مسلمان
 شراب خوار ہے اور فلاں مسلمان دروغ گو ہے اور فلاں مسلمان دغا باز ہے وقس علی ہذا
 تو ہم اُس کا جواب دینگے کہ دنیا میں بُرے بھلے ہر قوم میں ہوتے ہیں یہ تو ممکن ہی نہیں
 کہ بُروں کا وجود دنیا سے معدوم ہو جائے یورپ کا ملک تو بڑا شائستہ ہے پھر
 جس قدر فساد دنیا میں ہوتا ہے وہیں کے شائستہ لوگ کرتے ہیں۔ ہندیا عرب میں
 کوئی مفسد گروہ ایسا پایا جاتا ہے کہ جس کے کل انفرادے بادشاہوں کے قتل کا بیڑا
 اٹھایا ہو یا نہر ملی چیزوں کا ایسا اثر پھیلایا ہو کہ قوم کی قوم کو ہلاک کر ڈالا ہو ایسی
 شائستگی کو ہمارا اسلام ہے یہ تو شہرت ہے کہ دنیا بھر میں اگر کہیں تہذیب ہے تو یورپ
 کے تختے میں سبحان اللہ۔ یورپ کے تختے میں کون لوگ بستے ہیں بادشاہوں
 کے قاتل امیرون کے دشمن اور یہی بزرگوار آسمان ترقی کے تارے سمجھے
 جاتے ہیں اور انہیں ہر قوم کو ناز ہے مسٹر گلیڈ اسٹون جو ابھی ابھی دنیا کے
 ہرے بھرے باغ کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں کہتے تھے کہ دنیا میں جب تک قرآن ہے تہذیب
 نہیں پھیل سکتی۔ میں کہتا ہوں کہ اُس عقل کے اندھے کو قرآن شریف کی تہذیب نظر ہی
 نہ آئی اُس کے تعصب نے اُس کی آنکھوں پر وہ پردہ ڈال رکھا تھا کہ باطل کے سوا
 حق اُسے کبھی نظر ہی نہ آیا۔ اُس بے بصاعت محمد اکبر نے قرآن شریف کی وہ آیتیں
 ایک کتاب میں جمع کر دی ہیں جو امتناع فساد میں نازل ہوئی ہیں اگر قرآنی احکام پر عمل
 کیا جائے تو دنیا سے جُری باتوں کا نام نیست و نابود ہو جائے

۱۔ کتاب امتناع فساد میں آیات قرآنی جمعیں اللہ تعالیٰ نے فساد کے امتناع کا حکم دیا جو جمع کیے ہیں فقط محمد اکبر ابو الصلاحی

چشمہ آفتاب را چہ گناہ

گر نہ بیند بہ روز سپتر چشم

اگر تمام جہان آفتاب کی روشنی سے انکار کرے تو کیا ہو سکتا ہے آفتاب اپنی روشنی کے لئے آپ دلیل روشن ہے ع آفتاب آمد دلیل آفتاب +

الغرض جب حضرت شمول علیہ السلام نے اُن کا یہ کلام سنا تو جناب باری تعالیٰ شانہ میں عرض کی کہ یا الہی اس قوم کے لئے کوئی بادشاہ مقرر فرما۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک عصا اور ایک پیالہ روعن قدس کا بھیجا اور حکم دیا کہ جو شخص تیرے گھر میں آئے اور روعن قدس غلیان کرے اور یہ عصا اُس کے قد کے برابر ہو تو اس روعن سے سر اور منہ اُس کا چرب کر اور علم اور سلطنت اُس کی قوم میں قائم کر کہ بادشاہی اس قوم کی اُسی کو زیبا ہے۔ حضرت اشمول علیہ السلام حکم رب جلیل مطمئن ہو کر بیٹھے اور اکابر و اشراف قوم ان کے گھر میں آمد و شد کرنے لگے لیکن یہ روعن جوش زن نہ ہوا اور نہ عصا کسی کے قد سے برابر پڑا آخر کار ایک روز ایک مرد سقہ یا دباغ کہ اُس کا نام ساول اور قاست کے سبب سے اُس کو طالوت کہتے تھے حضرت اشمول کے گھر میں آیا بعض تفاسیر میں نسب نامہ اُس کا یوں تحریر ہے۔ ساول المعروف بہ طالوت ابن قیس ابن ضرار ابن انس ابن عرق بنیامین ابن یعقوب علیہ السلام اور سبب آنے کا یہ ہوا کہ اُس کے باپ کا گدھا کھو گیا تھا تو ایک غلام کے ہمراہ اس کو اُس کی تلاش میں بھیجا تھا اثنائے راہ میں حضرت اشمول کا دولتانہ اُسے ملا دیا ان اکابر شہر کا اجماع دیکھا اُس نے اپنے غلام سے پوچھا کہ یہ گھر کس کا ہے غلام نے کہا کہ یہ ڈیوڑھی حضرت اشمول علیہ السلام کی ہے اُس نے کہا کہ چلو ہم بھی اپنے گم شدہ گدھے کا نشان آپ سے دریافت کریں شاید کچھ نشان اُس کا ملجاوے چنانچہ طالوت نے قدم اپنا آپ کی ڈیوڑھی میں رکھا اور ادھر روعن قدس جوش زن ہوا حضرت اشمول اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہ عصا لیکر اُس کے قد سے ناپا تو برابر نکلا۔

چون قدر ترا قیاس کردم	باسود سہی برابر افتاد
-----------------------	-----------------------

حضرت شموئل نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی بادشاہی مبارک ۵

مزدہ کہ ایام بہ کام تو شد | خطبہ اقبال بنام تو شد

آپ نے طالوت کے سرور پر روغنِ قدس کلا طالوت نے عرض کیا کہ یا بنی اللہ مجھ کو معلوم ہے کہ میرے خاندان میں کوئی بادشاہ نہیں ہوا ہے اور میرا گروہ کمتر ہے بنی اسرائیل کے اور اسباط سے میں کیونکر ان کا بادشاہ ہو سکتا ہوں حضرت شموئل نے فرمایا کہ اے طالوت دولت و مملکت سب کا مالک اللہ تعالیٰ شانہ ہے جس کو چاہے اُسے عطا فرمائے اور جس سے چاہے اُس سے چھین لے ۵

ملک وہ و ملکستان اوست بس | راہ بہ حکمش نبرد ہیچ کس

طالوت نے کہا کہ مجھ کو کچھ نشان چاہئے کہ جس سے میرے دل کی تسکین ہو جائے حضرت شموئل نے فرمایا کہ اے طالوت جب تو اپنے گھر پہنچے تو دیکھ کہ تیرے باپ نے اپنا گم شدہ گدھا پایا یا نہیں اگر پایا تو یہی نشانِ سلطنت ہے۔ طالوت جب گھر میں آیا تو کلامِ حضرت کا واقع کے مطابق پایا اور پھر دل سے امورِ سلطنت کے انجام دینے پر مصروف ہو گیا۔ حضرت شموئل نے اشراف بنی اسرائیل کو طالوت کی بادشاہی سے خبردار فرمایا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا یعنی اللہ تعالیٰ شانہ نے طالوت کو تمہارا واسطے بادشاہ مقرر فرمایا۔ بنی اسرائیل تو ہٹی اور جھگڑا لو ہمیشہ سے ہیں کہنے لگے وہ کیونکر ہم پر حکومت کر سکتا ہے ہمارا حق اُس سے زیادہ ہے سلطنت میں وہ ایسا مالدار نہیں وہ غریب کا پس ہے غرض اُن کی یہ تھی کہ طالوت سبطِ مملکت میں سے نہیں ہے اُس پر اُن کی دلیل یہ تھی کہ حضرت یعقوب نے یون دعا فرمائی تھی کہ نبوت نسلِ لاوی میں ہے اور سلطنت نسلِ یوذا میں ہے اور سبطِ طالوت فزترینِ اسباط میں ہے کیونکہ طالوت اولادِ بنیامین میں سے ہے اور سلطنت اُس گھرانے میں نہیں ہوئی وہ تو کھیت جوتا کرتا ہے اور قوم میں حقیر ہے قطع نظر اسکے سلطنت اور ملک یا تو نسب کے سبب ہوتا ہے

یا خزانہ کی وجہ سے اور طاوت ان دونوں وجہوں سے عاری ہے نہ سبط سلطنت
 نہ صاحب مال ہے کہ سامان لشکر اور تہیہ اسباب جنگ کر سکے پھر کیونکر وہ ہم پر بادشاہ
 ہو سکتا ہے حضرت اشمویل علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكَ عَلٰی كُلِّ وَتَرٍ اَدَا
 بِسُطَّةٍ فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰهُ یُوْتِیْ مُلْكَهُ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ
 یعنی اللہ نے اُس کو پسند کیا تم سے اور زیادہ کشائش دی عقل میں اور بدن میں اور اللہ
 دیتا ہے اپنی سلطنت میں جس کو چاہے اور اللہ کشائش والا ہے اور سب جانتا ہے حضرت
 اشمویل علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جلّ شانہ نے دو وصف اسمین ایسے رکھے ہیں
 کہ فی الحال کسی دوسرے میں نہیں ہیں اور وہ دونوں صفتیں بادشاہی کے واسطے نہایت
 ضروری ہیں اول صفت روحانی یعنی دانش کہ مراسم سیاست بے اُس کے جاری
 نہیں ہو سکتے جیسا کہ کہا ہے لَوْ لَا السِّیَاسَةُ بَطَلَتِ السِّیَاسَةُ یعنی اگر بادشاہ
 صاحب سیاست نہ ہو تو پھر ریاست کی خیر نہیں ملک کے ہر حصہ میں بغاوت اٹھ کھڑی ہوگی
 دوسری صفت یہ ہے کہ طاوت علم حرب یعنی فنون سپہ گری میں بے نظیر ہے پھر سیاست
 بدن کہ اُس کے سبب سے لوگوں کے دلوں پر اُس کی عظمت قائم ہوتی ہے اور دشمن
 پر اُس کا رعب بیٹھ جاتا ہے اور اُس وقت طاوت قوم بنی اسرائیل میں بڑا پہلوان زور آور
 اور بلند بالا تھا آپ نے فرمایا قطع نظر ان سب باتوں کے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
 شانہ نے خود اُس کو پسند فرمایا ہے اور یہ ایک صفت ہزاروں صفات سے بڑھ کر ہے
 پس جب اُس نے اپنے کسی بندہ کو کسی کام کے واسطے پسند فرمایا تو کسی کو اُس میں
 لا و نعم کا موقع نہیں ہے

کے زچون و چار دم بنی تو اند زد	کہ نقشبندی قدرت در اسے چون و چارست
لیکن باوجود اس کے کہ نبی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے اُسے پسند فرمایا ہے	کہنے لگے کہ اصطفائے طاوت پر کوئی حجت بھی ہے اگر ہے تو وہ ہم کو دکھلایے کہ ہمارے

دل کو تسکین ہو جائے کہ ہم بخوشی خاطر اُس کو قبول کر لیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت اشموئل علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ تابوت سکینہ جو عاقہ تم سے چھین لے گئے ہیں اگر اس کی کوشش سے تمہارے قبضہ میں پھر آجائے تو یہی بات اس کے اصطفاء پر علامت اور حجت ہوگی۔

فائدہ۔ حقیقت تابوت سکینہ۔ جو اہر التفسیر میں ہے کہ یہ تابوت ایک صندوق ہے جو بٹشما دیا صندل کا تین گز کا طویل اور دو گز کا عریض اس کو اللہ تعالیٰ شانہ نے آدم علیہ السلام کے واسطے بھیجا تھا اُس میں ابلیس علیہم السلام کی تصویریں تھیں اور ہر تصویر کے لئے ایک خانہ تھا اور سب سے آخر کے خانہ میں حضرت سرور عالم فخر اولاد آدم سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ مبارک تھی اور وہ سرخ یا قوت کے خانہ میں تھی ع صورت می بینم و حیران معنی می شوم ۵

تھے پھر اُس میں کمالات کے اوصاف بھی ایسی تصویر کسی نے کبھی دیکھی نہ سنی کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ جمال مبارک حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کا اس طرح بنایا تھا گویا آپ نماز میں کھڑے ہیں اور ایک زیبا مو و خوش رو با عزت و مہابت جانب دست راست ہے اُس کی پیشانی پر لکھا ہے هَذَا اَوَّلُ مَنْ تَبِعَهُ مِنْ اُمَّتِهِ یہ صورت تھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور جانب دست چپ ایک مرد با قوت و مہابت و صولت و شوکت استادہ تھا اُس کی لوح جبین پر لکھا ہوا لایاخذہ اللہ فی لومۃ لایم یعنی نہیں پکڑیگا اللہ اُسے کسی برائی کے سبب سے یہ صورت حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ عنہ کی تھی اور پشت پر ایک مرد با حیا و با وقار بکمال عزت و افتخار سر جھکائے کھڑا ہے اور ناصیہ مبارک پر تحریر ہے بَابُ مَعْرِفَةِ النُّبُوَّةِ یہ نقش جمال حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کا تھا اور حضور پر نور کے روئے مبارک کے سامنے ایک جوان یا شوکت و شجاعت شمشیر حامل کئے ہوئے

کمر بستہ مستعد کھڑا تھا اور اُس کی جبین نور آگین پر رقم ہے ہذا آخوۃ وابن عجمہ المودید
بِنَصْرِ اللہ عَزَّ وَجَلَّ یعلیہ مبارک حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا تھا اور گردا گرد اعمام و
اصحاب و نقباء اور لشکر عظیم الشان ماجرین و انصار حلقہ کئے ہوئے تھے رضوان اللہ علیہم

۵

شہسوار حسن بن سرفروش بمیدان آمدہ	صد سپاہ از دلبران بہر تماشا صف زدہ
----------------------------------	------------------------------------

القصۃ اسی طرح ہر ایک پیغمبر کی صورت اُس کے خواص و خلفاء و اوصیاء کے ساتھ اُس
تاہوت میں تھی اور یہ تاہوت حضرت آدم علیہ السلام پر اُس وقت نازل ہوا تھا جب حضرت
ثیث علیہ السلام سے محافظت نور احمدی و جمال محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحاب و سلم کا
عہد و میثاق لیا گیا تھا اور وہ عہد نامہ حضرت ثیث علیہ السلام کے سپرد کیا گیا تھا اور وہ
تاہوت سکینہ میں تھا اُس عہد میں یہ دستور تھا کہ جو شخص اولاد آدم علیہ السلام سے منظر
اس نور کا ہو وہی شخص بطناً بعد بطن حامل اس عہد کا رہے اور ہر قرن میں اپنے اپنے
وارثوں کو باخذ عہد و پیمان سپرد کیا کرے چنانچہ حضرت ثیث علیہ السلام کے عہد سے
تائمان حضرت اسمعیل علیہ السلام اسی طریق پر رہا کہ جو شخص منظر نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ
و اصحاب و سلم ہوا تاہوت سکینہ اُسی کے پاس رہا جب قیزار بن اسمعیل جوان ہوئے
تو حضرت اسمعیل علیہ السلام نے عہد نامہ حسب معمول لکھوا کر اُس تاہوت میں رکھا اور
قیزار کو سپرد کیا بعد وفات حضرت اسمعیل علیہ السلام ما بین اولاد حضرت اسحاق علیہ السلام
و اولاد حضرت اسمعیل علیہ السلام خصوصیت پیدا ہوئی اولاد حضرت اسحاق علیہ السلام کا
یہ دعویٰ تھا کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحاب و سلم ہمارے گھر میں ہے اور ہم
لوگ اُس سے محروم ہیں اب تاہوت سکینہ ہمارے حوالہ کر دو مگر قیزار نے نہ دیا وہ
خاموش ہو رہے بعد چند روز کے قیزار نے خواب دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ تاہوت
سکینہ کو کنعان میں لیجا اور یعقوب ابن اسحاق کے حوالہ کر دے چنانچہ قیزار نے

تابوت سکینہ کو کنگان میں پہنچا دیا کہ تازمان حضرت موسیٰ اُن میں رہا حضرت کلیم اللہ
 علیہ السلام نے حضرت یوشع علیہ السلام کے سپرد کیا اُن سے حضرت الیسع کو پہنچا
 جب علاقہ بنی اسرائیل پر غالب ہوئے تو وہ تابوت سکینہ کو بھی چھین کر لے گئے
 اپنی اس بد قسمتی پر بنی اسرائیل اکثر رویا کرتے تھے یہ روایت صحیح ہے حضرت
 ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سکینہ مثل گرہ تھا اور مجاہد کے نزدیک
 چہرہ اُس کا مانند چہرہ گرہ تھا اور آنکھیں مثل مشعل روشن و تابان تھیں کہ اُن کے دیکھنے
 سے خوف آتا تھا۔ اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے کہ سکینہ ایک
 ہوا تھی اُس میں دوسرے تھے اور چہرہ انسان کا تھا۔ اور ایک روایت حضرت ابن عباس
 سے ثابت ہوتا ہے کہ سکینہ روح تھی من جانب اللہ کہ وقت اختلاف قضایا حکم کرتی تھی
 اور قتال کے وقت جب اُس کو سامنے کر لیتے تو فتحیاب ہوتے۔ اور سدی سے روایت
 ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک تابوت سونے کا وزنی چھ لاکھ سات سو مثقال کا
 بنوایا تھا اور اُس میں طشت تھا جسمین پیغمبروں کے قلب دھوئے گئے تھے اور ترنجبین
 اور الواح توریت کے ٹکڑے اور عصاے موسیٰ اور اُن کی جوتیان جو پہنے ہوئے طور پر جا
 ہوئے اور اُتر وادی گئی تھیں اور حضرت ہارون کا عمامہ بھی رکھا ہوا تھا اسی کا اشارہ ہے
 اِس آیت شریفہ میں وَكَيْفَيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ اَلَمْ يَسُوْا اِسْمَ
 بنی اسرائیل لڑائی کے وقت سردار فوج کے آگے رکھ کر دشمنوں پر حملہ کرتے تھے تو اللہ
 تعالیٰ شانہ فتح دیتا تھا جب بنی اسرائیل کی نیت میں فساد آیا تو وہ تابوت علاقہ
 چھین لے گئے اور اپنے بت خانہ میں لا کر رکھ دیا مگر تمام بت گر پڑے صرف ایک بت سونے کا
 جو مصر بجواہر تھا باقی رہا صبح کے وقت اُس قوم کے سردار جب پوجا کے لئے آئے
 تو یہ حال دیکھا اور سخت متحیر ہوئے اور تابوت سکینہ پر اُس بت کو بٹھلا کر چلے گئے جب
 پھر صبح کو بتخانے میں داخل ہوئے تو وہی حال نظر پڑا بت نیچے تھا اور تابوت اوپر اٹھا

متعجب ہوئے تو اب کی بابت کو لوہے کی میخوں سے تابوت پر جڑ دیا جب دوسرے دن دروازہ بیت الصنم کھلا تو دیکھا کہ ہاتھ پاؤں اُس بُت کے کٹے ہوئے ہیں اور بُت نیچے اور تابوت اُس کے اوپر ہے کمال مضطرب اور متحیر ہو کر ایک بنی اسرائیل سے پوچھا اُس نے جواب دیا کہ یہ تابوت بنی اسرائیل کے خدائے بھیجا ہے بُت کہہ اس کی جگہ نہیں ہے اگر چند روز یہ بتجانے میں رہ گیا تو تمام بتوں کا نام و نشان مسٹ جاسیگا جب یہ بات سنی تو علاقہ نے تابوت کو ایک گاؤں کی حد میں دفن کر دیا اُس گاؤں کے لوگ سب مر گئے پھر وہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھا اُس گاؤں کے آدمیوں پر بھی وہی بلا پڑی غرض کہ اسی طرح بائیس شہر ویران ہو گئے پھر ایک مزیلہ کے پاس دفن کر دیا تو جو شخص وہاں رفع حاجت کو گیا وہ مقام مستور کے عوارض سخت میں مبتلا ہو گیا ان عارضوں سے بھی بہت سی خلقت مری تو ناچار ہو کر اُس کو بیلوں پر لا کر ناک دیا اللہ جل شانہ نے ملائکہ کو حکم دیا اُنہوں نے اُن بیلوں کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گھر پر پہنچا دیا۔ بعض مورخ کہتے ہیں کہ اس روایت میں ضعف ہے بعض کا یہ قول ہے کہ اُس تابوت کو سکینہ اس وجہ سے کہتے تھے کہ بنی اسرائیل کے دل کا سکون اور اطمینان اُس کے سبب تھا اور فتح و ظفر اور غلبہ و نصرت اُن کی اس کے سبب سے تھی اسی سبب سے جنگ کے وقت اُس کو لشکر کے آگے رکھتے تھے اور جب تک تابوت چلتا لشکر اُس کے پیچھے جاتا جب محل فتح پر پہنچتے تو وہاں تابوت ٹھہر جاتا اور سکینہ تابوت کے اندر سے آواز کرتا یا ایک سر تابوت سے باہر نکل کر ہاتھوں کو حرکت دیتا کہ دشمن اُس کو دیکھ کر بھاگ جاتے۔ حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ سکینہ کا چہرہ آدمی کے چہرہ کے مثل تھا اور اُس کے دو بازو تھے کہ جنگ کے وقت اُس میں سے ایسی ہوا نکلتی کہ دشمن خوف ناک ہو کر بھاگ جاتے۔ اور بعض کی یہ تحقیق تھی کہ سکینہ ایک طشت تھا کہ جس میں انبیاء علیہم السلام کے دل دھوئے گئے تھے۔ اور زاد المسیر میں لکھا ہے کہ

کہ سکیں ایک روح ناطقہ تھی خدا کی طرف سے جب بنی اسرائیل باخود کسی امر میں اختلاف کرتے تو اس تابوت کے پاس آکر بیان کرتے وہ روح ناطقہ اُس میں سے جواب دیتی کہ اُن کا شبہ رفع ہو جاتا۔ تفاسیر معتبرہ میں لکھا ہے کہ اب وہ تابوت مع عصائے موسیٰ علیہ السلام بحیرہ طبریہ میں ہے اور قبل از قیام قیامت ظاہر ہوگا اور اسی تابوت کا اشارہ آیہ قرآنیہ میں ہے وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝ ترجمہ اور کہا اُن کو اُن کے پیغمبر نے (یعنی حضرت اشمویل نے) تحقیق کہ نشان اُس کی بادشاہی کا یہ ہے کہ آوے تمہارے پاس تابوت کہ جس میں تمہارے دل کا آرام ہے تمہارے پروردگار کی طرف سے اور بقیہ تبرکات کا کہ چھوڑ گئے ہیں اُسے آل موسیٰ اور آل ہارون علیہما السلام اور اٹھاتے ہیں اُس کو فرشتے ہر آئینہ اس صورت میں نشان ہے تمہارے لئے اگر ہو تم یقین کرنے والے۔

فائدہ۔ اس آیت سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ انبیا اور اولیا کے آثار و تبرکات کی تعظیم و تکریم کرنی اور دین و دنیا کی حاجتوں میں اُن سے توسل کرنا اور ادب و تعظیم سے اپنے پاس رکھنا حصول مرادات اور دفع بلیات کے واسطے تاثیر عظیم رکھتا ہے اور انکار اس کا جہل ہے اس لئے کہ کتاب و سنت دونوں اسکے اباحت میں ناطق ہیں۔ حضرت مولانا شاہ عجم الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی مسئلہ کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تبرکات آثار صالحین شعار دین است قدیم و حدیث و از کتاب و سنت انکار و کلام دران غیر از الحاد و زندہ چہ تو ان گفت و در قرآن مجید واد است یا نیکم التابوت فینہ سکیں فقیر محمد اکبر ابو الحلانی عرض کرتا ہے کہ تابوت سکیں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوتیان بھی تھیں اور یہ بات ثابت ہے کہ ملائکہ اُسے اٹھاتے

تھے پھر اگر اس عہد میں نعلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کسی کے پاس
ہو اور مسلمان اُس کی زیارت کریں اور بوسہ دیں اور اپنے سر پر رکھیں تو کیا قباحت
ہے کتاب اللہ کی سند موجود ہے آیت پڑھ لو اور اُس کی تفسیر میں دیکھ لو۔

بعض اہل اسرار فرماتے ہیں کہ تابوت سے مراد دل ہے اور سکینہ سے مراد صفات
پسندیدہ ہے پس تابوتِ دل جب لشکرِ جاہلوت نفسِ امارہ کے ماتھے لگا تو اولادِ یعقوب
علیہ السلام کبوترِ کرم تھی ذلیل و مغلوب ہو گئی پھر جب تابوتِ دل اپنے مقرّر آجائے تو
علامتِ سلطنتِ طاہرہ کہ عالمِ باطن میں نفسِ مطمئنہ ہے قائم ہوا اِن فی ذٰلِکَ
لَا یَیۡتُہٗ لَکُمۡ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیۡنَ وَاَقْعٰی اہل اسرار کی یہ توجیہ بہت درست ہے
اس لئے کہ اُس اُمت کا سکینہ تابوت میں تھا اور اس اُمتِ مرحومہ کا سکینہ دل میں ہے
جیسا کہ پروردگار تعالیٰ شانہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے ہُوَ الَّذِیۡ اَنْزَلَ
الْمَسْکِیۡنَۃَ فِیۡ قُلُوۡبِ الْمُؤْمِنِیۡنَ اور یہ تابوتِ بدنِ انسانی اُس تابوت سے افضل
ہے اس دلیل سے کہ وہ آیت ظاہر تھی اور یہ آیت باطن اُس کے حامل ملائکہ تھے
تحمّله الملائکہ اور اس کا حامل لطفِ حق ہے جیسا کہ ارشاد ہوا وَحَمَلْنَاہُمۡ فِی الْبَرِّ
وَالْبَحْرِ اُس تابوت کو دشمنِ دین چھین لے گئے اور اس تابوت پر دشمنِ حق کا دسترس
نہیں اِنۡتَ عِبَادِیۡ لَیْسَ عَلَیْہِمۡ سُلْطٰنُکَ اُس پر و اسے حق کے کوئی سلطان نہیں
وہ تو ایک خلوتِ مخائے حق ہے اور کسی کو گنجائش نہیں لَا یَسِیۡعُ فِیْہِ مَلَکُکَ مَقَرَّۃً یَّکَ۔

الغرض جب تابوتِ بنی اسرائیل میں پھر آیا تو حضرت اشمول علیہ السلام نے بنی اسرائیل
سے کہا کہ اب طاہرہ تمہارا بادشاہ ہے سب نے کہا کہ ہم طاہرہ کی بادشاہی سے راضی
ہیں پس طاہرہ اسبابِ جہادِ ہمایا کر کے مستعدِ جنگ ہوا اور سب قوم بنی اسرائیل اُس سے
رضا مند ہو کر ساتھ دینے کو طیار ہوئی اُس نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ وہ لوگ میرے
ساتھ چلیں جنہوں نے کوئی گھر بنانا شروع کیا ہے اور دل اُن کا اُس کے اتمام پر

متعلق ہے یا تھوڑے دنوں سے اُس نے بیاہ کیا ہے اور ہنوز اپنی عورت سے فائدہ نہیں اٹھایا ہے یا وہ سوداگر ہے اور متاع تجارت اُس کے پاس ہے اور دل اُس کا خرید و فروخت پر مائل ہے یا وہ قرضدار ہے اور اُس کو ادائے قرض کا دغدغہ ہوتا ہے بلکہ جوان بانشاط فارغ دل کہ رشتہ تعلق اُس کا سب طرف سے ٹوٹا ہوا و خیاں اہل دیگانہ اور اندیشہ خویش و بیگانہ دامن ہمت میں نہ لگا ہو صرف دشمن کے مقابلہ کا شوق ہو وہ میرے ساتھ چلین چنانچہ اس طرح کے ستر یا اشی ہزار مرد و جبار آراستہ و پیراستہ ہو کر روانہ ہوئے ۵

دیر و عدو بند و کشور کش	درست و تموند و زور آزما
ہمہ نیزہ و گرز و خنجر بدست	بہتندی چو آشفته پیلان مست

فوج آراستہ و پیراستہ **طالوت** کے در دولت پر حاضر ہوئی اس زمانہ میں گرمی کی ایسی شدت تھی کہ آہن تاب آفتاب سے موم کی طرح پکھلا جاتا تھا ۵

فلک چون شمع کا فوری فروزان	ز تابش خلق چون پروانہ سوزان
شدہ خون از حرارت در بدن خشک	چو در ناف غزالان ختن مشک

طالوت مع لشکر بہ فرمان حضرت اُمویٰ بن سفیر علیہ السلام باہر نکلا تو غلبہ تشنگی سے فوج کے لوگ سخت سراسیمہ اور پریشان ہوئے اور بولے کہ اے **طالوت** ہوا بہت گرم ہے اور ہمارے ساتھ پانی اتنا نہیں ہے کہ ہم کو کفایت کرے خدا سے درخواست کر کہ ایک بدلی پانی کی راہ میں ظاہر ہو کہ اُس کے سبب سے قطع مسافت ہو سکے در نہ سخت مشکل ہے ہر گز راہ طے نہ ہو سکیگی۔ **طالوت** نے بطریق الہام یا باعلام حضرت اُمویٰ یا از روئے وحی بقول بعض علمائے کرام جو اُس کی نبوت کے قائل ہیں جواب دیا۔

قال الله تعالى اِنَّ اللهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرَبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَ مَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهُ مِنِّيْ اِلَّا مَنْ غَطَّرَتْ غُرْفَةً يَبِيْدُ ۝ ترجمہ یعنی اللہ

تم کو آزماتا ہے ایک نہر سے پھر جس نے پانی پیا اُس کا وہ میرا نہیں ہے اور جس نے اُس کو نہ چکھا وہ میرا ہے مگر جو کوئی بھر لے ایک چلو اپنے ہاتھ سے یہ دریا فلسطین کا تھا اور بعض کہتے ہیں یہ دریا سے اردن تھا۔ چنانچہ ایک منترل تو پانی نہ ملا پھر اردن اور فلسطین کے بیچ میں ایک نہر ملی اور اللہ تعالیٰ شانہ کو آزمائش منظور ہوئی کہ فرمان بردار کون ہے اور نافرمان کون ہے۔ طاوت نے تاکید کر دی کہ ایک چلو سے زیادہ جو کوئی پیے میرے ساتھ نہ آوے اور وہ سعادت جہاد سے محروم ہے مگر جس وقت لشکری آدمی ندی پر پہنچے شدت عطش سے ندی پر ٹوٹ پڑے فَشَرُّ بَوَائِمٍ اِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ یعنی بھری گئے اُس کا پانی مگر تھوڑے لوگ اُن میں سے ایک چلو میں سیراب ہو گئے اور وہ تین سو تیرہ آدمی تھے اور جن لوگوں نے حرص سے زیادہ پیا اُن کے ہونٹ فوراً سیاہ ہو گئے اور پیاس کی شدت ہوئی کہ وہ دریا کے کنارے ہی پر پے کہ جہاد کی شرکت سے محروم رہے شریک نہ ہو سکے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اکثر لوگ اُمنین سے فوراً مر گئے براہِ ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ تم آج کے روز شمار میں اصحاب طاوت کے برابر ہو کہ نہر سے گزرے تھے۔ اور اخبار میں وارد ہے کہ انبیاء و مرسل بھی اسی شمار پر ہوئے ہیں۔ تفسیر تیسیر میں ہے کہ ہر گاہ آبِ حلال و پاک کے شرب سے بوجہ عدول حکمی امام جہاد کے ایک جماعت کثیرہ مزدود و مطرود ہو گئی تو اُن کم بختوں کی کیفیت کیا ہوگی جو خدا اور اُس کے رسول کے حکم کے خلاف سود و خوار می کرتے ہیں اور یتیموں کا اور یتیموں کا اور حرام کا مال کھاتے ہیں۔

قائدہ۔ اہل اسرار اس مقام پر دنیا اور اہل دنیا کی ایک مثال بیان فرماتے ہیں کہ قوم طاوت اہل سلوک ہیں اور لشکر طاوت نفس و ہوا اور جو سے آبِ روان مال و متاع دنیا ہے پس جو شخص اپنے دل کو متاع دنیا سے زیادہ متعلق کر لگا استسقا سے حرص

میں گرفتار ہو گا ہر چند دُجند نہ چند لے رغبت و خواہش بڑھتی ہی جا ئیگی جہان تک بڑھے
ہرگز تسلی اور اطمینان نہ ہو گا ۵

کاسہ چشم حریفان پر نشہ	تاصدق قانع نشہ پر در نشہ
ایسا آدمی لب نہر دنیا پاؤں توڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور نفس و ہوا سے مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن جو جو انہر دنیا سے اعراض و احتراز کرتا ہے اور بقدر ضرورت متاع دنیا سے کچھ لے لیتا ہے وہ بے شک زاہدون کی صف میں ایک غزت کی جگہ پر کھڑا ہوا نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ شانہ اُسے اپنے دولت قرب سے محروم نہیں رکھتا اور تمام دنیا سے اُسے بے نیاز کر دیتا ہے اور خاص اپنا نیاز مند بنا لیتا ہے ۵	

قتاعت تو نگر کند مرد را	خبر کن حریف جہان گرد را
مجاہد سے کے میدان میں ایسا مرد چاہئے کہ دامن دل کو گرد و تعلقات دنیا سے پاک رکھے اور نہال موعظت لایفیر نکم البیوة الدنیا کو حدیقہ اعمال و اقوال میں قائم کرے اور آب اشک خوف باری تعالیٰ شانہ سے اُس کو سبز و خرم رکھے اور دنیا کو فانی سمجھے اور خود اُس میں مسافروں کی طرح بود و باش رکھے اور ہر وقت ہوشیار رہے کہ مالک کی حضوری سے غیر حاضر نہ ہو اور اُسی سے دل کو لگائے رکھے اور بطور دعا یہ رباعی اپنے ورد میں رکھے ۵	

جانان لبم از ذکر تو خاموش مباد	یاد تو ز خاطرم فراموش مباد
ہر جاز شہادت حدیثے شنوم	ذرات وجود من بجز گوش مباد
اور اس سکارہ کے دام فریب سے خبردار رہے کہ اس نے کسی سے وفا نہیں کی اور زمانہ ماضی و حال پر نظر کر جائے کہ اس نے اپنے عشاق پر کیا کیا ظلم و ستم کئے ہیں اور اُن کو کہیں کا نہ رکھا اور اللہ تعالیٰ شانہ سے التجا کرے کہ وہ پاک پروردگار دنیا کی طرف سے اس کے دل کو پھیر کر اپنی طرف کر لے اور اپنے اولیا کی سی آنکھیں اور اُلکھنا دل اسے کراست فرمائے اور اُس کے مکروں سے اسے بچائے رباعی	

رفعت سجدا قسم کہ آنہم قفسے ہم در قفسے وہم بہ دام ہو سے	دنیا بہ نگاہ چشم بینا نفسے ہیہات کہ ہر کسے برائے نفسے
رباعی	
شیدائی اُن شیفۃِ این نشود آئینہ ز عکس کوہ سنگین نشود	دنیا مطلوبِ طالبِ دین نشود بارِ دل عارف نشود جلوہ دہر
<p>کلام ہے اور یہ ہے دکن کا پاک کرنے والا۔ خیالات کا روشن کرنے والا۔ گمراہوں کو شاہراہ ہدایت پر لانے والا وہو ہذا الدنیا جیفۃ و طالبہا کلاب و دنیا ایک مروارث ہے اور اُس کا طلب کرنے والا کتا ہے۔ اور دوسری حدیث میں یون ارشاد ہوا ہے الدنیا سجن المومن و جنة الکافر و دنیا مومن کے لئے دوزخ ہے اور کافر کے لئے جنت۔ ایک دوسرے مقام پر یون فرمایا گیا کن فی الدنیا کاندۃ غریبۃ او عابرا لبیل۔ دنیا میں اس طرح رہ جیسے مسافر سرزمین رہتے ہیں یا اس طرح جیسے راستہ چلنے والے۔ اس بے وفا سے کبھی دل نہ لگائے اس کی سرشت میں فنا ہنن الغرض دنیا کے طالبوں نے لشکر سے بھاگنا شروع کیا۔ معاملہ میں ہے کہ طاہوت کے لشکر میں ستر ہزار آدمی تھے اُس میں چار ہزار پار ہوئے چھیٹھ ہزار ندی کے اسی کنارے پر رہ گئے جو پار اُتر آئے تھے اُن میں بھی تین ہزار چہ سو ستاسی آدمی کہنے لگے کہ آج کے دن ہم کو جالوت کے لشکر سے مقابلہ کرنے کی قوت نہیں ہے فلما جاوزوا کھو و الذین امنوا معہ لا طاقت لکنا الیوم بجاؤت و جئو دہا پھر جب طاہوت اور جو لوگ اُس کے ساتھ تھے ایمان والے دیا کے پار ہو گئے تو جالوت کا اور اُن کا مقابلہ ہوا جالوت کا ملک میں بڑا دبہ تھا تو جب بنی اسرائیل نے اُس کی شوکت دیکھی تو اُن میں اکثر لوٹ پڑے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور کہا کہ آج تو ہمیں جالوت اور اُس کے لشکر سے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اور اس کثرت سے فوج بھاگی کہ طاہوت کے پاس صرف</p>	

تین سو دس سے کچھ اوپر لوگ رہ گئے جو اہل بدر کی تعداد تھی پھر جب بھاگنے والے بھاگ گئے تو وہ لوگ جن کو خیال تھا کہ ایک روز خدا کے حضور میں حاضر ہونا ہے بولے کہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے حکم سے تھوڑے لوگ بہت بڑی فوجوں پر غالب آگئے ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور مددگار ہے۔ قَالُوا الَّذِينَ يَتْلُونَ آيَاتِهِمْ مُلَآئِكَةٌ كَرَّمَ مِنْ فَتْحِهِ فَلْيَلِكْ عَلَيْهِ فِتْنَةٌ كَثِيرًا بِأَذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ

ان ثابت قدموں میں ایسا۔ داؤد کا باپ بھی تھا اور اُس کے تیرہ بیٹے بھی تھے اور داؤد اُن سب میں چھوٹے تھے اُن کا باپ اسی وجہ سے اُن کو جانور چرانے کیلئے گھر پر چھوڑ گیا تھا اور کہہ گیا تھا کہ اُن کے میدان جنگ میں کھانا پونچیا کریں حضرت داؤد نے ایک مرتبہ اپنے باپ سے کہا تھا کہ میں اپنی گوجھن سے جب کسی کو مارتا ہوں تو میرا نشانہ خطا کرتا ہی نہیں۔ پھر ایک مرتبہ اور اپنے باپ سے کہا کہ میں پہاڑوں میں گیا تھا وہاں میں نے ایک شیر کو بیٹھا ہوا دیکھا اور اُس پر بے بیم دھراس جاکر سو رہا گیا اور دونوں کان پکڑ لئے۔ پھر ایک مرتبہ اور آکر میان کیا کہ میں جب کبھی پہاڑوں پر جاتا ہوں اور وہاں تسبیح پڑھتا ہوں تو کوئی پہاڑ ایسا نہیں ہوتا جو میرے ساتھ تسبیح نہ پڑھتا ہو اُنکے باپ نے کہا تو خوش ہو یہ بہت اچھی بات ہے جو خدا نے تجھے عطا فرمائی ہے۔ یہ سب باتیں حضرت داؤد علیہ السلام کی نبوت کی نشانیاں تھیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی نبوت اور حضرت اشمویل علیہ السلام کا اُن کو زہ پہنانا اور اُنکے قدر و دست آنا اور اُن کا جالوت کو قتل کرنا

پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے اُس نبی کے پاس جو جالوت کے ساتھ تھا یعنی حضرت اشمویل علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ جالوت ایشاک کے ایک بیٹے کے ہاتھ سے مارا جائیگا

اور ایشا ایک برگزیدہ شخص تھے سبط یہود امین سے اُن کے سات بیٹے یا تیرہ بیٹے تھے اور اُن سب میں چھوٹے بیٹے حضرت داؤد علیہ السلام تھے۔ حضرت اشمویل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ایشا کے بیٹوں کو ملاحظہ کرو اور پیالی روغن قدس کی ہر ایک کے سر پر رکھو جس کے سر پر وہ پیالی تیل سے بھر جائے اُس کے حق میں دعا کرو کہ قاتل جالوت وہ شخص ہے اور خلعت نبوت بعد تیرے اُسی کو عنایت ہوگا چنانچہ حضرت اشمویل ایشا کے گھر تشریف لائے تو ایشا نہایت خوش ہوا۔

ہمارے سدرہ دران آشیان فرود آید

بجائے کہ چنین میمان فرود آید

غرض کہ تین روز حضرت کو اپنے گھر میں رکھ کر لوازم ضیافت و مہمان داری میں سرگرم رہا بعد تین دن کے حضرت اشمویل نے چلنے کا ارادہ کیا تو فرمانے لگے کہ اے ایشا میں اس تو اضع کے بدلے میں چاہتا ہوں کہ تیری اولاد کے حق میں دعاے خیر کروں تو اپنی اولاد کو حاضر کرا ایشا نے اپنے لڑکوں کو طلب کیا اور حضرت اشمویل نے ہر ایک کے واسطے دعاے خیر کی اور آزمائش کی ان لڑکوں میں کوئی لڑکا انتخاب کے قابل نہ ٹھہرا آپ بہت مغموم ہوئے وحی ہوئی کہ اے اشمویل وہ شخص ان میں نہیں ہے تو حضرت اشمویل نے ایشا سے پوچھا کہ کوئی اور بیٹا بھی تیرا ہے ایشا نے عرض کی کہ سب سے چھوٹا ایک لڑکا اور ہے مگر اُس کی صورت اچھی نہیں ہے یعنی کوتاہ قد زرد رنگ نحیف البدن آرزق چشم۔ گھونگر والے بال طویل الحیمہ اس سبب سے اسکو قابلیت صحبت اکابر نہیں ہے وہ بکریاں چراتا ہے حضرت اشمویل علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکو طلب کر چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام تشریف لائے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ خود اشمویل علیہ السلام چراگاہ میں تشریف لے گئے اور حضرت داؤد علیہ السلام سے ملاقات کر کے آزمائش کی تو آپ آزمائش میں درست نکلے تو حضرت اشمویل علیہ السلام نے دست مبارک اُن کے سر پر رکھا فی الحال وہ عارضہ جاتا رہا اور بہت خوب صورت ہو گئے

پھر حضرت اشموئیل علیہ السلام نے نبوت کا مفردہ دیا اور جو بائین اسرار کی تھیں وہ بھی تعلیم کین اور اپنے گھر تشریف لائے اور طالوت کو ایک زرہ عنایت فرمائی اور کہا کہ یہ زرہ جس کے بدن پر آجائے سمجھ لے کہ اُسی کے ہاتھ سے جالوت مارا جائیگا اور جہاد پر روانہ فرمایا جب طالوت روانہ ہوا تو ایٹھ سالہ اپنے سب بیٹوں کو اُس کے ساتھ کر دیا مگر داؤد علیہ السلام کو نہ بھیجا چند روز کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کو بیٹوں کی خبر لائے کو بھیجا۔ اور بعض راوی یہ کہتے ہیں کہ انہیں تین سو تیرہ تین حضرت داؤد علیہ السلام اور اُن کے باپ اور بھائی بھی تھے لیکن روایت اول قریب بہ صحت ہے۔ بالکل حضرت داؤد علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار سے رخصت ہو کر چلے تو راستے میں ایک پتھر کا ٹکڑا پڑا ہوا ملا اُس نے بجھ کر پروردگار تعالیٰ شانہ گویا ہو کر اُن سے عرض کی کہ میں وہ پتھر ہوں کہ مجھ سے حضرت ہارون علیہ السلام نے ایک دشمن خدا کو مارا تھا آپ مجھ کو اٹھا لیجئے اب میں جالوت کو ماروں گا حضرت داؤد علیہ السلام نے اُس کو اٹھا لیا۔ پھر ایک دوسرے پتھر نے آواز دی کہ یا نبی اللہ مجھ کو بھی اٹھا لیجئے میں وہ پتھر ہوں جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فلان دشمن پر فتح پائی تھی اُس کو بھی حضرت داؤد علیہ السلام نے اٹھا لیا۔ پھر ایک تیسرے پتھر نے آواز دی کہ یا نبی اللہ میں وہ پتھر ہوں کہ حضرت اسحاق علیہ السلام ابن ابراہیم علیہ السلام نے مجھ سے اپنے ایک دشمن کو ہلاک کیا تھا حضرت داؤد علیہ السلام نے اُس کو بھی اٹھا لیا اور تینوں پتھروں کو اپنی زنبیل میں رکھ لیا پس جب دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا تو طالوت کا لشکر جالوت کے لشکر کے مقابلہ میں بالکل بے حقیقت معلوم ہوتا تھا کمان ہزاروں آدمیوں کا دل بادل کمان تین سو تیرہ آدمی کوئی قرینہ ہی فتح کا نہ تھا اس وقت کے اہل عقل تو ضرور یہ کہیں گے کہ یہ روایت تو مدح خانہ کی گپ ہے اسپر کیا اعتبار کیا جائے مگر میں یہ کہتا ہوں کہ شکست و فتح اللہ تعالیٰ شانہ جو بادشاہ حقیقی ہے اُس کے ہاتھ ہے آدمی کے ہاتھ میں اس کا سلسلہ ہرگز

نہیں نئی عقل کے بندے نئی روشنی کے اندھے اس کو نہ مانینگے اُن کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ جب انگریز ہندوستان میں آئے ہیں تو اُن کے ساتھ کتنے لاکھ آدمی لندن سے یہاں آئے تھے میں نے سنا ہے کہ دو تین ہزار گورن سے زیادہ نہ تھے اُن میں بھی نواب جعفر علی خان کی لڑائی میں کچھ کام آئے اُن میں سے بھی کم پھر بکسر کی لڑائی میں۔ جب اُن کا اقبال یعنی حکم خدا اُن کا مددگار ہوا تو ہندوستان کی شاہنشاہی فوج نے اُن غریب الوطنوں کا کیا کر لیا اور اب اس حالت موجودہ کو دیکھ لیجئے کہ اسی ہندوستان میں جو ہندو مسلمان ملکر گویا ملکی اصول سے ایک قوم ہو گئے ہیں کم و بیش پچیس کروڑ آدمی ہیں اور انگریزوں کی یورپین فوج پچاسی ہزار سے زیادہ نہیں ہے اور سب کو اب شکایت بھی ہے کہ ہم پر روز بروز ٹیکس بہت زیادہ ہوتے جاتے ہیں چکی پیسنے والی عورتیں چرہ کا تنے والی پردہ نشین بی بی بیان اتنا ٹیکس ادا کرتی ہیں کہ اُن کی طاقت سے باہر ہے اور استطاعت سے زیادہ۔ ابھی چند روز کی بات ہے کہ ایک بیوہ پردہ نشین عورت نے واٹر وکس کا ٹیکس اپنے پڑوسی سے قرض لیکر ادا کیا مگر تمام دن روٹی پھر اس ناخوشی کے ساتھ بھی کوئی سر اٹھا سکتا ہے ہرگز نہیں پھر اگر طالوت نے باوجود قلت لشکر حکم خدا جالوت کے آٹھ لاکھ لشکر پر فتح پائی تو بعید از قیاس نہیں۔

عذر ہندوستان کا زمانہ مجھے خوب یاد ہے یکم جون ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲ رشتوال ۱۲۷۳ ہجری کو میرٹھ سے ابتدا اس عذر کی ہوئی اور ہندوؤں سے شروع ہوا۔ اور عذر کا سبب یہ ہوا کہ فوج میں کارتوس تقسیم ہوئے اور چربی سے چکنے کر دئے گئے تاکہ اثر پانی اور نمی کا بارود پر نہ پہنچے اُن کارتوسوں کو فیر کے وقت دانٹوں سے کاٹا ہوتا تھا ہندوؤں نے جو چربی اسپرٹلی ہوئی دیکھی تو کہنے لگے رام رام ہماری ذات بالکل جاتی رہیگی اہم کبھی اس کو نہ کاٹینگے اسپرٹو گائے کی چربی ملی ہوئی ہے کہی بیباہر ہماری ذات لینا چاہتی ہے (اُس وقت سلسلہ حکومت ہندوستان کہی کے ہاتھ میں تھا عذر کے بعد

شاہی قبضہ میں آیا ہے) جتنی پور بی فوج تھی اور اُس میں ہنودھے اور سیوارے اور
بھوج پور کے ہندو تھے ایک سخت بگڑ گئے اور مسلمان ہرگز اُن کے ساتھ نہ تھے مگر آخر کار
خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکرتا ہے اُن کو بھی یہ مجبوری ہندوؤں کا ساتھ دینا ہوا
مگر میں سچ کہتا ہوں اور قومی تعصب سے الگ ہو کر کہتا ہوں کہ مسلمانوں کی شرکت اس
عدر میں ہرگز نہ تھی میں نے سکولی کے رسالہ کے سواروں کو جب وہ اپنے گھر جاتے
تھے دیکھا کہ وہ ان ہندوؤں کو برا بھلا کہتے جاتے تھے اور وہ اس عذر سے ہرگز خوش نہ تھے
اُس رسالہ کے ایک جبار سے میں نے پوچھا آپ کیوں ان عذر کرتے والی ہندو فوج سے ناخوش
ہیں وہ ذی علم شخص تھے کیا معقول جواب دیا ہے کہ آپ یہ تو فرمائیے کہ اسلام
نے کہیں ہم کو سبق دیا ہے کہ ہم جس کے نوکر ہوں اور اُس نے ہم پر بھروسہ کیا ہو ہم
اُس کے ساتھ دغا کریں اور دنیا کو فساد سے بھر دیں ہمارے مان جہاد کا حکم ضرور ہے مگر
اپنے آقا پر اپنے بادشاہ پر اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو جہاد کا حکم نہیں ہے۔ یہ فساد جہاد
نہیں ہے ہمارے واسطے کوئی امام قائم نہیں ہوا ہے ہم کس کے حکم سے دشمن سے
لڑیں۔ جہاد ایسے امام کے حکم سے قائم ہو سکتا ہے کہ جس کے اجتہاد پر علماء کی ایک
بڑی جماعت نے اتفاق کیا ہو اور وہ جہاد کے احکام جاری کرے اور جس قوم پر وہ جہاد
جہاد کیا جاتا ہے اگر اُس کی رعیت ہے تو اُس کے ملک سے باہر ہو جائے اور کم سے کم
اُس کی طاقت سے آدمی طاقت ہو تو پھر وہ اُس قوم کے بادشاہ کو ناسخ لکھے اور مطلقاً مستقیم
کی ہدایت کرے کہ یا تو تم ایمان لاؤ اللہ کی وحدانیت پر اور ہمارے نبی کی نبوت پر کہ ہم تم
ایک ہو جائیں اگر یہ بات منظور نہیں ہے تو ہمارے ذمی ہو جاؤ۔ اور اپنے ہی مذہب
پر رہو ہم تمہاری ہر طرح کی ننگداشت کرینگے اور تمہارے مقدمات نہایت دیانت کے ساتھ
فیصل کرینگے کسی دشمن کو تم پر آنے نہ دینگے مگر جزیہ تم سے لینگے اور اُس کی مقدار بہت
قلیل ہوگی بچوں سے نہ لیا جائیگا بوڑھے مرد اور عورتوں سے نہ لیا جائیگا اور اگر یہ بھی

منظور نہیں ہے تو میدان جنگ میں آ جاؤ ہمارا تمہارا فیصلہ تلوار کر دے گی اُن جہدار صاحب نے کہا کہ اس غدر میں ان میں سے ایک بات بھی نہیں ہے اور سوائے ہندو قوم کے جو کافر ہے اور کوئی نہیں ان سے وہ کافر کتابی اچھے ہیں پس جہاد کی کیا صورت ہے اُن جہدار کی اس پاکیزہ تقریر سے جتنے مسلمان وہاں حاضر تھے سب کا جوش ٹھنڈا ہو گیا علم بھی کیا چیز ہے جب میں نے کتابیں پڑھیں اور باب الجہاد کے مطالعہ کی نوبت آئی تو اُن کی تقریر کا لطف آیا۔

کھ کیا رہا تھا اور ذکر کیا چھڑ گیا۔ میں نے ایک رسالہ امتناع فساد میں لکھا ہے اُس میں وہ آیات قرآنی سب ایک جگہ جمع کر دی ہیں جن میں فساد نہ کرنے کا حکم ہے اور اس کی بڑائی ان بیان فرمائی گئی ہیں ابھی وہ کامل نہیں ہوا ہے اس تاریخ عرب سے فرصت کر کے اُس کے اتمام کی طرف توجہ کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

الغرض لشکر طاوت و جالوت دونوں مقابل ہوئے اور میدان کارزار گرم ہوا۔ جب طاوت نے دیکھا کہ اس لشکر خدا کے بہادر بیخوف و ہراس آٹھ لاکھ کے لشکر سے مصروف جنگ ہیں اور دل کھول کے مصروف جنگ ہیں طاوت نے اپنے لشکر میں آواز دی کہ جو شخص جالوت کا سر کاٹ کے لائے وہ سلطنت میں میرا برابر کا شریک ہے اور اپنی دختر سے اُس کی شادی کر دوں گا۔ یہ آواز سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگر آپ کو خواہش سلطنت ہے تو آپ میں سے کوئی نکلے وہ کہنے لگے تو سخت کم عقل ہے جالوت کا مقابلہ بہت دشوار ہے۔ زور جسمی اور فن جنگ میں اُس کا نظیر نہیں ہے مگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے وعدہ فتح نے دل کو مضبوط کر رکھا اللہ سے امید ہے فتح ضرور ہوگی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کا مقابلہ کروں وہ حضرت کی یہ بات سن کر ہنسنے لگے اور کہا کہ تمہارا دماغ آفتاب کی گرمی سے خشک ہو گیا ہے اور گوشہ نشینی اور صحرا تو ر دی نے

مزاج کو جادہ اعتدال سے جدا کر دیا ہے۔ کنجشک ضعیف عقاب تیز چنگال سے کیا مقابلہ کر سکتی ہے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے دیکھا کہ بھائی اس بات پر رضا مند نہیں ہیں تو ناچار طاوت کے پاس جا کر اُس سے یہ درخواست کی اُن کے پیچھے پیچھے اُن کے بھائی بھی پہونچے اور کہنے لگے کہ ہمارے اس بھائی کو جنون ہے اسکی بات کا آپ خیال نہ کریں طاوت نے کہا تم تامل کرو میں داؤد سے کچھ باتیں کر لوں طاوت نے حضرت داؤد سے کہا کہ جالوت بڑا قوی پہلوان ہے تمہیں ایسے آدمی سے کبھی مقابلہ کا اتفاق ہوا ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے ایک بھیڑنے سے اتفاق مقابلہ کا ہوا میں نے اُس کو پکڑا اور دونوں کلمے پکڑ کر چیر ڈالا۔ طاوت نے کہا کہ یہ کام کچھ مشکل نہیں اس لئے کہ بھیڑ یا ایک کُٹا ہے اور کوئی معاملہ پیش آیا ہو تو بیان کرو حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھ سے ایک بہت بڑے شیر سے مقابلہ ہوا تو میں اُس کو لپٹ گیا اور میں نے اُسے مار ڈالا یہ بات سنا کر طاوت نے کہا کہ مان یہ مردانگی ہے پھر طاوت نے حضرت اشمویل علیہ السلام کی عنایتی ذرہ حضرت داؤد علیہ السلام کو پہنائی وہ آپ کے قدم مبارک پر ٹھیک ہوئی ۵

اے لباسِ لہری برقد زیاںے تو راست | چون تو سروے از گلستانِ لطافت برخواست

اول حضرت داؤد علیہ السلام ہتھیار باندھ کر گھوڑے پر سوار ہوئے پھر اتر پڑے اور فرمانے لگے کہ مجھ کو عادت ہتھیار باندھنے کی نہیں ہے اور گھوڑے کی سواری آدمی کو مغرور کر دیتی ہے اسی لباس سے مقابلہ جالوت کا کرونگا لیکن شرط یہی ہے کہ بعد قتل جالوت کے فوراً اپنی دختر سے میرا نکاح کر دیجیو اور شریک سلطنت کر لیجیو طاوت نے شرط قبول کی اور قسم کھائی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے سابق لباس سے جالوت کے مقابلہ کو روانہ میدان ہوئے جالوت نے دیکھا کہ ایک مرد گلیم پوش توبرہ گلے میں ڈالے اور فلاخن ہاتھ میں لئے چلا آتا ہے اُس نے پوچھا کہ اے شخص تو کہاں سے آتا ہے اور کس کام کو

آتا ہے آپ نے فرمایا کہ تو کیسا سپاہی ہے کہ اپنے مرد مقابل کے تیور نہیں پہچانتا۔ میں بنی اسرائیل کا بادشاہ جس کا نام طاوت ہے اُس کے لشکر سے آتا ہوں اور تجھ سے نبوڈنا ہونے کا ارادہ ہے جالوت یہ بات سنکر بہت ہنسا اور کہنے لگا کہ پلٹ جا تجھ سے کمزور آدمی پر حملہ کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے میں نہیں چاہتا کہ میرے ہاتھ سے کوئی کمزور آدمی مارا جائے۔

تیرا کہ نتوالی از پاسے بُرد	بمیدان اوپے نہ باید فشرد
گوزنے کہ باشیر بازی کند	بجون ریز خود ترک تازی کند

حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ محل مقابلہ و مجادلہ ہے نہ مقام مناظرہ و مکالمہ تو جنگ کے واسطے تیار ہو جا جالوت نے نہایت خشم آگین ہو کر کہا جو کچھ تیرے پاس ہو وہ کر کے دل کا ارمان نکال لے تجھ کو ہوس نہ رہ جائے حضرت داؤد علیہ السلام نے تینوں پتھر فلاخن میں رکھ کر مارے ایک پتھر تو اُس کے خود پر پڑا جس نے سر کے بھیجے سے پار ہو کر قلب لشکر کو برہم کر دیا اور دوسرا جانبِ میمنہ گرا اُس نے تمام سواروں کی صفیں اکٹ پلٹ دیں اور تیسرا جانبِ میسرہ پہنچا جس سے پیادوں کی قطاریں زیر و زبر ہو گئیں اور صحیح یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے تینوں پتھر ایک ہی بار فلاخن میں رکھ کر مارے کہ جالوت کی پیشانی جو کھلی ہوئی تھی اُس پر لگے اور پیچھے نکل گئے اور مردہ ہو کر گھوڑے سے گرا۔ فوج نے جو بادشاہ کو مردہ دیکھا بھاگ نکلی بنی اسرائیل نے ہزاروں کو تر تیغ کر ڈالا اسی حال میں ایک ایسی آندھی چلی کہ بھاگتی ہوئی فوج تمام پریشان و برباد ہو گئی۔ یہ واقعہ موضع نیسان متعلقات ارضِ قورین واقع ہوا حضرت داؤد علیہ السلام نے اُس کا سر کاٹ لیا اور اُس کے ہاتھ سے انگشتی اتار لی اور اُس کے سر کو ٹھوکروں سے مارتے ہوئے طاوت کے سامنے لا کر ڈال دیا اور بنی اسرائیل سالماً اور غنائاً اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے اسی کا اشارہ سورہ بقرہ میں ہے وَقَتْلَ دَاوُدَ جَالُوتَ وَاتَّبَعَهُ اللّٰهُ الْمَلٰٓئِکَۃَ

وَالْحِكْمَةُ وَعِلْمُهُ مِمَّا يَشَاءُ ترجمہ اور قتل کیا داؤد نے جاوت کو اور عطا فرمائی پروردگار تعالیٰ شانہ نے داؤد کو بادشاہی تعلیم کیا اُن کو علم وہ علم کہ جو اُس نے چاہا۔ یعنی وہ علم کہ جو پیغمبروں کے واسطے لائق ہے یا علم سیاست سکھایا کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام شبانی کیا کرتے تھے اور شبانی سے سلطنت کو پہونچے اب اس علم کی بہت ضرورت تھی۔ یا علم دین سکھایا۔ یا علم لحن طیبہ مرحمت فرمایا۔

روایت ہے کہ جب آپ زبور شریف کی تلاوت فرماتے تھے تو طیور آپ کے پاس آکر بیٹھ جایا کرتے تھے اور اتنے قریب ہو جاتے تھے کہ آپ چاہتے تو اُن کی گردنیں پکڑ لیتے اور پہاڑ سوا فطرت کرتے تھے یا صنعت زرہ گری یا زبان مرغان۔ اور اسی بخشش کا ذکر پروردگار تعالیٰ شانہ سورہ سبأ میں فرماتا ہے وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ دَاوُدَ مِثْنَا فَنَضِلَّكَ ترجمہ اور تحقیق کہ دی ہم نے داؤد کو اپنے پاس سے بزرگی تمام آدمیوں پر کہ نبوت کے ساتھ منسوب تھے یا زبور یا بادشاہی یا حسن خلق رعیت کے ساتھ یا توفیق عدل اجراء احکام میں یا رحم عاجز اور ضعیف لوگوں پر یا تلاوت مناجات یا علم یا یہ بات کہ سوائے اُس کی بارگاہ کے کوئی جاے پناہ نہیں صاحب عین المعانی کہتے ہیں کہ فضل سے مراد صَوْتِ حَسَن یعنی آواز خوش ہے بیان کیا ہے کہ جس وقت حضرت داؤد علیہ السلام زبور پڑھنے میں مشغول ہوتے تو سباع اور وحوش اور طیور اپنے اپنے مقام سے بیقرار ہو کر اُن کے پاس چلے آتے اور جب تک آپ تلاوت فرماتے وہ نہا کرتے اور اُڑتے ہوئے جانور آپ کی تلاوت کا الحان سنکر زمین پر اُتر آتے لفظ

زصوت دلکشش جان تازہ گشتے	روان را ذوق بے اندازہ گشتے
سپہر چنگ پشت ارغنون ساز	ازان پر حال تر نشنودہ آواز

اور بعض کا قول ہے کہ فضل یہ ہے کہ ارشاد ہوا کہ یٰحَبِیْبُ اَوْ بِیْ مَعَهُ کہا ہم نے کہ اے پہاڑو ملا دو اپنی آوازوں کو داؤد کی آواز کے ساتھ تسبیح کرنے کے وقت یعنی ہوا وقت کرو

اُن کی اور سیر کرو اُن کے ساتھ وَالطَّيْرَ اور سحر کر دئے ہم نے اُس کے لئے پرند جانوروں کو جب آپ اللہ کا ذکر کرتے تو وہ بھی آپ کے ساتھ بیخود ہو کر زمرہ ریزہ ہوتے اور اکثر آدمی مضطرب اور بیقرار ہو کر مہلتے اور مرغابن خوش تو آپ کے سر مبارک کے گرد اگر د اپنی صفین قائم کر لیتے اور وہ بھی چمکتے لگتے نظم

جو گردد مطرب من نغمہ پرداز ز شوقش مرغ آید بہ پرواز

روایت ہے کہ ایک دن ایک فرشتہ آپ کی زیارت کو آیا اور حضرت داؤد علیہ السلام سے اُس نے عرض کی کہ آپ اللہ تعالیٰ شانہ کے پیغمبر اور اُس کے خلیفہ ہیں۔ بہترین ہے کہ آپ کا نفقہ آپ کے کسب سے ہو تو آپ نے اللہ تعالیٰ شانہ سے عرض کی کہ میں کونسا پیشہ اختیار کروں حکم ہوا ار ۵ بنایا کرو اور اللہ تعالیٰ شانہ نے اُس کا بنانا اُن پر آسان کر دیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے **وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ** اور نرم کر دیا ہم نے اُس کے ہاتھوں میں آہن کو موسم کے مثل بغیر آگ اور آلات کے جس طرح چاہتے آہن کو موڑ لیتے بڑھا لیتے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ حکم دیا ہم نے **اِنَّ اَعْمَلَ سَابِقَاتِ** زمین جن کے دامن کشادہ ہوں **وَقَدْ تَرَا** اور اعجازہ نگاہ رکھ **فِي السَّمَاءِ** اُس کے بڑے میں یعنی حلقہ اُس کے برابر پڑیں تا وضع اُس کی خوش نما ہوا اور اچھی معلوم ہو **مَوْلَفٍ** تیسیر لکھتے ہیں کہ ہر روز ایک زرہ بنا لیتے تھے اور چہ ہزار درم کو فروخت کرتے جس میں چار ہزار تو تصدق کر دیتے اور دو ہزار اپنے عیال کے نفقہ میں صرف کرتے صاحب لباب کہتے ہیں کہ چہ ہزار زرہ اُن کے گھر میں موجود تھیں **الْقَصَّة** حضرت داؤد علیہ السلام نے طاووت سے کہا کہ جو تو نے وعدہ کیا تھا اُسے وفا کر اُس نے اوّل تو انکار کیا مگر حسب ملامت و نصیحت علما بنی اسرائیل جو حضرت اشموئیل علیہ السلام کے سامنے واقع ہوئے تھے اپنی بیٹی کا نکل حضرت داؤد علیہ السلام سے کر دیا اور نصف ملک حضرت داؤد علیہ السلام کے حوالہ کر دیا بعد چند روز کے پھر وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے قتل پر آمادہ ہوا **اِغْتِثَافٍ** کے حاشیہ کی عبارت سے ظاہر ہے کہ جو

عورت حضرت داؤد علیہ السلام کے نواح میں آئی وہ طاووت کی دختر تھی۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ طاووت نے فی الفور وقارے وعدہ کیا اور حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنا خلیفہ کیا اور حضرت اشمویل علیہ السلام نبی رہے یہاں تک کہ یہ وضع تین چالیس برس تک قائم رہی جب حضرت اشمویل علیہ السلام نے نوے برس کی عمر میں وفات فرمائی اور بیت المقدس کے قریب مدفون ہوئے تو سب لوگ حضرت داؤد علیہ السلام کے معتقد ہوئے اور بجائے اشمویل علیہ السلام کے ان کو سمجھنے لگے لیکن طاووت کو یہ بات ناگوار ہوئی اُس نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا آپ نے اپنی زوجہ کے اشارہ کے موافق رد پوشی اختیار کی اور حکم افرام مہنگا کھٹکا میں مسکن المرسکین ایک پہاڑ پر چلے گئے اور وہاں ایک عبادت خانہ بنا کر مشغول عبادت ہو گئے اور شر آدمی ایماندار آپ کے ساتھ رہتے تھے بعد چند روز کے کسی نے طاووت سے کہا کہ داؤد ستر عابدوں کو اپنے ساتھ لئے فلان پہاڑ پر بیٹھے ہیں اور تیرے حق میں بد دعا کر رہے ہیں وہ یہ سن کر اپنا لشکر ہمراہ لیکر پہاڑ پر گیا اور چاہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو ان کے ہمراہیوں سمیت قتل کر ڈالے اور ایک شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے ہوئے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف روانہ ہوا۔ اُس حافظ حقیقی نے ایک خواب کو اُس پر اور اُسکی فوج پر مسلط فرمایا تمام لشکر اور طاووت وہیں زمین پر گر پڑے اور انہیں نیند آگئی حضرت داؤد علیہ السلام تشریف لائے اور اُس کی تلوار سے ایک پتھر کو دو ٹکڑے فرمایا اور طاووت کے سینہ پر کینہ پر رکھ دیا اور چراغ کو گل کیا اور ایک کاغذ کے پرچہ پر یہ عبارت لکھ دی کہ جس طرح اس پتھر کو دو ٹکڑے کیا ہے اگر تیرے پیٹ پر مارنا تو دو وہی ٹکڑے ہو جاتا اس وقت کون تیری فریاد کو پہنچتا اب تیرے حق میں یہی بہتر ہے کہ فی الفور یہاں سے چلا جا نہیں تو خراب ہوگا اور آپ اُس پرچہ کو اُس کے سینہ پر رکھ کر اپنے عبادت خانہ میں جا کر مشغول عبادت ہو گئے طاووت جو اُس خواب غفلت سے بیدار ہوا تو فوراً وہاں سے گھر کی طرف واپس آیا۔ چند روز کے بعد پھر شیطان نے اُسے بہکایا اُس نے لشکر اپنا بھیجا

اُن لشکریوں نے رات کو آکر سوتے میں عابدوں کو شہید کر ڈالا مگر حضرت داؤد علیہ السلام محفوظ رہے جب یہ خبر طاوت نے سنی تو سخت پشیمان ہوا تو خوف زدہ ہو کر اُس نے اپنے اہلچی حضرت داؤد علیہ السلام کے حضور میں روانہ کئے کہ آپ میرے پاس تشریف لا دین کہ میں اس گناہ کا عذر کروں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جواب دیا کہ جب تک طاوت کافروں سے جہاد کر کے شتر کا فرقتل نہ کر لگایں یہاں سے جنبش نہ کرو لگنا اور تیرے حق میں یہ گناہ بہتر نہیں ہے لہذا طاوت جہاد کے واسطے نکلا اور کفار کے ایک لشکر سے مقابل ہوا یہ اپنے لشکر میں کھڑا تھا کہ کافروں کی طرف سے ایک تیر آیا اور اس کی چھاتی پر لگایہ مرکز گر پڑا۔ حضرت داؤد علیہ السلام یہ خبر سکر تشریف لائے اور تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی پیغمبری اور بادشاہی

ان کا نام تھا داؤد بن ایسا بن عوفیذ بن باغر بن سلمون بن نحشون بن عیینو ذب بن رام بن حصرون بن قارض بن یہودا بن یعقوب بن اسحاق۔ اگرچہ جملہ انبیاء علیہم السلام کے حالات اُمت کے واسطے نصائح اور تنبیہات کا سرچشمہ ہیں اور اگر غور کرنے والا آدمی ہو تو تہذیب نفس کے لئے ان اذکار سے بہتر نہ کوئی وعظ ہے نہ کوئی پند تمام جہان کی نصیحتیں ان میں بھری ہوئی ہیں مگر حضرت داؤد علیہ السلام کے حالات انسان ذی شعور کے واسطے ایک خاص دلچسپی رکھتے ہیں اور یہ حالات دورِ جاہلین میں یعنی عوام الناس بھی اس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں اور بادشاہوں کے لئے بھی دفترِ تعلیم ہے اور بابِ تحقیق کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام کے والد کا نام ایسا بلکہ ہمزہ و سکون تختانیہ و فتح شین مجمر ابن عویل تھا اور اولاد یہودا بن یعقوب سے تھے بعد حضرت اشمویل علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ ہی کو اپنا پیغمبر کیا اور بزورِ قوت حرب جو اپنے فضل و کرم سے آپ کو عنایت فرمائی تھی سلطنت بخشی اور اُس سلطنت کو اتنا قوی کر دیا

کہ دنیا کے بادشاہ اُن سے مقابلہ نہ کر سکتے تھے اور اس قدر فوج تھی کہ چھتیس ہزار سپاہی
آستانہ شاہی پر پردہ کے واسطے مانور تھے جو اہل تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ایک سلسلہ
یعنی زنجیر عالم غیب سے بھیجی تھی کہ ایک ہر اُس کا حجرہ میں اور دوسرا ہر اصول عبادت
میں آویزان تھا۔ جب کوئی حادثہ پیدا ہونے والا ہوتا تو وہ ہلنے لگتی اور حضرت داؤد
علیہ السلام اُس کی کیفیت واقعہ سے آگاہ ہو جاتے اور اُس کا سبب معلوم کر لیتے اور
جو بیمار اُس میں ہاتھ لگاتا وہ شفا پاتا اور اگر دو جھگڑا کرنے والے اُس کے قریب جاتے تو حق
باطل کا فرق ظاہر ہو جاتا اس طرح ہر کہ جو حق پر ہوتا اُس کا ہاتھ زنجیر تک پہنچ جاتا اور جو باطل پر
ہوتا اُس کا ہاتھ نہ پہنچتا۔ اور یہ زنجیر دنیا میں حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی
موجود تھی اور حق و باطل کا فیصلہ کیا کرتی تھی مگر آخر کار دنیا کے بُرے لوگوں کی شامت
احمال نے اُس مقدس زنجیر کو دنیا میں نہ رہنے دیا۔ بعض اہل تاریخ کہتے ہیں کہ حضرت
داؤد علیہ السلام کی سلطنت کا زور و شور اُسی کی وجہ سے تھا اور سَدُّ دُنَا مُلْكُهُ جو قرآن
پاک میں ہے اُسی زنجیر سے مراد ہے معاملہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی
آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ایک اسرائیلی نے محکمہ داؤدی میں استغاثہ پیش کیا کہ فلان
شخص نے میری ایک گائے لے لی ہے اور مجھے نہیں دیتا آپ نے مدعا علیہ کو طلب کیا
اُس نے دعویٰ مدعی سے انکار کیا۔ آپ نے مدعی سے پتہ یعنی گواہ طلب کئے وہ نہ دے سکے
حضرت نے فرمایا کہ اچھا کچھ تامل کرو میں اپنے پروردگار کی طرف رجوع لاتا ہوں جو دہان سے
حکم ہوگا ویسا فیصلہ کروں گا چنانچہ اُسی دن آپ نے خواب دیکھا کہ اے داؤد مدعی کو قتل کر
حضرت داؤد علیہ السلام جب بیدار ہوئے تو دل میں سوچنے کہ صرف میرا خواب اتنے بڑے
قضیے کے واسطے اس فیصلہ کا سبب نہیں ہو سکتا۔ دوسری مرتبہ بارگاہ الہی میں گئی ناری
فرمائی پھر وہی حکم سابق بحال رہا آپ جب بیدار ہوئے تو متردد تھے مگر کچھ حکم نہ دے سکے

بار سوم پھر آپ پروردگار کے حضور میں رجوع لائے اور بہت کچھ گریہ وزاری فرمائی پھر
 وہی حکم سابق بحال رہا آپ نے مدعی سے کہا کہ تیرے قتل کا حکم ہوتا ہے اُس نے عرض
 کی کہ صرف آپ کا خواب میرے قتل کا سبب نہیں ہو سکتا اور کوئی ثبوت تلاش فرمائیے
 آپ نے فرمایا کہ واللہ میں حکم الہی جاری کروں گا تو قبول کر۔ جب مدعی نے دیکھا کہ اب
 کسی طرح بچاؤ نہیں ہے تو اُس نے کہا کہ واللہ میں اپنے دعویٰ میں جو فی الحال دُش
 ہے کسی طرح کا ذب نہیں ہوں اور یہ فیصلہ اس مقدمہ کا نہیں ہے بلکہ میں نے اس سے
 پہلے مدعا علیہ کے باپ کو فریب دیکر مار ڈالا تھا اُس کا فیصلہ ہے چنانچہ حضرت داؤد
 علیہ السلام نے مدعی کو قتل کر دیا اس واقعہ سے بنی اسرائیل پر بہت اچھا اثر پڑا
 اسی کا اشارہ اس آیت شریفہ میں ہے وَشَدَدْنَا مُلْكُهُۥ وَآتَيْنَاكَ الْحِكْمَةَ وَفَضَّلْنَا
 الْخَطَّابَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ سَعْدٍ اور کلبی اور مقاتل کے نزدیک حکمت سے مراد نبوت اور
 عقل کامل ہے اور بصارت کاملہ ہے خواہ علم حکمت ہے اور فضل الخطاب سے حضرت امیر المومنین علی
 ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے نزدیک اَلْبَيْتَةُ الْمَدْرَسِيَّةُ وَالْيَمِينُ عَلِيٌّ اَمْرًا مَرَادُہے کہ قضیہ
 اہل خصوصیت اس پر منقطع ہو جاتا ہے اور مجاہد اور عطاء ابن ابی ریح اور ابی ابن کعب بھی شہود اور ایسا
 مراد رکھتے ہیں اور شعبی کے نزدیک فضل الخطاب سے مراد حمد ہے کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام بعد
 تمام ہونے کلام اوّل کے جب نیا سلسلہ کلام شروع کرتے تھے تو حمد و ثناء پروردگار تعالیٰ شانہ کے آغاز تھا
 فرماتے الغرض قوت و شوکت حضرت داؤد علیہ السلام کی قرآن شریف سے ثابت ہے کہ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی
 شَانِہٖ وَذُكْرِ عِبْدِیْ نَادَاۤءُ وَاذْ ذٰی الْاٰیٰتِ یعنی یاد کر ہمارے بندے داؤد کو جو ہاتھ کی قوت والا تھا
 اس سے قوت سلطنت مراد ہے یا آہن کا نرم ہونا آپ کے ہاتھوں میں یا کسب کرنا یا قوت دینی کہ
 نصف شب عبادت کرتے تھے **حدیث** شریف میں ہے کہ بہتر روزہ صوم داؤدی ہے اور بہتر صلوٰۃ
 صلوٰۃ داؤدی ہے کہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کرتے اور نصف شب عبادت
 کرتے اور نصف شب استراحت کرتے۔

قائدہ اللہ تعالیٰ شانہ نے ہمارے حضور پر نور کو یاد دلایا اس لئے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے طاوت کی حکومت میں صبر کیا آخر حکومت اللہ تعالیٰ شانہ نے انہیں کو عطا فرمائی یہی حال تمہارا ہوگا چنانچہ ویسا ہی ہوا اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی جو ہجرت اختیار کی اور کفار کے ظلم پر صبر کیا تو ان کے تارک الوطن ہونے کے بدلے میں ان کو تمام سرزمین عرب کا مالک کر دیا۔ الغرض حضرت داؤد علیہ السلام امر خلافت پر قائم ہوئے اور کتاب زبور شریف جس کے پچاس صحیفے زبان عبرانی میں تھے اور جن میں سوائے مواعد و نصائح کے کوئی حکم نہیں ہے بے واسطہ جبریل و میکائیل علیہما السلام عنایت ہوئی اُس کو حضرت داؤد علیہ السلام بہتر آوازوں میں تلاوت فرماتے تھے اور شریعت تورات شریف پر بغیر تبدیل و تغیر قائم تھے اور جملہ اسباط بنی اسرائیل آپ کے مطیع ہوئے اور آپ سے پہلے وہ کسی بادشاہ کے فرمان بردار نہ تھے بلکہ ہر ایک سبط نے اپنا ایک حاکم علیحدہ قائم کر لیا تھا اور ایسی جامع نبوت سوائے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور کسی نبی کو نہیں ملی مگر ہمارے حضور پر نور میں نبوت اور رسالت اور فقر و مملکت سب جمع تھے یعنی اس شوکت اور فراخی ملک کے ساتھ بھی تین تین فائقے ہو جاتے اور مکار شریف ایسا تھا کہ جیسے نہایت غریب اور بے مایہ لوگوں کے ہوتے اور ویسے ہی مختصر ازواجِ مطہرات کے حرمائے منورہ تھے اور فقر کا یہ حال تھا کہ اکثر اوقات روزہ صرف پانی سے افطار فرماتے اور شکم مبارک پر شدت گر سنگی سے پتھر باندھنے کا اتفاق ہوتا اور جس روز آپ نے اس دنیا کے ناپائدار کو چھوڑ کر عالم باقی کا سفر اختیار فرمایا ہے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ شریفہ میں تیل جلانے کا نہ تھا اور حضور اس عالم کا تعلق قطع فرما رہے تھے تو ایک ہمسائی سے تھوڑا سا تیل ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قرض لیا۔

مالک کو نین ہین پر پاس کچھ کھتے نین | دو جہان کی نعمتین ہین اُنکے خالی تھ مین

حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ یہ تھا کہ پہاڑ اور طیور اُن کی فرمان برداری کرتے تھے پہاڑوں نے تو اپنے معادن اور خزاں آپ کے سامنے پیش کر دئے تھے اور طیور آپ کے ساتھ چلتے تھے قال اللہ تعالیٰ شانہ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعِشِيِّ وَ الْاَنْشَارِ وَالطَّيْرُ مَحْشُورَةٌ كُلٌّ لِّكَ اَوْدَابٍ یعنی مطیع کئے ہم نے اُس کے پہاڑ جو تسبیح مین اُس کے شریک ہوتے تھے صبح اور شام اور اُڑتے جانور کہ ہنگام تلاوت زبور شریف سب اُس کے آگے رجوع رہتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اشراق سے صلوة الضعی مراد لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ ہم نے صلوة الضعی اس آیت سے معلوم کی کذا فی المدارک اور تفسیر کشف الاسرار مین ہے کہ تسبیح پہاڑوں کی اگر عقل پر پوشیدہ ہے مگر قدرت الہی سے بعید نہیں ہے کہ اپنے کسی بندہ خاص کو اُس سے خبردار کر دے چنانچہ تسبیح سنگ ریزوں کی حضور پر نور کے دست مبارک مین شاہد عادل ہے

حکایت اولیاء اللہ کے زمرہ مین سے ایک بزرگ نے دیکھا کہ ایک پتھر سے پانی ٹپک رہا ہے ان کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا واقعہ ہے اس پتھر کے اطراف مین کہین پانی نہیں ہے اور پانی اس سے برابر ٹپک رہا ہے یہ اُس پتھر کے قریب حیرت مین کھڑے تھے اور اُس کی طرف دیکھ رہے تھے اُس پتھر سے صدا آئی اے ولی اللہ رحمۃ اللہ علیک مجھ کو خالق کبریائے بہت مدت سے پیدا کیا ہے اور مین اُس کی سطوت خداوندی کے خوف سے گریہ وزاری مین مشغول ہوں ایک لحظہ بھی مطمئن نہیں اُن بزرگ نے وہین بیٹھ کر اُسکی جناب مین سجدہ کیا اور التجا کی کہ یا کریم یا رحیم اس کو تسلی عطا فرما کہ یہ رونے سے باز رہا

ان بزرگ کی دعا جو لوجہ اللہ تھی اللہ تعالیٰ شانہ نے قبول فرمائی کہ رونا اُسکا موقوف ہو گیا اور وہ بزرگ اپنے مقام پر تشریف لے گئے ایک مدت کے بعد جو اُن کا گذر پھر اُس طرف ہوا تو دیکھا کہ وہ پتھر بدستور سابق گریہ وزاری مین مشغول ہے بلکہ پہلے سے بھی

کچھ زیادہ آپ نے اُس سے پوچھا کہ اے اللہ سے ڈرنے والے اب تیرے رونے کا کیا سبب ہے اُس نے جواب دیا کہ اے شفیق کریم پہلے تو میں اُس مالک حقیقی کے عذاب کے خوف سے روتا تھا اور اب گریہ شادی ہے وہ خوشی مجھے رُلا رہی ہے جو آپ کی دعا کے سبب سے اللہ تعالیٰ شانہ نے میرے دل کو سکینت عطا فرمائی۔ اور اُس مبارک پتھر نے اُن ولی اللہ سے عرض کی کہ اے اللہ کے ولی مجھے اُس مالک الملک کی بارگاہ میں سبز گریہ وزاری کے اور کوئی کام نہیں ۵

از سنگ گریہ بین و گو کان ترشح است | وز کوہ نالہ بین و میندار کان صداست

نسی عقل کے شیفتہ جنہیں نیچری بھی کہتے ہیں یہ کہیں گے پتھر کا رونا بعد از عقل ہے اور کلام کرتا تو اُس سے بہت زیادہ محال ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بے شک اُنہیں محال معلوم ہو مگر جس نے آدمی کی زبان کو جو ایک ٹکڑا ہے گوشت کا اُسے گویا کر دیا اُسے پتھر کو گویا کرتے کیا دیر لگتی ہے اور وہ بھی اپنے دوستوں کے لئے اُس تن حنائی کی حکایت حدیث شریف سے ثابت ہے جس کو حضرت مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شنوی میں نظم فرمایا ہے مجھے نیچریوں سے تو کچھ مطلب نہیں وہ اپنے نفس کے مالک ہیں چاہیں جدھر جائیں مگر اپنے برادران طریقت سے مخاطبت ضرور ہے اول آیات کلام اللہ پتھر کے شعور پر ناطق ہے پس جب شعور اُس کا ثابت ہے تو لفظ محالات سے نہیں قال اللہ تعالیٰ شانہ وَإِنْ مِنَ الْحِجَارِ لَمَّا يَنْفَجِّرُ مِنْهُ الْكَافِرُونَ وَإِنْ مِنْهَا لَمَّا يَنْفَجِّرُ مِنْهُ الْمُنَافِقُونَ وَإِنْ مِنْهَا لَمَّا يَنْفَجِّرُ مِنْهُ الْفَاسِقُونَ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ترجمہ اور تحقیق اکثر پتھر ایسے ہیں کہ اُن سے نہرین جاری ہوتی ہیں اور ہر آئینہ ایسے پتھر بھی ہیں کہ وہ پھٹ جاتے ہیں اور اُن سے پانی ٹپکتا ہے اور بے شک ایسے بھی ہیں کہ گر پڑتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ شانہ کے خوف سے اور بے خبر نہیں ہے اللہ اے مومنو اُس سے کہ جو

تم کرتے ہو۔ چنانچہ استن حنا کا شعور اس حکایت سے جو حدیث شریف کا ترجمہ ہے ثابت ہے اور اس کا گریہ فراق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہجرین ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے سنا حکایت

نالہ می زد ہمچو ارباب عقول	استن حنا از ہجر رسول
کزوے آگہ گشت ہر پیر و جوان	در میان مجلس وعظ آچنان
کز چہ می نالہ ستون با عرض طول	در تخیر ماند اصحاب رسول
گفت جانم از فراقت گشت خون	گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون
چون نالہ بے تو اے جانِ جہان	از فراق تو مرا چون سوخت جان
بر سر منبر تو مسند ساختی	سندت من بودم از من تا ختی
اے شدہ با سرتو ہمراز بخت	پس رسوائش گفت کاسے نیکو درخت
شرقی و غربی ز تو میدہ چنند	گر ہی خواہی ترا نخلے کنند
تا تر و تازہ بماند تا ابد	یا داران عالم حقت سروے کند
بشنو اے غافل کم از چو بے بہا	گفت آن خواہم کہ دایم شد بقاش
تا چو مردم حشر گردد یوم دین	آن ستون را دفن کرد اندر زمین
از ہمہ کارِ جہان بیکار ماند	تا بدانی ہر کرایزدان بخواند
یافت بار آسنا و بیرون شد ز کار	ہر کرا باشد زیزدان کار بار
کے کند تصدیق او نالہ حجاد	وانکہ اورا نبود از اسرار داد

دوسرا معجزہ حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ ملا تھا کہ آپ کا لحن نہایت حریں اور دردنما تھا جب زبور پڑھتے تو دریا کا پانی ٹھیر جاتا اور وحوش و طیور جمع ہو کر گھیر لیتے اور درختوں کے پتے زرد ہو جاتے اور آدمی بیہوش ہو کر گر پڑتے اور ان میں سے اکثر مر جاتے اور ہوا کا چلنا بند ہو جاتا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام بشرط سے زبور شریف پڑھتے تھے کبھی اس طرح کہ رنجیدہ اور غمگین آدمی خوش ہو جاتا اور جب غمگین آواز سے پڑھتے تو خشکی و تری کا کوئی جانور جس کے کانوں تک آپ کی آواز پہنچتی ہو ش میں نہ رہتا۔ ہمارے حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اصحاب میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت خوش آواز تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک سفر میں رات کے وقت اُن کو قرآن شریف پڑھتے سنا تو صبح کو فرمایا کہ اے ابو موسیٰ البتہ تجھے بالنسلی دی گئی ہے داؤد علیہ السلام کی بالنسلیوں سے یعنی تیری آواز ایسی دلکش ہے گویا تیرا گلاب بالنسلی ہے اور تیری آواز میں لحن داؤدی کا اثر ہے کذا فی ترجمۃ المشرق اس حدیث سے بڑی تعریف خوش آوازی کی نکلی فی الحقیقت یہ نعمت خدا داد ہے اللہ تعالیٰ شانہ اپنے جس بندے کو عطا فرمائے وہ اسے ناجائز امور میں نہ صرف کرے بلکہ علم قرأت سیکھے اور قرآن شریف پڑھے یا قصائد توحید و نعت پڑھے علما کہتے ہیں کہ تمام مزامیر و اوتار و نغمات الحان داؤد علیہ السلام سے بنائے گئے ہیں بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ یہ اثر آواز داؤد علیہ السلام میں توبہ قبول ہونے کے بعد پیدا ہوا ہے اور اس سے پہلے نہ تھا حضرت داؤد علیہ السلام نے توبہ قبول ہونے کے بعد یہ طریق اختیار کیا تھا کہ چوتھے دن آپ ہمیشہ جگل کو تشریف لیجاتے اور اپنا گناہ یاد کر کے زبور شریف نہایت خوش آوازی سے پڑھتے اور زار زار روتے تو جبال و طیور بھی آپ کا ساتھ دیتے اور روتے اور اگر کسی آدمی کے کان میں آواز پڑ جاتی تو بیہوش ہو جاتا اور مر بھی جاتا ۷

چو گرد مطرب من نغمہ پرداز	ز شوقش مرغ روح آید بہ پرواز
---------------------------	-----------------------------

اسی کا اشارہ سورہ سبا میں ہے جسے ہم اوپر بیان بھی کر چکے ہیں وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوُدَ مِمَّا فُضِّلَا يٰ جِبَالُ اَوْبِيْ مَعَكُمْ وَ الطَّيْرُ يٰ بَنِيْ اٰدَمَ دَاوُدَ كُو اٰبَنِيْ طَرَف سے بزرگی اسے پہاڑ و رجوع سے پڑھو اُس کے ساتھ اور اُڑتے ہوئے جانور۔ اُن

فضل سے مُراد حُسنِ صورت ہے کذا فی عین المعانی۔ اور اہل تحقیق کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام از روئے ہنوت و سلطنت و حُسنِ صوت و عطاوتِ مناجات و حُسنِ خلق و توفیقِ عدل اپنے زمانہ کے لوگوں پر فضیلت رکھتے تھے یا رجوع رہنا جبال و طیور کا ان کے ساتھ سببِ فضل تھا۔ تیسرا معجزہ یہ تھا کہ ہر طرح کا لوہا دستِ مبارک میں موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا اور اُسی سے زرہیں بناتے تھے چنانچہ اس کی مفصل کیفیت اوپر گزر چکی ہے۔ زرہ سازی کی نسبت ایک روایت یہ بھی ہے جو اوپر نہیں بیان ہوئی ہے کہ آپ کا معمول تھا کہ آپ شب کو لباسِ بدل کے گشت کیا کرتے اور اپنا حال لوگوں سے پوچھا کرتے اور اگر آپ پر کسی کا کچھ اعتراض ہوتا اور وہ معقول بھی ہوتا تو آپ اُس کی اصلاح فرماتے چنانچہ ایک رات کو آپ نے ایک بوڑھیا سے پوچھا کہ داؤد پیغمبر کیسا آدمی ہے اُس نے بہت تعریف کی اور بعد تعریف کے کہا کہ وہ ملک کے محصول سے اپنا اور اپنی اولاد کا نفقہ کرتا ہے اگر اپنے کسب سے کھانا تو بہتر ہوتا۔ جب سے آپ نے زرہ گرمی اختیار فرمائی تو اللہ تعالیٰ شانہ نے لوہا اُن کے ہاتھ میں موم کر دیا سچا رسی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اِنَّ دَاوُدَ كَانَ لَا يَأْكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ

روایت ہے ایک دن حضرت داؤد علیہ السلام باطینانِ تمام بیٹھے ہوئے انہی سابقین کے صحیفے ملاحظہ کر رہے تھے اُن میں فضائل و مناقب حضراتِ ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کے نظر پڑے تو آپ کو اُن مراتب کی تمنا ہوئی اور بہت دیر تک غور میں رہے دفعۃً ایک آواز آئی کہ اسے داؤد۔ ابراہیم و یعقوب نے بڑی بڑی بلاؤں میں صبر کیا ہے جب اُن کو یہ مراتب حاصل ہوئے ہیں آپ نے عرض کی یا الہی میرا بھی امتحان لیا جائے۔ معاملہ میں مدی۔ وکلبی و مقاتل رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ حضرت داؤد نے اپنی عمر کے ایام تین باتوں میں تقسیم کئے تھے۔ ایک دن عبادت کا اور ایک دن

انفصال خصوصیات کا اور ایک دن عیال و اطفال میں بسر کرنے کا اور اسی دن میں وقت
فرست کے کتب انبیاء سابقین کا مطالعہ کا معمول تھا تفسیر احمدی میں ہے کہ چار دنوں
پر تقسیم فرمائے تھے ایک دن عبادت کے واسطے ایک دن رفع خصوصیات کے لئے ایک روز
امور خاص میں مشغول ہوتے جو اپنی ذات سے متعلق تھے اور ایک روز وعظ و تذکیر میں بسر
فرماتے چنانچہ ایک روز آپ کے دل میں یہ بات گذری کہ میرے باپ دادا بڑے بڑے مرتبے والے
لوگ تھے کاش اللہ تعالیٰ شانہ مجھ کو بھی یہ مرتبہ عطا فرماتا۔ وحی ہوئی کہ اے داؤد ان لوگوں
نے بڑی بڑی بلاؤں پر صبر کیا تھا اور کسی طرح کی شکایت زبان پر نہ آئی اور شکر ہی کرتے رہا
حضرت داؤد علیہ السلام نے پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور میں گزارش کی کہ اے پروردگار
اگر مجھ پر بھی کوئی بلا آئیگی تو میں بھی صبر کروں گا ارشاد ہوا کہ فلان روز فلان ماہ میں تجھ پر
بلا آئیگی ہوسنیا رہو جا کہتے ہیں کہ وہ روز موعودہ دوشنبہ کا تھا اور تاریخ ماہ رجب کی
سترھویں تھی اُس دن حضرت داؤد علیہ السلام عبادت خانہ کا دروازہ بند کئے ہوئے
نماز یا زبور شریف پڑھ رہے تھے دفعۃً ابلیس ایک نہایت خوبصورت کبوتر کی صورت میں
شتمل ہو کر آیا جن کا تمام بدن سونے کا تھا اور بازو موتی اور زبرجد کے اور منقاریا قوت
احمر کی اور آنکھیں زمر داخضر کی اور دونوں پاؤں فیروزے کے حضرت داؤد علیہ السلام کے
قریب آکر بیٹھ گیا آپ اُس کی صورت دیکھ کر متعجب ہوئے اور دل میں یہ بات پیدا ہوئی
کہ کسی طرح اس کو پکڑنا چاہئے آپ نے جو اپنا ہاتھ اُس کی طرف بڑھایا وہ اڑ کر قریب کے
فاصلہ پر جا بیٹھا آپ نے بھی آگے بڑھ کر اُسے پکڑنا چاہا وہ اُڑ آگے بڑھ گیا آخر کار
آپ نے عبادت چھوڑ کر پوری ہمت اُس کے پکڑنے کی طرف صرف کی وہ کبوتر جس
روزن سے آیا تھا اُس میں سے ہو کر اڑ گیا تو آپ اپنے بالا خانہ پر چڑھ کر دیکھنے لگے
ناگاہ ایک بالا خانہ پر ایک حسینہ و جمیلہ عورت غسل کرتی ہوئی نظر پڑی آپ کو اُس پر
فریفتگی کے آثار پیدا ہو گئے اُس نے حضرت کو دیکھ کر اپنے تمام بال کھول دیے کہ جس سے

تمام بدن اُس کا چھپ گیا آپ نے خواصوں سے ارشاد کیا کہ دریافت کرو یہ کون عورت ہے ایک خواص نے عرض کی کہ اوریا ابن جبایا کی منکوحہ ہے نام اس کا میثایع ہے اور اس کی مان کا نام شایع ہے فرمایا اوریا کہاں ہے کسی نے کہا ایوب ابن صوریہ آپ کے بھانجے کے ہمراہ مقام بلقائین تعینات ہے بعض کہتے ہیں کہ آپ کے دل میں یہ بات آئی کہ اوریا کو قتل کر کے اُس کی منکوحہ سے نکاح کر لیں اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ اپنے بھانجے کو لکھا کہ اوریا جو تمہارے لشکر میں ہے اُس کو جہاد کے واسطے فلان مقام میں روانہ کرو اور تاکید کرو کہ تابوت سکینہ کے آگے رہے یا توفیح نصیب ہو یا شہید ہو جائے اور معمول یہ تھا کہ جو تابوت کے آگے رہتا وہ اکثر مارا جاتا چنانچہ ایوب یا ثواب ابن صوریہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے حکم کے موافق روانہ کیا اوریا نے جہاد میں فتح پائی۔ پھر دوسرے حکم کے موافق دوسرے شہر پر بھیجا وہاں بھی اُسے فتح نصیب ہوئی۔ جب تیسری جگہ بھیجا گیا تو اوریا شہید ہوا پس بعد انقضائے مدت عدت حضرت داؤد علیہ السلام نے سماء میثایع سے نکاح کیا اور اُن کے بطن سے حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوئے وہمذا القولُ مردود عند الکلی۔ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے زمانہ خلافت میں فرمایا کہ جو کوئی حضرت داؤد علیہ السلام کے ایسے بے اصل قصے بیان کرے گا میں اُس پر قصاص کی حد جاری کروں گا جو ایک سو ساٹھ دسے ہیں اور یہ حد ہے انبیاء پر بہتان لگانے کی ایک اور روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ خطا تھی کہ جب انہیں اوریا کی بی بی کے حسن و جمال کا حال معلوم ہوا تو آپ نے یہ آرزو کی کہ وہ کسی طرح اُنکے واسطے حلال ہو جائے اسی میں اتفاقاً وہ کسی لڑائی میں مارا گیا اس سے حضرت داؤد علیہ السلام کو اس قدر غم نہ ہوا جتنا کہ اورون کے مارے جانے سے ہوتا تھا۔ اور قتادہ کے قول کے موافق حضرت سلیمان علیہ السلام سماء میثایع زن بیوہ اوریا کے بطن سے پیدا ہوئے۔

فرشتوں کا حضرت داؤد علیہ السلام سے ایک سوال پیش کرنا اور آپ کو آپ کی خطا پر متنبہ کرنا

اسی اثنا میں ایسا ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام عبادت کے روز حجرہ کا دروازہ بند کئے ہوئے بیٹھے تھے کہ ناگاہ دو فرشتے اُن کے پاس بغیر دروازہ کھولے ہوئے چلے آئے حضرت داؤد علیہ السلام اُن کے اس طرح اندر آنے سے ڈر گئے فرشتوں نے کہا آپ خوف نہ کریں ہم دونوں میں کچھ جھگڑا ہے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے۔ آپ ہمارا راستی کے ساتھ فیصلہ کر دیجئے اور انصاف سے درگزر نہ فرمایا گا اور ہکوسیدھے راستہ پر لگا دیجئے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس تانوے^{۹۹} بکریاں یاد نبیان ہیں اور میرے پاس فقط ایک بکری ہے یہ کہتا ہے کہ یہ ایک بکری بھی مجھے دیدے اور باتوں میں مجھے دھمکاتا ہے یعنی اس نے مجھے دھمکا کر میری بکری لے لی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے دوسرے سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے اُس نے کہا یہ سچ کہتا ہے میں نے یہ چاہا تھا کہ میری تسو کی تعداد پوری ہو جائے اسلئے میں نے اُس کی بکری لے لی ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ تو ہم تجھے جب تک چھوڑینگے کہ تو اُس کی ایک بکری نہ دیدیگا اُس نے کہا کہ اے بادشاہ تو تو مجھ سے یہ نہیں دلواسکتا ہے۔ حضرت داؤد نے فرمایا کہ اگر تو نہ دیگا تو میں تیرے بیان اور یہاں ماروگا اور اُس کی ناک اور پیشانی کی طرف اشارہ کیا۔ فرشتہ نے کہا کہ داؤد یہاں اور یہاں مار کھانے کا تو تو ہی سزاوار ہے۔ تیرے پاس تانوے^{۹۹} بی بیان ہیں اور اوریا کی صرف ایک ہی بی بی تھی اور تو نے اُسے قتل بھی کرایا اور اُس کی بی بی کو بھی چھین لیا یعنی نکاح کر لیا

حضرت داؤد علیہ السلام کی دعا اللہ تعالیٰ شانہ سے

اپنے گناہ کی مغفرت کے لئے اور اُس کا قبول ہونا

پھر فرشتے یہ کمر نظر سے غائب ہو گئے اور حضرت داؤد علیہ السلام کو معلوم ہو گیا کہ اُنکی آزمائش کی گئی اور اُن سے خطا سرزد ہوئی۔ اس لئے آپ نے اپنی خطا معاف کرانے کے لئے پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور میں دعا کی اور چالیس روز تک بجز قضاے حوائج کے سجدے سے سر نہ اٹھایا اور برابر روتے رہے کہ زمین پر اُن کے آنسوؤں سے گھاس جم گئی اور اُن کے سر کو گھیر لیا۔ پھر آپ نے جناب باری میں عرض کی کہ پروردگار پیشانی زخمی ہو گئی اور آنکھیں پتھر لگیں اور داؤد کی خطا کی نسبت کوئی بھی جواب نہ آیا

دعاے حضرت داؤد علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سُبْحَانَ الْمَلٰٓئِکَۃِ الْاَعْظَمِ یَسْتَبِیْ الْخَلْقَ بِمَا یَشَآءُ
سُبْحَانَ خَالِقِ النَّوْمِ سُبْحَانَ الْفَاعِلِ بَیْنَ الْقُلُوْبِ سُبْحَانَ خَالِقِ
النُّوْرِ اِلٰہِیْ خَلِیْتُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عُدْرَیْ اِبْلِیْسَ فَلَمْ اَقْمِ لِفِتْنَتِیْ اِذَا
نَزَلْتُ لِیْ۔ سُبْحَانَ خَالِقِ النَّوْمِ۔ اِلٰہِیْ الْوَلِیُّ لِذَاوُدَ اِذَا کَشَفْتُ
عَنْهُ الْغَطَاءُ فِیْقَالَ هٰذَا ذَاوُدُ الْخَاطِیْ۔ سُبْحَانَ خَالِقِ النَّوْمِ۔
اِلٰہِیْ بِاَیِّ عَیْنٍ اَنْظَرُ اِلَیْکَ وَ اِنَّمَا یَنْظُرُ الظَّالِمُوْنَ طَرَفَ خِفَیْ
اِلٰہِیْ بِاَیِّ قَدَمٍ اَقُوْمُ اَمَّا مَکَ یَوْمَ الْقِیَمَةِ یَوْمَ نَزَلَ اَمُّ الْخَاطِیْنِ
سُبْحَانَ خَالِقِ النَّوْمِ۔ اِلٰہِیْ اَنَا الَّذِیْ لَا اَطِیْقُ حَرَّ شَمْسِکَ فَلَکِیْفَ
اَطِیْقُ حَرَّ نَارِکَ۔ سُبْحَانَ خَالِقِ النَّوْمِ۔ اِلٰہِیْ اَنَا الَّذِیْ لَا اَطِیْقُ
صَوْتَ رَاعِدِکَ فَلَکِیْفَ اَطِیْقُ صَوْتَ جَهَنَّمَ۔ سُبْحَانَ خَالِقِ النَّوْمِ۔
اِلٰہِیْ اَوْیْلُ لِذَاوُدَ مِنْ الذَّنْبِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ اَصَابَ۔ سُبْحَانَ
خَالِقِ النَّوْمِ۔ اِلٰہِیْ اَنْتَ لَعَلَّمْ بِیْرَیْ وَعَلَّیْنِیْ فَاَقْبَلْ عُدْرَیْ۔

سُبْحَانَ خَالِقِ الثَّوَرِ - اَللّٰهُمَّ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغْفِرُكَ لَوْ لِيْ وَلَا تَسْبِغْ عَذَابِيْ رَحْمَتِكَ
لَهُوَ اَي - سُبْحَانَ خَالِقِ الثَّوَرِ - اَللّٰهُمَّ اَجُوْذُ لَوْ جَهَكَ الْكَرِيْمُ مِنْ ذُلُوْنِي
الَّذِيْ اَوْ تَقْتَنِيْ - سُبْحَانَ خَالِقِ الثَّوَرِ - اَللّٰهُمَّ فَرَسَتْ مِنْ ذُلُوْنِيْ وَاعْتَرَفْتُ
بِخَطِيْئَتِيْ فَلَا تَجْعَلْنِيْ مِنَ الْفَاقِطِيْنَ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ - سُبْحَانَ
خَالِقِ الثَّوَرِ - ترجمہ پاکی ہے اُس بادشاہ عظیم الشان کو جو مبتلا کرتا ہے خلق کو
اُس چیز میں کہ چاہتا ہے - پاکی ہے خالق نور کو - پاکی ہے نیک باتوں کے الہام
کرنے والے کو جو انبیاء اور اولیاء کے دلوں میں اچھی باتیں ڈالتا ہے یعنی الہام کے
ذریعہ سے یا بطور وحی - پاکی ہے خالق نور کو - الہی چھوڑا تو نے درمیان میرے اور
میرے عذر کے ابلیس کو پس میں متحمل نہیں ہوں اُس کے فتنہ کا جب وہ مجھ پر آ پڑے -
پاکی ہے خالق نور کو - یا اللہ افسوس ہے داؤد پر جب کھولا جائے اُس سے پردہ اور
کہا جائے یہ داؤد خطا کار ہے - پاکی ہے خالق نور کو - الہی میں قیامت کے دن تجھے کو
کس آنکھ سے دیکھوں گا ایسی حالت میں کہ ظالم چوری کی نگاہوں سے دیکھتے ہوں گے -
الہی کس پاؤں سے کھڑا ہوں گا میں تیرے آگے قیامت کے دن کہ گنہگاروں کے
پاؤں اُس دن پھسلتے ہوں گے - پاکی ہے خالق نور کو - الہی میں ایسا ضعیف ہوں کہ
تیرے آفتاب کی گرمی برداشت نہیں کر سکتا پس دوزخ کی تاب کمان لا سکتا ہوں -
پاکی ہے خالق نور کو - الہی میں وہ ضعیف بندہ ہوں کہ بادل کے گرجنے کی آواز سے
دل دھڑکنے لگتا ہے - اور دوزخ کی آواز کیونکر سن سکتا ہوں - پاکی ہے خالق نور کو -
الہی افسوس اور حسرت ہے داؤد کے لئے اُس کے بڑے گناہ کے سبب سے کہ
اُس سے سرزد ہوا ہے - پاکی ہے خالق نور کو - الہی تو جانتا ہے میرے ظاہر و باطن کو
پس قبول کر تو میرے عذر کو - پاکی ہے خالق نور کو - الہی میرے گناہ محض اپنی رحمت
سے بخش دے جو میری خواہش نفسانی سے سرزد ہوئے ہیں اور اپنی رحمت سے مجھے

دور نہ رکھ۔ پاکی ہے خالق نور کو۔ الہی پناہ مانگتا ہوں تیری بزرگ ذات کے وسیلے سے اپنے گناہوں کی تباہ کاری سے کہ جن گناہوں نے مجھ کو جکڑ رکھا ہے۔ پاکی ہے خالق نور کو۔ الہی بھاگائین اپنے گناہوں سے اور اعتراف کیا میں نے اپنی خطاؤں کا پس تو مجھ کو نا اُمیدوں میں سے نکال کر۔ پاکی ہے خالق نور کو۔

رَبُّ الْعَرْشِ کے حضور سے ندا آئی کہ اگر تو بھوکا ہے تو کھانا بھیجوں اور اگر تو بیمار ہے تو تجھے اچھا کر دوں اور اگر تو مظلوم ہے تو میں تیری امداد کروں عرض کر کہ تو کیا چاہتا ہے یہ سننے ہی داؤد نے ایک آہ سرد کا ایسا نعرہ مارا کہ جو گھاس جھی ہوئی تھی وہ بالکل زرد ہو گئی اس پر اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی۔ اور وحی بھیجی کہ اپنا سر اٹھا ہم نے تیری خطا معاف کر دی۔ آپ نے عرض کی کہ پروردگار میں یہ کیونکر جانوں کہ تو نے میرا قصور معاف کیا۔ تو تو عادل حاکم ہے قضایا میں کسی کی رعایت کبھی نہیں کرتا ہے۔ جب اور یا قیامت کے دن اپنا سر ہتیلی پر لئے عرش کے پاس آئیگا اور اُس کی گردن کی رگوں سے خون ٹپکتا ہوگا اور وہ کیسے کہ یارب داؤد سے پوچھے کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے وحی بھیجی کہ جب وہ یہ دعوے کریگا تو میں تجھے اُس مانگ لوں گا اور وہ تجھ کو مجھے دیدیگا اُس کے عوض میں میں اُسے جنت دوں گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی کہ یارب اب میں جان گیا کہ تو نے اپنے فضل و کرم سے میری خطا معاف کر دی۔ لیکن اس کے بعد بھی آپ نے تمام عمر اللہ تعالیٰ شانہ کی شرم سے آسمان کی طرف نہیں دیکھا اور اپنے ماتھے پر اپنی خطا لکھ لی جب اُسے دیکھتے تو اُن کا ماتھ کا تپ جاتا تھا اور جب پانی پینے کے لئے برتن ماتھ سے اٹھاتے تو نصف یا ایک تہائی پیتے ہی انہیں اپنی خطا یاد آ جاتی تو ایسے رو پڑتے تھے کہ جس سے اُنکے عضو عضو ایک دوسرے سے جدا ہونے کے قریب ہو جاتے تھے اور روتے روتے برتن آنسوؤں سے بھر جاتا تھا۔ اور آدمی کہا کرتے تھے کہ داؤد کے آنسو اتنے بہت ہیں کہ تمام دنیا کے

آدمیوں کے آنسوؤں کے برابر ہیں قیامت کے دن جب حضرت داؤد علیہ السلام میدانِ حشر میں آئیں گے تو اُن کی خطا اُن کی بتلی پر لکھی ہوگی اور کہیں گے یا سرتِ ذنبیٰ ذنبیٰ مجھے آگے کر جب آگے جائیں گے تو اُن کو تسلی نہ ہوگی تو کہیں گے مجھے پیچھے کر اور جب پیچھے جائیں گے تو پھر بھی اُن کی تسلی نہ ہوگی اور وہی اضطراب رہے گا۔

روایت ہے علقمہ بن مرثد سے کہ کہا اگر جمع کئے جائیں اشکِ سب زمین کے رہنے والوں کے تو نہ برابر ہوں حضرت داؤد علیہ السلام کے آنسوؤں کے جب کہ اُن سے زلتِ اقدام واقع ہوئی اور اگر اشکِ تمام زمین کے رہنے والوں کے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے جمع کئے جائیں تو نہ برابر ہوں حضرت آدم علیہ السلام کے آنسوؤں کے جس وقت کہ وہ جنت سے گرائے گئے۔

روایت کی احمد نے اسمعیل بن عبد اللہ بن ابی السہاجر سے کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر اُن کے لوگ خفا ہوتے تھے اُن کے رونے کے سبب سے تو حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے تھے کہ چھوڑو مجھ کو کہ رولوں میں رونے کے دن سے پہلے اور ہڈیوں کے جلنے سے پہلے۔ اور شعلہ مارنے والی آگ میں داخل ہونے سے پہلے اور اُس سے پہلے کہ حکم کیا جائے میرے لئے اُن ملائکہ کو جن کی تعریف یہ ہے غَلَاظٌ مِشْكَاةٌ لَا يَعْصُونَكَ اللَّهُ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ترجمہ درشت خوہن اور سخت قوی ہیں اور نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی اُس میں کہ اُن کو حکم کیا جاتا ہے اور کرتے ہیں وہ جو حکم کئے جاتے ہیں یعنی فرشتگانِ دوزخ۔

روایت کی احمد نے عثمان بن ابی العاکفہ سے اُس نے کہا کہ یہ جملہ حضرت داؤد علیہ السلام کی دعا میں سے تھے۔ سُبْحَانَكَ إِلَهِي إِذَا ذُكِرْتُ مَخِطِيئِي صَافَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ رَبِّ بِحُجَّتِهَا إِذَا ذُكِرْتُ سَرَحَتِ لِي أَسْمَاءُ تِلْكَ إِلَهِي مُرْجِيٌّ سُبْحَانَكَ إِلَهِي أَتَيْتُ أَطْيَاءَ عِبَادِكَ لِيَدَّ أُوْدِيَّ خَطِيئَتِي

وَكُلُّهُمْ عَلِيلٌ بَدَنِيًّا ترجمہ پاکی ہے تیرے واسطے اے اللہ جس وقت میں یاد کرتا ہوں اپنی خطا کو تنگ ہو جاتی ہے مجھ پر زمین باوجود فراخی کے اور جب یاد کرتا ہوں میں تیری رحمت کو جان آ جاتی ہے مجھ میں پاکی ہے تیرے واسطے الہی آیا میں تیرے بندوں کے طبیبوں پاس تاکہ وہ علاج کریں میرے گناہوں کا پس وہ سب بیمار نکلتے میرے گناہوں کے سبب سے۔

روایت عبدالرحمن بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام بعد از نازل کے ہر صبح کو تین بار پڑھتے تھے اَللّٰهُمَّ مَا كَتَبْتَ فِيْ هَذَا الْيَوْمِ مِنْ مَّصِيْبَةٍ فَخَلِّصْنِيْ اور جب شام ہوتی تو تین بار پڑھتے وَمَا اَنْزَلْتَ فِيْ هَذَا الْيَوْمِ مِنْ خَيْرٍ فَارْتِنِيْ مِنْهُ نَصِيْبًا۔

روایت کی حاکم نے اور تصحیح کی اُس کی سعید بن ہلال نے روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی عیادت کیا کرتے تھے لوگ یہ سمجھ کر کہ یہ بیمار ہیں حالانکہ وہ بیمار نہ تھے اور کوئی مرض اُن کو نہ دکھایہ حال اُن کا صرف خوفِ خدا سے تھا۔

روایت کی بیہقی نے کتاب شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ کہا نہیں پہونچا داؤد علیہ السلام کو جو کچھ کہ پہونچا اُن کو بعد تقدیر الہی کے مگر بسبب عجب کے کہ اچھا جانا اپنی ذات کو اور وہ یہ تھا کہ اُنہوں نے کہا اے رب میرے نہیں ہے کوئی ساعتِ رات سے اور نہ دن سے مگر کہ حال یہ ہے کہ کوئی عبادت کرنے والا آلِ داؤد سے عبادت کرتا ہے تیری اور نماز پڑھتا ہے تیری یا سبج کرتا ہے یا تکبیر کہتا ہے اور ذکر کہیں حضرت داؤد علیہ السلام نے اور بھی کتنی چیزیں پس مکروہ رکھا اس کو اللہ تعالیٰ شانہ نے اور فرمایا کہ اے داؤد بے شبہ یہ نہ تھا مگر میرے فضل و کرم کے سبب سے۔ پس اگر نہ ہوتی میری طرف سے توفیق اس کی تو نہ قوت پاتا تو اُس پر۔ قسم ہے اپنے جلال کی البتہ سو نو نگاہیں تجھ کو تیرے نفس کے ماتحتوں میں ایک دن پس ڈرے داؤد علیہ السلام

اور عرض کی کہ اے رب میرے خبر دیجیو مجھ کو پس پوچھا اُن کو فتنہ اُس دن پس آگاہ ہوا
حضرت داؤد علیہ السلام اور گریہ و بھانہ شروع کی اور گزرا اُن پر جو کچھ کہ گذرا آخر کار پروردگار
تعالیٰ شانہ نے اُن کی توبہ کو قبول فرمایا اور اُن کو بخشا یا اللہ تو تمام جہان کا خالق و مالک ہے
اور تجھ کو اپنے نیک اور فرمان بردار بندوں پر پیار ہے مگر میں تجھی سے مانگتا ہوں جو کچھ مانگنا
ہوں لیکن پیارے بندوں کا واسطہ تیرے حضور میں پیش کرتا ہوں کہ میری خطاؤں کو
بخشدے اور میرا نام اُن لوگوں میں لکھدے جو تجھ سے ڈرتے ہیں اور تیری فرمان برداری
کرتے ہیں اور تو اُن کو چاہتا ہے ۵

نیا و دم از خانہ چیزے بخشست	تو دادی ہمہ چیز من چیز تست
-----------------------------	----------------------------

جب گریہ وزاری حضرت داؤد علیہ السلام کی اپنی حد سے گذری تو ناگاہ دریاے رحمت
الہی کو جوش ہوا اور نوید بخشش لیکر فرشتہ مقرب پہونچا ۵

مژدہ اے دل کہ میا نفسے می آید	کہ زانقاس خوشش بوسے کسے می آید
-------------------------------	--------------------------------

کلام معجز نظام حضرت باری تعالیٰ شانہ اس بخشش کی خبر یوں دیتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ
شانہ فَعَظَرَ كَالْهَذَلِ طَوْرًا لَّكَ عِنْدَنَا كَرُفًا وَحَسَنَ مَا أَتَىٰ ۝ ترجمہ پس ہم نے
بخشی اُس کے لئے وہ لغزش اُس کی اور بلا شبہ اُس کے لئے ہمارے نزدیک قربت ہے
اور اچھی بازگشت ہے ارباب تفسیر نے اس بازگشت سے جنت کو مراد لیا ہے پس
جب کہ خداے تعالیٰ شانہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش کو بخش دیا تو وہ مغفورا اور مبرور
اور مقرب حق کے ہو گئے اور روایتاً یہ بات بیان کی گئی ہے کہ بعد قبول ہونے توبہ کے
بھی حضرت داؤد علیہ السلام تیس برس شب و روز روتے رہے اور جس طرح پانی کے جاری
ہونے کا نشان زمین پر پڑ جاتا ہے اسی طرح اُن کے آنسوؤں کے جاری ہونے کا نشان
اُن کے رخسار اے مبارک پر پڑ گیا تھا جو دور سے دیکھا جاتا تھا اور آپ جو چیز گھاتے پیتے
تھے اُس میں اُن کے آنسوؤں کی شرکت ضرور ہو جاتی تھی۔ علماء فرماتے ہیں کہ بعد قبول

توبہ کے آپ نے اپنے ہر کام کے لئے ایک ایک روز بانٹ دیا تھا۔ ایک روز تو آپ بنی اسرائیل کے قضا یا کا فیصلہ کرتے۔ اور ایک روز اپنی ازواج اور آل و اولاد میں بسر کرتے۔ اور ایک روز جنگوں میں اور پہاڑوں میں اور دریا کے کنارے پھرتے تھے اور قدرت الہی کا تماشا کرتے تھے اور ایک روز خلوت میں بیٹھتے اور اُس مکان میں چار ہزار محرابیں تھیں سب راہب یعنی عابد و درویش وہاں جمع ہو کر حضرت کے ساتھ فوجہ کرتے اور اُس واحد لاشریک سے بخشش طلب کرتے اور اس کا مفصل ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ المختصر آپ روتے روتے بیہوش ہو جاتے اور اُن کا بچھونا آنسوؤں سے تر ہو جاتا اور اس قدر تڑپتے کہ مچھلی پانی سے نکل کر تڑپتی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام اُن کے فرزند اُن کو اٹھاتے تو وہ آنسو اپنی ہتیلی پر لیتے اور اپنے منہ پر ملتے اور بارگاہ الہی میں عرض کرتے **يَا رَبِّ اغْفِرْ مَا تَرَىٰ تَرَىٰ تَرْجُمُهُ اَسْءَلَ رَبِّي بِخَشْيِكَ وَبِطَعْنِكَ** اور کہا وہ سب نے جب توبہ انکی اللہ تعالیٰ شانہ نے قبول فرمائی تو عرض کی داؤد علیہ السلام **يَا رَبِّ اغْفِرْ لِي فَكَيْفَ لِي اَنْ اَكْسِي خَطِيئَتِي فَاَسْتَغْفِرَ مِنْهَا وَلِلْحَاطِطِينَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَمَةِ** ترجمہ اے رب میرے بخشا تو نے میرا گناہ پس میں کیونکر بھولوں اپنے گناہ پس بخشش مانگتا ہوں میں اپنے گناہ کی اور روز قیامت تک کے گناہگاروں کے لئے انتہی۔ اس خطا کے سبب سے بنی اسرائیل اُن سے پھر گئے اور نافرمانی کرنے لگے۔ اور خود اُن کے بیٹے ایثانے جس کی مان طاہوت کی بیٹی تھی بغاوت کی اور قوم کو اپنی امداد کے لئے جمع کیا اور کچھ سرکش اور بد معاش لوگ اُسکے ساتھ ہو بھی گئے اور وہ اپنے بیٹے سے رُٹے اور اُسے شکست دیکر ہگادیا اور اُس کے پیچھے اپنے ایک سردار کو بھیجا اور حکم دیا کہ اُس سے مہربانی کے ساتھ پیش آئے اور اُسے قید کر لے مگر قتل نہ کرے جب یہ سردار اُس کے پیچھے گیا تو وہ بھاگتے بھاگتے ایک درخت کے پاس پناہ گیر ہوا وہاں اُس نے ایثا کو قتل کر دیا اس سے حضرت داؤد علیہ السلام کو سخت رنج ہوا اور

اُس سردار سے وہ نہایت ناخوش ہوئے۔

بیت المقدس کی تعمیر اور حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات
 حضرت داؤد کا بیت المقدس کی جگہ تجویز کر کے اُس کی تعمیر کی
 ابتدا کرنا اور حضرت سلیمانؑ کا اُسے تمام کرنا

کہتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بڑا سخت طاعون پھیلنا تھا اُس کے لئے حضرت
 داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ شانہ سے دعا مانگنے کے لئے نکلے اور وہاں گئے جہاں اب بیت المقدس
 ہے کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں سے فرشتے آسمان کو جا رہے ہیں اس لئے وہ اُس مقام پر دعا
 کے لئے پہنچے اور صخرہ کے مقام پر کھڑے ہو کر طاعون کے دور ہونے کے واسطے اللہ تعالیٰ
 شانہ سے دعا کرنے لگے اور وہ دعا فوراً قبول ہو گئی اور طاعون جاتا رہا اس واسطے بنی اسرائیل
 نے اس مقام کو اپنے لئے مسجد بنالیا۔ اور بنا حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے جلوس سے
 شروع ہوئی لیکن حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر اُس کے تمام ہونے سے پہلے تمام ہو گئی
 اور آپ نے حضرت سلیمانؑ کو اُس کے تمام کرنے اور اُس سردار کے مار ڈالنے کی وصیت
 کر دی جس نے ایسا بن داؤد یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کے بھائی کو قتل کیا تھا۔ جب
 حضرت داؤد علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُن کے حکم کی
 تعمیل کی اُس سردار کو مار ڈالا اور مسجد کو بھی بنا کر مکمل کر دیا۔ یہ مسجد سنگ رخام سے
 بنائی گئی اور سونے کے کام سے آرائش دی گئی اور اُس میں جواہر جڑوا دئے اور
 ایسی رفیع الشان اور مستحکم عمارت ہے کہ مبالغہ کے طریقہ سے کہا جاتا ہے کہ دیووں
 کے ماتھ کی بنائی ہوئی ہے جب حضرت سلیمان علیہ السلام مسجد کی تعمیر سے فرصت پا چکے
 تو اُس روز آپ نے بڑی خوشی کی اور خداوند تعالیٰ شانہ کی جناب میں قربانی نذر کی
 جسے اللہ تعالیٰ شانہ نے قبول فرمایا۔ اس مسجد کی بنا پہلے شہر کی تعمیر سے شروع ہوئی تھی

جب شہر کو وہ بنا چکے تو انہوں نے مسجد کی تعمیر شروع کی لوگوں نے اس عمارت کی نسبت ایسے ایسے مبالغہ کئے ہیں جو قیاس سے باہر ہیں لہذا وہ سب باتیں قلم انداز کی جاتی ہیں اور بعض اہل تاریخ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان ہی نے اس مسجد کی ابتدا کی تھی اور حضرت داؤد نے فقط یہی ارادہ کیا تھا کہ اُسے بنائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ شانہ نے انہیں کھلا بھیجا کہ مسجد مقدس مکان ہے تو اس کا بانی نہیں ہو سکتا ہے تیرے ماتھے خون میں رنگ چکے ہیں لیکن تیرے بیٹے سلیمان نے کوئی خون نہیں کیا ہے وہ اسے بنائیگا جب سلیمان علیہ السلام بادشاہ ہوئے تو انہوں نے اس مسجد کی تعمیر کی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات اور اُنکی اولاد اور عمر وغیرہ

حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک کنیز تھی جو اُن کے مکان کا قفل شب کو لگا کر کنجیان اُن کو دیدیا کرتی تھی جس شب کو آپ کا انتقال ہوا اُس کنیز نے حسب معمول دروازے مکان کے مقفل کر کے کنجیان آپ کو لاکر دیدین مگر اُس کنیز نے کیا دیکھا کہ مکان میں ایک مرد موجود ہے کنیز نے اُس سے پوچھا کہ تو مکان میں کس طرح آیا اُس نے کہا کہ میں ایسا آدمی ہوں جو بادشاہوں کے مکانات میں بے اجازت چلا آتا ہوں میرے واسطے اجازت کی ضرورت نہیں جب حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ بات سنی تو فرمایا کیا تو ملک الموت ہے اُس نے کہا ہاں حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے پہلے سے کیوں مجھے مطلع نہ کیا کہ میں موت کے لئے تیار ہو جاتا اُس نے کہا کہ میں نے تو تجھے بہت پہلے سے اطلاع دیدی ہے اور بار بار اطلاع دی ہے اور بہت اچھی طرح خبردار کر دیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ کس کی معرفت پیام بھیجا تھا۔ ملک الموت نے کہا کہ کیا تو نے اپنے باپ سے یہ بات نہیں سنی کہ تیرا داد امر گیا اور تو نے اپنی آنکھوں سے اپنی ماں اور باپ کو مرتے ہوئے نہیں دیکھا اور کیا سیکڑن آدمی تیری آنکھوں کے سامنے نہیں مرے۔ تیرے بھائی بند

کہاں بہن تیرے پڑوسی کدھر گئے تیرے دوست آشنا کیا ہوئے داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ سب مر گئے ملک الموت نے کہا یہی تو تیرے قاصد تھے اور تجھے آگاہ و خبردار کر کے چلے گئے اب اگر تو نہ سمجھے تو تیری سمجھ کا قصور ہے میں نے تو تجھے آگاہ کر دیا تھا کہ دیکھ جیسے یہ مرتے بہن تو بھی بہت جلد یونہی مرے والا ہے۔ پھر ملک الموت نے آپ کی روح مبارک قبض کر لی تو علم نبوت اور امور سلطنت اُن کے ورثہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے اُنیس^{۱۹} اولاد تھیں اُن میں صرف حضرت سلیمان علیہ السلام ہی کو یہ علم نبوت اور سلطنت ورثہ پدوسی میں ملی اور عمر حضرت داؤد علیہ السلام کی سو برس کی ہوئی تھی اور آپ نے چالیس برس حکومت کی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی زندگی کے حالات تو بالاجمال سب تمام ہو چکے اب کچھ حالات اُن کے عدل و انصاف کے بطور اختصار بیان ہوتے ہیں کہ خاص عالم سب اُس سے قائدہ اٹھائیں اور یہ خیال نہ کریں کہ یہ بات ہمارے خیال اور قیاس میں آئی اور یہ نہ آئی اس لئے کہ اس کے واسطے کوئی قاعدہ وضع نہیں کیا گیا ہے کہ جو بات ہماری عقل میں نہ آئے اُس کے وجود سے انکار کر دیا جائے۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ اُن کے ظاہر ہونے سے پہلے کوئی شخص بیان کرتا تو کوئی عقل والا آدمی اُسے تسلیم نہ کرتا مثلاً تار کی خبر۔ ریل کا سفر۔ اور ان کے ظاہر ہونے کے بعد اب کسی کو انکار کا موقع نہ رہا۔ دوسری بات یہ ہے کہ زمانہ قدیم کی اصطلاحیں بھی ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اس وجہ سے مطالب کے سمجھنے میں اور بھی دقت ہو گئی ہے ہر کیف نہ جاننے سے کسی شے کا جاننا اچھا ہے اور ان اچھے لوگوں کی حکایتیں اور تذکرے کسی حالت میں خالی قائدے سے نہیں وھو ہذا۔

روایت ہے کہ بعد تو یہ اور مغفرت کے حضرت داؤد علیہ السلام بیس برس اور بھی روئے روایت یہ بات بیان کی ہے کہ جب یہ خطا آپ سے صادر ہوئی ہے تو عمر حضرت داؤد

علیہ السلام کی شہر بس کی تھی اور اس خطا کے صادر ہونے کے بعد اپنی عمر کے دن چار قسم پر تقسیم کر دئے تھے۔ ایک فیصلہ قضا یا خصومات کے لئے۔ اور ایک اپنے امور آغاگی کے واسطے اور ایک دن تسبیح کے لئے جو جنگل اور پہاڑ اور دریا پر جا کر کیا کرتے تھے اور ایک دن گھر میں تنہا رہتے اور اُس گھر میں چار ہزار عرابین تھیں اور سوائے اپنے مشرب کے لوگوں کے اور کسی کو دخل نہ تھا اُس روز آپ اُن لوگوں کے ساتھ اپنے حال پر روتے۔ اور جب سیاحت کا دن ہوتا تو جنگل میں نکل جاتے اور مزامیر کے ساتھ گاتے اور روتے اور درخت اور وحوش اور طیور اُن کا ساتھ دیتے اور اُن کی آنکھوں سے اشک نہر کے مثل جاری ہوتے بعد اس کے پہاڑوں کی طرف تشریف لیجاتے اور پہاڑ اور پتھر آپ کے ساتھ روتے۔ پھر دریا کے کنارے پر تشریف لاتے تو بحری جانور اُن کا ساتھ دیتے جب شام ہوتی تو چلے آتے۔ اور جب خاص اپنے نوحہ کا دن آتا تو منادی ندا کرتا کہ آج داؤد کے نوحہ کا دن ہے جس کو شرکت منظور ہو آوے تو عابد لوگ محراب والے مکان میں داخل ہوتے اور بوریا یعنی چٹائی کا فرش بچھایا جاتا اُس پر چار ہزار عابد بیٹھتے اور حضرت داؤد علیہ السلام رونا شروع کرتے اور عابد لوگوں پر آپ کے گریہ کا اثر پڑتا اور وہ لوگ اس قدر روتے کہ بعض اُن میں سے ہلاک ہو جاتے اور حضرت داؤد علیہ السلام مچھلی کی طرح سے تڑپتے اور تمام فرش رونے والوں کے آنسوؤں سے تر ہو جاتا جب آپ تڑپتے تڑپتے بے ہوش ہو جاتے تو حضرت سلیمان علیہ السلام آکر آپ کو اٹھاتے اور منہ آپ کا دھولاتے اور کہتے کہ یا اللہ میرے باپ کو بخش دے۔

وہاب ابن منبہ سے روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس خطا کے بعد پھر عمر بھر پانی نہیں پیا مگر آنسو اُس میں ملے ہوتے اور کھانا نہیں کھایا مگر وہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اس خطا کے بعد سوکھی روٹی پر نمک چھڑکتے اور اپنے آنسوؤں سے تر کر کے تناول فرماتے

اور کہتے کہ گناہگار دن کی خوراک یہی ہے سترہ برس اسی طرح گزرے۔ وہب ابن منبہ کہتے ہیں کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کا گناہ معاف ہوا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی کہ رب العالمین تو نے میرا گناہ بخشا اب مجھے وہ بات بتا کہ قیامت تک اپنے گناہ کو یاد رکھوں تو بحکم پروردگار تعالیٰ شانہ اُن کے ہاتھوں کی ہتیلیوں پر وہ گناہ لکھ گیا جب کھانا پانی ہاتھوں سے کھاتے پیتے تو اُس کو دیکھ دیکھ کے روتے اور جب منبر پر خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوتے تو لوگوں کو اپنا ہاتھ دکھاتے دیکھنے والے اُسے دیکھ کر روتے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام بعد عفو خطا گناہوں کے پاس بیٹھے اور کہتے کہ گناہگار داؤد تمہارے پاس آیا ہے اور قبل خطا کے آدمی رات عبادت کرتے اور چہرہ عینے روزہ رکھتے اور جب سے خطا صا در ہوئی تھی تو ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور تمام شب عبادت کرتے تھے۔

قصص میں وارد ہے کہ وحوش و طیور حضرت داؤد علیہ السلام کا پڑھنا سنا کرتے تھے اور جب قصور سرزد ہوا تو اُنہوں نے پڑھنا سنا چھوڑ دیا۔ اور یہ کہتے تھے کہ اے داؤد صلاوت صوت سے تیری خطا معاف ہوئی ہے اور حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام اپنا گناہ یاد کرتے تو اُن کے اعضا جُدا ہو جاتے تھے اور جب عفو گناہ کا خیال آتا تو پھر اصلی حالت پر آ جاتے تھے۔

العقصة جب توبہ حضرت داؤد علیہ السلام کی قبول ہوئی تو پھر تخت سلطنت پر بیٹھے اور حکم رانی کرنے لگے اور ارشاد ہوا۔ اَنَا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ يَا الْحَيُّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يُضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ يَوْمَ يُنَادُّ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ترجمہ اے داؤد ہم نے کیا تجھ کو نائب مملکت میں پس حکومت کر لوگوں میں انصاف سے اور نہ چل نفس کی خواہش پر کہ تجھ کو پھسلا دے اللہ کی راہ سے مقرر جو لوگ پھسلتے ہیں اللہ کی راہ سے

اُن کو سخت مار ہے اسپر کہ بھلا دیا حساب کے دن کو۔ بعض اہل سیر نے لکھا ہے کہ جن دنوں حضرت داؤد علیہ السلام مبتلائے بلائے زلت ہوئے ہیں اُن دنوں میں سقماے بنی اسرائیل نے شلوم ابن داؤد کو جو طالوت کا نواسا تھا بجائے حضرت داؤد علیہ السلام کے بادشاہ کرنا چاہا اور وہ بھی مستعد ہو گیا یہ خبر جو آپ کو پہنچی تو آپ اپنے بھائی مسمیٰ بن تواب کو ہمراہ لیکر بنی اسرائیل کے لشکر سے نکل گئے شلوم نے ارادہ روکنے کا کیا حضرت داؤد علیہ السلام نے وزیر اعظم کو نصیحت کے لئے بھیجا شلوم بھائی کا حضرت داؤد علیہ السلام نے تواب کو روانہ کیا کہ توجا کر شلوم کو یہ تدبیر صائب پھیر لا مگر قتل نہ کرنا تواب نے شلوم کا تعاقب کیا اور اُس کو گھیر لیا اور حضرت کا ارشاد یاد نہ رہا اُسے قتل کر کے لٹا دیا حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ اب میں تجھے اُس کے قصاص میں مارونگا لیکن بھلا وقت اور انتظام سلطنت کے اصول اجراءے حکم قصاص میں توقف ہوا مگر مرض موت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو وصیت فرما گئے کہ میرے بعد اس کے قصاص میں قتل نہ کرنا **روایت** ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل کی ایسی کثرت ہوئی کہ آپ کو تعجب ہوا وحی ہوئی کہ داؤد جب ابراہیم نے اسمعیل کے ذبح کا قصد کیا تھا اُس وقت میں نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں اولاد ابراہیم زیادہ کرونگا وہ وعدہ پورا وفا کیا مگر ان لوگوں نے بہت کام میری رضا کے خلاف کئے اب میں ان کو بلا میں ڈالوں گا تو تین بلاؤں میں سے ایک بلا قبول کر۔ اوّل قحط دوسرے استیلاے عدو۔ تیسرے طاعون۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے قوم کو حاضر کر کے مشورہ کیا اور سب نے طاعون قبول کیا چنانچہ ایک لاکھ شتر ہزار بنی اسرائیل اس بلا سے مرے۔ حضرت داؤد علیہ السلام بنی اسرائیل کے علما اور احبار کو ساتھ لیکر نکلے اور صخرہ بیت المقدس میں جلوہ فرما رہے اور ارشاد کیا کہ اے بنی اسرائیل تمہاری قوم نے اکثر غضب الہی سے نجات پائی ہے اس کا شکر کرو اور ایک مسجد یہاں بناؤ بنی اسرائیل نے قبول کیا اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر شروع

ہوئی جب چار دیواری قد آدم بلند ہوئی تو وحی ہوئی کہ تعمیر اسکی موقوف کر اس کی تکمیل
تیرے بیٹے سلیمان کے ہاتھ سے ہوگی حضرت داؤد علیہ السلام دست کش ہوئے اور حضرت
سلیمان علیہ السلام نے اپنے عہد نبوت میں اُسے تمام کیا۔

روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام توبہ قبول ہونے کے بعد اہنین بی بی
کے بطن سے پیدا ہوئے ہیں اور ایام طفولیت ہی سے اقبال کی نشانیان ناصیہ شریف
سے چمکنے لگیں اور نہایت خوبصورت نظر آنے لگے اور اللہ تعالیٰ شانہ نے دانائی اور
فراست ایسی عطا فرمائی تھی کہ حضرت داؤد علیہ السلام امور سلطنت میں اُن سے مشورہ
لینے لگے۔ چنانچہ ایک روز دو دہقانی محکمہ داؤدی میں حاضر ہوئے ایک کا نام ایلیا تھا
باغ یا کشت کا مالک اور دوسرا یوحنا بکریوں کا مالک ایلیا نے آکر فریاد کی کہ اے خلیفہ خدا
میرا بڑوسی یوحنا رات کے وقت بکریاں چراتا تھا وہ بکریاں میرے کھیت میں پڑ گئیں اور
کھیت کھا گئیں حضرت داؤد نے یوحنا سے جواب پوچھا اُس نے کہا درست ہے حضرت
داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ بکریوں کی اور غلہ کی قیمت متخص کرو چنانچہ تشخیص کے وقت
اُس کے کھیت کا اتنا نقصان ٹھہرا کہ جتنی بکریوں کی قیمت تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے
حکم فرمایا کہ یوحنا بکریاں ایلیا کو سپرد کر دے۔ یوحنا نے محکمہ سے نکل کر یہ ماجرا بیان کیا
حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو سنا تو فرمایا اگر میں اسکو فیصل کرتا تو ایسا حکم دیتا کہ فریقین
رضا مند رہتے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے کانوں تک بھی یہ بات پہونچی آپ نے حضرت
سلیمان علیہ السلام کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ تمہارے خیال میں جو حکم فریقین کے حق میں
بہتر ہو بیان کرو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بکریاں ایلیا کو دی جائیں جو کھیت کا
مالک ہے کہ اُن بکریوں کی اُون اور بچوں اور دودھ سے نفع اُٹھائے اور کھیت یوحنا
کے سپرد کیا جائے کہ وہ کھیت کو جوتے اور بولے اور حالت اصلی پر لا کر ایلیا کے حوالے کرے
اور اپنی بکریاں اُس سے واپس لے لے۔ اس فیصلہ سے حضرت داؤد علیہ السلام بھی

خوش ہوئے اور وہ دونوں مخاصم بھی رضا مندر ہے اُس وقت عمر حضرت سلیمان علیہ السلام کی گیارہ برس کی تھی اور بعض راوی تیرہ برس کی بتاتے ہیں چنانچہ اسی قضیہ کا اشارہ قرآن شریف پارہ اقرب للناس من ہے۔ وَكَادُودُ وَسُلَيْمَانُ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفِثَتْ فِيهِ عَنُومُ الْقَوْمِ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ط فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ط وَكَلَّا اَلَيْسَ احْكُمًا وَعَلِمًا تَرَجِمَ اور داؤد اور سلیمان کا قصہ بھی لوگوں کو یاد دلایا۔ جب کہ وہ کھیتی کے بارے میں جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات میں جا پڑی تھیں فیصلہ کرنے لگے اور ہم اُن کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے اُس وقت ہم نے سلیمان کو صحیح فیصلہ سمجھا دیا اور یوں تو ہم نے دونوں ہی کو فیصلہ کا سلیقہ اور علم دیا تھا۔ بعض نے اس قصہ کو یوں بھی بیان کیا ہے کہ بکریاں کہیں کسی انگور کے باغ میں جا پڑی تھیں اور انگور کھالے تھے اور انگور کی تاک کو خراب کر ڈالا تھا حضرت داؤد علیہ السلام نے حکم دیا کہ بکریاں اُس قیمت کے موافق جتنا کھیت اُس کا پامال ہوا ہے کھیت والے کو دیدی جائیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بہتر یہ کھیت بکریوں کے مالک کو دیدیا جائے اور وہ اُس وقت تک اُس کی خدمت کرے کہ وہ پہلی حالت پر نہ آجائے کہ جب وہ پامال ہوا تھا۔ اور بکریاں کھیت والے کو دیدی جائیں کہ وہ اُس سے اُس وقت تک فائدہ اٹھاتا رہے کہ اُس کا کھیت اپنی پہلی حالت پر آجائے۔ پھر بکریوں کا مالک اپنی بکریاں واپس کر لے حضرت داؤد نے اس فیصلہ کو پسند فرمایا اور یہی حکم جاری کر دیا اور فریقین بھی رضا مندر ہے اسی فیصلہ کا اشارہ اوپر کی آیت میں ہے چنانچہ اس کے اوپر ہی یہ قصہ مفصل بیان ہو چکا ہے۔ پہلی عبارت تفریح الاذکیا سے لی گئی ہے اور یہ عبارت تاریخ کامل ابن الاثیر الجزری سے نقل کی گئی ہے علمائے فرماتے ہیں کہ جملہ مجتہدین احکام فروعیہ میں مصیب ہوا کرتے ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام نے اس حکم کے دینے میں خطا کی تھی جو اللہ تعالیٰ شانہ کے نزدیک صحیح تھا۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ٹھیک فیصلہ کیا تھا اُس پر بھی اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا
وَكَلَّا اَتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے عادات اور ہوا کا اُنکی
اطاعت کرنا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلطنت کا ملنا

اہل تاریخ کہتے ہیں اکثر مقدمات میں تجویزاً خیر حضرت سلیمان علیہ السلام کی رائے پر منحصر تھی
تفاسیر معتمدہ میں ملاحظہ سے گذرا ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر آخر ہوئی تو حضرت
جبریل علیہ السلام حضرت باری تعالیٰ شانہ کے حضور سے ایک صندوق حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے لائے اور
کہا کہ اپنے فرزندوں کو جمع کر کے سب سے استفسار کیجئے کہ اس صندوق پر کیا ہے
جو بیٹا آپ کا اس کی چیزیں بتا دے اُسی کو آپ کی سلطنت اور خلافت عطا ہوگی اُس وقت
حضرت داؤد علیہ السلام کے بارہ یا اُنیس فرزند تھے اور ہر ایک دعویٰ سلطنت تھا
چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے لڑکوں سے پوچھا کسی نے جواب نہ دیا مگر حضرت
سلیمان علیہ السلام نے جواب دیا کہ اُس میں ایک انگشتری اور ایک تازیانہ اور ایک
مہری خط ہے اُسی وقت حضرت داؤد علیہ السلام نے اُسے کھولا تو وہی نکلا۔ حضرت
جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ داؤد یہ انگشتری جنت کی ہے اس کی خاصیت یہ ہے کہ
جو شخص اس میں دیکھے تو اُسے شرق سے غرب تک نظر آوے اور جو کچھ چاہے اُسے حاصل
ہو اور تازیانہ دو رخ کا ہے خاصیت اس کی یہ ہے کہ جو شخص اس تازیانہ کے مالک کا
مطیع نہ ہو وہ سزا پائے اور اس خط میں پانچ سوال ہیں ان کا جواب اپنے بیٹوں سے
پوچھئے جو جواب دے وہ مالک اور وارث قرار پائے چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے
اپنے بیٹوں کو بلایا اور علماء قوم کو بھی طلب کیا اور سوال کیا کہ ایمان۔ محبت
عقل۔ شرم۔ قوت بدن میں کس کس جگہ ہے۔ کسی بیٹے نے جواب نہ دیا مگر

مگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ ایمان و محبت دل میں ہے اور مقام عقل سر ہے
 اور جاے شرم آنکھوں میں اور قوت استخوان میں۔ اسی وقت حضرت داؤد علیہ السلام نے
 تازیانہ اور خاتم عنایت فرما کر تخت سلطنت پر بٹھا دیا اور دوسرے دن وفات فرمائی
 بعض علمایہ فرماتے ہیں کہ ان سوالات خمسہ کے سوا بارہ سوال اور بھی تھے کہ ان کو
 بھی حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے تشفی بخش جواب
 دیا۔ وہ بارہوں سوال یہ ہیں۔ تلخ تر۔ شیرین تر۔ بدتر عالم میں کون چیز ہے۔ اور فراخ تر
 آسمان و زمین سے کیا ہے اور دنیا میں غنی کون ہے۔ اور سنگ سے سخت تر اور
 آتش سے گرم تر کون ہے۔ اور دنیا میں آبادی زیادہ ہے یا ویرانی۔ اور موت سے
 خوفناک زیادہ کیا ہے۔ اور بنی آدم پر غالب کون ہے۔ اور جہان میں عورتیں
 زیادہ ہیں یا مرد۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جواب دیا کہ تلخ تر درویشی ہے۔ اور
 شیرین تر تو نگرہی۔ اور بدتر مرد آزماری ہے۔ اور فراخ تر زمین و آسمان سے سخن
 حق و وصف عدل اور غنی تر مرد قانع۔ و سخت تر دلی کافر۔ اور گرم تر ناامیدی۔
 اور دنیا میں ویرانی آبادی سے زیادہ ہے کیونکہ آخر آبادی ایک دن ویرانی ہو جائیگی
 اور موت سے خوفناک زیادہ دروغ ہے۔ اور غالب بنی آدم پر ان کا پیٹ یعنی
 شکم ہے کہ اس کے لئے انسان جان تک دیدیتا ہے۔ اور جہان میں مردوں سے
 زیادہ عورتیں ہیں۔ صاحب تفریح الاذکیا نے ذکر تو بارہ سوالوں کا کیا ہے
 مگر کتاب میں گیارہ ہی ہیں ایک سوال چھوٹ گیا ہے کتاب تلح السلاطین
 میں بحوالہ اخبار الدول بیان کیا ہے کہ یہ خاتم حضرت آدم علیہ السلام کی بھی جب ان سے
 زنت گندم سرزد ہوئی تو وہ پھر عرش پر پہنچ گئی ایک طرف اُس کے لکھا تھا لا الہ
 الا اللہ و محمد مرسل اللہ قلم نور سے۔ اور دوسری طرف لکھا تھا لا الہ الا هو
 کل شیء ہالک الا وجہہ لہ المحکوم الیہ ترجعون اور تیسرے پہلو میں لکھا تھا

لہ الملک والکبریاء والعزت والعظمت والسلطان اور چوتھی طرف تبارک اللہ
احسن الخالقین۔ اور ایک شاعر نے کہا ہے ۵

دانی کہ برنگین سلیمان چہ کندہ بود	خطے بہ زر نوشتہ کہ این نیز بگذرد
-----------------------------------	----------------------------------

بعض نے خیال کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ کاغذ و قلم تو تھوڑے زمانہ سے پیدا ہوا
ہے یہ حروف کہاں تھے۔ جواب تو اسکے بہت ہیں مگر کس کو دے جائیں ہمیں اُنکے
کفر سے کیا کام جب وہ وجود باری تعالیٰ شانہ کے منکر ہیں تو یہ فروعات ہیں ہم اپنا
دقت اُن کے واسطے کیوں خراب کریں ۵

تو طوبی و ما و قامت یار	نکر ہر کس بقدر بہمت دوست
-------------------------	--------------------------

حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ اسی مقام پر کچھ اور فرماتے ہیں اور ہم بھی اپنے واسطے
یہی دعا کرتے ہیں وہ عجیب الدعوات قبول فرمائے اللہم آمین اللہم آمین ۵

کفر کا فرا و دین دیندار را	ذرّہ در دے دل عطار را
----------------------------	-----------------------

روایت ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس انگشتری مبارک کو
پہنا تو جو لوگ آپ کے گرد و پیش حاضر تھے اُن لوگوں نے آپ کو سجدہ کیا صبح سے شام
تک اور اُس انگشتری میں اتنی چمک اور تابش تھی کہ کسی شخص کی نظر اُس پر نہ ٹھیکر سکتی
تھی حضرت سعید ابن مسیب سے روایت ہے کہ ملک سلیمان علیہ السلام خاتم
میں تھا اور وہ خاتم یا قوتِ احمر کی تھی حضرت جبریل علیہ السلام اُس کو بہشت سے
لائے تھے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اُس میں لکھا تھا۔ اور مواہب لدنیہ میں
ہے کہ نامہ غیب میں یہ سوال لکھے تھے کہ اقرب والبعدا شیا سے بنی آدم سے کیا چیز ہے
اور مونسِ تروموشِ ترکیا ہے اور دو قایم اور دو مختلف اور دو دشمن کون ہیں۔ اور
وہ کون چیز ہے جس کا آخر بد ہے۔ یہ سب سوال حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹوں
سے پوچھے مگر کسی نے جواب نہ دیا لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اقرباً شیا

آخرت ہے اور اجد دنیا کی جاہ و حشمت۔ اور مونس تربدن انسان حسین روح ہو اور
 موحش تر مردہ اور دو قایم آسمان وزمین اور دو مختلف شب و روز اور دو متناقض
 موت و حیات اور کار محمود الاخر حلم وقت غضب اور مذموم الاخر جدت۔ بالجملة حضرت
 سلیمان علیہ السلام نے سب سوالوں کا جواب نہایت دلنشین بیان کیا تو اکابر بنی اسرائیل
 اُن کی عقل و فطانت و فضل و کرامت کے معتقد ہوئے اور حضرت داؤد علیہ السلام
 نے اپنا ولی عہد قرار دیا اور انگشت تری پہنائی اور تازیانہ سامنے رکھ دیا اور تخت پر بٹھلایا
 اور خود عبادت خانہ میں تشریف لے گئے اور وفات فرمائی اور قریب بیت المقدس
 کے مدفون ہیں۔ **روایت** ہے وہب ابن منبہ سے کہ چالیس ہزار درویش و
 عالم آپ کے جنازے کے ساتھ تھے اور عوام الناس کا شمار اللہ کو معلوم ہے اور عمر
 حضرت داؤد علیہ السلام کی صحیح روایت سے سو برس کی ہوئی اور حضرت یوحنا فیج الدین
 دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ہے کہ تولد حضرت داؤد علیہ السلام کا چار ہزار تین سو تیس
 ہویں میں ہوا اُس وقت موسیٰ علیہ السلام سے چار سو پینٹھ برس گزرے تھے۔ اور ولادت
 حضرت سلیمان علیہ السلام چار ہزار تین سو اکا نوے میں ہوئی اُس وقت عمر حضرت
 داؤد علیہ السلام کی اٹھاون برس کی تھی اور غلبہ کی قباد اُسی وقت تھا اور افراسیاب
 حضرت موسیٰ کے زمانہ میں تھا اور وفات حضرت داؤد علیہ السلام کی سنہ چار ہزار چار سو تیس
 میں ہوئی ذکر حضرت داؤد علیہ السلام کا سورہ انبیاء و نحل و صافات میں ہے۔
ذکر حضرت لقمان حکیم۔ بعض اہل تاریخ نے آپ کا ذکر حضرت داؤد
 علیہ السلام کے انتقال کے بعد بطور فواید لکھ دیا ہے کوئی خاص سرخی اُس کے واسطے
 نہیں ہے لہذا میں نے بھی اس مقام پر اس متبرک ذکر کا ترک کرنا مناسب نہیں سمجھا۔
 واضح ہو کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کی نبوت کو تین برس گزرے تھے تو اللہ تعالیٰ
 شانہ نے حضرت لقمان کو حکمت عطا فرمائی چنانچہ پروردگار تعالیٰ شانہ نے اپنے کلام پاک

میں فرمایا ہے اور وہ اشارہ اسی طرف ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ مَعَالَمِمْ
نسب آپ کا یوں تحریر کیا ہے۔ لقمان ابن باعور ابن ناحور ابن تارخ یعنی آذر۔ اور
بعض لقمان ابن عنقا کہتے ہیں۔ اور وہ سب ابن منبہ آپ کو حضرت ایوب علیہ السلام کا
بھانجا بتاتے ہیں اور مقاتل کہتے ہیں کہ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے برادر خالائی
ہیں۔ اور واقعی کے نزدیک بنی اسرائیل کے قاضی تھے اور بالاجمل وہ پیغمبر تھے
مگر حکیم اور ولی تھے قوم کے حبشی تھے اور عمر آپ کی بہت دراز تھی کہتے ہیں کہ ہزار
پیغمبروں کی خدمت میں رہے اور علم سیکھا اور تہزار کو پڑھایا۔ اور مولیٰ یعنی غلام آزاد کر
لُقْمٰن ابن حسن کے تھے۔ اور ابن عباس کے نزدیک ایک مرد سیاح تھے۔ اور عمر سعد انکی
نبوت کے قائل ہیں۔ اور بعض کے نزدیک اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کو نبوت اور حکمت
میں مختار کیا تھا۔ آپ نے حکمت کو قبول فرمایا اور صورت حال اس مقال کی یہ ہے کہ آپ
کھانا تناول فرما کر قیلو کہتے تھے کہ آواز آئی اے لقمان تو خلیفہ ارض ہونا چاہتا ہے
آپ نے عرض کی کہ اگر مجھ کو اختیار دیا جاتا ہے تو میں عاقبت چاہتا ہوں اور اگر عزم الہی
یونہی ہے تو میں مطیع حکم ہوں کیونکہ اس صورت میں میری اعانت قرار واقعی ہوگی
فرشتے نے آواز دی کہ اس میں کیا قباحت ہے لقمان نے کہا کہ حاکم ہر دم اور ہر لحظہ مبتلا
افکار و ترددات گوناگون ہے اگر اُس نے عدل کیا تو نجات پائی اور جو خطا کی تو خرابی میں
پڑا اور اگر اُس نے دنیا آخرت پر قبول کر لی تو دونوں برباد ہوئیں لہذا ذلت دنیا شر افت
دنیا سے بہتر ہے اگر آخرت بہتر ہے۔ فرشتوں نے اس حکیمانہ اقوال پر تعجب کیا اور لقمان
پھر سو رہے۔ بس اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کو حکمت دی اور خلافت حضرت داؤد علیہ السلام
کو ملی یعنی ان کو بھی یہی آواز آئی تھی مگر آپ نے بے تامل قبول کر لیا اور لغزش قدم
ان کی معاف ہوئی۔ بعض کا یہ قول بھی ہے کہ لقمان حضرت داؤد علیہ السلام کی وزارت
کیا کرتے تھے۔ ابو اللیث سمرقندی کے نزدیک کنیت لقمان کی ابو الانعم تھی۔ اور

عین المعانی میں ہے کہ لقمان دس برس حضرت داؤد علیہ السلام سے چھوٹے تھے اور حضرت یونس علیہ السلام کی نبوت تک زندہ رہے۔ اور خالد بن سبیح سے روایت ہے کہ پیشہ ان کا بخاری تھا اور سعید ابن مسیب کے نزدیک خیاطی۔ اور صحیح یہ ہے کہ اکثر بکریان چراتے تھے اور کبھی بخاری اور خیاطی بھی کرتے تھے۔

روایت ہے کہ ایک دن کہین وعظ و نصیحت فرما رہے تھے بنی اسرائیل کے ایک عالم نے کہا تو وہی لقمان ہے جو بکریان چراتا تھا۔ کہا بے شک۔ اُس نے کہا یہ مرتبہ کس طرح پایا آپ نے فرمایا کہ تین باتوں سے صدق کلام آداسے امانت ترک نہ لائی۔

امام سجاوندی نے فرمایا ہے کہ لقمان غلیظ الشفتین۔ اسود اللون تھے اللہ تعالیٰ شانہ نے حکمت عطا کی کہ عقل کی قوت سے ایسی باتیں نکالتے تھے جو احکام انبیاء سے مطابق ہوتی تھیں۔ **تفسیر ثعلبی** میں ہے کہ ایک روز لقمان کو اُن کے آقائے اُور غلاموں کے ساتھ میوہ لانے کو باغ میں بھیجا اُن غلاموں نے راہ میں کچھ میوہ کھا لیا حبیب مالک کے سامنے جا کر میوہ رکھا اور خط باغ کے داروغہ کا دیا تو وہ تعداد میں کم نکلا۔ مالک نے غلاموں سے پوچھا کہ اور میوہ کیا ہوا اُن لوگوں نے حضرت لقمان کو بوجہ کم سخی بیوقوف سمجھ کر کھا تھا انہیں کے ذمہ میوہ خوری کا الزام قائم کیا۔ مالک نے ان سے پوچھا آپ نے انکار کیا کہ میں نے تو ہرگز نہیں کھایا مالک کی خیانت کرنا شریف النفس آدمی کا کام نہیں تھا مالک نے کہا کہ اچھا تو ان غلاموں نے کھایا آپ نے کہا کہ یہ بھی انہیں سے پوچھئے میں تو اپنی زبان سے کچھ نہ کہوں گا۔ جب مالک نے آپ کو تنگ کیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ ہم سبھوں کو گرم پانی پلائیے پھر اپنے سامنے دوڑینکا حکم دیجئے خود معلوم ہو جائیگا۔ چنانچہ مالک نے گرم پانی پلا کر سب کو دوڑایا سب کو تھکے ہوئے جس جس نے سیب کھائے تھے پیٹ سے باہر آگئے اور چور پکڑ لئے گئے۔ ان کے پیٹ سے سوائے پانی کے کچھ نہ نکلا۔ حضرت لقمان اُس تہمت سے پاک ہو گئے اور اُسی وقت اُن کے مالک نے

اُن کو اللہ تعالیٰ شانہ کی خوشنودی کے لئے آزاد کر دیا اسی حکایت کو حضرت مولوی معنوی قدس سرہ نے شتوی شریف میں یوں نظم فرمایا ہے۔ حکایت منظومہ

مرغلامان را و خوردند آن ز بیم	گشت ساقی خواجہ از آبِ جمیم
میدویدند آن نفر تحت و علّا	بعد از ان میراندشان در دشتها
آب می آورد زیشان میوہ ہا	در قے افتادند ایشان از عنا
می برآمد از در و نش آب صاف	چونکہ لقمان را در آمد قے ز ناف
تا چہ باشد حکمت رب الودود	حکمت لقمان چہ این مانند بود

تواریخ معتبرہ سے ثابت ہے کہ مالک نے حضرت لقمان کو آزاد کر دیا اور اس قدر مال دیا کہ آپ اُس سے تجارت کیا کرتے اور بے کفالت و تحریر دستاویز لوگوں کو قرض دیا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ بہت مالدار ہو گئے۔ اور بعض ارباب تحقیق وجہ آزادی حضرت لقمان یوں بیان کرتے ہیں کہ آپ کے مالک نے کہا کہ ایک بکری میرے لئے ذبح کر اور اُسکے بدن میں جو دو چیزیں اچھی ہوں وہ لا آپ دل اور زبان لیگئے بارہ دگر پھر آفانے کہا کہ ایک بکری میرے لئے ذبح کر اور جو دو چیزیں اُسکے بدن میں بری ہوں وہ لا آپ پھر دل و زبان لیگئے آفانے لقمان سے اس کی شرح چاہی آپ نے فرمایا کہ اے خواجہ اگر دل بُرے خیالات سے اور زبان اقوال ناپسندیدہ سے پاک ہیں تو ان دونوں سے بہتر کوئی شے نہیں والا ان دونوں سے بُری زیادہ کوئی چیز بدن میں نہیں اُسی وقت مالک نے آپ کو آزاد کیا۔ اور اسکے سوا اور جو آزادی بیان کئے ہیں جو تاریخ کی کتابوں میں قوم ہیں واللہ اعلم بالصواب المختصر کلمہ قدیم نے حضرت لقمان کو ہمتِ طلاق لسانی اور دولتِ خوش بیانی ایسی عطا فرمائی تھی کہ اُس کے ادا سے شکر میں سرا و علانیۃً بندگانِ خدا کو نصائح اور موعظ فرمایا کرتے تھے چنانچہ بعض موعظ و نصائح جو آپ نے اپنے فرزند دلبند کو فرمائے تھے اور اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کو اپنے کلامِ معجز نظام میں یاد فرمایا ہے تاکہ اور بندے اُس سے نصیحت پکڑیں اور واعظین

کے واسطے ایک بہت بڑی عزت کا سبب ہو اور ارباب وعظ اس بات کو سمجھیں کہ اللہ کے واسطے وعظ کہنے کا یہ مرتبہ ہے کہ خالق نے مخلوق کی سچی نصیحت کو اپنے کلام پاک میں منم کو یا۔ پند اول **يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَكُظْلُمٌ عَظِيمٌ** بے شک سب سے پہلے یہی نصیحت ہونی تھی کہ تمام افعال و اعمال و شریعت و طریقت معرفت و حقیقت کا دار و مدار اسی پر ہے اگر تمام کمالات کسی آدمی کی ذات میں ہیں اور شرک سے اُس کا دل پاک نہیں تو وہ کچھ بھی نہیں ہے وہ شفاعتِ رسول کریم سے محروم اور ابد الابد تک نجات اُس کی قسمت میں نہیں۔ پند دوم **يُسَبِّحُكَ اللَّهُ وَ الرَّحْمٰنُ بِحَمْدِكَ** جن پر اللہ کا فضل ہوتا ہے اُن کا ایسا ہی خیال ہوتا ہے چونکہ ایک روز نامک حجازی مالک کے غلام رہ چکے تھے اور انوارِ دانش سے دل ان کا روشن تھا مالک کی عزت اور بندگی کے اصول سے خوب واقف تھے عبد کے واسطے اپنے مالک کے پیش نظر رہنے سے زیادہ بلند مرتبہ کوئی نہیں ہے اور نماز مالک کا سلام ہے جو بندہ اُس کی خدمت میں حاضر ہو کر ادا کرتا ہے لہذا آپ نے اپنے دل بند کو بھی یہ ادب غلامی تعلیم فرمایا وہ ادب کیا ہے نماز ہے۔ لڑکا جب بالغ ہوتا ہے تو غلام سب سے پہلے اپنے مالک کے سلام کو اُسے حاضر لاتا ہے کہ وہ اپنے مالک کو پہچان لے اور مالک اپنے غلام زادے کا نام اپنے دفتر میں لکھوادے لہذا آپ فرماتے ہیں **يَا بُنَيَّ اَقِمِ الصَّلَاةَ وَ اَصْرِ بِاَلْمَعْرُوفِ وَ اَنْتَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اَصْبِرْ عَلَى مَا اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزَمِ الْاُمُورِ** ترجمہ اے میرے پیارے فرزند قائم رکھ نماز اور سکھلا لوگوں کو اچھی بات یعنی احکامِ دینیہ کے اصول و فروع اور معرفت حق کے آداب اور منع کر بُرائی سے یعنی مالک کی نافرمانی نہ ہونے پائے اور وعظ و پند میں اگر نافرمان قوم تجھ پر سختیاں کرنے لگیں تو ہمت نہ مار صبر کر یہ ہمت والوں کے کام ہیں ۵

بہر کار سے کہ ہمت سب سے گردد	اگر خارس بود گلہ سستہ گردد
------------------------------	----------------------------

۵ شرح سان کٹائیے پردم نہاریئے منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ماریئے

حضرت لقمان نے فرزند ارجمند کو آداب غلامی کے بڑی ضخیم کتاب کے مطالب چست لفظوں میں سمجھا دیئے اب مالک کے درباریوں سے ملنے کے لئے اخلاقی تعلیم کی بھی ضرورت تھی وہ بھی مختصر لفظ میں کثیر مطالب سمجھا دیئے وَلَا تُصْبِرْ تَحَدَّ لَدَيْكَ لِلنَّاسِ اور اپنے منہ کو لوگوں کی طرف سے نہ پھیر کہ یہ شعرا اہل تکبر کا ہے بلکہ جو آدمی تجھ سے ملنے کو آئے اُس سے بخندہ روی اور کشادہ پیشانی سے مل اور جو کچھ وہ کہے اُس کو مہربانی سے سن اور اگر تیرے اختیار میں اُس کی حاجت روائی ہو تو اُس کی حاجت روا کر اور اگر تیرے اختیار سے باہر ہو تو ایسے نرم اور اچھے لفظوں میں اُس سے معذرت کہ اُس کو اپنی محرومی کا رنج نہ ہو اور تیرے پاس سے خوش ہو کر اُٹھے اور اُسے یہ معلوم ہو جائے کہ اہل کرم نہ دینے کی حالت میں بھی سایل کو اپنے پاس سے ناخوش نہیں اُٹھتے دیتے اب فرزند ولید کی رفتار و روش درست رہنے کی تعلیم فرمائی وَلَا تَمَسُّ فِي الْأَرْضِ فَرْجًا اور زمین پر نہ چل اترانا ہو کہ یہ رفتار جاہلان دنیا پرست لوگوں کی ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ بے شک اللہ تعالیٰ شانہ دوست نہیں رکھتا ہر اتر کر چلنے والے تکبر کو۔ اور یہ بھی فرمادیا گیا کہ یہ رفتار بھوکو ہی ناپسند نہیں ہے بلکہ خود حضرت باری تعالیٰ شانہ اس طریقہ رفتار کو پسند نہیں فرماتا۔ بلکہ یہ طریقہ ہے رفتار کا وَقْصِدْ فِي مَشْيِكَ میاں رو رہ اپنی رفتار میں نہ بہت تیز چل نہ بہت آہستہ بلکہ یوں جیسا اہل تواضع چلتے ہیں نظر سامنے رہے یا زمین پر کہ کوئی آدمی آگے سے نہ آجائے اور اُسے صدمہ پہونچے یا خود کسی اور زمین پر جو جاندار چلنے والے ہیں وہ پاؤں سے دب کر مر نہ جائیں ۵

آہستہ خرام بلکہ محرام زیر قدم ہزار جان است

لَا تَغْضَضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ اور پست کر اپنی آواز کو بے شک بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے کہ اول زیر ہے اور آخر

شہین ہے اور یہ دونوں آوازین دوزخ جون کی ہین باوجود بلندی و رفعت مکروہ و ناگوار
عین المعانی میں ہے کہ مشرکین عرب بلند آوازی پر فخر کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ
 نے اُس کا رد اس آیت سے فرما دیا اور ہمارے حضور پر نور ہم گنہگاروں کے شفیع
 حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحاب و سلم نرم آواز کو دوست رکھتے تھے
انجیل شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میرے بند
 کہہ دے کہ مناجات میں اپنی آوازیں نرم رکھیں کہ میں سنتا ہوں اور دلوں کی باتیں
 عرب میں گدھے کی آواز بری آوازوں میں ضرب المثل ہے حضرت مسقیا
 نورمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آواز ہر حیوان کی تسبیح ہے مگر آواز خر کہ وہ شدید
 دیکھ کر بولتا ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب تم گدھے کی آواز سنو تو آغوش
 پڑھو اس لئے کہ اُس نے شیطان کو دیکھا ہے ارباب تحقیق فرماتے ہیں کہ گدھا
 وجہ سے آواز کرتا ہے یا تو وہ دانہ گھاس مانگتا ہے یا اجڑے شہوت کے لئے یا کسی
 گدھے سے لڑا چاہتا ہے۔ غرض کہ تینوں سبب آواز کرنے کے بُرے ہیں بھکے اور
 فرماتے ہیں کہ جو آواز غلبہ صفاتِ رذیلہ بہیمیہ سے ہوتی ہے ہر نوع وہ بُری آوازوں
 سے ہے اور جو صدا صاحبِ اخلاق روحانی و ملک سے کان میں آئی وہی صدا خوش تر
 صداؤں میں سے ہے ۵

انفہائے عاشقان بس دلکش است	استماعِ نغمہ ایشان خوش است
----------------------------	----------------------------

ضمایر ارباب صدق و صفا پر روشن ہو کہ حضرت لقمان کا یہی ایک بیٹا تھا
 اُس کا نام ایک روایت میں تو بلعم ہے اور دوسری روایت سے سکم اور ایک جماع
 مانان بالیم بتاتی ہے اور باران بالبار الموصدہ اور درآن بالمال المملہ اور اٹلم اور شکو
 بھی بیان کیا ہے۔ اس نے سفر کا ارادہ کیا اور باپ سے اجازت چاہی لقمان نے اجازت
 دیکر فرمایا کہ جب سامان سفر درست کر لے تو میرے پاس آؤ کہ میں کئی ضروری باتیں تجھ سے

کو نکالنا لہذا وہ اسباب سفر درست کرنے کے بعد پرمہربان کی خدمت میں حاضر ہوا
 اوّل تو حضرت لقمان نے وہ نصیحتیں فرمائیں کہ جن کو خدا نے پاک نے قرآن شریف
 میں ہماری تہذیب نفس کے لئے ذکر کیا ہے پھر اُن کو دعا سے برکت و سلامت دیکر
 رخصت کیا اور وہ صحت و تندرستی کے ساتھ سالماً و غائماً واپس آئے اور حضرت لقمان
 رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کے واسطے بہت نصیحتیں بیان کی ہیں چونکہ وہ عام طور پر کتابوں
 میں شائع ہو چکی ہیں لہذا اس مقام پر اُن کا ذکر باعث طوالت کتاب سمجھ کر قلم انداز کی گئیں
 اور اصل مطلب کتاب کی طرف توجہ ضروری سمجھی گئی عمر حضرت لقمان کی ہزار برس کی
 کتب سیر میں لکھی ہے اور فلسطین میں مابین مسجد ملہ و سوق مدفون ہیں۔

روایت ہے کہ جس دن حضرت لقمان نے وفات پائی ہے اُسی دن شہر یمین نے
 اس عالم سے رحلت کی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ ذکر ان کا سوا سورہ لقمان کے اور
 کہیں نہیں ان کا ہمنام ایک لقمان اور بھی ہے جس کو لقمان ابن عاد بقیۃ عاد اولیٰ سے
 کہتے ہیں یہ وہ ہے جس کو بادشاہ نے چند ندیموں کے ہمراہ دعاے طلب باران کے لئے
 حرم شریف کو روانہ کیا تھا اور اُس نے درازی عمر کی دعا مانگی وہ تین ہزار پانچ سو برس
 زندہ رہا آخر الدول میں ہے کہ دو آدمی بہت زندہ رہے۔ ایک عوج ابن عوق دوسرا
 لقمان ابن عاد واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے مفصل حالات

کچھ کیفیت اس سے اوپر بھی حضرت سلیمانؑ کی گزر چکی ہے۔ حضرت لقمان کے حالات تو
 بطور جملہ مسترفہ درمیان میں آگئے تھے آپ اپنے والد ماجد حضرت داؤد علیہ السلام کے
 بعد بادشاہ اور نبی ہوئے کما قال اللہ تعالیٰ شانہ وَدَاوُدَ سُلَيْمَانَ دَاوُدَ اُن کے
 انیس بیٹوں میں سے حضرت سلیمان علیہ السلام ملک اور نبوت کے مالک وارث ہوئے

یعنی حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح نبی ہوئے نہ یہ کہ وارث نبوت ہوئے اس۔
 نبوت میں وراثت نہیں ہوتی کذا فی المدارک۔ بران قاطع میں ہے کہ نام حضرت با
 علیہ السلام کا جہم بفتح اوّل و سکون میم بمعنی بادشاہ بزرگ ہے اور جمشید و ن بھی
 کہتے ہیں اور جمشید کو بھی جہم کہتے ہیں مگر جہان انگستری اور دیو و پری اور وحش و
 نگین کا ذکر آئے وہاں آپ ہی کی ذات پاک سے مراد ہے یعنی حضرت سلیمان پیغمبر
 حضرت داؤد علیہما السلام اور جہان جام و شراب و پیالہ کا ذکر ہو وہاں جمشید بادشاہ
 ہے اور جہان آئینہ اور سد کا ذکر ہو وہاں جہم سکندر سے مراد ہے۔ شریعت حق
 سلیمان علیہ السلام کی وہی شریعت تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تھی اور حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت بھی شریعت موسوی تھی۔ ہمارے حضور پر نور حضرت
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کی شریعت غرہ شریعت موسوی
 سے جدا تھی اور جملہ شریعتوں سے آسان تر یہی شریعت ہے۔ اور حضرت سلیمان
 علیہ السلام کو علم انفصال قضایا۔ و کیمیا و منطق الطیر و الدواب و تسبیح جبال و ملک
 اقبال مثل حضرت داؤد علیہ السلام کے ملا تھا۔ مگر تغیر ہوا و جنات اُس عطایا سے داؤد
 پر اضافہ کیا گیا تھا۔ اور حضرت مقاتل کے نزدیک ملک حضرت ہی کا زیادہ تھا اور آپ
 اسے بھی مقدمات کے فیصلہ کرنے میں حضرت داؤد علیہ السلام سے زیادہ صاحب تھی
 اور آپ شاکر بھی زیادہ تھے۔ اور محال میں محمد بن کعب قرطبی سے روایت ہے کہ
 لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام کا سو فرسخ میں پڑتا تھا اور آپ کی منکوحہ تین سو تھیں
 اور اُن کی سات سو کنیز تھیں اور سب کے محل جدا جدا تھے اور سب محل شیشے کے
 تھے کشاف میں لکھا ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام کا بہت وسیع اور بڑی
 کشادہ زمین میں پڑتا تھا اور دو فرسخ میں ریشم کا فرش بچھایا جاتا تھا اور اُس کے
 وسط میں آپ کا تخت رکھا جاتا تھا اور جملہ اکابر و اشراف کرسیوں پر بیٹھتے تھے اور

اور ہوا اُس بساط کو لیکر اڑتی تھی۔ معاملہ میں مقاتل ابن حبان سے روایت ہے کہ
اُستادانِ نادرہ فن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے ایک کار چوبلی فرش
بنایا تھا دو فرسخ کا لمبا چڑا تھا اور اُس کے بیچ میں ایک سونے کا تخت رکھا جاتا تھا
اور اُس پر حضرت سلیمان علیہ السلام بیٹھتے تھے اور تین ہزار کریان سونے اور چاندی
کی اُس پر بچھائی جاتی تھیں طلانی کرسیوں پر پیغمبروں کی اولاد اور علما اور فضلاء نشست
تھی اور اُن کے گرد سران لشکر اور اراکین سلطنت اور عامۃ انسان اور اُن کے سرور
پر پیور اپنے پروں سے سایہ کئے رہتے تھے تاکہ حرارتِ آفتاب سے سب محفوظ رہیں
اور ہوا اُس فرشِ عظیم الشان کو اٹھاتی جو دو فرسخ لمبا چڑا تھا اور وہ فرش آپ کو ایک
مینے کی راہ صبح کو اور ایک مینے کی راہ شام کو ہوا غوری کے لئے جاتا۔ امامِ راعب
رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں تصریح فرماتے ہیں کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہر
اتنی کثرت کے منتشر نہوتا ہر گروہ پر ایک نقیب معین تھا کہ وہ کسی سپاہی کو حد سے تجاوز
نہ کرنے دیتا تھا اور پورا لشکر نہایت ضبط و ربط سے چلتا تھا لہذا کوئی شخص اپنے مقام
سے آگے پیچھے نہ ہوتا تھا ابنِ زید سے معاملہ میں روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام
کا ایک مرکب چوبین تھا اُس میں ہزار رکن تھے اور ہر رکن میں ہزار خانے تھے اُس پر
آپ کے اراکین سلطنت اور علما اور پیغمبروں کی اولاد اور سران لشکر سوار ہوتے تھے
اور اُس پر ایک بڑی جماعت معین تھی جو اُسے اٹھاتی تھی پھر ہوا اُسے بلند کرتی تھی
پھر وہ مرکب اڑنے لگتا تھا اور اُس میں بہت ہوا بھر جاتی تھی لیکن جدھر سے وہ گذرتا
اُدھر جو درخت ہوتے اُن کے پتوں کو حرکت نہ ہوتی اور گرد و غبار کا نشان نہ ہوتا
کچھ اس طرح ہوا کو ضبط کیا تھا کہ اُس کا گزند لوگوں کو نہ پہونچتا تھا اور جہاں چاہتے
وہاں اتر پڑتے اور جتنا چاہتے بلند کر لیتے۔

قائدہ۔ تسخیر ہوا کے ہی معنی ہیں کہ ہوا کو کسی چیز میں بند کرنا۔ قرینہ یوں کہتا ہے کہ

ہزار رکن جو اُس میں تھے وہ سب ایک مقدار معین کے عمار کے تھے اور انہیں ہین
 ہوا بھردی جاتی ہوگی اور اُس کا خزانہ تخت کے نیچے رکھا گیا ہو اور باہر سے ہوا کھینچنے کے آلات
 ہونگے وہ چاروں طرف سے ہوا کو کھینچ کر اُس خزانہ میں بھرتے جاتے ہونگے اور وہاں سے
 جتنی ضرورت کے موافق خارج ہوتی ہوگی اتنی ہی ادھر سے پہنچ جاتی ہوگی یہ عمار ۵
 جس کو انگریزی زبان میں بیلون کہتے ہیں یہی چیز تھی تازہ خیالات کے لوگ کہتے ہیں
 کہ علوم مشرقیہ کے جاننے والوں کی تازہ ایجاد ہے ہم کہتے ہیں کہ عمارے ہندوستان
 میں بہت پہلے سے اُڑ رہے ہیں بیان کے افلاس نے ترقی کرنے کا موقع نہیں دیا
 وگرنہ سب انسان من حیث فطرت ایک ہی سمجھ بوجھ رکھتے ہیں جب کوئی تازہ ایجاد دنیا
 میں ظاہر ہونے والی ہوتی ہے تو رفتہ رفتہ وہ تمام جہان میں پھیل جاتی ہے اور پھر جب
 اُس سے اچھی دوسری ایجاد ظاہر ہوتی ہے تو وہ معدوم ہو جاتی ہے یہ ایجاد سلیمان
 علیہ السلام کے زمانہ میں ظاہر ہوئی اور معدوم ہو گئی اب پھر رفتہ رفتہ چاہے اتنی ہی
 ہو جائے یا اُس سے بھی کچھ زیادہ مگر اس ایجاد کے موجد یہ تازہ خیالات کے لوگ
 نہیں ہیں۔ موجد اول اس کے حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں علوم حکمیہ
 دونوں باپ بیٹوں کو اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے ملے تھے چنانچہ پروردگار تعالیٰ
 شانہ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا
 اور تحقیق کہ دیا ہم نے داؤد بن ایسا اور سلیمان بن داؤد کو علم یعنی دانش یا احکام
 شرایع یا علم کیمیا۔ کیمیا سے سونا بنانا عبارت نہیں ہے بلکہ معرفت اجزائے کیمیاوی
 اور اُن کا اختلاط و انفصال۔ وَقَالَ اور کہا اُن دونوں نے بعد شرف حصول علم کے
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي۔ شکر اور تعریف ہے اُس خدا کی اس دانش کے سبب سے
 فَصَلُّنَا بہت زیادہ بزرگی دی ہم کو علیٰ کثیرٍ مِّنْ عِبَادِہٖ اِنہیں بہت سے بندوں پر
 اَلْمُؤْمِنِیْنَ کہ مومنین ہیں وَدَسَّاتِ سُلَيْمَانَ دَاوُدَ اور وارث ہوا سلیمان داؤد کا

وَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا أَوْ كَمَا سَلِمْنَا أَنِ اءِ لُوْگو مِٖنْ سَكَّهَ اءِ اءِ گِٖا هُوٓنْ مِّنْطَرِٕقِ
الطَّرِٖقِ كَفْتَارٍ پَرند جا نورون كِٖ دَاؤُ تِنْتَا مِّنْ كَمَلِ شَيْءٍ اءِ رُءِ كِٖ هِٖ مَجْهٖ هَرْنَمْتِ
اِنَّ هٰذَ اَلْهُوَ اَفْضَلُ الْمَبِٖنِ بَٔ شَكِٖ يٰٓهٗ بَرَّ اَفْضَلُ هِٖ۔

فائدہ ۷۸۔ کہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اڑوے اظہار
شکر نعمت پروردگار تعالیٰ شانہ کہ لوگو مجھ کو دی گئی ہے بزرگی کہ
اللہ تعالیٰ شانہ نے سکھائی پرندوں کی گفتار اور عطا کی ہر چیز بے شک و شبہ یہی ہے
بزرگی صریح یعنی حسین کسی طرح کا شک نہیں یعنی جو چیزیں دنیا میں درکار ہیں اور انسان
کو اُس کی ضرورت ہو ا کرتی ہے سبھی عنایت فرمائیں مثلاً ملک وسیع اولاد کثیر مال فراوان
حسن و جمال ہیثال علم اتم عقل بے خطا۔ معاملہ میں روایت ہے کہ ایک دن کبوتر
بولا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم جانتے ہو یہ کیا بولتا ہے۔ لوگوں نے عرض
کی کہ اللہ بڑا جاننے والا ہے یا اسی اللہ نے اپنے رسول کو علم دیا ہے آپ نے فرمایا کہ
یہ کہتا ہے کَذُو لِمَوْتٍ وَابْنُو لِحَيٍّ اب یعنی موت کے واسطے پیدا ہوا اور بگڑنے
کے واسطے بناؤ اور فاختہ کہتی ہے کَيْتَ ذَا الْخَلْقِ لَمْ يَخْلُقُوا كَاشِ مَخْلُوقِ
مخلوق نہ ہوتی اور طاووس کی صدا ہے کَمَا تَذِيْنُ تَذَانُ یعنی جو تو کریگا جزا پائیگا
اور ہر ہدیوں لوگوں کو آگاہ کرتا ہے مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يَرْحَمُ یعنی جو شخص کسی پر رحم
نہ کریگا وہ رحم نہ کیا جائیگا اور لٹورہ کہتا ہے اَسْتَغْفِرُ وَاللّٰهُ اَيُّهَا الْمُنْ بِنُوْنَ
اللہ سے بخشش طلب کرو اے گنہگارو اور طوطی کا نغمہ ہے كُلُّ سَخِيٍّ مَيِّتٌ وَكُلُّ
جَدِيْدٍ قَاتِلٌ یعنی ہر زندہ مرنے والا ہے اور ہر نیا پُرانا ہونے والا ہے۔ اور بعض
مفسر کہتے ہیں کہ کبوتر کی صدا ہے سُبْحَانَ رَبِّيْ اَلَا عَلٰی مَلٰٓئِ سَمٰوٰتِہٖ وَاَرْضِہٖ
پاک ہے میرا رب اُس نے بھر دئے زمین و آسمان۔ اور بعض کہتے ہیں کہ طوطی کا
نغمہ یہ ہے يٰۤاَيُّهَا الدُّنْيَا هَمَّتْ اَفْوَسَ ہے اُس کے لئے جس کی ہمت

دنیا کی مصروف ہے ابابیل کا ترانہ ہے قَدْ مَوَّاهُنَا نَجِدُ ذَا آگے بھیجئے
 اُس کو آخرت میں پاؤ گے اور قمری کا ذکر ہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى اور بعض
 میں یہ ہے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگر ذاتِ خدا
 دوسری روایت میں یہ صد اچیل کی بیان کی گئی ہے ہزار داستان کا نغمہ ہے
 سبحان اللہ الخالق الدائم پاک سے اللہ جو پیدا کنندہ اور ہمیشہ رہنے والا
 اور قواکتا ہے مَنْ سَكَتَ سَلَّمَ یعنی جو خاموش رہا سلامت رہا اور پارس کی آوا
 سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ پاک ہے میرا رب جو عظمت والا ہے اور غوک کہتا
 سُبْحَانَ رَبِّيَ الْقُدُّوسِ اور اُس کی مادہ کہتی ہے سُبْحَانَ اللَّهِ الْمَذْكُورِ
 لسانِ پاک ہے وہ اللہ کہ ہر زبان پر اُس کا ذکر ہے۔ اور تیسرے صحابین یون آواز لگا
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى الْعِزِّ اِسْتَوَىٰ مَعَالِمِیْنِ ہے کہ ایک دن بلیک اپنی دم اور
 ہلا ہلا کر نغمہ کر رہا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ کہتا ہے کہ میں نے آج آ
 خوا کھا یا ہے اندیشہ باز پرس قیامت سے مضطرب ہوں خاک بر سر دنیا۔

روایت ہے کہ ایک دن بعض یہود نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
 سے کہا کہ اگر آپ ہماری سات باتوں کا جواب دیں تو ہم آپ کے پیغمبر پر ایمان لا
 آپ نے فرمایا بیان کرو لیکن از رو سے نفقہ ڈالنا راہ لغت۔ یہودیوں نے کہہ
 چکا دک۔ مرغ خانگی۔ غوک آبی۔ چار اہلی۔ اسپ۔ تیتہ۔ عنکبوت کی بولیاں کیا
 آپ نے فرمایا چکاوک کہتا ہے اَللّٰهُمَّ اَلْعَنِ مَنْ عَصَىٰ مُحَمَّدًا وَّ اِلٰی مُحَمَّدٍ اے
 اپنی رحمت ہے دور رکھ اُس کو جو دشمن ہو محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 مرغ کہتا ہے اَذْكُرُوا اللّٰهَ يَا غَافِلِيْنَ۔ اے غافل اللہ کو یاد کرو۔ اور مینڈک بولے
 سُبْحَانَ الْمَعْبُودِ فِي لُحْجِ الْبَحْرِ پاک ہے معبود دریا کی موجوں میں۔ اور حمار ہا
 کہتا ہے اَللّٰهُمَّ اَلْعَنِ الْفِتْيَانِ اور گھوڑا حرب کے وقت کہتا ہے سُبْحَانَكَ وَنُ

رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ۔ اور تیرا کتا ہے الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ اَوْ عَلَیْکُمْ
 کی باریک صدا ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ قُوَّتَ یَوْمِ یَوْمِ یَا مَرَدَّ اَنْ وَہ سب
 یہود ایمان لائے۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے باپ سے اور وہ اپنے
 باپ سے روایت کرتے ہیں کہ گرس آواز کرتا ہے یا ابنِ ادم عَشْ مَا بَشَشْتَ
 الْخُرُوقَ الْمَوْتُ یعنی اسے آدم کے بیٹے خوب عیش کر لے آخر تو تیرے واسطے موت ہو۔
 اور عقاب کتا ہے فِی الْبُعْدِ مِنَ النَّاسِ اَشْنَعُ یعنی آدمیوں سے دور رہنے
 میں خوشی ہے۔ اور ابابیل پڑھتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور الضَّالِّیْنَ کو
 ایسا بند سے ادا کرتا ہے جیسے عمدہ قاری ادا کرتے ہیں۔ القصہ یہ اور اک حضرت سلیمان
 علیہ السلام کا منجملہ معجزات کے تھا۔ اور ہمارے حضور پر نور کے عہد میں اکثر اولیا اللہ
 ایسے ہوئے ہیں جو پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے۔ چنانچہ روایت ہے کہ ایک
 ولی اللہ حضرت نوری قدس سرہ کے ملنے کو چلے گرمیوں کے دن تھے جب آفتاب
 بہت گرم ہوا تو آپ دھوپ سے پناہ لینے کے لئے ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے
 وہاں درخت پر دو طائر بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ آج نوری نے اس
 دنیا و فانی سے عالم باقی کی طرف سفر کیا آپ نے جو سنا تو بڑا افسوس ہوا کہ میں نے اتنا
 دور دراز کا سفر صرف اُن کی ملاقات کے لئے کیا اور محروم رہا پہلے تو پلٹنے کا قصد کیا پھر خیال
 کیا کہ خیر اُن کی قبر پر حاضر ہو کر فاتحہ ہی پڑھ لیگے چلے اور حضرت نوری قدس سرہ کے مکان
 پر پہنچے دیکھا تو وہ اپنے مکان میں مصلے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور رو رہے ہیں وہ آپ سے
 اُٹھ کر ملے ان کو تعجب ہوا آپ کو چونکہ اپنے مکاشفات پر اعتبار تھا آپ نے حضرت
 نوری قدس سرہ سے اپنا واقعہ بیان فرمایا حضرت نوری قدس سرہ نے فرمایا کہ بے شک میں
 ایک ساعت کے لئے اپنے مالک کے ذکر اور یاد سے غافل ہو گیا تھا لہذا میرے مرنے
 کی خبر تمام عالم ملکوت میں شایع ہو گئی اللہ اکبر ایک یہ اللہ کے بندے تھے کہ عمر بھر میں

ایک ساعت کے لئے مالک کی یاد سے غافل ہوئے تو تمام ملک و ملکوت میں وہ مرد سبھے گئے ایک ہم ہیں کہ تمام عمر میں ایک بار بھی مالک کی یاد نہ کی اور ہزاروں رکعتیں نماز پڑھ ڈالیں یا اللہ تو خالق و مالک ہے مجھے میری ماہیت بدلتے کیا دیر لگتی ہے تو وہ غافل ہے کہ مجھے عدم سے وجود میں لایا اب میری ماہیت سابقہ کو معدوم کر کے میرے دل مرد کو اپنی نماز اپنے ذکر اپنے یاد کے لئے زندہ کر دے اور اپنی نافرمانی کو میرے دل سے میرے خیال سے نکال لے اللہم آمین یا رب العالمین آمین تم آمین۔

معجزہ ہوا۔ معالم التنزیل میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام دمشق سے سوار ہوتے اور اصطرخمین کہ شام کے ملک سے ایک ماہ کامل کی راہ ہے قیلولہ فرماتے۔ پھر بابل میں تشریف لیجاتے وہ بھی ایک مہینے کی راہ ہے اگر سوار تیز گھوڑے پر سفر کرے۔ اور کبھی رے سے سوار ہوتے تو سمرقند میں آرام فرماتے ایک روز صبح کو اجن عراق سے سوار ہوئے اور شہر مرو میں دوپہر کو پہنچے اور عصر کی نماز بلخ میں پڑھ کے چین میں تشریف لاتے اور شب بھر وہیں استراحت فرماتے پھر صبح کو ساحل بحر پر روانہ ہوتے یہاں تک کہ قندھار طرفۃ العین میں پہنچ جاتے پھر وہاں سے کرمان میں تشریف لیجاتے بعد اس کے ارض فارس میں جاتے اور وہاں قیام فرماتے۔ ایک روز صبح کو سوار ہوئے اور کاشغر میں قیلولہ کر کے شام کے وقت ارض شام میں تشریف لائے اور آپ کی بود و باش اکثر اوقات شہر تدمر میں تھی اور مواہب علیہ میں کہ ملک شام کا ایک شہر ہے اور جبکو دیوون نے خاص آپ ہی کے واسطے بنایا تھا صبح کو وہاں سے باہر آتے اور پھر مغرب کے وقت اسی جگہ ہوا آپ کو پہنچا جاتی۔ مدارک میں ہے کہ صبح کو تدمر سے باہر آتے اور اصطرخمین قیلولہ کرتے۔ اور شام کو کابل میں ہوتے اور دوسرے دن کابل سے بابل میں ہوتے اور پھر دن چڑھے اصطرخمین ہوتے اور شام کو پھر تدمر میں آ جاتے تھے۔ روایت ہے کہ طعام چاشت شہر رے میں کھاتے اور طعام شام سمرقند میں۔ اسی معجزہ کا اشارہ

کلام باری میں ہے فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ۔ پھر ہم نے اُس کے تابع کی جلتی ہوئی ہوا اپنے حکم سے نرم نرم جہان پہونچا چاہتا۔ اور دوسرے مقام پر یوں ارشاد خداوندی ہے وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحُ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْكَارِضِ الَّتِي بَاءَتْهُمُ كُنُفُهُمْ۔ اور مسخر کی ہم نے سلیمان کے واسطے ہوا سے تند و سخت کہ ایک دن میں اُس کے تخت کو ایک مہینے کی راستے پر لیجاتی اُس زمین پر کہ برکت دی ہم نے اُس کو زمینِ شام میں یعنی شہرِ تدمر۔

فائدہ۔ آیات قرآنیہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے زیرِ حکم کر دی گئی تھی وہ جب چاہتے کہ نرم ہوا چلے اُن کے حکم سے نرم چلنے لگتی اور وہ جب چاہتے کہ تیز چلے تیز چلنے لگتی۔ علمِ تسخیر ہوا اللہ تعالیٰ شانہ نے بطریق کمالِ تعلیم فرمادیا تھا انجن میں جس طرح ہوا آتش کے ذریعہ سے پیدا کی جاتی ہے یہ علم ابھی ناقص ہے اس کا کمال وہی تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام مجرد عنصر ہوا سے کام لیتے تھے۔ یہی حال اب علمِ طب کا ہے حکماءے سابقین ہر مرض کا علاج اجزاء مفردہ سے کیا کرتے تھے اور اب جو اُن کے علاج معدوم ہو گئے ہیں تو متاخرین کو دقتیں پیش آئیں مجبوراً بطریق علاج قرار پایا اور اسی سے نکلنے کے حال کا عجیب ظاہر ہے چنانچہ اتنی بات تو اب بھی حکماء کے کمال میں داخل ہے کہ نسخہ قلیل الاجزاء ہو چنانچہ فقراءے صحرائے نشین اب بھی ہر مرض کا علاج جزو واحد سے کرتے ہیں۔

الغرض یہ معجزہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا اُن کے معجزوں میں افضل المعجزات ہے بعض متکذبات بھی کہتے ہیں کہ ریل گاڑی انگریزوں کا معجزہ ہے مگر وہ جواب اس سے

کیا ہے کہ یا تو آدمی خود ساکت ہو جائے یا منکر کو ساکت کیا جائے جو طریقہ ساکت کرنے کا ہے
 مگر اللہ کا شکر ہے کہ امت موجودہ کے اولیا کو ایسی ایسی کراستیں ملی ہیں کہ جن میں
 اہل عقل کی تاویلات بے کار نظر آتی ہیں اکثر اولیا اللہ علی الارض کے ذریعہ سے مقامات
 بعیدہ کا سفر آج واحد میں طے کرتے ہیں **حکایت** حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی
 سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے دن ممبر شریف پر وعظ فرمایا
 تھے کہ ناگاہ ایک شخص حاضر ہوا اور اُس نے حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی
 معلوم ہوا کہ ملک شام سے طرفۃ العین میں یہ شخص بغداد میں آیا ہے خدام نے حضور میں
 عرض کی کہ ایسے کامل شخص کو بیعت کی کیا ضرورت ہے آپ نے فرمایا کہ اسی بات کی
 توبہ کی کبھی ایسا کام نہ کرے ہر امر جو سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موافق ہیں
 بخیریت ہیں اور جو مخالف سنت ہیں اُن میں ہرگز خیریت نہیں۔ مگر وہ اولیا اللہ جو دنیا کی
 انتظامی خدمت پر مامور ہیں اور گروہ ابدال و اوتاد میں سے ہیں اور قطب ہدایہ کے تحت
 حکم ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں اس لئے کہ اُن کو تو تمام عالم کا گشت کرنا ہوتا ہے۔
پطرس المعجزہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ تھا کہ جن رشیاطین آپ کے فرمان بزار
 تھے اور ایک فرشتہ اُن پر موکل تھا کہ نافرمانی نہ کرتے پائیں۔ اور فرمایا اُس پر درگاہ نقاسے
 شانہ نے اپنے کلام پاک میں **وَاسْأَلْنَاكَ عَيْنَ الْقَاطِرِ** اور بجاری کر دی ہم نے
 اُس کے لئے نہر مس گداختہ کی کہ وہ اپنے معدن سے جس کا پتا کسی کو معلوم نہ تھا
 باہر آئی بہتے ہوئے پانی کی طرح اور وہ معدن قریب تھا نہ خاس کے جو میں کا دار السلطنت
 ہے اور ہر مہینے کے تین دن اُس کا سیلان ہوتا تھا اور اُس سے گداختہ سے جو کچھ
 چاہتے وہ بناتے **وَمِنْ الْجَنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ** مطیع کے ہوئے
 جن ظروہ مسی اُن کے سامنے بناتے اُس کے پروردگار کے حکم سے۔ فرات بہت پروردگار
 تعالیٰ شانہ کہ مقرر کئے ہوئے اُن پر **وَمَنْ يَزِرْ غَمًّا** غم کا نشانہ **فَيُؤْتِيهِ** عین شوق

السَّعِيرِۃ اور جو کوئی نافرمانی کرے اُن میں سے اور مائل ہو سرکشی پر ہمارے حکم سے اور سلیمان کی اطاعت سے چکھائینگے ہم اُس کو عذاب آتش افروختہ کا عقبی میں۔ اور کہتے ہیں کہ دنیا میں بھی ایک فرشتہ ان پر موکل تھا اور تازیانہ آتش اُس کے ہاتھ میں رہتا تھا جہاں کسی میں سرکشی کا مادہ پایا گیا اور اُس نے اُسی تازیانہ آتش سے اُس کی خبر لی اور اُس کی کچی کو دور کر دیا۔ یَعْلَمُونَ کہ مَا يَشَاءُ مِنْ حَسْرَةٍ يَبْـ بـ بناتے تھے سلیمان کے واسطے جو کچھ کہ وہ چاہتے عرفناے خوبصورت اور منظر ہائے دلکش سے۔

وسیط کا مصنف کہتا ہے کہ محراب اُس منزل کو کہتے ہیں کہ اُس میں سے ہو کر دوسرے درجہ میں جائیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ محاریب اس جگہ موضع حرب سے مراد ہے جیسے قلعہ کا بلند اور حصار ہائے ارجمند۔ ولایت یمن میں حصن ہائے عجیب و غریب حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے بنائے تھے مثل عرواح۔ مینون۔ قلقوم۔ عمدان۔ ہندہ۔ حنیدہ۔ کے و تَمَارِثِیْن اور بناتے تھے تماثیل یعنی صورتیں ملائکہ کی اور انبیاء کی اس ہیئت سے کہ اُس وقت جو عبادت کرنے کا طریقہ تھا عبادت میں مشغول ہیں تاکہ لوگ اُن کو مشغول عبادت دیکھ کر عبادت کا شوق کریں اور اُس وقت یہ امر ساج تھا کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت میں اُنہیں دیوانے نے دو تصویریں کر گسوں کی اور دو تصویریں شیروں کی بنائی تھیں کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر جانے کا قصد فرماتے تو دونوں شیر اپنے بازو پھیلاتے تھے کہ آپ اپنے پاؤں ان پر رکھ کر چڑھ جاتے اور دونوں کر گس اپنے پروں سے آپ کے سر مبارک پر سایہ کر لیتے تھے فقیر محمد اکبر عرض کرتا ہے یہ استدلال حضرت سلیمان علیہ السلام کی تصاویر کی نسبت اباحت کے لئے درست نہیں ہے جس حالت میں حدیث صحیحہ اسکے انتفاع میں موجود ہے صحیح چین میں وارد ہے کہ جس گھر میں کتا ہو رحمت کے فرشتے اُس گھر میں نہیں داخل ہوتے اور جس گھر میں تصاویر ہوں اُس میں۔ یہ حدیث ابو طلحہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کی تصویر میں دوسرے روایت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ بہت سخت لوگوں میں از روئے عذاب کے قیامت کے وہ لوگ ہونگے کہ مناسبت کرتے ہیں ساتھ خلق اللہ کے یعنی مشابہ کرتے ہیں اپنے فعل خدا کے فعل سے صورت بناتے ہیں یا بناتے ہیں وہ چیز کہ مشابہ ہوتی ہے مخلوق اللہ سے یعنی تصویر۔ بخاری میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ میرے ایک چادر مولیٰ تھی جس میں تصویریں تھیں اُس کو بطور پردہ دروازے پر لٹکا دیا تھو جب حضرت دولت سرا میں تشریف لائے تو اُس کو دیکھ کر باہر ہی کھڑے رہے کچھ میرے آئے میں سمجھی کہ کوئی امر حضور کے مزاج مبارک کے خلاف ہوا میں نے عرض کی۔ یا ربو میں اُس سے توبہ کرتی ہوں جو بات آپ کے مزاج مبارک کے خلاف ہوئی ہو۔ حضرت فرمایا کہ یہ چادر کیسی ہے میں نے عرض کی۔ میں نے حضور کے بیٹے کے واسطے مولیٰ کی اُس وقت حضرت نے یہ حدیث فرمائی اِنَّ اَصْحَابَ هٰذَا لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ وَيَقَالُ لَهُمْ كَيْفَ اَمَّا خَلَفْتُمْ۔ یعنی مقرر ان تصویر کے بنانے والوں کو عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان کو حکم ہوگا کہ زندہ کرو ان کہ جن کو خدا نے ایسا ہی کرنا۔ حدیث سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ جس مکان میں تصاویر ہوں ان میں جانا مکروہ ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ اپنے مکانوں کو تصاویر سے زینت نہ دیں اور بہت سی نفیس چیزیں دنیا میں موجود ہیں وہ مکان کی آرائش کے لئے کیا کم ہیں۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم عہدہ نوشتہ لکھو اگر نفیس چوکھٹوں میں رکھا کر ان سے مکان کو زینت دیں اور شرعاً مقتدین کے پر معنی اشعار جو نصیحت آمیز ہوں اور جن سے تہذیب نفس حاصل ہو وہ احادیث شریف کے چوکھٹوں کے نیچے آویزاں کئے جائیں۔ اگر عورتوں کی تصویریں گھروں میں لٹکائی جائیں تو کیسی نازیبا بات ہے کہ اُسی تصویر کی طرف بیٹا نظر کرتا ہے

اور اُسی کی طرف باپ دیکھ رہا ہے ارباب شرم و حیا کے واسطے اس سے زیادہ شرم آگین
کوئی بات نہیں اور اگر خوبصورت مردوں کی تصویریں ہین تو اپنی عورات اُن کو دیکھتی ہین
یہ پہلی بات سے بھی زیادہ بُری بات ہے لاجول ولا قوۃ الا بآلہ اللہ العلی العظیم
پس ایسی تصاویر والے مکانون کے رہنے والے زن و مرد سب بے شرم و بے حیا ہو جائیں
ہین اب اس سے آگے میری زبان نہیں کھلتی مین نے ایسے گھروں کے جوان لڑکوں کی
خواہشوں کو سنا ہے اُسی پر تو جوان لڑکیوں کی خواہشوں کو قیاس کر لیجئے یعنی خلقت
تو دونوں کی ایک ہی ہے اگر درخانہ کے ہست صداے بس است۔

صحیحیحین مین عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا مین نے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے تھے سخت تر لوگوں کے از روئے عذاب مصور ہونگے
یعنی جن لوگوں پر سخت عذاب ہوگا مگر اُن کے یہ بھی ہین۔ بعض علما فرماتے ہین کہ
یہ وعید اُن کے حق مین ہے جو بتوں کی صورتیں عبادت کے لئے بناتے تھے یعنی بت تراش
ہین اور جو اس قصد سے نہ بناوے وہ قاسق ہے کافر نہیں ہے۔ اور اتفاق ہے کہ ہر اد
تصویر جاندار کی ہے کہ یہ حرام مطلق ہے اور اشد کبیرہ ہے نہ صورت غیر جاندار اور درخت
وغیرہ کی اور عرف مین اطلاق مصور کا اُن پر ہے اور نقش و نگار کے مصور کو مصور نہیں کہتے
بلکہ اُسے نقاش کہتے ہین اور تباہی نے باردار درخت کی تصویر کو بھی مکروہ جانا ہے اور
محققین کے نزدیک یہ فعل مطلق کراہت سے خالی نہیں اور داخل اہول لعب اور لالاعنی
ہے کذا فی مظاہر الحق۔ **روایت** دہب ابن منیہ کہتے ہین کہ ایک دن حضرت سلیمان
علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ شانہ سے درخواست کی کہ یا الہی مین چاہتا ہوں کہ تمام مخلوقات
کی دعوت کروں حکم ہوا کہ اے سلیمان اپنے بندوں کا رازق مین ہوں میری تمام مخلوقات
کو سوا میرے کوئی نہیں جان سکتا کہ وہ کہاں کہاں ہین انسان سے بہت زیادہ
مخلوق میری پانی مین بستی ہے تمام گرہ ہوا ہوائی مخلوقات سے بھرا ہوا ہے اُس مین

تحت کی طرف کو اجسام صغیرہ ایسے اڑ رہے ہیں کہ انسان جسے دیکھ نہیں سکتا اور انکی غذا کیا ہے اور کس طریقہ سے مین اُن کو پہونچاتا ہوں کسی بشر کو نہیں معلوم بڑے بڑے اڑتے والے جانور گرہ ہو امین فوق کی طرف طیران کر رہے ہیں انسان نے اُن کو زمین پر اترتے ہوئے بھی نہیں دیکھا زمین کے طبقات میں بے انتہا مخلوق موجود ہے اے سلیمان تجھے کیا معلوم ہے کہ اُن کی غذا کیا ہے تو کیا اُن کی دعوت کر سکتا ہے مگر انبیاء اور اولیاء تو اطفال حق ہیں جیسے بچے اپنے ماں باپ پر ناز کرتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کا اصرار بڑھتا ہی گیا حکم پروردگار ہوا کہ اچھا سامان دعوت مہیا کر چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دریا کنارے ایک بہت بڑے میدان میں دعوت کا سامان جمع کرنے کا حکم دیا وہ میدان آٹھ مہینے کی ماہ کا تھا دیوؤں کو حکم ہوا کہ اس کو صاف کرو اور فرش بچھاؤ جنات نے بڑا سامان جمع کیا عمدہ عمدہ فرش بچھائے کھانا پکانے کے برتن نہراؤں جمع کئے لاکھوں دیکھین شتر شتر گز کی عریض و طویل لائی گئیں۔ بڑی بڑی گئیں موجود کی گئیں کہ ایک ایک لگن میں سیکڑوں آدمیوں کا کھانا آجائے۔ جن و انس و وحوش و طیور کو حاضری کا حکم ہوا اور اپنے تحت کی نسبت حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ دریا پر قائم کیا جائے تاکہ میں سب کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھوں اور کھلاؤں۔

الغرض تحت حضرت سلیمان کا دریا پر آیا اور حیوانات جمع ہونے لگے ناگاہ ایک بہت بڑی مچھلی نے دریا سے اپنا سر نکالا اور عرض کی یا رسول اللہ میں بھوکھی ہوں آپ نے فرمایا کہ سب مخلوق الہی جمع ہو رہی ہیں جب سب جمع ہو جائیگی تو کھانا کھلایا جائیگا تو کیوں گھبراتی ہے مچھلی نے عرض کی کہ مجھے ہمیشہ یونہی ملتا ہے کہ بھوک لگی اور میری غذا مجھے مل گئی اور آج تو آپ کی طرف سے دعوت ہے مجھ سے توقع نہیں ہو سکتا میمان کو جس وقت بھوک معلوم ہو میزبان کو لازم ہے کہ اسی وقت کھانا کھائے اگر مجھ میں صبر کرنے کی طاقت ہوتی تو میں ہرگز اس کستاخانہ طریقے سے عرض نہ کرتی

میں آپ کی عظمت سے واقف ہوں کہ آپ نبی اللہ ہیں آپ نے ارشاد کیا کہ اگر تجھے طاقت صبر کی نہیں ہے تو اپنی بھوک کے موافق کھالے وہ تمام کھانا جس قدر طیار ہوا تھا اور گیون اور لگنوں میں بھرا ہوا تھا کھا گئی پھر عرض کرنے لگی کہ میرا پیٹ نہیں بھرا ہے اور کھانا منگو دیجئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے نہایت حیرت میں آکر فرمایا کہ میں نے تو تمام مخلوق کے لئے کھانا پکوا یا تھا تو تو اکیلی ہی وہ سب کھانا کھا گئی اور ہنوز تیرا پیٹ نہیں بھرا۔ اُس نے عرض کی کہ میں جس دریا سے آئی ہوں اُس میں مجھ سے بھی بڑی بڑی کروڑوں مچھلیاں ہیں اور چھوٹی مچھلیوں کا تو حساب نہیں یا نبی اللہ اُس خالقِ زمین و آسمان کی بے انتہا مخلوق ہے سوائے اُس کے اور کوئی اُس کی مخلوق کو رزق نہیں پہنچا سکتا آپ نے کیوں ایسا خیال فرمایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نہایت متحیر ہوئے اور سجدے میں گر کر رونے لگے اور عرض کی کہ یا رب بیشک تو رزاقِ مطلق ہے میں اپنے خیال سے بہت شرمندہ ہوں اور تجھ سے معافی چاہتا ہوں میرا کیا مقدور جو میں تیرے بندوں کی اور مخلوق کی دعوت کر سکوں الغرض جو مخلوق کہ اُس دعوت کے میدان میں حاضر ہوئی تھی بھوکھی اپنے اپنے مقام پر واپس گئی۔

روایت ہے کہ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر سوار ہوئے اور ایک ہزار اراکینِ سلطنت کہ سردار اُن کے آصف ابن برخیا تھے اپنی اپنی خدمت پر مامور اور کرسیوں پر بیٹھے تھے اور جنات اور شیاطین گرداگرد کھڑے تھے اور طیور ہوا میں تخت کے اوپر اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے تھے حسبِ عادت ہوا نے تخت اٹھایا کما قال اللہ تعالیٰ لَاشَانَةُ فِي سُوْرَةِ النَّمْلِ وَحُشْرَةِ السَّيْلَمَانِ جُنُودٌ كَاَمِنْ الْجِبِّ وَالْاِلَاشِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ یعنی جمع کئے گئے سلیمان کے پاس اُس کے لشکر جن اور انسان اور اڑتے جانور پھر اُن کی مثلین بیٹیں ہر ایک مثل پر ایک ایک نقیب اور سردار کہ اُن کو آگے پیچھے نہ بڑھنے دے اور لشکر منتشر نہ ہونے پائے اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ

لشکرِ اودی نمل میں پہونچا قال اللہ تعالیٰ شانہ حَتّٰی اِذَا اَتَوْا عَلٰی وَاِذِ النَّملِ قَالَتْ مَلَكَةٌ
 یَا اَیُّهَا النَّملُ اِذْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یُخَطِّمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنٌ وَجُنُوْدُکُمْ وَهُمْ
 لَا یَشْعُرُوْنَ یعنی یہاں تک کہ جب پہونچے چینیوں کے میدان میں کہنا ایک چینی نے اسے
 چینیوں داخل ہو جاؤ اپنے سوراخوں میں پس نہ ڈالے تم کو سلیمان اور اُس کا لشکر اور
 اُن کو خبر نہ ہو بعض علما فرماتے ہیں کہ یہ اُس وقت کا ذکر ہے کہ جب ہوا آپ کی مسخر
 نہ تھی اس وجہ سے لشکرِ زمین پر چلتا تھا لہذا اودی نمل کی چینیوں کے بادشاہ نے
 اپنی قوم کو مطلع کر دیا۔ اور صحیح یہ ہے کہ خاص لشکر ہوا پر تھا اور اُس کی سوا بیان اور
 بہتر زمین پر منزل بمنزل جاتی تھی لہذا ان کی کثرت دیکھ کر مویون کے سردار نے اپنی
 قوم کو آگاہ کر دیا تھا معاً عالم میں کعب احبار سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام
 اپنے اہل و عیال اور خدم و حشم کو لیکر سوار ہوئے اور ہوا تخت شاہی کو اٹھا کر اصطرخ
 سے یمن کی طرف لے چلی تو پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ و اصحاب و سلم میں پہونچے تو آپ نے فرمایا کہ یہ مقام دارِ حیرت ہے نبی آخر الزمان کا
 خوش نصیب ہے وہ شخص جو اُس نبی پر ایمان لائیگا پھر کعبہ پر گزرے تو دیکھا کہ اُس کے
 گردا گرد بت رکھے ہیں اور اُس کی پرستش ہو رہی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام آگے بڑھے
 تو بیت اللہ نے گریہ و زاری شروع کی پروردگار تعالیٰ شانہ نے اُس سے پوچھا کہ اسے
 بیتِ محرم تو کیوں روتا ہے اُس نے عرض کی یا رب میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ تیرا نبی
 سلیمان اور اُس کی قوم میری طرف دیکھتا ہوا چلا گیا اور نماز نہ پڑھی اور بت میرے گردا گرد
 دُج رہے ہیں حکم ہوا کہ تو گریہ و زاری نہ کریں بہت جلد تجھ کو ساجدین و راکعین سے بھر دوں گا
 اور تجھ میں اپنی پاک کتاب جس کا نام قرآن ہو گا اُترے گا اور نبی آخر الزمان کو تجھ میں
 پیدا کروں گا اور وہ سب انبیاء سے افضل ہے اور اپنے بندوں پر فرض کروں گا کہ وہ تیری
 طرف ایسے شوق سے دوڑیں گے جس طرح بیل اپنے گھر کو دوڑتا ہوا جاتا ہے اور ناخن اپنے

بچوں کی طرف تیز پہنچ جاتی ہے اور کبوتر اپنے انڈوں کی طرف جلد جلد جاتا ہے اور ان
بتوں کا جو تجھ میں رکھے ہیں نام و نشان دنیا سے مٹ جائیگا اور کوئی بُت پرست یہاں
نظر نہ آئیگا اور شب و روز میری ہی عبادت تجھ میں ہو اگر نگلی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام
وہاں سے وادی نخل میں کہ طالیف کے جنوب میں واقع ہے گئے اور قہادہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے نزدیک وادی نخل زمین شام میں ہے اور تحقیق یہی ہے کہ طالیف کے دکن
کی طرف واقع ہے بالکل جب حضرت سلیمان علیہ السلام مع لشکر اُس میدان میں پہنچے تو
ایک نگرچی چٹی جو اپنے لشکر کے بازو کی سردار تھی اپنے ماتحتوں کو شفقت سے پکارنے
لگی کہ اے چٹیو! اپنے گھروں میں گھس جاؤ نہیں تو سلیمان کے لشکریوں کے پیروں سے
پس جاؤ گے اگرچہ سلیمان علیہ السلام نبی ہیں اور اُن کی حکومت میں جبر اور ظلم نہیں ہے
مگر احتمال ہے کہ اگر تم اپنے گھروں میں داخل نہ ہو جاؤ گے تو نادانستگی میں پامال
ہو جاؤ گی ہر چند کہ چٹیوں کی آواز کوئی نہیں سنتا مگر یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ
تھا کہ آپ کو اُس کی آواز معلوم ہو گئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے لشکر کو روک لیا کہ چٹیاں
اپنے سوراخ میں داخل ہوئیں پوری آیت جسمیں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام
کو علم عطا فرمانے کا ذکر پروردگار تعالیٰ شانہ نے فرمایا ہے وہ یہ ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا
دَاوُدَ وَ سُلَيْمَانَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ
الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عِلْمُنَا مِنطِقُ
الطَّيْرِ وَآتَيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حِثًّا إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ۝ وَحِثِّ
لِسُلَيْمَانَ جُنُودَهُ مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا
أَتَوْا عَلَىٰ الْوَادِیِ قَالَتُمْ لَهُمْ لَيْسَ بِهَا لَقَمٌ أَفَلَا تَحْكُمُونَ ۚ فَخَلَاوْا مَسْلِكًا كَمَا يَبْخُلُ الْمُنَافِقُ
سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۚ فَتَبَسَّمَ ضَاكِفًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ
رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ

اَعْمَلْ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَدْخُلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ رَجَائِكَ الصَّالِحِيْنَ ○ ترجمہ
 اور تحقیق کہ دیا ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم۔ کہا اُن دونوں نے اللہ کی حمد ہے کہ بزرگی
 دی اُس نے ہم کو اپنے بہت سے مومن بندوں پر اور وارث ہوئے سلیمان داؤد کے
 اور کہا کہ لوگو سکھائی گئی ہے مجھ کو گفتار طیور کی اور دی گئی ہے مجھ کو ہر نعمت تحقیق کہ یہ ہے
 اللہ کا ظاہر فضل اور اٹھایا گیا سلیمان کے لئے لشکر اُن کا جن اور آدمیوں اور طیور سے
 پس یہ جماعت رُک جاتی تھی بعض کے نہ پہونچنے کے سبب سے تا وقتیکہ پہونچے یہ سب
 لشکر کے لوگ جینیٹوں کے میدان میں۔ کہا ایک جینیٹی نے اسے جینیٹو اپنے گھر میں
 آجاؤ ایسا نہ ہو کہ پس ڈالے اور پامال کر ڈالے تم کو سلیمان کا لشکر اور اُن کو خبر نہ ہو
 تمہارے پس جانے سے پس متبسم ہوئے سلیمان اُن کے قول سے اور کہا کہ اسے پروردگار
 میرے الہام کر مجھے کہ شکر کروں میں تیرا کہ انعام فرمایا ہے تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ
 پر اور الہام کر مجھ پر کہ بجالاؤں میں تیری ایسی شائستہ عبادت کہ تو اُس سے خوشنود ہو اور
 داخل کر مجھ کو اپنی رحمت میں اور اپنے نیک بندوں کے زمرہ میں۔

قائدہ والدہ کا فضل اور بزرگی اور احسانات تو معلوم ہیں مگر آپ کی والدہ کمرہ بھی
 بڑی پارسا بی بی اور متخلق بہ اخلاق حمیدہ تھیں حضرت داؤد علیہ السلام ان بی بی پریش
 تھے اور انہیں کا ذکر سورہ صافات میں ہے معالہ التشریل میں ہے کہ اول تبسم تھا آخر کو
 تضحک۔ حضرت ام المؤمنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا
 حضرت صدیقہ نے کہ میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ایسا
 ہنستے ہوئے کہ آپ کے دندان بہت ظاہر ہوں ہمیشہ آپ مسکراتے تھے۔ اور عبد اللہ
 ابن مغیرہ سے روایت ہے کہ مَا سَأَرَّ آيَاتِ أَحَدٍ أَكْثَرَ مُتَبَسِّمًا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ **قائدہ** ہنسنا حضرت سلیمان علیہ السلام کا تعجب کے
 سبب سے تھا اور بعض کا قول ہے کہ خوشی کے سبب سے تھا کہ آپ نے جینیٹی کی بات

سمجھ لی کہتے ہیں کہ آپ نے اُس چنٹی کو اپنے دست مبارک میں لیا اور اُس سے کہا کہ اے
 موصیٰ ضعیف تو جانتی ہے کہ میرا لشکر کسی پر ظلم نہیں کرتا اُس نے کہا میں جانتی ہوں آپ نبی
 ہیں ظلم اور جبر آپ کی حکومت میں نہیں لیکن میں اپنی قوم کی سردار ہوں مجھے اپنے ماتحتوں
 کو اس امر سے مطلع کرنا ضرور تھا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا لشکر ہوا چرات تھا
 تیری قوم کو کس طرح گزند پہنچتا اُس نے جواب دیا کہ میری غرض یہ نہ تھی کہ زمین پرین چائینگے
 بلکہ میری مراد یہ تھی کہ ان کی نظر آپ کے لشکر اور اُس کے تزک و احتشام پر پڑے اور اُسکے
 تماشے میں مشغول ہو جائیں تو یہ ذکر خدا سے غافل نہ ہینگے اور غفارت کے میدان میں پامال
 ہو کر خاک برابر ہو جائینگے یا آپ کی بادشاہی دیکھ کر یہ بھی اُسی کی تمنا کرنے لگیں گے اور انکو
 دنیا کی جاہ و شمت پسند آجائگی اور دنیا سراسر مغوغنہ حق ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام
 نے اُس سے پوچھا کہ تیرا لشکر کس قدر ہے اُس نے عرض کیا کہ میرے مان چالیس ہزار سرنگ
 ہیں اور اُن کے چار ہزار نقیب اور ہر نقیب اور سرنگ کے تحت حکومت چالیس ہزار
 چنٹیاں ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس سے کہا کہ تو اپنا لشکر باہر کیوں نہیں نکالتی
 اُس نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ مجھ کو تمام روئے زمین حضور پروردگار تعالیٰ نے شانہ سے تمنا
 ہوتی تھی میں نے قبول نہ کیا اور زمین کے نیچے جگہ پکڑی تاکہ سوائے خدا تعالیٰ شانہ
 کے کوئی میرے حال سے آگاہ نہ ہو۔ اُس نے پوچھا کہ اے پیغمبر خدا جو نعمتیں کہ اللہ
 تعالیٰ شانہ نے آپ کو عطا کی ہیں اُن میں سے کسی کا بیان مجھ سے بھی کیجئے۔ حضرت
 سلیمان علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہوا میری فرمان بردار ہے وہ میرے تخت کو لیکر اُڑتی
 ہے اور ایک مہینے کی راہ کی دوری میری صبح کی ہوا خوری اور ایک مہینے کی راہ کی مسافت
 آخر وقت کی سیر ہے۔ اُس نے کہا کہ رسول خدا اس کے یہ معنی ہیں کہ مملکت دنیا ہوا کا حکم
 رکھتی ہے کبھی آئی اور کبھی نہ آئی۔

آخر بدیدی کہ برباد رفت

خنک آنکہ بادانش و دادرفت

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس سے پوچھا کہ تیری بادشاہی بہتر ہے یا میری اُس نے نہایت ادب سے عرض کیا کہ مجھے آپ کے سوال نے جواب دینے پر مجبور کیا ہے ورنہ یہ امر آپ کے حضور میں عرض کرنے کا نہ تھا اُس نے کہا کہ سلطنت میری اچھی ہے اس لئے کہ آپ کے حضور میں ہوا حامل بساط ہے اور بساط حامل تخت اور تخت پر آپ جلوہ افروز ہیں اور اُس کو ہوائے پھرتی ہے پس یا رسول اللہ سلطنت آپ کی ہوا پر ہے یہ سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام ہنس پڑے اور اُس سے فرمایا کہ اس طرح کی دانش تجھ کو کمان سے حاصل ہوئی اُس نے کہا یا رسول اللہ خدا کا علم صرف آپ ہی کو نہیں ملا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ شانہ نے کچھ مجھے بھی عنایت کیا ہے اور میرے اور آپ کے سوا اور بہت اللہ کی مخلوق ہے جو میری اور آپ کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے اُسے بھی اللہ کا علم ہے ہم سے زیادہ پہنچا ہے میں تو اُس مالک کا ایک ناکارہ بندہ ہوں اور ایسا ضعیف کہ میرا ضعیف زبان خلافت پر ضرب المثل ہے اور آپ بے شبہ اللہ کے مقبول بندے ہیں اور اُس کے رسول ہیں اس وقت کی جملہ مخلوق میں آپ برگزیدہ ہیں لیکن باادب عرض کرتا ہوں کہ اگر اجازت ہو تو میں حضور سے کچھ سوال کروں آپ نے اُسے اجازت دی اُس نے کہا یا رسول اللہ آپ نے جو خدا سے ایسا مالک چاہا جو اور کسی کے پاس نہ ہو اس درخواست سے حسد کی بو آتی ہے اور پیغمبرانِ خدا کو اس سے بچنا لازم ہے اگر خدا سے تعالیٰ شانہ کسی اور کو بھی آپ کی سی بادشاہی عطا فرماتا تو آپ کا کیا نقصان ہوتا آپ کو اُس کے اس بیان سے رنج ہوا اُس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول سخنِ راست تلخ ہوتا ہے پھر اُس نے عرض کی کہ یا نبی اللہ یہ انگوٹھی جو اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کو عطا کی ہے اس میں یہ ہر ہے کہ یہ ساری سلطنت اس نگین کی قیمت اور یہ نگین ریزہ سنگ ہے اور ریزہ حقیقت میں ایچ ہے۔ پس جان لیجئے کہ تمام دنیا ایچ ہے اور معنی آپ کے اسم مبارک کے

یہ ہیں۔ دنیا پر دل نہ لگا کہ موت درپیش ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تیری باتوں نے ثابت کر دیا کہ تو حکیم ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ مجھے اور نصیحت کر۔ اُس نے التماس کی کہ آپ بادشاہ ہیں آپ پر رعیت کی خبر گیری فرض ہے اور ہمیشہ اُن کے حالات دریافت کرتے رہئے جو محتاج ہو اُس کی مدد کیجئے جو ظالم ہو اُس کا انتظام فرمائیے بادشاہ اس لئے نہیں ہے کہ سب رعایا سے عمدہ کھانا کھائے اور سب سے اچھے محلون میں رہے اور عمدہ عمدہ قالین پر سولے۔ دیکھئے میں باوجود اس ضعف و ناتوانی کے ہر روز اپنی رعایا کے حالات سے مطلع ہوتا ہوں اُس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے زبان مناجات کھولی تَرَبَّتْ اَوْ نَبْرَ عَنِّي اَنْ اَشْكُرَكَ الْخِزْ اور وہاں سے رخصت ہونے کا ارادہ کیا تو مورِ ضعیف نے التماس کیا کہ یا نبی اللہ آج میری طرف سے آپ کی مع لشکر دعوت ہے توقف فرمائیے آپ نے ارشاد کیا کہ میرا لشکر بہت ہے تیری دعوت تمام لشکر کو کیونکر کافی ہوگی اُس نے عرض کی چیزوں میں برکت دینے والا اللہ ہے اور مجھے اُس پر بھروسہ ہے چنانچہ آپ نے توقف فرمایا اُس نے ایک پاؤں ٹڈی کا بھیج دیا آپ نے اُسے دیکھ کر تبسم فرمایا یہی مثل مشہور ہو گئی رع پائے ملخ است تحفہ ممور و اُس لالنے والے نے عرض کی کہ آپ اسے کم نہ سمجھئے چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُسے ایک بہت بڑی دیگ میں ڈال کر جوش کرایا اللہ تعالیٰ شانہ نے اُس میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ وہ تمام لشکر کو کافی ہوا اور بہت خوش مزہ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو اُسے نوش فرمایا تو مسجدے میں گر پڑے سبحان اللہ و بجدہ مفسرین کو اس مور کے نام میں اختلاف ہے ضحاک کے نزدیک نام اس کا طاحنہ ہے اور مقاتل کے نزدیک خدمی اور بعض کے نزدیک منذر اور ایک جماعت کی تحقیق میں طاحیہ اور کچھ لوگ کہتے ہیں خر میا اسی طرح اس کی جسم کی درازی میں بھی اختلاف ہے کوئی خروس کے برابر بتاتا ہے کوئی بھیڑ کے برابر اور صحیح یہ ہے کہ اسی طرح کی تھی جیسی اس وقت کی جیونیٹاں ہوتی ہیں۔

فقیر محمد اکبر مؤلف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کا ذکر آگیا تو دو مسلمان بادشاہوں کے تخت اور بھی اس دنیا میں موجود ہیں مناسب ہے کہ اُس کا ذکر بھی کر دیا جائے اور اُن بادشاہوں کے خیالات بھی ظاہر کر دئے جائیں اور چوتھا تخت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یعنی فرش خاک یہ سب سے زیادہ وسیع تر تھا اور جہاں آپ تشریف لگئے اس تخت کو بچھا ہوا پایا وہ سب تخت کچھ زمانہ کے بعد معدوم ہو جائینگے اور یہ قیامت تک بچھا رہیگا اور جتنا بڑا یہ تخت ہے اتنا ہی بڑا اُس کا ساٹھان سبز ہے اُن تختوں کی زینت درو جواہر سے ہے اس تخت کی زینت ستارگان ثواب و سیارے اس تخت کی وسعت میں ہزاروں باغات و عمارات انہار ہیں اور شاہوں کے تخت چند گز کی محدود زمین میں بچھے ہوئے ہیں۔ پھر جیسا اللہ تعالیٰ شانہ نے تخت آپ کو عنایت کیا تھا ویسا ہی عدل بھی دیا۔ ان بادشاہوں کے تخت انہیں کے بنوائے ہوئے تھے اور تخت عمری وہ تھا کہ جو اللہ نے رسول اللہ کو بخشا تھا اور رسول اللہ نے حضرت صدیق کو دیا اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر کو دیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان کو بخشا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علیؑ کی تندر کیا آپ کے بعد تخت توقائم رہا مگر اسپر بیٹھنے والا پھر کوئی پیدا نہ ہوا۔ تخت شاہ جہان بادشاہ نور اللہ مرقدہ اسی کا نام تخت طاؤس ہے تاج گنج کی اتنی بڑی پر شوکت عمارت کی تعمیر میں پانچ کروڑ ہندہ لاکھ پچیس ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے اور اس تخت طاؤس کی تیاری میں سات کروڑ لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے دنیا کے بادشاہوں میں کسی کا تخت اتنی کران قیمت کا نہیں ہے۔ تخت طاؤس اس کا طول چھ فٹ ہے اور عرض چار فٹ ہے اس میں ایک آٹھ قیمتی یا قوت ایک سو سو بیستیس رتی سے لیکر ایک سو پچاس رتی تک کے وزن کے جڑے ہوئے ہیں اور سولہ زمر و چھتیس رتی سے بھرا رتی تک وزنی اس کے چتر ہیں

تعبیہ ہیں اور بہت سے دُر شہوار چڑے ہیں اور موتیوں کی خوشنما جھاڑ ہے۔ تمام تخت پر طاؤس کی طلائی دم خوبصورت مرصع سجواہرات سایہ افکن ہے اور نیلموں سے مزین سینہ پر ایک یا قوت چڑا ہوا ہے۔ گردن میں چھتیس رتی وزن کا ایک موتی لٹک رہا ہے اور ایک سوسترہ رتی وزن کا موتیوں کا گچھا آویزاں ہے۔ چتر کے بارہ چوبون میں گول اور خوش آب اور درخشان موتی چڑے ہیں جس کا وزن چھتر رتی سے بارہ رتی تک کا ہی چتر کے چوبیس ستون جواہرات سے لدے ہوئے تخت کے گوشوں میں نصب ہیں ان کا طول آٹھ فیٹ کا ہے یہ تاریخی حال تخت طاؤس کا ہے کتا بون میں ہے کہ جب شاہجہان بادشاہ نور اللہ مرقدہ نے اس تخت پر روز اول جلوس کیا ہے تو دربار عام میں باؤن راجہ صاحب شمشیر دست بستہ حاضر تھے۔ بادشاہ نے تخت پر بیٹھ کر پہلے شکرانے کی نماز پڑھیں پھر ہاتھ اٹھا کر اور سر برہنہ ہو کر نہایت عاجزی سے پروردگار تعالیٰ شاہ کے حضور میں عرض کی کہ اے مالک الملک تو تمام جہان کا خالق اور مالک ہے بادشاہ ہو یا پر جاتیرے حضور میں سب سر بر خاک ہیں تو جس کو چاہے بادشاہ کرے اور جس کو چاہے فقیر بنائے تو تمام دنیا کا پالنے والا ہے اُس باغی و طاعنی نے جس کا نام فرعون ہے آبنوس کے تخت پر چہمیں فیل دندان جا بجا چڑا ہوا تھا بیٹھ کر بڑا دعویٰ کیا تھا اور اُس کا دعویٰ سراسر جھوٹا تھا اور میں اس تخت پر بیٹھ کر تیرے حضور میں گریہ و زاری کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ میں تیرے بندوں میں سے بہت کم درجہ کا بندہ ہوں اور خوب سمجھتا ہوں کہ مجھ میں اس بادشاہی کی قابلیت نہ تھی تو نے محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائی ہے۔ مورخ کا بیان ہے کہ دربار کی زمین اُمر کی گریہ و بکا سے ہل رہی تھی اور بادشاہ سجدہ میں پڑا ہوا رو رہا تھا۔ اُسے اللہ ہمیں پھر ایسے بادشاہ کی ضرورت ہے کہ اُس کی نیت کی برکت سے تمام رعایا کا خیال تیرے طرف رجوع ہو جائے اور جتنے بُرے کام ہیں وہ ہم سے چھوٹ جائیں اور ہم تیرے خالص بندے ہو جائیں اللہم آمین ثم آمین

یارب العالمین۔ حضرت سلطان روم امیر المومنین مولانا جناب
عبد الحمید خان غازی خلد اللہ ملکہ کا تخت۔ لمولفہ۔ مطلع

تخت زرین بادشاہوں کے لئے	بوریا عالم پناہوں کے لئے
رحمت حق ہے گنہگاروں کا حق	زہد و تقویٰ بے گناہوں کے لئے
لب پر آئین یہ کہ بخشش ہو گئی	روتے ہیں زاہدان آہوں کے لئے
زاہد و تم مستحق اس کے نہیں	ہے شفاعت روسیاء ہوں کے لئے
اڑے آتا ہے مصیبت میں وہی	وہ سپر ہے بے پناہوں کے لئے
چھپ گئے نقشے نبی کی کفش کے	یہ ہیں زینت بارگاہوں کے لئے
ہے جہاں نقش کفش پائے نبی	ہے زیارت گاہ شاہوں کے لئے
اللہ اللہ جب لیا اللہ کا نام	ابر رحمت تھا گناہوں کے لئے
یابنی پکڑا ہے دامن آپ کا	ہے یہی بخشش گناہوں کے لئے
اس طرف آئے نہ تیر غم کبھی	ہے یہ دل ناوک نکاہوں کے لئے
ہم فقیروں کی ہے اکبر یہ بساط	بوریا حاضر ہے شاہوں کے لئے

مجھے اُس سلطان دین پناہ کے تخت کا حال لکھنا ہے جسے میں نے دین پناہ لکھا ہے
وہ کون ہے۔ خلیفۃ المسلمین۔ اور خادوم اکرمین الشریعین۔ ظل اللہ
یہ چوتھا لقب تو ہر عادل رعیت پرور باایمان بادشاہ کے واسطے سزاوار ہے لیکن وہ القاب
ثلاثہ آئے دین پرور دین پناہ مولانا عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ و زوال اللہ
عمرک مع انعامت والایمان اللہم آمین ثم آمین خاص آپ ہی کی ذات بابرکات
کے واسطے ہیں آپ کے واسطے وہی فرش خاک جسے اللہ تعالیٰ شانہ نے شرق سے غرب
تک مسلمانوں کی مسجد بنا دیا ہے زیبا ہے سجان اللہ کیا اچھا ہے اُس بادشاہ کا ہے
جس کی پیشانی سجدے کے اثر سے خاک آلود ہو۔ سیتماہم فی دجوبہم من ارض السجود

آپ کا پیرا ہن وہ ہونا چاہئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی عباسی شریف کا پورا نمونہ ہو آپ کے فرق مبارک پر وہ عمامہ زیب دیکھا جو حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تصویر ہماری آنکھوں میں کھینچ دے آپ کے پاؤں میں وہ نعلین ہو جس کی تعریف عاشق رسول حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کر گئے ہیں ۵

ادیم طائفی نعلین پا کن	شراک از رشتہ جانناے ما کن
------------------------	---------------------------

آپ کے اقوال و افعال ایسے ہونے چاہئیں کہ سنت رسول کریم کے موافق ہوں پھر آپ آئینہ میں میری آنکھوں سے اپنا جمال مبارک ملاحظہ فرمائیے اور فرش خاک پر شکر کا سجدہ ادا کیجئے۔ نوشیروان کا جو اہرین فرش جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں آپ کے حضور میں بھیجا گیا تھا وہ جو ہریون کے نزدیک ایسا ثابت ہوا کہ اسکی قیمت کا اندازہ ہو نہیں سکتا آپ نے غازیان اسلام کو اس کے ٹکڑے کر کے بانٹ دئے اُسے اتنا ذلیل سمجھا سبحان اللہ واللہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر رسول اللہ کے خلیفہ ایسے تھے پس اسی پر غور کرنا چاہئے کہ جو حضرات اللہ کے خلیفہ ہوئے ہیں وہ کیسے ہوئے جو بادشاہ خادم حرمین شریفین ہوتا ہے ہم مسلمانوں کی آنکھوں میں اسی خدمت کے سبب سے اُس کی عزت ہوتی ہے اور دل میں محبت اور اگر وہ بادشاہ متقی بھی ہو تو سبحان اللہ نور علی نور۔ تقویٰ کا نور وہ نور ہے کہ جسکی پیشانی پر چمکا اُسے فوراً اولیا اللہ کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا اب یہ شخص اگر گدا بھی ہے تو بادشاہوں کا مقتدا ہو گیا ۵

اے ہما پیش فقیری سلطنت کیا مال ہے	بادشاہ آتے ہیں پابوس گدا کے واسطے
-----------------------------------	-----------------------------------

ہم کو غیب کا علم نہیں جیسا سنتے ہیں ویسا ہی دلوں پر اثر پیدا ہوتا ہے مجھ سے مکہ معظمہ میں ایک بزرگ نے فرمایا کہ سلطان عبد الحمید خان غازی بڑا نماز گزار اور تہجد گزار ہے اور اُس پر اضافہ یہ ہے کہ ان اوقات کے سوا بھی متقی ہے میں نے

اُسی وقت سجدہ شکر کیا اور اپنے اللہ سے دعا کی کہ انہیں صفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ شانہ
اُس کی عمر میں برکت عطا فرمائے اللہم آمین اور ہمیشہ یہی دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ شانہ
ہمارے کل مسلمان فرمانروایوں کو متقی کر دے خصوصاً دالی حیدر آباد دکن کو اللہم
آمین یا رب العالمین۔

تخت حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ

حضرت سلطان المعظم عبدالحمید خان غازی خلد اللہ ملکہ کے ترجمان خاص مسی لوئیس بک
صابوچی نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کے سریر خلافت کا
تاریخی حال لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے قصر دولہ باغچہ کے وسط میں ساحل باسفورس پر
یہ تخت بچھا ہوا ہے تمام دنیا کے محلون میں سے قصر دولہ باغچہ ایک ممتاز محل ہے اُسکا
ہمسر تمام دنیا میں کوئی محل شاہی نہیں خوبصورتی میں لا جواب ہے۔ اس پر ایک
عظیم الشان قبة ہے جو بیالیس ستونوں پر قائم ہے باغچہ کی دیوار سے سات چھوڑ کر
میدان کے صدر میں یہ تخت سلطانی بچھا ہوا ہے جس کا رخ آبنائے باسفورس
کی طرف ہے تخت مستطیل ہے اور اُس کا طول ڈھائی ذراع ہے بلندی اگلی طرف سے
ایک ذراع اور عرض ڈیڑھ ذراع یہ پورا سونے کا ایک ٹکڑا ہے جو نہایت خوبصورت
قالب میں ڈھلا ہے اور کمال زیبائش میں بنا ہوا ہے اس کی دہانت تین انچہ ہے
اس کے اوپر کی چھت شتر مرغ کے پروں سے جو سرخ ریشم سے بنی ہوئی ہے آراستہ
ہے اور زرد دوزی گدا نہایت قیمتی اُس پر بچھا ہوا ہے۔ جس کی چمک دمک آنکھوں کو
خیرہ کرتی ہے یہ تخت پہلے مصری بادشاہوں کے دربار میں بچھا ہوا تھا سلطان سلیم
بادشاہ نے جب ۱۵۱۷ عیسوی میں مصر کو فتح کیا ہے تو غنیمت میں یہ ماتھ آیا تھا۔
لیکن جب سے یہ حضور انور جلالت مآب کا پابوس ہوا ہے اس وقت سے اس پر سونے کے
تاروں کی جالی کمال صنعت سے لگائی گئی ہے۔ اور تخت کے چاروں گوشوں پر چار

موٹی قندیلین خالص چاندی کی آٹھ ذراع تک اونچی لگائی گئی ہیں اور ایک چھ گونہ
 جس کا محیط چھ ذراع ہے اور ہر قندیل کے سر پر بیس بیس مشعلین ہیں جو گیس سے
 روشن کیجاتی ہیں اور ہر مشعل کے سر پر بلور کا نہایت خوبصورت منقش قبة ہے جس کی
 صفا کے سبب سے دور دور تک اس کی شعاعیں پہنچتی ہیں دو لمبے باغچے کے میدان
 میں جہاں یہ تخت بچھا ہوا ہے چاروں گوشوں پر نہایت خوبصورت بلور کی قندیلین لگائی
 گئی ہیں جو شریا کی شکل پر بچھوئے شام ہیں۔ اور میدان کے وسط میں ایک موٹی قندیلین
 ہیں یہ بھی شکل شریا لٹکائی گئی ہیں اور خالص بلور کی ہیں چاندی کی زنجیروں میں آویزاں
 ہیں جب روشن ہوتی ہیں تو دور دور تک ان کی روشنی کی چمک پہنچتی ہے اس شریا
 کا طول چالیس ذراع ہے اور درمیانی دائرہ کا محیط تیس ذراع ہے اور مختلف قطاروں
 میں چاندی کی زنجیروں سے دو ہزار مشعلین لٹکائی گئی ہیں جو گیس کی روشنی سے جلائی جاتی
 ہیں ان قندیلوں کے لگانے اور با ترتیب نصب کرنے میں ایک یورپین کاریگر دو سال
 تک لگا رہا تھا اور تخت کے ارد گرد کا میدان ایک عجیب قسم کی لکڑی سے فرش بندی
 کر کے صیقل کر دیا گیا ہے اور ایسا صاف ہے کہ چلنے والے کے پاؤں پھسلتے ہیں جب
 کسی شاہی جلسہ کا موقع ہوتا ہے تو اس پر عمدہ قسم کی دریوں کا فرش ہوتا ہے جو نہایت
 قیمتی ہے تاکہ ناواقف لوگوں کے پاؤں نہ پھسلیں تمام فرش کی صفائیشہ کی مانند ہے
 یا اللہ اس تخت کے مالک کی عمر میں بہت برکت عطا فرما تاکہ یہ اپنے ملک کی کمزوری
 کو دور کر دے اور اس کو وہی سطوت اور غلبہ حاصل ہو جو اس کے اکابر کو حاصل
 تھا اور اس کی اولاد میں سے جو اس تخت پر بیٹھے وہ متقی اور صاحبِ قبال ہو
 اللہم آمین یا رب العالمین یا اللہ جتنے شان اسلام ہیں ان میں جو متقی ہو وہ اور زیادہ
 متقی ہو جائے اور جو جاہل تقویٰ سے عاری ہے وہ متقی ہو جائے اور ان کے تقویٰ کا
 اثر ان کی رعیت پر پڑے کہ ان کے دلوں میں نور اسلام جگہ پکڑے یا اللہ مسلمانوں سے

شراب خواری دور ہو جائے اور جو مسلمان بے نماز زمین نماز گزار ہو جائیں یا اللہ رسولان
فاسد العقائد میں اُن کے عقاید درست ہو جائیں یا اللہ کذب و اقترار اور غیبت اور زنا
و قمار و مردم آزاری مسلمانوں سے ہزاروں کوس دور ہو جائے تم آئین اے مسلمانو
تم کو معلوم ہے کہ تم کیا تھے اور اب کیا ہو گئے۔ اس نبوت حقہ سے پہلے تمہارے اجداد
جن کی نسبت سے تم عربی الاصل کہلاتے ہو اور تمام قوم عرب اُنہیں کے شرافت نسب
پر آج تک فخر کر رہی ہے اور واقعی شرافت نسب کو جیسا عرب نے محفوظ رکھا وہ اب
دوسری قوم نے اس کا خیال نہ کیا یہاں تک کہ قوم عرب نے اپنے گھوڑوں کی نسل
کو بھی آدمیوں ہی کی نسل کی طرح محفوظ رکھا چنانچہ اس وقت تک محفوظ ہے اور اسکی
زیادہ وضاحت کرنا ضرور نہیں اس کو تمام دنیا جانتی ہے نسب اور علم النسب میں
عرب کی قوم سب سے آگے ہے الحمد للہ مگر تمدنی اور اخلاقی نقصانات اس قوم میں
بہت پیدا ہو گئے تھے اللہ نے جس کی درستگی اور راستگی کے لئے اُسی قوم میں سے
جیسے پتھر میں سے لعل پیدا ہوتا ہے کہ اُسے سنگ تو کہہ سکتے ہیں مگر اُس نے اپنے مقام
سے ایسی ترقی کی کہ وہ اب سنگ نہ رہا بلکہ تمام اشیاء سے زیادہ گران قیمت اور بہت نفیس
اور بالکل بے عیب ہے نہ کہ میں اُس میں جرم ہے نہ داغ اور اُسی کو لعل شب چراغ
کہتے ہیں یعنی ظلمت شب کا دور کرنے والا بجسہ ایک نیی - پیدا کیا جس نے امیون
کو حکیم بنادیا اور جالون کو فلسفہ الہی کا سبق پڑھا کر فاضل اور علامہ کر دیا اسی مضمون کا
پروردگار تعالیٰ شانہ نے اپنی کتاب کریم میں یوں ذکر فرمایا هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ
رُسُوْلًا مِنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰیٰتِهِ وَيُزَكِّيْهُمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ
وَ اِنَّ كَاثِرًا مِّنْ قَبْلِ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ ترجمہ وہ اللہ ایسا ہے کہ جس نے اُمی
اور ان پڑھے لوگوں میں سے اُنھیں ایک پیغمبر کو کہ وہ تلاوت کرتا ہے اُن پر ہماری
آیتیں اور پاک کرتا ہے اُن لوگوں کو اور سکھاتا ہے یعنی درس دیتا ہے اُن کو ہماری

کتاب اور حکمت کا اور بے شک یہ لوگ اس سے پہلے گمراہی میں تھے اور وہ گمراہی جو
 پرہیزگاری سے تھی اُس میں نظر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اور اُن لوگوں کے لئے بھی آپ کو
 مبعوث کیا ہے کہ جن کا احاطہ ابھی مسلمانوں سے نہیں ہوا ہے وَاٰخِرِيْنَ مِنْهُمْ لَكُنَّا
 يَكْفُرُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَن يَّشَاءُ ۚ
 وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ یہ آیت حضرت کی نبوت اور رسالت کے عام ہونے
 کی خبر دیتی ہے کہ حضرت کی نبوت صرف قوم عرب ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ قومیں جو ابھی
 مسلمانوں سے ملی نہیں ہیں ان کی سرزمین سے دور ہیں یعنی نصاریٰ اور عجم و اہل ہند اور
 چین ان پر بھی یہ نبوت اپنا سایہ ہدایت ڈالے گی اور یہ قرآن پاک کی بڑی پیشین گوئی اور
 معجزہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور یہ اللہ کا فضل ہے اور وہ اپنی مخلوق کا خالق اور مالک ہے
 جس کو جو کچھ چاہے وہ دے اور اللہ خداوندِ فضل ہے اور بزرگ ہے کسی کو مخلوق میں
 سے اُس کی عطیات پر زبان کھولنے کا حق نہیں ہے کہ اُس کو کیوں دیا اور ہم کو کیوں
 نہ دیا اے مسلمانو یہ عرب کی قوم جس کی ہدایت کے لئے اور پاک کرنے کے لئے
 ایسا برگزیدہ نبی بھیجا گیا اُس قوم کا کیا حال تھا معلوم ہے سنو اور غور سے سنو۔
 پڑھو اور دل لگا کر پڑھو۔ یہ عرب کی قوم وہ قوم تھی کہ اُن کو اپنے حقیقی بھائی کا
 خون بہانا آپ سبیل سے بھی زیادہ بے وقعت تھا۔ اپنی پیاری بیٹی کا قتل کرنا مذہبی
 فعل سمجھا جاتا تھا قتل نفس وہ بڑا گناہ ہے کہ جس کی سزا ہمیشہ کے لئے دوزخ ہے
 لیکن جہان اللہ کا حکم ہے وہاں رحمت ہے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کی
 خلافت پر لانا کہ کا یہی اعتراض تھا کہ اے مالک الملک تو اُس قوم کو اپنا خلیفہ
 فرماتا ہے کہ جو زمین پر فساد کریں گے اور خون بہائیں گے چنانچہ وہ امر واقع ہوا کہ حضرت آدم
 علیہ السلام کے بڑے بیٹے قابیل نے اپنے چھوٹے بھائی ہابیل کو قتل کیا اور دنیا میں
 یہ پہلا گناہ قتل کا واقع ہوا قرآن پاک نے فتنہ و فساد اور قتل کی ممانعت کا یہاں

پہلا سبق دیا ہے یہ گناہ بھی سب سے پہلا ہے اور قرآن پاک میں بخیاں تربیت مصحف شریف
 سبق بھی پہلا ہے اور فسادات کے انسداد میں بہت سی آیتیں وارد ہوئی ہیں جن کو
 یہ فقیر محمد اکبر ابو العالی دانا پوری غفر اللہ ذنوبہ ولوالہ یہ ایک جداگانہ کتاب میں
 جمع کر رہا ہے۔ گلیڈستون وزیر مردہ انگلینڈ نے اپنی تقریروں میں بیان کیا ہے کہ
 جب تک دنیا میں قرآن باقی رہیگا تہذیب کا پھیلنا ممکن نہیں ہے۔ میں بھی کہتا ہوں کہ
 مان مان جس کا نام اُس نے تہذیب رکھا ہے بیشک قرآن پاک اُس کو منع کرتا ہے اور
 ہمیشہ قرآن پر ایمان لانے والے اُس کو منع کرتے رہینگے۔ میں آیات متنازع فساد کو
 جو جمع کر رہا ہوں اُس میں کچھ لکھوں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ دیکھو پہلے پارے کے ساتویں
 رکوع میں واقع ہے کُلُّوْا وَاَسْلَمُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعۡشَوۡاۤیۡ اَکَاۡرَہٗمۡ مِّنۡ مَّقۡصِدِہٖ
 یعنی کھاؤ پو اللہ کا رزق مگر اُس کی زمین پر فساد مت کرو۔ اب میں اپنی برگزیدہ
 قوم سے دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ اے بھائیو اپنے ڈو بتے ہوئے بڑے کو غرق
 ہونے سے بچاؤ اور اپنی اولاد کو وہ علم پڑھاؤ جو قیامت میں تمہارے واسطے اجراورائے
 واسطے نجات کا سبب ہو۔ تم باتفاق جمہور اشرف المخلوقات ہو یعنی تمام مخلوقات
 کے بادشاہ ہو تم کو زیبا نہیں ہے کہ تم خوزیر یاں کرو اللہ تعالیٰ شانہ کی نافرمانی کرو بادشاہ
 کی یہ تعریف نہیں ہے کہ وہ اپنے ایک حکم سے دس ہزار آدمیوں کا سر کٹوا دے بلکہ
 بادشاہ کی بڑی تعریف یہ ہے کہ وہ دارا کے خلق ہو یعنی اپنی رعیت کا پالنے والا
 ہو اب حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نبوت کے کاموں
 پر نظر کرو کہ حضور پر نور نے کیا کام کیا آپ نے لڑتے بھڑتے قبیلوں کو جن میں برسوں سے
 تلواریں چل رہی تھیں اور باخود ہاکی صلح غیر ممکن سمجھی جاتی تھی چند صباح میں شیر و شکر کر دیا
 اور اب اُن میں آپس کا کشت و خون ناممکن معلوم ہوتے لگا۔ جو قوم سیکڑوں برس سے
 بت پرستی کے دریا سے بے کنار میں غرق تھی اور ایک غور کرنے والا آدمی اُس قوم کی

حالت پر غور کر کے ناامیدی کے ساتھ اپنا سر بلند کرتا تھا اور کہتا تھا کہ امیدوں کی جتنی راہیں ہیں سب بند ہیں اس قوم کے لئے کہ کبھی یہ خدا پرست بھی ہوگی مگر آپ کی بے خبری کوشش نے اُن سر بلند پہاڑوں کو جو امیدوں کی راہ میں عایل تھے بات کی بات میں کھدوا کر راستہ صاف کر دیا۔ اور پھر اُس جفا کار قوم سے جس نے آپ کی راہ میں کانٹے بچھائے اور وطن سے نکالا اور خود آپ کو اور آپ کے اعوان و انصار کو طرح طرح کی ایذائیں دین وہ حسن سلوک کیا کہ کوئی شفیق بھائی اپنے سعادت مند بھائی سے ایسا سلوک نہ کرتا کیا کوئی آدمی اس دل کا دنیا میں پیدا ہوا ہے ہرگز نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے حالات اسی کتاب میں مندرج ہیں پڑھ لو کہ صبح سے ظہر تک پچھتر ہزار آدمیوں کا قتل موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے ہو گیا اور باپ نے بیٹے کو اور بھائی نے بھائی کو قتل کیا ہمارے حضور کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب سے زیادہ جان نثار تھے اور اُن حضرات نے اس کی خواہش بھی کی کہ ہمارے عزیز ہمیں کو دے جائیں کہ ہم اُن کو قتل کریں مگر حضرت کی ذات پاک تو تمام عالم کے لئے رحمت تھی قبول نہ فرمایا اور سب کو بخشد یا مگر بعض نفوس جو قتل کئے گئے اُن کی مثال اُس ماد فاسد کی تھی کہ جو اصلاح پذیر تھا ہی نہیں اُن لوگوں نے اپنے شامت اعمال کی سزا پائی ایسے بھی لاکھ میں دو چار ہی ہونگے وہ ایسے کانٹے تھے کہ جو بہت ہی ایذا رسان اور کمال زہریلے تھے علم نبوت نے اُن کے اثر کو سمجھ لیا تھا لہذا وہ باغ اسلام سے خارج کر دئے گئے۔ جہاد یہ جو کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے مذہب میں جہاد نہایت خونریز حکم ہے یہ اُن کی فہم کا قصور ہے اصول مناظرہ یہ ہے کہ جب تک کسی قوم کی زبان اور جوار سے واقعہ نہ ہو اُس پر اعتراض نہ کرے جہاد کے معنی کوشش ہیں اور یہ لفظ اُس وقت کہا گیا تھا کہ جب کفار عرب مسلمانوں پر چڑھ آئے تھے حکم ہوا کہ ان کے دفع کرنیکی کوشش کرو مسلمان کوشش کرنے لگے اور ایک خندق کھودی اسی سے معلوم

ہوتا ہے کہ مسلمان جنگِ مدافعت ہی کرتے رہے یہاں تک کہ مذہب کو رونق ہوئی جب
 بھی مسلمانوں نے کسی ملک پر چڑھائی نہ کی جو ان سے لڑنے آیا اُس کو دفع کیا جب کفار
 دور دور منتشر ہوئے اور بادشاہوں کو ان کی طرف سے بدگمان کیا تو مسلمانوں نے اس
 جنگِ مدافعت کا بہت تھوڑا سا رخ بدلا یعنی اُن کے ملک کی طرف بڑھ گئے اس لئے کہ
 اپنی کمزوری اُن پر ثابت نہ ہونے دین اگر وہ جنگ کریں تو اللہ پر بھروسہ کر کے جنگ کیجئے
 نہیں تو صلح کر کے واپس آجائیں چنانچہ تاریخوں کے معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت
 ملک تو صرف صلح کے ذریعہ سے فتح ہوئے ہیں اور کم ملک جنگ کے ذریعہ سے اور یہ بھی
 قدما کی تاریخوں کی سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے کمین اپنی ذات کو قاتل نہیں
 کہا ہے اور کہتے تو غلط نہ تھا مگر ہر فرد مسلمانوں کے لشکر کا اپنے آپ کو مجاہد ہی کہتا رہا
 یعنی جنگِ مدافعت کرنے والا جس ملک پر ان کا یہ خیال تھا کہ اس ملک کا دالی ہم پر چڑھا
 کر کیا اُس کی طرف بنظرِ حفاظت بڑھ جاتے تھے اگر وہ دوست نظر آیا تو واپس آئے اور اگر
 اُس کا رخ بدلا دیکھا تو رہ گئے تمام زمانہ خلافتِ خلفائے اربعہ میں یہی خیال مستقل رہا
 مسلمانوں پر باطلِ تمست ہے کہ جہادِ ظلم کا حکم ہے میرے خیال میں جہادِ نہایت آشتی کا
 حکم ہے اُس کو ظلم سے سروکار ہی نہیں رہا لیکن قلمِ درکشف دشمن است بہ ایک بڑا اعتراض
 پادریوں کا یہ ہے کہ حضور پر نور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بہت سے کُلاخ
 کئے جیسے مسئلہ جہاد کے سمجھنے میں عربی علمِ ادب کی کمی کے سبب غلطی واقع ہوئی ویسا ہی
 عربانِ جاہلیت کے تمدن اور معاشرت کے نہ جاننے سے اس مسئلہ میں پادریوں سے
 خطا ہوئی ہے قبلِ بعثت حضرت سرورِ عالم۔ قومِ عرب میں ازدواج کی کوئی تعداد مقرر نہ تھی
 سو۔ ووتسو۔ چار سو جان تک قبول ہو بیبیان کرتے چلے جاتے۔ اس بے انتہا تعداد کو
 چار ازواج پر لاکھ محدود کر دینا کتنی بڑی تعریف کی بات ہے اگر دشمن اسے تعریف نہ کیجئے
 تو اُس کی عقل کا قصور ہے ۵

گر نہ بیتِ بروزِ شبِ پرہیزم چشمِ آفتاب را چہ گناہ

حضرت داؤد علیہ السلام نبی تھے یا نہیں ایک سو بیسیان اُن کے تھقین۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نبی تھے یا نہ تھے اُن کی بھی بہت سی ازواج تھقین۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نکاح میں بھی دو حقیقی بہنیں تھقین جو حضرت شعیب کی بیٹیاں تھقین۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بھی کئی بیسیان تھقین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بھی دو بیسیان تھقین پھر حضرت پر کیا اعتراض ہے اور اگر کوئی پادری حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی مثال پیش کرے اُس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ جمہور انبیاء کے مقابلے میں دو بیسیوں کی مثال کافی نہ ہوگی دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حضور تھے یعنی عورات سے الگ رہنے والے باوجود قوتِ مردانگی کے اور حضرت یحییٰ پر خوفِ خدا اتنا غالب تھا کہ وہ امور دنیاوی کی طرف متوجہ ہونے نہ دیتا تھا اور آپ کو رونے کے سوا کوئی دوسرا مشغلہ نہ تھا اور عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ اپنی دعوت کے زمانہ میں مجبور رہے لیکن احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ اب جو نزول فرمائیے تو قتل و جال کے بعد وہ حسبِ سنتِ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نکاح کریں گے اور انتقال کریں گے اور حضرت کے پہلو میں دفن ہوں گے۔ ایک بات قابلِ غور یہ ہے کہ مرد و عورت کا اجتماع ازراہِ قاعدہ قدرت اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ کی مخلوق بڑھے اور آجائے اچھے لوگ پیدا ہوں کوئی عالم دین ہو کوئی حکیم ہو کوئی فلسفی ہو کوئی بادشاہ با عدل و داد ہو کوئی فنون و نیاوی کا استاد ہو۔ یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ گئی ہے کہ دنیا میں مردوں سے عورتیں بہت زیادہ ہیں پھر وہ غریب بیکار کیوں پڑی رہیں کیا تعددِ ازواج کے مانعین کو یہ بات پسند آتی ہے کہ ہزاروں بچے جو ناجائز طریقوں سے پیدا ہو رہے ہیں زمین پر آتے ہی گلا گھونٹ کر مار ڈالے جائیں تمام دنیا میں تو وہ انتشار نہیں ہو سکتا کہ بڑا کھانا کا صندوق ہر محلہ میں کسی مکان کی دیوار میں لگا دیا جائے اور ایک خاص مکان

اسی کام کے لئے مختص کیا جائے کہ یا تو عورتیں دہن اگر وضع حل کر جائیں یا زیادہ شرم دار
ہوں تو بچوں کو اُس صندوق میں کچھ اپنا نشان کر کے ڈالیں دایان مقرر ہوں وہ ٹھکانا
جب بچہ دو دھ بیٹا چھوڑ دے تو اُس کی ماں اپنا نشان پہچان کر اُسے لیجائے اور
اپنا بیٹا بنا کر رکھے۔ غریب مسلمانوں نے جو اس کا انتظام پہلے ہی سے کر لیا تو کیا بُرائی
کی جو عورتیں کہ مذہبی عابدہ ہو جاتی ہیں اگر اُن کے عبادت خانہ کی زمین کھدوائی جائے
تو نوڑا یہ سیکڑوں بچوں کی ہڈیاں اُس زمین سے نکلیں گی اور کتنے کو یوں ہے کہ
یہ نہایت برگزیدہ عورات ہیں یہ بوڑھی ہو گئی ہیں مگر مرد کی صورت نہیں دیکھی۔ مگر یہ
ضرور ہے کہ ہزاروں بچوں کو جو ایک زمانہ میں بڑھ کر مرد ہوتے تو خاک کر چکی ہیں اِنَّا
لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ○ اور یہی قوم جو اس بات کو جانتی ہے اور پسند کر لی
ہے غریب مسلمانوں پر تعدد ازواج کی نسبت اعتراض کرتی ہے وہ اپنے گریبانوں میں
مذہب نہیں ڈالتی کہ ہمارے گھروں میں کیا ہو رہا ہے مسلمان تو حرام کار نہیں مگر جو قوم
معتزف ہے وہ ایسی تباہ کار قوم ہے جو حرام کو حرام ہی نہیں سمجھتی لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم۔ اُسے مسلمان تو تم کو اللہ تعالیٰ شانہ نے از رو سے فطرت
ذہین اور ذی ہوش پیدا کیا ہے تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تمہاری قوم کے ہونہار نوجوان
ہمارے شراب خناری میں مبتلا ہوتے جاتے ہیں اور اس کے سبب سے بہت سے
نوجوانوں کی متائیں دل کی دل ہی میں رہیں اور وہ دنیا سے ناشادنا مراد گئے اور
اپنی قوم کو مار گئے کہ آج تک وہ اُن کو یاد کر کے کہن افسوس مل رہی ہے اُس شخص
کی طرف نظر کریں جو قابلیت و ترقی کی پوری تصویر تھیں اور ایک اعلیٰ عمدہ کی کرسی کو
اُس سے زینت تھی اسی کم بخت شراب کے ماتھوں سے اُسے زاویہ گناہی میں
روپوش ہونا پڑا۔ افسوس ہزار افسوس تم تو نہایت اچھی سمجھ کے آدمی تھے ایسے
کم سمجھ کیوں ہو گئے۔

مئی داند اہل غفلت انجھام شراب آخر بہ آتش میروند این غافلان از راہ آب آخر

میرے مسلمان بھائیو تم اپنی شرافت نسب اور شرافت مذہب کی طرف خیال کرو دیکھو تم میں اکثر اولاد رسول علیہ السلام ہیں اُن کے بدن کے خون میں حضرت خاتم الانبیاء محبوب خدا کا خون ہے افسوس ہزار افسوس کہ وہ اپنے پاک خون میں شراب سی ناپاک شے کو ملا رہے ہیں اور پھر یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے بدن میں رسول اللہ کا خون ہے آفرین ہے اور ہزار آفرین برادران والا شان سید شاہ مبارک حسین رضوی اور سید شاہ نور الرحمن رضوی عرف سید شاہ لال سلیمان اللہ تعالیٰ پر کہ ہزار روپیہ ان حضرات نے خرچ کئے اور راہ خدا میں خرچ کئے اور نوجوانوں کا بھی مجمع ان کی بزم میں رہا مگر اس مُردار کو (یعنی شراب) کبھی اس کا موقع نہ ملا کہ سلام کے واسطے بھی ان کے سامنے حاضر ہو۔ یہ جناب سید شاہ تبارک حسین رضوی کا کوی رحمتہ اللہ علیہ کے تقویٰ کا اثر تھا وہ بڑے متقی تھے جس خاندان کے تھے اُس کی آب و تاب دنیا کو دکھا دی۔ خداے تعالیٰ شانہ اُن کے نبیرہ سید شاہ محمد کمال اللہ علیہ کو بھی وہ دن دکھانے والا ہے کہ اپنے دادا کی طرح متقی ہو جائیگی مجھے اپنے اللہ سے امید ہے برادر عزیز سید شاہ لال سلمہ اللہ نے ایسا قلب پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ کا عطیہ خاص معلوم ہوتا ہے اخلاق نہایت وسیع آداب شن کی پابندی نماز کا انتظام اور فقط انتظام ہی نہیں بلکہ حضور قلب کے ساتھ اپنے بچوں کی تعلیم احکام الہی کی بجا آوری بھی شریک داد و دہش مخفی طریقہ سے یہاں تک کہ خدام کو بھی اُس کی خبر نہیں ہوتی یہ حالات نوجوانی کے ہیں وہ زمانہ جو خاص اللہ تعالیٰ شانہ کے فضل و کرم کا ہوتا ہے یعنی زمانہ پیری اُس میں نہیں معلوم یہ سعادتمندی ان کو اُس وقت کس مقام پر پہنچائیگی اللہ تعالیٰ شانہ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے آمین ثم آمین ایک نوجوان سعادتمند اس عظیم آباد میں اور بھی ہیں اسلاف کے

یادگار قاضی عبدالوحید مد اللہ عمر و سرمایہ ثروت ہاتھ میں وافر اور اس کے ساتھ
 نیکیوں میں شریک برائیوں سے متنفر اور استعداد علمی کافی احمد اللہ علی احسان۔ میری تحریر
 یہ نہیں کہتی کہ پٹنہ سے عظیم الشان شہر میں ہی دو چار آدمی ہیں جو باخیر ہیں ہرگز ایسا نہیں
 ہے انشاء اللہ تعالیٰ بہت لوگ ہونگے جن کو اللہ تعالیٰ شانہ کا بندہ ہونے کی خاص
 خصوصیت ہے مگر میں بیان کے اُمرا کی صحبت سے محروم ہوں میری غیبت مجھے اس کی
 اجازت نہیں دیتی کہ اُن کی صحبت میں حاضر ہو کر اُن کے حالات دریافت کروں جہاں جہاں
 برادری کا لگاؤ ہے وہاں حاضر ہونے کا موقع ملتا ہے ہمارے عظیم آباد میں ایک بزرگ
 مولوی گوہر علی صاحب تھے پٹنہ کے اہل سخا کے سر تاج متوکلون کے معین و مددگار
 مگر خدا جانتا ہے کہ میں نے اُن کی صورت بھی کبھی نہیں دیکھی مگر اُن کی بخشش کی
 تحقیق روایتیں سنیں اور فی الحقیقت وہ ایسے ہی تھے اُن کے فرزند اکبر مولوی محمد آسن
 صاحب مرحوم کا ایک احسان مجھ پر ہے کہ جب میں حج کو جاتا تھا تو پاس پورٹ یعنی
 پروانہ راہداری کے حاصل کرنے میں مجھے دشواری تھی کسی مالک سے ملاقات نہ تھی
 اُن کی وجہ سے آسانی ہوئی خداوند تعالیٰ اس کا اجر اُن کو دے اللہم آمین۔
 پٹنہ کے قدیم رئیس جن۔ کہ مذہبی خیالات تھے اور اُن سے راہ و رسم آمد و شد بھی
 تھی افسوس کہ وہ سفترات اس جہاں ناپائدار کو خیر باد کہہ کر اللہ سے واصل ہو گئے
 اُن کے اسمائے رُامی یہ ہیں جناب حاجی میر واجد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ جناب
 حاجی میراجہ حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جناب حاجی فتی محمد امیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
 جناب حاجی قاضی محمد نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ جناب فتی نجم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ
 جناب مولوی محمد وحید الدین صاحب خان بہادر رحمۃ اللہ علیہ جناب چودھری محمد ظہور الحق
 صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ الحمد للہ کہ ان حضرات کے اخلاف سعادت مند بھی موجود ہیں
 خداوند تعالیٰ ان کی عمریں دراز کرے اللہم آمین۔ پٹنہ کے اطراف کے ایک بزرگ

تھے مولوی حاجی عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ حج سے آپ سے حاضر خدمت
 تھے جو ان ہی تھے کہ انتقال کیا بہرہ صفت موصوف کا کو کے زمیندار تھے اور بڑے متقی
 کا کو مسلمانوں کی ایک آباد بستی ہے اور شرفا سے آباد ہے سادات بھی ہیں اور شیوخ
 بھی ہیں اور ملک بھی ہیں الحمد للہ کہ سب کے اخلاق اچھے ہیں اور اس بستی میں ابھی تک
 اس ناپاک شراب کے قدم نہیں آئے ہیں اور خدا کرے قیامت تک نہ آئیں۔

فقیر مولف محمد اکبر ابو العلامی غفر اللہ ذنوبہ کی جناب دادی صاحبہ قدس
 سرہا کا مزار مبارک اسی بستی میں ہے حضرت کا نام مبارک بی بی کمال قدس اللہ سرہا
 ہے بڑا فیض بار مزار ہے دور دور سے مریض یہاں چلے گئے ہیں اور بحکم خدا
 صحت پاتے ہیں اب اس مزار مبارک کی مرمت ہو رہی ہے بستی کے لوگوں نے اہتمام
 اس کی تعمیر کا جناب بھائی سید شاہ غفور الرحمن صاحب کو دیا ہے بہت کچھ تعمیر ہو چکی ہے
 اور کام ہنوز جاری ہے اور اس تعمیر میں پہلے جو روپیہ صرف ہوا ہے وہ سید شاہ محمد کمال
 مد اللہ عمرہ کا ہوا ہے اے مسلمانو ایک تو دنیا ہی کی عمر بہت تھوڑی ہے اور اس
 دنیا میں آدمی کی عمر بلا فرق ایسی ہے جیسے عمر جناب یا عمر شرر پس اتنی کم عمر پر آدمی ایسا
 غافل ہو جائے کہ یہ سمجھ لے کہ تمام دنیا فنا ہو جائیگی مگر ہمیں موت نہ آئیگی میرے پیارے
 عزیزو سوچو اور سمجھو دنیا بہت بے ثبات ہے ہر نفس تمہارا بڑا قیمتی ہے اسکو اللہ ہی
 کی راہ میں صرف کرو۔

فہمیدہ خرچ کن نفس خود کہ بستر است	در رشتہ نفس گھر آباد ار عسر
غافل ز احتیاط نفس یک نفس بباش	شاید کہ این نفس نفس واپسین بود

معذرت مؤلف۔ جب لکھنے والے کے ماتھ میں قلم ہوتا ہے اور وہ اپنی ضرورتوں
 سے فارغ البال ہو کر لکھنے کو بیٹھتا ہے اور طبیعت اس کی آمادہ ہوتی ہے تو سلسلہ تحریر
 بڑھ جاتا ہے پھر ذرا سے اشارے میں طبیعت خدا جاتے کمان سے کمان پہنچ جاتی ہے

باتون میں باتیں اور ذکر میں ذکر نخل آتے ہیں کمان حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر اور
کمان یہ اوپر کے اذکار مگر چونکہ مذہبی چھپر تھی اگرچہ قلم کو بہت روکا مگر پھر بھی کچھ تو زبان قلم پر
آہی گیا اب میں قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو قصہ بلقیس اور حضرت کی ابتلا پر
ختم کرتا ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور بلقیس کا قصہ

علامہ ابی الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد الشیبانی
المعروف بہ ابن الاثیر الجزری الملقب بہ عز الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب التاریخ الکامل میں
تحریر فرماتے ہیں کہ بلقیس کا نسب ٹھیک معلوم نہیں ہے مگر جتنا دریافت ہوا ہے وہ لکھتے ہیں
پھر اُس قصہ کا ذکر کرینگے جو اُس سے اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے ہوا ہے علما کا
اُس کے آبا و اجداد کے ناموں میں اختلاف ہے کچھ لوگ تو کہتے ہیں کہ اُس کا نام بلقشم
بنت این شرح بن عارث بن قیس بن صیفی بن سبا بن یثجب بن یعرب بن قحطان ہے
اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ اُس کا نام بلقشم بنت ہمدان ہے اور اُس ہمدان کا نام
این شرح ہے بن شیخ ذی الاذعار بن شیخ ذی المنار بن تیج الرایش ہے اور بعض اُس کا
نسب اور کچھ بتلاتے ہیں جس کا ذکر اس کتاب کے مناسب نہیں اس لئے کہ تبا لعمہ
ہی کے باب میں مورخین کا بڑا اختلاف ہے کسی شیخ کو کوئی پہلے بتلاتا ہے اور کسی کو کوئی
پچھتے بتلاتا ہے اور کوئی اُن کی تعداد بہت کہتا ہے اور کوئی کم بیان کرتا ہے اس سے
ناظرین کتاب کو کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ طبیعت اُلجھے گی میرے خیال میں یہ حشو و زوائد ہیں
کی گل تراشیاں اور کمائیاں ہیں جیسے ہمارے زمانہ میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا قصہ اُن کا قاتل میں جانا اور ایک پری سے شادی اور اُس سے ایک دختر کا پیدا ہونا
غریب ان پڑھ مسلمان تو اُسے سچا تاریخی واقعہ سمجھ رہے ہیں لہذا ایسی بے اصل حکایات

ایک متبرک کتاب میں درج کرنا کتاب کی وقعت کو کم کر دیتا ہے اور علامہ ابن اثیر نے اُن بعض باتوں کو لکھا تو ہر مگر جھوٹی روایت کر کے لکھا ہے میں یہ بھی نہیں پسند کرتا کہ اس کتاب میں اُسے جھوٹی روایت کر کے بھی لکھوں یہ مبارک کتاب انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ ہے اور بہت بڑی تعریف انبیاء علیہم السلام کی یہ ہے کہ وہ سچے تھے اور اُن کے جانشین بھی سچے تھے پس سچے لوگوں کے تذکرہ میں جھوٹ کیون آئے پائے کیونکہ سچوں کے جانشین ہمیشہ سچے ہی لوگ ہوا کرتے ہیں اللہ سبحانہ اُس کے خلفاء جو انبیاء ہیں وہ بھی سچے انبیاء سچے ہیں تو اُن کے جانشین اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بھی سچے ہیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ یہ آیت شریفہ اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کی تعریف میں ہے یعنی راضی ہوا اللہ تعالیٰ شانہ اُن سب سے جو اصحاب ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اور وہ سب بھی اللہ سے راضی رہے۔ بڑی بات یہ ہے کہ بندہ اللہ سے راضی رہے رضا مندی کا طریقہ کیا ہے۔ اللہ کی قسمت پر شاکر رہے چاہے وہ تھوڑا دے یا بہت۔ بلاؤں کے نازل ہونے پر غم نہ کرے اور اُن بلاؤں کو اپنے مالک کی طرف سے سمجھے اور اُس ابتلا سے بے صبر ہو کر مالک کی شکایت نہ کرے اس حال میں بھی اُس کا شکر کرتا رہے اور جب ابتلا اس بندے سے دفع کر دی جائے جب بھی شکر گزار رہے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ایسے ہی حالات تھے جب تو اللہ تعالیٰ شانہ نے یون ارشاد فرمایا کہ اللہ اُن سے رضا مند رہا اور وہ اللہ سے راضی رہے اور اُن کی رضا مندی کا سبب کیا تھا کہ وہ اللہ سے ڈرتے تھے اس لئے کہ وہ اللہ کے علم سے خبردار تھے کہ مالک ہمارا بڑا وسیع العلم ہے ہم کوئی گناہ کسی طرح چھپ کے کریں وہ ضرور اُسے دیکھے گا اسی کو پاک پروردگار اپنی کتاب روشن میں اسی آیت کے آگے فرماتا ہے ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝ یعنی اللہ کا اُن سے راضی رہنا اور اُن کا اللہ سے راضی رہنا یہ وعدہ اُن کے واسطے ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں

اور وہ بعد نبی بہترین خلق ہیں اگرچہ جلد صائب اللہ سے ڈرتے والے تھے لیکن تمام اصحاب
کی جان چار یا ربی صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے وہ کون

چدارغ مسجد و محراب و ممبر	ابوبکر و عمر عثمان و حیدر
---------------------------	---------------------------

الغرض جتنی باتیں آدمی کی ذات سے متعلق ہیں سب سے زیادہ ضروری بات سچائی

راستی موجب رضا سے خداست	کس ندیم کہ گم شد از رو راست
-------------------------	-----------------------------

کتاب کے لئے راستی کی بہت ضرورت ہے کیونکہ عام و خاص سب کی نظر اس پر پڑتی ہے
پھر کتابوں میں بھی دینیات کی کتاب اس کا تو ہر نقطہ اپنی سچی جگہ پر ہونا چاہئے لہذا
بلقیس کی وہ حکایتیں جس کو علامہ ابن اثیر نے خرافات کر کے لکھا ہے میں نے
اُس سیاق کو بھی ترک کر دیا اور اُس قسم کی روایت کو بالکل لکھا ہی نہیں۔

بلقیس مین کی ملکہ تھی

یہ بات اہل تاریخ یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ بلقیس مین کی ملکہ تھی اور حالات اُس کے
یوں بیان کرتے ہیں کہ اُس کے باپ نے اُسے حکومت سپرد کر دی تھی اور وہ اُس کے
مرنے کے بعد مستقل ملکہ ہو گئی۔ اور بعض مورخین کا یہ بیان ہے کہ اُس کا باپ بغیر وصیت
کے مر گیا تھا اس واسطے اُس کے بھائی کے بیٹے کو بادشاہ بنایا لیکن وہ بڑا بد کاف تھا
نکلا وہ ہر عورت کو جسے خوبصورت سمجھتا پکڑوا لیتا اگرچہ وہ کسی سردار یا وزیر ہی کی بیٹی
کیونکہ نہ ہوتی رفتہ رفتہ بلقیس کی نوبت بھی آئی جو اُس کے چچا کی بیٹی تھی جو بادشاہ کا بھتیجا
جب بلقیس سے اُس نے اپنی خواہش ظاہر کی تو اُس نے کہا کہ میرے محل میں آنا
وہاں میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گی۔ اور محل میں اُس نے خفیہ طور پر یہ
انتظام کیا کہ اپنے درشتہ داروں کو بلا لیا کہ جس وقت بادشاہ آئے یہ فوراً اُسے قتل
کر ڈالیں۔ چنانچہ جب وہ اُس کے مکان میں آیا تو قتل کر دیا گیا۔ اُس کے قتل کے بعد

بلقیس نے وزیروں کو بلایا اور اُن سے کہا کہ کیا تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو بادشاہ کی بیٹیوں کے اور شاہزادیوں کے واسطے کھڑا ہوتا اور اُن کی آبرو اور ناموس کو بچاتا۔ پھر اُس ظالم کی لغش دکھا دی کہ وہ پڑی ہوئی ہے پھر بلقیس نے اُن سے کہا کہ بادشاہی کے لئے کوئی آدمی تجویز کرو۔ اُن سب نے دست بستہ ہو کر کہا کہ بادشاہی تو تجھی کو سزاوار ہے ہم تیرے سوا اور کسی کی حکومت سے راضی نہیں ہیں اور اُسی کو سب نے اپنا بادشاہ بنالیا۔ بعض مورخین نے بلقیس کے لشکر کی ایسی روایتیں بیان کی ہیں کہ جو درایت سے بہت جدا ہیں لہذا ظلم انداز کی گئیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر سے ہر ہر کی غیر حاضری اور اُس کا بلقیس کے ملک میں جانا اور اُس کی خبر حضرت سلیمان علیہ السلام کو دینا

علامہ ابن اثیر اپنی کتاب میں تحریر کرتے ہیں کہ بلقیس کے آنے کا سبب حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس یہ ہوا کہ ایک دن ہمدان آپ کے لشکر سے غائب تھا آپ نے جو اُسے تلاش کیا تو خبر دی گئی کہ وہ لشکر سے غیر حاضر ہے اور اُس کی ضرورت یون پڑی کہ ایک مقام پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کا مقام ہوا وہاں پانی نہ تھا اور اللہ تعالیٰ شانہ نے اُس کو ایسی بصارت عطا فرمائی ہے کہ یہ زمین کے نیچے کی چیزیں دیکھ لیا کرتا ہے لہذا یہ جانتا ہے کہ کس زمین میں کتنے نیچے جا کر پانی ہے آپ کو اس پر غصہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہر کو سخت سزا دوں گا اگر اُس نے اپنی غیر حاضری کی معقول وجہ بیان کی یا ذبح کر ڈالوں گا۔ ہمدان اُس وقت بلقیس کے ملک کو گیا ہوا تھا اُس کے قصر پر سے اس کا گذر ہوا وہاں اُس نے اُس کے قصر کے پیچھے ایک بستان دیکھا اور سبزی کو دیکھ کر ادھر جھک پڑا وہاں ایک اور ہمدان بیٹھا ہوا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہمدان نے پوچھا کہ سلیمانؑ کو چھوڑ کر تو یہاں

کیا پڑا ہوا ہے اُس نے کہا سلیمانؑ کون ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہر پرنے آپ کے حالات مفصل بیان کئے کہ سب پرندے اُن کے مطیع و فرمان بردار ہیں۔ بلقیس کے ہر پرنے کو یہ سن کر بڑا تعجب ہوا۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہر پرنے نے اُس سے کہا کہ مجھے اس بات پر بڑا تعجب آتا ہے کہ یہ قوم اس قدر کثرت سے ہے اور ایک عورت ان کی فرمانروا ہے قال اللہ تعالیٰ شانہ وَاَوْثِقَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ترجمہ اور ہر طرح ساز و سامان اُس کو دے گئے ہیں اور ایک بہت بڑا تخت اُس کے جلوس کرنا ہے۔ اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ شانہ کی مخلوق ہو کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں۔

تخت بلقیس۔ اُس کا تخت طلائی تھا جس میں یا قوت زبرجد موتی اور جواہرات نفیسہ جڑے ہوئے تھے پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہر پرنے اُن کے پاس لوٹ کر آیا اور اُس نے اپنی غیر حاضری کی معقول وجہ بیان کی لہذا اُس کا قصور معاف ہوا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کو اطاعت کے لئے نامہ لکھنا اور بلقیس کا آپ کے واسطے تحفہ جات روانہ کرنا

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو ایک خط لکھا اور وہ خط ہر پرنے کو دیکر فرمایا اِذْ هَبْ بِكِتَابِي هَذَا وَاَلْفَتْحَةُ اِلَيْهِمْ ترجمہ ہمارا یہ خط لیکر جا اور اُس خط کو اُن کی طرف دال دے۔ چنانچہ ہر پرنے حسب الارشاد آپ کا خط لیکر گیا اور بلقیس کی گود میں اُسے ڈال دیا اُس وقت وہ اپنے قصر میں تھی اُس نے اُسے دیکھ کر اُٹھ لیا اور کھول کر پڑھا اور اپنی قوم کے اکابر و اشراف کو بلا کر کہا اِنِّیْ اُلْقِیْ اِلَیْ کِتَابٌ مِنْ رَبِّیْ اِنَّهُ مِنْ سُلَیْمَانَ وَ اِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلٰی وَاَلْوٰییْ مُسْلِمٰیْنَ مَّا لَتْ یَا اَیُّهَا الْمَلَاۗءُ اَفْتَوٰی فِیْ اَمْرِیْ مَا کُنْتُ کَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰی شَہَدُوْا نِ ط

قَالُوا لَنْحْنُ أَوْلُو الْأَقْوَةِ وَأَوْلُو آبَائِ سِدِّيدٍ وَالْأَمْوَالِ الْيَتَامَى فَانْظُرْنِي مَاذَا
 تَأْمُرِينَ ط قَالَتْ إِنِّي مَرْسَلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَظَرْنَاهُ إِذْ بَسَّمَ يُدْرِجُ الْمُرْسَلُونَ
 ترجمہ میرے پاس ایک عظیم الشان خط لاکر ڈالا گیا ہے۔ وہ سلیمان کی طرف سے ہی
 اور وہ یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم ہم سے سرکشی نہ کرو اور فرمان بردار ہو کر ہمارے حضور
 میں حاضر ہو جاؤ اس فرمان کو سن کر بلیقیس نے کہا۔ اے دربار والو ہمارے اس معاملہ
 میں رائے دو۔ اور تم جانتے ہو کہ جب تک تم ہمارے حضور میں حاضر نہ ہو میں کسی امر میں
 قطعی فیصلہ نہیں کیا کرتی۔ درباریوں نے کہا کہ ہم بڑی قوت والے اور بڑے ہی دلاویز
 ہیں اور آئندہ شاہزادی کو اختیار ہے جیسا آپ حکم دین اُس کے نشیب و فراز کو خوب
 غور کر کے دیکھ لیں۔ بلیقیس نے کہا کہ ہم ایلمچیوں کو اُس کے پاس تحفہ تحائف دے کر
 روانہ کرتے ہیں دیکھیں وہ کیا جواب لیکر آتے ہیں۔ اگر انہوں نے ہمارا ہدیہ قبول کر لیا
 تو وہ دنیا دار اور بادشاہ ہیں اور ہم اُن سے بہت زیادہ قوی ہیں اور اگر تحفہ قبول نہ کیا
 تو وہ اللہ کے نبی ہیں۔ پھر جب یہ ہدیہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں
 نے ایلمچیوں سے کہا۔ اَحْمَدُ ذَا اِنْتِنِ بِمَالٍ فَمَا اَتَانِي اللّٰهُ مَخِيْرًا مِّمَّا اَتَاكُمْ
 بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ كُفَرٌ حَوْنٌ ط اِرجعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَايْسَنَّهُمْ بِجُنُودٍ
 لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا اِذْ لَّهُ وَهْمٌ صَاغِرُونَ ○ ترجمہ
 کیا تم مال سے ہماری مدد کرنا چاہتے ہو معلوم ہو تمہیں کہ جو کچھ خدا نے ہم کو دیا ہے
 وہ اُس سے بہتر ہے جو کچھ تم کو دیا ہے۔ پس ہم تمہارے تحفہ سے خوش نہیں ہوئے
 تم ہی ہو جو اپنے تحفہ سے خوش ہوتے ہو۔ ایلمچی تو اپنے بھیجنے والی کی طرف لوٹ جا۔
 اور کہہ دے کہ اگر وہ ہمارا حکم نہ مانینگے تو ہم ایسے لشکر لیکر اُن پر چڑھائی کریں گے کہ اُن کا
 مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اور ہم انہیں ذلیل و خوار کر کے اُن کے ملک سے اُن کو
 نکال دیں گے۔

اُدھر نظر جائیں آپ اُدھر سے نظر ہٹانے نہ پائینگے کہ آپ کے پاس تخت لے آؤنگا۔ اور سجدہ میں جا کر اُس نے دعا کی اتنے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کیا دیکھتے ہیں کہ بلقیس کا تخت اُن کے تخت کے نیچے سے نکل آیا۔ غرض کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے پاس موجود پایا تو کہا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ اس پر میں اُسکا شکر کرتا ہوں یا ناشکری کہ جو مجھ سے طاقت میں زیادہ ہے اُسے اُس نے میرا فرمان بردار کر دیا۔ پھر جب بلقیس اُن کے پاس آئی تو اُس سے کسی نے پوچھا کہ تیرا تخت بھی کیا ایسا ہی ہے۔ بولی کہ یہ تو بعینہ وہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن میں تو اُسے قلعے میں چھوڑ کر آئی ہوں اور بڑے بڑے لشکر اُس کی حفاظت کر رہے ہیں یہاں کیونکر آ گیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا شیش محل میں بلقیس سے ملاقات کرنا

علامہ ابن الاثیر الجوزی رحمۃ اللہ علیہ التاریخ الکامل میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیوؤں سے کہا کہ میرے لئے ایک محل بناؤ کہ جس میں بلقیس آکر مجھ سے ملاقات کرے اُن میں سے ایک دیو نے کہا کہ سلیمان کو اللہ تعالیٰ شانہ نے بڑی حکومت دی ہے اور کس کس کو اُن کا فرمان بردار کیا ہے۔ جب بلقیس ملک سبیا کی ملکہ اُسکی اور وہ اُس سے نکل کرینگے تو اُس سے لڑکا پیدا ہوگا۔ اور ہم کبھی اُن کی غلامی سے آزاد نہ ہونگے۔ اور بلقیس کے پیروں میں بہت بال تھے اس واسطے دیوؤں نے کہا کہ ایسی عمارت بناؤ کہ جس میں سلیمان کو اُس کی پنڈلیوں کے بال نظر آجائیں اور اُن کو اُس سے نفرت ہو جائے کہ نکل نہ کریں اس واسطے اُن دیوؤں نے جو مکان بنایا وہ بلور سبز کا تھا اور اُس میں بلور سفید کی چو کے بچائے جس سے وہ بلورین فرش لہراتا ہوا پانی معلوم ہونے لگا۔ اور اُن بلور کے چوکون کے نیچے مگر۔ مچھلی وغیرہ سب جی جانور دن کی تصویریں

۴۰
تجربہ دہانے کے

بنائیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام ایک کرسی پر بیٹھے اور اُسے اندر بلایا۔ تو بلقیس اندر چلی اور جب دیکھا کہ وہاں مچھلیاں ہیں اور سمندر کے جانور ہیں حیرت سے کہنے لگی: فَاَنفُكْتُ عَنْ سَاقِيهَا اِنَّهَا صَاحِبَةٌ مُّكْرَمَةٌ مِّنْ قَوْمٍ فَتَاكَلَتْ رَأْيِي تَخَلَّيْتُ نَفْسِي وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ رَلَّيْتُ رَأْيِي الْعَالَمِينَ۔ وہ اُس فرش بلورین کو پانی سمجھی اور وہاں سے گزرنے اور اندر جانے کے لئے اس طرح پانیچھ اٹھالے کہ دونوں ہنڈیاں اٹھل گئیں۔ جب حضرت سلیمان نے اُسے اس طرح آتے دیکھا تو اپنی دونوں آنکھیں پھیر لیں۔ اور کہا کہ یہ تو شیش محل ہے اور اُس کے فرش میں بھی بلور ہی جڑا ہوا ہے۔ اُس وقت اُس کو اپنی غلطی پر تنبیہ ہوا۔ اور بارگاہ خداوندی میں یوں عرض کرنے لگی کہ اے میرے پروردگار میں جو اتنے دنوں تک آفتاب پرستی کرتی رہی اس سے میں نے اپنا ہی نقصان کیا۔ اور اب میں سلیمان کے ساتھ ہو کر اللہ پر ایمان لائی جو رب العالمین ہے۔

حضرت سلیمان اور بلقیس کے نکاح کی روایتیں

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو جس محبت سے بلایا تھا وہ بات نہ رہی لیکن بعض لوگوں سے جو آپ کے مشیر خاص تھے مشورہ کیا کہ یہ ہال کسی طرح جاتے رہیں اور سابق پاکی جلد کو نقصان نہ پہونچے اُن میں سے بعض دانشمندان نے آپ کو نوره بنایا۔ نوره کی ایجاد اُسی وقت سے ہے اور وہ بال با حسن وجہ دفع ہو گئے اور جلد کو ذرا بھی ضرر نہ پہونچا۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُن سے نکاح کیا اور اُن سے نہایت ہی محبت کرنے لگے۔ اور انہیں پھر اپنے ملک میں کو واپس کیا اور آپ میں ہر مہینے جایا کرتے اور تین روز ٹھیرا کرتے۔ اور بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس سے کہا کہ تو اپنے لوگوں میں سے کسی سے نکاح کر لے مگر اُس نے اس میں اپنی کسر شان سمجھی اور انکار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام میں یہ ضروری امر ہے تو بلقیس

نورہ دو الون
ایک سفون پر
جلد استعمال
سے بال بدن
کے بغیر اذکار
نہیں ہوتے

نے کہا کہ اگر امر ضروری ہے تو مجھے ذوثیجہمان کے بادشاہ سے بیاہ دیجئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو بادشاہ ہمان سے بیاہ دیا اور پھر مین کو بھیج دیا پھر ذوثیجہمان کے ملک کا مالک ہو گیا اور حضرت سلیمان نے مین کے بیٹوں کو اُس کی اطاعت کا حکم دیدیا اور ذوثیجہمان نے اُن سے کام لیا اور اُن سے کتنے ہی قلعے بنوائے اُن قلعوں میں سے سلخین مروج قلیون ہتیدہ وغیرہ اب تک موجود ہیں۔ پھر جب حضرت سلیمان علیہ السلام رحلت فرمائی تو جنوں نے ذوثیجہمان کی اطاعت چھوڑ دی۔ اور بلقیس اور ذوثیجہمان دونوں کی حکومت کا خاتمہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت کے ساتھ ہی ہو گیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد بھی وہ بادشاہ رہی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام سے پہلے ہی شام کے ملک میں انتقال کر گئی تھی اور آپ نے اُسے تدفین میں دفن کیا تھا اور اُس کی قبر چھپا دی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا اپنی زوجہ جبرادہ کے باپ پر چڑھائی کرنا اور جبرادہ سے نکاح کرنا اور آپ کے گھر میں بت پرستی ہونا اور آپ کی انگلی کا کھوجانا اور آپ کی حکومت کا پھر واپس ہونا

کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے سنا تھا کہ ہندر کے کنارے کے جزائر میں ایک بڑا زبردست اور عظیم الشان بادشاہ ہے اور وہاں آدمی کسی طرح پہنچ نہیں سکتے اس واسطے حضرت سلیمان علیہ السلام اُس جزیرہ کی طرف چلے اور ہوا اُن کے تخت کو اٹھا کر لے چلی اور اُن کے لشکر کو وہاں پہنچا دیا وہاں پہنچ کر آپ نے اُس بادشاہ کو قتل کیا اور جو کچھ مال و اسباب ملا سب لوٹ لائے اور بادشاہ کی بیٹی کو بھی پکڑ لائے

وہ ایسی خوبصورت تھی کہ کسی نے ایسی حسین و جمیل عورت کبھی دیکھی ہی نہ تھی حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُسے اپنے لئے پسند کیا اور اُسے مسلمان کر لیا۔ لیکن وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی جلالت کے خوف سے مسلمان ہوئی اسلام نے اُس کے دل میں جگہ نہیں پکڑی اگرچہ حضرت سلیمان علیہ السلام اُس سے بہت محبت کرتے تھے مگر اُس کا حزن و ملال نہ جاتا تھا۔ اور ہمیشہ رویا کرتی تھی حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس سے پوچھا کہ تو اتنا غم کیوں کرتی ہے وہ بولی کہ مجھے اپنا باپ اور اُس کی سلطنت یاد آتی ہے اور جو مصیبت اُس پر گزری ہے وہ مجھے فراموش نہیں ہوتی یہ وجہ ہے کہ میں ہمیشہ مغموم اور محزون رہتی ہوں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ خداے تعالیٰ نے مجھے اُس سے بہتر ملک دیا ہے اور تجھے بت پرستی کی نخواست سے پاک کیا اور نور اسلام سے تیرے دل کو منور کیا یہ کتنی بڑی بات ہے۔ اُس نے کہا یہ تو آپ درست فرماتے ہیں مگر باپ۔ ماں۔ اور آل و اولاد کی محبت تو فطرتی ہے میں کیا کروں کہ میرے باپ کی محبت میرے دل سے نہیں جاتی۔

فائدہ۔ بے شک اُس نیک بخت بی بی کا فرمانا درست ہے آدمی کی فطرت بہت مشکل سے بدلتی ہے فطرت کی بدلنے والی چیز اگر دنیا میں کوئی شے ہے تو محبت ہے۔

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دلوں میں اللہ تعالیٰ شانہ اسی محبت کو جگہ دی تھی کہ اُن کے کفر ایمان سے بدل گئے اور دل نے کچھ گرائی نہ پیدا کی اُن کے عزیز واقارب جو جہاد میں گرفتار ہو کر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں جو میرے رشتہ دار گرفتار ہو کر آئے ہیں اگر وہ اسلام قبول نہ کریں اور اپنا مذہب نہ دے سکیں تو اُن کو میرے حوالے فرما دیجئے کہ میں خود اُن کو اپنے ہاتھوں سے قتل کروں حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اس کی ضرورت نہیں تہا رہے ایمان کی تصدیق پروردگار عالم فرما چکا ہے **رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ**
وَرَضُوا عَنْہُمْ ہم نے تمہارا سایا مان کو چاہی لیا اُس پروردگار تعالیٰ کا شکر ہے کہ جیسے
 اعوان و انصار و اصحاب مجھے عطا فرمائے کسی نبی کو نہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ وہ
 محبت جو فطرت کی بدولت والی تھی ہمارے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
 کو ملی تھی چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عشق تو مشہور ہے فطرت
 انسانی یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کے نقش قدم پر چلتا ہے طریقہ اسلام میں
 صدیق اکبر ہی کی وہ ذات پاک ہے کہ یہ کسی کے نقش قدم پر نہ چلے۔ اسلامی دنیا کے
 بسنے والے روز اول اسلام سے آپ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور قیامت تک چلا جائیگا
 مع تصدیق نختین زہدی صدیق است۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا
 عشق تھا کہ آپ کے اور رسول اللہ کے درمیان کوئی بیٹھ جاتا تو قلب شریف حضرت صدیق
 اکبر کا برشتگی کی کیفیت پیدا کرتا سبحان اللہ و بحمدہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ نوبی یا عثمائی فرقہ کے حبشی تھے جن میں اس وقت بھی حیوانوں کی حرکات و سکنات
 موجود ہیں پھر دیکھ لیجئے کہ محبت نے اُن کو کیا بنا دیا حیوان سے مہذب اور شایستہ
 انسان ہو گئے اور وہ اصحاب رسول اللہ کی اُس صف میں تھے کہ جن کی زبانوں پر
 فلسفہ الہی کے مسائل جاری ہوا کرتے تھے۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ اگر کوئی انسانی کا یا کو پلٹنے والا
 ہے وہ محبت ہے میرے کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے۔

محبت سبب محبت سبب	محبت سے ہوتا ہے کار عجب
محبت بن اس جا نہ آیا کوئی	محبت سے خالی نہ پایا کوئی
محبت نے ظلمت سے کار بھارت نو	نہ ہوتی محبت نہ ہوتا ظہور
الغرض محبت کا مادہ تمام مخلوق است میں ہے کسی میں تھوڑا کسی میں بہت۔ شیریں فراد کی داستان۔ دامق و عذرا کی سرگزشت۔ لیلی و مجنون کا قصہ اسی محبت کے	

کرشمے ہیں۔ اُس بی بی نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ اگر آپ دیوؤں کو حکم دیں وہ میرے مکان میں میرے باپ کی تصویر بنادیں اور میں اُسے صبح و شام دیکھ لیا کروں تو مجھے اُمید ہے کہ رفتہ رفتہ یہ میرا غم دور ہو جائے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیوؤں کو حکم دیدیا انہوں نے اُس کے باپ کی مورت ٹھیک ٹھیک بنادی پھر جراثیم نے اُس مورت کو اپنے باپ کے سے کپڑے پہنائے اور یہ قاعدہ مقرر کر لیا کہ جب کہیں حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لیجاتے تو وہ صبح کے وقت اپنی لونڈیوں کو اپنے ساتھ لیکر جاتی اور اُس مورت کو سجدہ کرتی اور لونڈیاں بھی اُس کے ساتھ اُسے سجدہ کرتیں۔ اور اسی طرح شام کو بھی وہاں جاتی اور یہی عمل کیا کرتی۔ لیکن یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام کو معلوم نہ تھی۔ اسی طرح اس بُت پرستی کو چالیس دن گزر گئے۔

آصف کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس بت پرستی کی خبر کرنا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ کرنا

کہتے ہیں کہ آصف ابن برخیا کو اس بت پرستی کا حال معلوم ہو گیا وہ صدیق وقت اور بزرگ آدمی تھا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے مکان سے خواہ وہ مکان میں ہوں یا نہ ہوں کہیں نہ جاتا تھا۔ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام کہیں گئے ہوئے تھے جب مکان پر تشریف لائے تو آصف ابن برخیا آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ یا نبی اللہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میرا جسم لاغر ہو گیا اور بصارت کے زائل ہونے کا وقت آگیا میں چاہتا ہوں کہ آپ کہیں مجلس منعقد فرمائیں تو جو کچھ میں انبیاء کے حالات جانتا ہوں وہ بیان کروں اور یہ لوگ جو ان باتوں سے بے خبر ہیں انہیں تبادلوں

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بہتر ہے۔ پھر آپ نے ایک مجلس منعقد فرمائی اور آصف ابن برخیا خطبہ کے لئے کھڑا ہوا۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات بیان کرنے شروع کئے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حالات تک پہنچا اور اُن کا حال یہ بیان کیا کہ وہ اپنے رطکین میں کیسے عاقل و حلیم اور کم سنی میں یرائیوں سے بہت بچتے تھے یہ کہہ خاموش ہو گیا۔ اور اُن کی جوانی کے زمانہ کا کچھ ذکر نہ کیا اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بہت غصہ آیا اور اُس کو اپنے پاس بلا کر کہا اے آصف جب تو نے میرا ذکر کیا تو میرے رطکین کی تعریف کی۔ مگر میرے اور حالات سے تو نے بالکل سکوت کیا میں نے اس عمر میں کونسی خطا کی ہے جس سے میرا یہ زمانہ قابل ذکر نہ رہا۔ آصف نے کہا کہ اس سے بڑھ کر کونسی بُری بات ہوگی۔ کہ ایک عورت کے عشق کے باعث آپ کے مکان میں چالیس روز سے بُت پرستی ہو رہی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ۔ جو تو نے کہا تھا اُس سے میں پہلے ہی جان گیا تھا کہ تو نے کوئی بڑی بات سنی ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام مکان میں گئے اور بُت کو توڑ ڈالا اور اُس عورت کو (یعنی جبرادہ اور اُس کی لونڈیوں کو) خوب سزا دی۔ پھر پاکیزہ کپڑے مگلائے۔ پاکیزہ کپڑے وہ ہوا کرتے تھے جس کا سوت ناکتخدا رطکیان جو حد بلوغ کو نہیں پہنچتی تھیں کاتا کرتی تھیں۔ قائدہ۔ یہی رسم آج تک شام و مصر میں جاری ہے ایسی رطکیان خانہ کعبہ۔ اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلاف بنا کرتے ہیں اور وہ حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ کی طرف سے وظیفہ پاتی ہیں جب بالغہ ہوتی ہیں تو حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ اُن کی شادی کر دیتے ہیں اور اُن کے تمام اخراجات کے کفیل رہتے ہیں۔ انہیں جب وہ کپڑے آگے تو خود پہنے اور اُس عورت یعنی جبرادہ کو پہنائے اور جنگل کو نکل گئے اور رات کو فرش کر دیا پھر اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ کی اور آپ وہ کپڑے پہن کر خاک پر لوٹے

اور اللہ تعالیٰ شانہ کے حضور میں عاجزی کی اور معفرت چاہی اور دن بھر روتے رہے پھر اپنے گھر کو لوٹ آئے۔

صحرا الجبئی کا حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر لیکر بادشاہ ہو جانا اور سلیمان علیہ السلام کا ماہی فروشوں کی مزدوری سے اپنی قوت بسری کرنا

حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک اُمّ ولد تھی اور اُس پر آپ کو بڑا اعتبار تھا۔ اور اپنی مہر بجز اُس کے اور کسی کو نہ دیتے تھے اور مہر کو اپنی انگشت مبارک سے کبھی جدا نہ فرماتے لیکن جب قضاے حاجت کو تشریف لیجاتے یا معاشرت خانگی کے وقت اور جب غسل کر لیتے تو فوراً اُسے انگشت مبارک میں بہن لیتے آپ کی حکومت اُسی انگشت مبارک کی کراست تھی اور وہ جنت سے آئی تھی۔ مگر جب کوئی حادثہ حکم قضا و قدر واقع ہونے والا ہوتا تو انسان کی دانشمندی اور ہوشیاری کچھ کام نہیں کرتی۔

قضا شخصے است پنج انگشت دارد	چو خداوند کے کار سے برآرد
دو بردیدہ گذارد و ان دو برگوش	یکے بر لب نمد گوید کہ خاموش

ایک مرتبہ آپ بیت الخلاء کو گئے تھے اور غافل اُسی کینز کو دے گئے تھے ایک دیول نے جب کانا صحرا الجبئی تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کی سی صورت بنائی اور اُس لونڈی کے پاس آیا اور اُنکو بھی اُس لونڈی سے لیکر حضرت سلیمان علیہ السلام کی رسی پر جا بیٹھا اُس اُنکو بھی کی برکت و کراست سے انسان اور جن اور پرندے سب اُس کے فرمان بردار ہو گئے۔ اور جب حضرت سلیمان علیہ السلام بیت الخلاء سے باہر آئے تو اُن کا رنگ اور ہیئت سب بدل گئی تھی جب لونڈی سے اُنکو بھی مانگی تو اُس نے کہا تو کون ہے آپ نے فرمایا

ایک مرتبہ آپ بیت الخلاء کو گئے تھے اور غافل اُسی کینز کو دے گئے تھے ایک دیول نے جب کانا صحرا الجبئی تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کی سی صورت بنائی اور اُس لونڈی کے پاس آیا اور اُنکو بھی اُس لونڈی سے لیکر حضرت سلیمان علیہ السلام کی رسی پر جا بیٹھا اُس اُنکو بھی کی برکت و کراست سے انسان اور جن اور پرندے سب اُس کے فرمان بردار ہو گئے۔ اور جب حضرت سلیمان علیہ السلام بیت الخلاء سے باہر آئے تو اُن کا رنگ اور ہیئت سب بدل گئی تھی جب لونڈی سے اُنکو بھی مانگی تو اُس نے کہا تو کون ہے آپ نے فرمایا

کہ میں سلیمان ہوں لونڈی نے کہا کہ تو جھوٹا ہے سلیمان تو میرے آنے سے پہلے انگوٹھی لے گئے اور اپنے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ جواب سنتے ہی آپ کو اپنی خطا کا حال معلوم ہو گیا اور وہاں سے نکلے اور بنی اسرائیل سے کہنے لگے کہ میں سلیمان ہوں مگر کون سنتا ہے اب سلیمان تو وہی ہے کہ جس کی انگوٹھی میں انگوٹھی ہے۔ بنی اسرائیل نے آپ پر خاک اڑائی اور نعرہ تحقیر بلند کئے۔ آپ گھبرا کر دریا کی طرف چلے گئے اور مزدوری کرنے لگے ماہی گیروں کی مچھلیاں دریا سے سر پر اٹھا کر ان کے گھر تک پہنچا دیا کرتے وہ دو مچھلیاں روزانہ آپ کو دیدیا کرتے آپ ایک مچھلی کے بدلے میں تو روٹی لیتے اور ایک کو بریان کر کے متبادل فرماتے چالیس روز برابر آپ کا یہی حال رہا۔

صحرا الجنی کی نسبت بنی اسرائیل کا شبہ اور اسکا بھاگنا اور خاتم دریا میں ڈالنا اور سلیمان علیہ السلام کا خاتم کو مچھلی کے پیٹ سے نکال کر پن لینا اور پھر بادشاہ ہونا

اہل تاریخ بیان کرتے ہیں کہ دو چار روز تک تو اس نے بے غلش بادشاہی کی پھر اراکین سلطنت کو اس کی حرکات و سکنات پر شبہ ہوا اور آصف برخیا اور دوسرے سرداران بنی اسرائیل نے ایک جگہ جمع ہو کر سب نے بالاتفاق یہ بات کہی کہ یہ احکام سلیمان کے نہیں ہیں۔ پھر آصف برخیا نے بنی اسرائیل سے پوچھا۔ کہ کیا آپ لوگوں کو بھی ان احکام میں شک گذرتا ہے۔ مجھے تو یہ احکام سلیمان کے سے نہیں معلوم ہوتے۔ سرداروں نے کہا کہ ہم کو بھی شبہ ہوتا ہے۔ آصف برخیا نے کہا۔ اچھا تو میں ازواج حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھتا ہوں کہ ان کو بھی وہ شبہ گذرا ہے جو ہم کو ہے یا نہیں۔ جب آصف نے ان سے

جا کر دریافت کیا تو اُن بیلہیوں نے اراکین سے بھی زیادہ شبہ بیان کیا تو آصف نہایت پریشان ہو کر باہر آیا اور بنی اسرائیل سے اُن کے خدشات بیان کئے۔ جب اُس دیو کو یہ حال معلوم ہوا کہ قوم میری طرف سے مشتبہ ہو گئی ہے تو دوبار سے اُٹھا اور دریائی طرف چلا گیا اور انگشتی دریا میں ڈال دی اُس مقام پر ایک مچھلی تھی وہ اُس کو چمکتی ہوئی چیز دیکھ کر ٹکل گئی اتفاق وقت وہ مچھلی اُس ماہی گیر کے دام میں آئی جس کی مزدوری حضرت سلیمان علیہ السلام کرتے تھے اور وہی مچھلی حضرت کو مزدوری میں ملی آپ نے جو ایک اپنے کھانے کے واسطے صاف کیا تو اُس کے پیٹ سے وہ انگوٹھی نکل آئی آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر کر کے اپنی انگشت مبارک میں پہن لی اور سجدہ شکرانہ ادا کیا اور بدستور سابق جن و انس و طیور آپ کے فرمان بردار ہو گئے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیوؤں کو حکم دیا کہ صخر کو پکڑ لاؤ جس نے اُن کی خاتم چورائی تھی دیو اُسے پکڑ لائے آپ نے حکم دیا کہ ایک پتھر کی بڑی چٹان میں سوراخ کرو اور اُسے اُس کے اندر کر کے لوہے اور تانبے کو گھلا کر اُس چٹان کے منہ کو بند کر دو چنانچہ وہ اسی طرح قید کر کے دریا میں ڈال دیا گیا۔ یہ شخص چالیس روز بادشاہ راہنما یعنی اُتے ہی زمانے تک اُس نے بادشاہی کی جتنے روز تک آپ کے گھر میں بٹ پرستی ہوئی۔

ایک اور روایت میں آپ کی حکومت دہادشاہی کے جاتے رہنے کا سبب یہ لکھا ہے کہ اُن کی ایک بی بی تھی جسے وہ اپنی سب ازواج میں نیک سمجھتے تھے اُس کا نام جرادہ تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنی مہر کا عرف اسی بی بی پر اعتبار تھا۔ اور اُس کے سوا کسی کو نہ دیتے تھے ایک بار یہ بی بی بولی کہ میرے بھائی سے اور غلام شخص سے ایک مقدمہ ہے میں چاہتی ہوں کہ اُس کا فیصلہ اُس کے حق میں کر دیجئے حضرت نے فرمایا کہ اچھا مگر اپنے وعدہ کو پورا نہ کیا اُس سے اُن پر یہ لانا نزل ہوئی اور اُنہوں نے خاتم اپنی بی بی کو دی اور بیت انجلا گئے شیطان اُن کی صورت بن کر آیا اور خاتم اُن کی

بی بی سے دھوکھا دیکر لے گیا۔ جب حضرت بیت الخلا سے باہر آئے اور بی بی صاحبہ سے انگوٹھی مانگی تو بی بی صاحبہ نے کہا کہ کیا آپ نے انگوٹھی نہیں لی آپ نے فرمایا کہ نہیں اور اپنے مکان سے باہر نکلے اور آوارہ دسر گردان پھرنے لگے اور شیطان یعنی صحرا بجی چالیں رد و زنک مخلوق پر حکومت کرتا رہا پھر لوگ اُسے پہچان گئے اور آکر اُس کو گھیر لیا اور توریت کھول کر پڑھی کہ وہ شیطان اُن کے پاس سے بھاگ گیا اور انگوٹھی دیا میں جا کر ڈال دی جسے ایک مچھلی نے کھا لیا۔ پھر حضرت سلیمان ایک ماہی گیر کے پاس گئے اور شدت گر سنگی میں اُس سے کہانے کو مانگا اور کہا کہ میں سلیمان ہوں ماہی گیر نے آپ کو جھوٹا سمجھ کر مارا کہ خون اُن کے بدن سے نکلنے لگا اور آپ نے اپنے بدن سے خون دھویا۔ تو دوسرے ماہی گیروں نے اُس کو بُرا کہا اور حضرت سلیمان کو دھوکھا دیا دین جب آپ نے پیٹ چاک کیا تو ایک کے پیٹ میں سے انگوٹھی نکل آئی۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے اُس کی برکت سے پھر آپ کو بادشاہی عطا فرمائی پھر آپ کے ملازمین اراکین نے آپ سے عذر کیا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ نہ تو میں تمہاری معذرت کی کچھ تعریف کر سکتا ہوں اور نہ جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا اُس پر تم کو ملامت کرتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے جن اور دیودن کو اُن کا فرمان بردار کر دیا اس سے پہلے یہ توام آپ کے تابع نہ تھیں جو قرآن شریف کی ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ شانہ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُحَاءً حَيْثُ أَصَابَ وَالشَّيَاطِينُ كُلُّهُنَّ يَبْتَغِيْنَ أَوْعَا صٍ وَآخِرِينَ مُقَرَّبِينَ نِي الْأَصْفَادِ ○ ترجمہ اور سلیمان نے دعا مانگی اے میرے پروردگار میرا قصور معاف فرما۔ اور مجھے ایسی سلطنت عنایت کر کہ میرے بعد کسی کو سزاوار نہ ہو۔ بے شک تو بڑا فیاض ہے۔ تو ہم نے ہوا کو اُن کا تابع کر دیا کہ جہاں وہ پہنچنا چاہتے اُن کے حکم کے موافق اُسی طرف کو نرمی سے چلتی۔

کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ترجمہ
 جو کوئی ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے اور رہیگا منہ تیرے رب کا بزرگی اور تعظیم والا۔
 حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعائنگلی اے رب میرے میرا تصور محاف فرما اور مجھے ایسی
 سلطنت عنایت فرما کہ میرے بعد کوئی اُس کا سزاوار نہ ہو بے شک تو بڑا فیاض ہے۔
 تو ہم نے ہوا کو اُس کا مسخر کر دیا۔ کہ جہاں وہ پہنچنا چاہتا اُس کے حکم کے موافق اُسی طرف
 کو نرمی سے چلتی۔ اور اُسی طرح جتنے دیو معمار غوطہ خور تھے اُن کے سوا دوسرے دیو
 کو بھی اُس کا تابع کر دیا جو زنجیروں میں بند رہتے تھے اور بعض موزین نے اُن کی زوال
 سلطنت کا سبب کچھ اور ہی تحریر کیا ہے خوف طوالت کتاب سے قلم کو روکنا پڑا واللہ اعلم
 بالصواب۔ اب حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا زمانہ قریب آگیا اُن کی عادت تھی
 کہ جب تمام دن نماز پڑھتے تو ایک درخت اُن کے سامنے اُگا کرتا تھا۔ اور اُس سے در
 پوچھا کرتے تھے کہ تجھے کیا کہتے ہیں تو وہ اپنا نام بتا دیتا تھا۔ پھر پوچھتے کہ تجھے کیا کرتے ہیں
 تو وہ اپنا فائدہ بتا دیتا اگر کاشتکاری کے کام کا ہوتا تو اُسے بُودیتے اور اگر دوا کے
 کام کا تو اُسے لکھ لیتے کہ کس کام میں آتا ہے اور کس مرض کی دوا ہے۔ ایک روز جو
 آپ نے نماز پڑھی تو ایک درخت کو اپنے روبرو پایا تو اُس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے
 اُس نے کہا میرا نام خرنبوبہ ہے (جس کی پھلیاں سُوز کھایا کرتے تھے اُس سے پوچھا کہ
 تو کس کام کے لئے ہے اُس نے کہا کہ اس گھر یعنی بیت المقدس کی خرابی کے لئے
 ہوں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تک میں زندہ ہوں اللہ تعالیٰ شانہ اس
 مکان کو خراب نہ کریگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تو میری ہلاکت کے لئے ہے میرے بعد اس
 مکان کی خرابی اور بربادی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات اور جنون کے
 تابع کر دیا کہ جہاں

غیب دان نہ ہونے کا ثبوت

جب یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام کو معلوم ہوئی کہ میری موت کا زمانہ قریب ہے تو آپ نے پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور میں التجا کی کہ میری موت کا حال جنوں کو نہ معلوم ہوتا کہ آدمی کو معلوم ہو جائے کہ جنات غیب دان نہیں ہیں اور ایک خیال یہ بھی تھا کہ جو تعمیرین ناتمام ہیں وہ سب تمام ہو جائیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ معمول تھا کہ بیت المقدس میں کبھی کبھی عبادت کے واسطے تشریف لیجاتے اور وہاں دو دو برس چہ چہ مینے تنہا رہا کرتے تھے اور کھانا آپ کا وہاں جایا کرتا تھا اسی طرح وہ اس مرتبہ بھی جس مکان میں اُن کا انتقال ہوا ہے تشریف لیگئے اور ناگاہ وہ اپنے عصا پر تکیہ لگائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے کہ حکم خدا آپ کی روح مبارک قبض کر لی گئی اور کسی کو خبر نہ ہوئی سب دیوا و جن حسب تصور اپنے کام میں مصروف رہے۔ اور دیکھ لے اُن کے عصا کو کھالیا جس سے حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام زمین پر گر گئے اُس وقت معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس دلدراپا بندہ کی سکونت چھوڑی اور جو ارجمست رب حیم کی طرف سفر کیا آدمیوں نے یہ بات جان لی کہ قوم جن غیب دان نہیں ہے۔ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبِ مَا لَبِثُوا فِي الْعَالَمِ الْمُتَّحِينَ ترجمہ کیونکہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس معصیت کی ذلت میں نہ رہتے اور ان اعمال شاقہ کی سختی کو نہ ٹھکتے۔ جب حضرت کے انتقال کی خبر شائع ہوئی تو بنی اسرائیل نے یہ معلوم کرنا چاہا کہ آپ کا انتقال کب ہوا ہے اس واسطے دیکھ کو ایک رات دن عصا پر لگا رکھا اُس نے اس مدت میں جس قدر عصا کو کھالیا اُس کے موافق حساب لگا کر دریافت کیا تو معلوم ہوا یہ عصا دیکھنے ایک سال میں کھالیا ہو گا راویوں نے کہا ہے کہ عمر حضرت سلیمان علیہ السلام کی تریس برس کی ہوئی اور چالیس برس آپ نے بادشاہی کی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی زندگی ختم ہو چکی

ہمارے مولانا علامہ ابن اثیر نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذکر کے بعد کیا اُس کی بادشاہی کا اور سیاوش کے قتل کا ذکر کیا ہے مگر مجھے ان اذکار کی طرف توجہ نہیں میں مردانِ خدا کا حال لکھنے بیٹھا ہوں نہ دنیا کے لوگوں کا چھوڑا میں نے اُسے اس کتاب میں صرف انبیاء علیہم السلام ہی کا ذکر کیا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ شانہ اسی شان سے یہ کتاب مجھ سے تمام کر اے اللہم آمین ۵

ما قصہ سکندر و دارا بنحو اندہ ایم ازما بجز حکایت مہر و وفا پیرس

اب میں اُن حالات کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کا کیا حال ہوا۔

بنی اسرائیل کا حال حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل پر اُن کا بیٹا رجیم بن سلیمان بادشاہ ہوا۔ اور سترہ برس بادشاہی کرتا رہا پھر رجیم کے بعد بنی اسرائیل کے مقبوضات کے دو ٹکڑے ہو گئے نصف کے مالک سبط یہود اور نصف کے سبط بنیامین ہوئے۔ اسباط بنیامین پر تو افیابین رجیم بادشاہ ہوا اور دوسرا نصف اُس کی حکومت سے خارج ہو گیا اور اُس خارج شدہ نصف نے یوربعیم بن یایعہ کو جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا غلام تھا اپنا بادشاہ بنالیا غرض کہ افیابین رجیم تین سال بادشاہ رہا پھر آسایا دو تون سبطون کا بادشاہ ہوا۔ اور اکتالیس برس حکومت کی یہ شخص بڑا صالح اور نیک مرد تھا مگر فطرتاً لنگڑا تھا۔

آسا بن افیا اور رُخ ہندی جو ہندوستان کا راجہ تھا اُس سے جنگ

اہل تاریخ رقمطراز ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل کے اسباط میں اختلاف پڑ گیا اور دو فریق ہو گئے انہیں لوگوں میں سے کچھ آدمی ہندوستان میں آئے اور یہاں کے راجہ کو جس کا نام رُخ تھا اُس کو آسا پر چڑھا کر لے آئے آسا بن افیا ایک نیک خیال اور خدا ترس آدمی تھا مگر اس کا باپ بت پرست تھا اور اللہ کے بندوں کو بت پرستی کی ترغیب دیا کرتا تھا۔ جب اُس کا بیٹا آسا بادشاہ ہوا تو اُس نے سنا دی کر آدمی کہ آج سے کفر اور کفار مرن گئے اور ایمان اور ایمان والے پیدا ہو گئے اب اگر کفر کے واسطے کسی کا فرنے سر اٹھایا تو میں اُسے قتل کر دوں گا۔ طوفان سے جو دنیا غرق ہوئی اور شہر جو زمین میں دھنسا دئے گئے اور آسمان سے جو زمین پر آگ اور پتھر برسے یہ سب کچھ اللہ کی عبادت کے چھوڑنے اور گناہ کرنے سے ہوا ہے اس لئے ایسی باتوں سے بچنا چاہئے اور اجراءے احکام تو حید میں اُس نے بڑی کوشش کی اور اللہ کی مخلوق کو اُس نے طاعتِ خدا پر مجبور کیا۔ اس کی مان کا فرہ تھی اس واسطے جتنے بت پرست تھے سب جمع ہو کر اُس کے پاس آئے اور اُس کے بیٹے کی اُس سے شکایت کی لہذا اُس کی مان آسا کے پاس آئی اور اُسے اس بات سے منع کیا اور بت بُرا بھلا کہا اور کہا کہ میں تیرے ان افعال سے خوش نہیں۔ اُس کی مان نے جو اُس سے بیزاری ظاہر کی اور بیٹے نے اُس کا کنا نہ مانا تو وہ سب بت پرست اُس سے مایوس ہو گئے اور اُس کے خوف سے ایک جماعت بت پرستوں کی اُس کے ملک سے نکلی اور ہندوستان کا رُخ کیا اور بند کے ایک راجہ کے پاس آئے اس کا نام رُخ تھا اور راجہ بڑا ظالم اور جبار تھا اور اُس کے قبضہ میں بہت ملک تھے اور یہ اپنی پوجا کرتا تھا۔ جب

بنی اسرائیل نے اپنے ملک کی تعریف اُس سے کی اور وہاں مخلوق کی کثرت اور فوج کی قلت اور بادشاہ کے ضعف کا حال اُسے سنایا اور اُسے اُس کے فتح کرنے کی ترغیب دی تو اُس نے وہاں جاسوس بھیجے اور خبریں منگوائیں۔ جب اُسے بنی اسرائیل کے اقوال کی تصدیق ہوئی تو اُس نے فوج جمع کی اور براہ دریا شام کی طرف کوچ کیا۔

آسا کا جناب باری مین دعاے نصرت کرنا اور غیب سے مدد کا وعدہ ہونا

بنی اسرائیل نے رُخ ہندی سے کہا کہ آسا کا ایک دوست بھی ہے جو اُسکی معاونت کرتا ہے اور وہ ایسا زبردست دوست ہے کہ اُس کی معاونت کی وجہ سے یہ ہمیشہ اپنے دشمنوں پر غالب رہتا ہے اُس نے کہا کہ میرے پاس لشکر جبار ہے کہ جس کا مقابلہ اُس کا دوست نہیں کر سکتا۔ الغرض جب آسا کو یہ خبر پہنچی کہ راجہ ہند ایک بہت بڑا لشکر لیکر آیا ہے تو اُس نے اپنے پروردگار تعالیٰ شانہ سے مناجات کی اور اپنی کمزوری اپنے مالک قوی کے حضور میں پیش کی اور مدد مانگی۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے بندہ ضعیف آسا کی دعا قبول فرمائی اور اُس سے خواب میں فرمایا کہ میں اپنی قدرت کا کرشمہ رُخ ہندی اور اُس کے لشکر کو دکھا دوں گا اور تو اُس کے شر سے محفوظ اور اُس کا سب مال تیرے لئے غنیمت ہوگا اور ہم تجھ پر اور تیرے لشکر پر اپنی سکینت نازل کر دیں گے جس کی وجہ سے تو اور تیرا لشکر اُس پر غالب رہیگا اور ہم اپنے دوستوں کو اسی طرح مدد پہنچا یا کرتے ہیں۔ المختصر رُخ ہندی کا لشکر زمین شام میں پہنچ گیا اور ساحل پر آکر لنگر انداز ہوا اور بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا۔ جب بیت المقدس کو منزل رہا تو اُس نے جنگ کے لئے اپنے لشکر کی ترتیب شروع کی۔ تمام ملک بنی اسرائیل کا اُس کی فوجوں سے بھر گیا اور بنی اسرائیل اُس کا دہدہ اور فوج کی کثرت دیکھ کر اپنی قدیمی عادت کے موافق

ڈر گئے۔ آسا کے جاسوسوں نے بیان کیا کہ اس قدر فوج ہے کہ ان کا شمار مشکل سے ہو سکتا ہے۔ جب بنی اسرائیل نے یہ خبر سنی تو نہایت مضطرب الحال ہوئے اور ایک دوسرے سے ملکر بہت رولے گویا ان کی آنکھوں میں موت کا نقشہ پھرنے لگا اور یہ قصد کیا کہ اپنے بادشاہ آسا کو چھوڑ کر ریخ ہندی کی اطاعت قبول کر لیں۔ جب آسا کو یہ بات معلوم ہوئی تو اپنی قوم سے کہا کہ میرے پروردگار نے مجھ سے نصرت کا وعدہ کیا ہے اور اُس کا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہوتا لہذا مناسب ہے کہ اُس مالک الملک کے سامنے پھر نضرع و زاری کریں اُس کو نضرع کرنے پر رحم آیا پروردگار تعالیٰ شانہ نے آسا پر وحی بھیجی کہ اے آسا کوئی دوست اپنے دوست کو دشمن کے حوالہ نہیں کرتا میں تجھے دشمن سے ضرور بچاؤں گا۔ جو مجھ پر بھروسہ کرتا ہے اور مجھ سے بددیا ہوتا ہے میں اُس کو کبھی ذلیل اور کمزور نہیں ہونے دیتا تو مجھے عیش کے وقت یاد کرتا تھا میں تجھے سختی کے وقت دشمن کے حوالہ کیونکر کر دوں گا بہت جلد میں مغربیہ زمین کو بھیجوں گا کہ وہ میرے دشمنوں کو قتل کر دیں گے تو خوش ہو جا اور بنی اسرائیل سے یہ بات کہہ دے۔ یہ سنکر مومن تو خوش ہوئے مگر منافقوں نے اس خوش خبری پر اعتبار نہ کیا اور بالکل جھوٹ بنایا۔

ریخ اور آسا کی جنگ اور ہندی فوج کا ہزیمت اٹھا کر تباہ ہونا

آسامر و خدا نے اپنے خدا پر پورا بھروسہ کر کے بنی اسرائیل کے لشکر کو ریخ ہندی کے مقابلہ میں بٹھانے کا حکم دیا۔ آسا بے نفس نفیس اپنی قلیل فوج کو اُس بے انتہا لشکر کے مقابلہ میں لیکر نکلا اور یہ قلیل فوج ایک بلند ٹیلہ پر کھڑی ہوئی کہ دشمن کے لشکر کا سامنا کریں۔ جب ریخ ہندی نے اس لشکر قلیل کو دیکھا تو کہا کہ یہ تو بہت کم ہے تو کہ لوگ ہیں ایسی حقیر اور ذلیل آدمیوں کا مقابلہ کرنا میری شاہی شوکت کے بالکل مخالفت ہے

پھر اُس نے اپنے جاسوسوں کو طلب کیا اور اُن سے کہا کہ کیا تم مجھے انہیں چند آدمیوں سے
 لڑنے کو لائے ہو تم کو غیرت نہ آئی تم نے میری شوکت شانہ میں داغ لگا دیا بادشاہ کا
 یہ کام نہیں کہ چند خانہ بدوشوں پر فوج کشی کرے میری فوج کو دیکھو اور ان چند نفوس
 پر جو اس ٹیلہ پر کھڑے ہیں خیال کرو اگر شاہانِ روئے زمین اس واقعہ کو سنیں گے تو
 کیا کہیں گے اور میرا اس قدر مال فضول خرچ کرا دیا۔ پھر اُس نے بنی اسرائیلیوں کو بلایا
 اور اُن کو بھی ملاست کرنی شروع کی کہ اے بے وقوف تم نے مجھ کو بادشاہانِ اولوالعزم کی
 جماعت میں ذلیل کیا تم شانہ غیرت سے بالکل واقف نہیں کوئی چھوٹے سے چھوٹا بادشاہ
 بھی اس بات کو روانہ رکھے گا کہ وہ کم درجہ اور ذلیل لوگوں پر اپنا لشکر لیکر چڑھے لہذا
 تم سب واجب القتل ہو۔ سب کے قتل کا حکم دیا اور آسمان کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ
 تیرا دوست کون ہے جو تجھے مدد دیا کرتا ہے اُس کو بلا کہ وہ تجھے اب میری دشمنی خاراں کا
 سے بچالے آسانے کہلا بھیجا کہ تو جس دوست کی نسبت کہہ رہا ہے لے بد بخت تو اسے
 سمجھا بھی ہے یا نہیں کہ وہ دوست کون ہے او بے عقل وہ دوست میرا مالک میرا خالق
 اور تمام جہان کا پیدا کرنے والا ہے اور اُس دوست کا نام مبارک اللہ ہے اور اپنے
 فرمان بردار بندوں کو وہ مدد دیا کرتا ہے تو ہوشیار ہو جا دیکھ اُس کی طرف سے اب مدد
 آتی ہے یہ جواب سنگر رخ کو بڑا غصہ آیا۔ اور لشکر کی صفیں آراستہ کین اور میدان جنگ
 میں اپنی فوج کی صفوں کے آگے آکر کھڑا ہو گیا اور اپنے تیر اندازوں کو حکم دیا بس پھر
 کیا تھا آسا کی فوج پر تیرون کا مینہ برسنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے شانہ نے بھی بنی اسرائیل
 کی مدد کے لئے فرشتوں کو بھیجا وہ بھی تیرون کا نام سے ایس ہی تھے اُن کا نشانہ کب
 خطا ہونے والا تھا انہیں کے تیرون کا نام تو تیر قضا ہے جس کو لگا وہ فنا فی النار دم کے
 دم میں رُخ کے تیر اندازوں کا صفایا ہو گیا میدان جنگ جو تیر انداز بہادر وں سے
 بھرا ہوا تھا خالی نظر آنے لگا بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی تکیہ اور تسبیح باوازیں بلند

شروع کی اور ہندیوں کو فرشتوں کی فوج نظر آنے لگی جب رخ نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تو اسے معلوم ہو گیا کہ یہی فوج آسا کے دوست کی ہے جس کا نام المشر ہے اس کے دل پر اس فوج کا رعب غالب آ گیا گھبرا کر اس نے ایک بار فوج کو حملہ کا حکم دیا مگر حملہ کرنا تھا کہ فوج لما لکھنے سب کا کام تمام کر دیا مصرعہ
 باہج دلاور سپر تیر قضا نیست

صرف عورات اور غلام باقی رہ گئے رخ ہندی با این لاف و گزاف میدان جنگ سے منہ پھیر کر بھاگا جب آسانے بھاگتے دیکھا تو پروردگار تعالیٰ شانہ کی جناب میں عرض کی کہ خداوند اگر یہ کافر زندہ بچ کر بھاگا تو پھر نئی اور فوج مرتب کر کے مجھ پر لائے گا یہاں تک کہ یہ مفزورین سمندر تک پہنچے اور کشتیوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تھوڑی دور گئے تھے کہ طوفانی ہوا چلی اور سب کشتیاں غرق ہو گئیں مصرعہ
 پانی کی راہ سے یہ جہنم پہنچ گئے

عزلیا۔ یواش۔ غوزیا۔ یوثام۔ حرقیا کی بادشاہی

ارباب تاریخ کہتے ہیں کہ آسا کے بعد بنی اسرائیل میں ساقاٹ پادشاہ ہوا اور پچیس برس حکومت کر کے مر گیا۔ پھر عزلیا بنت عمرم خواہر اخزیا سلطانہ ہوئی۔ اس نے بنی اسرائیل کے شاہوں کی اولاد کا قتل عام کر دیا۔ سو اسے یواش بن اخزیا کے جو اس کی بیٹی کا بیٹا تھا اور کوئی باقی نہ رہا۔ اسے اس کے باپ نے کہین چھپا رکھا تھا۔ پھر اس ملکہ کو یواش اور اس کے رفیقوں نے قتل کر ڈالا اسکی حکومت سات برس رہی۔ اس کے قتل کے بعد یواش بادشاہ ہوا اور اس سے چالیس برس حکومت کی۔ اسکے بعد اس کے رفیقوں نے اسکو بھی ہلاک کیا۔ اس نے اپنی نانی کو قتل کیا تھا۔ اس کے بعد غوزیا بن امصیا بن یواش بادشاہ ہوا۔ اسی غوزیا کو غوزیا بھی کہتے ہیں۔ اس نے

لے جزئیات کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں

ہاؤن برس حکومت کر کے انتقال کیا پھر یوٹام بن غوزیا بادشاہ ہوا اور سولہ برس حکومت کر کے مر گیا۔ پھر حزقیا بن اعاز ہوا اور اپنی وفات تک حکومت کرتا رہا کہتے ہیں کہ یہی شخص شعیان بنی کا بادشاہ ہے جسے شعیان نے کہا تھا کہ تیری عمر اب تمام ہو چکی ہے تو اُس نے پروردگار سے دعا مانگی اور خداوند تعالیٰ شانہ نے اُس کی عمر دراز کر دی۔ اور حضرت شعیان کو پروردگار تعالیٰ شانہ نے حکم دیا کہ حزقیا کو مطلع کر دے کہ اُس کی عمر دراز کی گئی بعض کو اس میں اختلاف ہے وہ کہتے ہیں شعیان والا بادشاہ دوسرا ہے اور اُس کا نام صدقیا ہے جس کا تذکرہ آگے ہے۔

حضرت شعیان اور بنی اسرائیل کا وہ بادشاہ جو اُن کے وقت میں تھا اور سخاریب کا بنی اسرائیل پر جانا
بنی اسرائیل کے دو مرتبہ فساد کرنے پر اُنکی سزا

کہتے ہیں کہ حضرت باری تعالیٰ شانہ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی تھی جس کا ذکر قرآن شریف کی اس آیت میں ہے وَ قَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَآئِيلَ فِي الْكُتُبِ لَنُفْسِدَنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّاتٍ وَلَنَكْفُرَنَّ عَنْهُنَّ أَفَآذًا وَعَذَابًا وَلَهُنَّ عَذَابٌ عَظِيمٌ عِبَادَ النَّارِ أُولَٰئِكَ بِأَنَّهُمْ شَقَّوْا حِلَالَ اللَّهِ يَآ رِيسَ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ثُمَّ سَدَدْنَا لَكُمُ الْكَفَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَا لَكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاهُمْ أَكْثَرَ لِّفِرَآطٍ إِنَّ أَحْسَنَهُمْ أَحْسَنُكُمْ لَا تَنفُسُكُمْ وَ إِنَّا أَنَا نَسْأَلُكُمْ فَلَهُمَا فِآذٌ وَعَذَابٌ آخِرٌ لَا تَسْأَلُوا وَجُوهَكُمْ وَ لِيَدْ خُلُوعُ الْمُسْجِدِ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَ لِيَتَبَرَّوْا عَلَٰؤًا تَنْبِيْرًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يَرْجِلَكُمْ وَ إِن عُدْتُمْ عَدَا نًا وَ تَجَاهَلْتُمُ لِلْكَافِرِينَ حَصِيْرًا طَرَجْمِهِ اور کہد یا ہم نے بنی اسرائیل سے کتاب میں یعنی تورات میں تفصیل تمام کہ تم زمین پر

دو بار فساد کرو گے اور دونوں دفعہ لوگوں پر بڑی زیادتیان بھی کرو گے۔ پھر جب اُن مین سے پہلے فساد کا وقت آیا تو ہم نے تمہارے مقابلہ میں اپنے ایسے بندے اٹھا کر کھڑے کر دیے جو بڑے سخت گیر تھے اور وہ تمہارے شہروں کے اندر پھیل گئے اور خدا کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا پھر ہم نے تم کو تمہارے دشمنوں پر غلبہ دیکر دوبارہ تمہارے دن پھیرے اور مال سے اور اولاد سے تمہاری مدد کی۔ اور تم کو بڑے جتھے والا بنادیا اگر اُس وقت تم نے اچھے کام کئے۔ تو اپنے ہی ذاتی فائدے کے لئے کئے۔ اور اگر برے کئے تو بھی اپنے ہی لئے۔ پھر جب دوسرے فساد کا وقت آیا تو ہم نے اپنے دوسرے بندوں کو اٹھا کر کھڑا کر دیا کہ تم کو اس قدر ماریں کہ تمہارے منہ بگاڑ دیں کہ تمہاری صورتیں نہ پہچانی جائیں۔ اور جس طرح پہلے بیت المقدس میں گھسے تھے اور اُسے لوٹ کر تاراج کر دیا تھا اُسی طرح اس دفعہ بھی اُس میں گھسین اور جس چیز پر قابو پائیں اُسے برباد کر ڈالیں۔ اب بھی عجب ہنیں کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم فرمائے۔ اور اگر تم پھر پہلی سی شرارتیں کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے جو پہلے کیا تھا۔ یعنی ویسی ہی سزا دیں گے۔ اور ہم نے کافروں کے لئے جہنم کا قید خانہ تیار کر رکھا ہے۔

صدقیا پر سخاریب کی لشکر کشی اور اُس کے لشکر کا غارت ہونا

اگرچہ بنی اسرائیل کے کفر و بدعات حد سے گزر گئے مگر پھر بھی پروردگار تعالیٰ شانہ اُن چشم پوشی ہی فرماتا رہا لیکن یہ جفا کار قوم نہ سمجھی اور اپنی نافرمانیوں پر اُسی طرح قائم رہی آخر کار غیرت حق ان کی تنبیہ کی طرف متوجہ ہوئی اور پہلا عذاب جو پروردگار تعالیٰ شانہ نے ان پر نازل فرمایا وہ یہ تھا کہ ایک بادشاہ اُن میں ظاہر ہوا جس کا نام صدقیا تھا اور بنی اسرائیل میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص اُن پر بادشاہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ شانہ

اُس کے پاس ایک نبی کو بھیجتا کہ وہ اُسے ہدایت کرتا رہتا اور جس امر میں اُسے کچھ کرنا ہوتا وہ اُس کا مشورہ نبی سے کرتا اور نبی پروردگار تعالیٰ شانہ کی حضور میں عرض کرتا وہ نبی وحی کے ذریعہ سے مطلع کیا جاتا اور اُن کی شریعت وہی تھی جو توریت میں اُنہیں دی گئی تھی۔ المختصر جب صدقبادشاہ ہوا تو اللہ تعالیٰ شانہ نے اُس کی طرف حضرت شعیبا کو نبی کر کے بھیجا۔ یہی وہ نبی ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بشارت دی ہے۔ جب وہ زمانہ قریب آیا کہ اُس بادشاہ کی حکومت جاتی رہے تو بنی اسرائیل میں بڑی بڑی ناجائز باتیں عام طور سے ہونے لگیں گناہ اُن کی نظر میں گناہ نہ رہا اور خوف خدا اُن کے دلوں سے جاتا رہا لہذا پروردگار تعالیٰ شانہ نے سخاریب کو جو بابل کا بادشاہ تھا ایسے لشکر کے ساتھ اُن پر بھیجا کہ جس سے تمام ملک زیر و زبر ہو گیا پھر وہ آگے بڑھ کر بیت المقدس پہنچا اور اُس کا محاصرہ کیا۔ اس وقت بنی اسرائیل کا بادشاہ بیمار تھا۔ اُس کے پاؤں میں زخم تھا اُس کے پاس حضرت شعیبا نبی آئے۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ توجو کچھ وصیت کرنا ہے کر لے اور کسی کو ولی عہد کر دے کیونکہ تیری زندگی اب آخر ہونے کو ہے۔ اُس بادشاہ نے اللہ تعالیٰ شانہ کے حضور میں کمال تضرع و زاری دعا کی۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے اُس کی دعا قبول فرمائی۔ اور حضرت شعیبا پر وحی بھیجی کہ ہم نے صدیق کی عمر میں پندرہ برس اور زیادہ کر دئے اور اُسے اُس کے دشمن یعنی سخاریب سے نجات دیدی۔ جب حضرت شعیبا نے اُس کو یہ خبر سنائی تو اُس کا سب رنج و غم دور ہو گیا اور بہت جلد اُسے صحت ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے سخاریب کے لشکر پر ایک فرشتہ کو بھیجا۔ کہ اُس نے ایسی آواز دی کہ جس کے خوف سے سخاریب کے لشکر کے سب آدمی مر گئے صرف چھ شخص زندہ رہے۔ ان زندہ لوگوں میں ایک تو خود سخاریب تھا اور پانچ اُس کے وزیر تھے جن میں بعض کے قول کے موافق نجات نصیب بھی تھا

پھر صدقیا اور بنی اسرائیل اُن کے لشکر گاہ پر گئے اور اُن کا جو مال و اسباب تھا سب لوٹ لیا اور سخاریب کی تلاش کی مگر وہ نہ ملا لہذا اُس کی جستجو میں فوج متعین کی اُن لوگوں نے اُس کا پتہ لگا کر اُسے اور اُس کے رفقا کو حاضر کیا۔ صدقیا نے سخاریب سے کہا کہ تو نے ہمارے پروردگار کی قدرت کو دیکھا وہ شرمندہ ہوا۔ پھر سخاریب نے صدقیا کے ہمراہ بیت المقدس کا طواف کیا۔ بادشاہ نے اس کو قید کر دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ شانہ نے بنی پروری بھیجی اور حضرت شعیانے بادشاہ کو حکم دیا بادشاہ نے اُسے رہا کر دیا وہ اپنے رفقا کے ساتھ بابل کو لوٹ گیا اور اُس نے پروردگار تعالیٰ شانہ کی قدرت کاملہ کا حال اپنی قوم سے بیان کیا۔ پھر سخاریب اس واقعہ کے سات برس بعد مر گیا۔

بعض اہل کتاب اس روایت کو یوں بیان کرتے ہیں

کہ بابل کا ایک بادشاہ تھا جس کا نام کفر تھا وہ بنی اسرائیل پر سخاریب سے پہلے چڑھ کر آیا تھا اور تخت نصر اُس کے چچا کو بیٹا اور اُس کا وزیر تھا اللہ تعالیٰ شانہ نے اس لشکر پر ایک آسمانی بھیجی جس نے لشکر کو بالکل تباہ کر دیا۔ اور صرف وہ بادشاہ اور اُس کا وزیر بچ گیا پھر اس بابل کے بادشاہ نے اُس کے بیٹے نے مار ڈالا اور تخت نصر نے اُس بادشاہ کے بیٹے کو قتل کر ڈالا۔ پھر سخاریب اُس مقتول بادشاہ سے پیچھے بنی اسرائیل آیا اور یہ بادشاہ یننوا کا بادشاہ تھا۔ اور بنی اسرائیل پر جب اُس نے چڑھائی کی تھی تو اُس کے ساتھ آذربائیجان کا بادشاہ تھا۔ اور سخاریب نے انہیں خوب تباہ و برباد کیا۔ پھر سخاریب اور آذربائیجان کے بادشاہ میں اختلاف ہو گیا اور وہ دونوں آپس میں لڑے اور دونوں لشکر اس جنگ میں فنا ہو گئے۔ بنی اسرائیل نے اس موقع کو بہت غنیمت سمجھا اور ان دونوں لشکروں کا مال خوب لوٹا کہتے ہیں سخاریب آئندہ ۶۰ برس بادشاہی کر کے مرا ہے اور جس بادشاہ بنی اسرائیل کو سخاریب نے محصور

کیا تھا اُس کا نام حزقیہ تھا۔

حزقیہ۔ اور منشا اور امون اور یوشیا اور یاہوا حاز اور یوایم اور یوایحین اور صدقیا کی بادشاہی

روایت ہے کہ جب حزقیہ مر گیا تو اُس کے بعد پچیس برس اُس کے بیٹے منشا نے بادشاہی کی اور مر گیا پھر اُس کے بعد امون بادشاہ ہوا اور اُسے اُسکے درباریوں نے مار ڈالا بارہ برس اس نے بھی بادشاہی کی پھر اُس کے بعد اُس کا بیٹا یوشیا بادشاہ ہوا اور اُسے مصر کے فرعون الاعدے نے گیارہ برس کی حکومت کے بعد قتل کر دیا پھر اُس کے بعد اُس کا بیٹا یاہوا حاز بن یوشیا بادشاہ ہوا لیکن فرعون الاعدے نے اُسے مغزول کر کے یوایم ابن یاہوا حاز کو بادشاہ بنایا۔ اور اُس کو اپنا خراج گزار کر لیا اس نے بارہ برس بادشاہی کی۔ پھر اُس کے بعد اُس کا بیٹا یوایحین بادشاہ ہوا۔ اس پر بخت نصر چڑھ کر آیا۔ اور اُسے تین مہینے کی حکومت کے بعد بابل کو لے گیا اس کے بعد اُس نے یقونیا کو بادشاہ کیا اور اُس کا نام صدقیا رکھا۔ پھر اُس نے جب بخت نصر سے مخالفت کی تو وہ اُس پر چڑھ کر اور اُسے گرفتار کر کے بابل کو لے گیا۔ اور وہاں اُس کے بیٹے کو اُس کے سامنے ذبح کر ڈالا۔ اور اُس کی آنکھوں میں سلاخیان پھیر دیں کہ وہ اندھا ہو گیا۔ اور بیت المقدس اور ہیکل کو تباہ کر ڈالا۔ اور بنی اسرائیل کو قید کر کے بابل کو لے گیا اور وہ وہاں اپنی والہی تک رہے انشا اللہ تعالیٰ اس کا ذکر آگے آئے گا۔ اس صدقیا نے گیارہ برس حکومت کی۔

حضرت شعیانہ کا ایک درخت میں چھپنا اور بنی اسرائیل
کا اُسے چیر ڈالنا

بنی اسرائیل ایسی قوم ہے کہ سنے کسی نبی کو چین سے نہ رہنے دیا اور ایسی ایسی نافرمانیاں
 کیں کہ کسی قوم نے نہیں کیں۔ اور اس قوم نے پروردگار تعالیٰ شانہ سے جو کچھ مانگا
 وہ پایا اس پر بھی فرمان برداری کا مادہ اُن کے دلوں میں نہ پیدا ہوا۔ کہتے ہیں کہ
 جب بنی اسرائیل میں بدکاریوں کی بہت کثرت ہوئی تو اللہ تعالیٰ شانہ حضرت شعیا
 علیہ السلام کو حکم دیا کہ جو باتیں ہم تمہر دجی کے ذریعہ سے بھیجتے ہیں تم بنی اسرائیل کو
 سنا دو چنانچہ پروردگار تعالیٰ شانہ کے حکم کی آپ نے تعمیل کی مگر بنی اسرائیل
 آپ کی طرف دوڑ پڑی کہ آپ کو قتل کر ڈالیں۔ مجبور ہو کر حضرت شعیا بھاگے اتفاقاً
 آپ کے سامنے ایک درخت آگیا اور وہ اُن کے چھپا لینے کے لئے شوق ہو گیا حضرت
 شعیا اُس میں گھس گئے لیکن شیطان نے اُن کے کپڑے کا ایک کنارہ پکڑ لیا اور
 بنی اسرائیل کو اُسے دکھا دیا۔ اُس بد بخت قوم نے اُس درخت کو آ رہ سے چیر ڈالا
 کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا اور حضرت شعیا نبی بھی چر گئے۔ علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے
 حضرت شعیا نبی کا یہ اوپر والا ذکر لکھ کر شانان فارس کا ذکر کیا ہے اور اسی ذکر میں زردشت
 کا بھی ذکر کیا ہے شانان فارس کے ذکر کو قلم انداز کرتا ہوں مگر زردشت کا ذکر مختصر طریقہ سے
 لکھتا ہوں اس لئے کہ مذہب سے تعلق ہے اگرچہ باطل ہے۔

زردشت کا ظہور اور بشتاسپ کا اُسیر اعتقاد لانا اور دین مجوس کا رواج

ہمارے علامہ ابن اسیر لکھتے ہیں کہ لہر اسپ کے بعد اُس کا بیٹا بشتاسپ یا گشتاسپ
 باوٹا ہوا۔ اُس کے زمانہ میں زردشت بن سقمان ظاہر ہوا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا
 تھا اور مجوس یعنی آتش پرست اُسی کے پیرو ہیں اہل کتاب فلسطین کے علما کہتے ہیں
 کہ زردشت آرمیا نبی کے کسی شاگرد کا خادم تھا اُس کی اُس نے کچھ چوری کی تھی اور

اُس پر کچھ جھوٹا افترا باندھا تھا لہذا ارمیا نبی کے اُس شاگرد نے زردشت کو بددعا دی کہ وہ مبروص ہو کر آذر بایجان کی طرف چلا گیا۔ اور وہاں اُس نے مجوسیوں کی شریعت بنائی اور بعض اُسے عجبی بتاتے ہیں۔ اُس نے ایک کتاب تصنیف کی جسے وہ لیکر تمام دنیا میں پھرا مگر کسی نے اُس کے نہ مطلب سمجھے نہ معنی۔ وہ کہتا تھا کہ یہ آسمانی زبان میں لکھی گئی ہے اور آسمان سے نازل ہوئی ہے۔ اُس کتاب کا نام اُس نے اوستا رکھا تھا پھر وہ آذر بایجان سے فارس کو گیا لیکن وہاں بھی اُس کتاب کو کوئی نہ سمجھا۔ لہذا اُسے کسی نے قبول نہ کیا۔ پھر وہ ہندوستان کو گیا اور وہاں کے راجاؤں کو دکھا پھر چین اور توران میں پہنچا مگر وہاں بھی کسی نے اُس کی بات نہ پونجھی اور اپنے ملک سے نکال دیا جب وہ فرغانہ کو گیا تو بادشاہ نے چاہا کہ اُسے قتل کر ڈالے مگر وہ بچکر نکل بھاگا اب بشتاسپ بن لہر اسپ کے پاس آیا اُس نے اُسے قید کر دیا اور مدت تک قید خانہ میں پڑا رہا پھر اس نے اپنی کتاب کی شرح لکھی اور اُس کا نام ژند رکھا ژند کے معنی تفسیر کے ہیں۔ پھر اُس نے ژند کی بھی شرح لکھی اور اُس شرح کا نام پائژند یعنی تفسیر التفسیر رکھا اُس میں طرح طرح کے علوم ریاضت اور احکام نجوم اور طب وغیرہ کا بیان ہے اور قرون ماضیہ کے اخبار اور انبیاء کا ذکر ہے اور یہ بھی بشارت اُس کتاب میں ہے کہ اس کتاب پر اُس وقت تک چلتے رہو کہ سرخ اونٹ والے بنی یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پیدا ہوں جو ایک ہزار چہ سو برس بعد پیدا ہوں گے اسی وقت سے قوم مجوس اور عرب میں عداوت پیدا ہو گئی۔ پھر اُس نے شاہ پور ذی الاکتاف کے ذکر میں لکھا ہے کہ عربوں کی چڑھالی کے دوسرے اسباب میں سے ایک یہ قول بھی ہے واللہ اعلم بالصواب پھر بشتاسپ نے زردشت کو بلخ کے مقام پر اپنے پاس بلایا اور اُس نے آکر اُس کے واسطے ایک دین بنایا جس سے بشتاسپ بہت خوش ہوا اور اُس کی پیروی کرنے لگا اور مخلوق کو اُس کی پیروی پر مجبور کیا اور جس نے انکار کیا اُس کو قتل کر ڈالا لہذا اس فتنہ میں

بہت سے آدمی قتل ہوئے آخر کو مجبور ہو کر لوگوں نے یہ مذہب اختیار کر لیا۔ یہ تو اہل کتاب کی روایت ہے مگر مجوس اسے نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ آذربائیجان کا رہنے والا تھا اور اس بادشاہ پر اُس کے ایوان کی چھت میں سے نازل ہوا تھا اور ہاتھ میں آگ کی ایک چنگاری لئے ہوئے تھا اور اُس سے کھیلتا تھا مگر وہ آگ اُسے جلاتی نہ تھی اس واسطے بادشاہ نے اُس کی پیروی اختیار کی اور جو شخص اُس کے ہاتھ سے لیتا تھا اُن میں سے وہ کسی کو جلاتی نہ تھی یہ وجہ بادشاہ کے اعتقاد کی اور یہی لہذا اُس کے دین کو مان لیا اور تمام ملک میں آشکدے بنوائے اور اُن میں اسی آگ سے آگ جلائی۔ جو کتب ہیں کہ جو آگ اُن کے آشکدون میں ہے وہ اُسی آگ کی آگ ہے لیکن وہ جھوٹے ہیں۔ اس لئے کہ جب حضور پر نور سرور عالم حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم پیدا ہوئے ہیں تو آشکدون کی آگ بجھ گئی تھی انشاء اللہ تعالیٰ اسکا ذکر حضور پر نور کی ولادت باسعادت میں مفصل آئیگا۔ زردشت کا ظہور اُس وقت ہوا ہے کہ جب بشتاسپ کی حکومت کو تیس برس ہوئے تھے اور جو کتاب اُس نے بنائی تھی اُسے کہتا تھا کہ یہ کتاب خدا کے بیان سے آئی ہے اُس کتاب کو اُس نے بارہ ہزار گایون کی کھال پر لکھا تھا اور اُس چمڑے میں حروف کندہ کئے تھے اور سونے کے حرف بنائے تھے اور بشتاسپ نے اسطر میں ایک مقام پر اُس کو حفاظت سے رکھوایا تھا اور عام لوگوں کو اُس کے پڑھنے سے منع کر دیا تھا اس سے پہلے بشتاسپ اور اُس کے آبا و اجداد صابئی مذہب پر چلتے تھے۔

بُحْت نصر کا بنی اسرائیل پر حملہ

بُحْت نصر کا زمانہ اور اُسکی ابتدائی حالت

اس بیان میں علماء کا اختلاف ہے کہ بُحْت نصر بنی اسرائیل پر کس زمانہ میں چڑھ کر گیا تھا

کوئی تو یہ کہتا ہے کہ ارمیا بنی اور دانیال اور حننیا اور عزاریا اور شیثائیل کا زمانہ تھا۔ اور کچھ لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ اُسے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اُس وقت بھیجا تھا کہ جب اُنہوں نے حضرت یحییٰ ابن زکریا کو قتل کیا تھا مگر اَوّل روایت زیادہ مشہور ہے۔ اور بخت نصر کا ابتدائی حال جو سعید بن جبیر نے بیان کیا ہے اس طرح ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص توریت کی تلاوت کر رہا تھا جب وہ خدا سے تعالیٰ شانہ کے اس قول پر پہنچا بَعَثْنَا عَلَيْكَ عَبَادًا لَّنَا اَوَّلِيْ بَاۗئِسٍ سَشِيْدِيْنَ تو اُس نے کہا اے پروردگار تعالیٰ شانہ مجھے اُس شخص کو دکھا دے جس کے ہاتھ سے تو بنی اسرائیل کو ہلاک کرائیگا اس پر اُسے خواب میں ایک مسکین شہر بابل میں نظر آیا جس کا نام بخت نصر تھا لہذا یہ خواب دیکھنے والا جب بیدار ہوا تو تاجرون کا سامان مہیا کر کے بابل کو روانہ ہوا اور وہاں اُس نے مساکین کو بلایا کر دیکھا اور اون سے پوچھا کہ بخت نصر کون ہے یہ نام بھی اُسے خواب ہی میں معلوم ہو گیا تھا کسی نے اُسے بخت نصر کا نشان بتا دیا تو وہ اُس سے ڈھونڈ کر ملا۔ اُس کو ایک خانہ بدوش بیمار فقیر کی صورت میں دیکھا۔ اُس اسرائیلی نے اُس کا علاج کرایا اور وہ اچھا ہو گیا۔ جب وہ تندرست ہو گیا تو اُسے اُس اسرائیلی نے کچھ نقد بھی دیا اور وہاں سے سفر کا ارادہ کیا تو بخت نصر نے اُس سے کہا کہ تو نے تو میرے ساتھ ایسے ایسے احسان کئے مگر مجھے کچھ مقدار نہیں کہ میں اُس کا تیرے ساتھ کچھ بدلہ کر سکوں۔ اسرائیلی نے کہا کہ تجھے تو بڑا مقدور ہے تو مجھے یہ بات لکھ دے کہ اگر تو بادشاہ ہو جائے اور مجھے قید کر لے تو اُس وقت مجھے آزاد کر دے۔ بخت نصر نے کہا کہ کیا تو مجھ سے دل لگی کرتا ہے اسرائیلی نے کہا نہیں بلکہ یہ بات یونہی ہونے والی ہے اس میں کسی طرح کا شک نہیں ہے۔

بخت نصر فقیر کا بادشاہ بابل کے جاسوس کے ساتھ شام کو جانا اور وہاں کی خبریں بادشاہ کو پہنچانا

اہل تاریخ کہتے ہیں کہ جب فارس کے بادشاہ نے چاہا کہ ملک شام کا کچھ حال دریافت کرے تو اُس نے ایک دشمن شخص کو جاسوس کو بڑا اعتبار تھا وہاں کے حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا کہ وہ ملک کیسا ہے اور وہاں کیسے لوگ بستے ہیں اُن کی معاشرت کا طرز کیا ہے اُنکی فوج کی آراستگی کی کیفیت کیا ہے رعایا وہاں کے بادشاہ سے رضا مند ہے یا ناخوش ہے یہ جاسوس جب اُس ملک سے چلا تو بخت نصر بھی اُس کے ساتھ ہوا جو اُس وقت فقیری کی حالت میں تھا اور اُس کی خدمت کرتا چلا یہاں تک کہ ملک شام میں پہنچ گیا دیکھا تو وہ خدا کا ایک بہت بڑا اور سرسبز و شاداب ملک ہے اور فوج بھی کثرت سے ہے سوار و پیادہ ہر طرح کی فوج موجود ہے اور آلات جنگ بھی افراط سے ہیں یہ جاسوس اُس ملک کی آراستگی دیکھ کر حیران ہو گیا مگر بخت نصر اُس ملک کے لوگوں میں جا کر بیٹھتا اور اُن کی مجالس میں شریک ہوتا اور اُن سے کہا کرتا کہ تم بابل پر فوج کشی کیوں نہیں کرتے تم اگر وہاں جاؤ تو تم کو بڑی غنیمت ملے گی تو اُس کے جواب میں وہ لوگ کہتے کہ ہم کو تو رونا آتا ہی نہیں اور نہ ہم نے کبھی لڑائی دیکھی ہے۔ جب یہ لوگ وہاں سے لوٹے تو اُس جاسوس نے جو اُس ملک میں فوج اور گھوڑے اور آلات جنگ فراوانی کے ساتھ دیکھے تھے اُنکا مفصل حال بیان کیا لیکن بخت نصر نے بادشاہ بابل کے پاس کسی شاہی مقرب کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ میں شاہ کے حضور میں حاضر ہونا اور وہاں کا مفصل حال بیان کرنا چاہتا ہوں بادشاہ نے اُسے بلایا اُس نے وہاں کا تھیک تھیک حال سب کہہ سنایا جس سے بادشاہ کو بخت نصر کی لیاقت ظاہر ہو گئی

قدس پر نجات نصر کی چڑھائی کی ظاہری وجہ

کہتے ہیں کہ جب بادشاہ بابل نے چاہا کہ اپنے لشکر میں سے چار ہزار سوار کا ایک دستہ شام کی طرف روانہ کرے تو اُس نے اراکین سلطنت سے رائے لی کہ اُس دستہ کا سردار کس کو مقرر کرے اُن لوگوں نے کسی سردار کو نام زد کیا بادشاہ نے کچھ سوچ کر کہا کہ میرا خیال ہے کہ نجات نصر کو اُسکا سردار مقرر کروں اس لئے کہ یہ ابھی میرے جاسوس کے ساتھ شام میں گیا تھا اور اُس ملک کے لوگوں سے اور وہاں کے فوجی حالات سے خوب واقفیت حاصل کر چکا ہے چنانچہ اراکین سلطنت نے بادشاہ کی رائے سے اتفاق کیا اور وہ سردار اُس فوج کا مقرر کیا گیا یہ تقرری نجات نصر کی ترقی کا پہلا زینہ ہے وہ فوج لیکر بابل سے شام کو روانہ ہوا اس نے وہاں پہونچ کر شام کو زیر و زبر کر دیا اور تمام ملک کو لوٹ لیا اور بہت کچھ مال غنیمت لیکر اپنے ملک کو واپس آیا۔ پھر لہر اسپ بادشاہ نے اُسے غربی دجلہ پر اُس ملک کا صوبہ دار مقرر کیا جو اہواز اور ارض روم کے درمیان ہے۔

نجات نصر کی بنی اسرائیل پر چڑھائی کا یہ سبب تھا کہ لہر اسپ نے حسب مذکورہ بالا صوبہ دار ملک کا مقرر کیا تو وہ شام کو آیا اور دمشق اور بیت المقدس والوں نے اُس سے صلح کر لی اور وہ اُن کے چند آدمی اول میں لیکر لوٹ گیا جب وہ قدس کی سرزمین سے لوٹ کر طبریہ میں پہونچا تو بنی اسرائیل نے اپنے اُس بادشاہ سے سرکشی کی جس نے نجات نصر سے صلح کر لی تھی اور اُسے قتل کر ڈالا اور کہا کہ تو نے بابل والوں کی خوشامد کر کے ہمیں ذلیل کیا اور ہماری آبرو اور عزت کا کچھ خیال نہ کیا جب نجات نصر کو یہ خبر پہونچی تو اُس نے اُن لوگوں کو جنہیں اول میں لیگیا تھا قتل کر ڈالا اور پھر قدس شریف کی طرف لوٹا اور اُس ملک کے ملک کو تاخت و تاراج کر دیا۔ بعض اہل تاریخ یہ بھی کہتے ہیں کہ جس نے نجات نصر کو اس پُستبد یعنی صوبہ دار ملک مقرر کیا تھا وہ ہمن بن بشتا سپ بن لہر اسپ

بادشاہ تھا اور بخت نصر نے بہمن کے باپ دادا اور نیز بہمن کی بھی خدمت کی تھی اور یہ
 بخت نصر بڑی عمر کا آدمی تھا اس بہمن نے اپنے قاصد بیت المقدس کو بنی اسرائیل کے
 بادشاہ کے پاس بھیجے تھے اُن کو اس اسرائیلی بادشاہ نے قتل کر دیا لہذا اسے بڑا غصہ
 آیا اور بخت نصر کو اقلیم بابل پر حاکم مقرر کیا اور بہت بڑا لشکر اس کے زیر حکم کر کے
 اسرائیلیوں پر روانہ کیا اور اُس نے جو جو کام کئے وہ اپنے موقع پر تحریر ہوں گے
 انشا اللہ تعالیٰ

بنی اسرائیل کی معصیت اور اللہ تعالیٰ شانہ کا ارمیا نبی یعنی خضر علیہ السلام کے ذریعہ سے اُنہیں ڈرانا مگر اُن کا باز نہ آنا

یہ جو کچھ بنی اسرائیل کی تباہی مختلف بادشاہوں کے ماتحت لکھی گئی یہ ڈانٹا ہی اسباب
 تھے جو ایک معمولی واقعات سمجھے جاتے ہیں کہ اس قوم نے اپنے ہر بادشاہوں کے
 ساتھ عیسائی ناگوار باتیں کیں وہی سزا پائی اور ان سے اُس کا انتقام لیا گیا مگر ان معصیت
 کی نظر اور ہی طرف ہے وہ سمجھتے ہیں کہ جب اس قوم میں عصیان کا طغیان ہوا اور
 آپس میں ایک نے دوسرے پر ظلم کیا تو اس غصہ قہقہے سے ان کو ہر الجھنے کے ذریعہ
 سے متنبہ کیا مگر یہ بیوش میں نہ آئے جب ان کو کون سے اپنی حالت کو درست نہ کیا تو
 وہی سزا پائی کہ جس کے وہ سزاوارستہ موصوفین بنی اسرائیل تحریر کرتے ہیں کہ اس قوم
 کی نسبت اللہ تعالیٰ شانہ کی سنت یوں جاری تھی کہ اُن کے ہر بادشاہ کے ساتھ
 ایک نبی کا ہونا ضرور تھا جو اُس کی ہدایت کیا کرتا اور احکام توریت اُسے بتاتا رہتا تھا
 جب حملہ بخت نصر کا زمانہ قریب آیا تو اُن میں بدکاریاں اور معاصی کثرت سے ہونے لگے
 اس وقت ان کا بادشاہ یقونیا بن یویا قیم تھا اُس کی طرف اللہ تعالیٰ شانہ نے

ارمیا نبی یعنی خضر علیہ السلام کو بھیجا حضرت ارمیا نے اُن کو اللہ تعالیٰ شانہ کے احکام سے آگاہ کرنا شروع کیا اور معاصی سے روکنے لگے اور ان سے کہا کہ دیکھو اُس مالک الملک نے سخاریب کو تم پر سے کس طرح دفع کیا اس غیبی مدد کو یاد کرو اور اُس پاک پروردگار کے اوامر بجالاؤ اور نواہی سے بچو لیکن اس نافرمان قوم نے کچھ نہ سنا اور اُن کی کوئی بات نہ مانی۔ پھر اُس بادشاہ علی الاطلاق نے حضرت ارمیا علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس قوم کو ہمارے عذاب سے ڈراؤ اور اُن سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ شانہ کی اطاعت نہ کرو گے تو تم پر ایک ایسا شخص مسلط کر دیا جائیگا کہ تمہیں قتل کر ڈالے گا تمہارے بچوں کو پکڑ لیجائیگا اور اُنہیں غلام بنائیگا اور تمہارے شہر کو خراب کر ڈالے گا اور وہ ایسا لشکر لیکر تم پر آئیگا کہ جن کے دلون میں مہربانی اور رحم مطلق نہ ہوگا۔ مگر وہ خفتہ بخت قوم یعنی بنی اسرائیل خواب غفلت سے ہرگز بیدار نہ ہوئی اُس وقت اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے نبی سے ارشاد فرمایا کہ اُن میں اب ایسا فتنہ برپا ہوگا کہ جس کو اہل عقل دیکھ کر حیران ہو جائیں گے۔ اور اہل دانش کی تدبیر اور حکمت جس کا کچھ تذکرہ نہ کر سکیگی اور ایک ظالم خوشخوار بے مروت و بے رحم اُن پر مسلط ہوگا جو لباس ہیبت و جلالت پہنے ہوئے ہوگا۔ اور اُس کی فوج اس طرح اُن کے ملک پر چھا جائیگی جیسے رات کی تاریکی اور بادل کی گھٹا ملک پر چھا جاتی ہے اور تمام بنی اسرائیل کو قتل کر ڈالے گا اور بیت المقدس کو خراب کر ڈالے گا۔

جب حضرت ارمیا علیہ السلام نے یہ قسم کا حکم سنا تو وہ بہت روئے اور کمال فریاد و زاری کی اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اپنے سر پر خاک اڑائی اور جناب باری میں اس عذاب کے دفع ہونے کے لئے التجا کی کہ میرے زمانہ میں یہ آفت اس قوم پر نہ آئے لہذا پروردگار تعالیٰ شانہ نے اُن کی طرف یہ حکم بھیجا کہ بیت المقدس کی خرابی اور بنی اسرائیل کی ہلاکت اُس وقت تک نہ ہوگی کہ جب تک تو خود حکم نہ دے۔ اس حکم سے حضرت ارمیا علیہ السلام خوش ہوئے اور کہا کہ مجھے اُس کی قسم ہے کہ جس نے

موسیٰ اور دوسرے انبیاء کو سچا نبی کر کے بھیجا ہے مین تو کبھی بنی اسرائیل کی ہلاکت کا حکم نہ دے گا۔ اور پھر بنی اسرائیل کے بادشاہ پاس آئے اور اُس سے کہا کہ مجھے یہ حکم پروردگار تعالیٰ شانہ کا آیا ہے۔ بادشاہ یہ حال سن کر خوش ہو گیا اس واقعہ پر تین برس اور گزر گئے لیکن پھر بھی یہ بے خبر قوم ہوسشیا رہی ہوئی اور اُسی طرح معصیت میں مبتلا رہی۔ اب اُن کی ہلاکت کا زمانہ بہت قریب آگیا چونکہ یہ اللہ تعالیٰ شانہ کی باتوں کو سنتے ہی نہ تھے تو وحی بھی کم آنے لگی اُن کے بادشاہ نے اس حالت کا مشاہدہ کر کے اُن سے کہا۔ کہ اے بنی اسرائیل عذاب کے آنے سے پہلے ہی تم اپنی نافرمانیوں سے باز آ جاؤ ورنہ تمہیں بڑا خسارہ اٹھانا پڑے گا مگر اُن کے سروں پر ایسا بھوت نہ چڑھا تھا کہ جو اُترتا انہوں نے اپنے بادشاہ کی ایک بات نہ مانی۔ نافرمانی اس بد نصیب قوم کا گویا پانچواں عنصر تھا وہ کیونکر اُن سے زندگی میں جدا ہوتی آخر کو شرفی امر جو تھا وہ ہو کر رہا حضرت خضر علیہ السلام کی تدبیر اور بعض معروض سابقہ کچھ کام نہ آئی ۵

ہر چند آپ نے تو بہت روک تھام کی پیری چلی نہ خضر علیہ السلام کی

**فرشتے کا حضرت ارمیا کے پاس آنا اور اُن کا
بنی اسرائیل پر بد دعا کرنا**

رہی ہوا جو اُن کی بدکاریوں کا نتیجہ تھا ۵

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم برید جو ز جو

مظلوموں کی آہوں کا دھوان نافرمانیوں کی متعفن ہوا آسمان پر پہنچی اور دمان سے ہوائے اُس گندگی کو ظالم تختہ نصرت کے دماغ تک پہنچا یا وہ سنگ دل اسکی تاب کب لاسکتا تھا وہ لشکر جبار لیکر بنی اسرائیل پر چڑھ دوڑا ع کہ آہن باہن تو ان کو درم تمام ملک شام اُس کی فوجوں سے بھر گیا۔ جب بنی اسرائیل کے بادشاہ کو یہ خبر پہنچی تو

اُس نے حضرت ارمیا نبی کو بلایا جب وہ اُس کے پاس آئے تو اُس نے کہا کہ تم تو کہتے تھے کہ پروردگار تعالیٰ شانہ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ بیت المقدس کو تیرے حکم کے بغیر تباہ و برباد نہ کروں گا یہ کیا سامان ہو رہا ہے۔ حضرت ارمیا نے فرمایا یہ سچ ہے اور مجھے یقین کامل ہے کہ میرا پروردگار کبھی اپنے وعدہ کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا جب زمانہ انکی حکومت کے زوال کا بہت قریب آگیا تو ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں اُن کے پاس آیا اور حضرت ارمیا علیہ السلام سے ایک فتویٰ کا جواب طلب کیا وہ فتویٰ یہ تھا۔ فتویٰ۔ میں ایک اسرائیلی ہوں اور اپنے رشتہ داروں کی نسبت آپ سے اس کا جواب چاہتا ہوں۔ میں نے اُن کے ساتھ وہ سلوک کیا جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور اُن کے ساتھ احساناً کئے لیکن میں نے جس قدر اُن کے ساتھ نیکیاں کیں وہ میرے ساتھ بُرائیاں ہی کرتے گئے آپ مجھے حکم دین کہ میں اُن کے ساتھ کیا کروں۔ حضرت ارمیا نے فرمایا کہ تو اُن پر احسان کر جیسا اللہ تیرے ساتھ احسان کرتا ہے اور جس طرح اُس نے صلہ رحم کا حکم دیا ہے اُسے پورا کر فرشتہ یہ سن کر اُن کے پاس سے چلا گیا پھر چند روز کے بعد وہی فرشتہ آدمی کی صورت میں حضرت ارمیا نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ یا نبی اللہ اب بھی اُنکے اخلاق کا تصفیہ نہ ہوا اپنی عادات سابقہ پر قائم ہیں اور میں اپنی نیکیوں سے نہیں گزرا وہ میرے ساتھ بدی ہی کئے جاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اپنے لوگوں کے پاس جا اور نیکی کر یہ فرشتہ پھر اُن کے پاس سے چلا گیا اس کے بعد کچھ تھوڑی مدت گزری تھی کہ بُخت نصر ایک لشکر جبرائے ہوئے بیت المقدس پر آپہنچا۔ بنی اسرائیل دیکھ کر گھبرا گئے اور اُن کے بادشاہ نے حضرت ارمیا علیہ السلام کو بلایا اور اُن سے کہا کہ تمہارے پروردگار کا وعدہ کہاں گیا حضرت نے فرمایا کہ مجھے تو اپنے پروردگار تعالیٰ شانہ کے وعدہ کا یقین ہے اُس کا وعدہ ہرگز خلاف نہیں ہوتا۔ پھر وہی فرشتہ جس نے پہلے اُن سے استفتاء کیا تھا اُن کے پاس لوٹ کر آیا اُس وقت وہ بیت المقدس کی دیوار پر بیٹھے ہوئے تھے اُس نے اُن کو

اُن سے وہی پہلی باتیں کہیں اور اپنے لوگوں کے ظلم و ستم کی شکایت کی اور اُن سے کہا یا بنی اسرائیل آج تک ہر اک بات پر صبر کرتا آیا کیونکہ اب تک میں ہی اُن سے ناراض تھا لیکن اب اُن لوگوں نے ایسے بُرے بُرے کام کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شانہ کی مرضی کے خلاف ہیں۔ اگر وہی کام کرتے رہتے جو پہلے کیا کرتے تھے تو مجھے اس قدر غصہ نہ ہوتا لیکن اب مجھے اُن پر خدا سے تعالیٰ کے لئے غصہ آیا ہے اور اب میں آپ کے پاس اُن کا حال بیان کرنے کے لئے آیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ انہیں برباد کر دے یہ سنکر ارمیا علیہ السلام نے کہا کہ اے آسمان کے بادشاہ اگر وہ حق پر ہوں اور نیک راہ پر چلتے ہوں تو اُن کو تو باقی رکھ اور اگر وہ تیری مرضی کے خلاف کام کرتے ہوں اور تو اُن سے ناراض ہو تو اُن کو ہلاک کر ڈال۔

بَیْحَتِ نَصْرُ کَا بَیْتِ الْمَقْدِسِ کُو خَرَابِ کرنا اور بنی اسرائیل کو گرفتار کر کے بابل کو لیجانا اور ارمیا کی عمر کا دراز ہوتا

اہل اخبار بیان کرتے ہیں کہ جب کلمہ ہلاک کر ڈال آپ کی زبان سے نکلا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے بیت المقدس پر ایک بجلی آسمان سے نازل کی اور اُس سے قربان گاہ میں آگ لگ گئی اور اُس کے سات دروازے زمین میں دھنس گئے۔ جب حضرت ارمیا علیہ السلام نے یہ دیکھا تو چلائے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر پر خاک اڑائی۔ اور کہا کہ اے آسمان و زمین کہے بادشاہ وہ جو تو نے وعدہ فرمایا تھا وہ کمان ہے اللہ تعالیٰ نے وحی اُن پر نازل کی کہ یہ آفت جو اُن پر آئی ہے تیرے ہی فتوٰ دینے سے آئی ہے جو تو نے ہمارے رسول یعنی مجھے ہوئے فرشتہ کو دیا جو آدمی کی صورت میں تیرے پاس آیا تھا اور تو بیت المقدس کی دیوار پر بیٹھا ہوا تھا۔ پھر حضرت ارمیا علیہ السلام شہر سے نکل کر جنگل کے جانوروں میں چلے گئے یعنی خضر۔

پھر نجات نصراً اور اُس کا لشکر بیت المقدس میں داخل ہوا اور ملک شام کو جو انبیا علیہم السلام کا مشہد ہے خوب پامال کیا اور بنی اسرائیل کا ایسا قتل عام ہوا کہ گویا فنا کر دیا اور بیت المقدس کو خراب کر ڈالا اور اپنے لشکر یون کو حکم دیا کہ اس میں مٹی بھر دین چنانچہ وہ بیت مقدس مٹی سے بھر دیا گیا پھر وہ بابل کو لوٹ گیا اور بنی اسرائیل کو اپنے ساتھ گرفتار کر کے لے گیا اور حکم دیا کہ بیت المقدس کے سب آدمیوں کو ایک جگہ فراہم کریں جب یہ سب اکٹھے ہو گئے تو اُن میں سے ایک لاکھ بچے چُن لئے اور اُن کو اپنے سردار دن اور سپہ سالار دن کو جو اُس کے ساتھ تھے دیدئے۔ انہیں بچوں میں دانیال نبی اور حنائیا اور عزاریا اور یشتائیل بھی تھے اور باقی بنی اسرائیل کے تین حصے کئے ایک حصہ کو قتل کر دیا اور ایک حصہ کو شام ہی میں چھوڑ دیا اور ایک حصہ کو قیدی بنا کر لے گیا۔

پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے ارمیا یعنی خضر کی عمر بڑی دراز کر دی یہی ہیں جو دنیا کے بیابانوں اور شہروں میں کبھی کبھی اچھے اور بزرگ لوگوں کو نظر آیا کرتے ہیں جنہیں خاص و عام حضرت خواجہ خضر کہتے ہیں۔

نجات نصراً کا خواب اور حضرت دانیال کا اُسکی تعبیر کہنا

پھر نجات نصراً بابل کو لوٹ گیا اور جب تک اللہ تعالیٰ شانہ کو منظور تھا نہایت عیش و آرام کے ساتھ حکومت کرتا رہا پھر اُس نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا جب بیدار ہوا تو بھول گیا مگر یہ یاد رہا کہ ایک عجیب خواب دیکھا ہے اندا دانیال و حنائیا و عزاریا و یشتائیل کو بلایا اور اُن سے کہا کہ میں نے جو خواب دیکھا تھا وہ بتاؤ کہ میں نے کیا دیکھا تھا میں اُسے بھول گیا ہوں اور اگر تم مجھے وہ خواب نہ بتاؤ گے تو میں تمہارے شانے نکلو ڈالوں گا پھر اُس کے دربار سے یہ لوگ چلے آئے اور اللہ تعالیٰ شانہ سے دعا مانگی اور پاک پروردگار کے ربُّ تضرع و زاری کی اور کہا کہ اے اللہ تو ہمیں اُس کا خواب بتا دے اللہ تعالیٰ شانہ نے

انہیں اُس کا خواب اور تعبیر دونوں بتا دیں پھر وہ بخت نصر کے پاس آئے اور کہا کہ تو نے ایک مورت دیکھی تھی۔ کہا تم سچے ہو پھر انہوں نے کہا کہ اُسکے قدم اور ساقین دونوں مٹی کی تھیں اور گھٹنے اور رانیں تانبے کی اور پیٹ چاندی کا اور سینہ سونے کا اور گردن اور سر لوہے کا تھا اسی میں دیکھتے ہی دیکھتے ایک پتھر اللہ تعالیٰ شانہ نے آسمان سے اُس پر ڈالا کہ اُسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ یہی خواب ہے جو تو بھول گیا ہے۔ کہا تم بالکل سچے ہو اب اس کی تعبیر بھی بیان کرو۔ کہا یہ مورت جو تو نے دیکھی تھی زمانہ کی ایک تصویر تھی اور بادشاہوں کا حال تجھے دکھایا گیا تھا کہ کوئی اُن میں سے نہیعت ہے اور کوئی اچھا ہے اور کوئی اُن میں بڑا زبردست ہے اول ملک مٹی کا نہایت کمزور پھر اُس سے اوپر تانبے کا اُس سے کچھ بہتر ہے اور پانڈا ہے پھر تانبے سے اوپر چاندی کا ہے جو اُس سے بھی بہتر ہے اور اچھا ہے پھر اُس سے اوپر سونے کا ہے جو چاندی سے بھی اچھا ہے پھر لوہے کا ملک تیرا ملک ہے جو سب کے ملک سے زبردست ہے اور جو پتھر کہ تو نے دیکھا تھا وہ آسمان کا ایک فرشتہ تھا جس نے اُس مورت کو توڑ ڈالا اُس سے مراد ایک نبی سے ہے جسے اللہ تعالیٰ شانہ آسمان سے بھیجے گا اور وہ اُن سب کے ملکوں کو توڑ ڈالے گا اور وہی سب کا مہجہ چلیگا بشارت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بھی حضور پر نور کی نبوت کی بشارت ہے۔ آسمان سے آتا حضرت کی معراج کی خبر ہے اور اُن سب کے ملکوں کو توڑنا فاس و روم کی فتح کی خبر ہے اور سب کا مہجہ ہونا عام نبوت کی اطلاع ہے اللہم صل علی سیدنا و مولینا محمد و آلہ علی قدر حسنہ و کمالہ

بخت نصر کا دانیال وغیرہ اسرائیلیوں کی عزت کرنا
اور بابلیوں کا حسد اور بخت نصر کی موت

جب دانیال اور اُن کے ساتھیوں نے بخت نصر کے خواب کی تعبیر کہی تو بخت نصر نے

انہیں اپنا مقرب اور معتمد بنالیا۔ اور ان سے امور سلطنت میں مشورہ لینے لگا اس سبب سے اُس کے درباری ان سے حسد کرنے لگے اور ان کی چغلیاں کھانے لگے۔ آخر آدمی کا شیطان آدمی ہی ہوا کرتا ہے سنتے سنتے وہ ان اسرائیلیوں سے بدگمان ہو گیا۔ آخر کو اُس نے حکم دیا کہ ایک گڑھ زمین میں کھودا گیا اور اُس میں ان چھ آدمیوں کو ڈال دیا اور سات خوشخوار شیروں کو اُس میں چھوڑ دیا کہ ان کو کھا جائیں پھر بخت نصر وہاں سے اُٹھ کر کھانا کھانے کو چلا گیا۔ جب کھانا کھا کر آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ یہ سب آدمی صحیح و سلامت بیٹھے ہوئے ہیں اور درندے پڑے سو رہے ہیں چیرنا پھاڑنا تو کیسا کسی کے بدن پر ان کے ناخون کا خراش بھی نہیں آیا ہے اور ایک ساتواں آدمی ان کے پاس اور بھی ہے۔ ناگاہ وہ ساتواں آدمی ان میں سے نکلا کہ جو آدمی کی صورت میں فرشتہ تھا اُس نے بخت نصر کو ایک ایسا طمانچہ مارا کہ اُس کی صورت مسخ ہو گئی اور وہ وحشیوں میں چلا گیا واللہ اعلم بالصواب۔ بعض مصنفین نے بخت نصر کے مرنے کی اُتر و ایتین بھی تحریر کی ہیں مگر وہ سراسر درایت کے خلاف ہیں لہذا قلم انداز کی گئیں۔

دانیال نبی کی وفات۔ حضرت دانیال علیہ السلام کی کیفیت یوں لکھی ہے پہلے تو وہ بابل میں رہے پھر وہاں سے چلے گئے اور سوس میں جا کر وفات پائی اور وہیں دفن کئے گئے۔ یہ شہر سوس علاقہ خورستان میں ہے۔

بنی اسرائیل کی واپسی شام کی طرف اور بیت المقدس کی تعمیر

جب مشیت پروردگار تعالیٰ شانہ اس طرف متوجہ ہوئی کہ بنی اسرائیل کو پھر بیت المقدس کو بھیجے اُس وقت بخت نصر بیت المقدس کی خرابی کے چالیس روز بعد مر گیا تھا جیسا کہ بعض اہل علم بیان کرتے ہیں اور اُس کے بعد اُس کا بیٹا جس کا نام اولمرعہ تھا

بادشاہ ہوا اس نے بابل کے ایک حصہ پر ۲۳ برس حکومت کی پھر اُس کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا ہلتا سر بادشاہ ہوا جب یہ بادشاہ ہوا تو کارویا رسلطنت میں ابتری ہو گئی اس واسطے اُس بادشاہ نے جو فارس کا حاکم تھا اور جس کی نسبت اخلان ہے کہ وہ کون تھا اور اُس کا کیا نام تھا اس کو معزول کر دیا۔ اور اُس کی جگہ داریوس کو بابل اور شام پر حاکم مقرر کیا۔ یہ تیس برس حکومت کرتا رہا پھر یہ بھی معزول کیا گیا۔ اور اس کی جگہ اخشوریش مقرر ہوا یہ بھی چودہ برس حاکم رہا پھر اُس کا بیٹا کیرش العلی جو تیرہ برس کی عمر کا تھا بادشاہ ہوا۔ اس نے توریت پڑھی تھی اور یہودی ہو گیا۔ اور حضرت دانیال اور اُن کے ہمراہیوں حننیا اور عزاریا وغیرہم سے مذہب کی تعلیم پائی تھی لہذا ان لوگوں نے اس سے درخواست کی کہ وہ انہیں بیت المقدس جانے کی اجازت دے اُس نے ان کی درخواست قبول کی اور دانیال علیہ السلام کو اُن کا قاضی مقرر کیا اور اُنکے تمام قیدیوں کو حضرت دانیال کے حوالے کیا۔ اور حکم دیا کہ جس قدر مال تخت نصر بنی اسرائیل کا لوٹ کر لایا تھا وہ سب بنی اسرائیل میں تقسیم کر دیں اور از سر نو بیت المقدس کی تعمیر کریں۔ چنانچہ وہ اُسی بادشاہ کے زمانہ میں تعمیر ہو کر مرتب ہو گیا اور سب بنی اسرائیل جو قتل سے بچ گئے تھے بیت المقدس میں واپس آ گئے۔ یہ زمانہ جو ان بادشاہوں کا گذرا ہے جس میں بیت المقدس کی تباہی ہوئی ہے تخت نصر کی طرف مذہب کیا جاتا ہے۔ ریکرش کی بادشاہی بائیس برس رہی۔

بعض مورخین کا یہ قول ہے کہ بنی اسرائیل کو جس بادشاہ نے تباہی کی اجازت دی وہ گشتاسپ بن لہراسپ تھا اور ملک شام پر آل و آل علیہ السلام میں سے کسی کو حاکم مقرر کر دیا اور اُسے حکم دیا کہ بیت المقدس کو وہ تباہ کرے چنانچہ بابل سے وہ شام میں لوٹ کر آ گئے اور اُسے تباہ کیا۔

حضرت ارمیا نبی کا اور اُن کے گدھے کا مرنے کا سو برس بعد پھر زندہ ہو جانا

ارمیا بن حزقیا حضرت ہارون بن عمران کی نسل سے تھے جب بخت نصر نے شام کی سرزمین کو پامال کیا اور بیت المقدس کو برباد کر ڈالا۔ اور بنی اسرائیل کو قتل و اسیر کیا تو آپ نے (یعنی ارمیا علیہ السلام) بستی چھوڑ دی اور صحرائے نشین ہو گئے اور حیوان کی صحبت اختیار کی۔ جب بخت نصر بابل کو لوٹ آیا تو حضرت ارمیا علیہ السلام بھی ایک گدھے پر سوار شیرہ انگور اور زیتون ایک برتن میں لئے ہوئے آئے۔ دیکھا کہ بیت المقدس خراب و ویران پڑا ہے یہی واقعہ پورا پورا اس آیت شریف میں ہے قَالَ اِنِّیْ یُحْیِیْ هٰذِہٖ اللّٰہُ بَعْدَ مَوْتِہَا ۚ فَاَمَّا کَہُ اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہُ ۝ قَالَ کَمْ لَبِثْتُ ۙ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ۙ قَالَ بَلْ لَبِثْتُ مِائَۃَ عَامٍ ۙ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِکَ وَشَرِبِکَ لَمْ یَتَسَنَّہُ ۙ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِکَ وَیَجْعَلْکَ اٰیۃً لِلنَّاسِ ۙ وَانْظُرْ اِلٰی الْعِظَامِ کَیْفَ نُنْشِئُہَا ثُمَّ نَکْسُوہَا لَحْمًا ۙ فَلَمَّا تَبِیَّنَ لَہُ قَالَ اَعْلَمَ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ ترجمہ تو یہ دیکھ کر تعجب سے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ شانہ اس بستی کو اس کے مرنے یعنی اُجڑ جانے کے بعد کیسے زندہ یعنی آباد کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کو سو برس تک مردہ کر رکھا پھر اُن کے گدھے کو بھی مار رکھا اور اُن کی آنکھیں بھی اندھی کر دیں پھر جب بیت المقدس آباد ہو گیا تو اللہ تعالیٰ شانہ نے پہلے حضرت ارمیا کی آنکھیں زندہ کیں پھر اُن کا بدن زندہ کیا کہ وہ اس بات اور واقعات کو دیکھتے جاتے تھے پھر جب اس طرح اُن کو پورا پورا جلا اُٹھایا تو پوچھا پروردگار تعالیٰ شانہ نے کہ تم کتنی مدت سوئے اس حالت میں۔ کہا ایک دن یا ایک دن سے کچھ کم۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا نہیں بلکہ تم سو برس ایسی حالت میں رہے اب تم اپنے کھانے

اور اپنے کی چیزوں کو دیکھو کہ کوئی چیز سڑی جیسی نہیں اور ذرا تغیر اس میں نہیں ہوا ہے اور اپنے گدھے کی طرف بھی دیکھو۔ اور تمہارے اتنے دنوں مردہ رکھتے اور پھر جلا اٹھانے سے مقصود یہ ہے کہ ہم تم کو لوگوں کے لئے اپنی قدرت کا ایک نمونہ بنائیں گے اور گدھے کی ہڈیوں کی طرف نظر کرو کہ ہم کیونکر اُن کا ڈھانچ بنا کر اور اُسے جوڑ جا کر کھڑا کر دیتے ہیں اور پھر اُن پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ پھر جب ارمیا نے اپنے گدھے کی ہڈیوں کو جوڑتے ہوئے دیکھا کہ وہ ایک دوسرے کے پاس آپ سے آپ اکٹھی ہو رہی ہیں اور لوگوں کی بندشیں بندھتی جاتی ہیں اور اُن پر گوشت چڑھ رہا ہے اور دم کے دم میں وہ گدھا زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اللہ کے حکم سے۔ پھر انہوں نے شہر کو دیکھا کہ وہاں مکان بنے ہوئے ہیں اور بنی اسرائیل کثرت سے آباد ہیں اور ملکوں سے واپس ہو کر وہاں آگئے ہیں حالانکہ وہ اُن کے زمانہ میں اُجاڑ پڑا تھا اور وہاں کے باشندے اسیر و قتل ہو گئے تھے۔ جب اُن پر اللہ تعالیٰ شانہ کی قدرت یوں ظاہر ہوئی تو بول اُٹھے کہ اب مجھے یقین کامل ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ شانہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت عزیر کا زندہ ہونا اور از سر نو تورات بنا کر بنی اسرائیل کو دینا

اجنبی علماء اس طرف گئے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ شانہ نے ستویں صدی پہلے زندہ بنا رکھا تھا اور پھر اُن کو اور اُن کے گدھے کو زندہ کر دیا حضرت عزیرؑ تھے جب زندہ ہو گئے تو بیت المقدس میں اپنے گھر کو آئے اُن کو پہلا ہی خیال تھا اپنے مکان اور بیت المقدس کی آبادی کی نسبت کیا دیکھتے کہ اُن کے گھر کے پاس ایک اندھنی بڑھیا جیسی ایک سوتیلی برس کی عمر ہے بیٹھی ہوئی ہے آپ نے اُس سے پوچھا کہ عزیر کا کھنڈی ہے وہ آپ کی لونڈی تھی اُس نے جواب دیا کہ مان ہی ہے اور رو کر بولی کہ میں نے مدت کے بعد آج تیرے منہ

عزیر کا نام سنا ہے آپ نے فرمایا کہ میں عزیر ہوں اُس لونڈی نے کہا کہ وہ تو مجاہدِ دعوت تھے اگر تم عزیر ہو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ میں اچھی ہو جاؤں حضرت عزیر علیہ السلام نے اُس کے واسطے دعا کی وہ بیٹا ہو کر کھڑی ہو کر چلنے لگی اور اُس نے جب حضرت عزیر کو دیکھا تو پہچان لیا۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا ایک بیٹا بھی تھا اُس کی ایک سو تیرہ برس کی عمر تھی اور اُس کے بیٹے بوڑھے ہو گئے تھے وہ لونڈی اُن کے بیٹے کے پاس گئی اور حضرت عزیر علیہ السلام کا حال اُن سے بیان کیا وہ دوڑتے ہوئے اُن کے پاس آئے اور دیکھ کر انہیں اُس خال سے پہچان لیا جو اُن کی پشت پر تھا یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عزیر بنی اسرائیل کے ساتھ عراق میں تھے اور بیت المقدس میں لوٹ کر آئے تھے اور یہاں آ کر توریت کو نئے سرے سے مرتب کیا تھا کیونکہ جب بنی اسرائیل بیت المقدس کو لوٹ کر آئے ہیں تو توریت اُن کے پاس نہ تھی جہاں اور چیزیں اُن کی چھن گئی تھیں وہ بھی اُن کے ساتھ چھن گئی تھی اور خلکِ معدوم ہو گئی تھی۔ اور عزیر قیدیوں کے ساتھ گرفتار تھے۔ جب وہ بیت المقدس کو بنی اسرائیل کے ساتھ آئے تو روز و شب رونے کے سوا ان کو کوئی مشغل نہ تھا اور مخلوق سے الگ رہنے لگے اسی رنج و غم میں ایک روز وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص اُن کے پاس آیا اور یہ اپنی جگہ پر بیٹھ ہوئے تھے اُس نے انکے پاس آکر کہا کہ عزیز کیون رو تے ہو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اُس کا عہد جو ہمارے پاس تھا جاتا رہا اُس شخص نے کہا تو کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ شانہ وہ کتاب پھر ملو دیدے آپ نے فرمایا نہ ور میں یہ چاہتا ہوں تو اُس نے کہا کہ اچھا روزہ رکھو اور پاک و صاف ہو کر کل تم ہماری ملاقات اسی مقام پر کرنا حضرت عزیر نے ایسا ہی کیا اور اُسی جگہ اُس شخص کے انتظار میں بیٹھ گئے کہ وہ شخص آگیا اور ایک برتن میں پانی لایا اور آپ کو وہ پانی پلا دیا پس توریت شریف آپ کو پوری بے کم و کاست حفظ ہو گئی یہ شخص فرشتہ تھا جو آدمی کی صورت میں آیا تھا پس جب آپ بنی اسرائیل کی طرف لوٹ کر آئے تو اُن کو پوری توریت

شریف لکھوادی اور اُن لوگوں نے اُس کے حلال و حرام اور حدود کے سبب سے اُسے پہچان لیا پھر بنی اسرائیل آپ سے بہت زیادہ محبت کرنے لگے۔ حضرت عزیر نے اُن کے کاموں کی اصلاح کی اور مدت تک وہ بنی اسرائیل کے ساتھ رہے پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کی روح مبارک کو قبض کر لیا پھر ان کی وفات کے بعد حسب دستور سابق بنی اسرائیل میں بدکاریاں ہونے لگیں اور یہ نوبت پہنچ گئی کہ بعض نے حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا اس کے بعد بنی اسرائیل برابر بیت المقدس میں رہے اور اُن کی اولاد بہت کثرت سے ہوئی آخر کار ملوک طوائف کے زمانہ میں رومیوں نے اُن پر غلبہ پایا اور اس کے بعد پھر اُن کی کبھی ایک جماعت نہ ہوئی۔

بُحْت نصر اور بیت المقدس کی تعمیر کے بیان میں علماء نے بہت اختلاف کے ہیں علماء مرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اختصار کی غرض سے اُن کی تفصیل ترک کر دی ہے۔

بُحْت نصر کی عرب پر چڑھائی اور عربوں کو ابنار اور حیرہ میں لسانا اور معد بن عدنان کا حُسران جانا

اہل اخبار کہتے ہیں کہ برخیا بن حنا نیا پر اللہ تعالیٰ شانہ نے وحی نازل فرمائی کہ وہ بُحْت نصر کو عرب پر چڑھائی کرنے کا حکم دین تاکہ وہ ان جاکر سپاہیوں کو قتل کرے اور اُن کے بچوں کو پکڑ لائے اور مال و اسباب لوٹ لے اور یہ اُن کے کفر کی سزا تھی۔ جب حضرت برخیا نے یہ حکم بُحْت نصر کو سن دیا تو اُس نے اُس کی تعمیل کی۔ ابتداً تجار عرب سے کی اور اُن کو اُس نے پکڑ لیا اور اُن سے بُحْت میں حُتران شہر بسادیا اور وہاں اُنہیں قید کر کے اُن پر نگہبان مقرر کر دئے کہ کہیں بھل کر جانہ سکیں۔ جب یہ خبر عرب میں شایع ہوئی تو کچھ لوگ اُسکے پاس اسن مانگ کر آئے اور اُس نے اُن کو اسن دیا اور قصور معاف کر دئے اور اُنہیں سواد میں ٹھہرا دیا اور اُن لوگوں نے وہاں ابنار شہر آباد کیا اور حیرہ والوں سے اُس شہر کو

خالی کر دیا اور عرب و ان بھی نجات نصرت کی حیات کے زمانہ میں آباد ہو گئے۔ نجات نصرت مر گیا تو وہ انبار والوں میں جا لے اسی زمانہ میں سب سے اول عرب حیرہ اور انبار میں جا کر آباد ہوئے ہیں۔ پھر نجات نصرت نجد اور حجاز کے عربوں کی طرف چلا۔ تو اللہ تعالیٰ شانہ نے بریخا اور ارمیا کو حکم دیا کہ وہ دونوں معدین عدنان کے پاس جائیں اور اُسے اپنے ہمراہ لیکر حِزران پہونچا دیں اور اللہ تعالیٰ شانہ نے انہیں بتا دیا تھا کہ اُس کی نسل سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونگے جو خاتم الانبیاء ہیں اور یہ دونوں تعمیل حکم پروردگار تعالیٰ شانہ کی غرض سے روانہ ہو گئے اور زمین ان کے واسطے پیٹ دی گئی اور نجات نصرت سے پہلے معد کے پاس یہ دونوں حضرات جا پہونچے اور فوراً اُسے اٹھا کر حِزران پہونچا دیا معد کی عمر اس وقت تیرہ برس کی تھی پھر جب نجات نصرت عرب میں پہونچا اور عربوں سے لڑ کر ان کو بھگا دیا اور بہت لوگوں کو قتل کیا بعد ازاں حجاز کو گیا اور وہاں عدنان نے عربوں کو جمع کیا اور نجات نصرت سے اُس سے ذات عراق میں مقابلہ ہوا اور بڑی سخت لڑائی ہوئی یہیں عدنان کو شکست ہوئی۔ اور نجات نصرت نے اُس کا تعاقب کیا اور اُنکے قلعوں تک چلا گیا وہاں دونوں فریق نے اپنے اپنے لشکروں کی صفت بن دیاں کیں اور اپنے گرد خندقیں کھودیں۔ لیکن نجات نصرت ایک مقام پر کہیں میں چھپ گیا یہی سب سے پہلا کہیں جس کا ذکر تاریخ میں مذکور ہے عربوں پر تلواروں کا مینہ برسا جس سے وہ گھبرا گئے پھر دونوں لشکر جدا ہو گئے اور وہ اپنے گھر کو چلے گئے یہ اپنے گھر کو چلے آئے پھر معد بن عدنان بنی اسرائیل کے بیٹوں کے ساتھ حِزران سے نکلا اور مکہ مکرمہ میں آ گیا اور وہاں اُس کی علامتیں حدو بنائیں اور اُس کا حج کیا اور اُس کے ساتھ انبیاء نے بھی حج کیا اور وہاں سے روانہ ہو کر ریشوب کے پاس گیا اور پوچھا کہ حارث بن مضاہ کی اولاد سے کوئی باقی ہے یا نہیں کسی نے اُس سے کہا جو ثَم بن حلیمہ باقی ہے پھر اُس نے معانہ بنت جو ثَم سے شادی کی اور اُس کے بطن سے نزار بن معد پیدا ہوا۔ ہمارے حضور پر نور کا سلسلہ نسب نزار بن معد سے عدنان تک۔

متفق علیہ ہے۔

ما قصہ سکندر و دارانہ خواندہ ایم از ما بجز حکایت مہر و وفا پیرس

ہماری کتاب بادشاہوں کے ذکر ہے خالی ہے مگر سکندر میں جو ایک شاخ حکمت کی لگی ہوئی ہے لہذا بطور اختصار سکندر کا تذکرہ بھی اگر ہو جائے تو چندان مضائقہ نہیں ہے۔ ہمارے علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے بخت نصر کے سب جھگڑے تمام کر کے پشتا سپ اور اُس کے زمانہ کے واقعات اور اُس کے باپ لہر اسپ کا قتل اور ایام لیکھاؤس سے بہمن بن اسفندیار کے زمانہ تک مع حالات شامان مین اور شیخ اسعد ابوکرب اور چین تک اُس کی چڑھائی کے واقعات تحریر کئے ہیں اور کچھ کیفیت دارا کی بھی رقم کی ہے میں نے یک قلم ان سب کو قلم انداز کیا۔

سکندر ذو القرنین

اہل لغت نے اس لفظ کے بہت معنی بیان کئے ہیں۔ ذو القرنین لقب ہے سکندر کا اسلئے کہ اُس کے دو گیسو تھے اور گیسو کو قرن کہتے ہیں۔ یا یہ کہ وہ دونوں طرف عالم کے پھرا تھا یعنی مشرق و مغرب۔ یا یہ کہ وہ کریم الطرفین تھا مادر و پدر کی طرف سے یا یہ کہ وہ داخل ہوا تھا نور و ظلمت میں لغت مجمع البحرین سے کہ جامع لغات قرآن و حدیث ہے اور بعض محققین نے بیان کیا ہے کہ وہ ذو القرنین جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے یہ دوسرا بادشاہ تھا اور اسکندر رومی سپر فیلقوس دوسرا ہے ان دونوں کے زمانہ میں بہت تفاوت ہے۔ نیز جو کچھ اختلاف کرتے والے جابنیں ہم تو اُس سکندر کا حال لکھ رہے ہیں جس کا ذکر ہمارے محقق ابن اثیر نے تحریر کیا ہے وہ سکندر یونانی ہے جس کا باپ فیلقوس تھا اور شہر مقدونیہ اُس کا دار السلطنت تھا اور یہ وہاں کا اور اُس کے اطراف کا بادشاہ تھا اور دارا سے

اس کے باپ نے سالانہ خراج بھیجنے پر صلح کر لی تھی جب فیلقوس مر گیا تو اُس کا بیٹا سکندر بادشاہ اور کل مالک روم پر غالب ہو گیا اور ایسا شایستہ انتظام کیا کہ اس کی فوجی قوت دارا سے جو ایران کا بادشاہ تھا اور اس کا باپ اُسے خراج دیا کرتا تھا بڑھ گئی لہذا اس نے اُسے خراج بھیجنا بند کر دیا اور جو خراج کہ یہاں سے ایران جایا کرتا وہ طلائی بیسنے تھے جن کا مقدار مرغی کے انڈوں کے برابر ہوا کرتا تھا جب ادھر سے معمولی خراج نہ پہونچا تو دارا کو غصہ آیا اور ایک عتاب آگین خط لکھا اور اسی کے ساتھ دارا نے سکندر کو ایک چوگان اور گیند اور ایک بڑا ہتھیار تلون کا بھرا ہوا بھیج دیا اس کے جواب میں لکھا کہ جو کچھ تو نے مجھے بھیجا اور لکھا میں نے اُسے دیکھا اور سمجھا۔ گیند اور چوگان جو گول ہے اور زمین کی صورت ہے تو نے مجھے دی اور میں اُس کا مالک ہو گیا میرے لئے مبارک فال ہے اور تل بھی میرے واسطے نیک شگون ہے کھانے کی چیز ہے چکنائی اُس میں ہے خوشگوار ہے تلخی نہیں ہے پھر سکندر نے اُسے رانی کی ایک تھیلی بھیجی اور لکھا کہ جو کچھ اس تھیلی میں تھے بھیجتا ہوں اگر چیل ہے مگر سخت تلخ اور بد مزہ ہے اور میرا شکر ایسا ہی ہے جب یہ خط دارا کو پہونچا تو اُس نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور دارا اور سکندر دونوں ہم نبرد ہوئے اور اللہ تعالیٰ شانہ نے سکندر کو فتح دی اور یہ قہقہے بہت مشہور ہیں ہر شخص جانتا ہے اور سکندر کے نسب کے اختلافات بھی مشہور ہیں ہندوستان میں وہ آیا یہاں کی جنگ بھی مشہور ہے جو فور ہندی سے تھی۔ قرآن پاک کی سورہ کہف میں جو اس کا ذکر ہے وہ بھی محتاج بیان نہیں۔ جو سفر اس کا ظلمات کا خضر علیہ السلام کے ساتھ ہے اُس کا پورا خلاصہ اس ایک شعر میں ہے۔

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل	کہ خضر از آب حیوان تشبہ لب آرد سکندر را
--------------------------------------	---

مجھے تو وہ جو اہرات لکھتے ہیں جو اس کی موت پر چند دانشمندان نے بیان کئے ہیں جسکے سمجھنے کے لئے دل آگاہ اور دماغ روشن کی ضرورت ہے اور اس مقام پر میں اپنے بزرگ عزیز سید شاہ نور الرحمن عرف شاہ لعل سلمہ رب اور نور چشم محمد محسن مد عمرہ اور اپنے برادر

طریقہ کو مخاطب کرتا ہوں کہ وہ سمجھیں اور دنیا کو نقش برہو اجائیں اور اُن کو اس امر میں فکر نہ چاہئے کہ سکندر نے دنیا کو کس حالت میں چھوڑا اور حکما اور اہل علم نے اُس کی موت کے نتائج کو اپنی گہرا تقریروں سے کتنا پُر اثر کر کے دکھایا ہے۔ سکندر بھی ایک بادشاہ تھا جیسے اور بادشاہ تھے مگر حکما کی صحبت نے اُسے ایسا فائدہ پہنچایا کہ شاید و باید۔ لیکن صرف ہم کو تو حضور پر نور قبلہ عالم و عالمان محبوب خدا حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ و مسلم کی تشریف آوری اور تشریف برسی پر نظر ڈالنی چاہئے کہ دنیا کی حالت کیا تھی اور اُسے آپ نے کیا کر دیا اللہ تعالیٰ یہ دقائق اسکے دوسرے نصیب حصے میں حسین بالکل حضور ہی کا ذکر شریف ہو گا تحریر ہونگے۔

سکندر کی وفات اور اس وفات پر حکما کی پُر اثر تقریریں
جن کا ہر لفظ جو اہرات سے زیادہ گران قیمت ہے

سکندر پھر عراق کو فتوحات کے بعد لوٹا اور خنق کی بیماری سے شہرِ روزین چھتیس برس کی عمر تھی کہ انتقال کیا اور ایک صندوق میں جو سونے کا فرین بچھا ہوا تھا اور اسپر ایلو الگ ہوا کہ وہ بڑے نین اور تغیر نہوا سمین اُسکی نعش رکھا اُسکی پان پاس جہاں سکندریہ میں تھی۔ لے گئے سکندر نے چودہ برس بادشاہی کی اور دارا کو اپنی حکومت کے قیام سے سال قتل کیا۔ اور بارہ شہر بسائے انہیں میں سے ایک اصفہان ہے اور شہر ہرات و مہر و سمرقند بھی میں اور ایک شہر سواد میں بھی دارا کی بیٹی ہاروشٹک کے واسطے آباد کیا تھا اور یونان میں بھی ایک شہر بسایا اور مصر میں اسکندریہ بھی اُسی کا آباد کیا ہوا ہے۔

اہل تاریخ تحریر فرماتے ہیں کہ جب سکندر مر گیا تو اُس کی صحبت میں جو حکما سے یونان ہر وقت جمع رہا کرتے تھے اور وہ ہن کی بائیں سنکرا پنہ دل میں خزانہ نکست جمع کیا کرتا تھا اُسکے تابوت کے سامنے آئے اور اُس کے گرد اگر دکھڑے ہوئے اُس جماعت حکما میں سے

جو عقل و دانش میں ممتاز تھا کہنے لگا کہ آپ لوگوں کو اس شاہ اولوالعزم کی موت پر ایسی تقریر کرنی چاہئے جو اُس کے وابستہ لوگوں کے صبر کا سبب ہو اور عامہ ظالمین کے لئے نصائح سودمندہ اور پہلے اس نے کھڑے ہو کر تابوت پر ہاتھ رکھا اور کہا۔

جو شخص قیدیوں کو قید کیا کرتا تھا وہ آج خود قید ہو گیا۔ دوسرا حکیم بولا کہ یہ وہ سکندر ہے کہ سونے کو خزانہ میں چھپاتا تھا اور اب سونا اُسے چھپائے ہوئے ہے یعنی طلائی تابوت میں پڑا ہے۔ تیسرے حکیم نے کہا دیکھو اس جسم لوگ جو مرا ہوا اسکے اندر ہے کیسی نفرت کرتے ہیں اور اس تابوت زمین سے جس میں وہ جسدِ مردہ ہے کیسی رغبت کرتے ہیں۔ چوتھے حکیم نے ارشاد کیا کہ بڑے تعجب کی بات ہے اگرچہ قوی مغلوب ہو گیا مگر ضعیف ویسے ہی کھیل کو دین ڈوبے اور دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ پانچویں حکیم نے کہا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس کی موت کا وقت معلوم نہ تھا اور اُس کی امیدیں عیان تھیں تو نے اپنی موت کو کیوں نہ تھا کہ بعض تیری امیدیں اور پوری ہو جاتیں بلکہ تو نے اپنی اُمید ہی کیوں نہ رکھی کہ اپنی موت ہی کو روکے۔ چھٹے حکیم نے یہ تقریر کی کہ اے محاصل کے وصول کرنے والے اور کاموں میں مستعد تو نے ایسی چیزیں جمع کیں کہ جن کی تجھ سے احتیاج ہی اٹھ گئی اور اُن کا گناہ تجھ پر نہ لگایا اور اُن سے خوشی اٹھانے کا زمانہ تجھ سے چلا گیا اور نفع غیبیوں نے اٹھایا اور وبال تجھ پر پڑا۔ ساتویں حکیم نے یوں درفتانی کی کہ تو ہم کو نصیحت کیا کرتا تھا مگر جتنی نصیحتیں تو نے کی ہیں اُن میں سے تیری موت سب سے بڑی نصیحت ہے جس کو عقل پر وہ اُسے سمجھ جائے اور جو عبرت حاصل کر سکتا ہے وہ اُس سے عبرت حاصل کرے۔ آٹھواں حکیم فرماتا ہے کہ ایسے بزدل لوگ بہت سے ہیں جو تیری غیبت میں تجھ سے ڈرتے تھے مگر آج سامنے موجود ہیں اور اُنہیں تجھ سے ذرا بھی خوف نہیں ہے۔ نوین حکیم کی گفتگو بہت لوگوں کو اس بات کی حرص تھی کہ تو چپ رہے مگر تو چپ نہ رہتا تھا اور آج لوگوں کی یہ تمنا ہے کہ تو کچھ بولے مگر تو نہیں بولتا۔ دسواں حکیم اپنی تقریر کو یوں دفترِ پند میں لکھواتا تھا

کہ اس نے کتنے ہی آدمی مار ڈالے کہ وہ خود مرے مگر آخر مر ہی گیا۔ گیا رُھوان حکیم جو اُس کے کتب خانہ کا داروغہ تھا کلمات حکمت کا درس یون دیتا ہے۔ سکندر تو تو مجھ سے یون کتنا تھا کہ میں تجھ سے کبھی جدا نہ ہوں آج یہ حالت ہے میں تیرے پاس پہنچ ہی نہیں سکتا۔ بارہویں حکیم نے اپنے بیان سے لوگوں کے دلوں کے ہلانے کے لئے یون اپنے لب ہلانے کے آج کا دن بڑا عبرت ناک ہے جو اُس میں بڑی باتیں تھیں وہ آگے آگئیں اور جو بھلائی ان اُس کے آگے تھیں وہ پیچھے چلی گئیں اب جو شخص کسی کے زوالِ سلطنت پر روتا چاہے روئے۔ تیرہویں حکیم نے شانِ آئندہ کو اپنی پاکیزہ گفتار سے یون جو نکا دیا کہ اسے عظیم الشان بادشاہ تیری سلطنت ایسی جاتی رہی کہ جیسے ابر کا سایہ چشمِ زدن میں جاتا ہوا ہے اور تیری مملکت کے آثار ایسے مٹ گئے جیسے آنکھ کی پتلی کی تصویرِ طرفہ العین میں غائب ہو جاتی ہے۔ چودھویں حکیم کی پُر معنی گفتگو۔ تو وہ ہے جس کے لئے زمین باوجود وسعت تنگ تھی مگر اب تجھے یہ نہیں معلوم کہ زمین کے اس تنگ گڑھے میں جہاں تو آرام کرنے والا ہے تیرا کیا حال ہوگا۔ پندرہویں حکیم نے بندگانِ خدا کو زہد کا طریقہ یون تعلیم کیا کہ جس شخص کا یہ راستہ ہو اُس نے ایسے مال کیوں جمع کئے جو پائدار اور فانی ہیں۔ سوئموان حکیم قوم کو یون وعظ سنانا ہے اسے مجمعِ فضا اُس چیز کی خواہش نہ کرو جس کا سرور پائدار نہیں اور لذت منقطع ہو جاتی ہے کیونکہ اب تم کو کچھ ٹاکھا بڑا بھجوا سب علوم ہو گیا۔ سترہویں حکیم خوابِ غفلت کے سونے والوں کو یون بیدار کرنا بتا کہ سونے والے کے خواب کو دیکھئے کیسے اُس کی آنکھ کھلتی ہے خواب کا لطف گزر گیا اور ابر کا سایہ ایک لمحہ میں ہٹ گیا۔ اٹھارہویں حکیم سکندر کی نغش کو مخاطب کر کے قوم کے خلاق یون پاک کرنا ہے کہ تیرا غضب لوگوں کی موت تھا بھلا تو نے اپنی موت پر غضب اور غصہ کیوں نہ کیا ہو تجھے موت نہ آتی۔ انیسویں حکیم اُور بادشاہوں کو اُن کے تل کار کا آئینہ سکندر کی موت کو بنا کر دکھاتا ہے اسے لوگوں نے اس مرے ہوئے بادشاہ کو دیکھ لیا ہے تو چاہئے کہ یہ

بادشاہ جو اب موجود ہے اُس سے نصیحت پکڑے۔ تیسویں حکیم نے قوم کو یون اجازت دی کہ جسکو اس کی ذات سے خوشی یا ناخوشی کی کیفیت پہنچی ہو بیان کرے کہ اس کا جانشین اُسے اختیار کرے یا ترک کرے وہ مختصر الفاظ یہ ہیں۔ جس شخص کی باتیں لوگوں کے کان سننے تھے وہ توجہ ہو گیا اب جو آدمی ساکت ہیں وہ بولیں یعنی اُن کا چپ کرنے والا نہ رہا اُن کو بولنے کی اجازت عام ہے۔ اکیسواں حکیم دنیا بھر کے خشکین اور بد لہ لینے والوں کے خیالات کا ترکیہ شاہ مرحوم کے ذریعہ سے یون کرتا ہے۔ جو شخص تیری موت سے خوش ہوا ہے وہ بہت جلد تجھ سے ملنے والا ہے اُسی طرح جیسے کہ تو اُس کے پاس چلا گیا جس کی موت سے تو خوش ہوا تھا۔ بائیسواں حکیم فرزادہ جو علم الابدان کا ماہر تھا بتایا یون استفسار کرتا ہے یہ کیا بات ہے جو تجھ سے آج اپنا ایک عضو بھی ہنیں اٹھتا تو تو کل تمام دنیا کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھا حیث تجھ میں اتنی طاقت نہ رہی کہ تو اپنے جسم کو اس تنگ جگہ سے نکال سکے جہاں تو پڑا ہوا ہے حالانکہ تجھے ملکوں کے بڑے بڑے وسیع میدانوں سے بھی نفرت تھی۔ تیسویں حکیم نے دنیاے فانی کی محبت کو یون مضمحل کر کے قوم کو دکھایا کہ جب دنیا کا انجام یہ ہے تو انسان کو چاہئے کہ ابتدا ہی سے اُس سے پرہیز کرے۔ پھر سکندر کے خوان سالار نے پکارا کہ گاؤں کیے لگا دے گئے اور قالین بچھا دے گئے مگر مجلس کے صدر اور محفل کے صدر کو مین ہنیں دیکھتا۔ پھر داروغہ بہت المال نے باواز بلند ناکی کہ تو مجھے خزانہ جمع کرنے کے لئے کہا کرتا تھا اب بتا کہ مین تیرا خزانہ کس کے سپرد کروں۔ پھر ایک اور نے آواز دی کہ یہ دنیا بہت لمبی چوڑی ہے مگر تو اُس کے ساتھ بالشت بھر زمین مین آگیا ہے اگر تجھے اس کا یقین ہوتا تو اپنے آپ کو اُس کی جستجو مین آوارہ نہ کرتا۔ پھر اُس کی پیاری زوجہ روشنیک نے باواز حزین و دردناک یون چہرہ عروس بیان سے گھونگٹ اٹھایا کہ مین ہنیں جانتی تھی کہ دارا پر غالب ہونے والا بھی کسی سے مغلوب ہو گا یہ باتیں جو تم کہہ رہا ہو ایسی ہیں کہ جنہیں سنکر دشمن خوش ہوں یا درہے کہ جو پیالہ سکندر پی چکا ہے وہ ہمارا

پینے کے واسطے بھی ویسا ہی چھوڑ گیا ہے۔ پھر اُس کی مادرِ مہربان اپنے لاد لے بیٹے کی موت کا حال سنکر یوں بولی کہ اگرچہ میرے فرزند کی بادشاہی جاتی رہی لیکن میرے دل سے اُس کی یاد کبھی نہ جائیگی۔

بادشاہ تو بہت مرے اور مرینگے اُن کے جنازے کے تکلفات اخباروں میں انتہا سے زیادہ دیکھے گئے مگر حکما کا مجمع اور ایسی پاکیزہ تقریریں نہ سنی ہیں نہ آئندہ سنی جائیں چونکہ سکندر حکما کی صحبت میں ابتدا سے رہا اور انہیں لوگوں سے تعلیم پائی تو اُس کا اثر یہ ہوا کہ صندوق اُسکی نقش کا حکما کے مجمع میں رکھا ہوا تھا اور حکمی اور اخلاقی مسئلے بیان ہو رہے تھے یہاں تک کہ وہ تقریریں ہم تک بھی پہنچیں اور صفحات روزگار پر لکھی ہوئی ہیں جس دانشمند کو پڑھنا ہو پڑھے۔

سکندر۔ اسور ملک داری اور قانون سلطنت سے خوب واقف تھا اس کے ساتھ بھی وہ برابر اپنے استاد ارسطو حکیم سے ہر امر میں مشورہ لیا کرتا تھا جب سکندر بلادِ فارس کا بادشاہ ہوا تو اُس نے حکیم ارسطو طالیس کو یہ بھی لکھا تھا کہ ایران میں بڑے بڑے صاحبِ کار اور بہادر اور عالی نسب لوگ رہتے ہیں اور مجھے جوا اللہ تعالیٰ شانہ نے اس ملک پر فتح دی ہے یہ صرف اُس کا فضل ہے اب اگر میں اس ملک کو چھوڑ کر کہیں جاؤں تو مجھے یا اطمینان نہیں ہے کہ یہ فرمان برداری کی حالت میں رہیں مگر ہر وقت مجھے ان کی طرف سے اندیشہ ہے آپ مجھے مشورہ دیں کہ میں کیا کروں۔ ارسطو طالیس نے سکندر کو لکھا کہ میں نے تمہارے مطلب کو سمجھ لیا ایسے لوگوں کا قتل تو اچھا نہیں ہے اُس میں بڑے فساد پیدا ہونگے تمام ملک تمہاری طرف سے بدگمان ہو جائیگا اور خود تمہارے ملک کی شوکت اور عظمت جاتی رہیگی اور تمام ملک میں بغاوت پیدا ہو جائیگی پھر اُس کے انجام کا حال نہیں معلوم اور پھر تمام ملک کی رعایا جو بیخ سلطنت سے اُن کی بغاوت کی آندھی سلطنت کو جڑ سے اٹھا کر کھینک دیگی اور یہ بات تمہاری اولاد اور رفقائے لئے بھی اندیشہ سے خالی نہیں ہے اور یہ جو تم نے

لکھا ہے کہ وہ ذی ہمت ہیں تو یاد رہے کہ اسی صفت اور اخلاق کے آدمی وفادار ہو کر تہ
ہیں اور جو لوگ کہ نفس کے دنی اور کمینہ ہوتے ہیں وہی لوگ غدار اور فریبی ہوا کرتے ہیں
لہذا ذی ہمت لوگوں پر امور سلطنت میں بھروسہ کرنا چاہیے۔ رہی ان کی شجاعت اور
عقل کی کوتاہی اس کا یہ طریقہ ہے کہ ان کو آپ دولت مند کر دیجئے اور غور توں کا خیال
دلا دیجئے اس لئے کہ فارغ البالی سے شجاعت بہت کم ہو جاتی ہے اور سلامتی نفس اور
امن کو انسان پسند کرنے لگتا ہے میں تم کو لکھتا ہوں کہ کسی کو قتل نہ کرنا۔ یہ ایسا بڑا گناہ ہے
کہ کبھی معاف نہیں ہوتا ان یہ تم کو اختیار ہے کہ مجرم کو اگر وہ قتل کا مرتکب نہیں ہے جو سزا
چاہو دو مگر بخشش اور رحم کا خیال ضرور ہے اور اس میں یہ مصلحت ہے کہ معافی کا اختیار
ہر وقت حاصل ہے اگر تم عفو کرو گے تو وہ بہت ہی اچھا معلوم ہوگا اور تمہاری رعایا تم سے
سچی محبت کرنے لگیں اور اپنے رفقا سے غور نہ کرنا کہ مغرور آدمی سے آدمی محبت نہیں کرتا۔
اور نہ مواسات و مہربانی کے ساتھ بغض رہا کرتا ہے۔

سکندر کا ارسطو کی رائے سے ایران میں طوائف الملوک کی کر دینا

جب سکندر بلاد فارس کا بادشاہ ہوا تو اس نے ارسطو طالیس سے رائے طلب کی کہ
ایران کی رعایا سے مجھے کیا کرنا چاہئے یہاں کے لوگ بڑے بڑے ذہنی رائے بہادر و خوبصورت
عالی نسب ہیں۔ اُسپر ارسطو نے یہ رائے دی تھی کہ ان کو قتل نہ کرنا بلکہ دولت مند کر دو۔ یہ
قتل کرنے سے زیادہ ہے جہاں دولت مند ہوئے اور عیش میں مبتلا ہوئے پھر نہ شجاعت
باقی رہتی ہے نہ ہمت۔ سکندر نے حسب وصیت جیسا کہ ارسطو نے اُسے تحریر کیا تھا
بادشاہان سابق کی اولاد کو اپنے پاس بلایا اور ان سے نہایت مہربانی سے ملا اور ملک کے
تھوڑے تھوڑے حصوں کی حکومت ان کو دیدی اور خود مختار بادشاہ بنا دیا پس پہلی ہی

بات تو یہ ہوئی کہ اُن کا آپس کا اتفاق جانا جو ہم سرحد تھے وہ اپنے اپنے ملک کی وسعت کے لئے ایک دوسرے کا دشمن بنان ہو گیا اور سکندر سے سب محبت کرنے لگے اور اُسکی اطاعت ان سب کی طینت کا خمیر ہو گئی اور ثروت جو اُنھ میں آئی تو کمال ممنون احسان ہوئے اس لئے کہ اُن کی مُردہ اُمیدیں از سر نو زندہ ہو گئیں۔

سکندر کے بعد اُس قوم میں کون کون بادشاہ ہوا

جب سکندر مر گیا تو اُسکے بیٹے اسکندر و ن بادشاہی کیلئے کما گیا مگر اُسے قوم کی اس درخواست کے قبول کرنے سے انکار کیا اور عبادت خدا سے وعدہ لا شریک لہ کی اختیار کی اور زاہد ہو گیا لہذا یونانیوں نے بطلمیوس بن لاغوس کو بادشاہ بنالیا۔ عرض فقیر اکبر غفر اللہ فرمودہ میں سچ کتا ہوں کہ اسوقت اس بادشاہ کی عزت جیسے بلو شاہی قبول کر لی میری نگاہوں میں اسکندر دن کے ایک ادنیٰ خادم سے بھی کم ہے الحمد للہ علی احسان میرے اشتر کا میرے مالک کا میرے پالنے والے کا بے انتہا شکر ہے کہ اُس نے یہ خیال میرے دل میں جانشین کر دیا ثم الحمد للہ اس بادشاہ نے اٹھائی برس حکومت کی۔ اُس کے بعد بطلمیوس فیلودقوس پالیس برس بادشاہ رہا۔ پھر اُس کے بعد بطلمیوس اور اغاٹس ۴ برس بادشاہ رہا۔ پھر اُس کے بعد بطلمیوس فیلاطرا کیس برس بادشاہ رہا۔ پھر اُس کے بعد بطلمیوس ایفانٹس بائیس برس بادشاہ رہا۔ پھر اُس کے بعد بطلمیوس اور اغاٹس ثانی اونتیس برس بادشاہ رہا۔ پھر اُس کے بعد بطلمیوس ساطر سترہ برس بادشاہ رہا۔ پھر بطلمیوس اخشد گیارہ برس بادشاہ رہا۔ پھر وہ بطلمیوس بادشاہ ہوا جو آٹھ برس چھپارا تھا پھر اُس کے بعد کلوپٹرہ سترہ برس بادشاہ رہی۔ یہ عورت صحن مکہ میں سے تھی اور یہ سب یونانی بادشاہ تھے اور یہ یونانی بادشاہ تھے سکندر کے بعد ہوئے سب بطلمیوس کے لقب سے پکارے گئے اسی طرح فارس کے بادشاہ کسریٰ اور روم کے بادشاہ قیصر کہلاتے تھے اور بعض مورخین نے ذکر کیا ہے کہ

وہ بطلمیوس جو مجسطی وغیرہ کتابوں کا مصنف ہے ان بادشاہوں میں سے نہیں ہے بلکہ وہ ملوک روم کے زمانہ میں ہوا ہے۔ پھر شام کے ملک میں کلو پطرہ کے بعد روم کے بادشاہ ہوئے ان میں سب سے پہلا بادشاہ جالیوس یولیوس پانچ برس رہا پھر اُس کے بعد اعطس نے چھپن برس بادشاہی کی اس کی حکومت کو جب پینتالیس برس گزرے ہیں تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام پیدا ہوئے۔ اہل تاریخ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور سکندر کے زمانہ میں تین سو تین برس کا فرق ہے۔

ارسطو کا مختصر ذکر

ارسطو طالیس یونانی حکما میں افضل و اعلم گذرا ہے سکندر اُسی کی رائے سے ملک رانی کیا کرتا تھا۔ ارسطو فن حکمت میں افلاطون کا شاگرد تھا اور افلاطون سُقراط و سیلاؤس کا فقط طلبہ تھا میں شاگرد تھا اس کے معنی ہیں درندون کا سردار۔ اور او سیلاؤس انکساغورس کا شاگرد تھا مگر ارسطو طالیس نے اپنے اُستاد سے بعض مسائل میں اختلاف کیا ہے کسی نے اُس سے پوچھا کہ یہ تو نے کیوں کیا تو ارسطو نے کیا خوب جواب دیا کہ افلاطون بھی سچا ہے اور حق بات بھی سچی ہوتی ہے مگر حق بات کو سچا جاننا اُس کے سچا ماننے سے زیادہ ضروری ہے۔
الغرض ملوک طوالیف کی حکومت کی مدت دو سو ساٹھ برس اور بعض کے نزدیک تین سو چالیس برس ہے اور ایک قلیل جماعت کے نزدیک پانچ سو تیس برس ہی ہے وَاَللّٰہُ اعْلَمُ بِالْصَّوَابِ

ملوک طوالیف کے زمانہ کے واقعات حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم اور حضرت یحییٰ ابن زکریا علیہم السلام

عمران ابن ماثان حضرت سلیمان ابن داؤد علیہ السلام کی اولاد میں تھا اور بنی اسرائیل کے سردار اور اُن کے علما اور اُجبار آل ماثان ہی میں ہوا کرتے تھے۔ عمران کی شادی خنہ بنت قافوہ سے

ہوئی تھی اور زکریا علیہ السلام کے نکاح میں حنہ کی بہن ایثاع تھی یہ حنہ بڑی بوڑھی ہو گئی
 تھی اور اُس کی اولاد ہونے کی عمر گزر گئی تھی ایک روز اُس نے دیکھا کہ ایک چڑیا اپنے
 بچہ کو دانہ بھرا رہی ہے۔ یہ دیکھ کر اُسے بھی اولاد ہونے کا شوق ہوا اُس نے اللہ تعالیٰ
 شانہ کے حضور میں اولاد کے لئے دعا مانگی اور یہ نذر مانی کہ اگر خداے تعالیٰ شانہ مجھے بیٹا
 دے تو میں بیت المقدس کے خدام میں اُس کا نام لکھوا دوں گی اور اُس پاک گھر کی
 خدمت کے لئے وقت کر دوں گی یعنی وہ دنیاوی کاموں سے مُحرَّر یعنی آزاد رہیگا گھر کے
 معنی آزاد کے ہیں مُحرَّر اُس کا معقول ہے آزاد کردہ شدہ اور نذر تحریر کا وہاں یہ قاعدہ تھا
 کہ لڑکا کنیسہ میں دیدیا جاتا اور وہ اُس کی خدمت کیا کرتا اور بلوغ سے پہلے اُسے بیت مقدس
 سے باہر جانے کی اجازت نہ تھی جب بالغ ہو جاتا تو اُسے اختیار ہوتا تھا کہ چاہے وہ بیت مقدس
 ہی میں رہے یا کہیں دوسری جگہ رہے اور صرف لڑکے ہی مُحرَّر ہوا کرتے تھے لڑکیاں ایام
 ماہانہ کی تکلیف کے سبب سے اس نذر کے قابل نہ سمجھی جاتی تھیں۔ پھر عمران تو مر گیا اور
 حنہ ابھی تک حاملہ ہی تھی اور حضرت مریم علیہا السلام ماں کے پیٹ میں تھیں۔ جب
 وضع حمل ہوا تو وہ لڑکی تھیں حنہ اُن کی والدہ نے کہا رَبِّ اِنِّیْ وَصَّعْتُهَا نَثٰی
 وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَصَّعْتُ وَلٰیْسَ الَّذِیْ کَانَ نَثٰی وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ ترجمہ
 پروردگار یہ تو لڑکی پیدا ہوئی اور اللہ کو خوب معلوم تھا کہ یہ لڑکی کیسی مرتبہ والی ہے اور
 کنیسہ کی اور وہاں کے عابدوں کی خدمت کے لئے لڑکی کو لڑکے سے کیا نسبت ہے
 اور اس کا نام میں نے مریم رکھا ہے۔ مریم کے معنی اُس زبان میں عبادت کے ہیں۔
 پھر اُس لڑکی کو غسل دیکر ایک کپڑے میں لپیٹ کر مسجد مقدس میں لی گئی اور حضرت ہارون
 کی اولاد کے پاس جو اخبار تھے جا کر عرض کی (یہ لوگ بیت المقدس کے متولی اسی طرح
 ہوا کرتے تھے جیسے بنی شیبہ خانہ کعبہ کے متولی ہوتے تھے) کہ میں نے اسکی نذر مانی تھی
 کہ میرے اگر بچہ ہوگا تو وہ بیت مقدس کی خدمت کے لئے مُحرَّر ہوگا سو یہ لڑکی پیدا

ہوئی ہے اسے لے لو چونکہ یہ لڑکی اُن کے امام اور ذبح کرنے والے ملا کی تھی اس لئے اُنہیں
 سے ہر ایک نے چاہا کہ وہ مجھے ہی مل جائے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا کہ اس لڑکی کی
 خالہ میری زوجہ ہے اندازب سے زیادہ حق میرا ہے اجبار نے کہا کہ قرعہ ڈالنے میں جس کا نام
 نکلے وہی اس لڑکی کو لے۔ پھر انہوں نے ایک ہستی ہوئی تھی اردن میں اپنی قلم جس سے
 وہ تورات لکھا کرتے تھے پھینکی وہ تیرنے لگی اور لوگوں کی قلیں ڈوب گئیں لہذا وہ لڑکی
 حضرت زکریا علیہ السلام کو ملی اور اُس کی پرورش کے کفیل ہو کر حضرت مریم کو اپنی زوجہ کو
 جو اُن کی خالہ تھیں سپرد کر دیا اور اُس کو دودھ پلویا پھر جب وہ بڑی ہو گئیں تو اُنکے لئے
 مسجد میں ایک بالا خانہ بنوایا کہ بغیر سیڑھی اُسپر کوئی چڑھ نہ سکے اور نہ اُس کے پاس کوئی
 جاسکے باوجود اس کے حضرت زکریا علیہ السلام اُن کے پاس وہ میوہ جات جو جاڑوں
 میں پیدا ہوتے ہیں گرمیوں میں اور جو گرمیوں میں پیدا ہوتے ہیں جاڑوں میں دیکھا کرتے
 تھے اور اُن سے پوچھتے کہ یہ میوے تیرے پاس کہاں سے آتے ہیں وہ فرماتین۔ کہ
 اللہ تعالیٰ شانہ بھیجتا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کا اولاد کے لئے دعا کرنا اور فرشتہ کا اُنہیں حضرت یحییٰ کی بشارت دینا اور اُس کی نشانی

جب حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کی یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو آپ نے
 بھی اللہ تعالیٰ شانہ کے حضور میں اولاد کی التجا پیش کی اور یہ امر آپ کو اس دعا کرنے کا باعث
 زیادہ ہوا کہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس غیر فصل کے میوے دیکھے اور استفسار
 کے وقت حضرت مریم نے جواب دیا کہ میرا اللہ تعالیٰ مجھے بھیجتا ہے آپ نے خیال کیا کہ جو اللہ
 مریم کا ہے وہی میرا بھی ہے وہ میری دعا کیوں نہ قبول فرمائیگا اُس کی قدرت کے آگے کیا
 مشکل ہے کہ میری دعا قبول فرمادے اور اولاد بخشے قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً

طَبِیَّةٌ اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ فَتَدْعُهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ
 اِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا لِّكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ تَرْجُمُهُ كَمَا حَضَرَ ذَكَرِيَّا لَے
 پروردگار مجھے بھی اپنے فضل و کرم سے اولاد عنایت فرما تو سب کی دعائیں سنتا ہے پھر جب
 وہ اپنی محراب عبادت میں نماز پڑھ رہے تھے تو ایک فرشتہ نے اُنہیں پکارا اور وہ جبریل علیہ
 السلام تھے جو ایک جوان آدمی کی صورت میں تھے اُس جوان آدمی کو دیکھ کر حضرت زکریا
 علیہ السلام گھبرا گئے۔ اُس جوان نے آپ سے کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے خوشخبری
 پہنچے کہ اُس نے تم کو ایک بیٹا جس کا نام اُس نے یحییٰ رکھا ہے عنایت کیا جو خدا کے
 حکم کی یعنی حضرت مسیح کی نبوت کی تصدیق کرینگے۔ روایتاً بیان کیا گیا ہے کہ حضرت یحییٰ ہی
 پہلے شخص ہیں جو حضرت مسیح پر ایمان لائے اور اُن کی نبوت کی تصدیق کی۔ اور یہ واقعہ
 اس طرح ہوا کہ جب حضرت یحییٰ اپنی والدہ مکرمہ کے بطن میں تھے تو اُن کی والدہ حضرت
 مریم کے پاس آئیں اور اُس وقت حضرت عیسیٰ بھی اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں
 تھے تو حنہ والدہ حضرت یحییٰ نے حضرت مریم علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا تم حاملہ ہو حضرت
 مریم نے کہا کہ تم کیوں پوچھتی ہو تو حنہ نے کہا کہ میں دیکھتی ہوں کہ میرا حمل تمہارے حمل کو
 سجدہ کرتا ہے یہی سجدہ کرنا اُن کی نبوت کی تصدیق تھی اور بعض علماء نے یہ بھی فرمایا ہے
 کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین برس کی عمر تھی اُس وقت حضرت یحییٰ علیہ السلام نے
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کی تھی۔ اور یہ نام حضرت یحییٰ علیہ السلام پروردگار
 ہی نے رکھا ہے آپ سے پہلے کوئی شخص اس نام کا نہیں گذرا ہے چنانچہ خود پروردگار تعالیٰ
 شانہ ارشاد فرماتا ہے لَمَّا يَجْعَلْ لَّهُم مِّن قَبْلُ سَمِيًّا اَمَّا نَا كَا كُوْنِي اَيُّ نَبِيْنِ بِيَدَا
 کیا۔ اور پروردگار تعالیٰ شانہ نے سلام کی عزت بھی بخشی وَسَلَامٌ عَلَيْنَا يَوْمَ وُلِدْنَا
 وَ يَوْمَ نَمُوتُ وَ يَوْمَ نَبْعَثُ حَيًّا اور اُن کو ہر حال میں جس دین پیدا ہوے اور جس دن
 مریگے اور جس دن وہ دوبارہ اُٹھا کر کھڑے کئے جائینگے امان ہوے اور حضرت یحییٰ حضرت

سج سے تین برس اور ایک روایت میں ہے کہ چہہ مہینے پہلے پیدا ہوئے تھے حضرت یحییٰ کی والدہ ماجدہ کے حل کا حضرت مریم علیہا السلام کے حل کو سجدہ کرنا چہہ مہینے کی روایت کو قوت دیتا ہے۔ حضرت یحییٰ حضور تھے یعنی عورات کی قربت سے دور تھے باوجود قوت مردانگی کے اور نہ آپ بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔

روایت ہے کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ کی بشارت دی گئی تو آپ نے عرض کی کہ پروردگار میرے لڑکا کیونکر پیدا ہو گا میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری بی بی بانجھ ہے۔ کہتے ہیں کہ اُس وقت عمر حضرت زکریا علیہ السلام کی ایک روایت سے ۹۰ برس اور ایک روایت سے ایک سو پچاس برس کی تھی اور آپ کی بی بی صاحبہ کی اٹھانوے برس کی تھی۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ اسی طرح ہو گا۔ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ بات آپ نے اس لئے پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور میں عرض کی تھی کہ آیا مجھے اسی بانجھ بی بی سے اولاد عنایت ہوگی یا اور کسی بی بی سے یہ عرض انکاری نہ تھی بلکہ اپنی خاطر کی تسلی و تشفی کے لئے تھی عرض کیا آپ نے کہ پروردگار میرے اطمینان اور تسلی کے لئے کوئی نشانی مجھے بتا جس سے میں سمجھوں کہ میری دعا قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ تین دن تم لوگوں سے بات نہ کرو گے جو نشان تم چاہتے ہو وہ یہ ہے۔ مگر مرنے کے ساتھ راوی کہتا ہے کہ اُن کی اس نشانی مانگنے کی وجہ سے پروردگار تعالیٰ شانہ نے تعذیباً اُن کی زبان بند کر دی تھی مگر اشارہ سے باتیں کرتے تھے۔

حضرت یحییٰ کی پیدائش اور انکا زہد اور عبادت اور خوفِ خدا

روایت ہے کہ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اُن کے باپ نے دیکھا کہ اُن کی صورت اچھی ہے اور بدن پر بال تھوڑے ہیں انگلیاں چھوٹی چھوٹی اور ابرو پیوستہ اور باریک ہیں اور اللہ تعالیٰ شانہ کی طاعت میں ایام طفولیت ہی سے قوی ہیں اگرچہ نازک بدن ہیں اور

اُن کو طفولیت ہی سے حکمت عطا ہوئی تھی چنانچہ پروردگار تعالیٰ شانہ فرماتا ہے وَاللّٰهُ
 اَلْحَكَمُ صَبِيًّا ہم نے اُسے صغیر سی ہی میں دانائی اور پیغمبری دی تھی وہ اپنے ہم عمر لوگوں
 کے ساتھ کھیل میں مشغول نہ ہوتے تھے اور اُن سے کہتے کہ میں کھیلنے کے لئے نہیں پیدا
 ہوا ہوں اُن کی عادت تھی کہ وہ گھاس چارہ وغیرہ کھا کر آسودہ ہو جایا کرتے اور اکثر اوقات
 درختوں کے پتوں سے پیٹے بھر لیا کرتے اور جب خاصہ تبادل فرماتے تو جو کی روٹی کھایا کرتے
روایت۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس شیطان آیا اور آپ کے نزدیک اُس وقت ایک
 جو کی روٹی رکھی ہوئی تھی شیطان نے کہا کہ کھین تو تو اپنے آپ کو زاہد کہتا ہے پھر بھی اپنے پاس
 جو کی روٹی رکھ چھوڑی ہے۔ حضرت یحییٰ نے کہا کہ اے ملعون یہ تو انسان کا قوت ہے
 ابلیس نے کہا کہ جو شخص مرے گا اُس کے لئے تھوڑا ہی قوت کافی ہے اسی حالت میں بارگاہ
 خداوندی سے حضرت یحییٰ پر وحی نازل ہوئی۔ کہ اے یحییٰ سوچو تو کہ وہ تم سے کیا کہتا ہے
 یعنی یہ امر زاہد کی شان کے خلاف ہے کہ دوسرے وقت کے لئے بھی کچھ کھانا اُس کے
 پاس رہے اُس کی ضرورت کی چیزیں تو اُس مالک الملک کے خزانہ میں جمع ہیں جس وقت
 اُس کو جس چیز کی ضرورت آوے وہ پہنچا دیگا یہ کیوں اپنے پاس کوئی شے رکھنے کی تکلیف

گوارا کرے ع خدا خود یرسلماں است ارباب تو کل را

حضرت یحییٰ علیہ السلام لڑکپن ہی میں نبی ہو گئے تھے اور بندگان خدا کو عبادت الہی کی ہدایت
 کیا کرتے تھے اور صوف کے کپڑے پہنا کرتے تھے اُن کے پاس نہ تو دینار ہوتا نہ درم اور
 نہ رہنے کو گھر تھا۔ جہاں رات ہو جاتی وہیں پڑ رہتے اور نہ خدمت کرنے کے لئے کوئی خادم
 اُن کے پاس تھا۔ عبادت بہت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے بدن کو دیکھا تو معلوم
 ہوا کہ وہ بہت لاغر ہو گئے ہیں تو آپ بہت روئے اُسی وقت اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ پر
 وحی نازل فرمائی کہ اے یحییٰ جسم کے لاغر ہونے پر روتے ہو مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم
 اگر میں آگ پر ایک مرتبہ ظاہر ہو جاؤں تو وہ میرے خوف سے بجائے صوف کے لوہے کی

زہ پہن لے پس منکر حضرت یحییٰ اسے روئے کہ اُن کے رخسار سے آنسوؤں کے بہنے کی وجہ سے مخروج ہو گئے اور اپنے زخم ہو گئے تھے کہ جن میں سے آپ کے دندان مبارک کی جڑیں نظر آتی تھیں۔ اُن کی والدہ مکرمہ اور اُن کے والد بزرگوار نے جو یہ حال آپ کا سنا تو وہ آپ کے پاس آئے اور اجبار بھی آپ کے ساتھ تھے حضرت زکریا علیہ السلام فرمایا کہ اے یحییٰ تو نے اپنا ایسا حال کیوں بنا دیا۔ حضرت یحییٰ نے عرض کی کہ آپ ہی نے مجھے اس زہد کا اشارہ فرمایا۔ آپ نے ایک دن وعظ میں فرمایا تھا کہ جنت اور دوزخ کے بیچ میں ایک گھاٹی ہے اور وہ سخت دشوار گزار مقام ہے اُس سے وہی لوگ سلامتی کے ساتھ گذرینگے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور اُس کے خوف سے روتے ہیں پس منکر حضرت زکریا خاموش ہو گئے اور یہ کہہ بیٹے کے پاس سے اٹھ گئے کہ اچھا رو جتنا تیرا دل چاہے پھر اُن کی مادر مہربان نے دو ٹکڑے نمڈے کے اُن کے رخساروں پر رکھ دئے کہ اُن کے دانت اُس سے چھپ جائیں پھر بھی وہ اتنا رویا کرتے تھے کہ وہ دونوں ٹکڑے نمڈے کے تر ہو جایا کرتے تھے اور دن بھر میں کئی بار اُن کو نچوڑنے کی نوبت آتی تھی۔ حضرت زکریا علیہ السلام جب وعظ کتے تو اُدھر اُدھر دیکھ لیا کرتے تھے اگر حضرت یحییٰ موجود ہوتے تو دوزخ کا ذکر نہ کرتے۔

ہیردوس بادشاہ کا جو بنی اسرائیل کا فرمان روا تھا حضرت یحییٰ کو قتل کرنا

اہل تاریخ کا بیان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رسول کر کے اپنے بندوں کی طرف بھیجا تو آپ نے توریت کے بعض احکام منسوخ کر دئے انہیں منسوخ شدہ احکام میں سے ایک حکم یہ بھی تھا کہ حقیقی بھائی کی بیٹی سے نکاح ناجائز ہے اور اُن کے بادشاہ ہیردوس کے بھائی کی ایک بیٹی تھی وہ اُسے بہت چاہتا تھا

اور اُس کا ارادہ تھا کہ اُس سے نکاح کر لے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اُسے اس امر سے روکا
مگر اُس بادشاہ کا اُس لڑکی کی محبت میں یہ حال ہو گیا تھا کہ روز اُس کی ایک درخواست پوری
کر دیا کرتا تھا اُس لڑکی کی ماں نے جو خبر سنی کہ حضرت یحییٰ اُس بادشاہ کو اس لڑکی کے نکاح
میں لانے سے روکتے ہیں تو اُس نے اپنی لڑکی کو سمجھا دیا کہ بادشاہ ابلی کوئی درخواست
تیری تجھ سے پوچھے تو اس کے سوا اور کچھ نہ کہیو کہ یحییٰ کو قتل کر ڈال۔ جب وہ لڑکی بادشاہ
کے پاس گئی تو اُس نے اُس سے پوچھا کہ آج تیری درخواست کیا ہے اُس کہنت لڑکی نے
کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ یحییٰ کو قتل کر ڈال۔ بادشاہ نے کہا کچھ اور مانگ وہ بدبخت بولی کہ
میں تو اس کے سوا اور کچھ نہیں چاہتی۔ ناچار بادشاہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بلوایا اور
طشت منگو کر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اُس میں ذبح کرادیا۔ اُس بدبخت لڑکی نے جب
آپ کا سر مبارک دیکھا تو بولی کہ آج میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں پھر اُسی وقت وہ کسی وجہ
سے اپنے قصر پر چڑھی وہاں سے وہ زمین پر گر پڑی اُس بادشاہ کے شکاری گتے کھڑے
تھے وہ سب اُس سے لپٹ گئے اور اُسے چیر بھاڑ کر کھا گئے۔

حضرت یحییٰ کے قتل پر بخت نصر کی چڑھائی بنی اسرائیل پر مگر یہ روایت بہت ضعیف ہے

اس روایت کا ضعف ثابت ہے خود ہمارے علامہ نے ضعیف مان کر اسے لکھا اور زمانہ
کی مدت کو بھی بتا دیا ہے لہذا میں بھی اُن کی اتباع کرتا ہوں مگر یہ واقعہ کہ حضرت کے خون
کے ایک قطرے کو اتنا جوش تھا کہ مدت تک نہ ٹھہرا جب ہزاروں آدمیوں کا خون اُس پر
بہا ہے تو وہ جوش فرو ہوا ہے۔ جس وقت حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل ہوئے ہیں تو اُنکے
خون کی ایک بوند زمین پر گر پڑی تھی اُس بوند میں وہ غلیان اور جوش پیدا ہو گیا کہ وہ کسی طرح
فرونہ ہوتا تھا یہ جوش اُس کا بیت المقدس پر بخت نصر کی چڑھائی تک نہ ٹھہرا جب بخت نصر

نے قدس شریف پر چڑھائی کی ہے تو اُس کے پاس ایک عورت آئی اور اُسے اس خون
 بک لے گئی بخت نقر نے جب اُس جوش کو دیکھا تو اُس کے دل میں یہ بات آئی کہ اس
 مافران قوم کو سزا دینی چاہئے چنانچہ اُس نے اُس پر یعنی خون کے قطرے پر جس کو جوش تھا
 یعنی بچی پیسبر کے خون کا قطرہ آدمیوں کو قتل کرے جس سے شاید یہ جوش جاتا رہے لہذا
 اُس نے اُس جوش زن قطرے پر آدمیوں کو ذبح کرنا شروع کر دیا اور جب شتر ہزار آدمیوں
 کی نوبت پہنچی تو اُس کا جوش فرو ہوا۔ سدھی نے اس واقعہ کو اسی طرح بیان کیا ہے
 صرف اختلاف اتنا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ وہ لڑکی جس کی وجہ سے افسانہ کا قتل واقع ہوا ہے
 وہ بادشاہ کی بی بی کی بیٹی تھی اور پہلی روایت میں جو ہم لکھ چکے ہیں یہ بیان ہوا ہے کہ وہ
 بادشاہ کے بھائی کی بیٹی تھی اور سدھی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ سر مبارک جب طشت
 میں رکھ کر بادشاہ کے روبرو آیا ہے اُس وقت بھی اُس پاک سر سے یہی صد آتی تھی کہ یہ
 لڑکی تیرے لئے حلال نہیں ہے فانکہ اُس خون کے قطرہ کا جوش کم نہ ہوا ہر چند اُس پر
 اتنی مٹی ڈالی گئی کہ شہر کی دیوار سے برابر اونچا ڈھیر ہو گیا آخر کار بخت نقر کے قتل عام نے
 اُس جوش کو فرو کیا واللہ اعلم بالصواب

حضرت زکریا علیہ السلام کا قتل

جب حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل ہو گئے اور اُن کے والد ماجد کو معلوم ہوا تو وہ بھی خوف زدہ
 ہو کر بھاگے اور بیت المقدس کے پاس ایک باغ تھا اُس میں داخل ہوئے بادشاہ ظالم نے
 اُن کے پیچھے گرفتاری کے لئے آدمی روانہ کئے اور حضرت زکریا علیہ السلام ایک درخت کے
 پاس سے ہو کر گزرے اُس درخت نے آپ کو بھارا کہ یا نبی اللہ میرے پاس آئیے آپ
 جب اُس کے پاس گئے اُس درخت میں جوت ہو گیا آپ اُس میں داخل ہو گئے مگر شیطان
 وہاں کھڑا تھا اُس نے آپ کے دامن کا ایک گوشہ پکڑ لیا وہ باہر رہ گیا جب ڈھونڈنے والے

ادھر آئے تو اُس مردود نے اُن لوگوں کو آپ کے دامن کا کونا جو باہر رہ گیا تھا دکھا دیا
 اُن لوگوں نے اُس درخت کو آرے سے چیر ڈالا حضرت کے سر پر بھی آرہ چل گیا اور
 اُس میں شہید ہو کر رہ گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِہٖ رَاجِعُوْنَ
 یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے قتل کا یہ سبب ہوا کہ ابلیس ایک دمی
 کی صورت میں بنی اسرائیل کی ایک مجلس میں داخل ہوا اور حضرت زکریا علیہ السلام پر
 حضرت مریم علیہا السلام کے زنا کی تہمت لگائی اور قوم سے کہا کہ زکریا کے سوا اور کون
 ہے جس سے وہ حاملہ ہوئی ہوں یہی اُس کے پاس آیا جایا کرتا ہے۔ اس شبہ پر بنی اسرائیل
 نے ان کو ڈھونڈا اور یہ بھاگے اور درخت نے ان کو پناہ دی اور وہ درخت چیر گیا اور
 حضرت بھی اُس کے ساتھ چر گئے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت و نبوت اور اخیر وقت تک کے حالات

راویان اخبار بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت ملوک طوائف کے زمانہ
 میں ہوئی ہے جو اس وقت کہ جب سکندر زمین بابل پر غالب ہو گیا ہے اُس سے پہلے
 برس بعد حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں اس وقت اشکانیوں کی حکومت کو کیا
 برس گزرے تھے۔ اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ سرزمین بابل پر سکندر کے غلبہ سے تین سو تریسٹھ
 برس کے بعد آپ کی پیدائش ہوئی ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کی پیدائش
 سے چھ مہینے پہلے حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں۔ اور حضرت بی بی مریم علیہا السلام
 کے حمل کی تین روایتیں ہیں۔ تیرہ برس کی عمر اور پندرہ برس کی اور بیس برس کی اور حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کی عمر شریف جب اٹھائے گئے ہیں بتیس برس اور کچھ دنوں کی تھی اور
 حضرت مریم علیہا السلام اس کے بعد چھ برس اور زندہ رہیں لہذا کل عمر حضرت مریم کی

ایک اون برس کی ہوئی اور حضرت یحییٰ حضرت کے اٹھ جانے سے قبل قتل ہوئے مین اور حضرت
سیح تیس برس کی عمر میں نبی اور رسول ہوئے ہیں۔

حضرت مریم کا یوسف بنجار سے منسوب ہونا اور ساتھ ساتھ
پانی بھرنے کو جایا کرنا اور فرشتہ کا تالاب پر حضرت کو حاملہ کرنا

حضرت مریم اور اُن کے چچا کا بیٹا یوسف بنجار بن یعقوب بن ماثان جو بڑھئی کا کام کیا کرتا تھا
کنیسہ کی خدمت بھی اُس کے متعلق تھی اور یہ یوسف بنجار بھی تھا اور طبیب بھی تھا اور جو کچھ
اپنے پیشہ سے حاصل کرتا اُس سے صدقہ بہت دیا کرتا تھا نصاریٰ کا بیان ہے کہ حضرت مریم
اُس کے ساتھ منسوب ہوئی تھیں مگر یوسف نے انہیں چھو ابھی نہیں تھا ان دونوں کا قیام
تھا کہ جب دونوں کا پانی ختم ہو جاتا تو دونوں اپنے اپنے گھر لے لیا کرتے ہی ساتھ جایا کرتے
اور تالاب سے پانی لے آتے اُس روز کہ جب حضرت مریم سے جبریل ملے ہیں حضرت مریم کا
پانی ختم ہو چکا تھا آپ نے یوسف سے کہا کہ چلو پانی لے آئیں اُس نے کہا کہ میرے پاس تو
پانی ابھی ہے وہ کل تک کافی ہو گا لہذا مریم علیہا السلام اکیلی اپنا گھر لیکر چلین اور تالاب پر
ہو چنیں وہاں حضرت مریم نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا جنہیں اللہ تعالیٰ شانہ نے آدمی کی
صورت میں اُن کے پاس بھیجا تھا حضرت جبریل نے کہا مریم مجھے اللہ تعالیٰ شانہ نے تمہارا
پاس بھیجا ہے کہ میں تمہیں ایک پاک سرشت لڑکا دوں حضرت مریم نے کہا قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ
بِیْہِ الْوَحْیِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ نَفِیًّا حضرت مریم نے فرمایا کہ اگر تم تقی ہو تو میں تم کو خدا کا واسطہ
دیجی ہوں کہ تم میرے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ یعنی اللہ سے ڈرنے والے ہو۔ اور ایک روایت
میں ہے کہ تقی ایک آدمی کا نام تھا وہ شاید آپ سے محبت کرتا تھا آپ اُسی کو سمجھیں کہ یہ
وہی شخص ہے۔ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلٌ مِّنْ رَبِّکَ لَا هَبْ لَّکَ عَلَیْمًاۤ اَنْۢ کُنَّا قَالَتْ
اِنِّیْٓ یٰکُوْنُ لِیْ غُلَامٌ وَّلَمْ یَمْسَسْ بَیْیَ بَشَرًا وَّلَمْ اَلٰکَ بَغِیًّاۙ قَالَ کَذٰلٰکَ قَالَ رَبُّہِ

هُوَ عَلَىٰ هَدًى مُّوَجَّعَةً آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مُّقْضِيًّا ۝ ترجمہ
 کہا حضرت جبریلؑ نے کہ میں تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور اس واسطے آیا ہوں
 کہ تم کو پاک سرشت لڑکا دون حضرت مریمؑ نے فرمایا کہ میرے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے کہ نہ تو
 میں بدکار عورت ہوں اور نہ پاک طریقہ سے مجھے کسی مرد نے چھوا حضرت جبریلؑ نے فرمایا
 کہ یہ نہیں ہوگا جیسا میں کہتا ہوں تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ یہ بات مجھ پر آسان
 ہے اور اس سے عرض یہ ہے کہ ہم اُس کو لوگوں کے لئے اپنی قدرت کی ایک نشانی بنائیں
 اور اُسے اپنی رحمت کا ایک ذریعہ قرار دیں اور یہ بات ہمارے ہاں سے فیصل ہو چکی ہو گی
 جب حضرت جبریلؑ نے یہ بات کہی تو حضرت مریمؑ نے اللہ کے حکم کے واسطے تسلیم فرم کر لیا
 اور حضرت جبریلؑ نے اُن کے کُرتے کے گریبان میں بھونک دیا اور واپس چلے گئے
 اور حضرت مریمؑ علیہا السلام کو حمل قرار پا گیا پھر انہوں نے اپنا گھڑا بھرا اور اپنے گھر کو لوٹا
یوسف بنجار کا حضرت مریم کے حاملہ ہونے پر پریشان ہونا
اور حضرت مریم سے اُس کا حال پوچھنا

حضرت مریم اور یوسف بنجار جو حضرت مریم کا برادر عم زاد تھا یہ دونوں عبادت میں ایسے مشغول
 تھے کہ کوئی شخص ان سے بڑھکر نہیں سمجھا جاتا تھا اور وہ قرابت قریب کے سبب سے اکثر
 آپ کے ساتھ رہتا تھا اور تالاب پر پانی لینے کے لئے بھی دونوں ہمراہ جایا کرتے تھے
 اور یہ بھی ایک سبب تھا کہ راستہ تنہائی میں اکھڑتا ہے اور اگر دو تین آدمی ہوں تو باتوں
 میں راستہ کی درازی زیادہ ناگوار نہیں معلوم ہوتی۔ جب اُسے کسی قیاس اور قرینہ سے
 آپ کے حاملہ ہونے کا حال معلوم ہوا تو سب سے اوّل اُسی نے اس بات کو بُرا سمجھا۔
 اور اُسے یہ بات بڑے تعجب کی معلوم ہوئی اُس لئے کہ وہ سمجھا نگئی کے سبب سے آپ کی
 عصمت سے قرار واقعی مطلع ہو چکا تھا اب وہ اس سوچ میں ہوا کہ اس کا سبب کیا قرار

جب اُس نے چاہا کہ انہیں تہمت لگائے تو اُسے اُن کی پارسائی نے اجازت نہ دی اور اُسے یہ خیال بھی ہوتا تھا کہ ہم دونوں ایک ہی جگہ رہتے ہیں اور شبانہ روز کا ساتھ ہے میرے سوا کسی غیر کو یہاں داخل نہیں یہ بات ہوئی تو کیونکر ہوئی۔ یہ خیالات جب حضرت مریم کی برأت کی دلیل قائم کرتے تو حمل کا وقوع پھر اسے پریشان کر دیتا۔ آخر کار جب یہ بہت منتشر ہوا تو اس نے ایک تہید قائم کر کے حضرت مریم علیہا السلام سے یوں استفسار کیا کہ تمہاری طرف سے میری خاطر میں ایک ایسی بات آئی ہے کہ جسے میں چاہتا ہوں کہ فراموش کر دوں لیکن میں نے ہر چند کوشش کی مگر اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہوا اس لئے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ حضرت مریم نے فرمایا کوئی اچھی بات کہو۔ یوسف نے کہا۔ مجھے یہ بتا کہ بغیر تخم کے بھی کبھی کھیتی پیدا ہوا کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مان ہوتی ہے یوسف نے کہا کوئی درخت بغیر بارش کے پیدا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا مان ہوتا ہے۔ پھر یوسف نے کہا کبھی بے مرد کے بھی بچا پیدا ہوتا ہے۔ کہا مان ہوتا ہے۔ حضرت مریم نے فرمایا کہ تجھے نہیں معلوم جب خداے تعالیٰ نے پہلے کھیتی پیدا کی تو تخم کہاں تھا۔ اور جب پہلے درخت پیدا کیا تو بارش کہاں تھی اُسی پروردگار نے بارش کو درختوں کی زندگی قرار دی لیکن جب اُسے انہیں پیدا کیا تو ہر ایک شے کو الگ الگ پیدا کیا تھا تو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بغیر تخم اور بارش کے نباتات پیدا کرنے کی طاقت نہیں ہے یوسف نے کہا کہ میں تو یہ نہیں کہتا بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ جو کرنا چاہے اُس پر قادر ہے وہ جب کچھ کرنا چاہتا ہے تو کُن یعنی ہو جا کھدیتا ہے اور چیزیں ہو جاتی ہیں اور آپ سے آپ ہو جاتی ہیں کسی کو ہاتھ لگانے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔ حضرت مریم نے کہا کہ تجھے کیا نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے آدم و حوا کو بغیر مرد و عورت کے پیدا کیا ہے۔ کہا بے شک۔ جب حضرت مریم نے ایسی باتیں فرمائیں تو یوسف کا خیال جو منتشر تھا وہ ٹھیک ہو گیا اور اُسے یقین ہوا کہ مریم پر ضرور کچھ خداوند تعالیٰ کی عنایت ہوئی ہے اور چونکہ وہ اُسے چھپاتی ہے

اس لئے اب اور زیادہ پوچھنا مناسب نہیں ہے۔

روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت مریم حاملہ ہو گئیں تو اُن کی خالہ یعنی حضرت زکریا علیہ السلام کی بی بی رات کو اُن سے ملنے آئیں جب حضرت مریم نے اُن کے لئے دروازہ کھولا تو حضرت مریم اُن سے چمٹ گئیں وہ بولیں کہ میں حاملہ ہوں حضرت مریم نے اُن سے کہا کہ میں بھی حاملہ ہوں حضرت زکریا علیہ السلام کی بی بی نے کہا کہ میرے پیٹ کا محل تیرے پیٹ کے محل کو سجدہ کرتا ہے۔ پھر حضرت زکریا کی بی بی کے پیٹ سے حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

حضرت مریم کے مدت حمل میں اختلاف ہے کہ کتنی مدت تک رہا۔ بعض تو کہتے ہیں کہ نو مہینے رہا یہ نصاریٰ کا قول ہے۔ اور کچھ لوگ آٹھ مہینے کی مدت بتاتے ہیں۔ اور یہ ایک دوسرا معجزہ ہوا اس لئے کہ آٹھ مہینے کا بچہ اُن کے سوا اور کوئی زندہ نہ رہا اور ایک مدت حمل کو چھ مہینے اور کوئی تین ساعت اور نہ ایک ہی ساعت بتاتا ہے اور قرآن پاک سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا ہے۔ **قَالَ اللَّهُ تَعَالَى شَانَهُ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهَا مَكَّا تَا فَصَيَّا تَرْجَمُ** جب جبریل نے انہیں لڑکا پیدا ہونے کی بشارت دی تو حاملہ ہو گئیں اور ایک الگ دور مکان میں جا بیٹھیں یہاں اللہ تعالیٰ شانہ نے انکی کثرت پر فحش کو داخل فرما کر تعقیب کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الفور دروازہ کی علامت شروع ہو گئی اور اسی لئے وہ الگ ہو گئیں۔ میں علامت ابن اشیر کے اس خیال کو مانتا ہوں حکم خداوندی میں شک و شبہ نہیں۔ جب کرامات اولیا اور معجزات انبیاء میں عقل کو دخل نہیں ہے تو حکم خداوندی میں چون و چرا کا کیا ذکر جس نے ایک کُن میں تمام دنیا پیدا کر دی تو اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا کرنے میں اتنی دیر کی کیا ضرورت تھی مدتیں تو اُن کے واسطے ہیں جن کا وجود اسباب کے ساتھ متعلق ہے جہاں اسباب کا ناکام نہیں رہتا ان مدت کی گفتگو فضول ہے **إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ**

جب حضرت مریمؑ کو دروزہ معلوم ہوا تو وہ شرقی محراب کی طرف چلیں اور سب سے دو
چلی گئیں جو سب سے دور تھی فَاَجَاءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰی جَذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ لَيْلَتُنِیْ
مِثْلَ قَبْلُ هٰذَا وَكُنْتُ نَسِیًا مَّنْسِیًا ترجمہ پھر وہ دروزہ کے سبب سے ایک کھجور
کے درخت کی جڑ کے پاس چلی گئیں اور جب دروزہ زیادہ ہوا تو لوگوں کی شرم سے حضرت
مریمؑ نے کہا کیا اچھا ہوتا جو میں اس سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور بالکل نسیا بن گیا ہو جاتی
یعنی دنیا سے میرا تذکرہ معدوم ہو جاتا۔ پھر جبریلؑ نے اُنہیں اُس چشمے سے جو قدحون
کے نیچے تھا سچم خداوندی ندادی کہ رنجیدہ خاطر نہ ہو دیکھ تیرے پروردگار نے تیرے
پاس ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔ اب بعض تو اس میں تھکتھا کو بکسر المیم پڑھتے ہیں
اور جبریلؑ کو مسادہ قرار دیتے ہیں کہ یہ نذا جبریلؑ نے دی تھی۔ اور ایک قول یہ ہے
کہ وہ مَنْ تَحْتَهَا پڑھتے ہیں بفتح المیم کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے جنہیں
اللہ تعالیٰ نے اسی وقت سے نطق دیا تھا وَهِيَ رَیِّ الْیَدِ بِجَذْعِ النَّخْلَةِ سَاقِطًا
عَلَيْهِ حَرَطًا جَذِیًا ترجمہ اور کھجور کی جڑ پکڑ کے اپنی طرف کو ہلا کہ تجھ پر پکی پکی تازہ
کھجوریں چھڑ پڑیں گی فَكَلِمَیْ وَاشْرَبْنِیْ عَیْنًا فَاَمَّا تَرِیْنَ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا
نَقُوْیْ اِلٰی سَنَدٍ مِّنْ رَّلِّسْ حَمْلٍ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِسَیًّا ترجمہ پھر اچھی
طرح کھجوریں کھاؤ اور چشمہ کا پانی پیو اور فرزند کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرو پھر جب کوئی
آدمی تم کو نظر آئے تو اُس سے اشارہ سے کہدو کہ میں نے خدا کی نذر کا روزہ رکھا
آج میں کسی انسان سے بات چیت نہ کروں گی۔ اُس وقت یہی روزہ تھا کہ صبح سے شام
تک کسی سے کلام نہ کرتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے پر اسرائیلیوں کا
حضرت مریم علیہا السلام کو مطعون کرنا

جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضرت مریم علیہا السلام کے بچہ پیدا ہوا تو بنی اسرائیل حضرت مریم کی تلاش میں نکلے اور چاروں طرف خوب ڈھونڈھا اور مریم لڑکے کو گود میں لئے اپنے لوگوں کے پاس آئیں۔ اور یہ بھی ایک روایت ہے کہ یوسف بنجار نے چالیس روز تک بچے کو ایک غار میں چھپائے رکھا اُس کے بعد وہ مریم کو اور بچے کو اُن کے لوگوں کے پاس لایا تھا جب انہوں نے بچے کو دیکھا تو کہنے لگے۔ مریم یہ تو تو نے بہت ہی برا کام کیا ہے نہ تو تیرا باپ ہی بُرا آدمی تھا نہ تیری ماں ہی بدکار تھی یہ تو نے کیا حرکت کی تو آپ نے اُس حکم کے موافق جو پروردگار نے دیا تھا بچے کی طرف اشارہ کیا وہ اس امر سے اور زیادہ غضبناک ہوئے اور کہنے لگے کہ تیرا مسخران تو ہمیں تیری بدکاری سے بھی برا معلوم ہوتا ہے ہم اس گود کے بچے سے کچھ پوچھ کے کیا جواب پائینگے۔ قوم کی یہ بات سنکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوں درفشان ہوئے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھ کو کتاب عنایت فرمائی اور مغربی کا رتبہ بخشا اور میں کمین بھی رہوں مجھے بابرکت کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں نماز پڑھوں اور زکوٰۃ دیا کروں۔

فائدہ۔ سب سے اوّل حضرت نے عبدیت کا اقرار کیا پھر فرمایا کہ میں نبی بھی ہوں اور مجھے کتاب بھی میرے خالق نے عطا فرمائی ہے اور مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں نماز پڑھوں اور زکوٰۃ دیا کروں۔

کیون بے نماز درویشو کیا فرماتے ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر تھے یا نہیں اور مرتبہ اُن کا تم سے اعلیٰ اور افضل تھا یا نہیں تم پر تو کوئی کتاب مثل اُن کے نازل نہیں ہوئی ہے یا ہوئی ہے۔ تمہارا لقب تو روح نہیں ہے یا ہے پھر اُن پر کس قاعدہ سے نماز فرض ہوئی ہے اور تم میں ایسی کونسی خصوصیت ہے جو یہ فرض تمہارے سر سے اُتر گیا کیون یا رو کچھ اللہ اور اللہ کے رسول سے شرم بھی آتی ہے یا نہیں مجھے یہ تو سمجھا دو کہ بے نماز آدمی جس کے ہاتھ کا پانی پینا مسلمان کے لئے مکروہ ہے فقیر کیونکر ہو سکتا ہے

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۝ پڑھو اور سمجھو جس آیت کا مضمون
 اوپر تحریر ہوا ہے وہ آیت شریفہ یہ ہے اگر قرآن شریف تم نے پڑھا ہو تو اس پاک کتاب میں
 اس آیت کو ڈھونڈ لو اور کسی مولوی سے اس کا ترجمہ کرا لو وہ ہو ہذا قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ
 جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا يَا آخُتُ هَارُونَ وَمَا كَانَ أَبُو لَيْثٍ امْرَأًا سَوِيًّا وَمَا كَانَتْ
 أُمُّكَ بَعْثًا فَاَسْأَلْتُ إِلَيْهِ ۝ قَالُوا كَيْفَ نَكَلِمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝
 قَالَ إِنْ عِبَدُ اللَّهُ ۝ اتَّخَذَ الْكُتُبَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۝ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَمَا
 كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَادُمْتُ حَيًّا ۝ ترجمہ اس کا اوپر گزرجکا
 مگر ہماری بے نماز درویشوں کی خدمت میں التماس ہے کہ آخر آیت کا ترجمہ
 یہ ہے کہ حکم دیا مجھ کو پروردگار نے نماز کا اور زکوٰۃ کا مرتے دم تک کے لئے۔ اس آیت
 کی منسوخت کرنے والی کوئی آپ کے پاس آیت موجود ہے اگر ہو تو ہمیں دکھائیے
 اور اگر کوئی آیت آپ کے پاس موجود نہیں ہے تو از سر نو مسلمان ہو کر غسل کر کے نماز
 کے لئے کھڑے ہو جائیے پھر دیکھئے کہ رسول اللہ کا فیض آپ کی طرف کس ہتایت سے
 آتا ہے جو فقیر تازمین پڑھتا اور احکام الہی بجا نہیں لاتا وہ باتفاق اہل طریقت زندیق ہے

۵ بہر مرتبہ از وجود حلقے وارد | اگر حفظ مراتب نہ کنی زندیق

یَا آخُتُ هَارُونَ ایک روایت اس طرح بھی ہے کہ بی بی مریم حضرت ہارون کی نسل
 سے تھیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے مگر بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ وہ
 حضرت ہارون کی نسل سے نہ تھیں۔ وہ سبط یہود ابن یعقوب کی نسل سے اور سلیمان
 بن داؤد علیہما السلام کے خاندان میں تھیں یہ لوگ صالح اور نیک مشہور تھے۔ اور حضرت
 ہارون لاوی بن یعقوب کی نسل میں تھے۔ اس وقت جب حضرت مریم اپنے بچے کو
 گود میں لیکر آئی ہیں تو ان کے سنگسار کرنے کو مانتھوں میں پتھر اٹھائے تھے لیکن جب
 حضرت عیسیٰ نے کلام کیا تو قوم نے ان کی جان بخشی کی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت

تک نہ بولے کہ جب تک اُن کی عمر اور بچوں کی طرح کلام کرنے کی نہ ہو گئی۔
یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح کے پیدا ہونے کے بعد اُن کی والدہ مکرمہ اُنہیں مصر میں
لے گئیں اور اُن کے ساتھ یوسف بنجار بھی تھا اور اس آیت میں (وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ
وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ) ترجمہ اور ہم نے مریم
کے بیٹے عیسیٰ اور اُس کی ماں مریم کو اپنی قدرت کی نشانی بنایا اور اُن دونوں کو ایک
اوپنی جگہ کہ تھیرنے کے قابل اور شاداب بھی تھی لیجا کر پناہ دی) ربوۃ کا اللہ تعالیٰ
شانہ نے جو ذکر فرمایا ہے اُس سے بھی مصر کا ملک مراد ہے اور بعض ربوۃ سے دمشق
اور بعض بیت المقدس مراد لیتے ہیں اور ہجرت کا سبب بنی اسرائیل کے بادشاہ کاخون
تھا یہ بادشاہ روم کی طرف سے تھا اور اُس کا نام ہیردوس تھا یہود نے اُسے بہکا دیا
تھا کہ اُنہیں قتل کر دے اس لئے مریم اور یوسف بنجار مصر کو بچے گئے اور وہیں بارہ
برس تک مقیم رہے جب یہ بادشاہ مر گیا تو پھر شام کو لوٹ آئے۔

حضرت مسیح کی نبوت اور اُنکے معجزات

حضرت مریم علیہا السلام جب مصر میں تھیں تو ایک دہقان کے گھر میں رہتی تھیں جبکہ
مکان فقرا اور مساکین کی فرواد گاہ تھا ایک دن اُس کے مکان میں چوری ہو گئی لیکن
اُس نیک بخت دہقان نے کسی مسکین پر تہمت نہ لگائی اس واقعہ سے حضرت مریم کو
بڑا ملال ہوا جب آپ نے اپنی مادرِ شفقت کو غمگین دیکھا تو کہا کہ میں چوری کے مال کا پتہ
تم کو بتا دوں حضرت مریم نے فرمایا کہ اس سے کیا بہتر ہے کہ سب مسکینوں کی آبرو
رہ جائیگی آپ نے فرمایا کہ یہ مال ایک اندھے اور ایک بچے نے مل کر چورایا ہے اندھا بچہ کو
اٹھا کر لایا تھا اُس نے چوری کی۔ لوگوں نے اندھے سے کہا کہ بچہ کو اٹھا کر لے پل اُس نے
کہا کہ بچہ میں اس قدر طاقت کہاں ہے۔ حضرت مسیح نے اُس سے کہا کل شام کو جب

تو نے چوری کی تھی تو اُسے کیسے اٹھا کر لایا تھا آخر اُس نے اقرار کیا اور مال اُس کے پاس نکلا۔ اور ایک دفعہ کا یہ واقعہ ہے کہ دہقان کے مان کچھ مہمان آئے تھے اُس کے گھر میں سامان دعوت نہ تھا آپ نے اُس کے خالی برتنوں پر اپنا دست مبارک پھیر دیا وہ سب بھر گئے اُس دہقان نے مہمانوں کی دعوت اچھی طرح سے کی یہ زمانہ آپ کی بارہ برس کی عمر کا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک مردے کو زندہ کرنا

وہاب نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے ایک لڑکے نے دوسرے لڑکے پر حملہ کیا اور مارا جس سے وہ لڑکا مر گیا اور اُس مقتول کو جو خون میں ڈوبا ہوا تھا حضرت مسیح کے قدموں میں لا کر ڈال دیا۔ انہیں لوگ پکڑ کے اُس شہر کے حاکم کے پاس لے گئے اور بیان کیا کہ عیسیٰ نے اس بچے کو مار ڈالا ہے حاکم نے ان سے دریافت کیا آپ نے کہا میں نے تو نہیں مارا لیکن حاکم نے حضرت کی بات کا یقین نہ کیا سپاہیوں نے چاہا کہ آپ کو گرفتار کر لیں تو آپ نے فرمایا کہ اچھا اس بچے کو میرے پاس لاؤ میں اس سے بھی پوچھنے لیتا ہوں کہ تجھے کس نے مارا ہے لوگوں کو آپ کی اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ مردہ کیا بتایگا آخر کو لوگ اُس کی نعش اٹھا لائے اور آپ کے پاس ڈال دی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ شانہ کے حضور میں دعا کی وہ مرا ہوا بچہ زندہ ہو گیا۔ حضرت نے اُس سے پوچھا کہ تجھے کس نے مارا ہے اُس نے کہا کہ فلان شخص نے مجھے قتل کیا ہے اور اُس کا نام بتا دیا بنی اسرائیل نے حضرت کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کون ہے اُس نے کہا کہ عیسیٰ ابن مریم ہے اور وہ مقتول ہم مر گیا۔

حضرت عیسیٰ کا ایک ہی رنگ سے ہر رنگ کے کپڑے رنگنا

عطا نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کو ایک رنگریز کے پاس تعلیم کے لئے سپرد کر دیا تھا اُس رنگریز کے پاس کچھ کپڑے اکٹھے ہو گئے اور ایک ضرورت اُسے پیش آئی جہاں اُسے جانا ضرور تھا اُس نے آپ سے کہا کہ میں تو کام کو جاتا ہوں ہر کپڑے میں ایک ایک رنگ کا دھاگا بندھا ہوا ہے اُسی کے موافق سب کپڑے رنگ رکھنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُن سب کپڑوں کو ایک ہی ماٹ میں ڈال دیا جب رنگریز آیا تو اُس نے پوچھا کہ تم نے کپڑے رنگ لئے آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ اُس نے کہا کہاں ہیں آپ نے فرمایا کہ اس ماٹ میں ہیں۔ اُس نے پوچھا کہ سب اسی میں ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں سب اسی میں ہیں۔ رنگریز یہ بات سنکر نہایت ناغوش ہوا کہ جن کے کپڑے میں وہ کیا کینگے تم نے تو یہ بڑا غضب کیا کہ سب کپڑے ایک ہی رنگ میں رنگ ڈالے آپ نے فرمایا کہ غصہ نہ کرو ان کپڑوں کو نکال کر دیکھو تو لے اس ماٹ میں ہر کپڑا جدا رنگ کا رنگا ہوا ہے۔ رنگریز نے جو کپڑے نکالے تو دافقی ہر کپڑا اُسی رنگ کا رنگا ہوا تھا جیسا اُس کا مالک کہہ گیا تھا رنگریز نہایت متحیر ہوا۔

حضرت مسیح کی نبوت اور مریضوں کا علاج اور آپ کے حواری

جب حضرت عیسیٰ اور اُن کی والدہ مکرمہ لوٹ کر ملک شام میں آئے تو ایک گاؤں میں جبکہ نام ناصره تھا سکونت اختیار کی اور اسی گاؤں کی سکونت کی وجہ سے آپ کو لوگ ناصری اور آپ کے قبیح لوگوں کو نصاریٰ کہنے لگے یہاں حضرت مسیح تیس برس کی عمر تک رہے اس وقت اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن پر وحی نازل فرمائی اور حکم دیا کہ وہ لوگوں میں جائیں اور اُن کو اللہ کی طرف بلائیں اور مریضوں اور زخمیوں اور مادر زاد اندھوں اور بہرہ منوں

علاج کریں۔ حسب الحکم حضرت مسیح نخلے اور پروردگار کے حکم کی تعمیل کرنے لگے اور مخلوق نے آپ پر ہجوم کیا اور کثرت سے آپ کا دین پھیلنے لگا اور تمام خلق اللہ میں آپ کی شہرت ہو گئی ایک مرتبہ حضرت مسیح کسی بادشاہ کے مہمان ہوئے آپ کے ساتھ اور لوگوں کی بھی دعوت تھی جس طباق میں آپ کھانا کھا رہے تھے اور لوگ بھی اُس میں شریک تھے اور بادشاہ بھی آپ کے ساتھ بیٹھا تھا سب لوگوں کے سامنے کے طباق خالی ہو گئے مگر آپ کا طباق جیسا تھا ویسا ہی رہا ذرا بھی کم نہ ہوا بادشاہ کو بڑی حیرت ہوئی اُس نے پوچھا آپ کون ہیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں یہ سنتے ہی بادشاہ اٹھ کھڑا ہوا اور آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور کمال تعظیم کی اور اپنی سلطنت چھوڑ دی اور اپنے چند رفقا کو ہمراہ لیکر حضرت کے ساتھ ہو لیا یہی لوگ حواریں کہلاتے ہیں اور بعض کا یہ قول ہے کہ حواری وہ رنگریز اور اُس کے ساتھی ہیں جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ حواریں کچھ شکاری اور ملاح اور دھوبی تھے واللہ اعلم بالصواب۔ اور تعداد حواریں کی بارہ تھی۔

حضرت عیسیٰ کا زمین سے روٹی اور پانی نکالنا اور مٹی کی چمکا ڈبنا کر اُس میں جان ڈالنا اور اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کرنا اور عازر و سام و عزیر اور ایک عورت کو زندہ کرنا ان حواریوں کا یہ قاعدہ تھا کہ ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہا کرتے تھے جب اُن کو بھوکھ یا پیاس معلوم ہوتی تو وہ کہتے یا روح اللہ ہم بھوکے پیاسے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ماتھے زمین پر مارتے تو زمین سے ہر آدمی کے لئے دو دو روٹیاں اور کچھ بانی نکل آتا جب حواریوں کو اس طرح کھانے کو ملتا تو وہ کہتے کہ ہم میں افضل کون ہے جب ہم چاہتے ہیں تو آپ کھانا کھلاتے ہیں اور پانی پلاتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ فرماتے کہ تم میں افضل وہی شخص ہے

جو اپنے اٹھ سے کچھ نہ کچھ مزدوری کر کے کھائے لہذا آپ کے حواری اجرت پر کپڑے دھونے لگے۔

اللہ تعالیٰ شانہ نے انہیں اپنا رسول کیا تو آپ نے مخلوق کو معجزات دکھائے اور مٹی کی ایک چڑیا کی صورت بنائی اور اُس پر پھونک دیا وہ اللہ کے حکم سے زندہ پرندہ ہو کر اڑ گئی کہتے ہیں کہ یہ پرندہ چمکا دڑ ہے۔ مگر افسوس ہے کہ عیسائیوں میں اسکی کچھ قدر نہیں ہے۔ وہ روایت بہت اچھی معلوم ہوتی ہے جو روایت کے ساتھ ہو۔ اُس زمانہ میں طب کے فن کو بڑی رونق تھی اور بڑے بڑے لوگ اس فن کے جاننے والے موجود تھے لہذا اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کو وہی معجزہ عنایت فرمایا کہ اُس کے ذریعہ سے اُس فن کے ماہرین کو ساکت کریں۔ لہذا آپ کا معجزہ یہ تھا کہ بیماروں کو آپ کے دم جان بخش سے صحت ہوتی تھی کو راور زاد دینا ہو جاتے تھے۔ جذامی تندرست ہو جاتے تھے۔ مردے زندہ ہو کر کلام کرنے لگتے تھے اور یہ معجزہ آپ کا مشہور ہے۔

مائدہ بھی آپ پر نازل ہوا تھا کلام اللہ شریف میں اس کا ذکر سورہ مائدہ میں مفصل ہے اللہ تعالیٰ شانہ آپ پر آسمان سے ایک خوان نازل فرماتا تھا اُس خوان میں روٹی اور گوشت ہوتا تھا جس قدر آدمی کھائیں وہ کم نہ ہوتا تھا مگر جب سے حریصوں نے جمع کرنا شروع کر دیا موقوف ہو گیا مائدہ کے خوان کی روایتیں مختلف ہیں کہ اُس میں کیا کیا چیزیں ہوتی تھیں لہذا میں نے پہلی ہی روایت پر جو زیادہ قوی ہے قناعت کی۔ جب بعض لوگوں نے اس سے انکار کیا تو صورتیں اُن کی مسخ ہو گئیں اور اُس کا نازل ہونا بند ہو گیا اور کہا جاتا ہے کہ دسترخوان اُس کا سرخ رنگ کا تھا اور اُس میں سے نہ تو تھوڑے سیب نے کبھی کھایا اور نہ حواریوں نے۔

حضرت مسیح کا آسمان پر اٹھ جانا اور اپنی ماں کے پاس

آکر پھر آسمان پر چلا جانا

کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کے پاس کچھ یہود آئے اور آپ کو دیکھ کر بولے کہ یہ ساحر یا جادوگر ہے یا بیٹا ہے اور آپ کو اور آپ کی مادر مکرہ کو جنہیں اللہ تعالیٰ نشانہ دینے پاک رکھا تھا قسمت لگائی لَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا جب آپ نے اُن کی یہ ناشائستہ باتیں سنیں تو اُن پر بددعا کی۔ اور اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور اُن بد بختوں کی صورتیں مسخ کر دیں جب اسرائیلیوں نے یہ بات دیکھی تو وہ بہت گھبرائے اور اُن کا سردار بھی بہت پریشان ہوا اور اُس نے اپنی قوم کو اس امر پر رضامند کیا کہ حضرت مسیح کو قتل کر ڈالیں چنانچہ بہت سے یہود متفق ہو کر آپ کے پاس آئے اور سوال و جواب کرنے لگے حضرت مسیح نے فرمایا کہ اے یہود تم سے خدا ناراض ہے یہ سن کر یہودیوں کو بہت جوش ہوا اور فوراً آپ کو قتل کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کے پاس جبریل علیہ السلام کو بھیجا ادھر یہود نے آپ کو پکڑ کر ایک مکان میں پہنچا دیا جس کی چھت میں روزن تھا اُسی روزن سے اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کو آسمان پر اُٹھا لیا۔ جب یہود کے سردار نے دیکھا کہ عیسیٰ اُس مکان میں چلے گئے تو اُس نے اپنے ایک آدمی کو جس کا نام نطلیا نوس تھا اُس مکان کے اندر جانے اور آپ کو قتل کرنے کا حکم دیا جب وہ اُس مکان کے اندر گیا تو وہاں کسی کو بھی نہ پایا اور نطلیا نوس کی صورت حضرت عیسیٰ کی سی ہو گئی جب وہ باہر نکلا تو لوگوں نے جانا کہ وہی مسیح ہے لہذا اُسی کو قتل کر ڈالا اور صلیب پر چڑھا دیا۔

حضرت مسیح کا موت کی خبر سن کر گھبرانا اور حواریوں کے دعا چاہنا اور حواریوں پر نیند کا غلبہ اور دعا سے معذور رہنا کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت مسیح کو حکم بھیجا کہ تم اس دنیا سے اب نکل جاؤ گے

تو حضرت مسیح علیہ السلام بہت پریشان خاطر ہوئے اور اپنے حواریوں کو بلایا اور اُن کی دعوت کی اور اُن کے لئے کھانا پکوا یا اور کہا کہ آج رات کو تم میرے پاس رہو مجھے تم سے کچھ کام ہے جب وہ رات کا کھانا کھانے کو بیٹھے تو حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام اُن کی خاطر داری کے لئے اُٹھے جب وہ کھانا کھا چکے تو حضرت مسیح علیہ السلام نے خود اُن کے ہاتھ دھو لئے اور اپنے کپڑے سے اُنہیں پونچھنے لگے تو اُن لوگوں نے اس پر تعجب کیا اور اسے اچھا نہ سمجھا حضرت مسیح نے ارشاد فرمایا کہ آج میں جو کچھ کروں اُس سے مجھے روکوت اگر کوئی میری بات کو آج نہ مانے گا وہ میرا نہیں ہے لہذا سب کے سب خاموش ہو گئے جب حضرت مسیح اُنکے خدمت سے فارغ ہو گئے تو اُن سے کہا کہ میں نے جو کھاتے وقت تمہاری خدمت کی اور تمہارے ہاتھ دھوائے اور اپنے کپڑے سے پونچھے یہ اس لئے تھا کہ تم میری باتیں سیکھ کر میرا طریق اختیار کرو اور آپس میں ایک دوسرے سے غور نہ کرے اب رہی میری حاجت جو تم سے آج مجھے ہے وہ یہ ہے کہ میرے واسطے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ شانہ میری موت کو نال دے۔ الغرض جب حواریئین دعا کرنے کو آمادہ ہوئے تو اُن پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ اور دعا کرنے کی طاقت نہ رہی حضرت مسیح اُنہیں جگاتے اور کہتے کہ واہ ایک رات بھی میرے لئے تم جاگ نہیں سکتے اس پر وہ جواب دیتے کہ ہم نہیں جانتے کہ ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ آج ہماری آنکھیں خود بخود بند ہوئی جاتی ہیں ہم تو بہت رات تک جاگا کرتے تھے اور دیر تک باخود مسلسل کلام قائم رہتا تھا لیکن نہیں معلوم یہ رات کیسی رات ہے کہ نہ تو نیند ہم سے جدا ہوتی ہے نہ دعا کے لئے زبان کھلتی ہے۔

پھر حضرت مسیح نے فرمایا کہ چروا جا بیگا تو بکریاں منتشر ہو جائیں گی یعنی جہان میں تم سے جدا ہوا کہ حواریئین متفرق ہو جائیں گے اور آپ نے اپنے انتقال کی خبر دی پھر کہا کہ صبح کے مرغ کی آواز سے پہلے تم میں سے ایک شخص تین مرتبہ میرا دوست ہونے سے انکار کر لیا اور تم میں ہی سے ایک آدمی بہت تھوڑے درہم پر مجھے فروخت کر لیا اور وہ میری قیمت کو

کھا یگا پھر وہ نکلے اور اپنی اپنی راہ چلے گئے اور یہود حضرت مسیح کو تلاش کرتے پھرتے تھے اُن لوگوں نے آپ کے حواریوں میں سے شمعون کو کہیں پکڑ لیا کہا یہ اُسکا شاگرد ہے۔ علما رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں کہ حضرت مسیح آسمان پر جانے سے پہلے واصل کب ہوئے ہیں یا بعد۔ بعض تو فرماتے ہیں کہ وفات سے پہلے مرفوع ہوئے ہیں اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ آپ نے رحلت فرمائی اور رحلت کی تین ساعت بعد اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کو زندہ کیا اور پھر اٹھا لیا۔ جب وہ آسمان پر اٹھ گئے تو بحکم پروردگار تعالیٰ شانہ پھر زمین پر تشریف لائے۔

پھر جب شمعون سے حضرت مسیح کی نسبت پوچھا گیا کہ وہ کہاں ہیں تو اُسے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ یہ سوال اُس سے یہود نے تین مرتبہ کیا اور اُس نے یہی جواب دیا اس میں مرغ نے بانگ دی تو شمعون کو حضرت مسیح کی بات یاد آئی وہ بہت رویا اور اُسے اس کا بڑا رنج ہوا۔

اور ایک آدمی انہیں حواریوں میں سے یہودیوں کے پاس آیا اور انہیں حضرت مسیح کا پتا بتایا یہود نے اُسے تیس درم دے دیے وہ اُس گھر میں جہاں مسیح تھے اُن لوگوں کو لے گیا اور اُس میں داخل ہوا۔ اُسی وقت اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کو اٹھا لیا اور اُس پتا بتانے والے کو آپ کی صورت میں متمثل کر دیا یہود اُسی کو مسیح سمجھ کر پکڑ لائے ہر چند وہ عذر کرتا رہا کہ میں مسیح نہیں ہوں مگر کسی نے کچھ نہ سنا اور صلیب پر چڑھا دیا۔

پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت مسیح کو آسمان سے اُترنے کا حکم دیا حضرت مسیح سات دن کے بعد آسمان سے اُترے تو پہاڑ اُن کے نور سے چمکنے لگا۔ حضرت مریم علیہا السلام اُس کے پاس کھڑی رہ رہی تھیں جو مصلوب پڑا ہوا تھا اور اُن کے پاس ایک اور عورت بھی تھی جو پہلے مجنونہ تھی اور اُسے حضرت مسیح نے اچھا کیا تھا۔ حضرت مسیح نے اُن دونوں سے کہا کہ کیوں روتی ہو اُن دونوں نے کہا تجھ پر روتے ہیں آپ نے فرمایا

کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے پاس اٹھا لیا ہے اور مجھے کچھ بھی تکلیف نہیں ہوئی ہے یہ جو مصلوب پڑا ہے اسے میرے شبہ میں یہود نے صلیب پر چڑھا دیا ہے۔ پھر اپنی مادرِ کرم سے آپ نے فرمایا کہ میرے حواریوں کو جمع کرو۔ جب وہ سب جمع ہو گئے تو حضرت عیسیٰ نے انہیں اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے رسول کر کے ملک میں روانہ کیا اور حکم دیا کہ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے اُسی کی مخلوق میں تبلیغ کریں اس کے بعد اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کو اوپر اٹھا لیا اور اُن کو پردہ دیدے اور نور کا لباس پہنا دیا اور کھاتے پینے کی لذت اُن سے لے لی گئی وہ فرشتوں کے ساتھ اُڑ گئے اور اب وہ زمرہ ملائکہ میں ہیں سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ایک انسان زمینی الاصل ملکی صفات اور آسمانی سیرت ہو گیا۔

اے پروردگار تعالیٰ شانہ یہ تیرا ضعیف بندہ محمد اکبر سوائے تیری ذات پاک کے او کوئی اپنا یا اور مددگار نہیں رکھتا۔ جب میں نے شعور سمجھا لا تو تیری رحمت نے مجھے ایک تیرے برگزیدہ بندے کے سپرد کر دیا تیرے اُس برگزیدہ بندے نے مجھے تیری توحید بتائی اور اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کے معنی سمجھا کر کہدیا کہ کچھ ہی یوں نہ ہو جائے خدا کو ہر امر پر قادر اور وحدہ لا شریک سمجھتے رہنا تمام گناہوں سے بالاترین گناہِ شرک ہے اور اُس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وَاٰلہٖ وَسَلَّمَ کو رسول اور اُس کا بندہ برگزیدہ سمجھنا اور اُس مبارک رسول کے احکام کی تابعداری کرنا کہ اسی میں نجات ہے اے میرے مالک جو کچھ مجھ ضعیف بندہ سے ہوتا ہے کرتا ہوں قبولیت تیرے اختیار میں ہے میری ایسی بندگی نہیں ہے کہ جس کی مزدوری بھی مانگ سکوں تیرے دونوں ہاتھ خالی ہیں مگر تیری بارگاہ میں میرا دامن پھیلا ہوا ہے مجھے سوال کرنے کی توجہ سے کریم کے سامنے جرات نہیں تو میری خواہشوں کو جانتا ہے اور تیرا پاک نام وَاٰلہٖ وَسَلَّمَ ہے اپنے فضل و کرم سے مجھے عطا فرما اور میرے فرزند ان قلبی و صلیبی دونوں جاعتوں کو

اور پھر اُس میں بھی میری شرکت ہے محروم نہ رکھ اللہم آمین یا رب العالمین آمین۔
اے کریم اے رحیم پھر میں ایک عرض کرتا ہوں جو میرے خیال میں بہت مشکل ہے
تیرے سامنے آسان سے زیادہ آسان ہے جبوقت تو مجھے اپنے جوار رحمت میں بلا لے
اُس سے بہت پہلے دنیا کو میری نگاہ میں بالکل ذلیل کر دیجیو اور اپنے دیدار سے دنیا ہی
میں مجھے شرف فرمایو کہ وہاں کے لئے بھی میرا حق قائم ہو جائے۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

یہود کا حواریوں کو تکلیف دینا اور ہیردوس بادشاہ کا بچانا اور نصرانی ہو جانا

اب جو حواری باقی رہ گئے تھے اُن کی ایذا پر یہود نے مکر باندھی اور اُنہیں طرح طرح کی تکلیف
دینے لگے یہ بات روم کے بادشاہ ہیردوس نے سنی جس کی حکومت میں یہودی رہتے
تھے یہ ایک بہت پرست بادشاہ تھا لوگوں نے اُس سے کہا کہ اسرائیلیوں میں ایک شخص تھا
جو معجزے دکھایا کرتا تھا اُسے یہودیوں نے زبردستی بغیر کسی قصور کے مار ڈالا وہ کتنا تھا
کہ میں خدا کا رسول ہوں اس بادشاہ نے کہا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اُس کا تذکرہ
کسی نے مجھ سے نہ کیا اگر مجھے یہ حال معلوم ہوتا تو میں اُنہیں کبھی قتل نہ کرنے دیتا پھر اُس نے
حواریں کو بلایا اور یہودیوں سے اُن کو چھڑایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کا
اُن سے حال پوچھا جب اُن لوگوں نے اس مذہب کی حقیقت سنائی تو وہ اُن پر ایمان
لایا اور جو شخص مصلوب ہوا تھا اُسے وہاں سے اُٹھوا کر پھینکوا دیا اور جس لکڑی پر اُسے
صلیب دی تھی اُسے لے لیا اور بڑی تعظیم کے ساتھ حفاظت سے رکھا اب اس نے
بنی اسرائیل سے بدلہ لیا اور اُن کی جماعتوں کو منتشر کر دیا اور سیکڑوں آدمیوں کو قتل کر ڈالا
رومیوں میں جو نصرانی مذہب شائع ہوا ہے اُسکی اصل یہی ہے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ ہیردوس بادشاہ روم کے بڑے بادشاہ قسطنطین

نایب تھا اس قیصر کا نام طیباریوس تھا اور اُس کو بھی بادشاہ کہتے تھے اور طیباریوس نے
تینیس برس بادشاہی کی اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ارتقا تک اُس کی حکومت کو
اٹھارہ برس گزرے تھے فقط

پروردگار تعالیٰ شانہ کا ہزار ہا شکر ہے کہ اس تاریخ انبیاء کی پہلی جلد کا نصف حصہ

جو حضرت مسیحؑ کے زمانہ تک ہے ۲۴ شعبان روز چہار شنبہ ۱۲۸۲ ہجری کو جو میری پیدائش کا
دن اور دینا ہے پورے اکٹھ برس کی عمر میں بمقام اکبر آباد محلہ نئی بستی (اور یہی محلہ ہے
کہ جس کے ایک مکان میں جو سوداگروں کی مسجد کی آخر طرف واقع ہے میری پیدائش
ہوئی یہ مکان مسجد کے حجرہ شمالی کے سامنے ہے اور گلی اُس مکان اور مسجد کے بیچ میں
حائل ہے) برادر مکرم مفتی فخر الدین صاحب مرحوم کے مکان میں مکمل ہوا۔ اسکے دوسرے
نصف میں حضور پر نور سرور عالم حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف ابتداء سے
انتہا تک ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

بکریہ اشہار

رسالہ خضر طریقت یہ رسالہ نقیضات میں ہے جس روز سے مرید داخل طریقہ ہوتا ہے سو سنت سے آخر وقت تک
شیخ اُسے کیونکر لیتا ہے اور اقسام ہیئت اور اقسام ذکر و شغل مراتب سب کی کیفیت مفصل اس میں تحریر ہو کر گئی
شخص چاشنی فقر کا کچھ بھی ذائقہ چیش ہو تو وہ اسکے مسائل بآسانی سمجھ لے گا۔ طیار ہر کچھ فقیر اسباباتی ہر خریدار
کی درخواست آنے پر اُسکا پھینا موقوف ہے۔ یہ رسالہ خود مصنف کے پاس ہے۔

رسالہ احکام نماز بھی اسی کتاب کے نصف سے ہے جیسا ہوا طیار ہے اور قابل ملاحظہ ہے خریدار جلد
طلب کریں ورنہ پھر باقی نہ رہے گی اس کے ناک مفتی احمد اللہ صاحب نقشہ نویس ساکن اگرہ محلہ بندہ گنج پور
اُن سے طلب فرمیں یہ کتاب معصفت نے اُن کو دیدی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رسالہ التماس

المستور

دیودن

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَخْرُهُ وَاسْتَعِينَهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَلَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهِ وَأَنْفُسَنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا وَمَنْ يَهْدِكِ
اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ لَهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ۔ وَأَشْهَدُ أَنْ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ۔

حمد

تو ہی ہے جو بندوں کا ہے کارساز
لیا نام تیرا جو آفت پڑی
تو غمخوار ہم درد مندوں کا ہے
ہے بندوں کو ناشکریوں کا مرض
ہمیں فکر دی تو نے سمجھا تجھے
پڑھایا ہمیں۔ نام تیرا پڑھا
یہ جو کچھ ہے کچھ بھی نہ تھا اپنے ساتھ

ترانام سچا ہے بندہ نواز
پکارا تجھے جب مصیبت پڑی
تو عقدہ کشا اپنے بندوں کا ہے
ترے لاکھوں احسان ہیں سب بخیر
ہمیں دی نظر تو نے دیکھا تجھے
زبان دی ہمیں ذکر تیرا کیسا
جو پید ا ہوئے ہم تو خالی رہتے تھے

ہمیں اپنی صورت پر پیدا کیا
یہ نازان بہت اپنی قسمت پہ ہیں
ہمیں بالکل پھسیر و تہہ دیا
ملک پر ہمیں تو نے دی برتری
خدا یا یہ عزت ہے تیرے ہی ہاتھ
ترے در پہ ہم سر پہ سجدہ رہیں
نہ مانگیں کسی سے نہ جائیں کہیں
ترا بندہ ہو اور پھیلائے مات
بڑا ننگ ہے یہ تو اس سے بچا
امیرون کے در پر نہ لیجا ہمیں
اکیلا نہ چھوڑے ہمیں یہ کبھی
ترا شکر کیونکر کروں میں ادا
مجھے پیر بخشا فرشتہ صفات
ترے ہی لئے اُس کا ہر کام تھا
بتائے مجھے اُس نے تیری ہی نام
پھر اُس پاک باطن نے مجھ سے کہا
پریش کے قابل وہی ہے وہی
جہاں اُس کو ڈھونڈیگا تو پالے گا
فقیر اُس کا شاہون کا سرتاج ہے
وہ ہے خالق آسمان و زمین
ہے دنیا اُسی کی بنائی ہوئی

شرف یہ ہے جو تو نے ہم کو دیا
ترے بندے ہیں تیری صورت پہ ہیں
دیا علم اس کا خلیفہ کیا
رعیت ہوئی جملہ دیو و پری
ترا فضل یارب رہے سب کے ہاتھ
جو کچھ ہم کو کتنا ہو تجھ سے کہیں
نہ چھوڑیں کبھی تیرے در کی زمین
خدا یا بڑے شرم کی ہے یہ بات
خزانے سے اپنے ہمیں کر عطا
نہ شاہون کا نواب بنوا ہمیں
ہمیشہ رہے لاگ تیری لگی
جو کچھ میں نے مانگا مجھے وہ ملا
بہت منکر اور بہت پاک ذات
جو آغاز تھا بس وہ انجام تھا
سکھائے مجھے تیری مرضی کے کام
ہے ہر حال میں تیرا حافظ خدا
اُسی سے ہمیشہ رہے لو لگی
جو مانگے گا اُس سے وہ مل جائے گا
فقیروں ہی کا ہر جگہ راج ہے
جہاں ڈھونڈنے اُس کو حاضر وہیں
زمین پانی پر ہے بچھائی ہوئی

عینی حضرت مولانا سید شاہ رحمہ اللہ ابو الاعطی دانا پوری قدس سرہ علم بزرگ فقیر مولانا سید شاہ رحمہ اللہ

زمین پر لگائے ہیں اُس نے ہی باغ
 ہمارے لئے اُس نے بھیجا رسول
 شَفِيعٌ مُطَاعٌ رَحِيْمٌ كَرِيْمٌ
 كَرِيْمٌ السَّجَّادُ جَمِيْلُ الشَّيْمِ
 امامِ رسل پیشوا کے سبیل
 شفیع الوراخو اجہ بعث و نشر
 نبی نے ہمیں شرع کی اک عطا
 کسولی یہ اللہ والوں کی ہے
 جو ہے حق پرست اسمین کس جانیگا
 جو کھوٹا ہے بالکل وہ بدرنگ ہے
 طریقت میں وہ لوگ ہیں خارجی
 رسول خدا کی وہ اُمت نہیں
 شریعت کی تعریف ہے یہ لکھی
 یہی فارق کفر و اسلام ہے
 جو باشرع ہیں وہ ہیں اہل طریق
 نجات اپنی تجھ کو جو درکار ہو
 بڑا زور منصور پیار سے کا تھا
 شریعت نے جو حکم جاری کیا
 کہا اُس نے جو حکم محبوب کا
 اگرچہ ہے رگ رگ میں میری خدا
 یہ ہے حکم اُس شاہ ذی جاہ کا

فلک پر جلائے ہیں اُس نے چرخ
 رسول ایسا عالم کا اصل الاصول
 قَسِيْمٌ جَسِيْمٌ لَسِيْمٌ وَ سِيْمٌ
 نَبِيُّ الْاَبْرَارِ يَا شَفِيعُ الْاَكْمَامِ
 امین خدا مہبط جبریل
 امام الہدی صدر دیوانِ حشر
 کہ پہچان لین جس سے کھوٹا کھرا
 کہ جانچ اس سے عالی خیالوں کی ہے
 کسولی پر اچھا ہی رنگ آئیگا
 کسولی کو کتنا اُسے ننگ ہے
 شریعت نے جس کی گواہی نہ دی
 جسے پیروی شریعت نہیں
 کہ یہ شمع ہے ظلمت کفر کی
 اسی سے خدا والوں کو کام ہے
 تو اے اکبر ان لوگوں کا ہو رفیق
 انہیں کا تو لفیلین بردار ہو
 شریعت سے کچھ زور اُس کا چلا
 ادب سے دیا اُس نے سر کو جھکا
 مری جان اس حکم پر ہے خدا
 ٹلے گا نہ پر حکم محبوب کا
 کہ عرشِ مجیدش بود مُتکا

<p>مرے ڈوبتے بیڑے کو جلد تھام خبر لے مری اسے مرے دستگیر نہ ہو مجھ پہ حاکم یہ نفس غوی مجھے بخش مین ہوں ظلوم بھول</p>	<p>اسی شاہ کا ہون مین یارب غلام مجھے نفس لئے کر لیا ہے اسیر مین ہوں تیرا عبد ضعیف لے قوی الہی مری التجا کر قبول</p>
<p>اما بعد۔ فقیر حقیر سید محمد اکبر ابوالطالی دانا پوری غفر اللہ ذنوبہ اپنے برادران طریقت کی خدمت میں متمسک ہے۔ میری التماس پر غور کی نظر فرمائیے اگر وہ تسلیم کے قابل ہوں تو ان پر عمل فرمائیے اور میری نجات کے واسطے دعا کیجئے وہ ہو بذا التماس اول (یا اللہ میری التماسین خاص تیرے ہی واسطے ہوں اور ان میں از عظیم کرامت فرما آمین) آپ حضرات میری آنکھوں کے نور اور میرے دل کے سرور ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اگر آپ حضرات طریقہ اہل سنت والجماعت پر قائم رہے اور اتباع شرع نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنا شعار قرار دیا اور جیسا کہ چاہئے اسی اتباع ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کرتے رہے تو اس کو یقین ثلاثہ کے ساتھ سمجھے کہ شیطان رحیم کا مکر تم پر کبھی نہ چلیگا اور ہمیشہ تم رسول اللہ کے دامن کے سایہ میں تربیت پاتے رہو گے حق و باطل کی کسوٹی شرع شریف ہے۔ ۵</p>	
<p>طریقت از شریعت نیست بیرون طریقت راہ نمود برو سے کشاید بنی این را اپنے عشاق حق بست ہر این بام را ہم رہگذر کن حقیقت را بہین کا نجاست دلدا</p>	<p>شریعت را مقدم دار کنون کے کو در شریعت کامل آید طریقت در بان معرفت ہست چو بر بام آمدی بالا نظر کن نظر فرما بعرش و فرشتش بگزار</p>
<p>التماس دوم۔ جا منن یہ مقامات بغیر اتباع شریعت کے حاصل نہیں ہو سکتے۔ شریعت شریعت شریعت لمولفہ نظم یعنی قطعہ</p>	

ملکہ دانا پور ضلع بیٹہ مین باقری سادات کی بیٹی ہے وہاں سے ہون کے لئے پیرا پیرا حضرت خیرت علیہ السلام کا سنہی ترقی اور فضیلت اور کلمہ وحدت اسی خاندان میں موجود ہے ۱۲

تطہ ارشاد ہوگا وہ اکبر
 ہے شریعت بڑا بلند مقام
 مصطفیٰ کا بچھا ہے تخت و تاج
 جو شریعت میں ہو گیا کامل
 ہے طریقت میں دستگاہ جسے
 ہوا اس مرحلہ کا وہ سالک
 پر شریعت ایمان بھی ساتھ رہے
 غفلت ہے جہان کا صاحب شرع
 مہذب شرع کو فقیر نہ کہہ
 بزم پاک نبی سے دور ہے یہ
 شرق عادت بھی ہو اگر اس میں
 ان کی افراد پر نظر ہے ہمیں
 کوئی سے خوار ہے کوئی کچھ اُور
 دشمن حق ہیں یہ غدوے نبیؐ
 انہیں اللہ سے بھی ہے شکوہ
 کہتے ہیں کیوں ہوئی شراب حرام
 رقص کس واسطے ہوا ممنوع
 انہیں پدموت آگئی ہے پسند
 ان میں جو آدمی ہوا داخل
 ہے لباس زنانہ زیب بدن
 ترک الصوم والصلوة ہیں یہ

جو فقیروں میں باشریعت ہے
 عرش سے اونچی اسکی رفعت ہے
 وہ مقام شہر رسالت ہے
 وہی صوفی باطریقت ہے
 معرفت کی اب اُس کو حاجت ہے
 یہ چلے جتنی اس کو طاقت ہے
 شرع شمع رہے ہدایت ہے
 شرع قانون نظم ملت ہے
 یہ گرفتار حرص و لذت ہے
 اسکے دل میں ہجوم ظلمت ہے
 جو گیون سے کچھ اُس کو نسبت ہے
 جو ہے وہ بندو طبیعت ہے
 الغرض سب کی ایک حالت ہے
 من گھڑت ان کی ہر حکایت ہے
 پھر نبی سے بھی کچھ شکایت ہے
 اسمیں وہ کوئی قباحت ہے
 کوئی اسمیں وجہ حرمت ہے
 وہی ان کی کتاب و سنت ہے
 سمجھو اُس سے نماز و رخصت ہے
 یہی مردان حق کی اہمیت ہے
 یہ عبادت ہے یہ خشیت ہے

انہیں توفیق توبہ دے یا رب	آدمی کی توان کی صورت ہے
جب کٹا مرحلہ طریقت کا	سرفت سے اب اس کو ملت ہے
یہ بھی منزل ہوئی جب اسکی تمام	پھر تو ہمیشہ نظر حقیقت ہے
کر دیا حق نے اس کو مالک ملک	بس اسی کی یہاں حکومت ہے
عالم دل ہے تحت گاہ اس کی	وہاں دیکھ جو شان و شوکت ہے
یہ خلیفہ ہے اپنے مالک کا	شاہی کے ساتھ اسے خلافت ہے
نکلی ہیں اس جگہ سے دو شاخیں	دونوں راہوں کی ایک وسعت ہے
قطب ارشاد یہ وہ قطب مدار	دونوں کا ایک دین دلت ہے
اختلافات کا وہاں کیا ذکر	اُس جگہ فیض و احدیث ہے
ہیں بزرگی میں سب وہاں یکساں	افضلیت ہی افضلیت ہے
نفس کو قتل کر چکے ہیں وہ	اُن کو حق کی طرف سے نصرت ہے
چل کر اکبر انہیں کی خدمت کو	اُن کا ہر فرد قطب ملت ہے

التماس سووم۔ فقراے طریقت کے لئے جس قدر ضروری شے صحبت شیخ اور اتباع شرع ہے اس سے زیادہ کار آمد نہ کوئی ریاضت ہے نہ کوئی شغل ہے۔ شیخ کی پیروی کی نسبت مولاناے رومی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں ۵

ہر کہ در رہے قلاؤزی رود	ہر دور روزہ راہ صد سال شود
اور حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی پیروی کے واسطے حضرت	سعدیؒ فرماتے ہیں ۵

دین راہ جز مرد راعی زلفت	گم آن شد کہ دنبال داعی زلفت
چند ار سعدی کہ راہ صفا	توان رفت جز در پئے مصطفیٰ
جو شخص صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نقش قدم پر چلا وہ ہرگز	

راستہ غلط نہ کر لگیا اس لئے کہ تمام اُمت نے انہیں حضرات کے سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو پہچانا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ شانہ کو رسول اللہ کے سبب سے پہچانا یہ معرفت ہمیں سینہ بسینہ اور واسطہ بواسطہ پہونچی ہے یعنی صحابہ سے تعلیم پائی تابعی نے اور تابعی سے تبع تابعی نے اور ان سے اقبل تبع نے الغرض سلسلہ بسلسلہ یہ روایتیں ہم تک انہیں تین قرون کے حضرات سے پہونچی ہیں اور خیریت بھی انہیں قرون میں ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ایسی سچی پیروی کی کہ اہل انصاف ہی کا دل جانتا ہے سخن حق تو یہ ہے کہ اسلام کا باغ لگایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ نے اور اس اسلام کے باغ کی باغبانی صحابہ رسول اللہ نے کی خلفائے راشدین نے اس باغ کی بہار کو حد کمال تک پہونچا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس باغ کی سیر اپنی آرام گاہ سے کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں چنانچہ اس خوشنودی کی سند میں دو صحابیوں کو تو آپ نے اپنے پہلو ہی میں جگہ عنایت فرمائی کہ اب وہ قیامت تک آپ سے جدا نہ ہونگے اور تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی وہ بھی جنت البقیع ہی میں آرام فرماتے ہیں بہت قریب ہیں۔ چوتھے خلیفہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ وہ گو بظاہر کچھ فاصلہ پر ہیں مگر لہک ٹپنے لے اُس دوری کو بہت ہی قریب کر دیا ہے ۵

در را و عشقِ مرحلہٴ قرب و بُعد نیست	می بینمت عیان و دعا میفرستمت
<p>اتھما س چہارم۔ اے میری آنکھوں کے نور اور دل کے سرور تمہاری خیریت اس میں ہے کہ صحابہ کی آپس کی لڑائیوں میں لب نہ کھولو۔ حضرت سیدنا علیؑ کے حقیقی بھائی عقیل تھے جن کے فرزند حضرت مسلم تھے۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اُن سے ناخوش تھے اور وہ جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ تھے اور دونوں میں بہت استحاد تھا اُن حضرات کا فیصلہ ہو چکا ہے اُن کی روحیں عالم ارواح میں معافہ کر رہی ہیں۔</p>	

حضرت نور دین علی دہلوی و جگر گوشت رسول مقبول سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ حکم سنا دیا ان مقدمات میں ذرا سی بھی جان باقی نہیں رہی۔

التماس پنجم۔ تقلید ہمارے واسطے راہ ہدایت ہی ہے ہرگز ہرگز حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کو ترک نہ کرنا جو ان چاروں اماموں میں سے کسی کا بھی مقلد ہے وہ دائرہ حق میں محفوظ ہے۔

التماس ۶۔ طریقت بغیر شریعت کے گمراہی ہے اور شریعت بغیر طریقت کے نان خشک ہے جو بیکل حلق سے فرو ہوتی ہے۔ ۵

شریعت را مقدم دار اکنون	طریقت از شریعت نیست بیرون
کسے کو در شریعت کامل آید	طریقت را چہ خود بروے کشاید

التماس ۷۔ سماع مجروح کی اباحت میں تو کوئی گفتگو ہی نہیں۔ مگر مزامیر میں اختلاف ہے۔ اور امر دقوال کا سماع بھی مشتبہ ہے۔ زمانہ بہت پر شور ہے اور لائڈ ہون کی کثرت ان کی صحبت نے بڑے بڑے گناہوں کو چھوٹے گناہوں سے بھی کم کر دیا۔ لہذا مشتبہ امر سے چھانک بچا جائے بچتے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی کام مباح سمجھ کر کیا اور کبیرہ میں مبتلا ہو گئے۔ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ۔ ۵

سماع اسے برادر نہ گویم کہ جیت	مگر مستحق را بہ پیغم کہ کیست
اگر مرد شہواست و بازی و لاغ	قوی تر شود دیو اندر دماغ
ور از برج معنی بود طیر او	فرشتہ فرو ماند از سیر او

التماس ۸۔ عرس بزرگان۔ یوں کیا جائے کہ دن کو قرآن خوانی ہو اور شب کو بعد نماز عشاء محفوظ مکان میں مژ کی نفوس حضرات کے ساتھ سماع سنا جائے اور قوال وہ ہو کہ جو امر دہی کی حد سے باہر نکلا ہو۔

التماس ۹۔ مرید جب داخل طریقت ہو جائے تو پہلے جو حکم اُس پر کیا جائے وہ استغفار

کے ورد کا ہوا اور اُس سے متواتر چند چلے استغفار کے کرائے جائیں تاکہ گناہوں کا اثر اُسکے دل سے جاتا رہے جب وہ پاک ہو جائے تو اُس کو ورد و شریف طریقت تعلیم کیا جائے اور رابطہ شیخ کے معنی سمجھا دئے جائیں کہ شیخ آئینہ جمال رسول کریم ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسی کے افعال و اقوال کو اپنا دستور العمل کرے۔

التماس ۱۰۔ مرید کو لازم ہے کہ اب زہد اختیار کرے اور نوافل کی کثرت کرے شیخ اسی کا حکم دے اور تہجد کی تاکید ہو اور اُس کا اہتمام قریب فرض کے ہو اور جو کچھ ذکر وغیرہ کیا جائے وہ بھی نماز تہجد ہی کے بعد ٹھیک ہے۔ نماز فرض تو خدا کا حکم ہے وہ کسی کی گردن سے کب اتر سکتا ہے۔ نوافل کا اہتمام رسول اللہ کا حکم ہے وہ خدا کے حکم سے کب جدا ہو سکتا ہے۔ کثرت سالک کے چہرے کو ایسا روشن کر دیتی ہے جیسے رات کی اندھیری کو ماہ کامل کی روشنی۔ جس صوفی کو تہجد کا اہتمام نہیں ہے وہ صوفی نہیں ہے نہ تو اُس کے دل میں نور ہے۔ پیران طریقت کی نسبت یعنی اُسے عبادت کا مزہ ہی نہیں آیا۔ جن اکابر کو نوافل کا اہتمام ہے بے شک بقدر طاقت بشری وہ اپنے محبوب و برحق کی عظمت کا خیال کرتے ہیں۔ بندوں کے واسطے اپنے مالک کے حضور میں پیش کرنے کے لئے اس سے زیادہ مقدس اور برگزیدہ کوئی تحفہ نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ شانہ قبول فرمائے۔ اور واقعی اُس مالک الملک کو کسی شے کی ضرورت نہیں ہے وہ تو تمام جہان کا پیدا کرنے والا ہے اور جو نعمت جس کے پاس ہے اُسی کی بخشی ہوئی ہے اُس کو کون بندہ کیا تحفہ دے سکتا تمام جہان میں جو کچھ ہے اُسی کا ہے اور وہ سب کا خالق اور مالک ہے۔

التماس ۱۱۔ میرے پیارے عزیز و سوسے

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تو در آید	جو انان سعادت مند پسند پسیر دانا را
اپنے وقت کو مراقبہ کے لئے اور ذکر کے لئے مقرر کر لو۔ مراقبہ تو علی الدوام ہے یعنی ہر وقت اور اگر تم اپنے دنیاوی کام میں بھٹے ہو تو صبح و شام کے وقت کو ماتھ سے نہ جانے دو۔	

التماس ۱۲۔ ذکر خیر اگر تم ایسے لوگوں میں رہتے ہو کہ تمہارا ذکر ہر سبب تکلیف ہے تو ذکر خفی بہتر ہے اور اگر یہ سمجھو کہ ہمارے ذکر سے اور اللہ کے بندوں کو شوق ہوگا تو خیر خفی سے بہتر ہے۔

التماس ۱۳۔ نمازوں کی تفصیل یہ ہے تہجد نفل ہے فقیر نیاز مند بارہ رکعتیں پڑھتا ہے اور آٹھ رکعتوں کی بھی روایت ہے۔ نماز اشراق کی چار رکعتیں ہیں۔ نماز چاشت کی چار سے بارہ رکعتوں تک ہے۔ صلوٰۃ الاوابین کی چار رکعتیں ہیں اور اکثر بزرگوار ہیں رکعتیں پڑھتے ہیں مغرب کے وقت۔ صلوٰۃ التشیع نماز سب گناہوں کی مغفرت کے واسطے پڑھی جاتی ہے صغیرہ ہو یا کبیرہ وہ گناہ اس سے عمارت ہوئے ہوں یا خطا حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یہ نماز حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم فرمائی تھی جو آپ کے چچا تھے یہ چار رکعتیں ہیں ہر رکعت میں بعد قراءت کے پندرہ بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ والہ اکبر پڑھے اور رکوع میں دس بار۔ قومہ میں دس بار۔ سجدے میں دس بار۔ سجدے کے جلسہ میں دس بار۔ دوسرے سجدے میں دس بار۔ اور دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر دس بار۔ ہر رکعت میں پچھتر بار۔ چاروں رکعتوں میں تین سو بار پڑھے۔ اگر مرد شوقین ہو تو یہ نماز روزانہ پڑھے۔ نہیں تو ہر جمعہ کو یا ہفتے میں ایک بار تو ضرور پڑھ لیا کرے۔ اور ان چار رکعتوں میں یہ چار سورتیں روایتاً بیان کی گئی ہیں۔ سورہ شکار۔ سورہ العصر۔ سورہ الکافرون۔ سورہ الاخلاص یعنی قل ہو اللہ۔ مومنین چار قبل فرض ظہر۔ دو بعد فرض ظہر۔ دو رکعتیں بعد نماز فرض مغرب۔ اور دو رکعتیں بعد فرض عشا۔ اور دو رکعتیں قبل فرض صبح۔ چار چار رکعتیں قبل فرض عصر اور قبل فرض عشا کا بھی ثواب بہت ہے اکثر اکابر طریقت کی یہ آٹھ رکعتیں بھی فوت نہیں ہوتی ہیں۔ نمازیں ہو گئیں۔

التماس ۱۴۔ اب روزوں کا بیان ہے۔ فرض روزوں کے سوا۔ یقیناً روزے
ایام بیض کے یعنی ہر مہینے کے تیرھویں۔ چودھویں۔ پندرھویں۔ اور پچیسویں اور
دو شنبہ کے روز۔ اور چھ روزے ماہ شوال کے دوسری تاریخ سے ساتویں تک
نوروز سے ماہ ذی الحجہ کے اوّل تاریخ سے نوین تاریخ تک۔ اور عاشرہ محرم کا
روزہ نویں۔ دسویں یا دسویں گیارھویں کا۔ آٹھ روزے اوّل ماہ رجب۔ اور
اوّل ماہ شعبان کے رکھے یہ سولہ روزے ہوئے۔ اور ایک روزہ ۲۴ رجب کا
جسے ہزارہ روزہ کہتے ہیں۔

التماس ۱۵۔ بیان اور اوجہ اور ادب پر مقدم تلاوت قرآن ہے کم سے کم
روزانہ ایک پارہ پڑھ لیا کرے اور بہتر یہ ہے کہ مثنوی ربشوق کی طریق پر تلاوت کرے
یعنی ایک منرل روزہ۔ بعد تلاوت۔ دلائل الخیرات کی روزانہ ایک منرل پڑھے
اس کے بعد اور ادب فتحیہ۔ حزب الاعظم ملا علی قاری۔ اور صبح کی سنت اور فرض
کے درمیان سورہ فاتحہ اکتالیس بار اُس کے ممنون پر خیال کر کے خصوصاً اَیَّاکَ نُعْبُدُ
وَ اَیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پر اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پر نہایت عاجزی ظاہر
کرے۔ اور بعد نماز صبح کلید بہار میں دس بار لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْکَ
لَهُ الْمَلٰئِکَةُ وَ لَهُ الْحَمْدُ الْحَیُّ وَ حَمِیْدٌ وَهُوَ حَیُّ لَا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا
ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ۔ سورہ یسین ایک بار۔ اور تلاوت قرآن شریف اور
دلائل الخیرات اور اور ادب فتحیہ کا ورد صبح ہی کو وقت مناسب ہے اور اگر صبح کو فرصت
نہ ہو تو جو وقت فرصت کا ہو۔ اور استغفار سُبَّارِ اسْتَغْفِرُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ۔ سُبَّارِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ
باسم اللہ۔ بعد نماز ظہر سُبَّارِ کلید طیب لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔
اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اَنْ تُنَجِّیْ قَلْبِیْ بِتَوْحِیْدِ

مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا يَا اَللهُ۔ پانچ سو بار اَللهُ الصَّمَدُ۔ سورہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ اَبَدًا۔
 اور ایک منزل دلائل الخیرات چاہے صبح کو چاہے ظہر کو۔ بعد نماز عصر سورہ عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ
 ایک بار۔ اور آیہ کریمہ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ سو بار
 بعد نماز مغرب سورہ واقعہ ایک بار۔ اس کے بعد صلوٰۃ الاوابین۔ اُسکے بعد مراقبہ
 مگر مراقبہ بعد ذکر کے کیا جائے اس لئے کہ ذکر سے قلب کا لطیفہ جاری ہو جاتا ہے اور
 فیضان کی آمد شروع ہوتی ہے تو اُس فیضان کو جو مناجات اللہ ہے اطمینان سے اور
 سکون سے قلب میں لیکر مراقبہ کے ذریعہ سے اُس کی پرورش کی جائے اور جب مراقبہ سے
 فرصت ہو تو ۱۰۰ بار اِس دعا کو پڑھنا چاہئے نہایت عاجزی اور اسحاہ سے اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ
 قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِکَ وَکُوِّنْ لِّیْ بِتَوْفِیْقِکَ اَبَدًا يَا اَللهُ يَا اَللهُ۔
 بعد نماز عشا کے ایک بار سورۃ الملک اور ورد زمزل شریف اس طرح پڑھ کر کہ اول گیارہ بار استغفار
 پھر گیارہ بار ورد تَجَنُّبًا اور گیارہ بار زمزل شریف پھر گیارہ بار وہی ورد شریف۔ بعد
 تمام ہونے ورد زمزل شریف کے پلنگ پر جا کر قبلہ رو دائیں کر وٹ سو رہے اور یہ ورد زمزل
 شریف ہمیشہ کے لئے ہے اور مچھلی کا بھی ہمیشہ کے لئے پرہیز ہے اس نیا زمزد نے
 چودہ برس کی عمر سے ورد زمزل شریف شروع کیا ہے۔ اس وقت عمر فقیر کی چونسٹھ برس
 کی ہے مجھے ہمیں یاد آتا ہے کہ میں نے کبھی مچھلی کھالی ہو۔ یہ تو کسی کی مجال نہیں ہے کہ
 اس کو کوئی حرام کئے اس لئے کہ شارع نے جسے حرام کیا وہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے کسی صورت
 میں وہ حلال نہیں ہو سکتی اور جس کو شارع نے حلال کہا ہے وہ ہمیشہ کے لئے حلال ہے
 کسی صورت میں کسی کے حکم سے وہ حرام نہیں ہو سکتی مگر صرف بزرگوں کا حکم ہے اس سے
 حرام سمجھ کر پرہیز نہ کرے اور اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مچھلی کا گوشت ریاچ بہت
 پیدا کرتا ہے اور بزرگوں کو ایک ہی وضو سے بہت کچھ پڑھنا ہوتا ہے لہذا اُن تنفرائے
 اس کا کھانا ہی ترک کر دیا۔ اسی طرح کبری کے گوشت کی نسبت گائے کا گوشت زیادہ

بیاح پیدا کرتا ہے اُس سے بھی اجتناب کیا۔ اسکے سوا کوئی دوسری وجہ معلوم نہیں ہوتی ہے
 التماس ۱۶۔ ذکر

ذکر آن باشد کہ بکشاید ورے	فکر آن باشد کہ پیش آید شے
---------------------------	---------------------------

افضل الذکر لا اله الا الله ہے صفائے قلب اور انجلائے روح کے واسطے اکسیر ہے
 اور ذکر کی تعریف بزرگوں نے یہ کی ہے کہ سائل کریم کے دروازے پر جا کر آواز دیتا ہے
 تو وہ سائل کی آواز سن کر اسکی حاجت روائی کے لئے دروازہ پر آجاتا ہے تو جیسا سائل
 ہوتا ہے اُس کی استعداد کے موافق اُس کو دیتا ہے جب سائل اپنے مقصد کو پا جاتا ہے
 تو اطمینان سے اپنے حاجت روا کی شکر گزاری کرتا ہے اور ہمیشہ اُس کے احسان کو
 یاد کر کے اُس کے جمال پیشال سے اپنے دل کو خوش کرتا ہے اور اُس محسن کی تصویر کو
 نصب العین کر لیتا ہے اور یہ حالت مراقبہ کی ہے حضرات نقشبند مریدوں کی تعلیم
 ابتدا ہی میں مراقبہ سے شروع کرتے ہیں اور طریق میں اذکار و اشغال مراقبہ پر مقدم ہیں
 اسی کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ عنہ نے ایک شعر میں نظم کر دیا ہے

اول ما آخر ہر ہنستی	آخر ما جیب تبتا ہی
---------------------	--------------------

اے میرے پیارے نور چشمو تم کو اللہ عجل سلیم عطا فرمائے آمین اللہم آمین تم آمین
 اس شعر سے حضرت رضی اللہ عنہ کی یہ غرض نہیں ہے کہ میرا طریقہ اور طریقوں سے افضل
 و بہتر ہے اور کسی مرید کو یہ شایان نہیں کہ اپنے طریقہ کو اچھا سمجھے اور دوسرے طریقہ کو
 اُس سے کم۔ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے صرف اپنے طریقہ کا اصول بتایا ہے جتنے
 طریقے اہل سلوک کے ہیں اور وہ لباس شرع شریف سے آراستہ ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ
 شانہ سے ملنے کی راہیں ہیں اور یہ راہیں وہیں تک ہنستی ہوئی ہیں۔ فقیر محمد اکبر

پا ہے بدھرے جائے یلگی وہی گلی	انسان چل کھڑا ہو کسی اک نشان پر
-------------------------------	---------------------------------

الہاب شرع کی وہ راہ ہے کہ اس راستہ کا چلنے والا انشاء اللہ تعالیٰ کبھی استغناء نہ بھولے

اور نہ کسی قرآن کے دھوکے میں آکر لوٹا جائیگا دیکھو یہ آیت شریف کیا تعلیم دے رہی ہے
 قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ يُغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ
 حبیب سے یوں ارشاد فرماتا ہے۔ اسے میرے حبیب تو کہہ دے ان لوگوں سے اگر
 تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ پر چلو۔ قائلہ۔ آپ کی راہ شرع شریف ہے
 کہ اللہ تعالیٰ شانہ تم کو چاہتے لگے۔ وَ يُغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَ اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ
 ترجمہ اور بخشے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے انتہی۔ میرے نور چشم اس
 آیت شریف پر غور کرو یہ آیت پارہ ملک الرسل کے چوتھے رکوع کے اوّل میں ہے۔
 سنو سنو اللہ سے وہی بندہ ملیگا اور اللہ اُسی بندہ کو چاہیگا جو اُس کے رسول
 حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحاب و سلم کی اتباع کر لگیا اور یہ سب کو معلوم ہے کہ
 حضور پر نور کی اتباع اتباع شریعت ہے حضرت سعدی فرماتے ہیں ۵

دین راہ جز مرد راعی زفت	گم آن شد کہ دنبال داعی زفت
پندار سعدی کہ راہ صفا	توان رفت جز در پے مصطفیٰ

دیکھو دین و دنیا کی خیریت سالک کے لئے اتباع شرع شریف میں ہے۔ اگر کوئی فقیر
 زمین و آسمان کے قلابے ملا دے اور شمع ہدایت جو شرع شریف ہے اُس کی روشنی
 اُس کے پاس نہ ہو تو باوجود آفتاب کی روشنی کے اُسکے واسطے عالم اندھیرا ہے سر و پا
 برہنہ پڑے پھر لے سے کچھ حاصل نہیں کس لئے کہ آثار سنن میں کہیں دیکھا نہیں گیا
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحاب و سلم کے پائے مبارک میں کبھی غلین
 نہ ہو اور سر مبارک پر عمامہ نہ ہو۔ ہاں یہ شعار ہندوؤں اور بنگالیوں کا ہے۔ جب تک کوئی
 بنگالی لکھ پتی نہ ہو وہ پاؤں میں جوتی نہیں پہنتا۔ دفتر کے ملازم بنگالی اس اصول سے
 جدا ہیں۔ پھر اس آیت شریفہ کے نیچے کی آیت نے اس مطلب کو صاف کر دیا ہے کہ
 جسمین کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا

فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝ ترجمہ حضور پر نور سے جناب باری تعالیٰ شانہ
 ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب تم ان لوگوں سے کمد و کہم مانو اللہ کا اور رسول کا
 پھر اگر ان لوگوں نے منہ پھیرا یعنی اطاعت اللہ اور رسول کی نہ کی تو اللہ کافروں کو
 دوست نہیں رکھتا۔ جو گویوں کی سی ریاضتیں کہ کوئی چاروں طرف آگ جلا کر اور اُسے
 دوزخ کا نمونہ بنا کر بیچ میں اُس کے بیٹھا ہے۔ اور کوئی چلتے کے جاڑوں میں ٹھنڈے
 پانی سے نہارتا ہے۔ کوئی اپنا ایک ماتھ اٹھائے ہوئے ہے یہاں تک کہ وہ ماتھ خشک ہو گیا
 کسی نے اپنے تئیں دو تختوں میں بندھوا کر آسے سے چروا ڈالا۔ کسی نے روئے کی تھلک
 پا دیوں کی طرح شادی نہ کی مگر سب کام کئے تو کیا ان لغویات اور بیہودہ کفر کی باتوں سے
 خدا ملتا ہے۔ خدا اُسی کو ملیگا جو حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے نقش قدم پر چلیگا انشاء اللہ تعالیٰ ۵

محمد عربی کا بروئے ہر دوسراست

۵ حافظ

سالمہ سجدہ صاحب نظران خواہد بود

برزینیکہ نشان کتب پائے تو بود

۵ فقیر محمد اکبر ابوالعلائی

سر رکھ دیا کسی کے قدم کے نشان پر

اب تو یہی نماز یہی جانا ہے

التماس ۱۷-۱۸-۱۹ میرے نور نگاہ ہوا ماہ مبارک رمضان کی نہایت عزت کا
 اس کا ہر روز روزِ عید ہے اور ہر رات شبِ قدر ہے۔ یہ مہینا بڑی برکت کا ہے۔ تراویح میں
 ہرگز ہرگز ناغہ نہ ہوں ایک ختم قرآن تو ضرور بالضرور تراویح میں سن لینا اور اگر خدا تم کو
 زیادہ توفیق و شوق دے تو تین ختم۔ پھر میں بطور تاکید تم سے کہتا ہوں تہی حضرت
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بہت محبوب تھی تم بھی اس سے عشق
 پیدا کر لینا۔

نماز تہجد کی ترکیب معمول حضرت سر حلقہ سلسلہ نقشبندیان خواجہ ابویوسف ہمدانی قدس سرہ

بارہ رکعتیں چہ سلام سے پڑھے دو رکعتوں میں جو اول دو گانہ ہے پہلی رکعت میں بعد
سورۃ فاتحہ آیتہ الکرسی تا علی العظیم اور دوسری رکعت میں آمَنَ الرَّسُولُ۔ اب دس
رکعتیں رہیں اُن میں سے آٹھ میں سورہ یسین اس طور پر پڑھے ان آٹھوں رکعت کی
پہلی رکعت میں دس آیتیں سورہ فاتحہ کے بعد تَا اِنَّا لَنُحْيِي الْمَوْتٰی اِیْنِیْ مَبِیْنٍ اَوَّلُ تک۔
اور دوسری رکعت میں بعد سورہ فاتحہ وَمَا لٰی لَیْ اٰخِرَآیْتِ یعنی تَرْجِعُوْنَ تک۔
تیسری رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے تَا وَآیۃ لَّهْمُ الْاَرْضُ الْمِیْنَةُ مَا اٰخِرَآیْتِ
یعنی یا مکلون تک۔ چوتھی رکعت میں تَا آیۃ وَآیۃ لَّهْمُ اِنَّا حَمَلْنَا اٰخِرَآیْتِ تک۔
پانچویں رکعت میں بعد سورہ فاتحہ وَنُفِیْضِ الصُّوْرِ اٰخِرَآیْتِ تک چھٹی رکعت میں بعد سورہ فاتحہ
وَلَقَدْ اَصْلَحْ مِثْلُکُمْ اٰخِرَآیْتِ تک۔ ساتویں رکعت میں بعد سورہ فاتحہ وَاتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ تَا اٰخِرَآیْتِ آٹھویں رکعت میں بعد سورہ فاتحہ تَا اٰخِرَآیْتِ تک۔ یہ دس رکعتیں
ہو گئیں دو گانہ دو گانہ کر کے۔ اب آخر کا دو گانہ باقی رہا اسکی رکعتوں میں قُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ
تین تین بار بعد سورہ فاتحہ یہ روش حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی قدس سرہ کی ہے اور اس
فقیر نیاز مند محمد اکبر ابوالعلانی آپ ہی کے طریقہ کا دست گرفتہ ہے اپنے طریقہ کے
بزرگوں سے یہی روش پہنچی ہے مگر جسے سورہ یسین یاد نہ ہو وہ ہر رکعت میں تین تین
بار قُلْ هُوَ اللّٰہُ پڑھ لیا کرے۔ یا عروج و نزول کے طریقہ پر پڑھے۔ فقیر نے پہلے
نور چشم محمد محسن مالدہ عمرہ کو عروج و نزول ہی تعلیم کی۔ جب تہجد سے سوانست
ہو جائے تو پھر اُسے اختیار ہے اس کو پڑھے۔ بعد تہجد سے فراغت ہونے کے یہ باعی
حضرت جامی کی دعا کے طور پر پڑھے۔ رباعی

برزندہ دِلان بے تو حرام است نفس

از زند گیم بندگی نشت ہو کس

خواہد ز تو مقصود دل خود ہر کس	جامی از تو بہین ترا خواہد و بس
<p>اور کتاب حزب الاعظم ملا علی قاری مین سے جو دعا پسند آئے وہ یاد کر لے بعد اس رباعی کے وہی دعا پڑھے۔ بعد دعا کے پیران طریقت کے نام سے اس طور پر کہ ایک بار پڑھ پڑھ جائے پھر یکجا لی فائز سب کے نام سے پڑھ دے۔</p> <p>الثماس ۱۸۔ بندون کی نماز ہی اُس مالک الملک کے لئے تحفہ ہو سکتی ہے بشرط قبیل لمولفہ ۵</p>	
نماز تحفہ خاق درود تدریسی	یہ مصطفیٰ کے لئے ہے تو وہ خدا کیلئے
<p>اے میرے نورنگا ہو اگر تمہاری جان ہمارے ہونٹوں پر ہو اور اللہ تعالیٰ شانہ ہوش بجا رکھے تو اُس وقت بھی اشاروں سے نماز ادا کر لینا اور نہین تو صرف خیال ہی نماز کا تمہاری نماز بھی جائیگ اللہ تعالیٰ شانہ ہماری نماز کا محتاج نہین ہے ہماری نماز اُسے کیا فائدہ ہو بچا سکتی ہے نہ زبان وہ ہماری نماز سے خوش ہوتا ہے جیسے ایک مہربان باپ اپنے سعادت مند فرزندوں کے سلام سے خوش ہوتا ہے اور ناخلف لڑکوں کے اطوار سے ناخوش۔ ایک سعادت مند لڑکا صبح کو جب سوکر اٹھتا ہے اور خوب گاہ سے باہر آتا ہے تو پہلے وہ اپنے مہربان باپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور اُسے ادب سے السلام علیکم عرض کرتا ہے پھر وہ اپنے مہربان باپ کے ماتھے چومتا ہے تو باپ اُس کو ہنساتے پتے دل سے دعا دیتا ہے اور اُسے دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میری زندگی کا حاصل یہی ہے۔ اسی طرح جب بندہ پانچویں وقت اپنے مالک کے حضور میں حاضر ہوتا ہے تو پروردگار تعالیٰ شانہ اُس کی فرمان برداری سے راضی ہوتا ہے اور فرشتگان مقرب اُس کو فرمان بردار بندہ کہہ کر صفوف ملائکہ میں اُس کا ذکر کرتے ہیں اور جو بے نماز بندے ہیں اُن کا ذکر شیاطین کے مجمع میں ہوتا ہے ۵</p>	
صلاب کار کجا و سن خراب کیا	بہین تفاوت رہ از کجاست تا کجا

کیا ہے وہ آدمی کو باطن ہے جو ملاحظہ اشیا سے معرفت الہی کا سرمایہ جمع کرے نابینا جو ملاحظہ قدرت سے بے نصیب ہے وہ غریب کیا کرے آنکھیں ہی نہیں ہیں آنکھوں والا جو سیر قدرت نہیں کرتا وہ اندھے سے بہت زیادہ بد نصیب ہے۔

التماس ۲۳۔ دل بدام یاد الہی سے غافل نہ رہنے پائے دل بادشاہ بدن ہے جہاں یہ غافل ہوا اس کی تمام رعایا پر اُس کا اثر پڑیگا۔

التماس ۲۴۔ غذا کم کھائی جائے باستثناے طعام و دعوت۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے کُلُوا لِيْ بَعْضَ بَطْنِكُمْ یعنی جو کھائی پیٹ کھانا کھانا چاہئے۔

التماس ۲۵۔ خواب بھی کم چاہئے سالک شب کو عبادت کے لئے مخصوص کرے نماز صبح و چاشت کے بعد آرام کر لیا کرے مگر قلیل مقدار میں۔

التماس ۲۶۔ غلیبَت۔ یہ بڑا سخت مرض ہے علاج اس کا آسان ہے لیکن دشوار بھی ہے یعنی غیبت کرنے والا گوشت کھاتا ہے اپنے برادر مردہ کا یہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اگر آدمی کو یہ پسند آتا ہے تو کھایا کرے ورنہ ترک کرنا اُس کا بہر حال اولیٰ ہے اگر اللہ کا فضل ہو اور یہ باتیں کمال کے ساتھ حاصل ہو جائیں تو پھر یہ خیال ہے کہ نفس عجب و تکبر میں نہ مبتلا کر دے۔

التماس ۲۷۔ زیارت قبور ہر مسلمان کے واسطے نہایت ضروری امر ہے اور سنت ہے اولیاء اللہ کی۔ اور ثواب رسائی ہے اُن مجبورین کے لئے کہ جو اب اپنی ثواب کے واسطے کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مقابر میں تشریف لے جاتے تھے اور اہل قبور کے لئے دعائے بخشش فرماتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کی برکت۔ دے گناہ اُن اہل قبور کے معاف فرماتا تھا ہر آدمی کو لازم ہے کہ وہ پنجشنبہ یا جمعہ یا اوّل ایام متبرک میں زیارت قبور کا شرف حاصل کرے۔

اور اہل قبور کے واسطے دعا کرے۔ قرآن کی صورتیں پڑھے اور اگر کچھ مستطیع ہو تو غزیا کو ان کی
طرف سے تقدیرات کرے۔ اور اپنے آبا و اجداد عزیز و اقارب دوست آشنا کی قبروں
حاضر ہو۔ اور قبر پر یون کھڑا ہو کہ پشت قبلہ کی طرف اور منہ قبر کی طرف اور میت کے سینہ
سامنے کھڑا ہو اور سلام پڑھے ان لفظوں سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ مِنْ رَبِّکُمْ یَا اَهْلَ
الدِّیَارِ مِنَ الْمُحَلِّمِیْنَ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَ مَحَنٌ لَّکُمْ تَبْلِغٌ
وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَا یَحْقُوْنَ یَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ وَ الْمُتَّخِرِیْنَ
لِنَسْئَلُ اللّٰهُ لَنَا وَ لَکُمُ الْعَافِیَةَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَی وَ لَکُمْ یَرْحَمُ اللّٰهُ وَ اِنَّا کُمْ
اللّٰهُ الْکَبِیْرُ اللّٰهُ الْکَبِیْرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ الْکَبِیْرُ اللّٰهُ الْکَبِیْرُ الْحَمْدُ
قبر کو پایہ و مرشد کو سجدہ حرام ہے۔ مرث کے۔ باب کے۔ اور آستانہ کے ماتھون کو بوس
دینا جائز ہے۔ اور طواف قبر بھی درست نہیں ہے۔ اگر کسی بزرگ نے شاید کسی بزرگ
کی قبر کا طواف کیا ہو تو وہ فعل عام اصول مذہب حنفیہ کے موافق سند قرار نہ پایگا۔

التماس ۲۸۔ اقرار خطا۔ اگر آپ لوگوں سے کہیں سدا میں غلطی ہو جائے اور
کوئی پڑھا لکھا آدمی آپ کو اُس سے مطلع کرے تو فوراً اُس سے اعتراف کروا لیا جائے
لا الٰہی جھگڑے کی بنیاد نہ قائم کرے اور مناظرہ سے دست چھو اس کو صلے کرام کی ذات
چھوڑو۔ تم اتنا ہی جواب دیو کہ ہم مناظر نہیں اگر یہ تم میں نہ ہو نہ دین نہ طاعتی نہ کئے ہو نہ
جو شخص تم سے سماع کے باب میں متغصن کرے تو اس سے کہو کہ آپ حضرت امام غزالی
اور حضرت امام عبد اللہ یافعی کی تصنیف کو مانتے ہو یا نہیں تو آپ کا علم ان سے کیا
نہیں ہے۔

التماس ۲۹۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کون ہیں اور میں میت غیوم السوا کے کون
وہی ہیں جو ہماری کتب متقدمین میں مذکور ہیں اور ان کے کتب میں
التماس ۳۰۔ اس میرے نوں کیا ہیں۔ فقہ حنفی کے متبعین ہیں اور

وہ قدم رکھے جو مردان خدا کا سادل رکھتا ہو۔

جگر شیر نزاری بہ رہ عشق مرو	سبزہ تیغ درین رہ ز مرمی گزد
-----------------------------	-----------------------------

الحیاء یا اللہ کبھی عقل سلیم والا آدمی اس بات کو یقین کر لے گا کہ ایک وقت کی نماز بغیر
عذر شرعی قصداً کرنے والا شخص فقیر سمجھا جائے۔ دعویٰ یہ کہ ہم رسول اللہ کی امت ہیں
مگر ان کے ارشادات کو نہیں ملتے۔ **نظر**

لَقِصْبِ الْإِلَهِ وَأَنْتَ تَطْمَحُ حُبَّةً	هَذَا الْعَمْرَى فِي الْقِيَاسِ بَدِيعٌ
لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَا طَفْسَهُ	إِنَّ الْمَحَبَّ لَمَنْ يَحِبُّ مُطِيعٌ

ترجمہ تو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور دعویٰ تیرا یہ ہے کہ میں اُس کو دوست رکھتا ہوں
یہ بات تو کسی طرح قیاس میں نہیں آتی۔ اگر تیری محبت اللہ سے سچی ہوتی تو تو اُس کا فرمانبردار
ہوتا اُس کے رسول کے احکام کو ماننا۔ جو شخص کسی کا عاشق ہوتا ہے وہ اپنے معشوق
کا مطیع اور فرمان بردار ہوا کرتا ہے تو نے جو احکام شرع سے منہ پھیرا معلوم ہوا کہ
تو اپنے نفس کا فرمان بردار ہے خدا اور رسول سے تجھے کچھ سروکار نہیں۔

التماس ۳۱۔ اے میرے نوزگاہ ہو۔ اللہ تعالیٰ شانہ تہاری عمر میں داز کرے
نیک اعمال کے ساتھ وہ اعمال جو دین و دنیا کا مجموعہ ہوں **اللّٰهُمَّ آمین اللّٰهُمَّ آمین اللّٰهُمَّ آمین**
سنو اور گوش دل سے سنو اور اللہ تمہیں اُس پر عمل کی توفیق دے
اللّٰهُمَّ آمین اللّٰهُمَّ آمین اللّٰهُمَّ آمین

التماس ۳۲۔ دین و دوزخ دونوں کے مجموعہ کا نام ہے ایک چیز تو خود دین اور دوسری
چیز دنیا اگر دنیا بھی دین کی طرح برتی گئی اور یہی ہونا چاہئے تو اس زندگی ہی میں اُس کے
واسطے حکم خدا مندی پروردگار کا لگا دیا گیا۔ مولانا کا فلسفہ۔ سبحان اللہ و بچہ کیا اچھی
تقریب دنیا کی ہے۔ ہزاروں کشتیاں مریضوں کی اس ایک شہر پر بچھا دی جائیں تو کم ہو۔

چہیت دنیا از خدا غافل بدن	لے قماش فقرہ سے فرزند و زن
---------------------------	----------------------------

دوسرے شعر میں پھر دنیا کی تعریف کی ہے اور ایسی ہی بے مثال تعریف کی ہے جیسی اُس
شعر میں۔ سبحان اللہ بڑوں کی بات بڑی اسی ہوتی ہے ہم نے جو اپنی عمر شاعری میں بڑوں
کی تو کیا کیا۔ بھڑ بھڑکا۔ کار آمد شاعری یہ ہے جس کے دو شعروں نے ہمارے تمام
خیالات کا وارا بنایا کر دیا۔ ان دو شعروں میں نہ کمین رخسار معشوق ہے۔ نہ زلف
معشوق ہے۔ نہ چشم معشوق ہے۔ اسی شاعری کو کہا ہے ۵

جاہلانہش کفر خواند از خری

شاعری رمزیت از پیغمبری

خیر سنو میرا درد دل۔ ۵

وز جدالی کما شکایت می کند

بشنواز نے چون حکایت میکند

تا بگویم شہرت در دواشتیان

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق

بخت خوش حالان و بد حالان شدم

من بہر جمعیتہ نالان شدم

وز درون من نہ جہت اسرار من

ہر کسے از ظن خود شد یار من

الہام ۳۳۔ اے میرے نورنگا ہو ہمارا تمہارا معشوق کون ہے
تمام جہان کا پیدا کر کے والا۔ اُس معشوق کا درد آگین قصد ہم سے
کس نے کہا ہے اُسی معشوق کے حبیب بنے صلی اللہ علیہ وآلہ و آلہ
وسلم ہماری جان ایسے پاکیزہ قفسے سننے والے پر خمار۔ جس نے یہ پایزہ قصہ سنا کر
ہمارے دلوں میں عشق کی آگ لگا دی اور اس آگ نے دنیا کی جتنی بیزین ہیں سب کو
جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ یا یوں کہو کہ دنیا کا بازار لگا کر شائق کا لہجہ بول کر دیا
کہ یہ بازار سب لوٹ لو۔ بازار لوٹنے والوں نے کوئی شے نہ چھوڑی مگر میں نے دلوں
میں اُس کی محبت کی آگ لگی تھی وہ اُس لوٹ کھسوٹ کے وقت آنکھیں بند کر کے
کھڑے تھے اور اپنے کو شک دل کی طرہ چشم باطن سے دیکھ رہے تھے اُس معشوق
حقیقی نے باوجود علم ان سے سوال کیا کہ تم کیوں نہیں لوٹتے۔ بھلا ان میں یہ قدر

کہاں تھی کہ اُس معشوق حقیقی کا جواب ان سے بن پڑتا وہ سراپا ناز خود ان کے کوشک
ل میں آکر بیٹھا اور انہیں جواب تعلیم کیا اور فرمایا کہ کہ نہیں دیتے کہ ہم نے بازار کے
الک کو لوٹ کر اپنے دل میں رکھ چھوڑا ہے بازار کی کیا ہستی ہے

محمد شہ علی احسانہ۔	میرا ازیاں و باغ ازیاں و گل ازیاں و یار ازمن
---------------------	--

تماس ۳۴۔ میرے نوزنگا ہو دنیا کے مال کا لالچ نہ کرو تمہاری عمر میں تھوڑی
اور تمہارا مال تھوڑا۔ تم کو صرف اس قدر حلال طریقہ سے حاصل کرنا چاہئے کہ کھانا کھا لو
پر کپڑے پہن لو۔ تم نے اگر قارون کے برابر مال حاصل کیا تو اُس کا نتیجہ کیا ہوگا وہی
ہوگا جو قارون کا ہوا۔ ۵

ملا کسی کو جو قارون کا مال کیا ہوگا	مقام غور ہے اُس کا مال کیا ہوگا
-------------------------------------	---------------------------------

سعدی فرماتے ہیں ۵

کیمیائے ترا بیا موزم	کہ در اکیرو در صناعت نیست
زوقناعت گزین کہ در عالم	کیمیائے بہ از قناعت نیست

جان من دنیا کے حاصل کرنے کے لئے جس کی عمر بہت کم ہے اُس سے دین کی
خسارت اٹھانی یہ دانشمندی کا کام نہیں ہے۔

التماس ۳۵۔ اسلام کے سچے اور با آب و تاب جواہرات جو ہمارے پاس تھے
وہ ہمارے پاس سے جاتے رہے اب ہم بالکل مفلس ہو گئے اور اس افلاس نے تمام

جہان کے بُرے کام ہم سے کرا دیئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ افسوس ہمارا افسوس
التماس ۳۶۔ مسلمان اور لباس صدق سے عاری۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ مسلمان

سے جھوٹ بولنا بالکل ناممکن سمجھا جاتا تھا اور یہ بات ضرب المثل تھی کہ مسلمان جھوٹ نہیں
بولتا۔ روایت حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کے لشکر میں بعض صحابہ نے دھوکے میں

شراب پی لی۔ بعد اس کے حضرت کو معلوم ہوا آپ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ
 کچھ جواب نہ دیا نہ اقرار کیا نہ انکار۔ آپ نے یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا
 لکھا اور وہ خط ایک شخص کو دیا وہ آدمی عیسائی تھا مگر ظاہر میں مسلمان تھا۔ وہ
 لیکر چلا اور دل میں کہتا جاتا تھا کہ یہ بات جو مشہور ہے کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولتے
 اگرچہ اُس کا سرکٹ جائے اس کے امتحان کا موقع میرے واسطے یہی واقعہ ہے
 وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں حاضر ہوا اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح
 خط حضور کے سامنے ڈال دیا۔ آپ نے وہ خط اٹھایا اور پڑھا اور چہرہ مبارک آپ
 متغیر ہو گیا۔ آپ نے جواب میں حضرت ابو عبیدہ کو لکھا کہ یہ خط تم سب کو پڑھ کر
 سنا دینا۔ اُس میں یہ لکھا تھا کہ اُسے مسلمانوں کی تین معلوم فہم شرب تم چر
 کی گئی ہے اور یہ گناہ اللہ تعالیٰ شاء کاتب۔ اگرچہ تم کو کسی آدمی نے شراب پینے
 نہیں دیکھا مگر جس کا گناہ تم نے کیا ہے اُس نے تو تین دیکھا ہے تمہارا گناہ اُس
 کیونکر چھپ سکتا ہے۔ اگر تم مسلمان ہو تو اُس گناہ سے توبہ کرو اور اللہ تعالیٰ شاء
 کی حد کو اپنی پشت پر او کہ عقبی کے عذاب سے رہائی ہو۔ سبب وہ عیسائی وہ نہ کہ آدمی
 لیکر چلا ہے تو دل میں کہتا جاتا تھا کون ایسا ہے وقوف ہو گا جو اپنے پیچھے ہو سکے
 کہ آشکارا کر لیا اور ہزاروں آدمیوں کے جمع میں دُور سے کوئی نامی و نامی کو لو
 کر لیا۔ جب یہ حضرت ابو عبیدہ کے حضور میں حاضر ہوا اور وہ نام نہ گرامی دیا۔ آپ
 اُس کو پڑھا اور تمام شکر کے لوگوں کو جمع کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 فرمان شریف سب کو پڑھ کر سنا دیا۔ پس فوراً چار آدمی لشکر میں سے باہر نکالے
 اور اللہ تعالیٰ شانہ کی حد کو اپنی پشت پر لیا۔ وہ عیسائی کہتا ہے کہ میں نے اپنے ایمان
 کی تجدید کی اور میں سچا مسلمان ہو گیا۔ اسے میرے نور سنا ہو دیکھ ہمیشہ سچ بولو
 کہ تم سچائی کا ہے کہ عمر بھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عالم علی اللہ علیہ السلام

اسلم کے صحبت سے شرف یاب رہے اور انتقال کے بعد بھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کے پہلو سے مبارک مین آرام فرمایا۔

راستی موجب رضا خداست | کس ندیم کہ گمراہ از رہ راست

التماس ۳۷۔ دوسری صفت اسلام کی عدل ہے اسی صفت سے
حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور ہوئے۔ اس کی برکت بھی یہی تھی کہ آپ نے بھی
حضور پر نور کے پہلو سے مبارک مین جگہ پائی۔

التماس ۳۸۔ تیسری صفت اسلام کی حیا ہے۔ اس کی تعریف یہ ہے
کہ حضور پر نور سے ہر چیز کے اوسط کو اپنا پایا ہے مگر حیا کی نسبت فرمایا ہے اَلْحَيَا
حَيَا وَكَفَلَتْ لِي یعنی حیا سب کی سب اچھی ہے۔ مفسر کہ یہ دونوں صفتیں حیا
۱۱۔ عدل کی بھی ہم لوگوں میں باقی نہ رہی۔ جہاں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ
صداقت گئی وہیں حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے ساتھ عدالت و حیا
رخصت ہوئی۔

التماس ۳۹۔ چوتھی صفت اسلام کی شجاعت ہے وہ
حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نجف
شریف کے قبہ مبارک کے سایہ میں آرام کر رہی ہے۔ ہزار حیف کہ ہمارے کیسے کیسے
قیمتی جواہر تافت ہو گئے اور ہمیں کچھ پروا نہیں۔

التماس ۴۰۔ میرے نور چشمو اپنے دنیوی معاملات کو درست کرو
و پائنت۔ امانت۔ ٹیک چلنی یہ تین صفتیں ایسی ضروری ہیں کہ نیک آدمی
کے لئے جس کے ساتھ دنیا کے بھی کاروبار لگے ہوئے ہیں مذہبی احکام کے برابر سمجھو
کیا اچھی وہ دنیا کہ جس کے ذریعہ سے آدمی دین کا فائدہ اٹھا
کیا بُرا وہ دین کہ جس کے پردہ میں آدمی دنیا حاصل کرے

وبالله التوفيق وعليه التكلان وهو نعم المولى ونعم النصير - فقط

بِالْحَمْدِ لِلَّهِ الْمَوْلَى

نصحت گوشت کن جهان که از جهان دوست تر دارند
چو آنان سعادت مندین پریشان را

